



۷۸۶
۱۱۰_۹۲
یا صاحب الزماں ادرکنی



لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ـ

www.ziaraat.com

SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



سبیلِ سکینہؑ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد۔ (پاکستان)

محترم جناب ____________________

السلام علیکم

کتاب کوئی بھی ہو ہر آدمی کی دسترس میں نہیں ہوتی۔ یا تو اس کی قیمت اتنی ہوتی ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں عام آدمی اس بات کا متحمل نہیں ہوسکتا کہ وہ ان کتابوں کو خرید کر اپنے گھروں میں رکھے تا کہ ان کے بچوں کی صحیح تربیت ہوسکے۔ اور ان کی معلومات میں اضافہ ہوسکے۔ اگر عام طالبعلم کتابیں پڑھ کر ڈاکٹر یا انجینیر بن سکتا ہے تو وہ اپنی ہی زبان میں دینی کتابیں پڑھے تو اسے کیوں کر سمجھ نہیں آسکتیں اور وہ ان کتابوں کو پڑھ کر دین حق کو سمجھ سکتا ہے چاہے وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔ اور پھر علم حاصل کرنا تو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسی حدیث رسولؐ کی روشنی میں ہم کو یہ موقع ملا کہ ہم دینِ حق کی بہتر خدمت کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم تقریباً ۵۰۰ کتب پر مشتمل ایک اسلامی ڈیجیٹل لائبریری پیش کر رہے ہیں۔ ان DVD's پر لکھ دیا گیا ہے کہ

NOT FOR COMMERCIAL USE

ہم علماء دین واہلِ نظر سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ تمام مومنوں و مومنات کو دورِ حاضر کے جدید تکنیکی تقاضوں کی ضرورت سے ہم آہنگی کی طرف توجہ دلائیں۔ سبیلِ سکینہؑ اُن تمام حضرات کی شکر گزار ہے جنھوں نے ہماری کاوش میں بھرپور ساتھ دیا خصوصاً ziaraat.com جس کے ذریعے سے مزید اسلامی ویب سائٹس نے اس ڈیجیٹل لائبریری کو اپنی ویب سائٹس پر جگہ دی یعنی ہم سب کی یہی کوشش ہے کہ علم حاصل کرنے کیلئے ہر اس ضروری قدم کی طرف بڑھیں جس سے محمد وآلِ محمدؐ کی خوشنودی حاصل ہو۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ محمد وآلِ محمدؐ کے فضل سے ہمارے علم میں اضافہ کرے اور ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ رکھے اور نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم علم کے ہتھیار سے شیطانی تباہ کاری و موجودہ دہشتگردی کا مقابلہ کر سکیں۔

ہم ایک بار پھر اسلامی معاشرے کے علمی شخصیات سے گزارش کرتے ہیں کہ قولِ رسول کے مطابق
تمام مسلمانوں کو علم حاصل کرنے کی شدید ضرورت پر توجہ دلائیں۔

نوٹ۔ (اسلامی ڈیجیٹل لائبریری www.ziaraat.com پر online دستیاب ہے۔)

(دعا گو ۔سید نذر عباس و ممبران سبیل سکینہؑ ۔ ۱۵ شعبان ۱۴۲۹ھ)

email: sabeelesakina@gmail.com

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

تاریخ ابن کثیر

شہرۂ آفاق عربی کتاب

البدایۃ والنہایۃ

کا اردو ترجمہ

جلد نمبر ۱۲

۴۰۶ھ سے ۵۸۸ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے' اس میں زیادہ تر اعیان و مشاہیر کی سوانح حیات ہے' مثلاً قاضی القضاۃ ابن ابی الشوارب القدوری' محمود بن سبکتگین' بوعلی سینا اور ان کے علاوہ بھی بہت سے بزرگوں کے حالات درج ہیں جو نہایت ہی ایمان افزا اور روح پرور ہیں' اس کے علاوہ حارم اور حطین کے معرکوں کا تفصیلی ذکر ہے۔

تصنیف ❁ علامہ حافظ ابو الفدا عماد الدین ابن کثیر (۷۰۱ھ-۷۷۴ھ)

ترجمہ ❁ مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

البداية والنهاية

نام کتاب	....	تاریخ ابن کثیر (جلد ۱۲)
مصنف	....	علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر
ترجمہ	....	مولانا اختر فتح پوری
ناشر	....	نفیس اکیڈیمی۔ کراچی
طبع اوّل	....	فروری ۱۹۸۹ء
ایڈیشن	....	آفسٹ
ضخامت	....	۴۴۸ صفحات
ٹیلیفون	....	۷۷۲۲۰۸۰۔۰۲۱

تعارف

البدایہ والنہایہ (جلد۱۲)

البدایہ والنہایہ کی جلد دوازدہم ۴۰۶ھ سے لے کر ۵۸۸ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے' اس جلد میں زیادہ تر اعیان و مشاہیر اسلام کے حالات و سوانح کو بیان کیا گیا ہے' مثلاً اس جلد میں مشاہیر اسلام میں سے قاضی القضاۃ ابن ابی الشوارب القدوری' محمود بن سبکتگین' ابوعلی سینا' ملک مسعود' الشریف المرتضٰی' قاضی ماوردی' ابن الصباغ' طغرل بیگ' ابن حزم الظاہری' الپ ارسلان' ابوالقاسم قشیری' قاضی ابوعبداللہ الدامغانی' نظام الملک' امام غزالی' سید عبدالقادر الجیلانی' حریری' زمخشری' فقیہ ابن بکر بن العربی' سلطان نورالدین شہید' سلطان صلاح الدین ایوبی' ملک صالح بن سلطان نورالدین شہید' سلطان سنجر' ابن عساکر اور ابوالقاسم سہیلی کے حالات بیان کیے گئے ہیں' ان کے علاوہ بھی بہت سے بزرگوں کے حالات اس جلد میں درج ہیں جو نہایت ہی ایمان افزا اور روح پرور ہیں۔

اس کے علاوہ حارم اور حطین کے معرکوں کا تفصیلی ذکر ہے نیز یہ کہ نصاریٰ نے بیت المقدس پر کب قبضہ کیا اور سلطان صلاح الدین نے بیت المقدس کو نصاریٰ کے بانوے سالہ قبضے سے کیسے رہا کرایا' یہ ایک دلچسپ اور ایمان افروز داستان ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے' نیز ان میں فرنگیوں کے عکا پر قبضہ کرنے کے واقعات کو بھی بیان کیا گیا ہے اور صفد اور قلعہ کوکب کی فتح کا بھی اس میں تذکرہ موجود ہے' اور سلاطین اسلام کی سیرت حسنہ اور بلندیٔ کردار کا بھی ذکر ہے' ان باتوں کے علاوہ کچھ ایسے عجیب و غریب واقعات بھی بیان کئے گئے ہیں جو دنیا میں شاذ و نادر ہی وقوع پذیر ہوئے ہیں۔

القصہ یہ جلد ایک سلکِ مروارید ہے جس کے لؤلوئے لالا قارئین کی نگاہوں کو خیرہ کیے دیتے ہیں' امید ہے قارئین اس کے مطالعہ سے شادکام ہو کر اس کے ناشر کے حق میں دعائے خیر کریں گے جس کی عالی ہمتی نے یہ بیش بہا خزانہ ان کے ہاتھوں تک پہنچایا ہے۔

والسلام

اختر فتح پوری



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واقعات ـــــ ۴۰۶ھ

اس سال یکم محرم کو منگل کے روز اہل سنت اور روافض کے درمیان جنگ برپا ہوگئی۔ پھر وزیر فخر الملک نے اس شرط پر جنگ کو روک دیا کہ روافض اپنی یوم عاشورہ کی بدعت پر جو وہ ٹاٹ لٹکا کر اور رو رو کر کرتے تھے' عمل کریں' اور اس ماہ بصرہ میں سخت وباء کے پڑنے کی خبر آئی۔ جس نے گورکنوں کو اور لوگوں کو اپنے مردوں کو دفن کرنے سے عاجز کر دیا اور ماہِ جون میں شہر پر ایک بادل سایہ فگن ہوگیا' اور ان پر شدید بارش کی' اور ۳ رصفر کو ہفتے کے روز مرتضیٰ کے لیے طالبیوں کی ناانصافیوں کی اور حج کی نقابت کو سنبھالا' اور ان تمام امور کو بھی سنبھالا' جن کو اس کے بھائی الرتضیٰ نے سنبھالا ہوا تھا اور اس کا حکم نامہ اعیان کی موجودگی میں پڑھا گیا' اور وہ جمعہ کا دن تھا۔

اور اس ماہ میں حجاج کے بارے میں خبر آئی کہ ان میں سے چودہ ہزار آدمی پیاس کے باعث ہلاک ہوگئے ہیں' اور یہ کہ انہوں نے پیاس کے باعث اونٹوں کا پیشاب پیا' اور اس ماہ میں محمود بن سبکتگین نے بلادِ ہند سے جنگ کی اور راہنما اسے دور دراز شہروں میں لے گئے' اور وہ ایسے علاقوں میں پہنچے' جسے سمندر کے پانی نے ڈھانک لیا تھا۔ پس وہ کئی روز تک پانی میں گھسا رہا' اور فوج بھی پانی میں گھس گئی۔ حتیٰ کہ اپنی فوج کے بہت سے آدمیوں کے غرق ہو جانے کے بعد خراسان کی طرف واپس آ گیا اور اس سال عراق میں سے کسی قافلے نے اعراب کے علاقوں میں فساد کے باعث حج نہ کیا۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

شیخ ابو حامد اسفرائنی:

امام الشافعیہ' احمد بن محمد بن احمد جو اپنے زمانے میں شافعیہ کے امام تھے۔ ۳۴۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اور چھوٹی عمر میں ۳۶۳ھ یا ۳۶۴ھ میں بغداد آئے' اور ابوالحسن ابن المرزبان سے فقہ' پڑھی' پھر ابوالقاسم الدارکی سے پڑھا' اور ہمیشہ حالات آپ کو بلند کرتے رہے' حتیٰ کہ آپ شافعیہ کے ہیڈ بن گئے اور سلطان اور عوام کے ہاں آپ کی عزت بڑھ گئی۔ آپ ایک جلیل القدر' شریف اور فقیہ امام تھے' اور آپ نے المزنی کی اپنے حاشیے میں تقریباً پچاس جلدوں میں بھرپور شرح کی ہے اور اصول الفقہ میں آپ کا ایک اور بھی حاشیہ ہے' اور آپ نے اسرائیلی وغیرہ سے روایت کی ہے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کو کئی بار دیکھا ہے' اور میں حضرت عبداللہ بن المبارک کی مسجد میں آپ کی

تدریس میں ربیع کے آنے تک میں حاضر ہوا اور ازجی اور خلال نے اس سے حدیث پائی اور روایت کی اور بعض نے ایک بیان کرنے والے سے سنا ہے کہ آپ کی تدریس میں سات سو فقیہ سیکھنے والے حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر امام شافعی آپ کو دیکھتے تو آپ خوش ہوتے۔

اور ابوالحسن قدوری نے بیان کیا ہے کہ میں نے شافعیہ میں ابو حامد سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا اور میں نے آپ کے تفصیلی حالات طبقات الشافعیہ میں بیان کیے ہیں اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ قدوری نے بیان کیا ہے کہ آپ امام شافعی سے بڑے فقیہ اور مفکر تھے' ابواسحاق نے بیان کیا ہے کہ قدوری کی یہ بات مسلمہ نہیں۔ بلاشبہ ابو حامد اور آپ کے امثال کو حضرت امام شافعی سے وہی نسبت تھی' جیسے کہ شاعر نے کہا ہے:

''وہ مکہ میں نوفل کے قبائل میں اُترے' اور میں ویرانے میں دور ترین منزل میں اُترا''۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کی تصانیف بھی ہیں۔ التعلیقۃ الکبریٰ' اور آپ کی ایک کتاب البستان بھی ہے' اور وہ چھوٹی سی ہے' جس میں عجیب وغریب باتیں ہیں اور ایک مناظرے میں ایک فقیہ نے آپ پر اعتراض کیا تو شیخ ابو حامد کہنے لگے

''اس نے لوگوں کے نزدیک کھلی بدسلوکی کی' اور جرأت سے کام لیا' اور غدر' پوشیدہ طور پر آیا' اور جو کوتاہی ہوگئی تھی' اُسے مضبوط کیا' اور جو شخص اپنی بدسلوکی کی حقیقت کو مٹانا چاہے اور عذر کو مخفی رکھے' وہ بہت بڑی غلط میں ہے''۔

آپ نے اس سال کی ۱۹ رشوال کے ہفتے کی شب کو وفات پائی' اور صحراء میں آپ کے جنازے کے بعد آپ کو اپنے گھر میں دفن کیا گیا' لوگوں کو بہت اکٹھ تھا' اور رونا بھی بہت تھا۔ پھر ۴۱۰ھ میں آپ کو بابِ حرب کے قبرستان میں منتقل کر دیا گیا۔ ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ کی عمر ۶۱ سال چند ماہ تھی۔

ابواحمد الفرضی:

عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن علی بن مہران' ابوسلم الفرضی المقری' آپ نے المحاملی اور یوسف بن یعقوب سے سماع کیا اور ابوبکر بن الانباری کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ آپ ثقہ امام' متقی' باوقار' بہت بھلائی کرنے والے تھے۔ اور قرآن بہت پڑھتے تھے۔ پھر آپ نے حدیث کا سماع کیا اور آپ جب شیخ ابو حامد اسفرائنی کے پاس آئے تو وہ برہنہ پا آپ کے پاس آئے' اور مسجد کے دروازے پر آپ سے ملے' آپ ۸۰ سال سے زیادہ عمر پا کر فوت ہوئے۔

الشریف الرضی:

محمد بن الطاہر ابواحمد الحسین بن موسیٰ ابوالحسن العلوی بہاء الدولہ نے آپ کو الرضی ذوالحسبتین کا لقب دیا اور آپ کے بھائی مرتضیٰ کو ذوالمجدین کا لقب دیا۔ آپ نے اپنے باپ کے بعد بغداد میں طالبیوں کی نقابت سنبھالی اور آپ ہمہ گیر شاعر تھے' اور فیاض سخی تھے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ الشریف' اپنے اشعار کی کثرت کی وجہ سے قریش کا سب سے بڑا شاعر ہے اور آپ کے اچھے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

تو جو عزت چاہے حاصل کر' عزت کوئی گراں چیز نہیں' خواہ تو اسے چھوٹی اور طویل باتوں سے حاصل کر' وہ شخص کم عقل

نہیں جو عزت کو مال سے حاصل کرے مال کو صرف لوگوں کی حاجات کے واسطے جمع کیا جاتا ہے اور نوجوان وہی ہے جو اموال کو بلندیوں کی قیمت بنادے۔

اور اس کے یہ اشعار بھی ہیں ۔

''اے بید مجنوں کے پرندے جو شاخ پر گا رہا ہے' تیرے رونے نے مجھے برانگیختہ کر دیا ہے' کیا تو اس کا پیغام پہنچا دے گا جس کا دل شیفتہ ہو چکا ہے بلاشبہ آزاد قیدی کی ضرورت کو پورا کرتا ہے' الوداع کے روز ہمیں تباہ کرنے والے نے ایک جرم کا ارتکاب کیا' اور ایک محرم سے میرے عشق کے کیا کہنے۔ اگر ذوسلم کے زمانے کی یاد نہ ہوتی اور چشمے کے پاس میری حاجات اور اوطان کی یاد نہ ہوتی' تو میں اپنے جگر میں غم کی آگ کو نہ سلگاتا' اور اپنی آنکھوں کو اشکوں کے پاس سے بھگوتا''۔

اور الرضی کی طرف ایک قصیدہ کو منسوب کیا گیا ہے جس میں وہ حاکم عبیدی کے پاس ہونے کی تمنا کرتا ہے' اور اس میں اپنے باپ کا ذکر کرتا ہے' کہ کاش جب اس نے اس کا حال اور مقام دیکھا تو وہ بھی اس کے پاس ہوتا اور جب خلیفہ کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے چاہا کہ وہ اسے اپنے پاس بلائے' تاکہ اس کی ضرورت کو پورا کرے اور لوگ اس کے حال کو جان لیں۔ اس نے اس قصیدہ میں کہا ۔

''مصر میں علوی خلیفہ ہو اور میں دشمنوں کے ملک میں ذلت کو اختیار کروں' اور جب دور دراز کا شخص مجھ پر ظلم کرے تو اس کا باپ میرا باپ اور اس کا آنا میرا آنا ہو''۔

اور جب خلیفہ القادر نے اس قصیدہ کے متعلق سنا تو وہ بے قرار ہو گیا اور اس نے اس کے باپ موسوی کو ملامت کرتے ہوئے پیغام بھیجا' تو اس نے اپنے بیٹے الرضی کو پیغام بھیجا تو اس نے اس قصیدہ کے کہنے سے انکار کیا اور روافض کا کام ہی جھوٹ بولنا ہے' اس کے باپ نے اسے کہا' اگر تو نے اسے نہیں کہا تو کچھ اشعار کہہ جس میں بیان کر کہ مصر کا حاکم لے پالک ہے اور اس کا کوئی نسب ہے۔ اس نے کہا' میں اس کی مصیبت سے ڈرتا ہوں' اور اس نے اس بات پر اصرار کیا کہ اس کے باپ نے اسے جو حکم دیا ہے وہ اس کے مطابق اشعار نہیں کہے گا۔ اور خلیفہ کی جانب سے اس بارے میں ان کے پاس خطوط آتے رہے اور وہ ان سے انکار کرتے رہے۔ حتیٰ کہ اس نے شیخ ابو حامد الفرائنی اور قاضی ابوبکر کو ان دونوں کے پاس بھیج دیا اور اس نے ان دونوں کے روبرو مؤکد قسمیں کھائیں کہ اس نے یہ قصیدہ نہیں کہا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی حقیقت حال کو بہتر جانتا ہے۔

اس نے اس سال کی ۵ رمحرم کو ۴۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور اس کے جنازے میں وزیر اور قضاۃ حاضر ہوئے اور وزیر نے اس کی تعریف کی اور اسے مسجد الانباری میں اس کے گھر میں دفن کیا گیا۔ اور جن چیزوں پر وہ متصرف تھا۔ ان پر اس کا بھائی مرتضیٰ متصرف ہو گیا اور اس سے زائد چیزوں اور دیگر مناصب پر بھی متصرف ہوا۔ اور الرضی نے اپنے بھائی کا بہت اچھا مرثیہ کہا ہے۔

بادیس بن منصور حمیری

ابو المعز مناد بن بادیس[1] بلادِ افریقہ کا حاکم تھا اور الحاکم کا نائب تھا اور اس نے اسے نصیر الدولہ کا لقب دیا اور وہ بڑی ہیبت و سطوت اور عزت والا تھا اور جب وہ نیزہ ہلاتا تھا تو اسے توڑ دیتا تھا۔ اس سال کے ذوالقعدہ کے آخر میں بدھ کی شب کو اچانک اس نے وفات پائی اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اس شب اس کے خلاف بددعا کی تھی اور اس کے بعد اس کا بیٹا المعز مناد حکمران تھا۔

واقعات ـــ ۴۰۷ھ

اس سال کے ربیع الاوّل میں کربلا میں حضرت حسین بن علی کا مزار اور اس کے برآمدے جل گئے اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ لوگوں نے دو بڑی شمعیں روشن کیں' اور رات کو وہ دونوں پردے پر گر پڑیں اور اس سے دوسری چیزوں کو آگ لگ گئی' اور جو کچھ ہونا تھا ہوا۔ اور اسی طرح اس ماہ میں بغداد کا دارالقطن اور باب البصرہ کی بہت سی جگہیں جل گئیں' اور سامرا کی جامع بھی جل گئی۔

اور اس ماہ میں مسجد حرام کے رکن یمانی کے پراگندہ کرنے اور مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی قبر کے سامنے کی دیوار کے گر جانے کی خبر آئی اور یہ کہ بڑا گنبد' بیت المقدس کی صخرہ پر گر گیا ہے۔ اور عجیب و غریب تر اتفاقات ہیں۔ اور اس سال میں بلادِ افریقہ کے شیعوں کو قتل کر دیا گیا اور ان کے اموال لوٹ لیے گئے' اور ان میں سے صرف وہی بچا جو معروف تھا۔

اور اس سال بلادِ اندلس میں علویوں کی حکومت کی ابتداء ہوئی' اور علی بن حمود بن ابی العیس العلوی اس حکومت پر متصرف ہوا' اور اس سال کے ماہ محرم میں وہ قرطبہ میں داخل ہوا اور اس نے سلیمان بن الحکم اموی کو قتل کیا' اور اس کے باپ کو بھی قتل کیا اور وہ ایک صالح شیخ تھا' اور لوگوں نے اس کی بیعت کی' اور اس نے متوکل علی اللہ کا لقب اختیار کیا۔ پھر یہ اس سال کی ۸ ذوالقعدہ کو ۴۸ سال کی عمر میں اس حمام میں قتل ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بھائی القاسم بن حمود نے حکومت سنبھالی' اور مامون کا لقب اختیار کیا۔ اس نے چھ سال حکومت کی' پھر اس کا بھتیجا یحییٰ بن ادریس کھڑا ہوا' پھر امویوں نے قابو پا لیا' حتیٰ کہ علی بن یوسف بن تاشفین نے مسلمانوں کی حکومت سنبھال لی' اور اس سال محمود بن سبکتگین نے خوارزم شاہ مامون بن مامون کے بعد بلادِ خوارزم پر قبضہ کر لیا' اور اس سال سلطان الدولہ نے ابوالحسن علی بن الفضل رامہرمزی کو فخر الملک کی بجائے وزیر بنایا' اور اسے خلعت دیا' اور اس سال بلادِ مغرب سے کسی شخص نے شہروں اور راستوں میں فساد کے باعث حج نہیں کیا۔



[1] النجوم الزاہرۃ میں المعز بن بادیس بن منصور بن بلکین الحمیری ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن یوسف بن دوست:

ابوعبداللہ البزار حافظ حدیث اور مالکی مذہب کے فقیہ' آپ دارقطنی کی موجودگی میں علم حدیث پر گفتگو کیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ دارقطنی نے اس وجہ سے ان پر اعتراض کیا اور آپ نے دوسروں کے متعلق بھی اعتراضات کیے ہیں جن میں کوئی برا نقص نہیں نکالا گیا' ازہری نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کی کتب کو تر و تازہ پایا ہے اور آپ بیان کیا کرتے تھے کہ آپ کے کہنہ اصول غرق ہو چکے ہیں اور آپ نے اپنے حفظ سے حدیث لکھوائی' جبکہ المخلص اور ابن شاہین زندہ موجود تھے۔ آپ نے رمضان میں ۸۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

وزیر فخر الملک:

محمد بن علی بن خلف ابو غالب وزیر' آپ واسط کے باشندے تھے اور آپ کا باپ صراف تھا اور احوال آپ کو لیے پھرے۔ حتیٰ کہ آپ بہاؤ الدولہ کے وزیر بن گئے اور آپ نے بہت سے اموال جمع کیے اور ایک بڑا گھر تعمیر کیا جو الفخریہ کے نام سے مشہور ہے یہ گھر اوّلاً خلیفہ المتقی للہ کا تھا اور اس نے اس پر بہت اموال خرچ کیے اور وہ فیاض' سخی اور بہت صدقہ کرنے والا تھا۔ اس نے ایک دن میں ایک سو محتاجوں کو لباس پہنایا۔ اسی طرح وہ بہت نمازی بھی تھا۔ اور وہ پہلا شخص تھا جس نے ۱۵ شعبان کو شیرینی تقسیم کی اور اس کا میلان تشیع کی طرف تھا' اور سلطان الدولہ نے اہواز میں اس سے مطالبہ کیا' اور اس سے چھ لاکھ سے کچھ زیادہ دینار لے لیے' جو املاک و جواہر اور متاع کے علاوہ تھے۔ سلطان الدولہ نے اسے قتل کر دیا اور قتل کے روز اس کی عمر ۵۲ سال چند ماہ تھی۔

کہتے ہیں کہ اس کی ہلاکت کا باعث یہ تھا کہ ایک شخص کو اس کے ایک غلام نے قتل کر دیا' اور اس شخص کی بیوی نے اس وزیر سے مدد مانگی اور اس تک اپنی بات پہنچائی' اور یہ اس کی التفات نہ کرتا تھا۔ ایک روز اس نے اسے کہا' اے وزیر میں نے آپ تک جو بات پہنچائی ہے کیا آپ نے اس پر غور کیا ہے۔ تو نے اس کی طرف توجہ نہیں کی اور میں نے اسے اللہ عزوجل کے حضور پیش کر دیا ہے اور میں اس پر دستخط ہونے کی منتظر ہوں۔ اور جب اسے گرفتار کیا گیا تو اس نے کہا' خدا کی قسم اس عورت کا فیصلہ صادر ہو گیا ہے' اور جو کچھ اس کے ساتھ ہونا تھا وہ ہوا۔

واقعات ــــ ۴۰۸ھ

اس سال بغداد میں اہل سنت اور روافض کے درمیان عظیم جنگ ہوئی۔ جس میں فریقین کے بہت سے لوگ مارے گئے' اور اس سال ابوالمظفر بن خاقان نے بلادِ ماوراء النہر وغیرہ پر قبضہ کر لیا' اور شرف الدولہ کا لقب اختیار کیا' اور یہ کام اس کے بھائی طغان خان کی وفات کے بعد ہوا اور طغان خان ایک دیندار' اور فاضل شخص تھا۔ جو اہل علم دیندار لوگوں سے محبت کرتا تھا

اور اس نے ایک بار ترکوں سے جنگ کی اور ان میں سے دو لاکھ آدمیوں کو قتل کر دیا اور ایک لاکھ کو قیدی بنا لیا اور سونے اور چاندی اور چینی کے برتن غنیمت میں حاصل کیے کہ ان کی مثل کسی نے نہیں دیکھی اور جب وہ فوت ہو گیا تو مشرک بلادِ شرقیہ پر غالب آ گئے

اور اس سال کے جمادی الاولیٰ میں ابوالحسین احمد بن مہذب الدولہ نے علی بن نصر کو اس کے باپ کے بعد بلاد البطائح کا حاکم مقرر کیا اور اس کے عمزاد نے اس سے جنگ کی اور اس پر غالب آ کر اسے قتل کر دیا۔ پھر اس کی مدت بھی اس پر دراز نہ ہوئی اور وہ قتل ہو گیا۔ پھر اس کے بعد یہ علاقے حاکم بغداد سلطان الدولہ کی طرف واپس آ گئے اور عوام نے لالچ کیا' اور واسط کی طرف گئے اور انہوں نے ترکوں سے جنگ کی۔ اور اس ماہ میں نورالدولہ ابوالاغر دبیس نے ابن ابی الحسن بن فرید کو اس کے باپ کی وفات کے بعد حاکم مقرر کیا اور اس ماہ میں سلطان الدولہ بغداد آیا اور نمازوں کے اوقات میں طبل بجائے گئے اور یہ دستور نہ چلا اور اس نے فرواش کی دختر سے پچاس ہزار دینار مہر پر اپنا نکاح کر لیا اور اہل عراق میں سے کسی نے شہروں کے فساد اور اعراب کے فساد اور حکومت کی کمزوری کے باعث حج نہ کیا۔

ابن الجوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے کہ سعد اللہ بن علی البزار نے ہمیں بتایا کہ ابوبکر الطریثیثی نے خبر دی کہ ہبۃ اللہ بن الحسن الطبری نے خبر دی کہ اس نے بتایا کہ ۴۰۸ھ میں خلیفۃ القادر باللہ نے معتزلہ کے فقہاء سے توبہ کا مطالبہ کیا تو انہوں نے رجوع کا اظہار کیا' اور اعتزال' رفض اور مخالف اسلام باتوں سے بیزاری کا اظہار کیا اور اس کے متعلق ان کی تحریرات لی گئیں کہ جب انہوں نے مخالفت کی تو انہیں ایسی سزا وعقوبت دینا جائز ہو گی۔ جس سے ان کے امثال نصیحت حاصل کریں گے اور محمود بن سبکتگین نے اس بارے میں امیر المؤمنین کے حکم پر عمل کیا اور اس کے ان اعمال کی پیروی کی جن پر اس نے اسے بلاد خراسان وغیرہ میں معتزلہ رافضہ' اسماعیلیہ' قرامطہ' جہمیہ' اور مشبہ کے قتل کے متعلق نائب مقرر کیا تھا اور اس نے انہیں صلیب دیا اور قید کیا اور جلا وطن کیا اور منابر پر ان پر لعنت کرنے کا حکم دیا اور اہل بدعت کے تمام گروہوں کو ان کے گھروں سے جلا وطن کر دیا اور یہ کام اسلام میں ایک مشقت بن گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حاجب کبیر شباشی ابونصر:

شرف الدولہ کا غلام بہاؤ الدولہ نے اُسے سعید کا لقب دیا اور وہ اللہ کا قرب حاصل کرنے والے کاموں پر بہت صدقہ کرنے والا اور وقف کرنے والا تھا۔ اور ان میں سے ایک کام یہ بھی ہے کہ اس نے شفاخانے پر زمین کو وقف کیا جس سے بہت سی کھیتیاں پھل اور ٹیکس حاصل ہوتا تھا۔ اور اس نے خندق کا پل' شفاخانہ اور الناصریہ وغیرہ کو تعمیر کیا اور جب وہ فوت ہوا تو اسے امام احمد کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور اس نے وصیت کی کہ اس پر عمارت نہ بنائی جائے' اور انہوں نے اس کی مخالفت کی' اور اس پر ایک گنبد بنا دیا جو اس کی موت کے تقریباً ستر سال بعد گر پڑا' اور عورتیں اس کی قبر کے پاس جمع ہو کر رونے اور نوحہ کرنے

لگیں۔ اور جب وہ واپس آئیں تو ان میں سے ایک بڑھیا نے۔ جو ان کی پیشرو تھی۔ خواب میں دیکھا کہ گویا ایک ترکی اپنی قبر سے نکل کر ان کے پاس آیا ہے اور اس کے پاس ایک گرز ہے اس نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں اس سے روک دیا گیا دیکھتی ہے کہ وہ حاجب سعید ہے اور وہ ڈر کر بیدار ہو گئی۔

واقعات — ۴۰۹ھ

۱۷ محرم جمعرات کے روز دارالخلافت کی جماعت میں اہل سنت کے مذہب کے بارے میں ایک خط پڑھا گیا' اور اس میں لکھا تھا کہ جس نے قرآن کو مخلوق کہا وہ کافر ہے جس کا خون حلال ہے۔ اور ۱۵ر جمادی الاولیٰ کو نمکین سمندر میں بکثرت پانی ہو گیا اور ابلہ کے قریب آ گیا اور دو روز بعد' بصرہ میں داخل ہو گیا۔

اور اس سال محمود بن سبکتگین نے بلادِ ہند سے جنگ کی اور اس نے اور شاہِ ہند نے ایک دوسرے پر حملے کیے اور لوگوں نے باہم عظیم جنگ کی اور وہ ہندوستان کی شکست سے ختم ہوگئی' اور مسلمان انہیں اپنی مرضی کے مطابق قتل کرنے لگا' اور انہوں نے ان سے جواہر' سونے اور چاندی کے بڑے اموال حاصل کیے۔ نیز ان سے دو سو ہاتھی بھی لیے اور ان میں سے بھگوڑوں کا تعاقب کیا اور بہت سی کارگاہوں کو تباہ کر دیا' پھر وہ مؤید و منصور ہو کر غزنی واپس آ گیا۔ اور اعراب کے فساد' اور شہروں کے فساد کی وجہ سے اس سال عراق کے راستے سے کسی نے حج نہ کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

رجاء بن عیسیٰ بن محمد:

ابو العباس الانصنا دی' مصر کی ایک بستی انصنا کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے آپ کو انصنا دی کہا جاتا ہے' آپ بغداد آئے اور وہاں حدیث بیان کی اور حفاظ نے آپ سے سماع کیا' اور آپ مالکی فقیہ تھے' اور حکام کے ہاں عادل' اور پسندیدہ تھے۔ پھر آپ اپنے شہر کو واپس آ گئے اور وہیں وفات پائی۔ آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی۔

عبداللہ بن محمد بن ابی علان:

ابو احمد اہواز کے قاضی' آپ مالدار آدمی تھے اور آپ کی تصانیف بھی ہیں' جن میں سے ایک کتاب معجزات النبی ﷺ بھی ہے۔ آپ نے اس میں ایک ہزار معجزات کو جمع کیا ہے۔ آپ معتزلہ کے کبار شیوخ میں سے تھے۔ آپ نے اس سال میں ۸۹ سال کی عمر میں وفات پائی۔

علی بن نصر:

ابن ابی الحسن' مہذب الدولہ' صاحب بلاد البطیحہ' آپ کے بہت سے کارنامے ہیں۔ اور لوگ شدائد میں آپ کے شہر کی پناہ لیتے تھے' اور آپ انہیں پناہ دیتے تھے' اور ان سے حسن سلوک کرتے تھے۔ اور آپ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ جب

امیر المومنین القادر نے آپ سے پناہ مانگی اور الطائع سے بھاگتے ہوئے آپ کے ہاں اترے تو آپ نے ان سے حسن سلوک کیا اور پناہ دی اور وہ آپ کی خدمت ہی میں رہا حتیٰ کہ اس نے مومنین کی امارت کو سنبھالا اور یہ کام اس کے نزدیک بڑا کارنامہ تھا۔ اور اس نے ۳۲ سال چند ماہ بطائح پر حکومت کی اور اس سال ۷۲ برس کی عمر میں وفات پائی اور آپ کی موت کا سبب یہ تھا کہ آپ نے فصد کروائی اور آپ کا بازو پھول گیا اور آپ مر گئے۔

عبدالغنی بن سعید:

ابن علی بن مروان بن عبدالعزیز' ابو محمد ازدی مصری حافظ' آپ حدیث اور اس کے فنون عالم تھے اور اس بارے میں آپ کی بہت سی مشہور تصانیف ہیں۔ ابوعبداللہ الصوری الحافظ نے بیان کیا ہے کہ میری آنکھوں نے آپ کی مانند اچھے اوصاف والا نہیں دیکھا۔

اور دارقطنی نے بیان کیا ہے کہ میں نے مصر میں اس جوان کی مثل نہیں دیکھی جسے عبدالغنی کہا جاتا ہے' گویا وہ آگ کا شعلہ ہے اور آپ اس کی بہت تعریف کرنے لگے۔ اور اس عبدالغنی نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں حاکم کے اوہام کا بیان ہے اور جب حاکم کو اس کا پتہ چلا تو وہ اُسے لوگوں کو سنانے لگا اور عبدالغنی کے کمال کا اعتراف کرنے لگا اور اس کا شکریہ ادا کرنے لگا اور اس نے اس میں جو صحیح جواب دیا' اس کے متعلق بات چیت کرنے لگا' اللہ تعالیٰ دونوں پر رحم فرمائے۔ عبدالغنی ۲۸ ذوالقعدہ ۳۰۲ھ کو پیدا ہوا اور اس سال کے صفر میں فوت ہو گیا۔ رحمہ اللہ

محمد بن امیر المؤمنین:

آپ ابوالفضل کنیت رکھتے تھے' اور اس نے آپ کو اپنے بعد ولی عہد مقرر کیا تھا اور آپ کے نام کا سکہ ڈھالا گیا اور خطباء نے منابر پر آپ کا خطبہ دیا' اور آپ کو غالب باللہ کا لقب دیا' مگر یہ بات آپ کے لیے مقدر نہ تھی۔ آپ نے اس سال ۲۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

محمد بن ابراہیم بن محمد بن زید:

ابوالفتح البزاز' الطرسوسی' جو ابن البصری کے نام سے مشہور ہے۔ آپ نے بہت سے مشائخ سے سماع کیا اور الصوری نے بیت المقدس میں' جب آپ نے وہاں اقامت کی' آپ سے سماع کیا۔ آپ معتبر ثقہ تھے۔

واقعات — ۴۱۰ھ

اس سال یمین الدولہ محمود بن سبکتگین کا خط آیا' جس میں اس نے ہندوستان کے ان شہروں کا ذکر کیا' جنہیں اس نے گذشتہ سال فتح کیا تھا اور اس میں یہ بھی بیان کیا کہ وہ ایک شہر میں داخل ہوا' جس میں ایک ہزار بلند و بالا محلات' اور ایک ہزار صنم کدے تھے' جن میں بہت سے بت پڑے تھے۔ اور خاص بت پر ایک لاکھ دینار کی قیمت کا سونا تھا۔ اور نقرئی بتوں کی تعداد ایک ہزار سے زائد تھی۔ اور ان کے ہاں ایک معظم بت تھا' جس کی تاریخ وہ اپنی جہالت سے تین لاکھ سال بیان کرتے تھے۔ اور

ہم نے سب کچھ چھین لیا ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ چھینا ہے جسے شمار نہیں کیا جا سکتا اور اس لشکر نے بہت سی غنیمت حاصل کی ہے۔ اور انہوں نے عام شہروں اور علاقوں سے اور علاقات سے کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی اور ہندوؤں کے مقتولین کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی ہے اور ان میں سے تقریباً بیس ہزار نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور اس نے غلاموں کا خمس لگایا تو وہ ۵۳ ہزار تک پہنچا اور اس نے ۳۵۶ ہاتھیوں کو روک لیا اور بیس لاکھ درہم کے اموال حاصل کیے اور بہت سا سونا بھی حاصل کیا۔ اور اس سال کے ربیع الآخر میں ابوالفوارس کی وصیت پڑھی گئی اور اسے قوام الدولہ کا لقب دیا گیا۔ اور اس نے اسے خلعت دیا جو کرمان کی حکومت سے اس کے پاس لایا گیا اور اس سال عراق سے کسی نے حج نہیں کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اصفیر' جو حجاج کی حفاظت کیا کرتا تھا۔

احمد بن موسیٰ بن مردویہ:

ابن فورک' ابوبکر حافظ الاصبہانی' آپ نے اس سال کے رمضان میں وفات پائی۔

ہبۃ اللہ بن سلامہ:

ابوالقاسم نابینا' مہمان نواز' مفسر' آپ سب لوگوں سے بڑھ کر عالم اور تفسیر کے حافظ تھے۔ اور جامع منصور میں آپ کا ایک حلقہ تھا۔

ابن جوزی نے اپنی سند سے آپ کو منسوب کر کے بیان کیا ہے کہ ہمارا ایک شیخ تھا' ہم اسے سنایا کرتے تھے' اس کا ایک ساتھی فوت ہو گیا۔ تو اس نے اسے خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا' اللہ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا' اس نے مجھے بخش دیا ہے۔ اس نے پوچھا' منکر نکیر کے ساتھ تمہارا حال کیسا رہا؟ اس نے کہا جب ان دونوں نے مجھے بٹھایا اور مجھ سے سوال کیا تو اللہ نے مجھے سکھلایا کہ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قسم کھا کر مجھے پکارنا' پس ایک نے دوسرے سے کہا: اس نے دو عظیم ہستیوں کی قسم کھائی ہے اسے چھوڑ دو' وہ دونوں مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔

واقعات ـــــ ۴۱۱ھ

اس سال حاکم مصر کو قتل کر دیا گیا اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ جب ۲۸ رشوال کو منگل کی رات آئی تو حاکم بن المعز صاحب مصر گم ہو گیا اور اس سے مؤمنین اور مسلمین خوش ہوئے' اس لیے کہ وہ مغرور' حق کا مخالف' اور سرکش شیطان تھا۔ ہم ابھی اس کی بری صفات اور ملعون سیرت کو بیان کریں گے' اللہ اسے ذلیل و رسوا کرے۔

وہ اپنے اقوال وافعال اور حکام میں بہت متلون اور کجرو تھا۔ اور وہ فرعون کی طرح الوہیت کا دعویٰ کرنا چاہتا تھا' اور اس نے رعیت کو حکم دیا کہ جب خطیب منبر پر اس کا نام لے تو لوگ صفوں میں اس کے نام کے احترام اور اس کے ذکر کی عظمت کے لیے

اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ اس نے یہ کام اپنے بقیہ ممالک حتیٰ کہ حرمین شریفین میں بھی کیا اور اس نے اہل مصر کو خاص طور پر حکم دیا کہ جب وہ اس کے ذکر کے وقت کھڑے ہوں تو اسے سجدہ کرتے ہوئے گر جائیں۔ اور ان کے سجود سے بازار کے رذیل لوگ وغیرہ بھی اسے سجدہ کریں۔ جو جمعہ نہیں پڑھتے اور وہ جمعہ وغیرہ کو اللہ کو سجدہ نہیں کرتے تھے اور حاکم کو سجدہ کرتے تھے۔

اور ایک وقت اس نے اہل کتاب کو حکم دیا کہ وہ بادلِ نخواستہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ پھر اس نے انہیں اپنے دین کی طرف واپس جانے کی اجازت دے دی' اور اس نے ان کے گرجوں کو گرا دیا' پھر انہیں تعمیر کر دیا اور القمامہ کو گرا دیا' پھر اسے دوبارہ تعمیر کرا دیا اور مدارس بنائے اور ان میں فقہاء اور مشائخ کو مقرر کیا' پھر انہیں قتل کر دیا اور مدارس کو تباہ و برباد کر دیا۔ اور اس نے دن کے وقت بازاروں کو بند کر دیا اور رات کو کھولنا لوگوں پر لازم قرار دیا۔ اور انہوں نے طویل عرصہ تک اس پر عمل کیا۔ حتیٰ کہ وہ ایک شخص کے پاس سے گزرا جو دن کو بڑھئی کا کام کر رہا تھا۔ اس نے اس کے پاس کھڑے ہو کر کہا' کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا؟ اس نے کہا' اے میرے آقا! جب لوگ دن کو اسبابِ زندگی کے لیے کوشش کرتے تھے تو وہ رات کو جاگتے تھے' اور جب وہ رات کو اسبابِ زندگی کے لیے کوشش کرنے لگے' تو وہ دن کو جاگنے لگے ہیں۔ اور یہ بھی ایک قسم کی بیداری ہے۔ تو وہ مسکرا پڑا اور اسے چھوڑ دیا' اور اس نے لوگوں کو اپنے پہلے کام کی طرف لوٹا دیا اور یہ سب کچھ علامات کی تبدیلی کے لیے تھا' نیز اسباب کی آزمائش کے لیے تھا کہ عوام اس کی اطاعت کرتے ہیں تا کہ وہ اس سے برے اور بڑے کاموں کی طرف بڑھے' اور وہ بذاتِ خود انسپکشن کیا کرتا تھا۔ اور خود اپنے گدھے پر بازاروں میں گشت کیا کرتا تھا' اور وہ صرف گدھے پر ہی سوار ہوا کرتا تھا۔ اور جب وہ کسی کو معیشت میں خیانت کرتے پاتا تو ایک سیاہ فام غلام کو جو اس کے ساتھ ہوتا تھا' اور جس کا نام مسعود تھا' حکم دیتا کہ وہ اس کے ساتھ برا فحش کام کرے' اور یہ ایک برا اور ملعون حکم تھا' جس کی طرف کسی نے سبقت نہیں کی اور اس نے عورتوں کو اپنے گھروں سے باہر نکلنے سے روک دیا اور انگور کے درختوں کو قطع کر دیا۔ تا کہ لوگ ان سے شراب نہ بنائیں' اور انہیں ملوخیہ[1] پکانے سے منع کر دیا۔ اور جن چیزوں سے انسانی دماغ متاثر ہوتا ہے ان میں سے اچھی بات عورتوں کو باہر نکلنے سے روکنا' اور شراب کو ناپسند کرنا ہے۔ اور عوام اس سے بہت بغض رکھتے تھے اور اس سے اور اس کے اسلاف کو قصوں کی صورت میں گالیاں دے کر خطوط لکھتے تھے۔ اور جب وہ انہیں پڑھتا تو ان پر اس کے غیظ و غضب میں اضافہ ہو جاتا۔ حتیٰ کہ اہل مصر نے کاغذ کی ایک عورت بنائی' جو موزے اور چادر پہنے ہوئے تھے' اور اس کے ہاتھ میں گالیوں' لعنتوں اور مخالفت کا ایک قصہ تھا۔ پس جب اس نے اُسے دیکھا تو اُسے عورت خیال کیا' تو وہ اس کی ایک طرف سے گزرا اور اس کے ہاتھ سے قصہ لے لیا اور اسے پڑھا' اور جو کچھ اس میں تھا' اسے دیکھا' اس بات نے اسے بہت برافروختہ کر دیا اور اس نے اس عورت کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ کاغذی عورت ہے تو اس کے غیظ و غضب میں مزید اضافہ ہو گیا۔

پھر جب وہ قاہرہ پہنچا' تو اس نے حبشیوں کو حکم دیا کہ وہ مصر جائیں اور اُسے جلا دیں' اور اس میں جو مال و متاع اور قابل حفاظت چیزیں ہیں' انہیں لوٹ لیں' پس وہ گئے اور اس نے انہیں جو حکم دیا تھا' انہوں نے اس پر عمل کیا' اور اہل مصر نے ان سے

---

[1] ملوخیہ ایک قسم کی نباتات ہے۔ (مترجم)

تین دن شدید جنگ کی اور آگ نے گھروں اور قابل حفاظت چیزوں پر برا عمل کیا اور خدا اس کا کفارہ کرے۔

وہ ہر روز باہر نکلتا اور دعا کرتا ہے اور پوچھتا اور روتا اور کہتا: ان غلاموں کو حکم کس نے دیا ہے؟ پھر لوگ جامع میں اکٹھے ہوئے اور اللہ سے مدد مانگی اور ترکوں اور مشارقہ نے ان پر ترس کھایا اور ان کے ساتھ مل گئے۔ اور ان کے ساتھ مل کر ان کے گھروں اور قابل حفاظت چیزوں کے دفاع میں جنگ کی اور حالات بہت خراب ہو گئے پھر حاکم' اللہ کی اس پر لعنت ہو' سوار ہوا اور فریقین کے درمیان حائل ہو گیا اور غلاموں کو ان سے روکا اور جو کچھ غلاموں نے کیا تھا وہ اس سے علیحدگی کا اظہار کرتا تھا اور یہ کہ انہوں نے یہ کام اس کے علم اور اجازت کے بغیر کیا ہے اور وہ انہیں ہتھیار بھیجتا تھا اور باطن میں انہیں اس امر پر برانگیختہ کرتا تھا اور اس کام کے ختم ہونے تک تقریباً ایک تہائی مصر جل گیا۔ اور نصف کے قریب لٹ گیا۔ اور بہت سی عورتیں اور لڑکیاں قیدی بنائی گئیں اور ان کے ساتھ برے کام کیے گئے۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض نے عار اور رسوائی کے خوف سے خودکشی کر لی اور مردوں نے ان عورتوں اور بیویوں کو خرید لیا جو ان کے لیے قیدی بنائی گئی تھیں۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے' پھر حاکم کے ظلم میں اضافہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ اس کے سامنے یہ بات آئی کہ وہ ربوبیت کا دعویٰ کرے اور کچھ جاہل جب اسے دیکھتے تو کہتے' اے واحد' اے یکتا' اے زندہ کرنے والے' اے موت دینے والے' اللہ ان سب کا بھلا نہ کرے۔

اِس ملعون کے قتل کا بیان:

اور اس کا شر' سب لوگوں تک تجاوز کر گیا' حتیٰ کہ اس کی بہن تک بھی پہنچ گیا اور وہ اس پر بدکاری کی تہمت لگاتا تھا' اور اس سے سخت کلامی کرتا تھا۔ پس وہ اس سے زچ ہو گئی اور اس نے اس کے قتل کی کوشش کی' اور اس نے سب سے بڑے امیر' جسے ابن دواس کہا جاتا تھا' سے مراسلت کی' اور اس نے اس کے قتل کرنے' اور اسے تباہ کرنے پر اتفاق کیا اور اس نے اپنے دو سیاہ فام بہادر غلاموں کو تیار کیا اور انہیں کہا کہ جب فلاں رات آئے تو تم کوہ معظم پر ہونا۔ اس شب حاکم ستاروں کے بارے میں غور و فکر کرنے کے لیے وہاں ہوگا۔ اور اس کے ساتھ میرے اُونٹ اور بچے کے سوا کوئی نہ ہوگا' پس تم اسے قتل کر دینا' اور اس کے ساتھ ان دونوں کو بھی قتل کر دینا' اور اس بات پر اتفاق ہو گیا۔

اور جب وہ رات آئی تو حاکم نے اپنی ماں سے کہا' اس شب مجھ پر عظیم قطع ہوگا۔ اگر میں اس سے بچ گیا تو میں تقریباً ۸۰ سال عمر پاؤں گا۔ پھر بھی تو میرے ذخائر اپنے پاس لے جا۔ میں تیرے بارے میں سب سے زیادہ اپنی بہن سے خائف ہوں' اور اپنے بارے میں بھی سب سے زیادہ اس سے ڈرتا ہوں۔

پس اس نے اپنے ذخائر اپنی ماں کی طرف منتقل کر دیئے اور صندوقوں میں تقریباً اس کے تقریباً تین لاکھ دینار اور دیگر جواہر بھی تھے۔ اس کی ماں نے اسے کہا' اے میرے محبوب' جب بات ایسی ہے جیسے تو کہتا ہے تو تو مجھ پر رحم کر اور اس شب کو اس جگہ نہ جا' اور وہ اس سے محبت کرتی تھی' اس نے کہا' میں ایسے ہی کروں گا۔

اور اس کا دستور تھا کہ وہ ہر شب کو محل سے اتر کر چکر لگاتا تھا۔ پس اس نے چکر لگایا پھر محل کی طرف واپس آیا اور رات کی آخری تہائی کے قریب سویا اور بیدار ہوا اور کہنے لگا۔ اگر میں اس شب کو سوار نہ ہوا تو میری جان نکل جائے گی۔ پس وہ اٹھا اور گھوڑے پر سوار ہوا اور میرے اونٹ اور بچے نے اس کی مصاحبت کی اور وہ کوہِ معظم پر چڑھا اور ان دو غلاموں نے اس کا استقبال کیا اور اسے اس کی سواری سے اتار لیا اور اس کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو کاٹ دیا اور اس کے پیٹ کو پھاڑ دیا۔ اور اسے اپنا آقا ابن دواس کے پاس لے آئے اور وہ اسے اس کی بہن کے پاس لے گیا۔ اور اس نے اُسے اپنے گھر کی نشستگاہ میں دفن کر دیا۔

اور اس نے اُمراء اور اکابر اور وزیر کو بلایا اور اس نے اُسے وضاحت کے ساتھ بتلا دیا تھا۔ پس انہوں نے حاکم کے بیٹے ابوالحسن علی کی بیعت کی اور اس نے اللہ کے دین کے اعزاز کے لیے الظاہر کا لقب اختیار کیا اور وہ دمشق میں تھا۔ پس اس نے اسے بلایا اور لوگوں سے کہنے لگی کہ حاکم نے مجھے کہا ہے کہ وہ تم سے سات روز غائب رہے گا۔ پھر واپس آ جائے گا۔ پس لوگ مطمئن ہو گئے اور وہ پہاڑ کی طرف سواروں کو بھیجنے لگی اور وہ اس پر چڑھنے لگے، پھر واپس آ کر کہتے، ہم نے اسے فلاں جگہ پر چھوڑا ہے اور ان کے بعد لوگ اس کی ماں سے کہتے ہم نے اسے فلاں فلاں جگہ پر چھوڑا ہے۔ حتیٰ کہ لوگ مطمئن ہو گئے اور اس کا بھتیجا آیا اور وہ اپنے ساتھ دمشق سے ایک کروڑ دینار اور دو کروڑ درہم لایا اور جب وہ آیا تو سب نے اس کے باپ کے دادا المعز کا تاج اور عظیم حلہ اسے زیب تن کرا دیا اور اسے تخت پر بٹھایا اور اُمراء رؤساء نے اس کی بیعت کی اور اس نے انہیں اموال دیئے اور اس نے ابن دواس کو ایک بڑا قیمتی خلعت دیا اور اس نے اپنے بھائی حاکم کی تین دن تعزیت کی۔ پھر اس نے ابن دواس کی طرف فوج کا ایک دستہ بھیجا کہ وہ اس کی خدمت میں اپنی تلواروں کے ساتھ اس کے ساتھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ ایک دن اسے کہے، تو ہمارے آقا کا قاتل ہے۔ پھر وہ اسے اپنی تلواروں سے کاٹ دیں تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور جو شخص بھی اس کے بھائی کے قتل کے بارے میں اس کے راز سے آگاہ تھا اس نے اسے قتل کر دیا۔ پس اس کی عزت و ہیبت بڑھ گئی اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور قتل کے روز حاکم کی عمر ۳۷ سال تھی اور اس کی حکومت کی مدت ۲۵ سال تھی۔

واقعات ـــــ ۴۱۲ھ

اِس سال قاضی ابوجعفر احمد بن محمد سمنانی نے بغداد کی انسپکشن اور مواریث کا کام سنبھالا، اور اسے سیاہ خلعت دیا گیا۔ اور اس سال علماء اور مسلمانوں کی ایک جماعت نے عظیم بادشاہ یمین الدولہ محمود بن سبکتگین سے کہا، تو زمین کے بادشاہوں میں سب سے بڑا بادشاہ ہے اور ہر سال تو بلادِ کفر کے کچھ علاقے کو فتح کرتا ہے۔ اور یہ حج کا راستہ ہے جو ساٹھ سال سے معطل ہے۔ اور دوسروں کی نسبت تیرا اُسے فتح کرنا زیادہ ضروری ہے۔ پس اس نے قاضی القضاۃ ابو محمد الناصحی کو حکم دیا کہ وہ اس سال امیر حج ہو۔ اور اس نے دیگر صدقات کے علاوہ اس کے ساتھ تیس ہزار دینار اعراب کے لیے بھیجے۔ پس لوگ اس کے ساتھ روانہ ہوئے اور جب وہ چند مقام پر پہنچے تو اعراب نے انہیں روکا اور قاضی ابو محمد الناصحی نے پانچ ہزار دینار پر ان سے مصالحت کر لی،

تو وہ رک گئے۔ اور ان کے سردار حماد بن عدی نے حاجیوں کو پکڑنے کا پختہ عزم کر لیا اور اس نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر جولانی کی اور عربوں کے شیاطین کو اٹھایا تو سمرقند کا ایک جوان' جسے ابن عتاق کہا جاتا تھا' اس کی طرف بڑھا اور اس نے اسے تیر مارا جو اس کے دل پر لگا اور وہ مردہ ہو کر پڑا اور اعراب شکست کھا گئے اور لوگوں نے راستے پر چل کر حج کیا اور سلامتی سے واپس آئے۔ وللہ الحمد

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابوسعد المالینی:

احمد بن محمد بن احمد بن اسماعیل بن حفص' ابوسعد المالینی' مالین ہرات کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ آپ ان حفاظ میں سے تھے جو طلب حدیث میں آفاق کی طرف بہت سفر کرتے ہیں اور آپ نے بہت کچھ لکھا اور آپ ثقہ' صدوق اور صالح تھے' اور آپ نے اس سال کے شوال میں مصر میں وفات پائی۔

الحسن بن الحسین:

ابن محمد بن الحسین بن رامین القاضی' ابومحمد الاستراباذی' آپ بغداد آئے اور وہاں اسماعیلی وغیرہ سے حدیث بیان کی۔ آپ بڑے شافعی تھے اور فاضل صالح تھے۔

الحسن بن منصور بن غالب:

وزیر' جس کا لقب ذوالسعادتین تھا۔ آپ ۳۵۳ھ میں سیراف میں پیدا ہوئے۔ پھر بغداد کے وزیر بن گئے' پھر قتل ہو گئے' اور اس کے باپ سے ۸۰ ہزار دینار کا مطالبہ کیا گیا۔

الحسین بن عمرو:

ابوعبداللہ الغزال' آپ نے النجاد' الجلدی اور ابن السماک وغیرہ سے سماع کیا۔ خطیب نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کی طرف سے لکھا۔ آپ ثقہ' صالح اور ذکر کے وقت بہت رونے والے تھے۔

محمد بن عمر:

ابوبکر العنبری شاعر' آپ ادیب' دانشمند اور اچھے اشعار کہنے والے تھے۔ آپ کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''میں نے زمانہ اور اہل زمانہ کی طرف ایسی نظر سے دیکھا' جس نے مجھے کفایت کی' اور میں نے اُسے اور ان کو پہچان لیا' اور میں نے اپنی ذلت سے اپنی عزت کو پہچانا۔ اسی وجہ سے میں دوست کو دور کر دیتا ہوں۔ پس نہ وہ مجھے دیکھتا ہے اور نہ میں اسے دیکھتا ہوں۔ اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے۔ اس سے میں نے بے رغبتی کی ہے۔ اور خواہشات کا حصول اس سے ورے ہے۔ پس انہوں نے غلبہ پانے والے پر تعجب کیا اور دور والوں نے قریبیوں کو دیا اور وہ بھیڑ کے درمیان سے کھسک گیا اور غلبے میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے''۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ متصوف تھے۔ پھر ان کو چھوڑ دیا اور قصائد میں ان کی مذمت کی جن کا ذکر میں نے تلبیس ابلیس میں کیا ہے۔ آپ نے اس سال ۱۲ ربجمادی الاولیٰ جمعرات کے روز وفات پائی۔

محمد بن احمد بن محمد بن احمد:

ابن رزق بن عبداللہ بن یزید بن خالد ابوالحسن البزاز جو ابن رزقویہ کے نام سے مشہور ہیں۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ آپ پہلے شیخ ہیں جن کی طرف سے میں نے ۴۰۳ھ میں لکھا اور آپ بیان کرتے تھے کہ آپ نے قرآن کا درس دیا اور شافعی مذہب کے مطابق فقہ کا درس دیا' اور آپ ثقہ' مدون' بہت سماع اور تلاوت کرنے والے' اچھے اعتقاد والے' اچھے مذہب والے' ہمیشہ تلاوتِ قرآن کرنے والے' اور اہل بدعت پر بہت سختی کرنے والے تھے۔ اور کچھ عرصہ آپ پورے انہماک کے ساتھ حدیث میں مشغول رہے اور آپ فرمایا کرتے تھے' میں دنیا کو صرف ذکر الٰہی' تلاوتِ قرآن اور تمہیں حدیث سنانے کی وجہ سے پسند کرتا ہوں۔ ایک امیر نے علماء کی طرف سونا بھیجا' تو آپ کے سوا سب نے اُسے قبول کر لیا۔ آپ نے کسی چیز کو قبول نہ کیا۔ آپ نے اس سال ۱۶ ربجمادی الاولیٰ کو سوموار کے روز ۸۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور حضرت معروف کرخی کے مقبرہ کے نزدیک دفن ہوئے۔

ابوعبدالرحمٰن السلمی:

محمد بن الحسین بن محمد بن موسیٰ' ابوعبدالرحمٰن السلمی النیشاپوری' آپ نے اصم وغیرہ سے روایت کی ہے اور آپ سے بغداد کے مشائخ جیسے ازہری اور عشاری وغیرہ نے روایت کی ہے اور بیہقی وغیرہ نے بھی آپ سے روایت کی ہے۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ صوفیاء کے حالات میں دلچسپی رکھتے تھے اور آپ نے ان کے لیے ان کے طریق کے مطابق تفسیر' سنن اور تاریخ تصنیف کی۔ اور شیوخ سوانح اور ابواب کو جمع کیا۔ نیشاپور میں آپ کا گھر مشہور ہے اور اس میں صوفیاء رہتے ہیں اور وہیں آپ کی قبر ہے۔ پھر آپ نے آپ سے روایت میں کمزور ہونے کے متعلق لوگوں کے کلام کا ذکر کیا ہے۔ اور آپ نے خطیب سے بحوالہ محمد بن یوسف روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آپ ثقہ نہ تھے' اور آپ نے اصم سے کچھ زیادہ سماع نہ کیا تھا۔ اور جب حاکم مرگیا تو آپ نے اس سے بہت سی باتیں روایت کیں اور آپ صوفیاء کے لیے احادیث وضع کیا کرتے تھے۔ ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات اس سال کی ۳ رشعبان کو ہوئی۔

ابوعلی الحسن بن علی الدقاق نیشاپوری:

آپ لوگوں کو وعظ کیا کرتے تھے اور احوال اور معرفت پر گفتگو کرتے تھے۔

آپ کے اقوال:

جو شخص کسی شخص کی دنیا کی وجہ سے اس سے عاجزانہ طور پر پیش آتا ہے۔ اس کا دوتہائی دین ختم ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اس نے اپنی زبان اور اپنے ارکان سے عاجزی کی ہے۔ اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ واذکرونی اذکرکم ﴾ کے متعلق

فرمایا' تم مجھے زندہ ہونے کی حالت میں یاد کرو' میں تمہیں مٹی کے نیچے مردہ ہونے کی حالت میں یاد کروں گا۔ اور تمہارے اقارب' اصحاب اور احباب تمہیں چھوڑ چکے ہوں گے۔

نیز آپ نے فرمایا سب سے بڑی آزمائش یہ ہے کہ تو چاہت اور تو پالے پالے اور تو قریب ہو اور تجھے دھتکار کر دور کر دیا جائے۔ اور آپ نے قولِ الٰہی ﴿ فتولی عنهم وقال یا اسفی علی یوسف ﴾ کے متعلق یہ شعر سنایا۔

''ہم لیلیٰ کے مجنوں بنے اور وہ کسی کی مجنوں ہوئی' اور ایک اور ہماری مجنوں بن گئی' جسے ہم نہیں چاہتے''۔

اور آپ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول (حفت الجنة بالمكاره) جنت ناپسندیدہ باتوں سے گھری ہوئی ہے' کے متعلق فرمایا' جب اس تک مخلوق مشقتوں کے برداشت کیے بغیر پہنچ نہیں ہو سکتی تو لم یزل کے متعلق کیا خیال ہے؟ اور آپ نے حضور علیہ السلام کے قول (جبلت القلوب على حب من احسن اليها) کے متعلق فرمایا' اس شخص پر تعجب ہے جو اللہ کے سوا کسی کو محسن نہ دیکھے' وہ کلیتہً اس کی طرف کیسے متوجہ نہیں ہوتا؟ میں کہتا ہوں اس حدیث پر آپ کی گفتگو عمدہ ہے لیکن حدیث کلیتہً صحیح نہیں ہے۔

صریع الدلال شاعر:

ابوالحسن علی بن عبدالواحد' فقیہ بغدادی' بے حیا شاعر' جو صریع الدلال (کشتۂ ناز) نام سے مشہور ہے' خوبصورت' بے شرم' عورتوں کا کشتہ' اس کا ایک مقصورہ قصیدہ ہے' جس میں اس نے ابن درید کے مقصورہ قصیدہ کا مقابلہ کیا ہے' وہ اس میں کہتا ہے ؎

''سامان کا ایک ہزار بوجھ جسے تو چھپاتا ہے' وہ مسکین کے لیے تھوڑی سی جدائی سے زیادہ نفع بخش ہے' اور جو شخص مرغ کو ذبح کیے بغیر پکاتا ہے تو وہ ہنڈیا سے انتہاء تک اُڑ جاتا ہے' اور جس کی آنکھ میں سوا داخل ہو جائے' اس سے اسی وقت پوچھ کہ اندھا پن کیا ہوتا ہے' اور ٹھوڑی چہرے میں اُگنے والے بال ہیں' اور اسی طرح گدی کے پیچھے چوٹی ہے''۔

یہاں تک کہ اس نے اس قصیدے کو اس شعر پر ختم کیا جس پر اس سے حسد کیا گیا' اور وہ یہ شعر ہے ؎

''جس سے علم اور تونگری کھو جائے' وہ اور کتا برابر ہیں''۔

یہ ۴۱۲ھ میں مصر آیا' اور اس نے الظاہر بن الحاکم کی اللہ کے دین کے اعزاز کی وجہ سے مدح کی' اور اس سال کے رجب میں اس کی وفات ہوئی۔

واقعات ــــ ۴۱۳ھ

اس سال ایک عجیب و غریب واقعہ ہوا' اور ایک ہمہ گیر مصیبت آئی۔ اور وہ یہ کہ حاکم کے مصری اصحاب میں سے ایک شخص نے مصری حجاج کے ساتھ ایک برے کام پر اتفاق کیا اور وہ یہ کہ جب واپسی کا پہلا دن آیا تو اس شخص نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ اور جب وہ حجر اسود کے پاس اسے بوسہ دینے کے لیے پہنچا' تو اس نے اسے گرز سے پے در پے تین ضربیں لگائیں' اور کہنے لگا ہم کب تک اس پتھر کی عبادت کرتے رہیں گے؟ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی مجھے اس کام سے نہیں روک

سکتے' جو میں کر رہا ہوں اور میں اس گھر کو آج ڈھا دوں گا اور وہ کانپنے لگا۔ اور اکثر حاضرین اس سے ڈر گئے' اور اس سے پیچھے ہٹ گئے۔ اس لیے کہ وہ طویل جسیم سرخ رنگ اور سرخ بالوں والا شخص تھا اور جامع کے دروازے پر سواروں کی ایک جماعت کھڑی تھی' تاکہ جو شخص اسے اس فعل سے منع کرے اور اسے گزند پہنچانے کا ارادہ کرے وہ اسے روک دے پس ایک شخص خنجر لیے اس کی طرف بڑھا اور اسے خنجر مار دیا۔ اور لوگوں نے اس پر حملہ کر کے قتل کر دیا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اسے آگ سے جلا دیا اور اس کے اصحاب کا پیچھا کیا اور ان میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا اور اہل کفر نے مصری قافلے کو لوٹ لیا اور لوٹ دوسروں کی طرف بھی تجاوز کر گئی اور بڑی گڑبڑ اور فساد پیدا ہو گیا۔ پھر جن لوگوں نے اشرف البلاد میں الحاد پر ایک دوسرے کی مدد کی تھی' ان کی تلاش کے بعد حالات پرسکون ہو گئے' مگر حجر اسود سے ناخن کی مانند ریزہ گر پڑا۔ اور اس کے نیچے سے گندم گوں زردی مائل رنگ ظاہر ہو گیا جو خشخاش کی مانند پیارا تھا۔ پس بنوشیبہ نے وہ ریزہ لے لیا اور اسے کستوری کے ساتھ گوندھا۔ اور جو دراڑیں نمایاں ہو گئی تھیں' انھیں اس سے پر کر دیا۔ پس حجر اسود جڑ گیا۔ اور آج جس حالت میں ہے اس پر قائم ہو گیا۔ اور غور کرنے والے شخص کے لیے یہ ایک ظاہر بات ہے۔ اور اس سال اس شفا خانے کا افتتاح ہوا جسے وزیر مؤید الملک ابوالحسن علی نے تعمیر کیا تھا جو واسط میں شرف الملک کا وزیر تھا۔ اور اس نے اس کے لیے سٹور' مشروبات' ادویہ' اور جڑی بوٹیاں وغیرہ ضرورت کی چیزیں مہیا کیں۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابوالبواب کاتب:

عشقیہ تحریر والا' علی بن ہلال' ابوالحسن البواب ابوالحسین بن سمعون واعظ کا دوست' اور کئی لوگوں نے ابن البواب کے دین اور امانت داری کی تعریف کی ہے۔ اور اس کی تحریر' اور اس بارے میں اس کی طریق ہماری واقفیت سے زیادہ مشہور ہے۔ اور اس کی تحریر ابوعلی بن مقلہ کی تحریر سے ادائیگی کے لحاظ سے زیادہ واضح ہے۔ اور ابن مقلہ کے بعد اس سے بڑا کاتب موجود نہ تھا اور چند لوگوں کے سوا' دیگر اقالیم میں لوگ آج اسی طریق پر قائم ہیں' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس نے اس سال ۲ر جمادی الآخرۃ کو وفات پائی۔ اور باب حرب کے قبرستان میں دفن ہوا۔ اور بعض نے اشعار میں اس کا مرثیہ کہا ہے۔ جن میں سے یہ شعر بھی ہیں۔

"جن دلوں کو تو نے خوش کیا ہے' انہیں جلن ہے۔ اور جن آنکھوں کو تو نے ٹھنڈا کیا ہے' انہیں بے خوابی ہے۔ میں نے اسے الوداع کر دیا ہے اور زندگی کی مہک باقی نہیں رہی اور میں اس سے جدا ہو گیا ہوں' اور رات کی سحر باقی نہیں رہی"۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اسے الستری کہا جاتا ہے' کیونکہ اس کا باپ دروازے کے پردے پر ملازم تھا' اور اسے ابن البواب بھی کہا جاتا ہے' اور اس نے عبداللہ بن محمد بن اسد بن علی ابن سعید البزار کی تحریر سیکھی۔ اور اس اسد نے النجاد وغیرہ سے سماع کیا اور اس نے ۴۱۰ھ میں وفات پائی۔ اور ابن البواب نے اس سال جمادی الاولیٰ میں وفات پائی' اور بعض نے ۴۱۳ھ

میں اس کی وفات بیان کی ہے اور ایک شخص نے اس کا مرثیہ کہا ہے۔ وہ کہتا ہے ؎

''کاتبوں نے تیرے کھونے کو کز تھتہ زمانہ کی علامت محسوس کیا' اور زمانہ اس کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے گزر گیا۔

اسی لیے اس پر غم کی وجہ سے دواتیں سیاہ ہوگئی ہیں اور قلم شق ہو گئے ہیں''۔

پھر ابن خلکان نے سب سے پہلے عربی لکھنے والے کا ذکر کیا ہے' اور بعض کا قول ہے کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے قریش میں سے حرب بن امیہ بن عبد شمس نے عربی لکھی' جسے اس نے بلاد حیرہ کے ایک شخص سے سیکھا تھا' جسے اسلم بن سدرہ کہا جاتا تھا' اور اس نے اس سے پوچھا' تو نے اسے کس سے حاصل کیا؟ اس نے کہا' اس کے واضع سے۔ وہ ایک شخص ہے جسے مرامر بن مردہ کہا جاتا ہے اور وہ انبار کا ایک شخص ہے۔ پس عربوں میں کتاب کا اصل' انبار ہے' اور الہیثم بن عدی نے بیان کیا ہے کہ حمیر کی کتابت بھی تھی جسے وہ المسند کہتے تھے' اور وہ مستقل غیر منفصل حروف تھے۔ اور وہ عوام کو اس کے سیکھنے سے روکتے تھے۔ اور لوگوں کی تمام تحریرات بارہ اصناف تک منتہی ہوتی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں: ''عربی' حمیری' یونانی' فارسی' رومانی' عبرانی' رومی' قبطی' بربری' ہندی' اندلسی' چینی''۔ ان میں سے بہت سی تحریرات مٹ چکی ہیں اور ان میں سے کم ہی کو کوئی جانتا ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

علی بن عیسیٰ:

ابن سلیمان بن محمد بن ابان' ابوالحسن فارسی' جو السکری کے نام سے مشہور ہیں اور شاعر ہیں۔ آپ قرآن کو حفظ کرتے تھے اور قراءت کو جانتے تھے۔ آپ نے ابوبکر باقلانی کی صحبت اختیار کی ہے اور آپ کے اکثر شعر صحابہ رضی اللہ عنہم کی مدح اور رافضہ کی مذمت میں ہیں۔

آپ نے اس سال کے شوال میں وفات پائی اور حضرت معروف کرخیؒ کی قبر کے نزدیک دفن ہوئے اور آپ نے وصیت کی کہ آپ کی قبر پر آپ کے یہ اشعار لکھے جائیں ؎

''اے نفس! تو کب تک میری ہلاکت پر مصر رہے گا اور عیب لگانے والے کام کرتا رہے گا' اللہ کو دیکھ اور پیشی کے موقف سے ڈر' اور سخت حساب کے دن سے خوف زدہ رہ' اور زندگی کی سلامتی تجھے دھوکہ میں نہ ڈالے' بلاشبہ سلامتی والا شخص' مصائب کا قیدی ہے۔ ہر زندہ موت کے لیے ہے۔ اور شائستہ آدمی کی تدبیر موت کے پیالے کو ہٹا نہیں سکتی' اور جان لے کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے جو عنقریب جلد ہی کسی خوف کے بغیر آ جائے گا۔ بلاشبہ میدانِ حشر میں دوست کی محبوب وہ امان ہے جو خائف کو مطلوب ہے''۔

محمد بن احمد بن محمد بن منصور:

ابوجعفر البیع' جو العتیقی کے نام سے مشہور ہیں' آپ ۳۳۱ھ میں پیدا ہوئے' اور مدت تک طرسوس میں مقیم رہے اور وہاں پر اور دیگر شہروں میں سماع کیا۔ اور آپ نے تھوڑی سی حدیث بیان کی ہے۔

ابن النعمان:

روافض امامیہ کا شیخ' اور ان کا مصنف اور ان کی سرحدوں کا محافظ' آپ کو موک اطراف کے ہاں اس لیے وجاہت حاصل تھی کہ اس زمانے کے بہت سے لوگوں کا میلان تشیع کی طرف تھا اور آپ کی مجالس میں بقیہ فرقوں کے علماء بھی حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور آپ کے جملہ شاگردوں میں الشریف رضی المرتضیٰ بھی شامل تھے۔ اور اس سال میں آپ کی وفات کے بعد آپ کا مرثیہ کہا ہے' جس میں اس نے کہا ہے:

''اس سخت مصیبت کے لیے کون ہے جس سے میں نے تلوار نکالی ہے۔ اور ان معانی کے لیے کون ہے جن سے میں نے مہر توڑی ہے۔ اور عقلوں کو بلند ہو جانے کے بعد کون برانگیختہ کرتا ہے' اور افہام کو کھولتا ہے۔ اور کون دوست کو رائے دیتا ہے جب وہ مصائب میں تلوار کھینچتا ہے''۔

واقعات ـــــ ۴۱۴ھ

اس سال ملک شرف الدولہ بغداد آیا' اور خلیفہ طیارے میں اس کی ملاقات کو نکلا اور امراء قضاۃ' فقہاء' وزراء اور رؤساء نے اس کی مصاحبت کی۔ اور جب شرف الدولہ اس کے سامنے آیا' تو اس نے کئی بار زمین کو بوسہ دیا' اور ساری فوج کھڑی تھی' اور عوام دونوں طرف کھڑے تھے۔

اور اس سال یمین الدولہ محمود بن سبکتگین کا خط خلیفہ کے پاس آیا اور اس نے بیان کیا کہ وہ بلادِ ہند میں داخل ہو گیا ہے اور اس نے کئی شہروں کو فتح کر لیا ہے' اور ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔ نیز ان کے ایک بادشاہ نے اس سے مصالحت کر لی ہے۔ اور اس کے پاس قیمتی تحائف لایا ہے جن میں بہت سے ہاتھی ہیں۔ اور ان میں قمری کی مانند ایک پرندہ ہے' جب اسے دسترخوان کے پاس رکھا جائے اور اس میں زہر ہو تو اس کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ اور ان میں ایک پتھر بھی ہے جسے رگڑا جاتا ہے اور اس سے ایک چیز حاصل ہوتی ہے جسے وسیع منہ والے زخموں کو لیپ کیا جاتا ہے تو وہ انہیں جوڑ دیتا ہے' وغیرہ ذلک۔ اور اہل عراق میں سے کچھ لوگوں نے حج کیا۔ لیکن وہ اپنی احتیاج کے باعث شام کے راستے واپس آئے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الحسن بن الفضل بن سہلان:

ابو محمد رامہرمزی' سلطان الدولہ کا وزیر' اسی نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مزار کے پاس الحائر کی دیوار تعمیر کی ہے۔ اسے اس سال کے شوال میں قتل کر دیا گیا۔

الحسن بن محمد بن عبداللہ:

ابو عبداللہ الکشفلی الطبری' شافعی' فقیہ' آپ نے ابوالقاسم الدارکی سے فقہ سیکھی۔ آپ فہیم' فاضل' صالح اور درویش آدمی

تھے۔ آپ نے شیخ ابوحامد اسفرائنی کے بعد حضرت عبداللہ بن المبارک کی مسجد میں ربیع کے موسم میں پڑھایا۔ آپ طالب علموں کا اکرام کرتے تھے۔ ان میں سے ایک نے آپ سے اپنی ضرورت کی شکایت کی اور اس کا دل ایک لونڈی پہ فدا تھا جو اسے اپنے باپ کی طرف سے ملی تھی [illegible] ہو گیا تو آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے ایک تاجر کے پاس لے گئے اور اس سے اس کے لیے پچاس دینار قرض مانگے۔ تاجر نے کہا کہ آپ کچھ چیز کھائیں۔ سو اس نے دستر خوان بچھایا اور انہوں نے کھایا۔ اور اس نے کہا اے لونڈی میرے پاس مال لاؤ۔ تو وہ کچھ مال لائی اور اس نے اس سے پچاس دینار تول کر شیخ کو دے دیے اور جب وہ دونوں کھڑے ہوئے تو اچانک اس طالب علم کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ اور الشفلی نے اس سے کہا' تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا' اے میرے آقا! اس لونڈی کی محبت نے میرے دل کو سکون دیا ہے' تو وہ اسے تاجر کے پاس واپس لے گئے' اور اسے کہنے لگے ہم ایک اور فتنے میں پڑ گئے ہیں۔ اس نے دریافت کیا وہ کیا ہے؟ آپ نے کہا اس فقیہ کو اس لونڈی سے محبت ہو گئی ہے۔ سو اس تاجر نے لونڈی کو باہر نکلنے کا حکم دیا اور فقیہ نے اس کی سپرداری لے لی۔ اور اس نے کہا' بعض اوقات اس کے دل میں بھی وہ بات پڑ سکتی ہے جو اس کے دل میں اس کے متعلق پڑی ہے۔ اور جب وہ قریب ہی تھے' تو اس طالب علم کے پاس اس کے باپ کی طرف سے چھ سو دینار خرچہ آ گیا' اور اس نے اس تاجر کو لونڈی کی قیمت' جو اس کے ذمے تھی اور قرض اُسے پورا پورا ادا کر دیا۔ آپ نے اس سال کے ربیع الآخر میں وفات پائی اور بابِ حرب میں دفن ہوئے۔

علی بن عبداللہ بن جہضم:

ابوالحسن الجہضمی الصوفی المکی' بہجۃ الاسرار کے مؤلف' آپ مکہ میں صوفیاء کے شاعر تھے اور وہیں آپ نے وفات پائی۔ ابن جوزی نے کہا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کذاب تھے۔ نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ ہی نے صلوٰۃ الرغائب کی حدیث وضع کی ہے۔

القاسم بن جعفر بن عبدالواحد:

ابوعمر الہاشمی البصری' بصرہ کے قاضی' آپ نے کثیر سماع کیا' اور آپ ثقہ امین تھے اور آپ ابوعلی اللؤلؤی سے سنن ابو داؤد کے راوی ہیں۔ آپ نے اس سال میں وفات پائی۔ آپ کی عمر نوے سال سے متجاوز تھی۔

محمد بن احمد بن الحسن بن یحییٰ بن عبدالجبار:

ابوالفرج القاضی الشافعی' آپ ابن سمیکہ کے نام سے مشہور ہیں' اور آپ نے النجاد وغیرہ سے روایت کی ہے۔ آپ ثقہ تھے۔ آپ نے اس سال کے ربیع الاوّل میں وفات پائی' اور بابِ حرب میں دفن ہوئے۔

محمد بن احمد:

ابوجعفر النسفی' آپ اپنے زمانے میں حنفیہ کے عالم تھے' اور اختلافی مسائل میں آپ کا ایک طریق ہے' اور آپ فقیر اور درویش شخص تھے۔ آپ نے فقر و حاجت کی وجہ سے اضطراب میں رات گزاری' تو فروع میں سے ایک فرع آپ کے سامنے آ گئی۔ جو آپ کے لیے مشکل تھی' اور آپ اس میں غور و فکر کرنے لگے' تو وہ آپ کے لیے حل ہو گئی' تو آپ رقص کرتے ہوئے

اُٹھے اور کہنے لگے بادشاہ کہاں ہیں؟ آپ کی بیوی نے آپ سے آپ کا حال پوچھا' تو آپ کو جو کچھ حاصل ہوا تھا' آپ نے اسے بتایا تو ۔۔۔ آپ کی حالت سے تعجب ہوئی۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ کی وفات اس سال کے شعبان میں ہوئی۔

بلال بن محمد

ابن جعفر بن سعدان' ابوالفتح الحفار' آپ نے اسماعیل الصفار' النجاد اور ابن الصواف سے سماع کیا' اور آپ ثقہ تھے۔ آپ نے اس سال صفر میں ۹۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔

واقعات ـــــ ۴۱۵ھ

اس سال وزیر نے ترکوں کی جماعت' مولدین' الشریف الرضی' نظام الحضرۃ ابوالحسن بن ابی الشوارب اور گواہوں پر شرف الدولہ کی تجدید بیعت کے لیے حاضر ہونا ضروری قرار دیا اور جب خلیفہ کو اس کی اطلاع ملی' تو اُسے خیال ہوا کہ یہ بیعت اس کی وجہ سے بری نیت سے ہے۔ سو اس نے قاضی اور رؤساء کی طرف آدمی بھیجا کہ وہ انہیں حاضر ہونے سے روک دے۔

پس خلیفہ اور شرف الدولہ کے درمیان اختلاف ہو گیا' اور دونوں نے مصالحت اور دوستی کر لی' اور دونوں نے ایک دوسرے کی تجدید بیعت کی' اور اس سال عراق و خراسان کی جماعت میں سے کسی ایک نے بھی حج نہ کیا۔ اور اتفاق سے محمود بن سبکتگین کی طرف سے ایک امیر اس سال حج کے اجتماع میں شامل ہوا۔ اور حاکم مصر نے اس کی طرف عظیم خلعت بھیجا' تاکہ وہ اسے شاہ محمود کے پاس لے جائے' اور جب وہ اسے بادشاہ کے پاس واپس لے کر گیا' اور اس نے اسے بغداد میں خلیفہ القادر کے پاس بھیج دیا' اور اسے آگ سے جلا دیا گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد بن عمر بن الحسن:

ابوالفرج المعدل' جو ابن المسلمہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ ۳۳۷ھ میں پیدا ہوئے اور آپ نے اپنے باپ' احمد بن کامل' النجاد' الجعفی وغیرہ سے سماع کیا' آپ ثقہ تھے۔ آپ نے بغداد کی شرقی جانب رہائش اختیار کی اور آپ ہر سال کے آغاز میں محرم میں بھرپور مجلس کرتے تھے۔ اور آپ عاقل فاضل اور بہت نیکی کرنے والے تھے۔ آپ کا گھر اہل علم کے لیے مرغوب چیز تھا' اور آپ نے ابوبکر رازی سے فقہ سیکھی۔ آپ صائم الدہر تھے' اور ہر روز سات پارے پڑھتے تھے۔ اور بعینہ تہجد میں انہیں دہراتے تھے۔ آپ نے اس سال کے ذوالقعدہ میں وفات پائی ہے۔

احمد بن محمد بن احمد:

ابن القاسم بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن سعید بن ابان الضبی' ابوالحسن المحاملی' ان محامل کی طرف نسبت ہے' جن پر سفر میں لوگوں کو اٹھایا جاتا ہے۔ آپ نے ابوحامد اسفرائنی سے فقہ سیکھی' اور اس میں مہارت حاصل کی۔ حتیٰ کہ شیخ کہا کرتے تھے

کہ وہ مجھ سے فقہ کے زیادہ حافظ ہیں' اور آپ کی تصانیف مشہور ہیں۔ جن میں اللباب' الاوسط اور المقنع شامل ہیں۔ اور مسائل اختلافیہ کے بارے میں بھی آپ کی تصنیف ہے۔ اور آپ نے بخاری پر ایک حاشیہ لکھا ہے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ ۳۶۸ھ میں پیدا ہوئے' اور ۲۱ ربیع الآخر کو بدھ کے روز جوانی ہی میں وفات پا گئے۔

عبیداللہ بن عبداللہ:

ابن الحسین ابوالقاسم الخفاف' جو ابن المسیب کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ آئمہ سنت میں سے ہیں اور جب آپ کو شیعوں کے فقیہ ابن المعلم کی موت کی اطلاع ملی' تو آپ نے اللہ کے حضور سجدۂ شکر ادا کیا اور مبارکباد کے لیے بیٹھ گئے۔ اور فرمایا' مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ ابن الملعم کی موت کے دیکھنے کے بعد میں کس وقت مرتا ہوں۔ اور آپ لمبا زمانہ' عشاء کے وضو کے ساتھ فجر کی نماز ادا کرتے رہے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ سے آپ کی پیدائش کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا' میری پیدائش ۳۰۵ھ میں ہوئی ہے۔ اور مجھے خلفاء میں سے المقتدر' القاہر الرضی' المتقی للہ' المستکفی' المطیع' الطائع' القادر اور وہ الغالب باللہ یاد ہیں' جس کی ولیعہدی کا خطبہ دیا گیا تھا۔ آپ نے اس سال شعبان کے آخر میں ۱۱۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

عمر بن عبداللہ بن عمر:

ابوحفص الدلال' آپ نے فرمایا کہ میں نے شبلی کو اپنے اشعار پڑھتے سنا ؎

''اور ایک چیز کا نام سرور رکھا گیا' اور قدیم سے ہم نے اس کے متعلق وہ سنا جو اس نے کہا' میرے دو دوستو! جس طرح ہم غم کو دیکھتے ہیں۔ اگر وہ ہمیشہ رہے تو وہ قتل ہوگا۔ وہ دنیا کی بقاء کی اُمید کرتا ہے۔ اور امید کرنے والا' امید سے پہلے ہی مرجاتا ہے''۔

محمد بن الحسن ابوالحسن:

الاقساسی العلوی' حاجیوں کی امارت کے بارے میں الشریف المرتضٰی کا نائب' آپ نے متعدد سال لوگوں کو حج کروایا۔ آپ کا فصیح کلام اور اشعار بھی ہیں' اور آپ حضرت زید بن علی بن الحسین کی نسل سے ہیں۔

واقعات ــــ ۴۱۶ھ

اس سال میں آوارہ گردوں نے قوت پکڑ لی' اور گھروں کو کھلم کھلا لوٹ لیا' اور سلطان کے حکم کو حقیر سمجھا' اور اس سال کے ربیع الاوّل میں بغداد و عراق وغیرہ کے حاکم شرف الدولہ ابوالطاہر کی امارت پر معاملہ سکون پذیر ہوگیا۔ اور منابر پر اس کا خطبہ دیا گیا' اس وقت وہ بصرہ کا امیر تھا۔ اور اس نے اپنے وزیر شرف الملک ابوسعید بن ماکولا کو خلعت دیا اور علم الدین سعد الدولہ امین

الملت شرف الملک اس کا لقب رکھا۔ اور یہ پہلا شخص ہے جسے بہت سے القاب دیئے گئے۔ پھر اس نے خلیفہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کے باپ سلطان الدولہ کے ولی عہد ابوکالیجار کی بیعت کرے۔ کیونکہ بہاؤالدولہ نے ان پر خلیفہ مقرر کیا ہے۔ پس اس نے جواب میں توقف اختیار کیا۔ پھر ان کے ارادے سے اتفاق کر لیا اور اس سال کی ۱۶ شوال کو جمعہ کے روز ملک ابوکالیجار کا خطبہ دیا گیا۔ پھر آوارہ گردوں کی جانب سے بغداد کا حال خراب ہو گیا اور انہوں نے رات ان گھروں پر حملے کیے۔ اور ان کے باشندوں کو اس طرح مارا جیسے مطالبہ کرنے والے مارتے ہیں۔ اور ان میں سے کوئی فریاد کرتا تو اس کی فریاد رسی نہ ہوتی۔ پس حالات سنگین ہو گئے' اور پولیس بغداد سے بھاگ گئی اور ترک بھی کچھ کام نہ آئے۔ اور گلیوں کے دہانوں پر رکاوٹیں بنائی گئیں۔ مگر اس نے بھی کچھ فائدہ نہ دیا۔ اور الشریف المرتضیٰ کے گھر کو جلا دیا گیا۔ اور وہ وہاں سے منتقل ہو گیا' اور نرخ بہت گراں ہو گئے۔ اور عراق و خراسان کے باشندوں میں سے کسی شخص نے حج نہ کیا۔

سابور بن ازدشیر:

آپ تین دفعہ بہاؤالدولہ کے وزیر بنے' اور شرف الدولہ کے بھی وزیر بنے۔ آپ بڑے کاتب' اور اموال سے بچنے والے' اور کثیر الخیر اور سلیم القلب تھے۔ اور جب آپ مؤذن کی آواز سنتے تو کوئی چیز آپ کو نماز سے نہ روکتی۔

اور آپ نے ۳۸۱ھ میں علم کے لیے ایک گھر وقف کیا' اور اس میں بہت سی کتابیں رکھیں' اور بہت سا غلہ اس کے لیے وقف کیا۔ اور وہ گھر ستر سال قائم رہا۔ پھر ۴۵۰ھ میں ملک طغرل بیگ کے آنے پر جلا دیا گیا اور وہ دو مصیلوں کے درمیان واقع تھا۔ آپ خوش معاملہ تھے۔ مگر اپنے عمال کو ان کے متکبر اور مغرور ہو جانے کے خوف سے جلدی جلدی معزول کر دیتے تھے۔ آپ نے نوے سال کی عمر میں وہیں وفات پائی۔

عثمان نیشا پوری:

الجدادی' الواعظ' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے وعظ کے متعلق ٹھنڈی ترین کتب تصنیف کی ہیں اور اس میں بہت سی موضوع احادیث اور گھٹیا باتیں ہیں' مگر آپ بھلے اور صالح آدمی تھے' اور خلفاء اور ملوک کے ہاں آپ کو وجاہت تھی' اور محمود بن سبکتگین آپ کو دیکھتے ہی کھڑا ہو جاتا تھا' اور آپ کا محلہ ایک رکھتی جس میں ظالموں سے پناہ لی جاتی تھی۔ اور آپ کے شہر نیشا پور میں وبا پھوٹی۔ اور آپ ثواب کی خاطر مردوں کو غسل دیتے تھے۔ آپ نے تقریباً دس ہزار مردوں کو غسل دیا۔ رحمہ اللہ

محمد بن الحسن بن صالحان:

ابو منصور جو شرف الدولہ اور بہاؤالدولہ کا وزیر تھا' اور اچھی نمازیں پڑھنے والا' اور ان کے اوقات کا خیال رکھنے والا' اور خوش صحبت اچھا وزیر تھا۔ اور علماء اور شعراء سے حسن سلوک کرنے والا تھا۔ اس نے ۷۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ملک شرف الدولہ:

ابوعلی بن بہاء الدولہ' ابونصر بن عضدالدولہ بن بویہ' اسے ایک گرم مرض نے آ لیا۔ اور وہ ۲۲ ربیع الآخر کو ۲۳ سال تین ماہ بیس دن کی عمر میں وفات پا گیا۔

التہامی الشاعر

علی بن محمد التہامی ابوالحسن اس کا دیوان مشہور ہے۔ اس نے اپنے بیٹے کا مرثیہ کہا ہے جو چھوٹی عمر میں فوت ہو گیا تھا۔ اور اس کا پہلا شعر یہ ہے ۔

''مخلوقات میں موت کا حکم جاری ہے' اور یہ دنیا ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے' میں اپنے دونوں حاسدوں پر اس چیز کی وجہ سے بہت رحم کرنے والا ہوں۔ جو وہ اپنے سینوں میں غصہ سے دبائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے میرے ساتھ اللہ کا سلوک دیکھا ہے۔ پس ان کی آنکھیں جنت میں ہیں' اور ان کے دل دوزخ میں ہیں''۔

اور دنیا کی مذمت کے بارے میں کہتا ہے ۔

''اس کی پیدائش کدورت پر ہوئی ہے' اور اسے گند اور کدورت سے صاف چاہتا ہے۔ اور زمانے کو ان کی طبع کے خلاف مکلف کرنے والا پانی میں آگ کا انگارہ تلاش کرنے والا ہے۔ اور جب تو کسی محال کام کی اُمید کرتا ہے تو تو اُمید کی بنیاد گرنے والے کنارے پر رکھتا ہے''۔

اور اس نے اپنے بیٹے کی موت کے بعد اس کے متعلق کہا ۔

''میں نے اپنے دشمنوں کی ہمسائیگی کی اور اس نے اپنے رب کی ہمسائیگی کی' میری اور اس کی ہمسائیگی میں بڑا بعد ہے''۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے اسے خواب میں اچھی حالت میں دیکھا تو اس کے دوست نے اس سے پوچھا' تجھے یہ مقام کس وجہ سے ملا ہے؟ تو اس نے کہا' اس شعر کی وجہ سے کہ میری اور اس کی ہمسائیگی میں بڑا بعد ہے۔

واقعات ـــــ ۴۱۷ھ

اس سال کی ۲۰ رمحرم کو اسفہلاریہ اور آوارہ گردوں کے درمیان جنگ برپا ہوگئی' اور ترکوں نے ان کے لیے ٹینکوں کو منظم کیا جیسا کہ جنگ میں کیا جاتا ہے۔ اور ان بہت سے گھروں کو جلا دیا گیا جن میں آوارہ گردوں نے پناہ لی تھی اور کرخ کا بہت بڑا حصہ بھی جلا دیا گیا اور اس کے باشندوں کو لوٹا گیا اور لوٹ دوسروں تک بھی تجاوز کر گئی' اور ایک عظیم فتنہ کھڑا ہو گیا۔ پھر دوسرے دن فتنہ سرد ہو گیا اور کرخ کے باشندوں پر فتنوں اور شرور کے بھڑکانے کی وجہ سے ایک لاکھ دینار کا ہرجانہ عائد کیا گیا اور اس سال کے ربیع الآخر میں ابوعبداللہ الحسین بن علی الصمیری' قاضی القضاۃ ابن ابی الشوارب کے پاس حاضر ہوا اور اس سے قبل اس نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا۔ کیونکہ اس کے متعلق بیان کیا گیا تھا کہ وہ معتزل ہو چکا ہے۔

اور اس سال کے رمضان میں ایک ستارہ ٹوٹا' اور اس کی گونج' رعد کی گونج کی طرح سنائی گئی اور شوال کے آخر میں اولے پڑے جن کی مثل نہیں دیکھی گئی اور یہ مسلسل ۲۰ رذوالحجہ تک پڑتے رہے اور اس طویل مدت میں پانی جم گیا اور لوگوں نے بڑی سختی برداشت کی اور بارش اور دجلہ کا سیلاب متأخر ہو گیا۔ اور زراعت کم ہو گئی اور بہت سے لوگ تصرف سے رک گئے اور اس سال شہروں کے فساد اور حکومت کی کمزوری کے باعث' خراسان و عراق کے باشندوں میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

قاضی القضاۃ ابن ابی الشوارب احمد بن محمد بن عبداللہ:

ابن العباس محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب' ابوالحسن القرشی' الاموی جو ابن الکنانی کے بعد بارہ سال بغداد کے قاضی القضاۃ رہے۔ آپ عفیف اور پاکدامن تھے۔ آپ نے ابوعمر الزاہد اور عبدالباقی بن قانع سے حدیث کا سماع کیا۔ مگر حدیث کو بیان نہیں کیا' یہ قول ابن جوزی کا ہے۔

اور خطیب نے اپنے شیخ ابوالعلاء واسطی سے روایت کی ہے کہ یہ ابوالحسن' محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب کی نسل سے بغداد کا آخری حکمران ہے۔ اور آپ کی نسل سے ۲۴ آدمی حکمران بنے' ان میں سے بعض بغداد کے قاضی القضاۃ بنے۔

ابوالعلاء نے بیان کیا ہے کہ ہم نے جلالت' صیانت' پاکیزگی اور شرف میں اس ابوالحسن کا مثل نہیں دیکھا اور قاضی ماوردی نے بیان کیا ہے' وہ آپ کے دوست اور ساتھی تھے۔ اور ایک نیک شخص نے آپ کے لیے دوسو دینار کی وصیت کی۔ اور ماوردی انہیں آپ کے پاس لے گئے تو قاضی نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور آپ نے پوری کوشش کی' مگر انہوں نے نہ مانا اور آپ سے کہنے لگے' میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں کسی سے اس بات کا ذکر نہ کرنا اور ماوردی نے ایسے ہی کیا۔ اور آپ کی موت کے بعد بھی اس کے متعلق نہ بتایا۔ حالانکہ ابن ابی الشوارب کو ان کی اور ان سے کم رقم کی ضرورت تھی' مگر آپ نے انہیں قبول نہ کیا۔ رحمہ اللہ۔ آپ نے اس سال کے شوال میں وفات پائی ہے۔

جعفر بن ابان:

ابومسلم الجتلی' آپ نے ابن بطہ سماع کیا' اور شیخ ابوحامد اسفرائنی سے فقہ شافعی کو پڑھا۔ آپ ثقہ دیندار تھے' آپ نے اس سال کے رمضان میں وفات پائی۔

عمر بن احمد بن عبدویہ:

ابوحازم الہذلی نیشاپوری' آپ نے ابن نجید' اسماعیلی اور بہت سے لوگوں سے سماع کیا۔ اور خطیب وغیرہ نے آپ سے سماع کیا' اور لوگ آپ کے افادات اور انتخاب سے فائدہ حاصل کرتے تھے' آپ نے اس سال عیدالفطر کے روز وفات پائی۔

علی بن احمد بن عمر بن حفص:

ابوالحسن المقری' جو الحمامی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نے النجاد' الخلدی اور ابن السماک وغیرہ سے سماع کیا۔ آپ راست باز' فاضل اور اچھے اعتقاد والے تھے اور قراءت کی اسانید اور ان کے علو میں متفرد تھے۔ آپ نے اس سال کے شعبان میں ۸۹ سال کی عمر میں وفات پائی۔

صاعد بن الحسن:

ابن عیسیٰ الربعی البغدادی لغت میں القالی فی الامالی کے طریق پر کتاب الفصوص کے مؤلف۔ آپ نے اسے منصور بن ابی عامر کے لیے تصنیف کیا۔ اور اس نے اس پر آپ کو پانچ ہزار دینار انعام دیے۔ پھر اسے بتایا گیا کہ آپ متہم کذاب ہیں اور اس بارے میں ایک شاعر نے کہا ؎

''کتاب النصوص پانی میں ڈوب گئی ہے اور اسی طرح ہر بوجھل چیز ڈوب جاتی ہے''۔

اور جب ساعد کو اس شعر کی اطلاع ملی تو اس نے کہا ؎

''وہ اپنے اصل کی طرف واپس آ گئی ہے اور سمندروں کی تہ سے نگینے نکلتے ہیں''۔

میں کہتا ہوں' آپ نے اس لیے کتاب کا یہ نام رکھا ہے تا کہ وہ صحاح جوہری کے مشابہ ہو جائے۔ لیکن آپ اپنی فصاحت و بلاغت اور علم کے باوجود کذب سے متہم تھے۔ اس لیے لوگوں نے آپ کی کتاب کا بائیکاٹ کر دیا' اور وہ مشہور نہ ہوئی۔ اور آپ دانشمند ظریف اور حاضر جواب تھے۔ ایک نابینا شخص نے آپ سے ازراہِ مذاق پوچھا کہ شریف آدمی کیسے کھڑا ہوتا ہے' آپ نے کچھ دیر سر جھکایا' اور آپ کو معلوم ہو گیا کہ اس نے یہ بات اپنے پاس سے بنائی ہے۔ پھر آپ نے اس کی طرف سر اُٹھا کر کہا' وہ شخص جو نابینا عورتوں کے پاس آتا ہے اور انہیں دوسری عورتوں کے پاس نہیں جانے دیتا تو نابینا شخص شرمندہ ہو گیا اور حاضرین ہنس پڑے۔ آپ نے اس سال وفات پائی' اللہ آپ کو معاف کرے۔

القفال المروزی:

آپ علم و زہد اور حفظ و تصنیف کے لحاظ سے شافعیہ کے کبار آئمہ میں سے ہیں' اور طریقہ خراسانیہ آپ کی طرف منسوب ہے اور شیخ ابو محمد الجوینی' قاضی حسنین اور ابو علی السنجی آپ کے اصحاب میں سے ہیں۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ امام الحرمین نے آپ سے استفادہ کیا ہے' اور یہ قول محلِ نظر ہے اس لیے کہ امام الحرمین کی عمر اس بات کی متحمل نہیں' بلاشبہ القفال نے اس سال وفات پائی ہے اور آپ کی عمر نوے سال تھی اور سجستان میں پیدا ہوئے اور امام الحرمین ۴۱۹ھ میں پیدا ہوئے ہیں' جیسا کہ ابھی بیان ہو گا اور آپ کو القفال اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ پہلے قفل بناتے تھے۔ اور آپ نے تیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

واقعات ــــ ۴۱۸ھ

اس سال کے ربیع الاوّل میں اولے پڑے' جنہوں نے بہت سے کھیتوں اور پھلوں کو تباہ کر دیا اور بہت سے چوپایوں کو بھی تباہ کر دیا۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ ہر اولہ دو رطل یا اس سے زیادہ وزن کا تھا اور واسط میں اولے کئی رطل تک پہنچ چکے تھے اور بغداد میں انڈوں کے برابر تک پہنچ گئے اور ربیع الآخر میں اسفہلاریہ غلاموں نے خلیفہ سے مطالبہ کیا کہ ابو

[illegible] ہے اور اس
کے زمانے میں امور میں خرابی ہوئی ہے اور جلال الدولہ ان کا امیر مقرر کرتے تھے انہوں نے اپنے عہدے سے معزول کر دیا
تھا پس خلیفہ نے اس بارے میں ان سے بات چیت کی اور ابوکالیجار کو لکھا کہ وہ اپنے کام کی تلافی کرے۔ اور معاملے کے ہاتھ
سے نکلنے سے پہلے جلد بغداد واپس آ جائے۔ اور انہوں نے جلال الدولہ کے امیر بنانے کے بارے میں خلیفہ سے اصرار کیا اور
انہوں نے بغداد میں اس کا خطبہ قائم کیا اور حالات خراب ہو گئے اور نظام بگڑ گیا۔

اور اس ماہ محمود بن سبکتگین کا خط آیا کہ وہ بلادِ ہند میں داخل ہو گیا ہے اور اس نے ان کے بڑے بت کو توڑ دیا ہے' جس کا نام سومنات ہے' اور وہ ہر دور دراز راستے سے اس کے پاس یوں آتے تھے جیسے لوگ بیت الحرام کی طرف آتے ہیں' اور وہ اس کے پاس بے حد وشمار اموال خرچ کرتے ہیں' اور اس پر دس ہزار بستیاں اور ایک مشہور شہر وقف ہے' اور اس کے خزائن' اموال سے پر ہیں۔ اور ایک ہزار شخص اس کی خدمت کرتا ہے۔ اور تین سو آدمی اس کے حاجیوں کے سر مونڈتے ہیں اور جب اس کے دروازے پر طبل اور بغل بجائے جاتے ہیں تو تین سو آدمی گاتے اور رقص کرتے ہیں۔ اور اس کے ہزاروں مجاور' اس کے اوقاف سے کھاتے ہیں۔ اور ہنود سے یہ بات بعید ہے اور اس کی خواہش ہے کہ کاش وہ اس بت تک پہنچ جائے اور اسے طویل ویرانے اور مواقع اور آفات کی کثرت مانع ہے۔ پھر جب سلطان محمود کو اس بت اور اس کے پرستاروں اور اپنے راستے میں ہنود کی کثرت' اور ہلاکت آفرین ویرانوں اور پرخطر علاقوں کی اطلاع ملی کہ اس کی فوج کو یہ سب مسائل جھیلنے پڑیں گے' تو اس نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا کہ وہ ان احوال کو طے کر کے اس تک پہنچے گا۔

پس اس نے اپنی فوج کو اس کام کے لیے اُکسایا تو تیس ہزار جانباز اس کے ساتھ تیار ہو گئے' جنہیں اس نے رضا کاروں کے علاوہ اس کام کے لیے منتخب کیا۔ پس اللہ نے ان کو محفوظ رکھا حتیٰ کہ وہ اس بت کے شہر میں پہنچ گئے اور اس کے پرستاروں کے صحن میں اتر گئے' کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک جگہ پر ہے جو ایک عظیم شہر کے برابر ہے۔

اس نے بیان کیا کہ ہم نے بہت جلد اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے باشندوں میں سے پچاس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور اس بت کو اُکھیڑ دیا' اور اس کے نیچے آگ جلا دی۔

اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ہنود نے سلطان محمود کو بہت سے اموال دیئے کہ وہ ان کے لیے اس بڑے بت کو چھوڑ دے۔ اور بعض امراء نے سلطان کو اموال لینے اور اس بت کو ان کے لیے چھوڑ دینے کا مشورہ دیا' تو اس نے کہا' مجھے اللہ سے استخارہ کر لینے دو۔ اور جب صبح ہوئی تو اس نے کہا' میں نے مذکورہ بات میں غور وفکر کیا ہے' اور میں نے دیکھا ہے کہ قیامت کے روز مجھے اس نام سے بلایا جانا زیادہ پسند ہے کہ بت شکن محمود کہاں ہے' بہ نسبت اس کے کہ یہ کہا جائے کہ یہ وہ شخص ہے جس نے دنیا حاصل کرنے کے لیے بت کو چھوڑ دیا تھا۔ پھر اس نے عزم کر لیا اور اسے توڑ دیا۔ رحمہ اللہ۔ اور اس میں جواہرات' موتی' سونا اور قیمتی جواہر پائے' جو ان کے اخراجات سے کئی گنا زیادہ تھے۔ اور ہم آخرت میں اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے بڑے ثواب کے امیدوار ہیں' جس کا دانق مثقال بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اور اس کے ساتھ اسے دنیا میں بھی اچھی تعریف حاصل ہوئی۔

اللہ اس پر رحم فرمائے اور اس کا اچھا ٹھکانہ بنائے۔

اور ۳ رمضان ہفتے کے روز جلال الدولہ بغداد آیا اور خلیفہ نے دجلہ میں طیارے میں اس کا استقبال کیا' اور اکابر اور امراء بھی اس کے ساتھ تھے اور جب جلال الدولہ خلیفہ کے سامنے آیا تو اس نے کئی دفعہ زمین کو بوسہ دیا۔ پھر وہ دارالملک کی طرف چلا گیا اور خلیفہ اپنے گھر واپس آ گیا۔ اور جلال الدولہ نے حکم دیا کہ تین نمازوں کے اوقات میں اس کے لیے طبل بجائے جائیں۔ جیسا کہ عضد الدولہ اور اس کے صمصام اور اس کی رونق وفخر کے زمانے میں ہوتا تھا۔ اور خلیفہ کے لیے پانچ وقت طبل بجائے جاتے تھے اور جلال الدولہ نے بھی یہی ارادہ کیا اور اسے بتایا گیا کہ اس طرح خلیفہ سے برابری ہو جائے گی۔

پھر اس نے پانچ اوقات میں ان کے بجانے کا مصمم ارادہ کر دیا۔ ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس سال شدید اولے پڑے' حتیٰ کہ پانی نبیذ اور جانوروں کے بول اور بڑے پانی اور دجلہ کے کنارے منجمد ہو گئے' اور اہل عراق میں سے کسی نے حج نہ کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد بن عبداللہ:

ابن عبدالصمد بن المہتدی باللہ' ابوعبداللہ الشاہد ۳۸۶ھ میں جامع منصور میں اس کا خطبہ دیا گیا۔ اور متعدد جماء جمعات میں اس کا ایک ہی خطبہ دیا گیا۔ اور جب لوگ اسے اس سے سنتے تو رونے سے شور ڈال دیتے' اور اس کی آواز پر عاجزی اختیار کرتے۔

الحسین بن علی بن الحسین:

ابوالقاسم المغربی الوزیر' آپ ذوالحجہ ۳۹۰ھ میں مصر میں پیدا ہوئے' اور جب اس کے حکمران الحاکم نے آپ کے باپ اور چچا محمد کو قتل کیا تو آپ وہاں سے بھاگ گئے اور مکہ آئے اور پھر شام چلے گئے' اور کئی مقامات پر وزیر بنے' اور آپ اچھے شعر کہتے تھے' اور ایک صالح شخص اور آپ نے مذاکرہ کیا تو اس صالح شخص نے یہ شعر سنایا:

''جب تو غنی ہو کر زندہ رہنا چاہے تو تو اس سے کم تر حالت سے راضی رہ''۔

آپ مناصب اور سلطان سے الگ رہے' اور آپ کے ایک دوست نے آپ سے کہا' آپ نے اپنے زمانہ شباب میں منازل اور سلطان کو چھوڑ دیا ہے' تو آپ کہنے لگے:

''میں کچھ وقت جہالت اور بیکاری کے سفر میں رہا' اور میری جرأت کا وقت قریب آ گیا ہے' اور میں نے ہر گناہ کی جگہ سے توبہ کی کہ شاید اس نئی بات سے وہ قدیم بات کو مٹا دے' ۴۵ سال گزر گئے ہیں۔ آگاہ رہو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ قدیم وکریم ہے''۔

محمد بن الحسن بن ابراہیم:

ابوبکر الوراق' جو ابن الخفاف کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے القطیعی وغیرہ سے روایت کی ہے' اور لوگوں نے آپ پر

[illegible] ۵۹ ہے۔

ابو القاسم اللالکائی:

ہبۃ اللہ بن الحسن بن منصور الرازی آپ طبری الاصل ہیں اور شیخ ابو حامد اسفرائنی کے تلامذہ میں سے ہیں۔ آپ حفظ کرتے تھے اور آپ حدیث میں مشغول رہے اور اس بارے میں بہت کچھ تصنیف کیا۔ لیکن کتابوں کے مشہور ہونے سے قبل جلد ہی موت نے آپ کو آلیا اور سنت اور اس کے شرف کے بارے میں بھی آپ کی ایک کتاب ہے۔ اور آپ نے اس میں سلف صالح کے طریق کو بیان کیا ہے ہم نے پتھروں پر اس کا سماع کیا ہے اور وہ آپ سے عالی روایت ہے۔

آپ نے اس سال کے رمضان میں دینور میں وفات پائی اور ایک شخص نے خواب میں آپ کو دیکھا تو اس نے پوچھا' اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے کہا' اس نے مجھے بخش دیا ہے۔ اس نے پوچھا' کس وجہ سے؟ آپ نے کہا' جس تھوڑی سی سنت کو میں نے زندہ کیا تھا اس کی وجہ سے۔

ابو القاسم بن امیر المؤمنین القادر:

آپ نے جمادی الآخرۃ میں اتوار کی شب کو وفات پائی' اور کئی بار آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور لوگ آپ کے جنازہ میں پیدل چلے۔ اور آپ کے باپ نے آپ کا بہت غم کیا اور کئی روز تک طبل بجانے بند کر دیئے۔

ابن طباطبا الشریف:

آپ شاعر تھے اور آپ کے اشعار اچھے ہیں۔

ابو اسحاق:

آپ استاد ابو اسحاق اسفرائنی ابراہیم بن محمد بن مہران' شیخ ابو اسحاق امام علامہ' رکن الدین شافعی' فقیہ اور اصولی متکلم ہیں اور اصلین کے بارے میں صاحبِ تصنیف ہیں' اور الحلی کو کئی جلدوں میں جمع کرنے والے ہیں' اور اصول فقہ وغیرہ میں آپ کا فائدہ بخش حاشیہ ہے۔

آپ نے ابو بکر اسماعیلی اور دعلج وغیرہ سے حدیث کا بہت سماع کیا ہے اور بیہقی اور شیخ ابو الطیب طبری اور حاکم نیشا پوری نے آپ سے علم حاصل کیا ہے اور آپ کی تعریف کی ہے۔ آپ نے اس سال کے عاشورہ کے روز نیشا پور میں وفات پائی۔ پھر آپ کو آپ کے شہر میں لے جایا گیا' اور اس کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

القدوری:

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کے بارے میں مشہور کتاب کے مؤلف احمد بن محمد بن احمد بن جعفر بن حمدان' ابو الحسن القدوری الحنفی' المصنف المختصر کے مؤلف' جسے حفظ کیا جاتا ہے۔ آپ امام ماہر عالم اور بادلیل مناظر تھے۔ آپ نے حنفیہ میں سے شیخ ابو حامد اسفرائنی کے مناظرہ کی ذمہ داری لی اور القدوری آپ کی بہت تعریف کرتے تھے' اور کہتے تھے کہ آپ امام شافعیؒ

سے زیادہ عالم اور زیادہ عبادت والے ہیں۔

آپ نے اس سال ۷۶ سال کی عمر میں بدھ کی رات کو اتوار کے روز وفات پائی اور ابوبکر خوارزمی حنفی فقیہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

واقعات ــــ ۴۱۹ھ

اس سال جلال الدولہ اور فوج کے درمیان جنگ برپا ہوئی' اور انہوں نے اس کے وزیر کا گھر لوٹ لیا' اور طویل معاملات شروع ہو گئے' اور اس کے شہر سے نکال دینے پر بالآخران کا اتفاق ہو گیا۔ پس اس کے لیے ایک خستہ ٹٹو فراہم کیا گیا' اور وہ دن کو نکلا اور اس کے ہاتھ میں پرندہ تھا' اور وہ اس کی طرف التفات نہ کرتے تھے۔ اور نہ اس کے متعلق غور و فکر کرتے تھے۔ اور جب اس نے اس خستہ ٹٹو پر سوار ہونے کا ارادہ کیا تو انہیں اس پر اور اس کی حالت پر ترس آ گیا' اور انہوں نے اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا۔ اور خرابی کے بعد اس کا قضیہ ٹھیک ہو گیا۔ اور گذشتہ سال اولوں سے کھجوروں کے درختوں کے تباہ ہو جانے کے باعث بہت کم کھجوریں ہوئیں اور تین رطل کھجور ایک جلالی دینار کے عوض فروخت ہوئیں اور پھر شدید اولے پڑے' اور انہوں نے بہت سے کھجوروں کے درختوں کو تباہ کر دیا۔ اور اس سال نہ ہی اہل مشرق میں سے اور نہ ہی دیارِ مصر میں کسی نے حج کیا۔ ہاں خراسان کے کچھ لوگوں نے مکران شہر سے سمندری سفر کیا اور جدہ پہنچے اور حج کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حمزہ بن ابراہیم بن عبداللہ:

ابوالخطاب المنجم' آپ نے بہاؤ الدولہ اور علماءِ نجوم کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کیا۔ اس کی وجہ سے آپ کو اس کے ہاں بڑی وجاہت حاصل تھی۔ حتیٰ کہ وزراء آپ سے خوف کھاتے تھے' اور اس تک پہنچنے کے لیے آپ کو وسیلہ بناتے تھے' پھر آپ دور دھتکار دیئے گئے حتیٰ کہ سامرا کے کرخ میں غریب الوطن' فقیر اور مفلوج ہو کر مر گئے' اور آپ کا مال' عزت اور عقل ختم ہو گئی۔

محمد بن محمد بن ابراہیم بن مخلد:

ابوالحسن تاجر' آپ نے اگلے مشائخ سے بہت سماع کیا' اور علوِ اسناد میں متفرد ہو گئے' آپ بہت مالدار تھے۔ پس بغداد میں مطالبے سے ڈر گئے' اور مصر منتقل ہو گئے' اور وہاں ایک سال قیام کیا' پھر بغداد واپس آ گئے۔ اور آپ کے اہل محلہ نے آپ کے مطالبہ پر اتفاق کیا اور اس پر تنگی کی' جس نے آپ کو محتاج کر دیا۔ اور جس وقت آپ فوت ہوئے آپ کا کفن بھی نہ تھا اور نہ آپ نے کوئی چیز پیچھے چھوڑی تو القادر باللہ نے آپ کے لیے کفن بھیجا جس میں آپ کو کفن دیا گیا۔

مبارک الانماطی:

آپ تین لاکھ دینار کے مالک تھے۔ آپ فوت ہو گئے اور آپ نے بغداد میں ایک بیٹی کے سوا کوئی وارث نہ چھوڑا۔

آپ نے مصر میں وفات پائی۔

ابوالفوارس بن بہاء الدولہ:

آپ ظالم شخص تھے اور جب نشے میں ہوتے تو اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو یا اپنے وزیر کو طلاق کی قسم دے کر کہ وہ اس کی پناہ نہیں دے گا' اور نہ اس کی کسی کو اطلاع دے گا' دوسو کوڑے مارتا۔ کہتے ہیں کہ آپ کے خواص نے آپ کو زہر دے دیا اور جب آپ مر گئے تو انہوں نے آپ کے بھائی کالیجار کے شعار کا اعلان کیا۔

ابومحمد بن الساد:

کالیجار کا وزیر' آپ کا لقب معز الدولہ' فلک الدولہ' رشید الامۃ وزیر الوزراء' اور عماد الملک ہے۔ پھر آپ کو جلال الدولہ کے سپرد کر دیا گیا تو اس نے آپ کو قید کر دیا' اور اس سال میں فوت ہو گئے۔

ابوعبداللہ متکلم:

آپ نے بھی اس سال وفات پائی' میں نے دیکھا ہے کہ ابن جوزی نے آپ کے حالات مختصراً بیان کئے ہیں۔

ابن غلبون شاعر:

عبدالمحسن بن محمد بن احمد بن غالب ابومحمد الشامی ثم الصوری' ہمہ گیر شاعر' آپ کا شاندار دیوان ہے۔ آپ نے ایک رئیس کے بارے میں بلیغ قصیدہ لکھا ہے۔ پھر آپ نے اُسے دوسرے رئیس کو سنایا' جسے ذوالنعمتین کہا جاتا تھا' اور اس میں آپ نے ایک شعر کا اضافہ کیا۔ آپ اس میں بیان کرتے ہیں ؎

''اور تیرے لیے سب مناقب ہیں' پس تو نے دو پر کیوں اکتفا کیا ہے''۔

سو اس نے آپ کو قیمتی انعام دیا' اسے بتایا گیا کہ اس نے یہ قصیدہ آپ کے بارے میں نہیں کہا' اس نے کہا' یہ ایک شعر ہی قصیدہ ہے۔ اور اسی طرح ایک بخیل جو آپ کے ہاں اُترا' کے متعلق آپ کا ایک قصیدہ ہے ؎

''ایک بھائی جسے میرے نزول سے زخم آیا ہے' جس طرح مجھے اس سے زخم لگا ہے۔ میں نے زمانے کے حکم کے مطابق مہمان بن کر شب بسر کی اور اسے اپنے حکم میں شریف آدمی پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ وہ آغاز کار غم سے مدہوش ہو کر مجھے کہنے لگا کہ وہ ہوش میں نہیں آئے گا' تو نے کیوں سفر کیا؟ میں نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اور آپ کا قول مخلصانہ اور کامیابی والا ہوتا ہے کہ سفر کرو' تمہیں غنیمت حاصل ہوگی۔ اس نے کہا' آپ نے پوری حدیث بیان فرمائی ہے کہ روزہ رکھو' اور صحت یاب ہو جاؤ''۔



واقعات — ۴۲۰ھ

اس سال مشرق کی طرف بڑے بڑے اولوں کے ساتھ شدید بارش ہوئی' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ان سے ایک اولے کا اندازہ کیا' وہ ایک سو پچاس رطل تھا' اور وہ زمین میں تقریباً ایک ہاتھ دھنس گیا۔ اور اس سال محمود بن سبکتگین کی طرف سے خط آیا کہ اس نے رَی کے باشندوں میں سے باطنیہ اور روافض کے ایک گروہ کو بری طرح قتل کرنا اور صلیب دینا جائز قرار دیا ہے۔ نیز اس نے ان کے لیڈر رستم بن علی دیلمی کے اموال کو لوٹ لیا ہے اور ان سے تقریباً ایک کروڑ دینار حاصل ہوئے ہیں۔ اور اس کے حریم میں تقریباً پچاس آزاد عورتیں تھیں' جنہوں نے اس سے ۳۳ بچے بچیاں پیدا کیے اور وہ اسے مباح سمجھتے تھے۔

اور اس سال کے رجب میں بہت سے ستارے ٹوٹے' جو بہت روشن' اور سخت آواز والے تھے۔ اور اس سال کے شعبان میں اجرت بڑھ گئی۔ اور مدد کرنے والے لوگ آوارہ گردوں کا مقابلہ کرتے کرتے کمزور ہو گئے تھے۔ اور اس سال کی ۱۸ ر رجب کو سوموار کے روز' دجلہ کا پانی خشک ہو گیا۔ حتیٰ کہ اس کا تھوڑا سا پانی باقی رہ گیا' اور چکیاں پیسنے سے رُک گئیں' اور یہ کام مشکل ہو گیا۔ اور آج کے دن علماء اور قضاۃ دارالخلافہ میں جمع ہوئے' اور انہیں وہ خط سنایا گیا جسے القادر باللہ نے مرتب کیا تھا' جس میں مواعظ اور اہل بصرہ کے مذاہب کی تفاصیل تھیں۔ نیز اہل بدعت کا رد اور خلق قرآن کے قائل کی تفسیق اور بشر المریسی اور عبدالعزیز بن یحییٰ الکتانی کے درمیان جو مناظرہ ہوا تھا' اس کا حال بیان ہوا تھا۔ پھر اس نے مواعظ اور نیک بات کہنے اور برے کاموں سے روکنے پر اپنی بات کو ختم کیا۔ اور حاضرین نے جو کچھ اس سے سنا تھا اس پر ان کی موافقت کی تحریر لی۔

اور ماہ ذوالقعدہ میں سوموار کے روز' اسی طرح وہ سب کے سب جمع ہوئے اور انہیں ایک طویل خط سنایا گیا جو سنت کے بیان اور اہل بدعت کے رَد اور بشر المریسی اور الکتانی کے مناظرہ پر مشتمل تھا۔ نیز امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے فضائل کو متضمن تھا۔ اور وہ عشاء کے بعد اس سے فارغ ہوئے اور جو کچھ انہوں نے سنا تھا' اس پر ان سے موافقت کی تحریر لی گئی۔ اور اس نے شیعہ خطباء کو معزول کر دیا' اور اہل سنت کے خطباء کو مقرر کیا۔ وللہ الحمد والمنۃ علیٰ ذٰلک وغیرہ' اور مسجد براثا میں فتنہ شروع ہو گیا۔ اور انہوں نے سنی خطیب کو اینٹوں سے مارا' حتیٰ کہ اس کی ناک توڑ دی۔ اور اس کا کندھا الگ کر دیا۔ پس خلیفہ نے ان سے انتقام لیا اور شیعہ کو ذلیل ورسوا کیا' حتیٰ کہ وہ اپنے کیے پر معذرت کرتے ہوئے آئے۔ نیز یہ کہ ان میں سے بیوقوف لوگوں نے اس بات کا ارتکاب کیا ہے اور عراق و خراسان کے باشندوں میں سے اس سال کسی نے حج کی توفیق نہ پائی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حسین بن ابی القنین:

ابوعلی [illegible] آپ ایک [illegible] اور دمشق [illegible] صاحب [illegible] آدمی تھے۔ ایک وزیر نے آپ کے پاس آ کر آپ کا ہاتھ چوما تو وزیر کو اس بات پر ملامت کی گئی تو اس نے کہا' میں کیسے اس ہاتھ کو بوسہ نہ دوں جو اللہ کے سوا کسی کے سامنے دراز نہیں ہوا۔

علی بن عیسیٰ بن الفرج بن صالح:

ابوالحسن الربعی النحوی' آپ نے سب سے پہلے ابوسعید السیرانی سے عربی سیکھی' پھر ابوعلی فارسی سے سیکھی' اور بیس سال اس کے ساتھ رہے۔ حتیٰ کہ وہ کہنے لگا کہ اُسے کہو' اگر وہ مشرق سے مغرب تک چلے تو وہ اس سے بڑا نحوی نہیں پائے گا۔

ایک روز وہ دجلہ کے کنارے پر چل پڑا تھا کہ اس نے الشریف الرضی اور الشریف المرتضیٰ کو کشتی میں دیکھا' اور ان کے ساتھ عثمان بن جنی بھی تھا۔ تو اس نے ان دونوں سے کہا یہ عجیب تر بات ہے کہ عثمان تم دونوں کے ساتھ ہے' اور علی تم سے دور فرات کے کنارے پر پیدل چل رہا ہے' تو وہ دونوں ہنس پڑے' اور کہنے لگے' اللہ کے نام کے ساتھ' آپ نے اس سال کے محرم میں ۹۲ سال کی عمر میں وفات پائی اور باب الدہر میں دفن ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے جنازہ کے پیچھے صرف تین آدمی تھے۔

اسدالدولہ:

ابوعلی صالح بن مرداس بن ادریس الکلابی' حلب میں بنی مرداس کا پہلا بادشاہ' اسے اس نے ذوالحجہ ۷۱۴ھ میں وہاں کے نائب الظاہر بن الحاکم العبیدی کے ہاتھ سے چھین لیا۔ پھر اس کے پاس مصر سے بہت بڑی فوج آ گئی' اور انہوں نے باہم جنگ کی' اور یہ اسدالدولہ ۴۱۹ھ میں قتل ہو گیا' اور اس کا پوتا نصر کھڑا ہو گیا۔

واقعات ــــ ۴۲۱ھ

اس سال عظیم بادشاہ اور قابل تعریف مجاہد' فاتح بلادِ ہند محمود بن سبکتگین رحمہ اللہ نے وفات پائی' اور اس سال کے ربیع الاوّل میں عظیم عادل' مؤید ومنصور سرحدوں پر چوکی قائم کرنے والے' یمین الدولہ ابوالقاسم محمود بن سبکتگین حکمران بلادِ غزنی اور ان عظیم ممالک کے مالک اور اکثر بلادِ ہند کے بزور قوت فتح کرنے والے اور ان کے اصنام' امثال اور ان کے بتوں اور ہنود اور ان کے بڑے بادشاہ کو بزور قوت شکست دینے والے بادشاہ نے وفات پائی۔ آپ تقریباً دو سال بیمار رہے۔ اور ان دو سالوں میں بستر پر نہیں لیٹے' اور نہ تکیہ لگایا۔ بلکہ آپ بیٹھ کر ٹیک لگاتے تھے۔ حتیٰ کہ اسی حالت میں وفات پا گئے۔ اور یہ آپ کی تیز فہمی' خودداری اور قوتِ عزم کی وجہ سے تھا۔ آپ کی عمر ساٹھ سال تھی۔ رحمہ اللہ

اور آپ نے اپنے بعد اپنے بیٹے محمد کے لیے حکومت کی وصیت کی۔ مگر ابھی آپ کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ اس کے

[illegible] مسعود بن محمود کو [illegible] ممالک پر قبضہ [illegible] اور اس کے ساتھ وہ ان ممالک کا [illegible]
مالک تھا جنہیں اس نے خود بادشاہ [illegible] مسعود [illegible] فتح [illegible] اس سال [illegible] آخر میں شرق و غرب
ممالک اس کے مطیع ہو گئے۔ اور ہر جانب سے اور ہر بڑے بادشاہ کی طرف سے سلاطین کے فرستادگان اس کے پاس [illegible]
اکرام اور کامل فرمانبرداری کے ساتھ آئے اور وفیات میں عنقریب اس کے باپ کا ذکر آئے گا۔

اوراس سال اس سریہ نے جسے مذکور بادشاہ محمود نے بلادِ ہند کی طرف بھیجا تھا۔ ہنود کے اکثر شہروں اوران کے بڑے شہر پر قبضہ کرلیا' اوراس شہر کا نام نرسی ہے۔ وہ اس میں ایک لاکھ سواروں اور پیادوں کے ساتھ داخل ہوئے' اورانہوں نے وہاں کے بازارِ عطر' اور جوہر کو پورا دن لوٹا۔ اوراس میں انواع واقسام کی جوخوشبو' کستوری' جواہر' موتی اور یاقوت تھے۔ وہ انہیں منتقل کرنے کی طاقت نہ پاسکے اوراس کے باوجود اس کی وسعت کی وجہ سے اکثر اہل شہر کواس کا کچھ پتہ نہ لگا۔ کیونکہ وہ انتہائی بڑا شہر ہے۔ جس کی لمبائی' منازل ہند کا ایک منزل سفر ہے' اوراس کی چوڑائی بھی اسی طرح ہے۔ اورانہوں نے اس سے بے شمار اموال تحائف اور سامان حاصل کیا۔ حتیٰ کہ بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے تول کر سونا اور چاندی آپس میں تقسیم کیا اور مسلمانوں کی کوئی فوج نہ اس سال سے قبل اور نہ اس کے بعد کبھی اس شہر تک پہنچی ہے۔ اور یہ شہر مال کے لحاظ سے ہندوستان کا سب سے بڑا شہر ہے' بلکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس شہر کے باشندوں کے کفر اوران کے اصنام کی عبادت کرنے کے باوجود اس سے بڑے مال اور رزق والا شہر نہیں پایا جاتا۔ پس مومن کو چاہیے کہ دنیا کو سلام کرے' اور بادشاہ کے محل سے انہوں نے اس قدر غلام بچوں اور بچیوں کو حاصل کیا جو کثرت کے باعث گنے نہیں جاسکتے۔ اوراس میں رافضہ نے اپنی بڑی بدعت پر عمل کیا اور یومِ عاشوراء کو مصیبت نے ان سے گفتگو کی' یعنی انہوں نے ٹاٹ لٹکائے اور بازار بند کردیئے اور گلی کوچوں میں رونا پیٹنا کیا اور اہل سنت ان کے مقابلہ میں ہتھیار لے کر آئے' اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے' اوران کے درمیان پھیلنے والے فتنے اور شرور پیدا ہوگئے۔

اوراس سال امیر المؤمنین القادر باللہ بیمار ہوگئے' اورانہوں نے اپنے بعد اپنے بیٹے ابوجعفر القائم بامر اللہ کو قضاۃ' وزراء اور امراء کی موجودگی میں ولی عہد مقرر کیا۔ اوراس کے متعلق خطبہ دیا' اور وہاں جو چالو سکہ تھا اس پر اس کا نام کندہ کیا' اوراس سال شاہ روم ایک لاکھ جانبازوں کے ساتھ قسطنطنیہ سے آیا' اور چلتا ہوا بلادِ حلب تک پہنچ گیا۔ اور حلب پر شبل الدولہ نصر بن صالح بن مرداس امیر تھا۔ پس وہ وہاں سے ایک دن کی مسافت پر اُترے' اور شاہِ روم کا ارادہ یہ تھا کہ وہ تمام بلادِ شام پر قبضہ کر لے' اورانہیں دوبارہ عیسائی بنائے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا' تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا' اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ اور قیصر وہ ہے' جس نے رومیوں میں سے بلادِ روم کے ساتھ بلادِ شام پر بھی قبضہ کرلیا تھا۔ پس شاہِ روم کے لیے اس کی طرف کوئی راہ نہ تھی اور جب وہ حلب میں اُترا' جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر شدید پیاس نازل کی اوران میں اختلاف ڈال دیا۔

اور یہ یوں ہوا کہ اس کے ساتھ دمستق تھا' پس فوج کے ایک دستے نے اس کے قتل کا منصوبہ بنایا' تاکہ وہ اس کے بعد باختیار امیر بن جائے۔

پس بادشاہ اس کی سمجھ گیا اور جلد واپس آ گیا اور اعراب نے دن رات انہیں لوٹتے ہوئے ان کا تعاقب کیا اور جو چیزیں انہوں نے ان سے حاصل کیں' ان میں چار سو سفید پاؤں والے سانڈ تھے' جو بادشاہ کے اموال اور کپڑے اٹھائے ہوئے تھے' اور ان کی اکثریت بھوک اور پیاس سے ہلاک ہوئی' اور انہیں ہر جانب سے لوٹا گیا۔ وللّٰہ الحمد والمنة۔

اور اس سال جلال الدولہ نے واسط پر قبضہ کر لیا' اور اپنے بیٹے کو اس کا نائب مقرر کیا' اور اپنے وزیر ابو علی بن ماکولا کو بطائح کی طرف بھیجا' اور اس نے اسے فتح کر لیا اور بصرہ تک پانی میں چل کر آیا' وہاں ابو کالیجار کا نائب تھا۔ پس بصریوں نے انہیں شکست دی اور جلال الدین خودان کے مقابلہ میں گیا۔

اور اس سال کے شعبان میں اس میں داخل ہو گیا' اور اس سال غزنی میں عظیم سیلاب آیا' اور اس نے بہت سی کھیتیوں اور درختوں کو تباہ کر دیا' اور اس سال کے رمضان میں محمود بن سبکتگین نے ایک کروڑ درہم صدقہ دیا' اور اپنے ملک کے علماء اور فقہاء کو اپنے باپ کے دستور کے مطابق بہت رسد دی' اور بہت سے شہروں کو فتح کیا اور اس کے ممالک میں بہت وسعت پیدا ہو گئی' اور اس کی شان بڑھ گئی' اور اس کی قوت زیادہ ہو گئی' اور اس کی افواج اور مددگاروں میں اضافہ ہو گیا۔ اور اس سال بہت سے کرد بغداد میں داخل ہو گئے جو رات کو ترکوں کے گھوڑے چرا لیتے' پس لوگوں نے ان سے بچاؤ کیا اور سب گھوڑے لے لیے۔ حتیٰ کہ بادشاہ کا گھوڑا بھی لے لیا۔

اور اس سال نہر عیسیٰ پر بغداد کا پل گر گیا۔ نیز اس سال میں باب البصرہ پر اُترنے والے ترکوں اور ہاشمیوں کے درمیان جنگ برپا ہو گئی۔ پس انہوں نے مصاحف بلند کیا اور ترکوں نے انہیں تیر مارے اور بڑی گڑبڑ ہو گئی۔ پھر فریقین کے درمیان صلح ہو گئی۔

اور اس سال خیانت بڑھ گئی' اور گھروں کو کھلم کھلا چھوڑ دیا گیا۔ اور آوارہ گردوں اور کرد چوروں کی کثرت ہو گئی۔ اور اس سال بھی حج معطل ہو گیا۔ صرف اہل عراق کی ایک جماعت اعراب کے ساتھ جنگل کے اونٹوں پر سوار ہوئی' اور وہ حج کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

اِس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن عبداللہ بن احمد:

ابوالحسن الواعظ' جو ابن اکرات کے نام سے مشہور ہیں' اور صاحبِ کرامات و معاملات ہیں' آپ جزیرہ کے باشندے تھے' پھر دمشق میں سکونت پذیر ہو گئے' اور آپ لوگوں کو الرفادة القیلیة میں وعظ کیا کرتے تھے' جہاں قصہ گو بیٹھتے تھے' یہ قول ابن عساکر کا ہے۔ اس نے بیان کیا ہے کہ آپ نے وعظ کے بارے میں کتابیں تصنیف کی ہیں اور بہت سی حکایات بیان کی ہیں۔ پھر بیان کیا ہے کہ میں نے ابوالحسن احمد بن عبداللہ اکرات واعظ کو یہ اشعار پڑھتے سنا ہے ؎

''میں لذات کو کیا کروں گا' میں گناہوں میں مصروف ہوں' عید صرف اس کے لیے ہے جو محبوب کے وصل میں

کامیاب ہو' لوگوں نے آرام' خوشی اور بہتری میں صبح کی۔ اور میں نے درد کے بیچ اور غم میں صبح کی' سب غائب ہونے کے بعد ان کا نیا مہینہ شروع ہوا' تو انہوں نے خوشی منائی اور میرا چاند غیب کے پردوں کے پیچھے چھپا رہا' اس لیے میں نے لذات سے کہا' غائب ہو جاؤ' غائب ہو جاؤ' میں نے دنیائے غم کو اپنا نصیب بنا لیا۔ اے میری زندگی' میری موت' میری بدبختی' اور میرے طبیب' اس نفس کے لیے خلوت کر جو بڑی وحشت سے تجھ سے اصرار کر رہا ہے"۔

الحسین بن محمد الخلیع:

شاعر' اس کا ایک خوبصورت دیوان ہے۔ اس نے طویل عمر پائی اور اس سال میں وفات پائی۔

عظیم عادل بادشاہ محمود بن سبکتگین:

ابوالقاسم' المقلب' یمین الدولہ' امین الملت' بلادِ غزنی اور اس کے اردگرد کے علاقے کا حکمران' اور اس کی فوج کو سامانیہ کہا جاتا تھا' کیونکہ ان کا بادشاہ بن گیا۔ اور اس نے ۳۸۷ھ میں وفات پائی' اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمود ان کا بادشاہ بنا اور اس نے ان کے ساتھ' اور بقیہ رعایا کے ساتھ عادلانہ سلوک کیا۔ اور اسلام کی نصرت میں مکمل طور پر کمربستہ ہو گیا۔ اور بلادِ ہند وغیرہ میں فتوحات حاصل کیں۔ اور اس کی شان بڑھ گئی اور اس کی حکومت وسیع ہو گئی اور اس کی رعایا پھیل گئی' اور اس کے عدل و جہاد اور جو کچھ اللہ نے اسے عطا کیا تھا' اس کی وجہ سے اس کا زمانہ لمبا ہو گیا۔ اور وہ اپنے بقیہ ممالک میں خلیفہ القادر باللہ کا خطبہ دیتا تھا۔ اور مصر سے فاطمیوں کے ایلچی اس کے پاس اس لیے خطوط اور ہدایا لے کر آئے تھے کہ وہ ان کی جانب ہو' اور وہ انہیں اور ان کے خطوط اور ہدایا کو جلا دیتا تھا اور اس نے ہندی کفار کے شہروں میں عظیم فتوحات حاصل کیں جو اس سے پہلے اور اس کے بعد کسی بادشاہ کو حاصل نہیں ہوئیں۔ اور اس نے ان سے سونے' موتیوں اور قیدی عورتوں کی بے شمار غنائم حاصل کیں۔ اور اس نے ان کے بہت سے بتوں کو توڑ دیا اور ان کے زیورات چھین لیے۔

اور قبل ازیں یہ باتیں اس کے زمانے کے متفرق سالوں میں مفصل طور پر بیان ہو چکی ہیں' اور اس نے ان کے جن بتوں کو توڑا' ان میں ان کا وہ بت بھی شامل ہے' جسے سومنات کہا جاتا ہے۔ اور اس سے سونے کے زیورات حاصل ہوئے' ان کی قیمت بیس کروڑ دینار تک پہنچی ہے' اور اس نے ہندوستان کے بڑے بادشاہ صینال کو شکست دی۔ اور ترکوں کے سب سے بڑے بادشاہ ایلک خان کو مغلوب کر لیا' اور سامانیوں کی حکومت کو تباہ کر دیا۔ حالانکہ انہوں نے بلادِ سمرقند' اور اس کے اردگرد کے علاقے میں عالم پر قبضہ کر لیا تھا۔ ہر وہ ملک ہلاک ہو گئے' اور اس نے جیحون پر ایک پل تعمیر کیا' جس کے تعمیر کرنے سے بادشاہ اور خلفاء عاجز آ گئے۔ اس نے اس پر دو کروڑ دینار خرچ کیے' اور اس کے سوا' کسی سے یہ کام نہیں ہو سکا۔ اور اس کی فوج میں چار سو ہاتھی لڑتے تھے' اور یہ ایک عظیم اور خوفناک بات تھی۔ اور اس کے کاموں کی تفصیل طویل ہے۔ اس کے باوجود وہ نہایت دیانتدار' پاکدامن اور گناہوں اور گناہگاروں سے کراہت کرنے والا تھا' اور ان سے کسی چیز کو پسند نہ کرتا تھا اور نہ ان سے محبت کرتا تھا' اور نہ ان کے متعلق بات سنتا تھا' اور کسی کی جرأت نہ تھی کہ اس کی مملکت میں اعلانیہ معصیت کا ارتکاب کر سکے' اور شراب پی سکے وغیرہ ذلک۔

۔۔کھیل کود اور کھیلنے کودنے والوں کو پسند کرتا تھا۔ اور علماء اور محدثین سے محبت کرتا تھا' اور ان کا اکرام کرتا تھا' اور ان سے مجالست کرتا تھا۔ اور بھلے' دیندار اور نیک لوگوں کو پسند کرتا تھا' اور ان سے حسن سلوک کرتا تھا۔ اور وہ حنفی تھا۔ پھر ابوبکر القفال الصغیر کے ہاتھ پر شافعی ہو گیا۔ جیسا کہ امام الحرمین وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ اور اعتقاد الکرامیہ کے مذہب پر تھا۔ اور جو لوگ اس سے مجالست کرتے تھے۔ ان میں محمد بن الہیضم بھی شامل تھا' اور اس کے اور ابوبکر بن فورک کے درمیان مسئلہ عرش کے بارے میں سلطان محمود کے سامنے مناظرے ہوئے۔ جن کا ذکر ابن الہیضم نے اپنی تصنیف میں کیا ہے۔ پس سلطان' ابن الہیضم کے قول کی طرف مائل ہو گیا اور ابن فوارک کو ملامت کی اور جہمیہ کی رائے سے موافقت کرنے کی وجہ سے اس کے اخراج کا حکم دیا۔ اور وہ اچھا انصاف پسند تھا۔ اس کے پاس ایک شخص نے شکایت کی کہ بادشاہ کا بھانجا ہر وقت اچانک اس کے گھر میں اس کے اور اس کے اہل کے پاس آتا ہے اور اسے گھر سے نکال دیتا ہے' اور اس کی بیوی سے خلوت کرتا ہے اور وہ اس کے معاملے میں اُنگشت بدنداں ہے اور جب کبھی اس نے کسی صاحب امر کے پاس اس کی شکایت کی ہے تو کسی نے بادشاہ کے خوف کی وجہ سے اس پر جرأت نہیں کی۔ جب بادشاہ نے یہ بات سنی تو اسے شدید غصہ آیا' اور اس نے اس شخص سے کہا' تو ہلاک ہو جائے' جب وہ تیرے پاس آئے تو تو میرے پاس آ کر مجھے بتانا' اور جو شخص تجھے میرے پاس آنے سے روک دے' اس کی بات نہ سننا۔ اور خواہ وہ رات کو تیرے پاس آئے تو مجھے آ کر بتانا۔

پھر بادشاہ دربانوں کے پاس گیا' اور انہیں کہا کہ جب یہ شخص رات کو یا دن کو میرے پاس آئے' اُسے کوئی شخص میرے پاس آنے سے نہ روکے۔ پس وہ شخص خوشی خوشی دُعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔ اور ابھی ایک یا دو راتیں ہی گزری تھیں کہ وہ نوجوان اچانک اس کے پاس آ گیا اور اسے گھر سے نکال دیا اور اس کی بیوی کے ساتھ خلوت کی' اور وہ شخص روتا ہوا بادشاہ کے گھر کی طرف گیا۔ اُسے بتایا گیا کہ بادشاہ سویا ہوا ہے۔ اس نے کہا' اس نے تمہیں حکم دیا ہے کہ مجھے دن اور رات کو اس کے پاس آنے سے نہ روکا جائے۔

سوانہوں نے بادشاہ کو بیدار کیا' اور وہ بنفس نفیس اس کے ساتھ گیا۔ اور اس کے ساتھ کوئی شخص نہ تھا۔ حتیٰ کہ اس شخص کے گھر پہنچ گیا اور اس نے نوجوان کی طرف دیکھا اور وہ اس کی بیوی کے ساتھ ایک ہی بستر میں پڑا تھا۔ اور ان دونوں پاس شمع جل رہی تھی۔ بادشاہ نے آگے بڑھ کر روشنی گل کر دی۔ پھر آ کر نوجوان کے سر کو کاٹ دیا اور اس شخص سے کہنے لگا' تو ہلاک ہو جائے میرے پاس پانی کا گھونٹ لانا۔ وہ اسے لایا' تو اسے پیا' پھر بادشاہ جانے کے لیے چلا تو اس شخص نے اسے کہا۔ قسم بخدا (یہ بتاؤ) آپ نے شمع کیوں بجھائی ہے؟ اس نے کہا' وہ میرا بھانجا ہے اور میں نے پسند نہیں کیا کہ قتل کی حالت میں اُسے دیکھوں۔ اس نے پوچھا' آپ نے جلدی سے پانی کیوں طلب کیا تھا؟ بادشاہ نے کہا' جب سے تو نے مجھے اطلاع دی ہے' میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گا' اور نہ پانی پیوں گا جب تک تیری مدد نہ کر لوں' اور تیرے حق کو ادا نہ کر لوں۔ اور میں تمام ایام میں پیاسا رہا ہوں۔ حتیٰ کہ وہ جو کچھ ہوا جو تو نے دیکھ لیا ہے۔ اور اس شخص نے اسے دُعا دی' اور بادشاہ اپنے گھر واپس آ گیا اور کسی کو اس بات کا پتہ بھی نہ چلا۔ اور محمود کو سوءِ مزاج کا مرض تھا۔ اس کے ساتھ اُسے دو سال تک دست

لگے رہے۔ اوران دوسالوں میں وہ نہ بستر پر لیٹا تھا اور نہ ہی اپنی قوتِ شجاعت اور سوءِ مزاج کی وجہ سے کسی چیز پر ٹیک لگاتا تھا۔ اور وہ ایک تکیے پر ٹیک لگاتا تھا' جسے اس کے لیے رکھا جاتا تھا' اور پارلیمنٹ میں حاضر ہوتا تھا۔ اور حسبِ دستور لوگوں کے درمیان فیصلے کرتا تھا۔ حتیٰ کہ وہ اسی حالت میں اس سال کی ۲۳ ربیع الآخر کو جمعرات کے روز ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ اس نے ۳۳ سال حکومت کی۔ اور اس نے اپنے پیچھے بہت اموال چھوڑے' جن میں سات رطل جواہرات تھے۔ جن میں سے ایک موتی کی قیمت بہت زیادہ تھی۔ اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرمائے۔

اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد' حکمران بنا۔ پھر اس کے دوسرے بیٹے مسعود بن محمود کو حکومت مل گئی' اور وہ اپنے باپ کی مانند ہوا۔ اور ایک عالم نے اس کی سیرت زمانہ فتوحات اور ممالک کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے۔

واقعات — ۴۲۲ھ

اِس سال خلیفہ القادر باللہ نے وفات پائی' اور اس کے بیٹے القائم بامر اللہ کی خلافت کی تفصیل اور بیان ابھی آئے گا۔ اور اس سال اہل سنت اور روافض کے درمیان بڑی جنگ ہوئی۔ اور اہل سنت نے ان پر قابو پا کر ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور کرخ اور الشریف المرتضیٰ کے گھر کو لوٹ لیا۔ اور عوام نے یہود کے گھروں کو لوٹ لیا۔ کیونکہ ان پر روافض کی امداد کا ادعاء کیا گیا تھا اور لوٹ بہت سے گھروں تک تجاوز کر گئی اور جنگ بہت پھیل گئی۔ پھر اس کے بعد جنگ بند ہو گئی' اور اس میں خیانت بڑھ گئی' اور شہر کے اطراف میں آوارہ گردوں کی حکومت سے آزمائش کا دور دورہ ہو گیا' اور انہوں نے بہت سے امور کی جسارت کی۔ اور رات اور دن کو پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر گھروں اور جگہوں کو لوٹ لیا۔ واللہ سبحانہ اعلم

القائم باللہ کی خلافت:

ابو جعفر عبداللہ بن القادر باللہ' جب اس کا باپ ابو العباس احمد بن المقتدر بن الامین ابو احمد الموفق بن المتوکل بن المعتصم بن الرشید بن المہدی بن المنصور' اس سال کی ۱۲ ذوالحجہ سوموار کی شب کو ۸۸ سال ۱۰ ماہ اور گیارہ دن کی عمر میں فوت ہوا' تو اس کی بیعت خلافت ہوئی اور نہ ہی اس سے پہلے اور نہ ہی اس کے بعد کسی خلیفہ نے اتنی عمر پائی ہے۔ ان میں سے ۴۱ سال تین ماہ وہ خلیفہ رہا۔ اور یہ بھی ایسی بات ہے جس کی طرف کسی نے سبقت نہیں کی اور اس کی ماں اُمّ ولد تھی' جس کا نام یمنی تھا۔ اور وہ عبدالواحد بن المقتدر کی لونڈی تھی۔ اور یہ حلیم کریم' اور صاحبانِ علم و دین اور صلاح سے محبت کرنے والا تھا۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا تھا۔ اور اعتقاد سلف کے طریق پر تھا۔ اور اس بارے میں اس کی تصنیفات بھی ہیں جو سنائی جاتی ہیں۔

اور یہ سفید رنگ' خوبصورت جسم' دراز ریش تھا' اور اسے چوڑائی میں رنگتا تھا۔ اور قائم اللیل اور بہت صدقہ کرنے والا اور سنت اور اہل سنت کا محب' اور بدعت اور اہل بدعت سے بغض رکھنے والا تھا اور بہت روزے رکھتا تھا۔ اور اپنی جاگیروں سے محتاجوں سے حسن سلوک کرتا تھا۔ اور اس سے حرمین کے مجاوروں اور جامع منصور' اور جامع رصافہ کو بھیجتا تھا۔ اور وہ اپنے گھر سے عوام کے لباس میں نکلتا تھا' اور صالحین کی قبور کی زیارت کرتا تھا۔ اور ہم اس کی سیرت کا ایک اچھا پہلو اس کی حکومت کے بیان

کے موقع پر ۳۸۱ھ میں بیان کر چکے ہیں۔ اور وہ اس کی عظیم مصیبت کی وجہ سے اور اس کے مذکور بیٹے کی بیعت کی مضبوطی کے لیے سات روز اس کی تعزیت کے لیے بیٹھے' اور اس کی ماں کو قطر الندی کہا جاتا تھا اور وہ ارمنی تھی۔ اس نے اس سال اس کی خلافت کو پایا اور اس کی پیدائش ۱۹/ ذوالحجہ ۳۹۱ھ کے روز ہوئی۔

پھر قضاۃ' اُمراء اور بڑے بڑے لوگوں کی موجودگی میں اس سال اس کی بیعت ہوئی' اور سب سے پہلے المرتضیٰ نے اس کی بیعت کی' اور اسے یہ اشعار سنائے ۔

''ایک پہاڑ گزر گیا ہے اور ختم ہو گیا ہے' اور تیری ذات میں ہمارے لیے ایک پہاڑ استوار ہو گیا ہے' اور ہمیں ماہِ کامل کا دُکھ دیا گیا ہے۔ اور اس کے چاشت کا سورج باقی رہ گیا ہے' اور خوشی کے مقام میں ہمارے لیے غم ہے اور کتنی ہی ہنسی رونے کے مقام پر ہوتی ہے۔ اور اے وہ تلوار' جسے ہاتھ نے نیام میں کر دیا ہے' اور تیرے بعد ہمارے لیے ایک سونتی ہوئی تلوار ہے۔ اور جب ہم عقد بیعت کے لیے حاضر ہوئے تو ہم نے تیری راہنمائی سے ہدایت کے راستوں کو پہچانا۔ اور تو بڑھاپے کے وقار کے ساتھ ہمیں ملا۔ اور تیری عمر نوجوان کی عمر تھی''۔

پس ترکوں نے اس سے بیعت کی علامت کا مطالبہ کیا۔ اور خلیفہ کے پاس انہیں دینے کی کوئی چیز نہ تھی' کیونکہ اس کے باپ نے کوئی چیز نہ چھوڑی تھی' اور قریب تھا کہ اس کی وجہ سے لوگوں کے درمیان جنگ ہو جائے۔ حتیٰ کہ جلال الدولہ نے انہیں بہت سا مال دے کر اُسے بچایا جو تقریباً تین ہزار دینار تھا۔ اور خلیفہ نے ابوطالب محمد بن ایوب کو وزیر بنایا اور ابن ماکولا کو قاضی مقرر کیا۔ اور اہل مشرق میں سے ایک چھوٹی سی جماعت کے سوا کسی نے حج نہیں کیا۔ یہ لوگ کوفہ سے عربوں کے ساتھ نکلے' اور انہوں نے حج کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الحسن بن جعفر:

ابوعلی بن ماکولا' جلال الدولہ کا وزیر' اس کو اس کے غلام اور ایک لونڈی نے اس کے خلاف سازش کر کے ۵۶ سال کی عمر میں قتل کر دیا۔

عبدالوہاب بن علی:

ابن نصر بن احمد بن الحسن بن ہارون بن مالک بن طوق' صاحب الرحبہ تغلبی بغدادی' مالکیہ کا امام اور ان کا مصنف' آپ کی کتاب التلقین کا طالب حفظ کرتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ بھی اصول وفروع میں آپ کی کتابیں ہیں۔ آپ نے مدت تک بغداد میں قیام کیا اور دار یا اور ماکسایا کے قاضی بنے۔ پھر اپنی تنگ حالی کی وجہ سے بغداد سے نکلے' اور مصر میں داخل ہو گئے۔ پس مغاربہ نے آپ کا اکرام کیا۔ اور آپ کو بہت سا سونا دیا اور آپ بہت مالدار ہو گئے۔ اور بغداد کے شوق میں کہنے لگے ۔

''ہر موقف میں بغداد پر سلام ہو' اور میری جانب سے اسے دگنے سلام کا حق ہے۔ اور قسم بخدا' میں نے اسے ملول ہو کر نہیں چھوڑا' اور میں اس کے دونوں کناروں کو جاننے والا ہوں۔ لیکن وہ سب کا سب مجھ پر تنگ ہو گیا' اور اس

میں ارزاق ارزاق یہ نہیں کرتے تھے اور ان کی حیثیت ایک دوست کی طرح تھی جس کے قرب کو میں پسند کرتا تھا
اور اس کے اخلاق اسے ذور لیے جاتے تھے اور مخالفت کرتے تھے''۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ قاضی عبدالوہاب نے ابن سماک سے سماع کیا اور میں نے آپ کی طرف سے کتابت کی' اور آپ ثقہ تھے' اور مالکیہ نے آپ سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کے مصر پہنچنے پر آپ کو مال حاصل ہو گیا۔ اور آپ کا حال اچھا ہو گیا۔ آپ کو کینسر کا مرض ہو گیا۔ اور آپ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ آپ کروٹیں لیتے تھے' اور کہتے تھے لا الہ الا اللہ جب ہم زندہ رہے ہم مر گئے۔

راوی کا بیان ہے کہ آپ کے اشعار شاندار ہیں۔ اور ان میں سے یہ اشعار بھی ہیں ؎

''اور سونے والی کو میں نے بوسہ دیا تو وہ بیدار ہوئی' اور کہنے لگی آؤ' اور چور کو حد کے لیے تلاش کرو۔ میں نے اسے کہا' غاصب میں تجھ پر فدا ہوں۔ اور انہوں نے غاصب کے بارے میں واپسی کے سوا کوئی فیصلہ نہ کیا' اسے لے لے اور گنہگار کی تلاش سے باز رہ' اور اگر تو راضی نہیں تو ایک ہزار گن لے۔ اس نے کہا قصاص کے متعلق عقل گواہی دیتی ہے کہ وہ مجرم کے جگر کو شہد سے زیادہ لذیذ لگتا ہے' پس میرے دائیں ہاتھ سے اس کی کمر کی تھیلی بن کر رات گزاری' اور میرے بائیں ہاتھ نے ہار کے بیچ کا جوہر بن کر رات گزاری۔ اس نے کہا' کیا تجھے بتایا نہیں گیا کہ تو درویش ہے۔ میں نے کہا بیشک جب تک میں درویشی سے بے رغبتی کرتا رہوں گا''۔

اور ابن خلکان نے قاضی عبدالوہاب کے جو اشعار سنائے ؎

''بغداد' مالداروں کے لیے اچھا گھر ہے' اور مفلسوں کے لیے تنگی کا گھر ہے۔ میں حیران ہو کر اس کے کوچوں میں چلتا رہا۔ گویا میں زندیق کے گھر میں مصحف ہوں''۔

واقعات ــــ ۴۲۳ھ

اس سال ۶ رمحرم کو بارش کے اپنے وقت متاخر ہو جانے کی وجہ سے اہل بغداد نے نماز استسقاء پڑھی' مگر سیراب نہ ہوئے' اور لوگ بکثرت مرنے لگے' اور جب عاشوراء کا دن آیا' تو روافض نے اپنی بدعت پر عمل کیا' اور بکثرت نوحہ و رونا ہوا' اور اس سے راستے اور بازار بھر گئے۔

اور اس سال کے صفر میں لوگوں کو نماز استسقاء کے لیے باہر نکلنے کا حکم دیا گیا۔ مگر اہل بغداد میں سے اس کے باشندوں کی کثرت اور وسعت کے باوجود ایک سو آدمی بھی نہ نکلا۔

اور اس ماہ میں فوج اور جلال الدولہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ اور اس نے بصرہ سے اپنے جلاوطن ہونے پر اتفاق کیا اور اس نے اپنی بہت سی لونڈیوں کو واپس کر دیا' اور ان میں سے کچھ اس کے پاس رہیں۔ اور وہ ۶ ربیع الاول سوموار کی شب کو بغداد سے نکلا' اور اسفہلاریہ غلاموں نے ابوکالیجار بادشاہ کو لکھا کہ وہ ان کے پاس آئے' اور جب وہ آیا تو شہر درست ہو گئے' اور

کوئی معاند اور ملحد باقی نہ رہا۔ اور انہوں نے جلال الدولہ وغیرہ کے گھروں کو لوٹ لیا۔ اور ابو کالیجار کی آمد میں تاخیر ہوگئی' اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کے وزیر نے اسے بغداد نہ جانے کا مشورہ دیا۔ اور اس نے اس بارے میں اس کی بات مان لی۔ پس آوارہ گردوں کی کثرت ہوگئی اور حالات خراب ہو گئے اور شہروں میں گڑبڑ ہوگئی۔ اور جلال الدولہ اس حد تک محتاج ہو گیا کہ اس نے اپنے بعض کپڑے بازاروں میں فروخت کیے اور ابو کالیجار ترکوں پر بدگمان ہو گیا' اور ان سے گروی رکھی ہوئی چیزیں طلب کرنے لگا' مگر ایسا نہ ہوسکا اور رکاوٹ طویل ہوگئی' تو انہوں نے جلال الدولہ سے خط و کتابت کی طرح رجوع کیا۔ نیز یہ کہ وہ اپنے شہر کو واپس آ جائے اور وہ اس کے پاس معذرت کرنے لگے' اور انہوں نے اسے دستور کے مطابق شہر میں اس کے لیے خطبات دیئے اور خلیفہ نے ملک کالیجار کی طرف ایلچی بھیجے' اور جن لوگوں کو اس نے اس کی طرف بھیجا' ان میں قاضی ابوالحسن الماوردی بھی شامل تھے' آپ نے اس سے وحشت محسوس کرتے ہوئے اُسے سلام کیا۔ اور اس نے ایک عظیم کام کا بار اُٹھایا' اور اس نے قضاۃ سے مطالبہ کیا کہ اسے سلطان اعظم مالک الامم کا لقب دیا جائے۔

ماوردی نے کہا' یہ وہ بات ہے' جس کی طرف کوئی راہ نہیں' کیونکہ سلطان معظم خلیفہ ہے' اور اسی طرح مالک الامم بھی ہے۔ پھر انہوں نے اسے ملک الدولہ کے لقب دینے پر اتفاق کیا' اور اس نے ماوری کے ساتھ عظیم تحائف بھیجے' جن میں ایک کروڑ سابوری دینار' اور دیگر ہزاروں دراہم' تحائف و ہدایا تھا اور فوج نے خلیفہ سے طلب پر اتفاق کیا تو یہ بات مشکل ہوگئی۔ پس انہوں نے اس کا خطبہ بند کر دینے کا قصد کیا۔ پس جمعہ نہ پڑھا۔ پھر اگلے جمعہ کو اس کا خطبہ دیا گیا اور شہر میں فتنہ وفساد ہو گیا۔ اور آوارہ گردوں کی کثرت ہوگئی۔

پھر اس سال کے ربیع الآخر میں خلیفہ نے خلوص اور صاف نیت کے ساتھ جلال الدولہ کے واسطے قسم کھائی کہ وہ صدق اور نیت کی اچھائی کو پسند کرتا ہے۔ پھر دونوں کے درمیان جلال الدولہ کے باعث' اور اس کی نبیذ پینے اور مدہوش ہونے کے باعث جھگڑا ہو گیا۔ پھر اس نے خلیفہ کے پاس معذرت کی' اور دونوں نے فساد پر مصالحت کر لی' اور رجب میں بغداد اور دیگر عراقی علاقے میں نرخ گراں ہو گئے' اور ان میں سے کسی نے حج نہ کیا۔

اور اس سال بلادِ ہند' غزنی' خراسان' جرجان' رَی اور اصبہان میں بڑی وبا پھوٹی اور قریب ترین مدت میں ان سے چالیس ہزار جنازے نکلے۔ اور موصل' جبل اور بغداد کے نواح میں چیچک کی زبردست وبا پڑی کہ کوئی گھر اس بیماری سے خالی نہ رہا۔ اور یہ بیماری جون' جولائی' اگست' ستمبر' اکتوبر اور نومبر میں قائم رہی۔ اور گرمی سے خریف میں زیادہ ہوتی تھی۔ یہ بات ابن جوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے اور اصبہان کے ایک شخص نے اس سال اپنے خواب میں ایک اعلان کرنے والے کو بلند آواز سے اعلان کرتے سنا۔ اے اہل اصبہان' خاموشی' گویائی' خاموشی' گویائی۔ پس وہ شخص خوفزدہ ہو کر جاگ پڑا' اور کسی شخص کو اس کی تعبیر معلوم نہ ہوئی کہ وہ کیا ہے۔ حتیٰ کہ ایک شخص نے ابوالتہامیہ کا شعر پڑھا۔ اور اس نے کہا' اے اہل اصبہان محتاط ہو جاؤ۔ میں نے ابوالتہامیہ کا شعر پڑھا ہے کہ:

''زمانے نے ایک وقت تک ان سے اعراض کی' اور جب وہ گویا ہوا تو اس نے انہیں خون سے رلایا''۔

میں ارزاق ارزاق مد نہیں کرتے تھے۔ اور اس کی حیثیت ایک دوست کی طرح تھی جس کے قرب کو میں پسند کرتا تھا اور اس کے اخلاق اسے دور لیے جاتے تھے اور مخالفت کرتے تھے''۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ قاضی عبدالوہاب نے ابن سماک سے سماع کیا اور میں نے آپ کی طرف سے کتابت کی' اور آپ ثقہ تھے' اور مالکیہ نے آپ سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کے مصر پہنچنے پر آپ کو مال حاصل ہو گیا۔ اور آپ کا حال اچھا ہو گیا۔ آپ کو کینسر کا مرض ہو گیا۔ اور آپ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ آپ کروٹیں لیتے تھے' اور کہتے تھے لا الہ الا اللہ جب ہم زندہ رہے ہم مر گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ کے اشعار شاندار ہیں۔ اور ان میں سے یہ اشعار بھی ہیں ؎

''اور سونے والی کو میں نے بوسہ دیا تو وہ بیدار ہوئی' اور کہنے لگی آؤ' اور چور کو حد کے لیے تلاش کرو۔ میں نے اسے کہا' غاصب میں تجھ پر فدا ہوں۔ اور انہوں نے غاصب کے بارے میں واپسی کے سوا کوئی فیصلہ نہ کیا' اسے لے لے اور گنہگار کی تلاش سے باز رہ' اور اگر تو راضی نہیں تو ایک ہزار گن لے۔ اس نے کہا قصاص کے متعلق عقل گواہی دیتی ہے کہ وہ مجرم کے جگر کو شہد سے زیادہ لذیذ لگتا ہے' پس میرے دائیں ہاتھ سے اس کی کمر کی تھیلی بن کر رات گزاری' اور میرے بائیں ہاتھ نے ہار کے بیچ کا جوہر بن کر رات گزاری۔ اس نے کہا' کیا تجھے بتایا نہیں گیا کہ تو درویش ہے۔ میں نے کہا بیشک جب تک میں درویشی سے بے رغبتی کرتا رہوں گا''۔

اور ابن خلکان نے قاضی عبدالوہاب کے جو اشعار سنائے ؎

''بغداد' مالداروں کے لیے اچھا گھر ہے' اور مفلسوں کے لیے تنگی کا گھر ہے۔ میں حیران ہو کر اس کے کوچوں میں چلتا رہا۔ گویا میں زندیق کے گھر میں مصحف ہوں''۔

واقعات ـــــ ۴۲۳ھ

اس سال ۶ رمحرم کو بارش کے اپنے وقت متاخر ہو جانے کی وجہ سے اہل بغداد نے نمازِ استسقاء پڑھی' مگر سیراب نہ ہوئے' اور لوگ بکثرت مرنے لگے' اور جب عاشوراء کا دن آیا' تو روافض نے اپنی بدعت پر عمل کیا' اور بکثرت نوحہ و رونا ہوا' اور اس سے راستے اور بازار بھر گئے۔

اور اس سال کے صفر میں لوگوں کو نمازِ استسقاء کے لیے باہر نکلنے کا حکم دیا گیا۔ مگر اہل بغداد میں سے اس کے باشندوں کی کثرت اور وسعت کے باوجود ایک سو آدمی بھی نہ نکلا۔

اور اس ماہ میں فوج اور جلال الدولہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ اور اس نے بصرہ سے اپنے جلاوطن ہونے پر اتفاق کیا اور اس نے اپنی بہت سی لونڈیوں کو واپس کر دیا' اور ان میں سے کچھ اس کے پاس رہیں۔ اور وہ ۶ ربیع الاوّل سوموار کی شب کو بغداد سے نکلا' اور اسفہلا ریہ غلاموں نے ابو کالیجار بادشاہ کو لکھا کہ وہ ان کے پاس آئے' اور جب وہ آیا تو شہر درست ہو گئے' اور

اور ابھی تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ ملک مسعود بن محمود آیا اور اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ حتیٰ کہ اس نے بہت سے لوگوں میں قتل کیا۔ اور اس سال ملک ابو کالیجار نے خادم جندل پر فتح پا کر اسے قتل کر دیا اور وہ اس کی مملکت پر قابض ہو چکا تھا اور اس کے پاس صرف نام ہی باقی رہ گیا تھا۔ پس اس نے اس سے راحت حاصل کی اور اس سال ترکوں کا بڑا بادشاہ جو بلاد ماوراء النہر کا حکمران تھا' مر گیا۔ اس کا نام قدر خان تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

روح بن محمد بن احمد:

ابوزرعہ رازی' خطیب نے بیان کیا ہے کہ اس نے ایک جماعت سے سماع کیا' اور ہمارے پاس حاجی بن کر آیا۔ اور میں نے اس کی طرف سے لکھا اور یہ صدوق' فہیم اور ادیب تھا' اور شافعی مذہب کے مطابق فقہ سکھاتا تھا۔ اور یہ اصبہان کا قاضی بنا۔ راوی نے بیان کیا ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس نے ۴۲۳ھ میں کرخ میں وفات پائی ہے۔

علی بن محمد بن الحسن:

ابن محمد بن نعیم بن الحسن البصری' جو النعیمی کے نام سے مشہور ہے۔ حافظ' شاعر' متکلم اور شافعی فقیہ ہے۔ البرقانی نے بیان کیا ہے کہ اگر اس میں جلد بازی نہ ہوتی تو وہ ہر چیز میں کامل تھا۔ اور اس نے ایک جماعت سے سماع کیا۔ اور اس کے اشعار ہیں کہ:

''جب کمینوں کے ہاتھ تجھے پیاسا رکھیں تو سیری اور سیرابی کے لحاظ سے قناعت تجھے کفایت کرے گی۔ پس تو ایسا شخص بن جائے گا جس کا پاؤں زمین پر ہو' اور اس کا خیال ثریا پر ہو' اور صاحب نعمت کی بخشش کا انکاری ہو تو دیکھے گا کہ اس کے ہاتھ میں جو کچھ بھی ہے وہ اس کا انکاری ہے۔ بلاشبہ زندگی کے پانی کا بہانا' آبرو کے بہانے سے کمتر ہے''۔

محمد بن الطیب:

ابن سعد بن موسیٰ ابوبکر الصباغ' آپ نے النجاد اور ابوبکر شافعی سے روایت کی ہے اور آپ صدوق تھے' خطیب نے بیان کیا ہے کہ آپ نے نوسو عورتوں سے نکاح کیا اور ۹۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

علی بن حلال:

مشہور کاتب' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی ہے۔ اور بعض نے آپ کی وفات ۴۱۳ھ میں بیان کی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

واقعات ــــ ۴۲۴ھ

اس سال آوارہ گردوں کی وجہ سے حالات خراب ہو گئے' اور ان کا معاملہ بڑھ گیا۔ اور انہوں نے بڑی اُجرتیں لیں۔ اور ان کے لیڈر البرجمی کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے پولیس سپرنٹنڈنٹ کو دھوکے سے قتل کر دیا۔ اور رات دن متواتر

خیانتیں ہونے لگیں اور لوگوں نے اپنے گھروں کی حفاظت کی۔ حتیٰ کہ خلیفہ کے گھر اور شہر پناہ کی بھی حفاظت کی گئی' اور ان کی وجہ سے مصیبت بہت بڑھ گئی۔ اور ابن النبرنی کا یہ حال تھا کہ یہ کسی عورت والے کو نہیں دیتا تھا۔ اور جو کچھ وہ زیب تن کیے ہوتی تھی اسے بھی نہیں لیتا تھا۔ اور یہ ظلم میں ایک جوانمردی کی بات ہے۔ اور یہ اس قول کے مصداق ہے کہ تیرے ظلم کی وجہ سے ایک شر دوسرے سے ہلکا ہوتا ہے۔

اور اس سال جلال الدولہ نے بصرہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے عزیز کو اس کی طرف بھیجا' اور اس نے وہاں اپنے باپ کا خطبہ قائم کیا۔ اور اس سے اس سال اور اس کے ساتھ والے سال میں ابو کالیجار کا خطبہ ختم کر دیا' اور اسے اس کے گھر سے نکال دیا۔ اور مسجد میں اس پر ملامت لگائی' اور اس کی بیوی کو بھی نکال دیا۔ پس وہ رات کو شریف المرتضیٰ کے گھر کی طرف گیا۔ اور اس میں فروکش ہوا۔ پھر ترکوں نے اس سے مصالحت کر لی اور اسے سمع واطاعت کا حلف دیا۔ اور اسے اس کے گھر واپس کر دیا' اور آوارہ گردوں کی کثرت ہوگئی' اور انہوں نے لوگوں پر بڑی زیادتی کی۔ اور شہروں میں فساد کی وجہ سے اہل عراق وخراسان میں سے کسی نے حج نہ کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن الحسین بن احمد:

ابو الحسین الواعظ' جو ابن السماک کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ ۳۳۰ھ میں پیدا ہوئے اور جعفر الجلدی وغیرہ سے سماع کیا۔ اور آپ جامع منصور اور جامع مہدی میں وعظ کیا کرتے تھے۔ اور صوفیاء کے طریق پر گفتگو کرتے تھے۔ اور بعض ائمہ نے آپ پر اعتراضات کیے ہیں اور آپ کی طرف جھوٹ کو منسوب کیا ہے' آپ نے اس سال ۹۴ سال کی عمر میں وفات پائی اور باب حرب میں دفن ہوئے۔

واقعات — ۴۲۵ھ

اس سال سلطان مسعود بن محمود نے بلادِ ہند سے جنگ کی' اور بہت سے قلعوں کو فتح کیا۔ اور ان جملہ قلعوں میں سے اس نے ایک مضبوط قلعے کا محاصرہ کیا اور فصیل سے ایک بڑی جادوگر بڑھیا باہر نکلی' اور اس نے جھاڑو لے کر اُسے بھگویا' اور اسے مسلمانوں کی فوج کی طرف چھڑک دیا۔ اور اس شب سلطان شدید بیمار ہوگیا' اور اس قلعہ سے کوچ کر گیا۔ اور جب وہ اس سے چلتے چلتے دُور ہوگیا تو اُسے پوری صحت حاصل ہوگئی۔ اور وہ صحیح سلامت غزنی واپس آ گیا۔

اور اس سال البساسیری کو بغداد کی شرقی جانب کی حفاظت کا کام سپرد کیا گیا۔ کیونکہ اس میں آوارہ گردوں نے گڑبڑ کر دی تھی۔ اور اس سال سنان بن سیف الدولہ کو اس کے باپ کی وفات کے بعد حکمران مقرر کیا گیا۔ اور وہ اپنے چچا فرواش کے پاس گیا' اور اس نے اسے قائم کیا اور اس کے معاملات میں اس کی مدد کی۔

اور اس سال شاہِ روم ارمانوس ہلاک ہوگیا۔ اور ایک ایسا شخص ان کا بادشاہ بن گیا۔ جو ان کے شاہی گھرانے سے نہ تھا۔

اور کسی وقت وہ صراف تھا۔ مگر وہ شاہِ قسطنطین کی نسل سے تھا۔ اور اس سال مصر و شام میں بہت زلزلے آئے' اور انہوں نے بہت سی چیزوں کو گرا دیا اور بہت سے لوگ ملبے کے نیچے آ کر مر گئے اور رملہ کا ایک تہائی حصہ گر گیا۔ اور اس کی جامع ریزہ ریزہ ہو گئی' اور اس کے باشندے بھاگتے ہوئے باہر نکل گئے۔ اور آٹھ روز اس کے باہر قیام کیے رہے۔ پھر حالات پرسکون ہو گئے۔ اور وہ اس کی طرف واپس آ گئے اور بیت المقدس کی دیوار کا کچھ حصہ گر پڑا۔ اور حضرت داؤدؑ کی محراب کا بڑا حصہ گر پڑا اور حضرت ابراہیم کی مسجد کا ایک ٹکڑا بھی گر پڑا' اور حجرہ محفوظ رہا اور عسقلان کا مینار گر پڑا' اور غزہ کے منارہ کی چوٹی گر پڑی' اور نابلس کی نصف عمارات گر پڑیں۔ اور البارزاد کی بستی اپنے باشندوں اور گاؤ میش سمیت دھنس گئی' اور زمین میں بیٹھ گئی' اور اسی طرح وہاں کی بہت سی بستیوں کا حال ہوا۔ یہ بات ابن جوزی نے بیان کی ہے۔ اور بلادِ افریقہ میں بہت گرانی ہو گئی اور نصیبتین میں کالی آندھی چلی' اور اس نے بہت سے درختوں جیسے توت' اخروٹ اور انگور وغیرہ کو گرا دیا۔ اور پتھروں اور اینٹوں اور چونے گچ سے مضبوط کیا ہوا محل اُکھڑ گیا۔ اس نے اسے اور اس کے باشندوں کو پھینک دیا' اور وہ مر گئے۔ پھر اس کے ساتھ ہتھیلیوں' پہنچوں اور انگلیوں کی مانند بارش ہوئی۔ اور ماہِ ذوالحجہ میں اس کے ستر ہزار باشندے مر گئے۔ اور اس سال اہل سنت اور روافض کے درمیان جنگ ہوئی۔ حتیٰ کہ آوارہ گردوں کی دو پارٹیوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ حتیٰ کہ فریقین کے آوارہ گردوں کے درمیان اصفہانی کے دو بیٹوں کے ساتھ ہوئی۔ اور وہ دونوں اہل سنت کے آوارہ گردوں کے لیڈر تھے۔ اور ان دونوں نے کرج کے باشندوں کو دجلہ کے پانی پر آنے سے روک دیا' اور وہ تنگ حال ہو گئے اور ابن البرجمی اور اس کا بھائی اس سال قتل ہو گئے۔ اور اہل عراق میں سے کسی شخص نے حج نہ کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد بن احمد بن غالب:

حافظ ابوبکر' جو البرقانی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ ۳۳۳ھ میں پیدا ہوئے اور کثیر سماع کیا' اور شہروں کی طرف سفر کیا۔ اور بہت زیادہ کتابیں جمع کیں۔ آپ قرآن' حدیث' فقہ اور نحو کے عالم تھے۔ اور حدیث کے بارے میں آپ کی نافع تصانیف ہیں۔ ازہری نے بیان کیا ہے کہ جب البرقانی فوت ہو جائیں گے تو یہ کام بھی ختم ہو جائے گا۔ اور میں نے آپ سے بڑا ماہر نہیں دیکھا۔ اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ اہل حدیث میں' میں نے آپ سے بڑا عابد نہیں دیکھا۔ آپ نے یکم رجب کو جمعرات کے روز وفات پائی اور ابوعلی بن ابی موسیٰ ہاشمی نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ اور آپ کو بغداد میں جامع کے مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ اور ابن عساکر نے آپ کے اشعار بیان کیے ہیں ؎

''میں حدیث کی کتابوں سے اپنے دل کا بہلاتا ہوں' اور میں اس کے مقررہ وقت کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتا ہوں۔ اور میں ہمیشہ اس کی تصنیف و تخریج میں اپنے آپ کو مشغول رکھتا ہوں۔ اور کبھی میں شیوخ کے متعلق اور کبھی مسند کے بارے میں اُسے تصنیف کرتا ہوں۔ اور بخاریؒ نے جو کچھ جمع کیا ہے' اُسے پوری کوشش سے تصنیف

کیا ہے۔ میں اس کی پیروی کرتا ہوں۔ اور امام مسلمؒ اپنی تصنیف مسلم کی وجہ سے مخلوق کی زینت اور راہنما ہیں۔ اور آپ سے صرف یہی تعلق ہے کہ میں نے آپ کا مقصد حاصل کرنے والا پایا ہے۔ اور میں حضرت نبی کریم ﷺ پر درود کی کثرت کی وجہ سے ثواب کا امیدوار ہوں''۔

احمد بن محمد بن عبدالرحمن بن سعید:

ابوالعباس ابیوردی' آئمہ شافعیہ میں سے شیخ ابوحامد اسفرائنی کے ایک شاگرد جامع منصور میں فتویٰ کے لیے آپ کا ایک حلقہ تھا۔ اور آپ موسم ربیع میں درس دیتے تھے' اور آپ نے ابن اکفائی کی نیابت میں بغداد میں حکومت سنبھالی' اور آپ نے حدیث کا سماع کیا۔ اور آپ اچھے عقیدے' خوبصورت روش' فصیح اللسان' اور فقر پر صبر کرنے والے' اور اُسے چھپانے والے تھے۔ اور اچھے شعر کہتے تھے۔ اور آپ اس آیت ﴿ یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم لا یسألون الناس الحافا ﴾ کے مصداق تھے۔ آپ نے جمادی الآخر میں وفات پائی' اور باب حرب کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

ابوعلی النبدنجی:

الحسن بن عبداللہ بن یحییٰ' شیخ ابوعلی النبدنجی' آپ ائمہ شافعیہ میں سے ہیں۔ اور ابوحامد اسفرائنی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ اور ابوحامد کے اصحاب میں آپ کی مانند کوئی نہ تھا۔ آپ نے فقہ حاصل کی اور درس دیا' اور فتویٰ دیا' اور بغداد میں فیصلے کیے۔ اور آپ دیندار اور متقی تھے۔ اور آپ نے بھی جمادی الآخرۃ میں ہی وفات پائی ہے۔

عبدالوہاب بن عبدالعزیز:

الحارث بن اسد' ابوالصباح تمیمی' حنبلی فقیہ واعظ' آپ نے اپنے باپ سے اثر مسلسل بحوالہ علی سنا کہ الحنان وہ ہے کہ جو اس سے اعراض کرے وہ اس کی طرف متوجہ ہو اور منان وہ ہے جو سوال سے قبل بخشش کرے۔ آپ نے ربیع الاوّل میں وفات پائی' اور حضرت امام احمد بن حنبل کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

غریب بن محمد:

ابن مفتی سیف الدولہ ابوسنان' آپ نے اپنے نام کا سکہ ڈھالا اور آپ مضبوط حکومت والے بادشاہ تھے' اور آپ نے اپنے پیچھے پانچ لاکھ دینار چھوڑے' اور آپ کے بعد آپ کا بیٹا سنان کھڑا ہوا اور آپ کے چچا قرواش سے قوت حاصل کی' اور اس کے حالات ٹھیک ہوگئے۔ آپ نے کرخ سابور میں ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔

واقعات ــــ ۴۲۶ھ

اِس سال محرم میں بغداد کے اِردگرد اعراب نے بکثرت رہزنی کی وارداتیں کیں' عورتیں جو زیورات پہنے ہوئے تھیں' وہ ان سے چھین لیتے۔ اور جسے وہ قیدی بنا لیتے اس کے پاس اس کی جان کا فدیہ طلب کرتے۔ اور آوارہ گردوں کا معاملہ بڑھ

گیا' اور ان کے شر ور زیادہ ہو گئے۔ اور یکم صفر کو دجلہ کے پانی میں اس قدر اضافہ ہو گیا کہ جا گیروں میں دو ہاتھ پانی بلند ہو گیا۔ اور بصرہ میں تین دن کی مدت میں تقریباً دو ہزار مکانات سو گئے۔

اور اس سال کے شعبان میں مسعود بن محمود کا خط آیا کہ اس نے ہندوستان میں عظیم فتح حاصل کی ہے۔ اور ان میں سے پچاس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا ہے اور ستر ہزار کو قیدی بنا لیا ہے اور بہت سی غنیمت حاصل کی ہے' اور اہل بغداد اور آوارہ گردوں کے درمیان جنگ برپا ہو گئی۔ اور بغداد کی کئی جگہوں میں آگ لگ گئی' اور معاملہ زیادہ بگڑ گیا۔ اور ان لوگوں اور اہل خراسان میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن کلیب شاعر:

یہ عشق سے ہلاک ہونے والوں میں سے ایک ہے۔ ابن جوزی نے المنتظم میں اپنی سند سے روایت کی ہے کہ یہ مسکین فریب خوردہ احمد بن کلیب ایک لڑکے پر عاشق ہو گیا' جسے اسلم بن ابی الجعد کہا جاتا تھا اور وہ بنی خلد[1] سے تعلق رکھتا تھا۔ اور ان میں وزارت بھی تھی' یعنی وہ بادشاہوں کے وزراء اور حاجب تھے' پس اس نے اس کے بارے میں اشعار پڑھے' جنہیں لوگوں نے بیان کیا۔ یہ نوجوان اسلم' مشائخ کی مجالس میں علم حاصل کرتا تھا۔ اور جب اسے ان اشعار کی اطلاع ملی' جو ابن کلیب نے اس کے بارے میں کہے تھے تو وہ لوگوں سے شرم محسوس کرنے لگا' اور اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گیا۔ اور کسی شخص سے ملاقات نہیں کرتا تھا۔ پس ابن کلیب کو اس سے جو عشق تھا اس میں اضافہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ وہ اس کی وجہ سے اس قدر شدید بیمار ہو گیا کہ لوگ اس کی عیادت کرنے لگے' اور انہیں علم نہ تھا کہ اسے کیا تکلیف ہے' اور اس کی عیادت کرنے والوں میں ایک مشائخ عالم بھی تھے۔ انہوں نے اس کے مرض کے متعلق دریافت کیا' تو اس نے کہا' تمہیں اس کا علم ہے کہ میں کس وجہ سے بیمار ہوں' اور میری دوا کیا ہے' اگر اسلم میری ملاقات کرے' اور مجھے ایک نظر دیکھے اور میں اُسے ایک نظر دیکھوں تو میں صحت یاب ہو جاؤں۔

پس اس عالم نے اس مصلحت کو سمجھا کہ وہ اسلم کے پاس جائے اور اس سے اس کی ملاقات کی اپیل کرے۔ خواہ وہ ملاقات پوشیدہ طور پر ایک بار ہی ہو۔ اور یہ عالم شخص مسلسل اسلم سے یہ مطالبہ کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اس نے اس کی ملاقات کرنے کو مان لیا۔ پس وہ دونوں اس کے پاس گئے اور جب وہ اس کے کوچے میں داخل ہوئے' تو نوجوان نے بزدلی دکھائی اور اس کے پاس جانے سے شرم محسوس کی' اور اس نے اس عالم شخص سے کہا' میں اس کے پاس نہیں جاؤں گا' حالانکہ اس نے مجھے یاد کیا ہے اور میرے نام کو شہرت دی ہے۔ اور یہ شک و تہمت کی جگہ ہے۔ اور میں تہمت کی جگہ پر جانا پسند نہیں کرتا۔ اور اس شخص نے بہت چاہا کہ وہ اس کے پاس جائے' مگر اس نے اس کی بات نہ مانی' اس نے اسے کہا' لامحالہ وہ مردہ ہے اور جب تو اس کے پاس جائے گا تو اُسے زندہ کر دے گا۔ اس نے کہا' وہ مر جائے گا۔ اور میں اس جگہ نہیں جاؤں گا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھ سے

[1] النجوم الزاہرۃ میں ہے اسلم بن سعید قاضی قضاۃ اندلس۔

ناراض ہوا اور جانے سے انکار کر دیا' اور اپنے گھر واپس آ گیا۔

پس وہ شخص ابن کلیب کے پاس گیا' اور جو کچھ اسلم نے اس کے ساتھ معاملہ کیا تھا اسے بتایا' اور ابن کلیب کا غلام اس سے قبل اس کے پاس آیا' اور اس نے اسے اس کے معشوق کے اس کے پاس آنے کی بشارت دی' جس سے وہ بہت خوش ہوا۔ اور جب اسے اس کے چھوڑنے کا یقین ہو گیا تو اس کی گفتگو خراب ہو گئی' اور اس کا دل مضطرب ہو گیا۔ اور اس نے اس شخص سے' جو ان دونوں کے درمیان کوشش کر رہا تھا' کہا اے ابوعبداللہ! جو کچھ میں کہتا ہوں' اُسے سن' اور یاد رکھ۔ پھر اس نے اسے یہ اشعار سنائے۔

''اے اسلم جو بیمار کی راحت ہے' تو محبت سے پاگل اور کمزور ہونے والے شخص سے نرمی کر' تیرا وصل میرے دل کو خالق جلیل کی رحمت سے بھی زیادہ مرغوب ہے''۔

اس شخص نے اُسے کہا' تو ہلاک ہو جائے' اللہ سے ڈر' تو نے یہ کیا عظیم بات کی ہے؟ اس نے کہا' تو نے بات کو سن لیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ وہ شخص اس کے پاس سے باہر نکلا' اور ابھی وہ گھر کے وسط میں ہی تھا کہ اس نے اس پر چیخ و پکار کی آواز سنی' اور اس نے موت کی آواز سنی' اور وہ اسی بات پر دنیا کو چھوڑ گیا' اور یہ ایک بڑی لغزش اور بڑی سخت مصیبت ہے اور اگر ان ائمہ نے اس کا ذکر نہ کیا ہوتا تو میں اسے بیان نہ کرتا' لیکن اس میں دانشمندوں کے لیے عبرت اور عقلمندوں کے لیے تنبیہ ہے کہ وہ اللہ سے اس کی رحمت و عافیت کی دعا کریں اور ظاہری اور پوشیدہ فتنوں سے اس کی پناہ مانگیں کہ اللہ موت کے وقت ان کا خاتمہ بالخیر کرے بلاشبہ وہ کریم اور سخی ہے۔

حمیدی نے بیان کیا ہے کہ ابوعلی بن احمد نے مجھے شعر سنائے اور کہا کہ مجھے محمد بن عبدالرحمٰن نے احمد بن کلیب کے اشعار سنائے' اور اس نے اسلم کی طرف ثعلب کی کتاب التصحیح ہدیۃً بھیجی۔

''یہ کتاب التصحیح ہے جس کا ہر لفظ خوبصورت ہے اور میں نے خوشی سے اسے تجھے دیا ہے جیسے میں نے تجھے اپنی روح دے دی ہے''۔

الحسن بن احمد:

ابن ابراہیم بن الحسن بن محمد بن شاذان بن حرب بن مہران البزاز' مشائخ حدیث' آپ نے کثیر سماع کیا۔ اور آپ ثقہ اور صدوق تھے۔ ایک روز ایک غریب نوجوان آیا' اور آپ سے کہنے لگا' میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے' آپ نے مجھے فرمایا ہے کہ ابوعلی بن شاذان کے پاس جاؤ' اور اسے سلام کہو' اور میری طرف سے بھی انہیں سلام کہو۔ پھر وہ نوجوان واپس چلا گیا اور شیخ رو پڑے اور کہنے لگے' مجھے اپنے کسی عمل کا علم نہیں' جس کی وجہ سے میں اس بات کا مستحق ہوں' ہاں میں مستقل مزاجی سے سماع حدیث کرتا ہوں۔ اور جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر آتا ہے تو آپ پر درود پڑھتا ہوں' پھر اس رؤیا کے دو یا تین ماہ بعد' محرم میں ۸۷ سال کی عمر میں وفات پا گئے' اور باب الدہر میں دفن ہوئے۔

الحسن بن عثمان:

ابن احمد بن الحسین بن سورۃ' ابوعمر واعظ جو ابن الغلو کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نے ایک جماعت سے سماع کیا ہے۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ وعظ کرتے تھے اور آپ فصیح شخص تھے۔ اور آپ میں فیاضی پائی جاتی تھی' آپ نے بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا۔ اور آپ کے یہ اشعار بھی ہیں ؎

''میں سلطان کے گھر میں اپنے فقر کے ساتھ داخل ہوا اور میں سوار اور پیادے نہ لایا اور میں نے کہا میرے فقر اور اپنی حکومت کے درمیان دیکھو اس میں اسی قدر فرق ہے جتنا امارت اور عزل کے درمیان ہے''۔

آپ نے اس سال کے صفر میں ۸۰ سال کے قریب ہو کر وفات پائی' اور حرب کے قبرستان میں ابن السماک کے پہلو میں دفن ہوئے۔ رحمہما اللہ

واقعات — ۴۲۷ھ

اس سال کے محرم میں عیسیٰ کا وہ پل مکمل ہو گیا جو گر چکا تھا' اور اس کے اخراجات کی ذمہ داری شیخ ابوالحسین القدوری الحنفی نے لی۔ اور محرم میں اور اس کے بعد آوارہ گردوں کو معاملہ نا استوار ہو گیا۔ اور انہوں نے گھروں پر حملے کیے اور ان کا شر بہت بڑھ گیا۔

اور اس سال حاکم مصر الظاہر ابوالحسن علی بن الحاکم الفاطمی نے ۳۳ سال کی عمر میں وفات پائی' اور اس کے بیٹے المستنصر نے سات سال کی عمر میں حکومت سنبھالی' اور اس کا نام معد اور کنیت ابوتمیم تھی' اور امیر فوج افضل نے اس کے آگے بارِ مملکت کو سنبھالا اور اس کا نام بدر بن عبداللہ الجمالی تھا۔ اور اس الظاہر نے الصاحب ابوالقاسم علی بن احمد الجرجرائی کو جس کے دونوں ہاتھ کہنیوں سے کٹے ہوئے تھے۔ ۴۱۸ھ میں وزیر بنایا۔ اور الظاہر کی حکومت کے زمانے میں وزارت پر قائم رہا۔ پھر اس کے بیٹے المستنصر کا بھی وزیر رہا' حتیٰ کہ وزیر الجرجرائی مذکور ۴۳۶ھ میں فوت ہو گیا۔ اور وہ اپنی وزارت میں بڑا پاکدامن رہا۔ اور قاضی ابوعبداللہ القضاعی مؤلف کتاب الشہاب اس کی طرف سے تعلیم دیتا تھا' اور اس کی علامت الحمدللہ شکر النعمۃ تھی۔ اور جس نے کہنیوں سے اس کے دونوں ہاتھ کاٹے تھے' وہ الحاکم تھا۔ اور یہ یہ سزا اسے ایک جرم کے ارتکاب کی وجہ سے ۴۰۴ھ میں ملی تھی۔ پھر اس نے ۴۰۹ھ میں اسے ایک عملداری میں عامل مقرر کر دیا' اور رجب ۲۷ رشوال ۴۱۱ھ کو الحاکم مر گیا تو الجرجرائی مذکور کو حالات اس مقام تک لے آئے کہ وہ ۴۱۸ھ میں وزیر بن گیا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

اور ایک شاعر نے اس کی ہجو کی اور کہا ؎

''اے اتفاق کرنے والے سن اور کہہ' اور حماقت اور بے شرمی کو چھوڑ دے' کیا تو نے اپنے آپ کو ثقہ لوگوں میں کھڑا کیا ہے۔ اور جو کچھ تو نے کہا ہے' اس میں اپنے آپ کو سچا خیال کر لیا ہے۔ کیا امانت اور تقویٰ کی وجہ سے تیرے دونوں ہاتھ کہنیوں سے کاٹ دیئے گئے ہیں''۔



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد بن ابراہیم الثعالبی:

اور اسے ثعلبی بھی کہا جاتا ہے' اور یہ بھی لقب ہے۔ اور یہ مشہور مفسر نیشاپوری کی نسبت سے نہیں ہے۔ آپ کی تفسیر کبیر بھی ہے اور قصص الانبیاء علیہم السلام کے بارے میں آپ کی کتاب الفرائض بھی ہے۔ وغیرہ ذلک۔

آپ کثیر الحدیث اور واسع السماع تھے' اسی لیے آپ کی کتب میں بہت سی دور از فہم باتیں پائی جاتی ہیں۔ عبدالغافر بن اسماعیل الفارسی نے تاریخ نیشاپوری میں ان کا ذکر کیا ہے' اور آپ کی تعریف کی ہے۔ اور کہا ہے کہ آپ صحیح النقل اور قابل اعتماد ہیں۔

آپ نے ۴۲۷ھ میں وفات پائی ہے' اور دوسروں کا بیان ہے کہ آپ نے اس سال کی ۲۳ محرم کو بدھ کے روز وفات پائی اور آپ کے لیے رؤیائے صالحہ دیکھی گئیں اور السمعانی نے بیان کیا ہے کہ نیشاپور سرسبز وشاداب تھا۔ پس سابور ثانی نے اس کے شہر بنانے کا حکم دے دیا۔

واقعات — ۴۲۸ھ

اس سال خلیفہ نے ابوتمام محمد بن محمد بن علی الزینبی کو خلعت دیا' اور اسے اس کے باپ کی طرح عباسیوں کی نقابت اور نماز کی ذمہ داری سپرد کی' اور اس سال فوج اور جلال الدولہ کے درمیان جدائی ہوگئی' اور انہوں نے اس کا اور ملک ابوکالیجار کا خطبہ ختم کر دیا۔ پھر انہوں نے دوبارہ خطبہ جاری کر دیا۔ اور اس نے ابوالمعالی بن عبدالرحیم کو وزیر مقرر کیا۔ اور جلال الدولہ نے اپنے ساتھ بہت سے لوگوں کو جمع کر لیا۔ جن میں البساسیری' دبیس بن علی بن مزید اور قرواش بن مقلد شامل تھے۔ اور اس نے بغداد کی غربی جانب سے جنگ کی حتیٰ کہ اس نے اسے بزورِ قوت حاصل کر لیا۔ اور اس نے اور جلال الدولہ کے نائب ابوکالیجار نے قاضی القضاۃ ماوردی کے ہاتھ پر صلح کر لی' اور ابومنصور بن ابی کالیجار نے جلال الدولہ کی بیٹی سے پچاس ہزار دینار پر نکاح کیا۔ اور دونوں کے درمیان اتفاق ہوگیا۔ اور رعیت کی حالت بھی اچھی ہوگئی۔

اور اس سال بلادِ قم الصلح میں بارش نازل ہوئی' اور اس کے ساتھ مچھلیاں بھی تھیں' اور مچھلی کا وزن ایک رطل یا دو رطل تھا۔

اور اس سال شاہِ مصر نے بشرطیکہ عباسی خلیفہ اجازت دے کوفہ کی نہر کی درستی کے لیے مال بھجوایا' پس خلیفہ نے فقہاء کو اکٹھا کیا۔ اور ان سے اس مال کے متعلق دریافت کیا' اور انہوں نے فتویٰ دیا کہ یہ مال مسلمانوں کے لیے غنیمت ہے جو ان کے مفاد میں صرف کیا جاسکتا ہے۔ سو اس نے مسلمانوں کے مفاد کے لیے اُسے صرف کرنے کی اجازت دے دی۔

اور اس سال آوارہ گردوں نے بغداد پر حملہ کر دیا' اور مشرقی جانب کے قید خانہ کو کھول دیا' اور اس سے آدمیوں کو لے لیا' اور پولیس کے سترہ آدمیوں کو قتل کر دیا اور شہر میں بہت شرور پھیل گئے' اور اختلاف کی وجہ سے اہل عراق وخراسان میں سے کسی شخص نے حج نہ کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

القدوری احمد بن محمد:

ابن احمد بن جعفر ابوالحسن القدوری الحنفی البغدادی' آپ نے سماع حدیث کیا۔ اور بہت کم حدیث بیان کی۔ خطیب نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کی طرف سے لکھا۔ اور آپ کی وفات کا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے اور آپ کو خلف کے کوچے میں اپنے گھر میں دفن کیا گیا۔

الحسن بن شہاب:

ابن الحسن بن علی' ابوعلی العکبری' حنبلی' فقیہ اور شاعر' آپ ۳۳۵ھ میں پیدا ہوئے' اور ابوبکر بن مالک وغیرہ سے سماع کیا۔ اور البرقانی کے قول کے مطابق ثقہ امین تھے۔ اور آپ کتابت سے روزی کماتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ متنبی کے دیوان کو تین راتوں میں لکھ کر اسے دوسو درہم میں فروخت کرتے تھے۔ اور جب آپ فوت ہوئے تو سلطان نے آپ کے ترکہ سے املاک سے سوا' ایک ہزار دینار لیے۔ اور آپ نے حنابلہ کے فقہ سیکھنے والوں کے لیے اپنے مال کے ۱/۳ کی وصیت کی تھی' اور اُسے خرچ نہیں کیا گیا۔

لطف اللہ احمد بن عیسیٰ:

ابوالفضل ہاشمی۔ آپ نے قضاء اور کوچہ ریحان میں خطابت سنبھالی' آپ زبان دان تھے' اور آخری عمر میں اندھے ہو گئے تھے' اور اپنے حفظ سے حکایات اور اشعار بیان کرتے تھے' آپ نے اس سال کے صفر میں وفات پائی ہے۔

محمد بن احمد:

ابن علی موسیٰ بن عبدالمطلب' ابوعلی ہاشمی' آپ حنابلہ کے آئمہ اور فضلاء میں سے تھے۔

محمد بن الحسن:

ابن احمد بن علی ابوالحسن اہوازی' اور ابن علی اصبہانی کے نام سے مشہور تھے۔ آپ ۳۴۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اور بغداد آئے اور ابوالحسن نعیمی نے اپنی حدیث کے کچھ اجزاء کی آپ کے لیے تخریج کی اور السمعانی نے انہیں آپ سے سنا' مگر آپ کا کذب واضح ہو گیا۔ حتیٰ کہ بعض آپ کو جھوٹ کی پٹاری کا نام دیتے تھے۔ آپ نے سات سال بغداد میں قیام کیا۔ پھر اہواز واپس آ گئے' اور وہیں فوت ہوئے۔

مہیار الدیلمی شاعر:

مہیار بن مرزویہ ابوالحسین کاتب فارسی' اسے دیلمی بھی کہا جاتا ہے' یہ مجوسی تھا' پھر مسلمان ہو گیا۔ مگر رافضہ کے راستے پر چل پڑا۔ اور ان کے مذاہب کے بارے میں یعنی صحابہؓ وغیرہ کو گالیاں دینے کے بارے میں زبردست اشعار نظم کرتا تھا۔ حتیٰ کہ

ابو القاسم بن رباب نے اسے کہا' اے مہیار! تو دوزخ کے ایک زاویہ سے منتقل ہو کر دوزخ کے دوسرے زاویہ میں چلا گیا ہے۔ تو مجوسی تھا پھر مسلمان ہو گیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینے لگا۔ اور اس کا گھر کرخ میں رباح کے کوچے میں تھا۔ اور اس کے اشعار کا دیوان مشہور ہے اور اس کے اچھے اشعار میں سے یہ بھی ہیں ؎

''میں تمہارے بارے میں صبر سے مدد طلب کرتا ہوں۔ حالانکہ وہ مغلوب ہے اور میں تمہارے بارے میں دریافت کرتا ہوں' اور وہ مسلوب ہے۔ اور میں تمہارے پاس دل کو تلاش کرتا ہوں' جسے میں نے بخشش کر دیا ہے۔ اور بخشش کی ہوئی چیز کیسے واپس آ سکتی ہے۔ اور میں تمہاری محبت کی مقدار کو نہیں جانتا تھا' حتیٰ کہ میں نے جدائی اختیار کر لی' اور بعض جدائیاں تادیب ہوتی ہیں''۔

اسی طرح مہیار کہتا ہے ؎

''اے نشیب زمین کی ہماری پڑوسن' اور قافلہ بھی انہی کا ہے' کیا عشق سے خالی شخص کو معلوم ہے کہ عشق سے فاتر العقل نے کیسے رات گزاری ہے' تم کوچ کر گئے اور ہم میں اور تم میں دل کا انگارا برابر تھا' لیکن وہ بیدار اور سوئے ہوئے تھے۔ پس تم سفر کرتے ہوئے ہم سے جدا ہو گئے' اور انہوں نے دلوں کو پیچھے چھوڑ دیا جوان کے بارے میں صبر سے آشنا ہونے سے انکاری تھے' اور جس بات سے میں خائف تھا۔ جب اس کو الوداع سے فراغت ہو گئی اور میرے لیے ایک بار دیکھنا ہی جو غنیمت تھا' باقی رہ گیا تو میں وادی پر رو دیا' اور میں نے اس کے پانی کو حرام قرار دیا۔ اور وہ پانی کیسے ہو سکتا تھا۔ حالانکہ اس کا زیادہ حصہ خون تھا''۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس کے اکثر اشعار اچھے ہیں۔ اور میں نے انہیں پر اکتفاء کیا ہے۔ اس نے جمادی الآخرۃ میں وفات پائی ہے۔

ہبۃ اللہ بن الحسن:

ابو الحسین' جو حاجب کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ صاحب فضل ادیب اور دیندار تھے' اور آپ کے اشعار اچھے ہیں۔ آپ کہتے ہیں ؎

''اے شب' جس کی خوشبو میں زمانہ ہر راستے پر چلا ہے' جب میری روح مسرت کے اس مقام تک ارتقاء کرتی ہے' جسے پایا نہیں جا سکتا' اور ماہتاب نے زمانے کو رسوا کر دیا ہے اور اس کا اندرونہ پھٹا ہوا ہے۔ گویا وہ ستاروں کے پھول ہیں' جن کی چمک سے شعلے حرکت کرتے ہیں۔ اور کبھی کبھی عیب' نمایاں ہو جاتا ہے' گویا وہ مشک لگا کپڑا ہے' گویا ہواؤں کی کنجلک' دجلہ کے لیے پھٹا ہوا کپڑا ہے' اور جب وہ حرکت کرتا ہے تو بادِ نسیم میں کستوری کی خوشبو مہکتی ہے' گویا زرد چوٹی والا بکھرا ہوا کپڑا پگھلا ہوا سونا ہے اور نور' باغات میں مسکراتا ہے' اور اگر تو اس کی طرف دیکھے' تو وہ تجھے خوش کرے گا۔ اور میں نے اپنے دل سے شرط لگائی ہے کہ میں اس کے حق کا ذمہ دار ہوں گا۔ اور شرط زیادہ کنٹرول والی ہے۔ حتیٰ کہ رات شکست کھا کر پشت پھر گئی۔ اور صبح مسکراتی ہوئی آئی۔ اور یہ نوجوان اگر خوشگوار

زندگی میں ہوتا تو چھوڑ دیا جاتا۔ اور زمانہ اس کی عمر کا حساب کرتا ہے۔ اور جب اس کے پاس بڑھاپا آتا ہے تو وہ بوڑھا ہو جاتا ہے''۔

ابوعلی بن سینا:

طبیب فیلسوف' الحسن بن عبداللہ بن سینا الرئیس' آپ اپنے زمانے میں طب کے ماہر تھے' اور آپ کا باپ بلخ کا باشندہ تھا' جو بخارا آ گیا۔ اور آپ نے وہاں اشتغال کیا اور قرآن پڑھا اور خوب اچھی طرح پڑھا' اور آپ کی عمر دس سال تھی' اور حساب' جبر و مقابلہ' اقلیدس اور مجلی میں مہارت حاصل کی۔ پھر عبداللہ فاتلی حکیم سے اشتغال کیا اور اس میں مہارت حاصل کی۔ اور اس میں اپنے زمانے کے لوگوں سے فوقیت لے گئے' اور اللہ آپ کے پاس آئے اور آپ سے اشتغال کیا' اور آپ کی عمر سولہ سال تھی' اور آپ نے ایک سامانی بادشاہ امیر نوح بن نصر کا علاج کیا تو اس نے آپ کو قیمتی انعام دیا' اور اپنی لائبریری کا آپ کو انچارج بنا دیا' اور آپ نے اس میں ایسے عجائب و محاسن دیکھے' جو دوسری لائبریریوں میں موجود نہ تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے بعض کتب کو اپنی طرف منسوب کر لیا' اور الٰہیات اور طبعیات کے بارے میں آپ کی بہت سی کتب ہیں۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کی چھوٹی بڑی تقریباً ایک سو تصانیف ہیں' جن میں القانون' الشفاء' النجاۃ' اشارات' سلامان' انسان اور حی بن یقظان وغیرہ شامل ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ آپ فلاسفہ اسلام میں سے تھے' آپ کے اشعار بھی بیان کیے گئے ہیں۔ آپ اپنے متعلق قصیدہ میں کہتے ہیں ؎

''میں بلند مقام سے تیری طرف اُترا ہوں' اور فاختہ بڑی قوت والی ہے۔ اور وہ ہر عارف کی آنکھ سے اوجھل ہے۔ اور اس نے چہرہ کو ننگا کیا ہے۔ اور برقعہ نہیں لیا۔ میں ناپسندیدگی کے باوجود تیرے پاس پہنچا ہوں' اور بسا اوقات اس نے تیری جدائی کو ناپسند کیا ہے حالانکہ وہ دردمند ہے''۔

اور ایک طویل قصیدہ ہے۔ اور آپ کے یہ اشعار بھی ہیں ؎

''ہر روز ایک بار غذا کھانے کا دستور بنا لو' اور کھانا ہضم ہونے سے قبل کھانا کھانے سے بچو' اور جس قدر ہو سکے اپنی منی کی حفاظت کرو۔ بلاشبہ یہ آبِ زندگی ہے۔ جسے ارحام میں بہایا جاتا ہے''۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے اس سال کے ماہِ رمضان میں جمعہ کے روز ۵۸ سال کی عمر میں قولنج سے ہمذان میں وفات پائی' اور بعض نے اصبہان میں وفات پانا بیان کیا ہے۔ میں کہتا ہوں' امام غزالیؒ نے مقاصد' فلاسفہ میں آپ کے کلام کا حصر کیا ہے۔ پھر تہافت الفلاسفہ میں اپنی بیس مجالس میں آپ کا رَد کیا ہے' اور ان میں سے تین میں آپ کی تکفیر کی ہے۔ اور وہ قدم عالم اور جسمانی معاد کے عدم اور یہ کہ اللہ جزئیات کو نہیں جانتا' اور باقی باتوں میں آپ کا بدعت نکالنا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے موت کے وقت توبہ کر لی تھی۔ واللہ اعلم

واقعات — ۴۲۹ھ

اس سال سلاجقہ کی حکومت کا آغاز ہوا۔ اور اس میں رکن الدولہ ابو طالب طغرل بیگ محمد بن میکائیل بن سلجوق نے نیشا پور پر قبضہ کر لیا' اور اس کے تخت حکومت پر بیٹھا۔ اور اپنے بھائی داؤد کو خراسان کی طرف بھیجا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا' اور ملک مسعود بن سبکتگین سے اسے چھین لیا اور اس میں حاکم حلب شبل الدولہ نصر بن صالح بن مرداس کو مصری فوج نے قتل کر دیا۔ اور حلب اور اس کے مضافات پر قابض ہوگئی' اور اس میں جلال الدولہ نے خلیفہ سے استدعا کی کہ اسے ملک الدولہ کا لقب دیا جائے' سو اس نے انکار کے بعد اس کی بات مان لی۔

اور اس سال خلیفہ نے قضاۃ اور فقہاء کو بلایا اور نصاریٰ کے لاٹ پادری اور یہود کے جابوت کے سرکردہ کو حاضر کیا' اور وہ الغیار میں پابند کیے گئے۔ اور اس سال کے رمضان میں جلال الدولہ نے خلیفہ کے حکم سے شہنشاہ اعظم کو ملک الملوک کا لقب دیا۔ اور منابر پر اس کے متعلق خطبات دیئے گئے۔ پس عوام اس سے بدک گئے' اور انہوں نے خطباء کو اینٹیں ماریں' اور اس کی وجہ سے بڑی جنگ ہوئی' اور اس بارے میں قضاۃ اور فقہاء نے فتوے دیئے۔ اور عبداللہ الصمیری نے فتویٰ دیا کہ ان اسماء میں قصد اور نیت کا اعتبار کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ﴾ نیز فرمایا ہے: ﴿ وَكَانَ وَرَآءَهُم مَّلِكٌ ﴾ اور جب زمین میں ملوک ہیں تو ایک کا دوسرے سے اوپر ہونا اور ایک کا دوسرے سے بڑا ہونا جائز ہوا۔ اور اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو اعتراض اور خالق اور مخلوق کے درمیان مماثلت واجب کرتی ہو۔

اور قاضی ابو الطیب طبری نے لکھا کہ ملک الملوک کا اطلاق جائز ہے۔ اور اس کا مفہوم زمین کے بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اور جب کافی الکفاۃ اور قاضی القضاۃ کہنا جائز ہے تو ملک الملوک کہنا بھی جائز ہے۔ اور جب الفاظ میں ایسی چیز موجود ہو' جو اس پر دلالت کرے کہ اس سے مراد ملوک الارض ہیں تو شبہ زائل ہو گیا' اور اس سے ان کا یہ قول بھی ہے' اے اللہ بادشاہ کی اصلاح کر' پس کلام کو مخلوق کی طرف پھیرا جائے گا۔

اور تمیمی حنبلی نے بھی اسی طرح لکھا' اور ماوردی مؤلف الحاوی الکبیر سے منقول ہے کہ آپ نے بھی اسے جائز قرار دیا ہے' اور آپ کے متعلق مشہور یہ ہے جسے ابن جوزی اور شیخ ابو منصور بن الصلاح نے ادب المفتی میں نقل کیا ہے کہ آپ نے اس بات سے منع کیا ہے' اور اس سے منع پر اصرار کیا ہے۔ حالانکہ آپ جلال الدولہ کے ساتھ محبت رکھتے تھے' اور بکثرت اس کے پاس آتے تھے۔ اور آپ کو اس کے ہاں وجاہت حاصل تھی۔ اور آپ اس کی مجلس میں حاضر ہونے سے رُک گئے' حتیٰ کہ جلال الدولہ نے عید کے روز آپ کو بلایا' اور جب آپ اس کے پاس آئے تو آپ خوفزدہ ہو کر داخل ہوئے کہ وہ آپ کو ناپسندیدہ بات میں اُلجھا دے گا۔

اور جب آپ نے اس کا سامنا کیا تو جلال الدولہ نے آپ سے کہا' مجھے معلوم ہے کہ آپ کا رکنا ان لوگوں کی موافقت کی وجہ سے ہے جنہوں نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ حالانکہ آپ میرے مصاحب ہیں۔ اور آپ کو میرے ہاں وجاہت حاصل ہے' آپ کا دین اور آپ کی اتباع حق ہے۔ اور بلاشبہ آپ کے نزدیک دین ہر ایک سے ترجیح رکھتا ہے اور اگر آپ کسی شخص سے محبت کرتے' تو مجھ سے محبت کرتے' اور اس بات نے میرے ہاں آپ کی عزت و محبت اور بلند مرتبے کو زیادہ کر دیا ہے۔

میں کہتا ہوں' جس بات نے قاضی ماوردی کو روکنے پر آمادہ کیا' وہ سنت ہے جس کے متعلق کئی طریق سے صحیح احادیث بیان ہوئی ہیں۔ امام احمد نے بیان کیا ہے کہ سفیان بن عیینہ نے ابوالزناد سے اور اس نے الاعرج سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ کے ہاں اس شخص کا نام سب سے ذلیل ہوگا جو ملک الملوک کہلوائے گا۔

زہری نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوعمرو الشیبانی سے اخنع اسم کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا سب سے ذلیل۔ اور بخاری نے اسے علی بن المدینی سے بحوالہ ابن عیینہ روایت کیا ہے' اور مسلم نے اسے ہمام کے طریق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بحوالہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ کو سب سے زیادہ غصہ دلانے والا' اور سب سے برا وہ شخص ہوگا جو ملک الملوک کہلوائے گا' اور اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں۔

اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ محمد بن جعفر نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ عوف نے جلاس سے بحوالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص پر اللہ کا سخت غضب ہوگا جسے نبی قتل کرے گا اور اس شخص پر بھی اللہ کا سخت غضب ہوگا جو ملک الملوک کہلوائے گا۔ اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ثعالبی مؤلف یتیمۃ الدہر:

ابومنصور عبدالملک بن محمد بن اسماعیل الثعالبی نیشاپوری آپ لغت' تاریخ اور ایام الناس کے امام تھے اور ماہر افادہ کرنے والے تھے۔ اور نظم و نثر اور بلاغت و فصاحت میں آپ کی بڑی بڑی تصانیف ہیں۔ اور یتیمۃ الدہر فی محاسن اہل العصر آپ کی سب سے بڑی کتاب ہے۔ اور ایک شخص نے ان کے بارے میں کہا ہے ؎

''یتیمۃ الدہر کے اشعار' قدیم افکار میں بے مثل ہیں' وہ لوگ مر گئے' اور یہ اشعار ان کے بعد زندہ رہے۔ اس لیے میں نے ان کا نام الیتیمۃ (بے مثل) رکھا ہے''۔

اور آپ کا نام ثعالبی اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ رفوگر تھے' اور لومڑوں کے چمڑوں کو سیتے تھے' آپ کے اشعار خوبصورت اور بہت ہیں۔ آپ ۳۵۰ھ میں پیدا ہوئے' اور اس سال میں وفات پائی۔

اُستاد ابومنصور:

عبدالقاہر بن طاہر بن محمد بغدادی شافعی فقیہ آپ اصول وفروع کے آئمہ میں سے تھے' اور علوم کے بہت سے فنون میں ماہر تھے جن میں علم حساب اور فرائض بھی شامل ہیں۔ آپ مالدار آدمی تھے۔ آپ نے اپنے سب مال کو اہل علم پر خرچ کیا' اور کتابیں لکھیں اور سترہ علوم کے بارے میں درس دیا آپ ابواسحاق اسفرائنی سے اشتغال کرتے تھے' اور آپ سے ناصر المروزی وغیرہ نے علم حاصل کیا۔

واقعات ــــ ۴۳۰ھ

اِس سال ملک مسعود بن محمود اور ملک طغرل بیگ سلجوتی نے شعبان میں مڈبھیڑ کی' اور اس کا بھائی داؤد بھی اس کے ساتھ تھا۔ پس مسعود نے دونوں کو شکست دی' اور دونوں کے اصحاب میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور اس سال شبیب بن ریان نے حران اور رکوفہ میں قائم عباسی کا خطبہ دیا' اور فاطمی عبیدی کا خطبہ ختم کر دیا۔

اور اس سال ابومنصور بن جلال الدولہ کو جو واسط میں مقیم تھا' ملک عزیز کے نام سے مخاطب کیا گیا' اور یہ عزیز بنی بویہ کا آخری شخص تھا جس نے بغداد پر قبضہ کیا اور جب انہوں نے تمرد اور سرکشی اختیار کی' اور بغاوت کی' اور ملک الملوک کہلوائے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر جو انعام کیا تھا اسے چھین لیا اور دوسروں کو بادشاہت دے دی' جیسا کہ وہ فرماتا ہے: (خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو اس وقت تک نہیں بدلتا' جب تک وہ اپنے اندر تبدیلی نہ کریں)۔

اور اس سال خلیفہ نے قاضی ابوعبداللہ بن ماکولا کو تشریفی خلعت دیا' اور اس سال بغداد میں بڑی برفباری ہوئی جو ایک ہاتھ کے برابر تھی۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ جمادی الآخرۃ میں بنوسلجوق نے بلادِ خراسان اور جبل پر قبضہ کر لیا اور اطراف کو تقسیم کر لیا۔ اور یہ سلجوقیوں کی پہلی حکومت ہے۔ اور اس سال عراق' خراسان میں سے اور نہ ہی مصر وشام کے باشندوں میں سے تھوڑے سے لوگوں کے سوا کسی نے حج کیا ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حافظ ابونعیم اصبہانی:

احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران' ابونعیم اصبہانی' حافظ کبیر' اور بہت سی مشہور کتابوں کے مؤلف' جن میں حلیۃ الاولیاء بہت سی جلدوں میں ہے۔ جو آپ کی وسعت روایت اور کثرتِ مشائخ اور مخارج حدیث پر آپ کی قوتِ اطلاع' اور اس کے متفرق طرق پر دلالت کرتی ہے۔ اور آپ کی ایک کتاب معجم الصحابہ رضی اللہ عنہم بھی ہے جو آپ کی تحریر میں میرے پاس موجود ہے' اور آپ کی ایک کتاب صفۃ الجنہ اور دلائل النبوت بھی ہے۔ اور طب نبویؐ کے بارے میں بھی آپ کی ایک

کتاب ہے' اوران کے علاوہ بھی مفید تصانیف ہیں۔

اور خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ ابونعیم اپنے سموع کو تجاز سے خلط ملط کر دیتے تھے اور ایک کو دوسرے سے واضح نہیں کرتے تھے۔

اور عبدالعزیز نخشبی نے بیان کیا ہے کہ ابونعیم نے حارث بن ابی اسامہ کے مسند کو مکمل طور پر ابوبکر بن خلاد سے نہیں سنا' اور آپ نے اس سارے کو بیان کیا ہے۔ اور ابن جوزی نے بھی بیان کیا ہے کہ آپ نے کثیر سماع کیا۔ اور کثیر تصنیف کی ہے۔ آپ اعتقاداً اشعری کے مذہب کی طرف بہت میلان رکھتے تھے۔

ابونعیم نے اس سال کی ۲۸ محرم میں کو ۹۴ سال کی عمر میں وفات پائی ہے۔ اور ابن خلکان کے بیان کے مطابق آپ ۳۳۶ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔ نیز آپ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے تاریخ اصبہان بھی لکھی ہے۔ اور ابونعیم نے اپنے والد کے حالات میں بھی بیان کیا ہے کہ مہران' مسلمان ہوگیا۔ اور ان کی ولاء عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن ابی جعفر بن ابی طالب کے لیے تھی' اور آپ نے اصبہان کا مفہوم بھی بیان کیا ہے۔ اور فارسی زبان میں اس کا اصل شاہان ہے' یعنی فوجوں کے جمع ہونے کی جگہ اور یہ کہ اسکندر نے اسے تعمیر کیا تھا۔

الحسن بن حفص:

ابوالفتوح علوی' امیر مکہ الحسن بن الحسین' ابوعلی البرجی' آپ نے دوسال شرف الدولہ کی وزارت کی' پھر معزول ہو گئے۔ اور اپنے زمانے میں بڑی عزت والے تھے۔ آپ ہی نے واسط کا شفاخانہ تعمیر کیا ہے۔ اور اس میں مشروبات' اطباء اور ادویہ کو مرتب کیا ہے' اور اس کی ضرورت کے مطابق اس پر وقف کیا ہے' آپ نے اس سال تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی ہے۔

الحسین بن محمد بن الحسن:

ابن علی بن عبداللہ المؤدب' جو ابومحمد الجلال ہیں' آپ نے صحیح بخاری کا اسماعیل بن محمد الکشمینی سے سماع کیا اور دوسروں سے بھی سماع کیا ہے' آپ نے جمادی الاولی میں وفات پائی۔ اور باب حرب میں دفن ہوئے۔

عبدالملک بن محمد:

ابن عبداللہ بن محمد بن بشر بن مہران' ابوالقاسم الواعظ' آپ نے النجاد اور دعلج بن احمد اور آجری وغیرہ سے سماع کیا' اور آپ ثقہ اور صدوق تھے' اور آپ حکام کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے' اور آپ نے اسے بے رغبتی اور خوفِ الٰہی سے چھوڑ دیا' اور اس سال کے ربیع الآخر میں فوت ہو گئے۔ آپ کی عمر نوے سال سے متجاوز تھی' اور جامع الرصافہ میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اور جماعت بہت بھرپور تھی۔ اور آپ کو آپ کی وصیت کے مطابق ابوطالب مکی کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

محمد بن الحسین بن خلف:

ابن الفراء' ابوحازم قاضی ابویعلی حنبلی' آپ نے دارقطنی اور ابن شاہین سے سماع کیا' خطیب نے بیان کیا کہ آپ پر کوئی

اعتراض نہ تھا۔ اور میں نے اصول میں آپ کا سماع دیکھا ہے۔ پھر ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ نے مصر میں حدیث میں خلط ملط پایا ہے اور کاغذ سازوں سے پتھر کا کاغذ خریدے اور ان سے روایت کی آپ اعتزال کی طرف مائل تھے۔ آپ نے بلادِ مصر میں تینتیس سال کی عمر میں وفات پائی۔

محمد بن عبداللہ:

ابوبکر دینوری درویش آپ خوش عیش تھے اور ابن القزوینی آپ کی تعریف کرتے تھے اور حاکم بغداد جلال الدولہ آپ کی ملاقات کیا کرتے تھے اور ایک دفعہ آپ نے اس سے پوچھا کہ آپ لوگوں کو نمک کے ٹھہرنے کی مانند چھوڑ دیں۔ اور آپ کے عطیہ کی مقدار دو ہزار دینار تھی۔ پس آپ نے اسے اس کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ اور جب آپ فوت ہوئے تو اہل بغداد آپ کے جنازہ کے لیے جمع ہوئے اور کئی بار آپ کا جنازہ پڑھا' اور بابِ حرب میں دفن ہوئے۔

فضل بن منصور:

ابوالرضی۔ آپ ابن الظریف کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ شاعر اور ذہین تھے' اور آپ کے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں ۔

''اے اشعار کے قائلین' میں نے تمہیں نصیحت کی ہے' اور میں نصیحت ہی سے دور اندیش ہوا ہوں' اور زمانہ اچھے لوگوں کو لے گیا ہے' اور اس بارے میں ایسے امور ہیں جن کی شرح طویل ہے' کیا تم ایسے شخص سے بخشش طلب کرتے ہو جو بخیل طبع ہے' تم ایسے چہروں کے حسن کی تعریف کرتے ہو جو حد درجہ بدصورت ہیں' اسی وجہ سے تم اپنے رزق سے محروم ہو' کیونکہ تم جھوٹی مدح کرتے ہو' اشعار کو محفوظ رکھو' اور میں کسی کو کامیابی میں دھوکہ خوردہ نہیں دیکھتا اور اگر تمہیں اس میں شک ہو جو میں تمہیں کہتا ہوں تو مجھے ایک کھلی بات میں جھٹلاؤ''۔

ہبۃ اللہ بن علی بن جعفر:

ابوقاسم بن ماکولا' آپ کئی بار جلال الدولہ کے وزیر بنے' اور آپ حافظ قرآن تھے' اور شعر و تاریخ کے عارف تھے۔ اور اس سال کے جمادی الآخر میں ہیبت میں آپ کا گلا گھونٹ دیا گیا۔

ابوزید الدبوسی:

عبداللہ بن عمر بن عیسیٰ فقیہ حنفی' آپ پہلے شخص ہیں' جنہوں نے علم الخلاف کو وضع کیا' اور اسے وجود میں لائے۔ یہ قول ابن خلکان کا ہے' اور آپ کی مثال بیان کی جاتی ہے' اور بخارا کے مضافات کی ایک بستی الدبوس کی نسبت سے آپ کو الدبوسی کہا جاتا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ادلہ کے لیے آپ کی کتاب الاسرار التقویم ہے اور اس کے علاوہ بھی تصانیف وحواشی ہیں۔ روایت ہے کہ آپ نے ایک فقیہ سے مناظرہ کیا۔ اور جب کبھی ابوزید نے اسے ملزم کیا تو وہ مسکرا پڑا' اور ہنس پڑا' اور ابوزید نے اس

بارے میں کہا:

''مجھے یہ ہو گیا ہے کہ جب میں نے اسے جہت سے ملزم کیا تو اس نے ہنسی اور قہقہے سے میرا سامنا کیا' اگر آدمی اپنی فقہ کی وجہ سے بڑے تو ریچھ صحرا میں کیا بڑا فقیہ ہے''۔

الحوفی مؤلف اعراب القرآن:

ابوالحسن علی بن ابراہیم بن سعید بن یوسف الحوفی النحوی' آپ کی نحو میں ایک بہت بڑی کتاب ہے اور اعراب القرآن دس جلدوں میں ہے' اور آپ کی ایک تفسیر قرآن بھی ہے۔ آپ عربی' نحو اور ادب میں امام تھے اور آپ کی بہت سی تصانیف ہیں جن سے لوگوں نے انتفاع کیا ہے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کو مصر کی ایک جہت سے' جسے شرقیہ کیا جاتا ہے' کی نسبت سے الحوفی کہا جاتا ہے۔ اور اس کا قصبہ' شہر بلبیس ہے اور اس کے سارے سبزہ زار کو وہ حوف کا نام دیتے ہیں' اور ان کا واحد حوفی ہے۔ اور آپ ایک بستی سے تعلق رکھتے تھے' جسے النخلۃ کہا جاتا تھا۔ جو مذکورہ مشرقی مضافات میں سے ہے۔ رحمہ اللہ

۴۳۱ھ

اس سال دجلہ میں اس قدر پانی آ گیا کہ اس نے پل کو اور جو لوگ اس کے اوپر تھے انہیں اُٹھا کر شہر کی ترائی میں پھینک دیا اور وہ بچ گئے۔ اور اس سال فوج اور جلال الدولہ کے درمیان فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔ اور فریقین کے بہت سے آدمی قتل ہو گئے۔ اور شرور کا سلسلہ چل پڑا' جن کا ذکر طویل ہے اور لمبا چوڑا فساد ہو گیا' جو بڑھتا ہی گیا اور بہت سے گھروں کو لوٹ لیا گیا۔ اور ان کے ہاں بادشاہ کی کوئی عزت نہ رہی' اور نرخ گراں ہو گئے۔ اور اس سال ملک ابوطاہر نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کی' اور ایک زیارت میں برہنہ پا چلا' اور اہل عراق میں سے کسی نے حج نہ کیا۔ اور اس سال ملک ابوکالیجار نے اپنے وزیر عادل کو بصرہ کی طرف بھیجا' تو اس نے اس کے لیے اس پر قبضہ کر لیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اسماعیل بن احمد:

ابن عبداللہ ابوعبدالرحمٰن العزیز الجیری' آپ نیشاپور کے باشندے تھے' اور بڑے ذہین فضلاء اور ثقات امناء میں سے تھے' آپ ۴۲۳ھ میں حج کرتے ہوئے بغداد آئے' اور خطیب نے تمام بخاری تین مجالس میں اپنی روایت سے عن ابی الہیثم الکشمینی عن العزیزی عن البخاری آپ کو سنائی' آپ نے نوے سال سے زیادہ عمر پا کر اس سال میں وفات پائی۔

بشر القاضی:

بشری بن مسیس' آپ رومی قیدیوں میں سے تھے' آپ کو بنی حمدان کے اُمراء نیالفائن کو جو مطیع کا غلام ہدیۃً دیا' پس

آپ نے اس کی تربیت کی' اور آپ نے مشائخ کی ایک جماعت سے حدیث کا سماع کیا' اور خطیب نے آپ سے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ آپ صدوق سماع اور دیندار تھے' آپ نے سال عید الفطر کے روز وفات پائی ہے۔ رحمہ اللہ

محمد بن علی

ابن احمد بن یعقوب بن مروان ابوالعلاء الواسطی' آپ اصلاً فم الصلح سے تعلق رکھتے ہیں' آپ نے حدیث کا سماع کیا' اور قراءات کو پڑھا' اور ان کی روایت کی ہے۔ اور لوگوں نے آپ کی قراءات اور حدیث کی روایت کے بارے میں اعتراض کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ آپ نے اس سال جمادی الآخرۃ میں وفات پائی' اور آپ کی عمر ۸۰ سال سے زیادہ تھی۔

۴۳۲ھ

اس سال میں سلجوقیوں کی شان بڑھ گئی' اور ان کے بادشاہ طغرل بیگ اور اس کے بھائی داؤد کی شان بلند ہو گئی۔ اور یہ دونوں میکائیل بن سلجوق بن بغاق کے بیٹے تھے' اور ان کا دادا بغاق ترکوں کے ان قدیم مشائخ میں سے تھا' جنہیں ان کے سب سے بڑے بادشاہ کے ہاں رائے' قدر اور مرتبہ حاصل کیا۔ اور اس کے بیٹے سلجوق نے نجابت اور ذہانت کے ساتھ پرورش پائی' پس بادشاہ نے اسے مقدم کیا اور اسے شباسی کا لقب دیا' اور فوجوں نے اس کی اطاعت کی۔ اور لوگوں نے اس کی اس قدر فرمانبرداری کی کہ بادشاہ نے اس سے خائف ہو کر اس کے قتل کا ارادہ کیا' اور وہ بھاگ کر مسلمانوں کے ملک کی طرف چلا گیا اور مسلمان ہو گیا۔ اور اس کی عزت اور بلندی میں اضافہ ہو گیا۔ پھر وہ ایک سو سات سال کی عمر میں وفات پا گیا۔ اور ارسلان میکائیل اور موسیٰ کو پیچھے چھوڑ گیا۔ میکائیل تو کفار ترکوں کے ساتھ جنگ میں مصروف ہو گیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ اور اس نے اپنے دو بیٹے طغرل بیگ' داؤد پیچھے چھوڑے اور ان کے عمزادے میں ان دونوں کی شان بہت بڑھ گئی اور ترک مومنین نے ان دونوں پر اتفاق کر لیا۔ اور وہ ترک الایمان تھے' جنہیں لوگ ترکمان کہتے ہیں۔ اور وہ سلاجقہ بنو سلجوق ہیں جن کا یہ دادا ہے' پس انہوں نے محمود بن سبکتگین کی موت کے بعد خراسان کے پورے علاقے پر قبضہ کر لیا اور محمود بھی ان سے کچھ خوف کھاتا تھا۔ اور جب وہ فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا مسعود اس کے بعد کھڑا ہوا تو اس نے ان سے جنگ کی اور انہوں نے بھی کئی بار اس سے جنگ کی۔ اور اکثر جنگوں میں وہ اسے شکست دیتے تھے۔ اور انہیں سارے خراسان پر حکومت حاصل ہو گئی۔ پھر مسعود نے ایسی افواج سے ان کا قصد کیا' جن سے فضا تنگ پڑتی تھی۔ پس انہوں نے اسے شکست دی اور داؤد نے ایک بار اس پر حملہ کیا' اور مسعود شکست کھا گیا' اور اس نے اس کے ذخائر اور خیام پر قبضہ کر لیا' اور اس کے تخت پر بیٹھ گیا' اور غنائم کو اپنی فوج میں تقسیم کیا اور اس کی فوج دشمن کے اچانک حملے کے خوف سے تین دن تک اُترے بغیر اپنے گھوڑوں پر سوار رہی۔ اور اس طرح اپنے مقصد اور ساری امیدیں پوری ہو گئیں۔

پھر ان کی خوش قسمتی سے ملک مسعود بلادِ ہند کی طرف گیا۔ کیونکہ وہاں قیدی مغلوب تھے اور اس نے اپنے بیٹے نورود کے ساتھ سلاجقہ سے جنگ کرنے کے باعث بہت سی فوج چھوڑ دی۔ اور جب اس نے میسحون کے پل کو عبور کیا تو اس کی فوج نے اس کے ذخائر کو لوٹ لیا۔ اور اس کے بھائی محمد بن محمود پر اتفاق کر لیا' اور مسعود کو چھوڑ دیا۔ پس وہ ان کی جانب واپس آ گیا' اور ان سے

جنگ کی‘ تو انہوں نے اسے شکست دی‘ اور اسے قید کر لیا اور اس کے بھائی نے اُسے کہا‘ قسم بخدا‘ تو نے مجھ سے جو بدسلوکی کی ہے‘ میں اس کی وجہ سے تجھے قتل کرنے کا نہیں‘ لیکن تو اپنے لیے کوئی شہر منتخب کر لے‘ جس میں تو اور تیرے اہل وعیال رہیں‘ پس اس نے بڑے قلعہ کو منتخب کر لیا اور وہ وہیں تھا۔ پھر مسعود کے بھائی محمد نے اپنے بعد اپنے بیٹے کے حکمران مقرر کیا‘ اور سب فوج نے اس کی بیعت لی۔ اور اس کے بیٹے کا نام احمد تھا‘ اور اس میں حماقت پائی جاتی تھی۔ پس اس نے اور یوسف بن سبکتگین نے اپنے لیے حکومت کی راہ صاف کرنے کے لیے مسعود کے قتل پر اتفاق کر لیا۔ پس احمد نے اپنے باپ کے علم کے بغیر اس کے پاس جا کر اُسے قتل کر دیا۔

اور جب اس کے باپ کو اس کا علم ہوا‘ تو وہ اپنے بیٹے پر سخت ناراض ہوا‘ اور اس کے بھتیجے کی طرف معذرت کا پیغام بھیجا‘ اور قسم کھائی کہ اسے اس بات کا علم نہیں تھا۔ حتیٰ کہ جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اور مودود بن مسعود نے اُسے لکھا:

اللہ تعالیٰ آپ کی آفت رسیدہ لڑکے کو عقل دے‘ جس سے وہ زندگی گزارے‘ اس نے بڑی بات کا ارتکاب کیا ہے۔ اور اس نے اس شخص کا خون بہانے کی جرأت کی ہے جو میرے والد کی مانند تھا۔ جسے امیر المومنین نے سید الملوک والسلاطین کا لقب دیا تھا۔ اور عنقریب تمہیں علم ہو جائے گا کہ تم کس ظلم میں پھنسے ہو‘ اور کس شر کو تم نے بغل میں لیا ہے‘ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون . اور عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس پلٹنے کی جگہ پلٹتے ہیں۔ پھر وہ فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گیا‘ اور ان سے جنگ کی‘ اور انہیں مغلوب کر لیا‘ اور انہیں قیدی بنا لیا‘ اور اپنے چچا محمد اور اس کے بیٹے احمد اور اس کے تمام عمزادوں کو سوائے عبدالرحمٰن اور بہت سے سرکردہ امراء کے‘ قتل کر دیا‘ اور وہاں ایک بستی تعمیر کی‘ جس کا نام فتح آباد رکھا۔ پھر وہ غزنی کی طرف گیا اور شعبان میں اس میں داخل ہوا‘ اور عدل کا اظہار کیا‘ اور اپنے دادا محمود کی سیرت پر چلا‘ اور لوگوں نے اس کی اطاعت کی‘ اور اطراف کے لوگوں نے اس کی اطاعت کی‘ اور اطراف کے لوگوں نے اس کی طرف اتباع واطاعت کے خط لکھے مگر اس نے اپنی قوم کو اپنے ہاتھ سے ہلاک کر دیا‘ اور یہ بھی سلاجقہ کی ایک سعادت ہے۔

اور اس سال‘ حماد کی اولاد نے حاکم افریقہ العزیز بادلیس سے اختلاف کیا تو وہ ان کے مقابلہ میں گیا۔ اور اس نے قریباً دو سال ان کا محاصرہ کیا۔ اور اس سال بارش کے متاخر ہونے کی وجہ سے افریقہ میں سخت گرانی ہو گئی‘ اور بغداد میں کرخ کے روافض اور اہل سنت اور باب البصرہ کے باشندوں کے درمیان عظیم فتنہ پیدا ہوا‘ اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ اور اہل عراق وخراسان میں سے کسی شخص نے حج نہ کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

محمد بن الحسین:

ابن الفضل بن عباس‘ ابویعلیٰ بصری حوفی‘ آپ نے اپنے عمر سفروں میں گزار دی۔ اور ۴۳۲ھ میں بغداد آئے‘ اور وہاں ابوبکر بن ابی الحدید دمشقی اور ابوالحسن بن جمیع المغانی سے حدیث بیان کی‘ اور آپ ثقہ‘ صدوق‘ دیندار اور اچھے اشعار کہنے والے تھے۔

واقعات — ۴۳۳ھ

اس سال طغرل بیگ نے جرجان اور طبرستان پر قبضہ کر لیا۔ پھر کامیاب و کامران ہو کر نیشا پور واپس آ گیا۔ اور اس سال ظہیر الدولہ بن جلال الدولہ ابوجعفر کالو یہ اپنے باپ کی وفات کے بعد امیر بنا اور اس کے بھائیوں ابو کالیجار اور سانیف کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا۔

اور اس سال ابو کالیجار ہمذان میں داخل ہوا' اور ترکوں کی ایک قوم کو وہاں سے دور کیا۔ اور اس سال عطیے کی تاخیر کی وجہ سے کرد' بغداد میں پراگندہ ہو گئے۔ اور اس سال نہر عیسیٰ پر بنی زریق کا پل گر گیا۔ اور اسی طرح اس کے بالمقابل جو بڑا پل تھا' وہ بھی گر گیا۔ اور اس سال ایک بلغاری شخص حج کے ارادے سے بغداد میں داخل ہوا۔ اور اس نے بتایا کہ وہ بلغاریوں کے بڑے آدمیوں میں سے ہے۔ پس اسے دارالخلافہ میں اتارا گیا اور اس کی رسید جاری کر دی گئی۔ اور اس نے بتایا کہ وہ ترکوں اور صقالیہ کے مولدین ہیں۔ اور وہ ترکی علاقے کے انتہائی دور علاقے میں رہتے ہیں اور دن ان کے ہاں چھوٹا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ چھ گھنٹوں کا ہوتا ہے اور رات بھی اتنی ہی ہوتی ہے۔ اور ان کے ہاں چشمے' کھیتیاں اور پھل ہیں' جو بارش اور پانی دینے کے بغیر ہوتے ہیں۔

اور اس سال قادری اعتقاد پڑھا گیا۔ جسے خلیفہ القادر نے تالیف کیا تھا' اور اس پر علما اور درویشوں کی تحریرات لی گئیں کہ یہ مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔ اور جو اس کی مخالفت کرے گا۔ اس کی تفسیق و تکفیر کی جائے گی۔ اور سب سے پہلے شیخ ابوالحسن علی بن عمر قزوینی نے اس پر لکھا ہے۔ پھر اس کے بعد علماء نے لکھا اور شیخ ابوالفرج ابن الجوزی نے اسے مکمل طور پر اپنی کتاب المنتظم میں لکھا ہے' اور اس میں سلف کے اچھے اعتقاد بھی شامل ہیں۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

بہرام بن منافیہ:

ابو منصور جو ابو کالیجار کا وزیر تھا' یہ عفیف پاکدامن اور اپنی سیرت میں عادل تھا' اور اس نے فیروز آباد میں اپنی لائبریری کو وقف کیا جو آٹھ ہزار کتابوں پر مشتمل تھی' اور ان میں سے چار ہزار ورق ابو علی اور ابو عبداللہ بن[1] مقلہ کے خط میں تھے۔

محمد بن جعفر بن الحسین:

جو الجہری کے نام سے مشہور ہیں' خطیب نے بیان کیا ہے کہ آپ ان شعراء میں سے ایک ہیں جن سے ہم نے ملاقات کی ہے' اور ان سے سماع کیا ہے۔ آپ خوش گفتار تھے۔ آپ کے اشعار ہیں ؎

[1] اصل میں اسی طرح ہے اور ابن مقلہ ابو علی محمد بن علی ہے۔

''میرے دل کے ہمیشہ الٹ پلٹ دینے پر ہلاکت ہو' ہم اس کے عذاب میں پڑے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نے قوت سے اس کی محبت کو چھپایا ہے اور اگر مجھے قوت حاصل ہوتی تو میں اس کا اظہار کرتا' مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں بے پرواہ مجنون ہو گیا ہوں' لیکن اس کے غائب ہونے کی وجہ سے ہواہوں میں زندگی سے اس کی رضا چاہتا ہوں۔ اور جو مصیبت مجھے لاحق ہوئی' اور میری موت اس کی ناراضگی کی وجہ سے ہوئی''۔

ملک مسعود بن ملک محمود:

ابن ملک سبکتگین' حاکم غزنی اور اس کے حاکم کا بیٹا' اسے اس کے عمزاد احمد بن محمد بن محمود نے قتل کیا' اور اس کے بیٹے مودود بن مسعود نے اس کا انتقام لیا۔ اور اپنے باپ کے قاتل اور اس کے چچا' اور اس کے عمزاد اور اس کے اہل بیت کو اپنے باپ کے قتل کی وجہ سے قتل کر دیا اور جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اس کی قوم کے کسی منازع کے بغیر اس کا کام درست ہو گیا۔

امیر المؤمنین المتقی باللہ کی بیٹی:

یہ اپنی مدت تک پیچھے رہی' حتیٰ کہ اس سال کے رجب میں ۹۱ سال کی عمر میں الحریم الظاہر میں وفات پا گئی' اور رصافہ میں دفن ہوئی۔

واقعات ــــ ۴۳۴ھ

اس سال ملک جلال الدولہ نے ابو طاہر کو الجوالی کے اموال جمع کرنے کا حکم دیا۔ اور خلیفہ کے اصحاب کو ان کے لینے سے روک دیا' جس سے خلیفہ القائم باللہ پریشان ہو گیا۔ اور اس نے بغداد سے خروج کا ارادہ کر لیا۔ اور اس سال تبریز شہر میں عظیم زلزلہ آیا۔ اور اس نے اس کے قلعے فصیل اور اس کے گھروں کو گرا دیا۔ اور دارالامارات کے عام محلات بھی گر گئے' اور پچاس ہزار آدمی ملبے کے نیچے آ کر مر گئے' اور سخت مصیبت کے باعث اہل بغداد نے ٹاٹ پہن لیے اور اس سال سلطان طغرل بیگ نے اکثر بلاد شرقیہ پر قبضہ کر لیا' جن میں خوارزم' دہستان' طبس' رَی' بلادِ جبل' کرمان اور اس کے مضافات اور قزوین شامل تھے اور ان تمام نواح میں اس کا خطبہ دیا گیا اور اس کی شان بڑھ گئی اور اس کی شہرت پھیل گئی۔

اور اس سال ثمال بن صالح بن مرداس نے حلب پر قبضہ کر لیا۔ اس نے اسے فاطمیوں سے چھین لیا۔ اور مصریوں نے اس کی طرف فوج بھیجی' جس نے اس سے جنگ کی اور اہل عراق وغیرہ میں سے کسی نے حج نہ کیا اور نہ اس سے پہلے سالوں میں کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابوذر ہروی:

عبداللہ بن احمد بن محمد الحافظ المکی' آپ نے کثیر سماع کیا اور اقالیم کی طرف سفر کیا' اور مکہ میں رہائش اختیار کی' پھر عربوں میں نکاح کیا۔ آپ ہر سال حج کرتے تھے' اور حج کے دنوں میں مکہ میں قیام کرتے تھے' اور لوگوں کو سماع کراتے تھے۔ اور آپ

ہی سے مغاربہ نے اشعری کا مذہب سیکھا ہے۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ آپ نے حضرت امام مالک کے مذہب کو باقلانی سے سیکھا ہے۔ آپ حافظ تھے اور آپ نے ذوالقعدہ میں وفات پائی ہے۔

محمد بن الحسین:

ابن محمد بن جعفر' ابوالفتح شیبانی عطار' اور آپ قطیط کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نے شہروں کی طرف بہت سفر کیا' اور بہت سماع کیا۔ اور عقلمند شیخ تھے۔ اور تصوف کے راستے پر چلے' اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں پیدا ہوا تو صحرائی ناموں کے مطابق میرا نام قطیط رکھا گیا۔ پھر میرے خاندان کے ایک شخص نے میرا نام محمد رکھ دیا۔

واقعات — ۴۳۵ھ

اس سال الجوالی کے خلیفہ کے نائبین کی طرف واپس کیا گیا۔ اور اس سال ملک طغرل بیگ کی طرف سے جلال الدولہ کی طرف خط آیا' جس میں اس نے اُسے حکم دیا کہ وہ ایسی بات کے حلول سے قبل جو اسے ناگوار ہو' رعایا کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

ابوکالیجار کا اپنے بھائی جلال الدولہ کے بعد بغداد پر قبضہ کرنا:

اس سال جلال الدولہ ابوطاہر بن بہاؤالدولہ نے وفات پائی' اور اس کے بعد اس کے بھائی سلطان الدولہ ابوکالیجار بن بہاؤالدولہ نے بغداد پر قبضہ کرلیا۔ اور اس کے امراء کی مدد سے اس میں اس کا خطبہ دیا گیا۔ اور انہوں نے وہاں سے ملک عزیز ابومنصور بن جلال الدولہ کو نکال باہر کیا۔ اور وہ شہروں میں پھرتا رہا' اور اس کی مملکت سے دوسری مملکت میں چلا گیا' حتیٰ کہ ۴۴۱ھ میں فوت ہوگیا' اور اُسے اٹھا کر لایا گیا' اور اس کے باپ کے پاس قریش کے قبرستان میں دفن کردیا گیا۔

اور اس سال ملک مودود بن مسعود نے بہت بڑی فوج خراسان کی طرف بھیجی' اور الپ ارسلان بن داؤد سلجوقی ان کے مقابلہ میں نکلا' اور دونوں نے باہم جنگ کی' اور اس سال کے صفر میں وہ ترک مسلمان ہوگئے جو تقریباً دس ہزار خرگاہ مسلمانوں کے علاقے میں آتے تھے۔ اور عیدالاضحیٰ کے دن انہوں نے بیس ہزار بکریوں کی قربانی دی' اور شہروں میں پھیل گئے' اور خطا اور تارتاریوں میں سے کسی شخص نے اسلام قبول نہ کیا۔ حالانکہ وہ چین کے نواح میں تھے۔

اور اس سال شاہِ رُوم نے ہر اس مسافر کو جو بیس سال سے کم عمر کا تھا' قسطنطنیہ سے نکال دیا اور اس سال المعز ابوتمیم حاکم افریقہ نے اپنے علاقے میں عباسی خلیفہ کا خطبہ دیا۔ اور فاطمیوں کے خطبہ کو ختم کردیا' اور اس کے جھنڈوں کو جلا دیا' اور خلیفہ نے اس کی طرف خلعت' جھنڈا اور شاہی فرمان بھیجا' جس میں اس کی تعظیم وتعریف تھی۔ اور اس سال القائم بامراللہ نے حسن بن علی بن محمد ابن حبیب الماردی کو جلال الدولہ کی موت سے قبل ملک طغرل بیگ کی طرف بھیجا کہ وہ اس کے اور جلال الدولہ اور ابوکالیجار کے درمیان صلح کرادے۔ پس وہ اس کے پاس گیا' اور جرجان میں اس سے ملاقات کی' اور بادشاہ نے خلیفہ کے اکرام کے لیے چار فرسخ پر اس کا استقبال کیا۔ اور اس نے آئندہ سال تک اس کے ہاں قیام کیا اور جب وہ خلیفہ کے پاس آیا تو اس

نے اُسے اس کی اطاعت اور خلیفہ کی وجہ سے اپنے اکرام کے متعلق اطلاع دی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الحسین بن عثمان:

ابن سہل بن احمد بن عبدالعزیز بن ابی الف البعلی' ابو سعد' طلب حدیث میں دور دراز کے شہروں کی طرف سفر کرنے والوں میں سے ایک ہے' پھر اس نے مدت تک بغداد میں قیام کیا اور وہاں حدیث بیان کی۔ اور خطیب نے اس سے روایت کی ہے' اور کہا ہے کہ وہ صدوق تھا۔ پھر آخری عمر میں یہ مکہ آ گیا' اور وہاں سکونت اختیار کی' اور اس سال کے شوال میں وفات پائی۔

عبداللہ بن ابوالفتح:

احمد بن عثمان بن الفرج بن الازہر' ابوالقاسم ازہری' حافظ اور مشہور محدث' جو ابن السواری کے نام سے مشہور ہے۔ آپ نے ابوبکر بن مالک' اور بہت سے مشہور لوگوں سے سماع کیا' جن کا بیان طویل ہے اور آپ ثقہ' صدوق' دیندار اور اچھے اعتقاد اور سیرت والے تھے۔ آپ نے اس سال ۱۹ ر صفر منگل کی شب کو ۸۰ سال ۱۰ دن کی عمر میں وفات پائی۔

ملک جلال الدولہ:

ابو طاہر بن بہاؤ الدولہ بن بویہ الدیلمی' حاکم عراق' آپ عبادت گزاروں سے محبت کرتے تھے اور ان کی زیارت کرتے اور ان سے دُعا کی التماس کرتے تھے' آپ متعدد بار مصیبت زدہ ہوئے۔ اور اپنے گھر سے نکالے گئے' اور بسا اوقات آپ کو بغداد سے کلیتہً نکال دیا گیا' پھر آپ اس کی طرف واپس آ جاتے' حتیٰ کہ آپ کو درد جگر ہو گیا۔ اور آپ اس کی وجہ سے اس سال ۵ شعبان جمعہ کی شب کو وفات پا گئے' آپ کی عمر ۵۱ سال چند ماہ تھی' جس میں سے آپ ۱۶ سال ۱۱ ماہ عراق کے امیر رہے۔ واللہ اعلم

واقعات — ۴۳۶ھ

اِس سال ملک ابو کالیجار بغداد آیا' اور اس نے پانچوں نمازوں کے اوقات میں طبل بجانے کا حکم دیا۔ حالانکہ بادشاہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ اُسے صرف عضد الدولہ کے لیے تین اوقات میں بجایا جاتا تھا' اور خلیفہ کے لیے اُسے پانچ اوقات میں بجایا جاتا تھا۔ وہ رمضان میں بغداد آیا' اور اُس نے فوج پر بہت اموال تقسیم کیے' اور خلیفہ کی طرف بھی دس ہزار دینار بھیجے۔ اور فوج کے سالاروں یعنی البساسیری' النشادری اور الہمام ابواللقاء کو خلعت دیئے' اور خلیفہ نے اسے محی الدولہ کا لقب دیا۔ اور بہت سے شہروں میں اس کے ملوک کے حکم سے اس کا خطبہ دیا' اور ہمذان میں بھی اس کا خطبہ دیا اور ان میں طغرل بیگ کے نائبین کی حکومت نہ رہی۔

اور اس سال طغرل بیگ نے ابوالقاسم عبداللہ الجوینی کو وزیر بنایا' اور یہ اس کا پہلا وزیر تھا' اور اس سال ابونصر احمد بن یوسف الصاحب مصر آیا' یہ یہودی تھا' پس اس نے الجرجرائی کی موت کے بعد اسلام قبول کر لیا۔ اور اس سال ابواحمد بن عدنان

بن الرضی نے طالبیوں کی نقابت سنبھالی۔ اور اس کے چچا مرتضیٰ کی وفات کے بعد کا واقعہ ہے۔ اور اس سال ابوالطیب طبری نے باب الطاق کی قضاء کے ساتھ کرخ کی قضاء کا کام بھی سنبھال لیا۔ اور یہ قاضی الصمیری کی موت کے بعد کا واقعہ ہے۔ اور اس سال رئیس الرؤساء ابوالقاسم ابن المسلم نے خلیفہ کے دیوان پر غور وفکر کیا۔ اور اس کا اس کے ہاں بڑا مرتبہ تھا۔ اور اس سال عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الحسین بن علی:

ابن محمد بن جعفر' ابوعبداللہ الصمیری' آپ کو بصرہ کی نہر جسے الصمیر کہا جاتا ہے' کی نسبت سے الصمیری کہتے ہیں' اس نہر پر کئی بستیاں ہیں۔ آپ ایک حنفی امام تھے' آپ نے مدائن کی قضاء سنبھالی' پھر کرخ کے چوتھے حصے کے قاضی بنے۔ اور ابوبکر المفید' اور ابن شاہین وغیرہ سے روایت کی' اور آپ ایک حنفی امام تھے' اور آپ صدوق اور بہت عقلمند اور اچھے ساتھی' اچھے عبادت گزار' اور علماء کے حقوق کو جاننے والے تھے۔ آپ نے شوال میں ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔

عبدالوہاب بن منصور:

ابن احمد ابوالحسن جو ابن المشتری الاہوازی کے نام سے مشہور ہیں' آپ اہواز [1] اور اس کے نواح کے قاضی تھے۔ شافعی المذہب تھے۔ اور سلطان کے ہاں آپ کا بڑا مرتبہ تھا۔ اور آپ صدوق' بہت مالدار' اور اچھی سیرت والے تھے۔

الشریف المرتضیٰ:

علی بن حسین بن موسیٰ بن محمد بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب' الشریف الموسوی' آپ کا لقب المرتضیٰ ذوالمجدین ہے' اور آپ اپنے بھائی ذوالحسبین سے بڑے تھے۔ اور امامیہ اور اعتزال کے مذہب پر اچھے شعر کہتے تھے' اور اس پر مناظرے کرتے تھے' اور آپ تمام مذاہب کے بارے میں مناظرے کرتے تھے۔ اور تشیع کے اصول وفروع کے بارے میں آپ کی تصانیف بھی ہیں' ابن جوزی نے تشیع میں آپ کے تفردات کی کچھ باتیں نقل کی ہیں جن میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ آپ صرف زمین پر یا اس چیز پر جو زمین کی جنس سے ہو۔ اس پر سجدہ کو درست خیال کرتے ہیں۔ اور ڈھیلے کا استعمال صرف پاخانے میں کافی سمجھتے ہیں بول میں نہیں' اور یہ کہ کتابیات حرام ہیں۔ اور اسی طرح اہل کتاب کے ذبائح بھی حرام ہیں۔ اور اسی طرح ان کے بچوں اور دیگر کفار کے کھانے بھی حرام ہیں اور طلاق صرف دو گواہوں کی موجودگی میں واقع ہو سکتی ہے۔ اور معلق کی خواہ شرط موجود ہو' اس کا وقوع نہیں ہوگا۔ اور جو شخص عشاء کی نماز سے غفلت کرے' حتیٰ کہ آدھی رات ہو جائے' اس کی قضاء

---

[1] ابن الاثیر میں ہے کہ خوزستان اور فارس کے قاضی تھے۔

واجب ہے کہ وہ اس غفلت کے کفارہ میں صبح کا روزہ رکھے۔ اور ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جب عورت اپنے بال کاٹے تو اس پر قتل خطاء کا کفارا واجب ہوگا۔ اور جو لونی مصیبت میں اپنا کپڑا پھاڑے تو اس پر قسم کا کفارہ واجب ہوگا۔ اور جو شخص خاوند والی عورت سے نکاح کرے اور اسے اس کا علم نہ ہو اس پر پانچ دراہم صدقہ دینا واجب ہے۔ اور چور کا قطع انگلیوں کے سروں سے ہوگا۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ میں نے اسے ابوالوفاء ابن عقیل کے خط سے نقل کیا ہے۔ آپ نے بیان کیا ہے کہ یہ عجیب مذاہب میں جو اجماع کے خلاف ہیں اور ان سب سے عجیب تر صحابہ رضی اللہ عنہم کی مذمت کرنا ہے۔ پھر آپ نے اس کے کلام سے کچھ قبیح باتیں بیان کی ہیں' جو حضرت عمر بن الخطاب' حضرت عثمان' حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر سے تعلق رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے امثال کو ذلیل کرے۔ اور اگر وہ توبہ نہ کرے' تو اس کے روافض کی گندگیوں اور نجاستوں کا بدلہ لے۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ ابن ناصر نے بحوالہ ابوالحسن بن طیوری ہمیں بتایا کہ اس نے بیان کیا کہ میں نے ابوالقاسم بن برہان کو بیان کرتے سنا کہ میں الشریف المرتضیٰ کے پاس گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ وہ دیوار کی طرف اپنا چہرہ پھیرے کہہ رہا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاکم بنے' اور انہوں نے عدل کیا' اور رحم طلب کیا اور ان پر رحم کیا گیا۔ اور میں کہتا ہوں کہ وہ دونوں اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو گئے ہیں؟

راوی کا بیان ہے کہ میں اس کے پاس سے چلا آیا' اور جب میں اس کے گھر کی چوکھٹ کے پاس پہنچا' تو میں نے اس پر چیخ و پکار سنی۔ آپ نے اس سال ۸۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور ابن خلکان نے اس کا ذکر کیا۔ اور اپنے دستور کے مطابق شعراء کی تعریف کرنے میں اس سے چاپلوسی کی ہے۔ اور اس کے اچھے اشعار کو بیان کیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ کہتے ہیں کہ اس نے کتاب نہج البلاغۃ تصنیف کرائی ہے۔

محمد بن احمد:

ابن شعیب بن عبداللہ بن الفضل' ابومنصور الردیانی' ابوحامد اسفرائنی کا ساتھی' خطیب نے بیان کیا ہے کہ آپ نے بغداد میں سکونت اختیار کی' اور وہاں حدیث کو بیان کیا۔ اور ہم نے اس کی طرف سے لکھا' اور آپ صدوق تھے۔ اور قطیعۃ الربیع میں رہتے تھے۔ آپ نے اس سال کے ربیع الاوّل میں وفات پائی اور باب حرب میں دفن ہوئے۔

ابوالحسین بصری معتزلی:

محمد بن علی بن الخطیب' ابوالحسین مصری متکلم' شیخ المعتزلہ اور ان کا بچاؤ کرنے والے' اور کثیر تصانیف سے ان کی خدمت کا دفاع کرنے والا' آپ نے اس سال کے ربیع الآخر میں وفات پائی۔ اور قاضی ابوعبداللہ الصمیری نے آپ کا جنازہ پڑھایا' اور الشونیزی میں دفن ہوئے۔ اور آپ نے صرف ایک حدیث ہی روایت کی ہے' جسے خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ محمد بن علی بن الطیب نے ہم سے بیان کیا کہ ہلال بن محمد بن اخی ہلال الرای کو بصرہ میں سنایا گیا۔ اور میں بھی سن رہا تھا۔ اسے کہا گیا کہ ابومسلم الکجی اور ابوخلیفہ الفضل بن الحباب الجمحی اور الغلابی اور المازنی اور الزریقی نے تم سے بیان کیا' وہ کہتے ہیں

کہ القعنبی نے عن شعبہ عن منصور عن ربعی' عن ابی مسعود البدری ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں نے کلام نبوت سے جو پایا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ جب تو شرم نہ کرے تو جو چاہے کر' اور الغلابی کا نام محمد' اور المازنی کا نام محمد بن حامد' اور الزریقی کا نام ابوعلی محمد بن احمد خالد بصری ہے۔

واقعات — ۴۳۷ھ

اس سال سلطان طغرل بیگ نے اپنے بھائی ابراہیم کو بلادِ جبل کی طرف روانہ کیا۔ اور اس نے ان پر قبضہ کرلیا' اور اس کے حکمران کو شاسف بن علاء الدولہ کو وہاں سے نکال دیا' اور وہ کردوں سے جاملا' پھر ابراہیم' دینور کی طرف گیا' اور اس پر بھی اس نے قبضہ کرلیا۔ اور اس کے حکمران ابوالشوک کو وہاں سے نکال دیا۔ اور وہ حلوان کی طرف روانہ ہوگیا۔ اور ابراہیم نے اس کا تعاقب کیا اور بزورِ قوت' حلوان پر قبضہ کرلیا' اور اس کے گھر کو جلا دیا' اور اس کے اموال کو حاصل کرلیا۔

اس موقعہ پر ملک ابوکالیجار ابن سلاجقہ سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہوا جنہوں نے اس کے اتباع سے ظلم کیا تھا۔ لیکن سواریوں کی کمی کی وجہ سے وہ ایسا نہ کرسکا۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس سال گھوڑوں کو بیماری آ لگی' جس سے اس سال اس کے تقریباً بارہ ہزار گھوڑے مرگئے۔ اور بغداد گھوڑوں کے مردار سے ناخوش گوار ہوگیا۔

اور اس سال روافض اور اہل سنت کے درمیان جنگ ہوئی' پھر فریقین نے یہود کے گھروں کو لوٹنے' اور ان کے قدیم کلیسا کے جلانے پر اتفاق کرلیا۔ اتفاق سے واسط میں نصاریٰ کے ایک بڑے شخص کی موت ہوگئی' اور اس کے اہل اس کی تعزیت کے لیے وہاں کی مسجد کے دروازے پر بیٹھ گئے' اور انہوں نے اعلانیہ اس کا جنازہ نکالا' اور ان کے ساتھ ترکوں کا ایک محافظ دستہ بھی تھا۔ پس عوام نے ان پر حملہ کردیا' اور انہیں شکست دی' اور ان سے میت لے لی' اور اسے کفن سے نکال کر جلا دیا اور اس کی راکھ کو دجلہ میں پھینک دیا' اور دیر کو جاکر لوٹ لیا' اور ترک ان کو ہٹانے سے عاجز ہوگئے' اور اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہ کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

فارس بن محمد بن عناز:

دینور وغیرہ کا حکمران۔ اس نے اس وقت وفات پائی۔

خدیجہ بنت موسیٰ:

ابن عبداللہ الواعظ' جو بنت البقال کے نام سے مشہور تھی' اور اُمّ سلمہ کنیت کرتی تھی۔ خطیب نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس کی طرف سے لکھا ہے' وہ فقیرہ صالحہ اور فاضلہ تھی۔

احمد بن یوسف السلیکی المنازی:

شاعر' کاتب' احمد بن مروان کردی کا وزیر' میافارقین اور دیارِ بکر کا حکمران' یہ ماہر فاضل اور نرم طبع شخص تھا۔ یہ کئی بار ایلچی

بن کر قسطنطنیہ کی طرف گیا۔ اور قیمتی کتب حاصل کیں' جنہیں آمد اور میافارقین کے جامعات پر وقف کر دیا۔

ایک روز یہ ابو العلاء المصری کے پاس گیا تو اس نے اسے کہا' میں لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہوں' اور وہ مجھے تکلیف دیتے ہیں۔ اور میں نے ان کے لیے دنیا کو چھوڑ دیا ہے۔ تو وزیر نے اسے کہا' تو نے آخرت کو بھی چھوڑ دیا ہے۔ اس نے کہا' اے قاضی! آخرت کو بھی؟ اس نے کہا' ہاں! اس کا دیوان قلیل النظر اور عزیز الوجود ہے۔ اور قاضی فاضل نے اس کی بہت خواہش کی' مگر اسے نہ پا سکا۔ اس نے اس سال میں وفات پائی۔ اور وادی نزاعہ کے بارے میں اس کے اشعار ہیں ۔

''ہمیں تپش کی لپٹ سے وادی نے بچایا' جس طرح عام پودوں کے دو چند ہونے سے اسے بچایا ہے' ہم اس کے درخت کے سائے میں اُترے تو وہ ہم پر ایسے مہربان ہوا جیسے دودھ پلانے والیاں دودھ چھوڑنے والے بچے پر مہربان ہوتی ہیں۔ اور ہم نے پیاسا ہونے پر میٹھا پانی پیا جو شراب نوش دوست کے لیے شراب سے زیادہ لذیذ تھا۔ وہ آفتاب کو دیکھتی ہے اور سورج کیسے اس کا سامنا کر سکتا ہے۔ پس وہ نسیم کو اجازت دینے کے لیے اسے چھپا دیتی ہے' اس کے سنگریزے دوشیز گان کے زیورات سے خوش طبعی کرتے ہیں' اور بڑے ہار کے پہلو کو چھو لیتے ہیں''۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ یہ اشعار اپنے باب میں انوکھے ہیں۔

واقعات ـــــ ۴۳۸ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو چوپایوں کی بہت موت ہوئی۔ حتیٰ کہ بغداد ناخوش گوار ہو گیا۔ ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ بسا اوقات بعض لوگ اپنے چوپایوں کی وجہ سے ڈاکٹروں کو لائے اور وہ انہیں آش جو پلانے لگے' اور ان کا علاج کرنے لگے' اور اس سال سلطان بن طغرل بیگ نے اصبہان کا محاصرہ کر لیا' اور اس کے باشندوں نے اس مال پر' جو وہ اس کے پاس لے جاتے تھے' اس پر اس سے مصالحت کر لی' اور یہ کہ اس کا خطبہ وہاں دیا جانے لگا' تو انہوں نے اس کی بات مان لی۔

اور اس سال مہلہل نے قرمیسین اور دینور پر قبضہ کر لیا۔ اور اس میں ایک شخص' جسے رجب میں ابی منیع بن ثمال کہا جاتا تھا' بدران بن سلطان بن ثمال کی وفات کے بعد بنی خفاجہ پر زبردستی حاکم بن بیٹھا' اور یہ اعراب اکثر لوگوں کو بیت اللہ سے روکتے تھے۔ پس اللہ انہیں جزائے خیر نہ دے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ ابو محمد الجوینی:

امام الشافعیہ' عبداللہ بن محمد بن حیسویہ' شیخ ابو محمد الجوینی' آپ امام الحرمین ابو المعالی عبدالملک بن ابی محمد کے والد ہیں۔ اور اصلاً آپ قبیلہ سنبس کے ہیں۔ اور جوین' نیشاپور کے نواح میں ہے۔ آپ نے مختلف شہروں میں جماعت سے حدیث کا سماع کیا۔ اور ادب اپنے باپ سے پڑھا۔ اور ابو الطیب سہل بن محمد سلوکی سے فقہ سیکھی' پھر مرد کی طرف ابو بکر عبداللہ بن احمد قفال کے

پاس چلے گئے۔ پھر نیشا پور واپس آ گئے۔ اور مناظرہ کی مجلس منعقد کی' اور آپ بہت رُعب دار تھے' آپ کے آگے بڑی عظمت حاصل تھی چنانچہ آپ نے علوم کی انواع میں بہت سی تصانیف کی ہیں۔ اور آپ درویش اور اپنے دین کی بڑی حفاظت کرنے والے تھے۔ حتیٰ کہ بسا اوقات آپ نے ۱۰۰ [illegible] اور جس نے طبقات الشافعیہ میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ اور جو کچھ آئمہ نے آپ کی تعریف کی ہے اسے بھی بیان کیا ہے۔

آپ نے اس سال کے ذوالقعدہ میں وفات پائی۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ نے مختلف علوم پر مشتمل تفسیر کی ہے۔ اور فقہ میں آپ کی کتاب التبصرہ اور التذکرہ بھی ہے۔ اور آپ نے المختصر المختصر العرق والجمع اور السلسلہ وغیرہ کو بھی تصنیف کیا ہے۔ آپ فقہ' اصول' ادب اور عربی میں امام تھے' آپ نے اس سال وفات پائی' اور بعض نے ۴۳۴ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے۔ یہ قول السمعانی نے الانساب میں بیان کیا ہے' اور وہ اُدھیڑ عمر کے تھے۔

واقعات — ۴۳۹ھ

اس سال طغرل بیگ اور ابو کالیجار نے مصالحت کر لی' اور طغرل بیگ نے اس کی بیٹی سے نکاح کیا' اور ابو منصور بن کالیجار نے طغرل بیگ کے بھائی ملک داؤد کی بیٹی سے نکاح کیا۔ اور اس سال کُردوں نے ابوالشوک کے بھائی سرخاب کو قید کر لیا۔ اور اسے اپنے امیر ینال کے سامنے پیش کیا تو اس نے اس کی آنکھ نکال دینے کا حکم دیا۔ اور اس سال ابو کالیجار نے بلاد البطیحہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اس کا حکمران ابونصر جان بچا کر بھاگ گیا۔ اور اس سال ایک شخص نے جسے اصغر تغلبی کہا جاتا تھا' ظاہر ہوا' اور اس نے دعویٰ کیا کہ وہ بھی ان لوگوں میں شامل ہے' جن کا نام کتابوں میں بیان ہوا ہے۔ پھر اس نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ اور اس نے شہروں کا قصد کیا' اور ان سے اموال حاصل کر کے قوت حاصل کی۔ پھر اتفاق سے وہ قید ہو گیا۔ اور اسے حاکم دیار بکر' نصر الدولہ بن مروان کے پاس لایا گیا' تو اس نے اسے قید کر کے قید خانے کا دروازہ بند کر دیا۔

اور اس سال عراق اور جزیرہ میں مرنے والے چوپایوں کے مردار کے باعث شدید وبا پڑی' اور بہت سے لوگ مر گئے' حتیٰ کہ بازار خالی ہو گئے' اور مریضوں کی ضرورت کی اشیاء کی کمی ہو گئی۔ اور موصل سے خط آیا کہ موصل کے باشندوں میں سے تقریباً چار ہزار آدمیوں نے جمعہ پڑھا ہے۔ اور ذمیوں میں سے تقریباً ایک سو بیس آدمی باقی بچے ہیں۔ اور اسی طرح اس سال شدید گرانی ہو گئی' اور بغداد میں روافض اور اہل سنت کے درمیان جنگ ہوئی' جس میں بہت سے لوگ مارے گئے' اور عراقی قافلے میں سے کسی نے اس سال حج نہ کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد بن عبداللہ بن احمد:

ابوالفضل القاضی الہاشمی' الرشیدی' آپ ہارون الرشید کی اولاد میں سے تھے۔ آپ سجستان میں قاضی بنے۔ اور

الغطریفی سے حدیث کا سماع کیا۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اپنے بارے میں مجھے یہ اشعار سنائے

''لوگوں نے کہا سخاوت میں میانہ روی اختیار کر تو انصاف پسند منصف ہے اور انصاف والا زیادتی نہیں کرتا۔ میں نے انہیں جواب دیا میں ایسے لوگوں کی اولاد میں سے ہوں جن کا جھنڈا بخشش میں کھلا ہوا ہے، قسم بخدا جو کچھ میرے دادا رشید اور اس سے پہلے منصور نے کیا ہے، میں اسے مضبوط کرنے والا ہوں''۔

عبدالواحد بن محمد:

بن یحییٰ بن ایوب ابوالقاسم شاعر جوالمطرز کے نام سے مشہور ہے اس کے اشعار ہیں۔

''اے بندے تیرے گناہ کس قدر ہیں، اگر تو انہیں بھول گیا ہے، تو اللہ نے انہیں شمار کیا ہے، اے بندے تجھے ضرور ایک دن کھڑے ہونا ہے، اور اس کی یاد سے دل خون آلود ہو جاتا ہے۔ اور جب میں اس کی یاد کو اپنے دل پر پیش کرتا ہوں، اور میرا ظن خراب ہو جاتا ہے تو میں استغفر اللہ کہتا ہوں''۔

محمد بن الحسن بن علی:

ابن عبدالرحیم ابوسعد وزیر، آپ چھ بار ملک جلال الدولہ کے وزیر بنے، پھر جزیرہ ابن عمر میں آپ ۵۶ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

محمد بن احمد بن موسیٰ:

ابوعبداللہ الواعظ الشیرازی، خطیب نے بیان کیا ہے کہ آپ بغداد آئے اور زہد و تقشف تقویٰ، اور نفس کے دنیا سے دور رہنے کا اظہار کیا۔ پس لوگ آپ کی وجہ سے فتنے میں پڑ گئے۔ اور آپ کی مجلس میں بہت آدمی حاضر ہوتے تھے۔ پھر کچھ وقت کے بعد آپ کو کوئی چیز پیش کی جاتی تو آپ اسے قبول کر لیتے، پس آپ کے اموال بکثرت ہو گئے، اور آپ نے نرم کپڑے پہنے، اور آپ کے اتباع بکثرت ہو گئے۔ اور آپ نے جنگ کرنے کا اظہار کیا، اور محبت سے لوگوں نے آپ کی اتباع کی، اور آپ نے شہر سے باہر پڑاؤ کر لیا۔ اور نمازوں کے اوقات میں آپ کے لیے طبل بجایا جاتا تھا۔ اور آپ آذربائیجان کی جانب روانہ ہو گئے۔ اور بہت سے لوگوں نے آپ کی اتباع کی، اور آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ اور اس طرف کے امیر کے مشابہ ہو گئے۔ اور اس سال میں وہاں آپ کی وفات ہو گئی۔ خطیب نے بیان کیا ہے کہ آپ نے بغداد میں حدیث بیان کی، اور میں نے آپ سے تھوڑی سی احادیث لکھیں۔ اور میرے ایک دوست نے آپ کے متعلق کچھ باتیں بتائیں، جو آپ کے ضعف پر دلالت کرتی ہیں اور اس نے ایک آدمی کو یہ اشعار سنائے۔

''جب تو ہر لذت میں نفس کی اطاعت کرے گا تو تو عقلمندی اور شرافت سے کسی اور طرف منسوب ہو گا۔ اور جب تو لوگوں کی ہر دعوت قبول کرے گا تو یہ بات تجھے حرام اور قبیح بات کی طرف لے جائے گی''۔

المظفر بن الحسین:

ابن عمر بن برہان' ابوالحسن الغزال' آپ نے محمد بن المظفر وغیرہ سے سماع کیا' اور آپ صدوق تھے۔

محمد بن علی بن ابراہیم:

ابوالخطاب حنبلی شاعر' آپ کے اشعار میں سے

''محبت جو فیصلہ کرے اس پر عمل ہوتا ہے' اور محبوب جو جرم کرے' وہ قابل برداشت ہوتا ہے' وہ محبت کرتا ہے اور کمزوری کی شکایت کرتا ہے اور ہر وہ محبت جو جسم کو کمزور نہیں کرتی' وہ کمزور ہے''۔

آپ نے شام کی طرف سفر کیا اور معرۃ النعمان کے پاس سے گزرے۔ ابوالعلاء المعری نے اشعار میں اس کی مدح کی ہے۔ آپ نے ارتجالاً ان کا جواب دیا۔ اور جب آپ نے سفر کیا' آپ کی آنکھیں بہت اچھی تھیں' اور جونہی آپ بغداد آئے تو اندھے ہو گئے' آپ نے اس سال کے ذوالقعدہ میں وفات پائی' کہتے ہیں کہ آپ سخت رافضی تھے۔

شیخ ابوعلی السنجی:

الحسین بن شعیب بن محمد' اپنے زمانے کے شیخ الشافعیہ' آپ نے ابوبکر القفال سے علم سیکھا' اور ابن الحداد کی الفروع کی شرح کی' اور آپ سے قبل آپ کے شیخ نے اس کی شرح کی تھی۔ اور اس سے قبل قاضی ابوالطیب نے شرح کی تھی' اور ابوعلی السنجی نے ابن القاص کی کتاب التلخیص کی بہت بڑی شرح کی' اور آپ کی تالیف کتاب المجموع بھی ہے' اور اسی سے امام غزالی نے ابو سیط میں اخذ کیا ہے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عراقیوں اور خراسانیوں کے مذہب کے درمیان تطبیق کی ہے۔ آپ نے ۴۳۹ھ میں وفات پائی ہے۔

واقعات ــــ ۴۴۰ھ

اس سال حاکم بغداد ملک ابوکالیجار نے جمادی الاولیٰ میں وفات پائی۔ وہ جنگل میں بیمار ہو گیا اور ایک دن میں تین بار اس کی فصد ہوئی' اور اسے پالکی میں اُٹھایا گیا۔ اور وہ جمعرات کی شب کو فوت ہو گیا' اور غلاموں نے خزانے لوٹ لیے' اور لونڈیوں نے اس خیمے کے سوا' جس میں وہ تھا' باقی خیموں کو جلا دیا۔ اور اس کے بعد اس کا بیٹا ابونصر حکمران بنا' اور انہوں نے اسے ملک رحیم کا نام دیا' وہ دارالخلافہ میں آیا' اور خلیفہ نے اسے سات خلعت دیئے' اور کنگن اور ہار پہنائے۔ اور اس کے سر پر تاج اور سیاہ عمامہ رکھا' اور خلیفہ نے اسے وصیت کی' اور وہ اپنے گھر واپس آ گیا اور لوگ اسے مبارک باد دینے آئے' اور اس سال شیراز کے اردگرد فصیل بنائی گئی' اور اس کی گولائی بارہ ہزار ہاتھ اور بلند آٹھ ہاتھ' اور چوڑائی چھ ہاتھ تھی۔ اور اس میں بارہ دروازے تھے۔ اور اس سال ابراہیم ابن نیال نے بلادِ روم سے جنگ کی' اور ایک لاکھ رأس غنیمت حاصل کی' اور چار ہزار

زر ہیں حاصل کیں۔ اور بعض کا قول ہے کہ انیس ہزار زر ہیں حاصل کیں۔ اور اس کے اور قسطنطنیہ کے درمیان صرف پندرہ دن کا فاصلہ باقی رہ گیا۔ اور جو اس نے جو غنیمت حاصل کیا' اسے دس ہزار چھکڑوں پر لادا۔ اور اس سال منابر پر ذخیرۃ الدین ابی العباس احمد بن الخلیفہ القائم بامر اللہ کے لیے اپنے باپ کے بعد ولی عہد ہونے کا خطبہ دیا گیا' اور اس کو سلامی دی گئی۔ اور اس سال روافض اور اہل سنت نے باہم قتال کیا' اور بغداد میں فتنوں کا دور دورہ ہو گیا۔ جن کا بیان طویل ہے۔ اور اہل عراق میں سے کسی نے حج نہ کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الحسن بن عیسیٰ بن المقتدر:

ابو محمد العباسی' آپ محرم ۳۴۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اور اپنے مؤدب احمد بن منصور السکری اور ابوالازہر عبدالوہاب کاتب سے سماع کیا۔ آپ فاضل' دیندار' خلفاء کے حالات کے حافظ' اور لوگوں کے ایام کے اچھے عالم تھے۔ آپ نے خلافت پر قابو پانے کی قدرت کے باوجود اس سے اعراض کیا۔ اور القادر کو ترجیح دی۔ آپ نے ۹۷ سال کی عمر میں وفات پائی' اور باب حرب میں دفن ہونے کی وصیت کی۔ پس آپ کو حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی قبر کے نزدیک دفن کیا گیا۔

ہبۃ اللہ بن عمر بن احمد بن عثمان:

ابوالقاسم الواعظ جو ابن شاہین کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نے ابوبکر بن ملک' ابن ماسی اور البرقانی سے سماع کیا۔ خطیب نے بیان کیا ہے کہ آپ ۳۵۱ھ میں پیدا ہوئے۔ اور اس سال کے ربیع الآخر میں وفات پائی اور باب حرب میں دفن ہوئے۔

علی بن الحسن:

ابن محمد بن منتاب ابوالقاسم' جو ابن ابی عثمان الدقاق کے نام سے مشہور ہیں۔ خطیب نے بیان کیا ہے کہ آپ نے القطیعی وغیرہ سے سماع کیا ہے۔ اور آپ صالح' صدوق' دیندار اور اچھے مذاہب والے شیخ تھے۔

محمد بن جعفر بن ابی الفرج:

وزیر' جن کا لقب ذوالسعادات ہے' آپ ایران اور بغداد میں ابوکالیجار کے وزیر بنے اور بہت صاحب مروت' اچھے اشعار والے اور مہربان تھے' اور آپ کے محاسن میں سے یہ بات بھی ہے کہ ایک شخص کے بارے میں آپ کو لکھا گیا کہ وہ آٹھ ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گیا ہے اور اس کا مال ایک لاکھ دینار کے قریب ہے۔ پس موصی نے آپ کی طرف لکھا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ کسی اور شخص نے لکھا کہ فلاں شخص مر گیا ہے اور ایک بچہ پیچھے چھوڑ گیا ہے جس کی عمر آٹھ ماہ ہے۔ اور اس کا مال تقریباً ایک لاکھ دینار ہے۔ وزیر کی رائے یہ ہے کہ اس بچے کے بالغ ہونے تک اس مال کو قرض سے لیا جائے۔ وزیر نے کاغذ کی پشت پر لکھا

فوت ہونے والے پر اللہ رحم کرے اور یتیم کا اللہ بھلا کرے اور مال کو اللہ بڑھائے۔ اور چغل خور پر اللہ لعنت کرے۔ ہمیں یتیموں کے مال کی ضرورت نہیں۔ آپ کو قید کیا گیا۔ پھر اس سال کے رمضان میں ۸۱ سال کی عمر میں آپ کو قتل کر دیا گیا۔

محمد بن احمد بن ابراہیم

ابن غیلان بن عبداللہ بن غیلان بن حکیم بن غیلان‘ طالب البزار کے بھائی‘ آپ نے ایک جماعت سے روایت لی ہے‘ اور آپ ابوبکر الشافعی سے روایت کرنے والے آخری شخص ہیں۔ آپ صدوق‘ دیندار اور صالح تھے۔ اور کبر سنی کے باوجود مضبوط دل تھے‘ آپ ایک ہزار دینار کے مالک تھے۔ آپ ہر روز انہیں اپنی گود میں ڈالتے۔ پھر انہیں اُلٹتے پلٹتے‘ پھر اپنی جگہ پر واپس رکھ دیتے۔ اور دار قطنی نے آپ کے لیے الا جزاء الغیلانیات بیان کیے ہیں اور ہم نے ان کا سماع کیا ہے۔ آپ نے اس سال کے شوال میں سوموار کے روز ۹۴ سال کی عمر میں وفات پائی‘ اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ سو سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے۔ واللہ اعلم

ملک ابو کالیجار:

آپ کا نام المرزبان بن سلطان الدولہ بن بہاؤ الدولہ تھا‘ آپ نے ۴۰ سال چند ماہ کی عمر میں وفات پائی‘ اور تقریباً چار سال عراق کے حاکم رہے۔ اور آپ کے قلعہ کو لوٹ لیا گیا‘ جس میں ایک کروڑ دینار سے زائد آپ کا مال تھا۔ اور آپ کے بعد آپ کا بیٹا ملک رحیم ابونصر حکمران بنا۔

واقعات ـــ ۴۴۱ھ

۱۰ محرم کو اہل کرخ کو حکم دیا گیا کہ وہ نوحہ کی بدعت پر عمل نہ کریں۔ پس ان کے اور باب البصرہ کے باشندوں کے درمیان حد سے زیادہ چیر پھاڑ اور قتل شروع ہو گیا۔ اور اہل کرخ نے کرخ کے ارد گرد فصیل بنائی۔ اور اہل سنت نے سوق القلائین کے گرد فصیل بنالی۔ پھر فریقین نے اپنی اپنی تعمیر کو گرادیا‘ اور ڈھول باجوں کے ساتھ اینٹوں کو جگہوں پر لے گئے۔ اور اس بارے میں ان کے درمیان مفاخرات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور ایسی کم عقلی جو حصر و ضبط میں نہ آ سکتی تھی‘ شروع ہو گئی۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت اور ان کے مصائب کے بارے میں اشعار پڑھے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر ان کے درمیان جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گیا‘ جن کا بیان طویل ہے۔ اور انہوں نے بہت سے گھروں کو جلا دیا۔ اور اس سال ملک طغرل بیگ اور اس کے بھائی کے درمیان علیحدگی ہو گئی۔ اور اس کے بھائی نے بہت سی افواج اکٹھی کر لیں‘ اور اس نے اس کے بھائی طغرل بیگ نے باہم جنگ کی۔ پھر چار دن کے محاصرہ کے بعد اس نے اسے اس قلعہ سے قید کر لیا‘ جس میں وہ قلعہ بند ہوا تھا‘ اور اس نے اس سے اسے مغلوب کر کے اتار لیا‘ اور اس سے حسن سلوک کیا اور اس کی عزت کی‘ اور وہ عزت کے ساتھ اس کے ہاں ٹھہرا‘ اور شاہِ روم نے طغرل بیگ کی طرف ایک بادشاہ کے فدیہ کے بارے میں لکھا جسے ابراہیم بن نیال نے قید کر لیا تھا۔ اور اس نے اس کے لیے بہت مال خرچ کیا۔ تو اس نے کسی معاوضہ کے بغیر اسے اس کے پاس بھیج دیا۔ سو

شاہ روم نے اس کی طرف بہت سے تحائف بھیجے اور قسطنطنیہ کی مسجد کی تعمیر کا حکم دے دیا اور اس میں نماز اور جمعہ ہونے لگا۔ اور اس میں ملک طغرل بیگ کا خطبہ دیا گیا۔

اس عجیب بات کی اطلاع بقیہ ملوک عجم کو پہنچی تو انہوں نے ملک طغرل بیگ کی بہت زیادہ تعظیم کی اور نصر الدولہ نے جزیرہ میں اس کا خطبہ دیا۔

اور اس سال مسعود بن مولود بن مسعود بن محمود بن سبکتگین نے اپنے باپ کی وفات کے بعد حکومت سنبھالی اور وہ چھوٹا بچہ تھا' وہ کچھ دن بادشاہ رہا۔ پھر اس کے چچا علی بن مسعود کی طرف حکومت چلی گئی' اور یہ ایک نہایت عجیب وغریب بات ہے۔

اور اس سال مصریوں نے حلب شہر پر قبضہ کرلیا اور اس کے حکمران ثمال بن صالح بن مرداس کو اس سے باہر نکال دیا۔ اور اس سال البساسیری اور بنی عقیل کے درمیان جنگ ہوئی۔ اور اس سال البساسیری نے فرداش کے ہاتھ سے انبار کو لے کر اس پر قبضہ کرلیا اور اس کے امور کی اصلاح کی' اور اس سال کے شعبان میں البساسیر' خراسان کے راستے کی طرف گیا اور الدوران کی جہت کا قصد کیا' اور اس پر قبضہ کرلیا۔ اور وہاں جو بہت سا مال تھا' اسے حاصل کرلیا' حالانکہ سعدی بن ابی الشوک نے اُسے مضبوط بنایا تھا۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس سال کے ذوالحجہ میں ایک سیاہ بادل بلند ہوا۔ اور ظلمت شب سے بھی بڑھ گیا' اور آسمان کی اطراف میں روشن آگ کی مانند چیز ظاہر ہوئی' اور لوگ گھبرا گئے اور خوفزدہ ہوگئے' اور دُعا اور تضرع میں لگ گئے۔ اور ایک گھنٹے کے بعد رات کو وہ بادل منتشر ہوگیا۔ اور اس سے قبل سخت ہوا چلی تھی' جس نے بہت سے درختوں کو تباہ کردیا' اور دارالخلافہ اور دارالمملکۃ کے بہت سے روشندانوں کو گرادیا۔ اور اہل عراق میں سے کسی نے حج نہ کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد بن منصور:

ابوالحسن' جو العتیقی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ اپنے دادا کی نسبت سے' جس کا نام عتیق تھا' العتیقی کہلاتے ہیں۔ آپ نے ابن شاہین وغیرہ سے سماع کیا ہے' آپ صدوق تھے۔ آپ نے اس سال کے صفر میں وفات پائی' آپ کی عمر نوے سال سے زیادہ تھی۔

علی بن الحسن:

ابوالقاسم العلوی جو ابن محی السنۃ کے نام سے مشہور ہیں۔ خطیب نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ابن مظفر سے سماع کیا ہے۔ اور ان کی طرف سے لکھا ہے۔ آپ صدوق' دیندار' اور اچھے اعتقاد والے تھے' اجرت پر ورق بناتے تھے' اور اس سے کھاتے اور صدقہ دیتے تھے۔ آپ نے اس سال کے رجب میں وفات پائی' اور آپ کی عمر ۸۷ سال سے متجاوز تھی۔

عبدالوہاب بن قاضی ماوردی:

آپ کی کنیت ابوالفرج تھی' آپ نے ۴۳۱ھ میں ابن ماکولا کے پاس شہادت دی' تو اس نے آپ کے باپ کے احترام کی وجہ سے آپ کی شہادت کو جائز قرار دیا۔ آپ نے اس سال کے محرم میں وفات پائی۔

حافظ ابوعبداللہ الصوری:

محمد بن علی بن عبداللہ بن محمد ابوعبداللہ الصوری الحافظ' آپ نے عمر رسیدہ ہونے کے بعد حدیث کی جستجو کی' اور اس کی جستجو میں آفاق کی طرف سفر کیا' اور بہت لکھا' اور تصنیف کی' اور حافظ عبدالغنی مصری سے استفادہ کیا۔ اور عبدالغنی کی کچھ تصانیف کو لکھا۔ اور آپ بڑے اہل حدیث تھے' اور جستجو میں آپ جوان ارادہ تھے۔ پھر کبرسنی کے باوجود لوگوں سے عمل صالح میں مضبوط عزم تھے۔ اور عیدین اور ایام تشریق کے سوا آپ مسلسل روزے رکھتے تھے۔ اور اس کے باوجود خوش اخلاق اور خوش معاملہ تھے۔ آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی' اور دوسری کے ساتھ جزء کے بارے میں المجلد لکھتے تھے۔

ابوالحسن طیوری نے بیان کیا ہے' کہتے ہیں کہ تاریخ کے سوا' خطیب کی عام کتابیں ابوعبداللہ الصوری کی کتب سے متضاد ہیں' الصوری نے وفات پائی' اور اس نے اپنے بھائی کے پاس بارہ بوجھ اپنی کتب چھوڑیں' اور جب خطیب گیا تو اس کے بھائی کو کچھ کتابیں دیں اور کچھ کتابیں لے لیں' اور انہیں اپنی کتابوں میں منتقل کر دیا۔ اور آپ کے اشعار ہیں ؎

''جوانی اپنی عمدگی کے ساتھ منہ پھیر گئی ہے' اور بڑھاپا اپنے غموں کے ساتھ آ گیا ہے' میرا دل اس کے کھونے سے دردمند ہے' اور اس کے پانے سے افسردہ ہے' اور اگرچہ اس نے اپنے فیصلے میں ظلم نہیں کیا' اور نہ ہی وہ بے وقت آیا ہے' لیکن وہ کوچ کی اطلاع کرتا ہوا آیا ہے' اور اس کی اطلاع کے قرب سے میں ہلاک ہو رہا ہوں۔ اور اگر میں نے گناہوں کا ارتکاب نہ کیا ہوتا تو اس کی آمد مجھے خوفزدہ نہ کرتی۔ لیکن میری جوانی نے اپنی سرکشی میں جو گناہ کیے ہیں ان کی وجہ سے میری پشت بوجھل ہے۔ پس کون شخص گزری جوانی پر روتا ہے اور اس کے اچھے زمانے پر گریہ کرتا ہے' اور تم جو میرے رونے کو دیکھ رہے ہو' وہ اس کے کھونے کے غم کی وجہ سے نہیں' لیکن اس کے شیطان نے مجھ پر جو حملے کیے ہیں اس کی وجہ سے ہے۔ اور اگر میرا مالک مجھ سے راضی نہ ہوا' تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ اور اگر اس نے میرے گناہوں کو اپنی رحمت و بخشش سے نہ ڈھانپا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا' اور وہ میرا ٹھکانہ جنت میں بنائے گا جہاں اس کی رضامندی حاصل کرنے والے' اور اس کی بخشش حاصل کرنے والے فروکش ہوں گے۔ اگرچہ میں نے اطاعت نہیں کی۔ لیکن میرے پاس اس کے احسان کے حسن ظن کے سوا کچھ نہیں' اور میں اس کی توحید کا اعتراف کرتا ہوں' اور اس کے اقتدار کی قوت کو جانتا ہوں اور اس بارے میں میں اہل ہوا' اہل فسق وعدوان کا مخالف ہوں' اور میں اس سے اس مقام کے حاصل کرنے میں کامیاب ہونے کی اُمید رکھتا ہوں' جو اس نے اس کے ساکنین کے لیے تیار کیا ہے' اور اللہ تعالیٰ منکرین اور اس کے دوزخ کے معترفین کو اکٹھا نہیں کرے گا' اسے اس کا ایمان نجات دے گا اور وہ ناکام ہو کر لوٹے گا' اور یہ جنت میں آسودہ ہو گا اور وہ اپنے کا ساتھی ہو گا''۔

پھر آپ کے یہ اشعار بھی ہیں ۔

"جو شخص حدیث کی مخالفت کرتا ہے اور اہل حدیث اور حدیث کے مدعیوں پر عیب لگاتا ہے اسے کہہ دو کیا تو علم سے کہتا ہے کہ یہ میرا دین ہے یا جہالت سے کہتا ہے۔ اور جہالت تو بیوقوف کی خصلت ہے کیا ان لوگوں پر عیب لگایا جائے گا جنہوں نے باطل اور جھوٹ سے دین کو بچایا ہے۔ اور جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے ان کے قول کی طرف ہر عالم اور فقیہ رجوع کرتا ہے"۔

اور آپ کی موت کا سبب یہ ہے کہ آپ نے فصد کرائی' اور آپ کا ہاتھ متورم ہو گیا۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ فصد کرنے کا نشتر کسی اور شخص کے لیے زہر آلود تھا' اور اس نے غلطی سے اس کے ساتھ آپ کی فصد کر دی' جس میں آپ کی موت تھی۔ پس آپ کو ہسپتال لے جایا گیا۔ اور وہاں آپ فوت ہو گئے' اور جامع المدینہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ اور آپ کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ تھی۔

واقعات — ۴۴۲ھ

اس سال سلطان طغرل بیگ نے ایک سال کے محاصرہ کے بعد اصبہان کو فتح کیا۔ اور رَی سے اپنے ذخائر کو اس کی طرف منتقل کر دیا' اور اسے اپنا دارِ اقامت بنا دیا۔ اور اس کی فصیل کے ایک حصے کو گرا دیا' اور کہنے لگا' فصیل کا صرف وہ شخص محتاج ہوتا ہے جس کی قوت کمزور ہو' اور میری افواج اور میری تلوار نے صرف مجھے مضبوط بنایا ہے' اور اس میں ابو منصور قرامز بن علاؤ الدولہ ابی جعفر بن کالو یہ بھی تھا۔ پس اس نے اسے وہاں سے نکال دیا' اور اس کے کچھ شہر اسے جاگیر میں دے دیئے۔

اور اس سال ملک رحیم اہواز کی طرف گیا اور ایرانی فوج نے اس کی اطاعت کی۔ اور اس سال خوارج نے عمان پر قبضہ کر لیا۔ اور دارالامارۃ کو تباہ کر دیا۔ اور ابو المظفر بن ابو کالیجار کو قید کر لیا۔ اور اس سال مستنصر فاطمی کے حکم سے عرب بلادِ افریقہ میں داخل ہو گئے۔ اور ان کے اور المعز بن بادیس کے درمیان طویل جنگیں شروع ہو گئیں اور کئی سال تک انہوں نے زمین میں فساد کیا۔ اور اس سال بغداد میں روافض اور اہل سنت نے باہم صلح کر لی' اور سب کے سب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کرنے کے لیے گئے۔ اور کرخ میں انہوں نے سب صحابہ رضی اللہ عنہم کی خوشنودی چاہی' اور ان کے لیے رحمت کی دُعا کی۔ اور یہ ایک عجیب بات ہے' سوائے اس کے کہ یہ تقیہ کے باب سے ہو۔ اور بغداد میں نرخ نہایت ارزاں ہو گئے۔ اور اہل عراق میں سے کسی نے حج نہ کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

علی بن عمر بن الحسن:

ابو الحسن الحربی' جو القزوینی کے نام سے مشہور ہیں' آپ یکم محرم ۳۶۰ھ کو پیدا ہوئے۔ اور یہ وہ رات تھی جس میں ابو بکر

الآجری نے وفات پائی تھی' اور آپ نے ابوبکر بن شاذان اور ابوحفص بن حیویہ سے سماع کیا۔ آپ بہت عقلمند تھے اور اللہ کے کبار صالحین بندوں میں سے تھے' آپ کی بہت سی کرامات ہیں' آپ قرآن پڑھا کرتے تھے' اور حدیث کی روایت کیا کرتے تھے' اور صرف نماز کے لیے باہر نکلتے تھے۔

آپ نے اس سال کے شوال میں وفات پائی' اس روز آپ کی موت کی وجہ سے بغداد بند رہا اور لوگ آپ کے جنازے میں شامل ہوئے اور وہ ایک قیامت کا دن تھا۔

عمر بن ثابت:

الثمانینی النحوی العزیز' شارح اللمع' آپ علوم نحو میں انتہاء کو پہنچے ہوئے تھے۔ اور آپ اس کا خیال رکھتے تھے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ابن جنی سے اشتغال کیا۔ اور اس کے کلام کی شرح کی' اور فن نحو میں ماہر تھے۔

ابن خلکان کا بیان ہے کہ جبل جودی کے پاس جزیرہ ابن عمر کے نواح میں ایک بستی کی طرف آپ منسوب ہیں' جسے ثمانین کہا جاتا ہے' یعنی ان اسی لوگوں کے نام پر جو کشتی میں حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ تھے۔

قرواش بن مقلد:

ابوالمنیع' موصل اور کوفہ وغیرہ کا حکمران یہ سرکش لوگوں میں سے تھا۔ اور ایک وقت حاکم مصر نے اس سے مراسلت کی اور اسے اپنی طرف مائل کر لیا۔ اور اس نے اپنے ملک میں اس کا خطبہ دیا' پھر اسے چھوڑ دیا' اور خلیفہ کے پاس معذرت کی تو اس نے اس کی معذرت قبول کر لی' اور اس سرکش نے نکاح میں دو بہنوں کو اکٹھا کر لیا۔ اور عربوں نے اسے ملامت کی' تو کہنے لگا' میں نے کیا کیا ہے؟ میں نے جو کچھ کیا ہے شریعت میں وہ مباح ہے۔ [1]

اور المعز فاطمی کے زمانے میں اسے مصیبت پہنچی' اور اس کے ذخائر لوٹ لیے گئے' اور جب یہ فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بھتیجا قریش بن بدران بن مقلد حکمران بنا۔

مودود بن مسعود:

ابن محمود بن سبکتگین' حاکم غزنی' آپ نے اس سال وفات پائی اور آپ کے بعد آپ کا چچا عبدالرشید بن محمود حکمران بنا۔

واقعات ــــ ۴۴۳ھ

اس سال کے صفر میں روافض اور اہل سنت کے درمیان جنگ ہوئی' اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ روافض نے ستون نصب کیے۔ اور ان پر سونے سے لکھا' محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خیرالبشر ہیں' اور جو شخص راضی ہوا' اس نے شکر کیا۔ اور جس نے انکار کیا' کفر کیا۔ پس اہل سنت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

---

[1] النجوم الزاہرۃ میں ہے' مجھے بتاؤ ہم شریعت کی مباح کردہ چیزوں کو ہی استعمال کرتے ہیں' اور یہ بھی انہی میں سے ہے۔

اس بات میں ملانے کا انکار کیا' اوران کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ اور ربیع الاوّل تک مسلسل ان کے درمیان جنگ ہوتی رہی۔ پس ایک ہاشمی شخص قتل ہو گیا جسے امام احمد کے پاس دفن کیا گیا۔ اور اہل سنت اسے دفن کر کے واپس آئے اور انہوں نے موسیٰ بن جعفر کے مزار کو لوٹ لیا۔ اور موسیٰ اور محمد الجواد کی قبر اور بنی بویہ کی قبور اور وہاں جو وزراء کی قبور تھیں انہیں جلا دیا۔ اور جعفر بن منصور اور محمد الامین اور اس کی ماں زبیدہ کی قبر اور بہت سی قبریں جلا دی گئیں اور جنگ پھیل گئی۔ اور انہوں نے حدود سے تجاوز کیا۔ اوران رافضہ نے بہت سے مفاسد کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ اور قدیم قبور کو اُلٹ پلٹ دیا۔ اوران میں جو صالحین دفن تھے' انہیں جلا دیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے حضرت امام احمدؒ کی قبر کا قصد کیا تو نقیب نے انہیں روکا' اور وہ اس کی مصیبت سے ڈر گیا اور رافضہ پر ایک آوارہ گرد نے تسلط پا لیا جسے القطیعی کہا جاتا تھا۔ اور وہ ان کے سرداروں اور بڑے لوگوں کا پیچھا کرتا تھا۔ اور انہیں اعلانیہ اور دھوکے سے قتل کر دیتا تھا' جس کی وجہ سے مصیبت بہت بڑھ گئی' اور کوئی شخص اس پر قابو نہ پا سکا۔

اور وہ بڑا شجاع' جنگجو اور فریب کار تھا' اور جب اس بات کی اطلاع دیلیسن بن علی بن فرید کو' اور وہ رافضی تھا' اس نے خلیفہ کا خطبہ ختم کر دیا۔ پھر اس سے مراسلت کی گئی' تو اس نے دوبارہ اسے شروع کر دیا۔

اور اس سال کے رمضان میں ملک طغرل بیگ کی طرف سے خلیفہ کے حسن سلوک کا شکریہ ادا کرنے کے لیے ایلچی آئے' کیونکہ اس نے اس کے لیے خلعت اور حکم نامہ بھیجا تھا۔ اور اس نے خلیفہ کی طرف بیس ہزار دینار اور خواص کی طرف پانچ ہزار' اور رئیس الرؤسا کی طرف دو ہزار دینار بھیجے۔ اور جب طغرل بیگ نے رَی کو آباد کیا' اور اس کی جگہوں کو ڈھایا تو اس نے ان میں سونے اور جواہرات کے دفینے پائے اور اس سے اس کی شان بڑھ گئی' اور اس کی وجہ سے اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

محمد بن محمد بن احمد:

ابوالحسن الشاعر البصروی' اسے ایک بستی کی نسبت سے البصروی کہا جاتا ہے جو عکبرا کے ورے ہے۔ اور اسے اس شہر کے نام پر بصری کہا جاتا ہے جو خوران کی اصل ہے۔ آپ بغداد میں ٹھہرے اور آپ طبعاً متکلم تھے۔ آپ کی باتیں عمدہ ہیں۔ آپ کے اشعار ہیں:

''ہم دُنیا اور اس کی خواہشات کو دیکھتے ہیں اور مائل ہو جاتے ہیں' اور کوئی دل خواہشات سے خالی نہیں' پس تو جو کچھ دیکھ رہا ہے اس کی خوبصورتی اور آسودگی تجھے دھوکہ نہ دے' زندگی کی زائد چیزوں کی اکثریت ہموم ہیں اور جس چیز کو تو پسند کرتا ہے وہ تجھے زیادہ نقصان دے گی۔ اور جب تیرے پاس گزارے سے زائد چیز آئے تو اسے لے لے' اور تونگری' کھانا پینا بھی ہے' اور جب تھوڑے میں سلامتی ہو تو زیادہ کو واپس نہ کر' جب اس میں جنگ ہو''۔



واقعات — ۴۴۴ھ

اور اس سال تذکرۃ الخلفاء المصرین کے بہت سے نسخے لکھے گئے۔ اور یہ کہ وہ جھوٹے لے پالک ہیں۔ ان کا نسب رسول اللہ ﷺ تک صحیح نہیں ہے اور ان میں فقہاء' قضاۃ اور اشراف نے لکھا۔

اور اس سال ارجان' اہواز اور ان شہروں کے نواح میں بڑے زلزلے آئے' جن کی وجہ سے بہت سی آبادیاں اور محلات کی چوٹیاں گر گئیں۔ اور ایک معتبر شخص نے بیان کیا ہے کہ اس کے دیکھتے دیکھتے اس کا محل پھٹ گیا حتیٰ کہ اس نے اس سے آسمان کو دیکھا' پھر وہ کسی تغیر کے بغیر اپنی حالت پر واپس آ گیا۔ اور اس سال کے ذوالقعدہ میں روافض اور اہل سنت کے درمیان از سرِ نو جنگ چھڑ گئی۔ اور انہوں نے بہت سے جگہوں کو جلا دیا اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ اور انہوں نے اپنی مساجد پر لکھا' محمد (ﷺ) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خیر البشر ہیں اور حی علی خیر العمل کی اذان دی' اور جنگ مسلسل ان کے درمیان ہوتی رہی۔ اور آوارہ گرد القطیعی نے روافض پر تسلط پا لیا' اور انہیں اس کے ساتھ قرار و سکون نہ ہوتا تھا اور یہ ایک تقدیر تھی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الحسن بن علی:

ابن محمد بن علی بن احمد بن وہب بن شبل بن قرۃ بن واقد' ابو علی التمیمی الواعظ' جو ابن المذہب کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ۳۵۵ھ میں پیدا ہوئے' اور مسند احمد کا ابوبکر بن مالک القطیعی سے عن عبداللہ بن الامام احمد' عن ابیہ سماع کیا۔ نیز آپ نے ابوبکر بن ماسی' ابن شاہین' دارقطنی اور بہت سے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا' اور آپ اچھے دیندار شخص تھے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ آپ القطیعی سے مسند کا صحیح سماع کرنے والے ہیں مگر آپ نے اپنا نام اجزاء میں شامل کر دیا ہے۔ ابن جوزی نے بیان کیا ہے' یہ آپ کے سماع پر اعتراض نہیں ہے' اس لیے کہ جب آپ کا سماع متحقق ہے تو جائز ہے کہ آپ اپنا نام اس کے ساتھ شامل کر دیں جس سے آپ کا سماع متحقق ہے اور خطیب نے آپ پر کئی باتوں کا عیب لگایا ہے جن کی ضرورت نہیں ہے۔

علی بن الحسین:

ابن محمد' ابو الحسن جو الشاشی البغدادی کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے بصرہ میں اقامت اختیار کی' اور آپ اور آپ کا چچا اہل بصرہ پر غالب آ گئے۔ اور حیلوں سے ایسی چیزیں بنائیں جن سے وہم ہوتا تھا کہ آپ صاحب مال اور صاحب مکاشفات ہیں' حالانکہ آپ اس میں جھوٹے تھے۔ اللہ آپ کا اور آپ کے چچا کا بھلا نہ کرے' اور اس کے ساتھ ساتھ ایک خبیث قرمطی

فقیہ تھے آپ نے اس سال وفات پائی۔ [illegible]

قاضی ابوجعفر:

محمد بن احمد ابوجعفر السمنانی القاضی: آپ شیخ ابوالحسن اشعری کے مذہب کے متکلم تھے اور آپ نے دارقطنی وغیرہ سے سماع کیا ہے اور آپ عالم فاضل اور سخی تھے موصل کے قاضی تھے اور آپ کے گھر میں آپ کی مجلس مناظرہ ہوتی تھی موصل میں قاضی ہونے کی حالت میں آپ اندھے ہو گئے۔ اور آپ نے اس سال کے ربیع الاوّل میں ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی' اللہ آپ کو معاف کرے۔

واقعات ــــ ۴۴۵ھ

اس سال از سرنو' اہل سنت اور روافض کے درمیان جنگ و قتال اور آگ لگانا شروع ہو گیا' اور حالات بگڑ گئے' اور اس سال اطلاعات آئیں کہ المعز فاطمی عراق کا قصد کیے ہوئے ہے۔ اور اس سال ملک طغرل بیگ کو بتایا گیا کہ شیخ ابوالحسن یوں یوں کہتا ہے اور اس نے کچھ باتوں کا ذکر کیا جو دین اور سنت کے مناسب نہ تھیں' سو اس نے اس پر لعنت کا حکم دے دیا۔ اور اہل نیشاپور نے ان باتوں کے قائل کی صریح طور پر تکفیر کی' پس ابوالقاسم القشیری عبدالکریم بن ہوازن نے اس بات سے شور مچا دیا۔ اور اہل سنت کی شکایات میں ایک رسالہ تصنیف کیا۔ کیونکہ انہیں اس سے مصیبت پہنچی تھی اور اشاعرہ کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت نے سلطان سے مدد مانگی' ان میں القشیری بھی شامل تھے' پس اس نے ان سے اس بات کے متعلق پوچھا' جو اس تک پہنچی تھی تو انہوں نے اس سے انکار کیا کہ اشعری نے یہ بات کہی ہو۔ سلطان نے کہا' ہم نے صرف اس شخص پر لعنت کی ہے جو یہ بات کہتا ہے اور طویل جنگ شروع ہو گئی۔

اور اس سال فولا نے ملک ابوکالیجار کی اس فصیل پر قبضہ کر لیا جو اس نے شیراز کے گرد بنائی تھی' اور اس سے اس کے بھائی ابوسعید کو نکال دیا۔ اور شوال میں البساسیری کردوں اور اعراب کے مقابلہ کو گیا جنہوں نے زمین میں فساد کیا تھا' پس اس نے انہیں مغلوب کر لیا اور ان کے اموال لے لیے' اور اہل عراق میں سے کسی نے حج نہ کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن عمر بن روح:

ابوالحسن النہروانی' یہ دارالضرب میں ٹھپہ کا اندازہ کرتا تھا اور اس کے اچھے اشعار بھی ہیں' وہ بیان کرتا ہے کہ میں ایک روز نہروان کے کنارے پر تھا کہ میں نے ایک شخص کو کشتی میں یہ گاتے سنا کہ ؎

''انہوں نے میرے قتل کے سوا کوئی مطالبہ نہ کیا' اور جو مطالبہ انہوں نے کیا وہ میرے لیے معمولی ہے''۔

وہ بیان کرتا ہے میں نے اسے ٹھہرایا' اور کہا' اس کے ساتھ اور شعر ملاؤ۔ اس نے کہا ؎

''[illegible] قتل [illegible] میری [illegible]
آنکھوں کی نیند سلب کر لی۔ اور انہوں نے میرے قتل کے سوا کوئی مطالبہ نہ کیا' اور جو مطالبہ انہوں نے کیا' وہ میرے
لیے معمولی ہے''۔

اسماعیل بن علی:

ابن الحسین بن علی بن زنجویہ' ابوسعید الرازی' جو السمان کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ معتزلہ کے شیخ ہیں۔ آپ نے کثیر حدیث کا سماع کیا اور چار ہزار شیوخ کی جانب سے لکھا۔ آپ اعتزال کے باوجود عالم عارف اور فاضل شخص تھے۔ آپ کا قول ہے۔ جس نے حدیث نہیں لکھی' اس نے حلاوت اسلام کا غرغرہ نہیں کیا۔ آپ حنفی المذہب تھے' اور خلافیات' فرائض' حساب اور اسماء الرجال کے عالم تھے۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں آپ کے حالات بیان کیے ہیں۔ اور آپ کی تعریف وتوصیف کو طول دیا ہے۔

عمر بن شیخ ابوطالب مکی:

محمد بن علی بن عطیہ' آپ نے اپنے باپ اور ابن شاہین سے سماع کیا' اور آپ صدوق تھے' اور ابوجعفر کنیت کرتے تھے۔

محمد بن احمد:

ابن عثمان بن الفرج الازہر' ابوطالب جو ابن السواری کے نام سے مشہور ہیں' اور آپ ابوالقاسم الازہری کے بھائی ہیں۔ آپ نے ۸۰ سال سے زیادہ عمر پا کر وفات پائی۔

محمد بن ابی تمام:

الزینبی نقیب النقباء' آپ اپنے باپ کے بعد بغداد میں نقابت میں ان کے قائم مقام بنے۔

واقعات — ۴۴۶ھ

اس سال سلطان طغرل بیگ نے بلاد آذربائیجان پر قبضہ کرنے کے بعد بلادِ روم سے جنگ کی' اور بلادِ روم سے غنیمت حاصل کی' اور قیدی بنائے' اور اچھے کام کیے' پھر صحیح سلامت واپس آ گیا۔ اور آذربائیجان میں اس سال قیام کیا۔ اور اس سال قریش بن بدران نے انبار پر قبضہ کر لیا۔ اور وہاں اور موصل میں طغرل بیگ کا خطبہ دیا۔ اور وہاں سے البساسیری کے نائبین کو نکال دیا۔

اور اس سال البساسیری جنگ سے واپسی پر بنی خفاجہ کے ساتھ بغداد آیا' اور اس سے خلافت کے لیے آثارِ نفرت ظاہر ہوئے۔ سو خلیفہ نے اس کی دلجوئی کے لیے اس سے مراسلت کی۔ اور وہ ذوالحجہ میں انبار کی طرف گیا' اور اس پر قبضہ کر لیا' اور

حسین بن علی بن [illegible] بھی اس کے ساتھ تھا اور اس نے کئی جگہوں کو [illegible] دیا اور جا [illegible] پھر خلیفہ نے [illegible] بیت النوبہ میں آنے کی اجازت دی' تا کہ اسے خلعت دے۔ تو اس نے بیت النوبہ کے سامنے آ کر زمین کو بوسہ دیا' اور اپنے گھر کو لوٹ گیا' اور آگے نہ گزرا' انہیں خوف بڑھ گیا اور اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہ کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الحسین بن جعفر بن محمد:

ابن داؤد' ابوعبداللہ السلماسی' آپ نے ابن شاہین' ابن حیویہ اور دارقطنی سے سماع کیا۔ اور آپ معتبر ثقہ تھے' اور نیکی کرنے' کارِ خیر کرنے' فقراء کے تلاش کرنے اور بکثرت صدقہ دینے میں مشہور تھے۔ آپ سے گواہی کی خواہش کی گئی' تو آپ نے اس سے انکار کر دیا۔ اور آپ ہر ماہ اپنے اہل پر خرچ کرتے تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن:

ابوعبداللہ اصبہانی' جو ابن اللبان کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ ابو حامد اسفرائنی کے تلامذہ میں سے ہیں' آپ کرخ کے قاضی بنے۔ اور آپ لوگوں کو تراویح پڑھاتے تھے۔ پھر ان کے چلے جانے کے بعد کھڑے ہو جاتے' اور طلوع فجر تک نماز پڑھتے رہتے' اور بسا اوقات مہینہ گزر جاتا اور آپ زمین پر پہلو کے بل نہ لیٹتے۔ رحمہ اللہ

واقعات ــــ ۴۴۷ھ

اس سال طغرل بیگ نے بغداد پر قبضہ کر لیا۔ اور یہ پہلا سلجوقی بادشاہ ہے جس نے بغداد اور بلادِ عراق پر قبضہ کیا۔ اور اس سال البساسیری اور خلیفہ کے درمیان خوف بڑھ گیا' اور ترک اس سے دردمند ہوئے' اور رئیس الرؤساء نے اس کے بارے میں اپنا بیان دیا۔ اس کے قبیح افعال کا ذکر کیا۔ اور اس نے مصریوں سے اطاعت کے بارے میں مراسلت کی۔ اور عباسیوں کی جو اطاعت اس پر واجب تھی' اسے چھوڑ دیا' اور خلیفہ نے اس کے ہلاک کرنے کو کہا' اور اس سال اہواز کے نواح میں نرخ گراں ہو گئے۔ حتیٰ کہ شیراز میں کھجور پر چڑھنے والی رسی ایک ہزار دینار میں فروخت ہوئی۔

اور اس سال حسبِ دستور اہل سنت اور روافض کے درمیان جنگ ہوئی۔ اور انہوں نے مسلسل باہم جنگ کی۔ اور حکومت فریقین کے درمیان حائل ہونے کی قوت نہ پا سکی۔ اور اس سال اشاعرہ اور حنابلہ کے درمیان جنگ ہوئی' اور حنابلہ کا پہلو بہت مضبوط ہو گیا۔ یہاں تک کہ اشاعرہ میں سے کوئی ایک شخص بھی جمعہ اور جماعت میں حاضر ہونے کی قوت نہ رکھتا تھا۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ ارسلان ترکی جو البساسیری کے نام سے مشہور ہے' کا معاملہ بہت بڑھ گیا۔ کیونکہ سرکردہ ترکوں میں سے کوئی اس کا ہمسر نہ تھا۔ اور یہ شہروں پر قابض ہو گیا' اور اس کے نام کی شہرت ہو گئی' اور عرب و عجم کے امراء اس سے ڈر گئے اور بہت سے عراقی منابر اور اہواز' اور اس کے نواح میں اس کے لیے دُعائیں کی گئیں۔ اور اس کے بغیر خلیفہ کے

لیکن وہ ناکام رہے۔ بات خلیفہ کے پاس اس کے عقیدہ کی درستی صحیح ہوگئی اور لوگوں کی ایک جماعت نے اس کے پاس گواہی دی کہ وہ دارالخلافہ کے لوٹنے کا ارادہ کیے ہوئے ہے نیز وہ خلیفہ کو گرفتار کرنا چاہتا ہے۔ اس موقع پر خلیفہ نے محمد بن میکائیل بن سلجوق ملقب بہ طغرل بیگ سے مراسلت کی کہ وہ عراق کی طرف چلے آنے پر آمادہ ہو ... البساسیری کے ساتھ جو لوگ تھے ان کی اکثریت تتر بتر ہوگئی اور وہ جلدی سے بغداد واپس آ گئے۔ پھر انہوں نے البساسیری کے گھر جانے پر اتفاق کیا تو غربی جانب میں تھا' پس انہوں نے اسے جلا دیا اور اس کی عمارات کو گرا دیا۔ اور سلطان طغرل بیگ رمضان ۴۴۷ھ میں بغداد پہنچا اور راستے میں اُمراء' وزراء اور حجاب نے اس کا استقبال کیا۔ اور وہ بغداد میں بڑی شان وشوکت کے ساتھ داخل ہوا۔ اور وہاں اس کا خطبہ دیا گیا۔ پھر اس کے بعد ملک رحم کا خطبہ دیا گیا۔ پھر ملک رحم کا خطبہ ختم کر دیا گیا' اور اسے قید کر کے قلعہ میں اس کے پاس پہنچایا گیا۔ اور وہ بنی بویہ کا آخری بادشاہ تھا۔ اور ان کی مدتِ حکومت تقریباً ایک سو دس سال ہے۔ اور ملک رحم نے بغداد پر چھ سال دس دن بادشاہی کی۔ اور طغرل بیگ اس کی تعمیر سے فراغت کے بعد دارالمملکۃ میں اترا۔ اور اس کے ساتھی ترکوں کے گھروں میں اُترے' اور اس کے ساتھ آٹھ ہاتھی تھے۔ اور ترکوں اور عوام کے درمیان جنگ ہوگئی' اور شرقی جانب کو پوری طرح لوٹ لیا گیا اور بڑی گڑبڑ شروع ہوگئی' اور البساسیری خلیفہ سے فرار کر کے بلاد الرحبہ کی طرف چلا گیا' اور اس نے حاکم مصر کو لکھا کہ وہ اس کے عراق کے دعوے پر قائم ہے تو اس نے اسے الرحبہ کی امارت اور وہاں پر اپنی نیابت کا پروانہ بھیج دیا' تا کہ وہ اس بات پر تیار رہے جو وہ چاہتا ہے۔

اور ۱۰ رذوالقعدہ منگل کے روز' ابوعبداللہ محمد بن علی الدامغانی کو قاضی القضاۃ بنایا گیا' اور اس کا خلعت اسے دیا گیا۔ اور یہ واقعہ ابن ماکولا کی موت کے بعد ہوا۔ پھر خلیفہ نے ملک طغرل بیگ کو اس کے بغداد آنے کے ایک دن بعد خلعت دیا' اور وہ اپنے گھر کو لوٹا تو اس کے آگے آگے ڈھول باجے تھے۔

اور اس ماہ میں ذخیرۃ الدین ابوالعباس محمد بن الخلیفہ القائم بامراللہ نے وفات پائی تو وہ اپنے باپ کا ولی عہد تھا' پس اس سے مصیبت بڑھ گئی۔ اور اس ماہ ابوکامل علی بن محمد الصلیحی الہمدانی نے یمن کے اکثر مضافات پر قبضہ کر لیا۔ اور فاطمیوں کا خطبہ دیا اور عباسیوں کا خطبہ ختم کر دیا۔ اور اس میں الغز کا فساد بڑھ گیا۔ اور انہوں نے لوگوں کے جانور لوٹ لئے حتیٰ کہ بیل پانچ قراریط میں فروخت ہوا۔ اور اس ماہ مکہ میں شدید گرانی ہوگئی' اور خوراک ناپید ہوگئی' اور اللہ نے ان پر ٹڈی بھیجی' اور انہوں نے کھانے کے عوض اُسے کھایا۔ اور اہل عراق میں سے کسی نے حج نہ کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الحسن بن علی:

ابن جعفر بن علی بن محمد بن دلت العجلی قاضی القضاۃ' جو ابن ماکولا الشافعی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ بصرہ کے قاضی بنے۔ پھر آپ المقتدر کی خلافت کے زمانے میں ۴۲۰ھ میں بغداد کے قاضی بنے۔ اور آپ کو آپ کے بیٹے القائم نے قائم

کہا' یہاں تک کہ آپ اس سال ۹۷ سال کی عمر میں وفات پا گئے' جن میں سے آپ ۲۷ سال قاضی رہے۔ آپ پاکدامن اور دیندار آدمی تھے اور کسی شخص سے اور نہ ہی خلیفہ سے ہدیہ قبول کرتے تھے۔ اور آپ بیان کیا کرتے تھے کہ آپ نے ابوعبداللہ بن مندہ سے سماع کیا ہے۔ اور آپ کے اچھے اشعار میں سے یہ بھی ہیں۔

''بڑھاپے کے بعد کچھ دیر میں کھیل کی طرف مائل ہوا' اور بڑھاپا کھیل کے کام نہ آیا' اور اس نے اپنے رخسار خضاب کے رنگ سے سیاہ کیے' اور خضاب کی سیاہی نے اسے کوئی فائدہ نہ دیا۔ اور اس نے دوستوں سے بے مہربانی کا اظہار کیا' تو انہوں نے زیادہ بچاؤ اختیار کر لیا۔ آغازِ جوانی کے ایام پر بار بار اللہ کی سلامتی ہو۔ ایک روز اس کا ارادہ پھر گیا۔ اور میرے دل میں حسرت اور پھر غم باقی چھوڑ گیا''۔

علی بن الحسن بن علی:

ابن محمد بن ابی الفہم ابوالقاسم التنوخی' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ تنوخ کئی قبائل کا نام ہے جو بحرین میں جمع ہوئے تھے۔ اور انہوں نے ایک دوسرے کی مدد کرنے کا پیمان کیا تھا۔ پس وہ تنوخ کہلائے۔

آپ ۳۵۵ھ میں بصرہ میں پیدا ہوئے۔ اور ۳۷۰ھ میں حدیث کا سماع کیا اور نوعمری ہی میں آپ کی شہادت حکام کے ہاں مقبول تھی۔ آپ درائن وغیرہ کے قاضی بنے' اور صدوق اور محتاط تھے' مگر اعتزال اور رفض کی طرف میلان رکھتے تھے۔

واقعات ـــــ ۴۴۸ھ

۲۲ محرم جمعرات کے روز خلیفہ نے سلطان طغرل بیگ کے بھائی کی بیٹی خدیجہ سے ایک لاکھ دینار مہر پر نکاح کیا۔ اور اس نکاح میں عمید الملک الکندی' طغرل بیگ کا وزیر' بقیہ علوی' قاضی القضاۃ الدامغانی' ماوردی اور رئیس الرؤساء ابن المسلمہ شامل ہوئے۔ اور جب شعبان کا مہینہ آیا تو رئیس الرؤساء' ملک طغرل بیگ کے پاس گیا۔ اور اسے کہنے لگا' امیر المومنین آپ سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (تحقیق اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو ان کے اہل کے سپرد کرو) اور آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں امانت کو اس کے پیارے گھر میں لے جاؤں۔ اس نے کہا' سمع و اطاعت کرو' پس خلیفہ کی ماں' دلہن کو بلانے کے لیے بادشاہ کے گھر گئی' اور وہ اس کے ساتھ آ گئی۔ اور وزیر عمید الملک اور حشم و خدم اس کی خدمت میں تھے پس وہ اس کے گھر میں داخل ہوئے اور وزیر نے خلیفہ کو اس کے چچا کا شوق دلایا' اور اس سے اس کے ساتھ لطف و مہربانی کرنے کی استدعا کی' اور جب وہ اس کے پاس آئی تو اس نے اس کے سامنے کئی بار زمین کو بوسہ دیا۔ اور اسے اپنے قریب کیا اور اسے اس کے پہلو میں بٹھا دیا' اور اس نے اُسے قیمتی خلعت جواہرات کا قیمتی تاج دیا۔ اور دوسرے دن اسے دیباج کے ایک سو کپڑے اور سونے کی نلیاں اور سونے کا پیالہ' جس میں جواہرات' یاقوت اور فروزے اُگے ہوئے تھے دیئے۔ اور اس نے اُسے ہر سال اپنی جاگیر سے اتنی جاگیر دی جو بارہ ہزار دینار کا غلہ دیتی تھی۔ وغیرہ ذلک

اور اس سلطان طغرل بیگ نے دارالملک العضدیہ کی تعمیر کا حکم دیا۔ اور اس کی تعمیر کے لیے بہت سے گھروں کو گرا دیا۔

اور عوام نے تو کسی کے گھر [illegible] بہت سی لکڑیاں لوٹ لیں اور انہیں نانبائیوں اور [illegible] وغیرہ کے پاس فروخت کر دیا۔

اور اس سال دوبارہ لوگوں کے لیے بغداد میں خوف بہت بڑا اور لوٹ مار شروع ہوگئی۔ پھر اس کے بعد بہت ہلاکت ہوئی کہ بہت سے لوگوں کو غسل و کفن کے بغیر دفن کر دیا گیا۔ اور شروبات اور جن چیزوں کے مریض بہت ضرورت مند ہوتے ہیں وہ گراں ہوگئیں اور لوگوں کو بہت موت آئی اور فضا غبار آلود ہوگئی اور ہوا خراب ہوگئی۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ یہ وباء اور گرانی مکہ حجاز دیارِ بکر موصل بلادِ بکر بلادِ روم خراسان جبال اور ساری دنیا پر چھا گئی۔ یہ المنتظم میں آپ کے الفاظ ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ مصر سے خط آیا کہ تین چوروں نے ایک گھر میں نقب لگائی اور انہوں نے صبح کے وقت انہیں مردہ پایا ان میں سے ایک نقب کے دروازے پر اور دوسرا سیڑھی کے سرے پر اور تیسرا کپڑوں کی ایک گٹھڑی پر مرا پڑا تھا جسے وہ لے جانا چاہتا تھا مگر اسے مہلت نہ ملی۔

اور اس سال رئیس الرؤساء نے کرخ میں سیاہ جھنڈے نصب کرنے کا حکم دیا۔ جس سے اس کے باشندے پریشان ہو گئے اور وہ رافضہ کو بہت اذیت دیتا تھا اور طغرل بیگ کا وزیر عمید الملک الکندری صرف ان کا دفاع کرتا تھا۔ اور اس سال شدید ہوا چلی اور ایک مٹیالا بادل اُٹھا اور یہ چاشت کا واقعہ ہے۔ اور دنیا تاریک ہوگئی اور لوگ بازاروں وغیرہ میں چراغوں کے محتاج تھے۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ جمادی الآخرۃ کے دوسرے عشرے میں سحر کے وقت ایک دُم دار ستارہ نمودار ہوا جس کی لمبائی آنکھ کے دیکھنے کے مطابق تقریباً دس ہاتھ تھی اور چوڑائی تقریباً ایک ہاتھ تھی۔ اور وہ ۱۵؍ رجب تک ایسے ہی رہا۔ پھر گم ہوگیا۔ اور مؤرخین نے کہا ہے کہ مصر میں بھی اس کی مانند ستارہ طلوع ہوا تو اس پر قبضہ ہوگیا اور وہاں مصریوں کا خطبہ دیا گیا۔ اور اسی طرح جب بغداد میں وہ طلوع ہوا تو اس پر قبضہ ہوگیا اور وہاں مصریوں کا خطبہ دیا گیا۔ اور اسی طرح جب بغداد میں وہ طلوع ہوا تو اس پر قبضہ ہوگیا اور وہاں مصریوں کا خطبہ دیا گیا۔ اور اس سال روافض نے حی علیٰ خیر العمل کی اذان ترک کرنے کی پابندی کی اور انہوں نے حکم دیا کہ ان کا مؤذن صبح کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد دوبارہ الصلوٰۃ خیر من النوم کی ندا کیا کرے۔ اور مساجد کے دروازوں پر جو لکھا تھا کہ حضرت محمد (ﷺ) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خیر البشر ہیں اسے مٹا دیا گیا اور باب البصرہ سے باب الکرخ تک پڑھنے والے آئے تو وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی مدح کے قصائد پڑھتے تھے اور یہ اس لیے کہ رافضہ کا ستارہ کمزور پڑ گیا۔ کیونکہ بنی بویہ حکام تھے اور وہ ان کی مدد کرتے تھے پس وہ مٹ مٹا گئے اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ اور ان کے بعد دوسرے لوگ آ گئے جو ترک سلجوقیوں میں سے تھے۔ اور اہل سنت سے محبت کرتے تھے اور ان سے دوستی کرتے تھے اور ان کی عزت کرتے تھے۔ اور اللہ ہی ہمیشہ قابل تعریف ہے اور رئیس الرؤساء نے والی کو شیخ الروافض ابو عبداللہ بن الجلاب کے قتل کرنے کا حکم دیا کیونکہ اس کے روافض اور اس میں غلو کا مظاہرہ کیا تھا پس اسے اس کی دوکان کے دروازے پر قتل کر دیا گیا۔

اور ابوجعفر طوسی بھاگ گیا اور اس کے گھر کو لوٹ لیا گیا۔

اور اس سال البساسیری موصل آیا' اللہ اس کا بھلا نہ کرے اور نور الدولہ دبیس بھی ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ اس کے ساتھ تھا۔ پس اس کے حکمران قریش کے ساتھ جنگ کی اور طغرل بیگ کے عمزاد قتلمش نے اس کی مدد کی جو ملوک روم کا دادا ہے۔ پس البساسیری نے ان دونوں کو شکست دی۔ اور شہر کو بزور قوت حاصل کر لیا۔ اور وہاں مصریوں کا خطبہ دیا۔ اور اس نے اپنے کاتب کو قید خانے سے نکالا اور اس نے اس خیال سے کہ اظہارِ اسلام اسے فائدہ دے گا' اسلام کا اظہار کیا' مگر اس نے اسے فائدہ نہ دیا اور وہ قتل ہو گیا۔ اور اسی طرح اس میں مصریوں کے لیے کوفہ' واسط' اور دیگر شہروں میں خطبہ دیا گیا۔ اور طغرل بیگ نے البساسیری سے جنگ کرنے کے لیے موصل جانے کا ارادہ کیا' مگر خلیفہ نے اسے تنگ حالی اور گرانی کی وجہ سے منع کر دیا' مگر وہ نہ مانا اور اپنی عظیم افواج کے ساتھ موصل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہاتھی اور مجانیق بھی تھیں' اور اس کی فوج اپنی کثرت کی وجہ سے بستیوں کو لوٹتی تھی۔ اور بسا اوقات قابل حفاظت چیزوں پر حملہ بھی کر دیتی تھی۔

سو خلیفہ نے سلطان کو لکھا کہ وہ اسے اس سے منع کرے تو اس نے اپنے ساتھ بکثرت فوج ہونے کی معذرت کا پیغام بھیجا' اور اتفاق سے اس نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' تو اس نے آپ کو سلام کہا' آپ نے اس سے اعراض کیا تو اس نے کہا' یا رسول اللہ! آپ کس بات کی وجہ سے مجھ سے اعراض کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ تجھے ملک میں حاکم بناتا ہے۔ پھر تو اس کی مخلوق سے نرمی نہیں کرتا اور جلالِ الٰہی سے نہیں ڈرتا' پس وہ خوفزدہ ہو کر بیدار ہو گیا۔ اور اس نے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ فوج میں عدل کرنے کا اعلان کرے۔ نیز یہ کہ کوئی کسی پر ظلم نہ کرے۔ اور جب وہ موصل کے نزدیک آیا' تو اس نے اس کے ورے شہروں کو فتح کیا۔ پھر اسے فتح کر کے اپنے بھائی داؤد کے سپرد کر دیا۔ پھر وہاں سے بلادِ بکر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور وہاں بھی بہت سے مقامات کو فتح کیا۔

اور اس سال بلادِ مغرب میں ملثمین کی حکومت کا ظہور ہوا۔ اور انہوں نے کلمہ حق اور دین کے اعزاز کا اظہار کیا۔ اور بہت سے شہروں پر قابض ہو گیا' جن میں سجلماسہ اور اس کے مضافات اور سوس شامل ہیں' اور انہوں نے وہاں کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا اور ملثمین کا پہلا بادشاہ وہ شخص ہے جسے ابوبکر بن عمر کہا جاتا ہے۔ اور اس نے سلجلاسہ میں قیام کیا۔ یہاں تک کہ ۴۶۲ھ میں فوت ہو گیا۔ جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل آئے گی۔ پھر اس کے بعد ابونصر یوسف بن تاشقین' حاکم بنا' اور امیر المؤمنین کا لقب اختیار کیا' اور بلادِ مغرب میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور شان بلند ہو گئی۔

اور اس سال سلطان کے حکم سے بغداد میں ذمیوں کو الغیار پہننے کا پابند کیا گیا اور اس سال ذخیرۃ الدین کی موت کے بعد اس کی ایک لونڈی کے ہاں بچہ پیدا ہوا' اور وہ ابوالقاسم عبداللہ المقتدی بامر اللہ ہے۔ اور اس سال بھی گرانی اور ہلاکت بغداد اور دیگر شہروں میں گزشتہ سال کی طرح رہی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہ کیا۔



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

علی بن احمد بن علی بن سلک

ابوالحسن المؤدب' جو الغالی ❶ کے نام سے مشہور ہیں۔ اور الامالی کے مؤلف ہیں اور فالۃ' ایذج کے قریب ایک بستی ہے۔ آپ نے مدت تک بصرہ میں قیام کیا۔ اور وہاں عمر بن عبدالواحد ہاشمی وغیرہ سے سماع کیا' اور بغداد آئے اور اسے وطن بنالیا۔ آپ فی نفسہ ثقہ اور کثیر الفضائل تھے' آپ کے اچھے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں ۔

''جب مجالس نے اپنے چہرے ان اغیار کی طرف بدل لیے۔ جن کے علماء کو میں نے دیکھا تھا اور میں نے انہیں پہلی مجلس کے سوا ان مجالس کو بھرپور دیکھا' وہ ان کے سامنے کی جگہوں اور صحنوں کے والی تھے۔ میں نے ایک مشہور شعر پڑھا اور آنکھ کو اپنے رواں پانی سے اچھوتا گیا۔ خیام تو بلاشبہ ان کے خیموں کی طرح ہیں' اور میں قبیلے کی عورتوں کو سواد یکھتا ہوں''۔

اسی طرح اس کے اشعار ہیں ۔

''ہر کند ذہن' ہوس پرست' جس نے اپنا نام فقیہ مدرس رکھ لیا ہے' وہ تدریس کے لیے لوگوں کا صدر بن گیا ہے' اہل علم پر لازم ہے کہ وہ ہر مجلس میں اس قدیم مشہور شعر کو بطور مثال پڑھیں۔ تحقیق وہ کمزور ہوگئی ہے۔ حتیٰ کہ اس کی کمزوری سے اس کے دونوں گردے نمایاں ہوگئے ہیں اور ہر مفلس نے اس کا سودا کیا ہے''۔

محمد بن عبدالواحد بن محمد الصباغ:

شافعی فقیہ' آپ الشامل کے مصنف نہیں وہ متاخر ہیں۔ اور آپ ابوحامد اسفرائنی کے تلامذہ میں سے ہیں۔ اور جامعہ مدینہ میں فتویٰ کے لیے آپ کا ایک حلقہ تھا۔ اور آپ نے قاضی القضاۃ الدامغانی کے ہاں گواہی دی تو اس نے اسے قبول کیا اور آپ نے ابن شاہین وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا۔ اور آپ ثقہ اور بڑی شان والے تھے۔

ہلال بن المحسن :

ابن ابراہیم بن ہلال' ابوالخیر الکاتب الصابی' مؤلف تاریخ' ابواسحاق الصابی نے اسے صاحب الرسائل پایا' اور اس کا باپ بھی صابی تھا۔ بعد میں یہ ہلال مسلمان ہوگیا' اور بہت اچھا مسلمان ہوا۔ اور اس نے اپنی حالت کفر میں مشائخ کی ایک جماعت سے سماع کیا اور یہ ان کے پاس طلب ادب کے لیے آیا کرتا تھا' اور جب یہ مسلمان ہوا تو اس بات نے اسے فائدہ دیا۔ اور ابن جوزی کے بیان کے مطابق بھی اس کے اسلام کا سبب بنا۔ آپ نے اپنی سند سے طوالت سے بیان کیا ہے کہ اس نے

---

❶ اس لیے کہ الامالی کے مؤلف کا نام ابوعلی اسماعیل بن القاسم ہے اور ان کی وفات ۳۵۶ھ میں ہوئی ہے' پس انہیں الامالی کا مؤلف قرار دینا بلاشبہ غلطی ہے یہ صرف الغالی ہیں' الغاء کے ساتھ جیسا کہ النجوم الزاہرہ میں ہے۔

خواب میں کئی بار رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اسے دعوت الی اللہ دے رہے ہیں۔ اور اسے اسلام میں داخل ہونے کا حکم دیتے رہے ہیں اور اس سے پھر رہے ہیں تو ایک عقلمند شخص نے کہا تو اس دین اسلام کو کیوں چھوڑتا ہے۔ اس پر دلائل قائم ہیں کہ آپ نے اسے خواب میں معجزات دکھائے جنہیں اس نے بیداری میں دیکھا اور ان میں سے ایک معجزہ یہ ہے کہ آپ نے اسے فرمایا کہ تیری بیوی ایک نر بچے سے حاملہ ہے اس کا نام محمد رکھنا پس اس نے ایک نر بچے کو جنم دیا تو اس نے اس کا نام محمد رکھا اور اسے ابوالحسن کی کنیت دی۔

ابن جوزی نے بہت سی باتیں بیان کی ہیں پس آپ مسلمان ہو گئے اور اچھے مسلمان ہوئے اور آپ صدوق تھے۔ آپ نے ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی جن میں سے آپ نے چوالیس سے زیادہ سال اسلام میں گزارے۔

واقعات ــــ ۴۴۹ھ

اس سال گرانی اور ہلاکت بغداد اور دیگر بلاد میں مسلسل قائم رہی یہاں تک کہ اکثر گھر خالی ہو گئے اور ان کے اہل سمیت ان کے دروازے بند ہو گئے اور ان کے اہل مردے ہی تھے۔ پھر گزرنے والا راستے میں چلتا تو ایک دوسرے سے نہ ملتا۔ اور لوگوں نے کھانے کی قلت کی وجہ سے مردار کھایا۔ اور ایک عورت کے پاس کتے کی ران پائی گئی جو سیاہ ہو چکی تھی اور ایک شخص نے بچی کو چولہے میں بھونا اور اُسے کھا گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک مردہ پرندہ دیوار سے گرا تو پانچ آدمیوں نے اسے گھیرے میں لے لیا۔ اور اسے باہم تقسیم کر کے کھایا۔ اور بخارا سے خط آیا کہ ایک دن میں اس میں اور اس کے صوبے میں اٹھارہ ہزار انسان مر گئے ہیں۔ اور ان شہروں میں اس روز تک جس میں یہ خط لکھا گیا اس وباء سے مرنے والوں کا شمار کیا گیا تو وہ ایک کروڑ پانچ لاکھ پچاس ہزار انسان تھے۔ اور لوگ ان شہروں میں سے گزرتے تو بازاروں اور راستوں کو خالی اور دروازوں کو بند پاتے اور وحشت اور عدم انس کو پاتے۔ اسے ابن جوزی نے بیان کیا ہے آپ کہتے ہیں کہ آذر بائیجان اور شہروں سے عظیم وباء کی اطلاع آئی اور یہ کہ ان شہروں میں سے بہت تھوڑے لوگ محفوظ رہے ہیں۔ آپ کا بیان ہے کہ اہواز بواط اور اس کے مضافات اور دیگر علاقوں میں وباء پڑی کہ شہروں پر چھا گئی اور اس کا اکثر سبب بھوک تھا۔ محتاج لوگ کتوں کو بھونتے اور قبروں کو اُکھیڑتے اور مردوں کو بھون کر کھا جاتے۔ اور دن رات میں لوگوں کو صرف مردے نہلانے اور ان کی تجہیز و تدفین ہی کا کام تھا۔ گڑھا کھودا جاتا اور اس میں بیس تیس مردے دفن کر دیئے جاتے۔ ایک انسان بیٹھا ہوا ہوتا کہ اچانک اس کا دل خون سے پھٹ جاتا اور اس کا ایک قطرہ منہ کی طرف نکلتا اور اسی وقت انسان مر جاتا۔ اور لوگوں نے توبہ کی اور اپنے اکثر اموال صدقہ کر دیئے۔ اور اپنے میں سے انہوں نے کسی کو ان کا قبول کرنے والا نہ پایا۔ اور محتاج شخص کے سامنے بہت سے دینار دراہم اور کپڑے پیش کیے جاتے تو وہ کہتا میں روٹی کا ایک ٹکڑا چاہتا ہوں جو میری بھوک کو بند کر دے۔ اور وہ اسے نہ پاتا۔ اور لوگوں نے شراب بہا دی اور کھیل کود کے آلات توڑ دیئے۔ اور عبادت اور تلاوتِ قرآن کے لیے مساجد ہی کے ہو رہے۔ اور کم ہی کوئی گھر تھا جس میں شراب ہو۔ مگر

اس کے سب باسی مرگئے۔ اور ایک شخص ایک مریض کے پاس آیا جو سات روز سے نزع کے عالم میں تھا۔ تو اس نے اپنے ہاتھ سے ایک چوکی کی طرف اشارہ کیا تو انہوں نے اس میں شراب کا ایک مٹکا پایا تو انہوں نے اسے بہا دیا تو اس وقت وہ آسانی سے مرگیا۔ اور ایک شخص مسجد میں مرگیا اور انہوں نے اس کے پاس پچاس ہزار دراہم پائے جنہیں لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا تو کسی نے انہیں قبول نہ کیا اور وہ نو دن مسجد میں پڑے رہے' انہیں کوئی شخص لینا نہیں چاہتا تھا۔ اس کے بعد چار شخص انہیں لینے آئے اور وہیں مرگئے۔ اور ان میں سے ایک شخص بھی مسجد سے زندہ باہر نہ نکلا' بلکہ سب کے سب ہی مرگئے۔

اور شیخ ابومحمد عبدالجبار بن محمد سے سات سو طالب علم اشتغال کرتے تھے جو بارہ افراد کے سوا سب کے سب مرگئے۔ اور جب سلطان دبیس بن علی نے مصالحت کی اور اپنے ملک کی طرف واپس آیا تو اس نے طاعون سے اسے ویران پایا' کیونکہ اس کے باشندے کم ہو گئے تھے۔ سو اس نے ان میں سے ایک کو ایلچی بنا کر ایک طرف بھیجا تو ایک پارٹی نے اس کا استقبال کیا اور اسے قتل کر کے اُسے بھونا اور کھا گئی۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ ۲۳ر جمادی الآخرۃ بدھ کے روز قطیعہ عیسیٰ' سوق الطعام الکنیس' اصحاب السقط' باب الشعیر' سوق العطارین' سوق العروس' سوق الانماطیین' سوق الخشابین' سوق التمارین' قطیعہ' سوق مخول' نہر الزجاج' سویقہ غالب' سوق الصفارین' سوق الصباغین وغیرہ جگہیں جل گئیں۔ اور یہ لوگ بھوک' گرانی اور ہلاکت کے علاوہ لوگوں کے لیے دوسری مصیبت بن گئی۔ لوگ کمزور ہو گئے' حتیٰ کہ آگ بڑھ گئی' اور اس نے اپنا کام کرلیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور اس سال بغداد میں آوارہ گردوں کی کثرت ہوگئی' اور انہوں نے کھلم کھلا اموال چھینے' اور دن رات گھروں پر حملے کیے' اور ابوجعفر طوسی متکلم شیعہ کے گھر پر بھی حملہ ہوا' اور اس کی کتب متاثر' اور رجسٹروں کو جلا دیا گیا' جنہیں وہ اپنی بدعت و ضلالت میں استعمال کیا کرتا تھا' اور اپنے ہم مذہبوں کو ان کی طرف دعوت دیا کرتا تھا۔ وللہ الحمد

اور اس سال ملک طغرل بیگ موصل سے واپسی پر بغداد آیا۔ اور راستے میں لوگوں اور کبراء نے اس کا استقبال کیا۔ اور رئیس الرؤساء نے خلیفہ کی طرف سے اُسے جواہرات سے مرصع خلعت پیش کیا' جسے اس نے پہنا' اور زمین کو بوسہ دیا' پھر اس کے بعد دارالخلافہ میں داخل ہوا' اور وہ خلیفہ کے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی طرف گیا۔ اور جب وہ خلیفہ کے پاس آیا' تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ ایک سات ہاتھ لمبے تخت پر بیٹھا ہے اور اس کے کندھے پر نبوی چادر ہے' اور ہاتھ میں چھڑی ہے۔ پس اس نے زمین کو بوسہ دیا' اور ایک دوسرے تخت پر بیٹھ گیا' جو خلیفہ کے تخت سے نیچے تھا۔ پھر خلیفہ نے رئیس الرؤساء سے کہا' اسے کہو کہ امیر المؤمنین تمہاری مساعی کی تعریف کرتے ہیں' اور تیرے فعل کے شکر گزار ہیں' تیرے قرب سے مانوس ہیں۔ اور جن علاقوں کا اللہ نے انہیں والی بنایا ہے انہوں نے ان سب کا تجھے والی بنا دیا ہے پس جن چیزوں کا اللہ نے تجھے والی بنایا ہے ان کے بارے میں اللہ سے ڈرو' اور شہروں کو آباد کرنے' اور بندوں کی اصلاح کرنے اور عدل کے پھیلانے اور ظلم کے روکنے کے متعلق کوشش کر۔ اور خلیفہ نے جو کچھ کہا' عمید الدولہ نے اسے اس کے لیے کھول کر بیان کر دیا پس وہ اٹھا اور اس نے زمین کو بوسہ دیا اور کہنے لگا' میں امیر المؤمنین کا خادم اور غلام ہوں۔ اور ان کے امر و نہی پر متصرف ہوں' اور ان کی خدمت سے متشرف ہوں' اور

میں اللہ تعالیٰ سے مدد کا خواستگار ہوں۔ پھر خلیفہ نے اسے حکم دیا کہ وہ خلعت کے پہننے کے لیے کھڑا ہو اور وہ کمرۂ ملاقات کی طرف گیا اور اس پر سات خلعت اور تاج پہنائے گئے پھر وہ واپس آیا اور خلیفہ کا ہاتھ چومنے کے بعد تخت پر بیٹھ گیا۔ اور اس نے زمین کو بوسہ دینا چاہا مگر تاج کے باعث ایسا نہ کر سکا۔ اور خلیفہ کی تلوار نکال کر اس کی گردن میں لٹکا دی۔ اور اسے شاہ شرق و غرب کے نام سے مخاطب کیا گیا۔ اور تین جھنڈے لائے گئے۔ ان میں سے ایک جھنڈا خلیفہ نے اپنے ہاتھ سے باندھا اور بادشاہ کے سامنے عہد پیش کیا گیا' جسے بادشاہ کی موجودگی میں پڑھا گیا۔ اور خلیفہ نے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور رعیت کے ساتھ عدل کرنے کی وصیت کی۔ پھر وہ اُٹھا اور اس نے خلیفہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ پھر اسے اپنی آنکھوں پر رکھا۔ پھر بڑی شان و شوکت کے ساتھ اپنے گھر کو روانہ ہو گیا۔ اور حاجب اور پوری فوج اس کے آگے تھی' اور لوگ اسے سلام کرنے آئے' اور اس نے خلیفہ کو عظیم تحائف بھیجے' جن میں پچاس ہزار دینار' اور پچاس ترک غلام اپنی سواریوں' ہتھیاروں اور پیٹیوں کے ساتھ تھے۔ اور قسم قسم کے پانچ سو کپڑے تھے' اور اس نے رئیس الرؤساء کو پانچ ہزار دینار' اور پچاس اشیاء کے ٹکڑے وغیرہ دیئے۔

اور اس سال حاکم مصر نے اپنے وزیر ابو محمد الحسن بن عبدالرحمٰن البازری کو گرفتار کر لیا۔ اور تین ہزار دینار میں اس کی تحریر کو لے لیا اور اس کے ۱۸۰ اصحاب کی نگرانی کی گئی اور یہ وزیر حنفی فقیہ تھا جو اہل علم اور اہل حرمین سے حسن سلوک کرتا تھا اور شیخ ابو یوسف قزوینی اس کی مدح وثناء کیا کرتے تھے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن عبداللہ بن سلیمان:

ابن محمد بن سلیمان بن احمد بن سلیمان بن داؤد بن المطہر بن زیاد بن ربیعہ بن الحرث بن ربیعہ بن انور بن سحم بن ارقم بن النعمان بن عدی بن غطفان بن عمرو بن برتح بن خزیمہ بن تیم اللہ بن اسد بن دبرۃ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاء ابوالعلاء المصری التنوخی الشاعر جو زندقت میں مشہور ہے۔ لغوی اور نعت وشعر میں صاحب رواوین اور صاحب تصانیف ہے' اس کی پیدائش ۲۷ ربیع الاول ۳۶۳ھ کو جمعہ کے روز غروبِ آفتاب کے وقت ہوئی' اور اسے چار یا سات سال کی عمر میں چیچک کا مرض ہو گیا' اور اس کی نظر جاتی رہی' اور اس نے گیارہ یا بارہ سال کی عمر میں شعر کہا اور ۳۹۹ھ کو بغداد آیا اور وہاں ایک سال سات ماہ قیام کیا۔ پھر اس سے ذلیل وشکستہ ہو کر نکلا' اس لیے کہ اس نے شعر میں ایک سوال پوچھا جو اس کی دینی' علمی اور عقلی کمی پر دلالت کرتا تھا۔ اس نے کہا ۔

''تناقص کے لیے ہمیں سکوت کے سوا چارہ نہیں' نیز یہ کہ ہم اپنے آقا' آگ کی پناہ لیں' ہاتھ کی دیت پانچ سو جواہر ہیں اور اسے چوتھائی دینار کے عوض کاٹ دیا جاتا ہے''۔

اور یہ اس کا جھوٹ ہے وہ کہتا ہے کہ ہاتھ کی دین پانچ سو دینار ہے' تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب چوتھائی دینار چرایا جائے تو تم اُسے کاٹ دیتے ہو۔ اور یہ اس کی کم عقلی اور کم علمی کی بات ہے۔ اور اس کی بصیرت اندھی ہے۔ اور یہ بات یوں ہے کہ جب

اس پر اتہام لگایا جائے تو مناسب ہے کہ اس کی دیت بہت ہوتا کہ لوگ ظلم سے رُک جائیں۔ اور جب وہ سرقہ کا جرم کرتا ہے تو مناسب ہے کہ اس کی قیمت اور دیت کم ہوتا کہ لوگ لوگوں کے اموال سے رُکیں اور ان کے اموال محفوظ ہو جائیں اس لیے ایک شخص نے کہا ہے کہ ہاتھ جب امین تھا تو قیمتی تھا اور جب اس نے خیانت کی تو ہیچ ہو گیا۔ اور جب فقہاء نے اسے اس بات پر اور اس قسم کی باتوں پر پکڑنے کا عزم کیا تو وہ بھاگ گیا اور اپنے شہر واپس آ گیا اور اپنے گھر کا ہی ہو رہا اور وہ اس سے باہر نہیں نکلتا تھا' ایک روز وہ خلیفہ کے پاس تھا اور خلیفہ متنبی کو ناپسند کرتا تھا اور اس کا مرتبہ گھٹاتا تھا۔ اور ابوالعلاء متنبی کو پسند کرتا تھا اور اس کی عزت کرتا تھا اور اس کی تعریف کرتا تھا پس اس مجلس میں متنبی کا ذکر چل پڑا تو خلیفہ نے اس کی مذمت کی' ابوالعلاء نے کہا کہ اگر متنبی کا صرف یہی قصیدہ ہوتا' جس کا پہلا مصرعہ ہے کہ ؎

لك يا منازل في القلوب منازل .... تو اسے یہی کافی ہوتا' پس خلیفہ کو غصہ آ گیا' اور اس کے حکم کے مطابق اسے اس کے پاؤں سے پکڑ کر منہ کے بل گھسیٹا گیا اور اس نے کہا' اس کتے کو مجھ سے دُور کر دو۔ اور خلیفہ نے کہا' کیا تمہیں علم ہے کہ اس کتے کا اس قصیدے سے کیا مقصد ہے؟ اور اس کے بیان سے یہ کیا چاہتا ہے؟ اس نے اس قصیدے سے متنبی کا یہ شعر مراد لیا ہے ؎

اذا اتتك مذمتي من ناقص فهي الدليل على اني كامل

''جب تیرے پاس کسی ناقص کی طرف سے میری خدمت آئے تو یہی اس بات کی دلیل ہے کہ میں کامل ہوں''۔

وگرنہ متنبی کے اس سے اچھے قصائد بھی ہیں' اس کا مقصد صرف یہ تھا' اور یہ خلیفہ کی بڑی ذہانت کی بات ہے کہ اسے اس کا پتہ چل گیا۔ اور المصری بھی ذہین لوگوں میں سے تھا۔ اور المصری نے براہمہ فلاسفہ کے طریق پر اپنی عمر کے پینتالیس سال گوشت' دودھ انڈے اور نہ کوئی جانور کھایا ہے۔

کہتے ہیں کہ اس نے ایک ساحل سے آتے ہوئے ایک گرجے میں ایک راہب سے ملاقات کی' اس نے اسے رات کو اپنے ہاں پناہ دی' اور اسے دین اسلام کے بارے میں شک میں ڈال دی' اور وہ پودوں وغیرہ سے خوراک حاصل کرتا تھا' اور اکثر مسور کھاتا تھا' اور شیرہ اور انجیر سے شیرینی حاصل کرتا تھا' اور کسی کی موجودگی میں کھانا نہیں کھاتا تھا۔ اور کہتا تھا' اندھے کا کھانا شرم کی بات ہے' اور جیسا کہ مؤرخین نے بیان کیا ہے' وہ انتہائی ذہین شخص تھا۔ اور یہ جو اس سے جھوٹی اور من گھڑت باتیں نقل کی جاتی ہیں کہ اس نے اپنی چارپائی کے نیچے ایک درہم رکھا اور کہنے لگا یا تو آسمان ایک درہم کی مقدار کے مطابق نیچے ہو گیا ہے یا زمین ایک درہم کی مقدار کے مطابق اُونچی ہو گئی ہے۔ یعنی اسے محسوس ہو گیا کہ اس کی چارپائی زمین سے اس ایک درہم کی مقدار کے مطابق اُونچی ہے جو اس نے اس کے نیچے رکھا تھا' اس بات کی کوئی اصل نہیں ہے۔

اسی طرح اس کے متعلق یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے ایک سفر میں ایک جگہ کے پاس سے گزرا' اور اس نے اپنے سر کو نیچے کیا۔ سو اس سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے کہا' یہاں ایک درخت ہے؟ انہوں نے کہا' نہیں' انہوں نے دیکھا تو جگہ پر جہاں اس نے اپنا سر نیچے کیا تھا' درخت کی جڑ تھی اور وہ درخت قطع کر دیا گیا تھا اور وہ ایک بار پہلے اس جگہ سے گزرا تھا

تو اس کے ساتھیوں نے جب وہ اس کے نیچے سے گزرے' اسے اپنا سر نیچا کرنے کا حکم دیا تھا' پس جب وہ دوسری بار اس کے پاس سے گزرا تو اس خوف سے کہ اُسے کوئی چیز گزند نہ پہنچائے۔ اس نے اپنا سر نیچے کر لیا۔ یہ بات درست نہیں اور وہ ذہین تھا' پاکباز نہ تھا۔ اور اس کی بہت سی تصانیف ہیں جن کی اکثریت اشعار میں ہے۔ اور اس کے بعض اشعار میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو اس کی زندقت اور الحاد دین پر دلالت کرتی ہیں۔ اور بعض لوگ اس کی طرف سے عذر پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ یہ باتیں ظرافت اور کھیل کے طور پر کہتا ہے اور جو کچھ وہ زبان سے کہتا ہے' وہ اس کے دل میں نہیں ہے۔ اور وہ باطنی طور پر مسلمان ہے' جب ابن عقیل کو اس کی اطلاع ملی' تو آپ نے کہا' اسے کس بات نے اس پر آمادہ کیا ہے کہ وہ دارالاسلام میں وہ باتیں کرے جن کی وجہ سے لوگ اس کی تکفیر کریں۔ آپ نے بیان کیا' منافقین کمئی علم و عقل کے باوجود اس سے بہتر مدبر تھے۔ اس لیے کہ انہوں نے دنیا میں اپنی تابع کی نگہبانی کی' اور انہیں چھپایا' اور اس نے اس کفر کا اظہار کیا' جس کی وجہ سے لوگ اس پر مسلط ہو گئے' اور اسے زندیق قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کا ظاہر اس کے باطن کی طرح ہے۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوالعلاء المصری کی ایک کتاب دیکھی ہے جس کا نام اس نے الفضول والنایات فی معارفۃ السمور والآیات رکھا ہے۔ اور وہ حرف معجم کے مطابق ہے اور اس کے آخری کلمات نہایت رکیف اور پھسپھسے ہیں' پس پاک ہے وہ ذات جس نے اس کی بصارت و بصیرت کو اندھا کیا۔

راوی کا بیان ہے اور میں نے اس کی کتاب لزوم مالایلزم پر غور و فکر کیا ہے' پھر ابن جوزی نے اس کے وہ اشعار بیان کیے جو اس کے دین اسلام کو لغو قرار دینے پر دلالت کرتے ہیں ان میں سے یہ اشعار بھی ہیں ۔

''جب تیرے رزق کو عاقل حاصل نہیں کر سکتا اور تو مجنون اور احمق کو رزق دیتا ہے۔ تو اے آسمان کے رب اس شخص کا کوئی گناہ نہیں جو تیرے مال کو اشتہار سے چاہتا ہے اور زندیق بن جاتا ہے''۔ پھر کہتا ہے ۔

''آگاہ رہو' بلاشبہ مخلوق گمراہی میں ہے اور عقلمند کو جو کچھ لاحق ہوا اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ صاحب تورات موسیٰ آگے بڑھا' اور اس پر افتراء کرنے والا خسارے میں رہا' اور اس کے آدمیوں نے کہا' اس پر وحی آئی ہے۔ اور دیکھنے والوں نے کہا' اس نے افتراء کیا ہے اور بیت اللہ کے پتھروں کا میراج کرنا ایسے ہی ہے جیسے گدھوں کے سر ان کی چوٹیوں پر بلند ہوتے ہیں۔ جب عقلمند شخص اپنے عقل کی طرف واپس آتا ہے تو مذاہب کو حقیر جانتا ہے''۔

پھر کہتا ہے' راہ مستقیم مٹ گئی ہے' اور نصاریٰ ہدایت پا گئے ہیں اور یہود کجرو ہو گئے ہیں اور مجوسی گمراہ ہیں۔ اہل زمین میں سے دو عقلمند اور دین کے بغیر ہیں اور دوسرا دیندار ہے اور اسے عقل نہیں ہے۔ پھر کہتا ہے ۔

''رسولوں کی باتوں کو سچ نہ سمجھ لیکن انہوں نے جھوٹی بات کو لکھا ہے' اور لوگ بافراغت زندگی میں تھے۔ انہوں نے محال باتیں لا کر اسے مکدر کر دیا ہے''۔ اور میں نے اس کے مقابلے میں کہا ۔

''رسولوں کے کلام کو جھوٹ نہ سمجھ' بلکہ انہوں نے قولِ حق کو پہنچایا ہے۔ اور لوگ بڑی جہالت میں مبتلا تھے۔ اور انہوں نے تفصیل سے اس کی وضاحت کی ہے''۔

پھر وہ کہتا ہے۔

''شریعتوں نے ہمارے درمیان کینہ پیدا کر دیا ہے۔ اور ہمیں ورثہ میں کئی قسم کی عداوتیں دی ہیں اور کیا ہمیں صرف نبوت سے دو کام ہیں' روٹیوں کی عورتوں کو جوؤں کے لیے چوڑائی میں مباح کر سکتا ہوں''۔ پھر کہتا ہے۔

''میری تعریف آدم اور اس کے بیٹوں کے لیے نہیں ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سب خسیس تھے''

پھر کہتا ہے۔

''اے گمراہو! ہوش میں آؤ' تمہارے دین' قدیم سے ایک فریب ہیں''۔ پھر کہتا ہے۔

''گردش زمانہ دو محبت کرنے والوں کو جدا کرنے والی ہے۔ اے میرے اللہ! میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کر۔ تو نے عمداً لوگوں کو قتل سے منع کیا ہے اور تو نے انہیں قبض کرنے کے لیے دو فرشتوں کے ساتھ بھیجا ہے اور تیرا خیال ہے کہ ان کے لیے دوسری لوٹنے کی جگہ ہے۔ اور اس نے دو حال سے فائدہ نہیں دیا''۔ پھر کہتا ہے۔

''ہم ہنسے اور ہمارا ہنسنا بیوقوفی تھا اور زمین کے باسیوں پر رونا واجب ہے۔ ہمیں زمانے نے توڑ پھوڑ دیا ہے۔ حتیٰ کہ ہم شیشہ ہو گئے۔ لیکن اسے دوبارہ پگھلا کر ڈھالا نہیں جا سکتا''۔

پھر کہتا ہے۔

''کچھ باتوں کو عقلیں ہلکا خیال کرتی ہیں' اور نوجوان کو معلوم نہیں کہ ہلاکت کس کے لیے ہے۔ محمد (ﷺ) کی کتاب' موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب' ابن مریم (علیہ السلام) کی انجیل اور زبور کے لیے''۔

پھر کہتا ہے۔

''لوگوں نے کہا کہ تمہارے معبود نے مخلوق کی طرف اس کے عیسیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کو نہیں بھیجا' انہوں نے رحمان کو کھانے کا ذریعہ بنایا ہے اور اپنے دین کو لوگوں میں شکاری کا جال بنا دیا ہے''۔

ابن جوزی نے اس کے اشعار میں سے اور بھی بہت سی باتیں بیان کی ہیں' جو اس کے کفر پر دلالت کرتی ہیں' بلکہ ان میں سے ہر ایک اس کے کفر و زندقت اور انحلال پر دلالت کرتی ہے' کہتے ہیں کہ اس نے وصیت کی کہ اس کی قبر پر لکھا جائے۔

هـذا جـنـاه ابـي عـلـي   ومـا جـنـيـت عـلـى احـد

اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے باپ نے اس کی ماں سے نکاح کر کے اسے اس دنیا میں ڈال دیا' جس کی وجہ سے وہ اس حال کو پہنچا' اور اس نے کسی کے ساتھ یہ گناہ نہیں کیا۔ اور یہ سب کفر و الحاد ہے' اللہ اس کا بھلا نہ کرے' اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس نے ان سب باتوں کو چھوڑ دیا ہے اور ان سے توبہ کی ہے۔ اور اس نے ایک قصیدہ میں ان سب باتوں سے معذرت کی ہے اور ان سے علیحدگی اختیار کی ہے۔ اور اس قصیدہ میں وہ کہتا ہے۔

''اے وہ ذات جو ظلمت شب میں مچھروں کے پروں کے پھیلاؤ کو دیکھتا ہے۔ اور جو ان کے سینوں میں ان کی رگوں کے بندھن کو اور ان کی کمزور ہڈیوں میں گودے کو دیکھتا ہے مجھ پر توبہ سے مہربان ہو۔ اور تو اس کے ذریعے

ان گناہوں کو معاف کرے گا جو مجھ سے پہلے زمانے میں سرزد ہوئے ہیں''۔

اس نے اس سال کے ربیع الاول میں معرۃ النعمان میں پورے ۸۶ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کے اصحاب اور تلامذہ کی ایک جماعت نے اس کے مرثیے کہے اور اس کی قبر کے پاس ۸۰ مرثیے پڑھے گئے اور اس نے اپنے مرثیے میں کہا ہے:

''اگرچہ تم نے دوستی سے خونریزی نہیں کی لیکن آج تم نے میری آنکھ سے خون بہا دیا ہے''۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ یہ لوگ جنہوں نے اس کے مرثیے کہے ہیں اور جو اس کے معتقد ہوئے ہیں۔ یا تو وہ اس کے معاملے سے ناآشنا ہوں۔ اور یا اس کے مذہب کے مطابق گمراہ ہیں' اور ان میں سے ایک شخص نے خواب میں ایک اندھے شخص کو دیکھا جس کے کندھے پر دو مچھلیاں تھیں' جو اس کے سینے پر لٹکی ہوئی تھیں' اور اپنے سروں کو اس کی طرف اٹھائے ہوئے تھیں' اور اس کے گوشت کو نوچ رہی تھیں' اور وہ فریاد کر رہا تھا۔ اور ایک کہنے والا کہہ رہا تھا' یہ المعری ملحد ہے۔

ابن خلکان نے اسے بیان کیا ہے اور حسب عادت شعراء میں اس کے نسب کو بلند کیا ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' اور اس نے اس کی بہت سی تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ اور اس نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک سو سال بعد اس کی کتاب الایک والغصون پر جو الہمز والروف کے نام سے مشہور ہے' پر اطلاع پائی' اور اس نے اپنے باپ سے عربی سیکھی' اور حلب میں محمد بن عبداللہ بن سعد النحوی سے اشتغال کیا اور اس سے ابوالقاسم علی بن المحسن التنوخی اور خطیب ابوزکریا یحییٰ بن علی تبریزی نے علم حاصل کیا اور اس نے بیان کیا ہے کہ اس نے حکماء کے مذہب کے مطابق پینتالیس سال گوشت نہیں کھایا' اور اس نے وصیت کی کہ اس کی قبر پر لکھا جائے۔

ھذا جناہ ابی علی وما جنیت علی احد

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ یہ بھی حکماء کے اعتقاد سے تعلق رکھنے والی بات ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بچہ بنانا' اور اسے وجود میں لانا' اس کے ساتھ گناہ کرنا ہے۔ کیونکہ اسے آفات وحوادث کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اس کا اعتقاد نہیں بدلا' اور وہ آخر وقت حکماء کا معتقد رہا ہے۔ اور وہ اس سے باز نہیں آیا' جیسا کہ بعض نے بیان کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی امور کے ظواہر و بواطن کو بہتر جانتا ہے۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس کی دائیں آنکھ اُبھری ہوئی تھی اور اس پر سفیدی غالب تھی۔ اور اس کی بائیں آنکھ دھنسی ہوئی تھی' اور وہ دبلا تھا۔ پھر اس نے اس کے اچھے اشعار کو بیان کیا ہے' جن میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''کسی آلے سے رتبہ کی طلب نہ کر' بلیغ شخص کا قلم کوشش کے بغیر تکلہ ہے' بلندی ٹھہر گئی ہے' اور دونوں آسمان ہی ہیں یہ اس کا نیزہ ہے اور یہ بے ہتھیار ہے''۔

اُستاد ابوعثمان الصابونی:

اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن احمد بن اسماعیل بن عامر بن عابد نیشاپوری' حافظ' واعظ' مفسر' آپ حج کو جاتے ہوئے دمشق آئے' اور وہاں سماع کیا اور لوگوں کو نصیحت کی۔ ابن عساکر نے آپ کے بہت حالات بیان کیے ہیں۔ اور آپ نے اچھے اقوال اور اشعار کو بیان کیا ہے۔ آپ کہتے ہیں۔

''جب میں تمہارے اموال اور تمہاری بخشش کو حاصل نہ کروں اور نہ تم سے نیکی اور بھلائی کی امید کروں۔ اور تم بھی

اسی کے نام ہو جس کا میں غلام ہوں تو پھر کس وجہ سے میں شریف بدن کو درماندہ کروں''۔

اور ابن عساکر نے امام الحرمین سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں مکہ میں تھا اور مذاہب کے بارے میں متردد تھا تو میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو فرماتے دیکھا کہ تجھ پر ابو عثمان الصابونی کے اعتقاد پر قائم رہنا لازم ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

واقعات — ۴۵۰ھ

اس سال خبیث البساسیری یعنی ارسلان ترکی کا فتنہ ہوا' اور یہ واقعہ یوں ہے کہ ابراہیم' ملک طغرل بیگ کے بھائی پر بخشش کرتا تھا' اور اس نے اس موصل کو چھوڑ دیا جس پر اس کے بھائی نے اسے عامل مقرر کیا تھا اور بلادِ جبل کی طرف چلا گیا۔ پس اس کے بھائی نے اُسے بلایا اور اسے خلعت دیا' اور اس کے معاملے کو درست کیا۔ لیکن اس دوران میں البساسیری امیر عرب قریش بن بدران کے ساتھ موصل پہنچ گیا' اور اس نے اس پر قبضہ کرلیا' اور اس کے قلعہ کو ڈھا دیا۔ پس ملک طغرل بیگ جلدی سے اس کے مقابلہ کے لیے گیا' اور قلعے کو واپس لے لیا۔ اور البساسیری اور قریش اس کے خوف سے بھاگ گئے' اور اس نے نصیبین تک ان دونوں کا تعاقب کیا۔ اور اس کے بھائی ابراہیم نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی نافرمانی کی' اور ہمذان کی طرف بھاگ گیا' اور یہ البساسیری کے مشورہ سے ہوا۔

سو ملک طغرل بیگ اپنے بھائی کے پیچھے روانہ ہوا' اور اس نے اپنی افواج کو اپنے پیچھے چھوڑا' اور وہ منتشر ہوگئیں' اور اس میں سے کم لوگ ہی اُسے جا ملے' اور اس کی بیوی الخاتون اور اس کا وزیر الکندری بغداد واپس آ گئے۔ پھر اطلاع آئی کہ اس کے بھائی نے اس پر غلبہ پا لیا ہے۔ اور یہ کہ طغرل بیگ ہمذان میں محصور ہے۔ پس لوگ اس کی وجہ سے پریشان ہو گئے۔ اور بغداد مضطرب ہو گیا۔ اور اطلاع آئی کہ البساسیری بغداد کا قصد کیے ہوئے ہے اور انبار کے نزدیک آ گیا ہے۔ پس الکندری نے بھاگنے کا پختہ ارادہ کر لیا' اور الخاتون نے اُسے گرفتار کرنا چاہا' تو وہ چھوڑ کر غربی جانب پھر گیا اور اس کے گھر کو لوٹ لیا گیا۔ اور جانبین کے درمیان جو پل تھا' اسے بند کر دیا گیا۔ اور الخاتون عام فوج کے ساتھ سوار ہوئی' اور اپنے خاوند کے باعث ہمذان گئی۔ اور الکندری بھی روانہ ہوا۔ اور اس کے ساتھ انوشیروان بن تومان اور مذکورہ الخاتون کی ماں بھی تھی۔ اور بلادِ اہواز تک بقیہ فوج اس کے ساتھ تھی' اور بغداد میں کوئی جانباز نہ تھا۔ پس خلیفہ نے وہاں سے خروج کا عزم کیا۔ اور کاش وہ ایسا کرتا۔

پھر اس نے اپنے گھر کو اور اپنے اہل کے ساتھ رہنے کو پسند کیا۔ اور وہ اس میں غفلت اور آرام کے ساتھ رہا۔ اور جب شہر جانبازوں سے خالی ہو گیا' تو لوگوں سے کہا گیا' جو شخص بغداد سے کوچ کرنا چاہتا ہے' وہ جہاں چاہے چلا جائے۔ پس لوگ گھبرا گئے' اور مرد' عورتیں اور بچے رونے لگے۔ اور بہت سے لوگ غربی جانب کی طرف چلے گئے۔ اور پل کے نہ ہونے کی وجہ سے دریا پار کرنے کا ذریعہ ایک یا دو دینار تھے۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس شب خلیفہ کے گھر پر تقریباً دس اُلو خوفناک چیخیں مارتے ہوئے اُڑے' اور رئیس الرؤساء سے کہا گیا کہ مصلحت یہ ہے کہ خلیفہ جانبازوں کے نہ ہونے کی وجہ سے کوچ کر جائے' مگر وہ نہ مانا۔ اور وہ عوام کی ایک

جماعت کو خادم بنانے میں لگ گئے' اور دارالمملکۃ سے انہیں بہت ہتھیار دیئے۔

اور جب اس کے ۸؍ ذوالقعدہ کو اتوار کا دن آیا تو البساسیری بغداد آیا اور اس کے ساتھ سفید مصری جھنڈے بھی تھے۔ اور اس کے سر پر جو جھنڈے تھے' ان پر مستنصر باللہ ابو تمیم۔ امیر المومنین کا نام لکھا تھا۔ پس کرخ کے رافضی باشندوں نے اس کا استقبال کیا' اور اس سے استدعا کی کہ وہ ان کے پاس سے گزرے۔ پس وہ کرخ میں داخل ہوا' اور الزاویہ کے گھاٹ کی طرف چلا گیا' اور وہاں خیمہ زن ہو گیا اور لوگ اس وقت بھوک اور شدید تکلیف میں تھے۔ اور قریش بن بدران تقریباً دو سو سواروں کے ساتھ باب البصرہ کے گھاٹ پر اُترا' اور البساسیری نے آوارہ گردوں کو اکٹھا کیا' اور انہیں دارالخلافہ کی لوٹ سے کھانا کھلایا۔ اور اہل کرخ نے باب البصرہ میں اہل سنت کے گھر لوٹ لیے' اور قاضی القضاۃ الدامغانی کا گھر بھی لٹ گیا۔ اور اکثر رجسٹر اور فیصلوں کی تحریرات پر قبضہ کر لیا گیا' اور انہیں عطاروں کے پاس فروخت کر دیا' اور خلیفہ کے خادموں کے گھر بھی لوٹ لیے گئے۔ اور روافض نے دوبارہ حی علی خیر العمل کی اذان شروع کر دی۔ اور بغداد کے بقیہ نواح میں جمعہ اور جماعت میں یہ اذان دی گئی' اور بغداد اور دیگر شہروں کے منابر پر خلیفہ مستنصر عبیدی کا خطبہ دیا گیا۔ اور اس کے لیے سونے اور چاندی کا سکہ ڈھالا گیا' اور دارالخلافہ کا محاصرہ کیا گیا۔ اور وزیر ابوالقاسم بن المسلمہ ملقب بہ رئیس الرؤساء نے اپنے خادموں کے ساتھ اس کی حفاظت میں مزاحمت کی' مگر یہ بات کچھ سودمند نہ ہوئی۔ اور خلیفہ نے سیاہ لباس اور چادر پہنی' اور اس کے سر پر جھنڈا تھا' اور اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تلوار تھی اور اس کے اردگرد عباسیوں کی ایک جماعت اور لونڈیاں تھیں' جو اپنے چہروں سے پردہ اُٹھائے ہوئے' اور اپنے بالوں کو پراگندہ کیے ہوئے تھیں۔ ان کے پاس نیزوں کے سروں پر قرآن تھے' اور اس کے آگے آگے خدام تلواریں لیے ہوئے تھے۔ پھر خلیفہ نے امیر العرب قریش سے عہد لیا کہ وہ اسے اور اس کے اہل اور اس کے وزیر ابن مسلمہ کو بچائے۔ اور اس نے اسے ان سب کی امان دی' اور اسے خیمے میں اتارا۔ اور البساسیری نے اسے اس بات پر ملامت کی' اور کہا' تجھے علم ہے کہ میرے اور تیرے درمیان کس بات پر اتفاق ہوا تھا کہ تو میرے مشورے کے بغیر' اور میں تیرے مشورے کے بغیر رات نہیں گزاروں گا۔ اور جب ہم قابض ہو گئے' تو میرے اور تیرے درمیان بات ہو گی۔

پھر البساسیری نے القاسم بن مسلمہ کو پکڑ لیا اور اسے رسوا کن ڈانٹ ڈپٹ اور شدید ملامت کی' پھر اسے دکھ دہ ضربیں لگائیں اور اسے ذلیل کر کے اپنے پاس قیدی بنا لیا۔ اور عوام نے دارالخلافہ کو لوٹ لیا۔ اور جو جواہر' نفیس چیزیں' دیباج' سونا' چاندی' کپڑے' اسباب اور چوپائے وغیرہ انہوں نے اس سے حاصل کیے' وہ شمار میں نہیں آ سکتے۔ پھر البساسیری اور قریش نے اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ خلیفہ کو امیر حدیثہ کے پاس لے جائیں اور وہ مہارش بن مجلی الندوی تھا جو قریش بن بدران کے عمزادوں میں سے تھا اور وہ دین و مروت والا شخص تھا۔ پس جب خلیفہ کو اس کی اطلاع ملی تو وہ قریش کے پاس آیا کہ وہ بغداد سے نہ نکلے مگر اس بات نے کچھ فائدہ نہ دیا اور وہ ان دونوں اصحاب کے ساتھ ایک ہودج عانۃ لے گیا اور وہ مہارش کے ہاں پورا ایک سال رہا۔ اور اس کے اہل میں سے کوئی شخص اس کے پاس نہ تھا۔

خلیفہ سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ جب میں حدیثہ عانۃ میں تھا تو میں ایک شب نماز کے لیے اُٹھا' تو میں

نے اپنے دل میں مناجات کی حلاوت محسوس کی' پھر میں نے اللہ سے جو کچھ میرے ساتھ ہوا تھا' اس کے متعلق دعا کی' پھر میں نے کہا: اے اللہ! مجھے میرے وطن واپس کر اور مجھے اور میرے اہل اور میرے بیٹے کو اکٹھا کر اور ہماری ملاقات کو آسان فرما اور محبت کے باغ کو دوبارہ پھولدار بنا اور قرب کی حویلی کو آباد کر اور مہجور کو ... اور یہ طویل کلام ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے فرات کے کنارے ایک شخص کو کہتے سنا' ایک سال تک' ایک سال تک' میں نے کہا یہ ہاتف ہے۔ اللہ نے اس سے وہ بات کہلوائی ہے' جس کا حکم جاری ہو چکا ہے' اور ایسے ہی ہوا' وہ اس سال کے ذوالقعدہ میں اپنے گھر سے نکلا' اور آئندہ سال کے ذوالقعدہ میں اپنے گھر واپس آ گیا۔ اور خلیفہ القائم بامر اللہ کے حدیثہ کے قیام کے دوران اشعار کہے' جس میں وہ اپنا حال بیان کرتا ہے۔

''جس سے امید رکھتا تھا' اس کے بارے میں میں بدظن ہو گیا ہے اور جس سے میں نے دوستی کی تھی' اس کی یاد میرے دل میں نہ آئی' تم سب گردش ہائے زمانہ سے معلوم کر لو گے۔ میں نے کسی کو کسی پر مہربانی کرتے نہیں دیکھا اور میں زمانے کو ایک وعدہ گاہ دیکھتا ہوں' اور جب مجھے اپنی کامیابی نظر آتی ہے تو وہی وعدہ گاہ ہے۔ اور میرا جو دن بھی گزرتا تھا میں اپنے دل کو کل کی بات سے بہلاتا تھا' اس دل کی برائی کر' جو امیدوں سے راحت پاتا ہے اور ان کے لالچ پر صبح وشام کرتا ہے''۔

اور البساسیری نے بغداد میں جو کچھ کیا وہ یہ کہ وہ عیدالاضحیٰ کے روز سوار ہوا اور اس نے خطباء اور مؤذنین کو سفید لباس پہنایا' اور اسی طرح اس کے اصحاب نے بھی یہی لباس پہنا' اور اس کے سر پر مصری جھنڈے تھے۔ اور اس نے مصری خلیفہ کا خطبہ دیا۔ اور روافض بہت خوش تھے۔ اور بقیہ عراق میں بھی حی علی خیر العمل کی اذان ہوتی تھی۔ اور البساسیری نے اہل بغداد کے اعیان کو عظیم سزا دی۔ اور جو لوگ اس سے عداوت رکھتے تھے' ان میں سے بہت سے لوگوں کو اس نے غرق کر دیا۔ اور دوسرے جو ان سے محبت رکھتے تھے' انہیں کھلی سزا دی' اور عدل کا اظہار کیا۔

اور جب ۲۸ر ذوالحجہ کو سوموار کا دن آیا تو وزیر ابن المسلمہ ملقب بہ رئیس الرؤساء کو اس کے سامنے حاضر کیا گیا وہ اونی جبہ اور سرخ اون کی لمبی ٹوپی پہنے ہوئے تھے اور اس کی گردن میں تعویذ کی طرح چمڑے کا ہار تھا۔ پس اسے سرخ اونٹ پر سوار کرا کر شہر میں گھمایا گیا' اور اس کے پیچھے ایک شخص اسے چمڑے کے ایک ٹکڑے سے مارتا جاتا تھا۔ اور جب وہ کرخ سے گزرا تو انہوں نے اس پر بوسیدہ جوتے نچھاور کیے۔ اور اس کے چہرے پر تھوکا اور اس پر لعنت کی' اور اسے گالیاں دیں' اور اسے دارالخلافہ کے سامنے کھڑا کیا گیا۔ اور اس حال میں بھی وہ اس قولِ الٰہی کی تلاوت کر رہا تھا کہ ﴿ قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ﴾ پھر جب وہ اس کے گھمانے سے فارغ ہوئے تو اسے چھاؤنی میں لایا گیا۔ اور اسے بیل کا چمڑا دونوں سینگوں سمیت پہنایا گیا۔ اور اس کی باچھوں میں کنڈیاں لٹکائی گئیں' اور اسے لکڑی کی طرف لے جایا گیا' اور وہ دن کے آخری حصے تک مضطرب رہا اور مر گیا۔ رحمہ اللہ

اور اس کی آخری گفتگو یہ تھی کہ اس نے کہا' اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے سعادت مندی کے ساتھ زندہ رکھا' اور شہید

کر کے موت دی۔ اور اس سال ارض عراق میں اولے پڑے جنہوں نے بہت سے غلے تباہ کر دیئے' اور ایک کسان کو مار دیا۔ اور دجلہ میں بہت سیلاب آ گیا اور اس سال فتنہ سے ایک ماہ قبل بغداد میں شدید زلزلہ آیا اور بہت سے گھر گر گئے۔ اور اطلاعات آئیں کہ یہ زلزلہ ہمدان' واسط' تکریت اور عانہ تک آیا ہے۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ اس کی شدت سے چکیاں رک گئی ہوئیں' اور اس سال بغداد میں بہت لوٹ مار ہوئی حتیٰ کہ مردوں سے پگڑیاں اچک لی گئیں۔ اور شیخ ابونصر الصباغ کی پگڑی اور چادر بھی جبکہ وہ نماز جمعہ کو جا رہے تھے' اچک لی گئی۔

اور سال کے آخر میں سلطان طغرل بیگ ہمدان سے نکلا' اور اپنے بھائی سے جنگ کی اور اس پر فتح پائی۔ اور لوگوں کو اس سے خوشی ہوئی' لیکن انہوں نے البساسیری کے خوف سے اس کا اظہار نہ کیا۔ اور طغرل بیگ نے اپنے بھائی داؤد جو فوت ہو چکا تھا کے لڑکوں سے اپنے بھائی ابراہیم کے خلاف مدد مانگی تو انہوں نے اس پر غالب آ کر اسے ۴۵۱ھ کے اوائل میں قید کر لیا۔ اور اپنے چچا طغرل بیگ پر اتفاق کر لیا اور وہ انہیں عراق لے گیا' اور ان کے حالات کا بیان ابھی آئندہ اسی سال میں ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الحسین بن محمد ابوعبداللہ الونی:

الفرضی' آپ شیخ الحربی ہیں' آپ شافعی المذہب تھے۔ اور البساسیری کے فتنہ میں بغداد میں قتل ہوئے۔ اور اس سال کے یوم عرفہ میں جمعہ کے دن دفن ہوئے۔

داؤد برادر طغرل بیگ:

یہ ان میں سب سے بڑا تھا۔ اس نے اس سال وفات پائی اور اس کے لڑکے اس کے قائمقام ہوئے۔

ابوالطیب الطبری:

فقیہ' شیخ الشافعیہ' طاہر بن عبداللہ بن طاہر بن عمر' آپ ۳۴۸ھ میں آمل طبرستان میں پیدا ہوئے' اور جرجان میں ابواحمد غطریفی سے اور نیشاپور میں ابوالحسن الماسرجسی سے حدیث کا سماع کیا۔ اور اسی سے اور ابوعلی زجاجی اور ابوالقاسم بن کج سے فقہ پڑھی' پھر بغداد میں ابوحامد اسفرائنی سے اشتغال کیا۔ اور المختصر اور فروع ابن الحداد کی شرح کی۔ اور اصول وجدل اور دیگر بہت سے علوم نافعہ کے متعلق تصانیف کیں' اور بغداد میں دارقطنی وغیرہ سے سماع کیا۔ اور ابوعبداللہ الصمیری کی وفات کے بعد کرخ کے ۴/۱ کے قاضی بنے۔ آپ ثقہ' دیندار اور متقی تھے' اور اصولِ فقہ اور اس کے فروع کے عالم تھے۔ اور خوش اخلاق اور صاف دل تھے' اور رات دن مواظبت کے ساتھ علم کی تعلیم دیتے تھے' اور طبقات الشافعیہ میں' میں نے آپ کے حالات بیان کیے ہیں۔ اور شیخ ابواسحاق شیرازی نے آپ سے روایت کی ہے۔ اور آپ اس کے شیخ تھے' اور اسے آپ کے بعد حلقہ میں بٹھایا گیا' کہ ابوالطیب مسلمان ہوئے۔ اور آپ دنیا سے کم حصہ رکھتے تھے۔ اور آپ کا ایک موزہ مرمت کرنے کے لیے موزے بنانے والے کے پاس تھا' اس نے اس کی مرمت میں دیر کر دی۔ اور جب کبھی آپ اس کے پاس سے گزرتے تو وہ اسے پکڑ کر

پانی میں ڈبوتا اور کہتا' اے شیخ ایک گھنٹے میں اس کی مرمت کردوں گا۔ شیخ نے کہا' میں نے اسے مرمت کے لیے تیرے سپرد کیا ہے۔ اس لیے تیرے سپرد نہیں کیا کہ تو اسے تیراکی سکھائے۔

اور ابن خاکان نے روایت کی ہے کہ آپ کا اور آپ کے بھائی کا ایک ہی عمامہ اور ایک ہی قمیص تھی' جب ایک دونوں کو پہن لیتا تو دوسرا بھائی گھر میں بیٹھ جاتا اور باہر نہ نکلتا' اور جب آپ پہنتے تو دوسرا بھائی گھر میں بیٹھنے پر مجبور ہوتا اور وہ اس سے باہر نہ نکلتا۔ اور جب ان دونوں کو دھویا جاتا تو وہ دونوں ان کے خشک ہونے تک گھر بیٹھتے اور اس بارے میں ابوالطیب نے کہا ہے ۔

''وہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے جمال کے کپڑے دھوتے ہیں' تو دھونے والے کی فراغت تک گھروں کو پہن لیتے ہیں۔
آپ نے اس سال ایک سو ایک یا ایک سو دو سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور آپ کی عقل اور اعضاء میں صحیح تھے' آپ فتوے دیتے اور اشتغال کرتے ہوئے فوت ہوئے' آپ ایک دفعہ کشتی پر سوار ہوئے' اور جب اس سے باہر نکلے تو آپ نے ایسی چھلانگ لگائی کہ جوان بھی ایسی چھلانگ نہیں لگا سکتا''۔

آپ سے دریافت کیا گیا' اے ابوالطیب یہ کیا؟ آپ نے فرمایا' یہ اعضاء ہیں' جن کی ہم نے جوانی میں حفاظت کی ہے' وہ ہمیں بڑھاپے میں فائدہ دیتے ہیں۔ رحمہ اللہ

قاضی ماوردی:

مؤلف الحاوی الکبیر' علی بن محمد بن حبیب' ابوالحسن الماوردی البصری شیخ الشافعیہ' آپ اصول' فروع' تفسیر' احکام سلطانیہ' اور دین و دنیا کے ادب کے بارے میں بہت سی کتابوں کے مؤلف ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے فقہ کو چار ہزار اوراق میں پھیلا دیا ہے یعنی الاقناع میں۔ آپ بہت سے شہروں میں حاکم بنے۔ آپ دانشمند' باوقار اور شائستہ تھے۔ آپ کی شائستگی اور سخت بچاؤ کی وجہ سے آپ کے اصحاب نے عمر بھر میں ایک دن بھی آپ کا بازو نہیں دیکھا' اور طبقات میں' میں نے آپ کے حالات کا استقصار کیا ہے۔ آپ نے ۸۶ سال کی عمر میں وفات پائی' اور باب حرب میں دفن ہوئے۔

رئیس الرؤساء ابوالقاسم بن المسلمہ:

علی بن الحسن بن احمد بن محمد بن عمر' القائم بامر اللہ کا وزیر' آپ نے سب سے پہلے ابواحمد الفرضی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا۔ پھر ایک معتبر آدمی بن گئے۔ پھر القائم بامر اللہ نے آپ کو کاتب اور وزیر بنا لیا۔ اور آپ کو رئیس الرؤساء شرف الوزراء اور جمال الوزراء کا لقب دیا۔ آپ صاحب الرائے ہونے کے ساتھ بہت سے علوم سے وافر حصہ رکھتے تھے۔ آپ بارہ سال چند ماہ وزیر رہے' پھر البساسیری نے آپ کو رسوا کرنے کے بعد قتل کر دیا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' آپ کی عمر ۵۲ سال پانچ ماہ تھی۔

منصور بن الحسین:

ابوالفوارس اسدی' حاکم جزیرہ' آپ نے اس سال وفات پائی اور انہوں نے آپ کے بعد آپ کے بیٹے کو کھڑا کر لیا۔



واقعات ـــــ ۴۵۱ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو بغداد البساسیری کے حکم تلے تھا' وہ اس میں مصر کے فاطمی حکمران کا خطبہ دیتا' اور عباسی خلیفہ حدیثہ عانہ میں تھا۔

پھر جب ۱۲؍صفر کو سوموار کا دن آیا تو اس نے قضاۃ' ابوعبداللہ الدامغانی اور سرکردہ اعیان واشراف کو بلایا' اور ان سے حاکم مصر مستنصر فاطمی کی بیعت لی' پھر دارالخلافہ میں داخل ہوا' اور مذکورہ اشخاص اس کے ساتھ تھے' اس نے دارالخلافہ کے تاج کو توڑنے کا حکم دیا' اور بعض کنگرے توڑے گئے۔ پھر اسے کہا گیا کہ اس میں مصلحت سے زیادہ قباحت ہے' تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر کوفہ میں مزار کی زیارت کو چلا گیا' اور نہر جعفر کو عبور کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اسے اپنی نذر پوری کرنے کے لیے الحائر کی طرف سے آئے اور اس نے حکم دیا کہ ابن مسلمہ کے جثے کو حریم ظاہری کے نزدیک منتقل کر دیا جائے' نیز اسے دجلہ پر نصب کیا جائے۔ اور خلیفہ کی ماں نے' اور وہ بوڑھی تھی اور ۹۰ سال کی ہوگئی تھی' اور ایک جگہ میں روپوش تھی' اس کے پاس فقر وتنگدستی اور ضرورت کی چیزوں کی شکایت لکھی' تو اس نے اس کی طرف وہ آدمی بھیجا جو اسے حریم کی طرف لے آئے' اور اسے خدمت کو دو لونڈیاں دیں' اور ہر روز اس کے لیے بارہ رطل روٹیاں اور چار رطل گوشت مقرر کیا۔

فصل

اور جب سلطان طغرل بیگ نے اپنے ہمذان کے محاصرے سے نجات پائی' اور اس کے اپنے بھائی ابراہیم کو گرفتار کیا اور اسے قتل کر دیا' اور اپنی حکومت پر قابو پالیا تو اس کا دل خوش ہوگیا اور اس علاقے میں اس سے جھگڑا کرنے والا کوئی نہ رہا' اس نے قریش بن بدران کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا' کہ وہ خلیفہ کو اس کے وطن اور گھر کو واپس کر دے' اور اس نے اسے دھمکی دی کہ اگر اس نے ایسا نہ کیا' تو وہ اسے سخت سزا دے گا۔ قریش نے اسے نرمی سے خط لکھا' اور اس کے پاس آیا' اور کہنے لگا' میں البساسیری کے خلاف ہر اس چیز کے ساتھ جس پر میں قدرت رکھتا ہوں۔ آپ کے ساتھ ہوں' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر قابو دے دے۔ لیکن میں اس امر میں جلد بازی کرنے سے ڈرتا ہوں' جس میں خلیفہ کے لیے خرابی ہو۔ یا اس کی طرف کوئی ایسی برائی سبقت کر جائے جس کی عار میرے ذمے لگ جائے۔ لیکن آپ نے مجھے جو حکم دیا ہے' میں اس پر مقدور بھر عمل کروں گا' اور اس نے خلیفہ کی بیوی' خاتون کو' اس کے گھر واپس کرنے کا حکم دیا۔

پھر اس نے البساسیری سے خلیفہ کو اس کے گھر واپس کرنے کے متعلق مراسلت کی' اور اسے ملک طغرل بیگ کی طرف سے ڈرایا' اور اسے کہا' تو نے ہمیں مستنصر فاطمی کی اطاعت کی دعوت دی ہے' حالانکہ ہمارے اور اس کے درمیان چھ سو فرسخ یعنی

اڑتالیس کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ اور ہمارے پاس اس کے ہاں سے کوئی ایلچی وغیرہ نہیں آیا۔ اور جو ہم نے اس کی طرف بھیجا' اس کے بارے میں اس نے نہیں سوچا اور یہ بادشاہ ہمارے پیچھے گھات میں ہے' ہم سے نزدیک ہے۔ اور اس کا خط میرے پاس آیا ہے جس کا عنوان ہے: الی الامیر الاجل علم الدین ابی المعالی قریش بن بدران مولی امیر المؤمنین من شاهنشاه المعظم ملك المشرق والمغرب طغرل بیك ابی طالب محمد بن میکائیل بن سلجوق۔ اور خط کے سرے پر سلطان کی تحریر میں سلطانی علامت' حسبی اللّٰہ و نعم الوکیل لگی ہے۔ اور خط میں ہے:

اب تقدیر ہمیں ہر دشمن دین کے ہلاک کرنے کی طرف لے گئی ہے۔ اور ہمارے ذمے اہم امور میں سے صرف سیدنا و مولانا القائم بامر اللہ امیر المؤمنین کی خدمت کرنا اور اس کے تختِ عزت پر اس کی شانِ امامت کی اطلاع دینا ہی باقی رہ گئی ہے۔ بلاشبہ یہ ہمارے ذمے ہے اور کوتاہی میں کوئی گنجائش نہیں۔ اس میں زمانے کی ایک گھڑی ہی ہے' اور ہم مشرق کی افواج اور اس کے گھوڑوں کے ساتھ اس عظیم مہم پر آئے ہیں' اور ہم امیر جلیل علم الدین سے اس کامیابی کی وضاحت چاہتے ہیں' جس کی اسے توفیق دی گئی ہے' اور وہ اس میں منفرد ہے' اور وہ یہ کہ وہ سیدنا و مولانا امیر المؤمنین کی خدمت میں کھڑا ہونے کا عہد پورا کرے۔ یعنی یا تو وہ اسے اس کی عزت و امامت کے ساتھ اس کی خلافت کے مقامِ بغداد میں لائے' اور اس کے امر کا متولی' اور اس کے حکم کا نافذ کرنے والا' اور اس کی شمشیر اور قلم کو اٹھا کر اس کے سامنے کھڑا ہو جائے' اور یہی ہمارا مقصد ہے' اور وہ ہمارا خلیفہ ہے۔ اور یہ اس کے ایک ماننے والے کی خدمت ہے' اور ہم تجھے سارے عراق کا والی بنا دیں گے اور اس کے بر و بحر کے گھاٹوں کا نصف تیرے لیے ہوگا۔ اور عجم کے گھوڑوں کے سم اس مملکت کی اراضی کے ایک بالشت کو بھی نہ روندیں گے' سوائے اس کے کہ وہ آپ کے مدد و معاونت کے خواہاں ہوں۔ اور یا پھر آپ اس کے قیمتی وجود کو قلعہ منتقل کر کے اس وقت اس کی حفاظت کریں۔ جب ہمیں اس کی خدمت کا موقع نصیب ہو' اس پر عمل کرو' اس امیر جلیل کو اختیار ہے کہ وہ ہم سے مل جائیں۔ یا جہاں چاہیں قیام کریں۔ پس ہم سب عراق کا اسے والی بنائیں گے' اور خدمتِ امامیہ میں اسے خلیفہ بنائیں گے۔ اور ہم اپنی آنکھوں کو مشرقی ممالک کی طرف پھیریں گے' ہماری ہمت کا یہی تقاضا ہے۔

اِس موقع پر قریش نے مہارش بن مجلی کو' جس کے پاس خلیفہ موجود تھا' لکھا کہ مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ خلیفہ کو میرے سپرد کر دیا جائے' تاکہ میں اس سے اپنے لیے اور تیرے لیے امان حاصل کرلوں' مہارش نے اس بات سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے البساسیری نے دھوکہ دیا ہے۔ اور اس نے مجھ سے کچھ باتوں کا وعدہ کیا ہے' جنہیں میں نے نہیں دیکھا' اور میں اسے کبھی آپ کے پاس نہیں بھیجوں گا' اور میری گردن میں اس کے بہت سے عہد ہیں' جنہیں میں چھوڑ نہیں سکتا' اور یہ مہارش ایک صالح شخص تھا' اس نے خلیفہ سے کہا' مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم بدر بن مہلہل کے شہر کی طرف چلے جائیں' اور سلطان طغرل بیگ کے معاملے پر غور کریں' پس اگر وہ غالب آ گیا تو ہم بغداد میں داخل ہو جائیں گے۔ اور بصورتِ دیگر ہم اپنی جانوں پر رحم کریں گے۔ بلاشبہ میں البساسیری سے ڈرتا ہوں کہ وہ ہمارے پاس آ کر ہمیں بلائے گا۔ خلیفہ نے اسے کہا' جس بات میں مصلحت ہے' اُسے کرو۔ پس وہ دونوں ۱۱ر ذوالقعدہ کو روانہ ہوئے۔ یہاں تک عکبرا کے ٹیلے کے قلعے پر آ گئے' اور سلطان طغرل بیگ کے

ایلچی اسے ان تحائف کے ساتھ ملے جو اس نے بھیجے تھے' اور اطلاعات آئیں کہ سلطان طغرل بیگ بغداد میں داخل ہو گیا ہے' اور وہ تین کا دن تھا' مرنوق نے خلیفہ کے گھر کے سوا شہر کو لوٹ لیا۔ اور بہت سے تاجروں سے مطالبات کیے گئے اور ان سے بہت اموال لیے گئے اور انہوں نے دار الملک کی تعمیر شروع کر دی' اور سلطان نے خلیفہ کی طرف انواع و اقسام کے گھوڑوں' خیموں اور کپڑوں اور سفر میں خلیفہ کے مناسب جو سامان تھا اس کی بہت سی کشتیاں بھیجیں۔ اس نے یہ چیزیں عمید الملک الکندری کے ساتھ بھیجیں' اور جب وہ خلیفہ کے پاس پہنچے' تو انہوں نے اس کے پاس پہنچنے سے قبل یہ سامان اس کے پاس بھیج دیا' اور کہنے لگے' کہ خیمے لگا دو۔ اور خلیفہ اپنے مناسب حال لباس پہن لے۔ پھر ہم آ کر اجازت طلب کریں گے' اور وہ ہمیں طویل وقت کے بعد اجازت دے۔ پس جب انہوں نے یہ کام کر لیا' تو وزیر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آیا اور انہوں نے اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اور اسے بتایا کہ سلطان اس کی سلامتی اور بغداد واپس آنے سے خوش ہے۔ اور عمید الملک نے سلطان کو خط لکھا' اور جو ماجرا ہوا' اسے بتایا۔ اور اس نے چاہا کہ خلیفہ اپنی علامت خط کے اوپر لگائے' تاکہ سلطان کی آنکھ زیادہ ٹھنڈی ہو اور وزیر نے اپنی دوات منگوائی اور اس کے ساتھ تلوار بھی تھی' اور کہنے لگا' یہ تلوار اور قلم کی خدمت ہے' تو خلیفہ اس سے حیران ہو گیا' اور وہ اپنی اس منزل سے دو روز بعد کوچ کر گئے۔ اور جب وہ نہروان پہنچے' تو سلطان خلیفہ کے استقبال کو نکلا' اور جب سلطان خلیفہ کے خیمہ کے پاس پہنچا' تو اس نے خلیفہ کے سامنے سات دفعہ زمین کو بوسہ دیا اور خلیفہ نے تکیہ لیا اور اس کے سامنے رکھ دیا' اور بادشاہ نے اسے پکڑ کر چوما۔ پھر خلیفہ کے اشارے کے مطابق اس پر بیٹھ گیا' اور اس نے خلیفہ کے سامنے بنی بویہ کے سرخ یاقوت کی لڑی پیش کی تو اس نے اسے اپنے سامنے رکھ لیا۔ اور بڑے موتیوں کے بارہ دانے نکالے اور کہنے لگا ارسلان خاتون' یعنی بادشاہ کی بیوی' خلیفہ کی خدمت کرتی ہے اور اس نے اس سے اپیل کی کہ وہ اس تسبیح پر تسبیح کیا کرے اور وہ اپنے بھائی کی نافرمانی کے باعث حاضر ہوئے ہیں' تاخیر پر معذرت کرنے لگا' اور اس نے اسے قتل کر دیا۔ اور اتفاق سے بڑے بھائی کی موت بھی ایسے ہی ہوئی۔ پس میں اس کے بعد اس کے لڑکوں کی تربیت میں مشغول ہو گیا۔ اور امیر المؤمنین کی خدمت کی وجہ سے میں مہارش کا شکر گزار ہوں' اور میں ان شاء اللہ البساسیری کتے کے پیچھے جاؤں گا اور اُسے ان شاء اللہ قتل کروں گا۔ پھر میں شام میں داخل ہوں گا اور حاکم مصر کو بڑے مقابلہ کی قرار واقعی جزا دوں گا۔

پس خلیفہ نے اس کے لیے دعا کی' اور خلیفہ کے پاس ایک تلوار تھی' وہ اس نے بادشاہ کو دے دی' اور امورِ خلافت میں سے اس کے پاس اس کے سوا کچھ نہ رہا۔ اور بادشاہ نے بقیہ فوج کے لیے اجازت طلب کی کہ وہ خلیفہ کی خدمت کرے۔ پس الحرکات کی جوانب سے پردے اُٹھا دیے گئے۔ اور جب ترکوں نے خلیفہ کو دیکھا' تو زمین کو بوسہ دیا۔ پھر وہ ۲۵/ ذوالقعدہ کو سوموار کے روز بغداد میں داخل ہو گئے۔ اور وہ جشن کا دن تھا۔ سب فوج قضاۃ' اعیان اس کے ساتھ تھے' اور سلطان اس کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھا' یہاں تک کہ وہ باب الحجرۃ تک پہنچ گئے۔

پھر جب خلیفہ اپنے دارِ مملکت تک پہنچا' تو سلطان نے اس سے البساسیر کے پیچھے جانے کی اجازت طلب کی' اور اس نے کوفہ کی جانب سے فوج بھیجی کہ اسے شام میں داخل ہونے سے روکے' اور وہ اور لوگ ۲۶/ ذوالقعدہ کو روانہ ہوئے' اور البساسیری

واسط میں مقیم ہو کر غلے جمع کر رہا تھا۔ اور سلطان سے جنگ کرنے کے لیے تیاری کر رہا تھا۔ اور اس کے نزدیک ملک طغرل بیگ اور اس کے ساتھی کوئی چیز نہ تھے کہ وہ ان سے ڈرتے اور یہ اس وجہ سے تھا کہ اللہ اسے ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ ان شاء اللہ

سلطان طغرل بیگ کے ہاتھوں البساسیری کا قتل:

جب سلطان اس کے پیچھے روانہ ہوا' تو پہلا دستہ پہنچا اور اس نے ارض واسط میں اس سے ملاقات کی' اور اس کے ساتھ ابن مزید بھی تھا۔ پس انہوں نے وہاں جنگ کی اور اس کے اصحاب اسے چھوڑ گئے۔ اور خود البساسیری نے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر جان بچائی۔ اور ایک غلام نے اس کا پیچھا کیا' اور اس نے اس کے گھوڑے کو تیر مارا' تو اس نے اسے زمین پر گرا دیا' اور غلام نے آ کر اس کے چہرے پر ضرب لگائی اور اسے نہ پہچانا' اور ان میں سے ایک نے جسے کمسکین کہا جاتا تھا' اسے قید کر لیا اور اس کا سر کاٹ کر اسے سلطان کے پاس لے گیا۔ اور ترکوں نے البساسیری کی فوج سے اس قدر اموال حاصل کیے' جن کے اٹھانے سے وہ عاجز آ گئے۔

اور جب سلطان کے پاس سر پہنچا' تو اس نے حکم دیا کہ اسے بغداد لے جایا جائے۔ اور اسے نیزے پر بلند کر کے محلوں میں پھیرایا جائے۔ اور اس کے ساتھ ڈھول' بگل اور تیل پھینکنے والے بھی ہوں۔ اور مرد اور عورتیں اس پر خوشی منانے کے لیے نکلیں۔ تو ایسے ہی کیا گیا۔ پھر اسے خلیفہ کے گھر کے سامنے طیارے پر نصب کیا گیا۔ اور البساسیری کے ساتھ بہت سے بغدادی بھی تھے' جو اس کے ساتھ اس خیال سے نکلے تھے کہ وہ عنقریب بغداد واپس آئے گا۔ پس وہ ہلاک ہو گئے۔ اور ان کے اموال کو لوٹا گیا۔ اور اس کے اصحاب میں سے تھوڑے ہی بچے' اور ابن فرید تھوڑے سے لوگوں کے ساتھ بطیحہ کی طرف بھاگ گیا' اور اس کے ساتھ البساسیری کے بیٹے اور ان کی ماں بھی تھی۔

اعراب نے ان سے سب کچھ چھین لیا' اور ان کے لیے کوئی چیز نہ چھوڑی۔ پھر ابن مزید کو سلطان سے امان مل گئی' اور اس کے ساتھ بغداد آیا۔ اور فوجوں نے واسط' بصرہ اور اہواز کے درمیان جو کچھ تھا' لوٹ لیا۔ اور اس کی وجہ فوج کی کثرت' انتشار اور زیادہ ہونا تھا۔ اور خلیفہ جب دارالخلافہ کی طرف واپس آیا' تو اس نے اللہ کی خاطر اپنے پر یہ لازم کیا کہ وہ فرش پر نہیں سوئے گا۔ اور جب وہ روزہ دار ہو تو اس کے پاس کوئی کھانا نہ لائے' اور نہ کوئی وضو اور غسل کے لیے اس کی خدمت کرے' بلکہ وہ یہ سب کام خود کرے گا۔ اور اس نے اللہ سے عہد کیا کہ جس کسی نے اسے ایذاء دی ہے' وہ اسے ایذاء نہیں دے گا۔ اور جس نے اس پر ظلم کیا ہے' وہ اس سے درگزر کرے گا۔ اور اس نے کہا' جس نے اللہ کے بارے میں تیری نافرمانی کی ہے تو نے اسے اپنے اللہ کی اطاعت کرنے کی مانند سزا نہیں دی۔

اور اس سال ملک الپ ارسلان بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق نے اپنے باپ کی وفات کے بعد اپنے چچا طغرل بیگ کے مقرر کرنے پر بلاد خراسان کو سنبھال لیا' اور سلیمان قاروت بیگ اور یاقوتی اس کے بھائی تھے۔ سو طغرل بیگ نے سلیمان کی ماں سے نکاح کر لیا اور اس سال مکہ میں ایسی ارزانی ہوئی کہ اس کی مثل کبھی سنی نہ ہو گی۔ کھجور اور گندم ایک دینار کی دو سو رطل فروخت ہوئی۔ اور اہل عراق میں سے کسی نے حج نہ کیا۔

ارسلان ابوالحارس البساسیری ترکی کے حالات:

یہ بہاؤ الدولہ کے غلاموں میں سے تھا۔ سب سے پہلے یہ بسا شہر کے ایک آدمی کا غلام تھا' اور اس کی طرف منسوب ہو گیا۔ اور اسے البساسیری کہا جانے لگا۔ اور اس نے ملک مظفر کا لقب پایا۔ پھر یہ خلیفہ القائم بامر اللہ کے ہاں بڑا مقدار آدمی بن گیا۔ وہ اس کے بغیر کسی کام کا فیصلہ نہ کرتا تھا۔ اور پورے عراق کے منابر پر اس کا خطبہ دیا گیا۔ پھر اس نے تمرد اور سرکشی اختیار کی' اور مسلمانوں اور خلیفہ کے خلاف بغاوت کر دی۔ اور فاطمیوں کی خلافت کی طرف دعوت دینے لگا۔ پھر اس سال اس کی مدت ختم ہوگئی۔ یہ ۶ رذوالقعدہ ۴۵۰ھ کو اپنے اہل سمیت بغداد آیا۔ پھر اتفاق سے ۶ رذوالقعدہ ۴۵۱ھ کو پورے ایک سال بعد ان کا اس سے خروج ہوا۔ اور ۱۲ ردسمبر منگل کے روز خلیفہ کا بغداد سے خروج ہوا اور اتفاق سے ۱۸ ردسمبر کو منگل کے روز ہی شمسی سال میں البساسیری قتل ہوا۔ اور یہ اس سال کے ذوالحجہ کا واقعہ ہے۔

الحسن بن فضل:

ابوعلی الشرمغانی المؤدب المقری' قرآن اور قراءات اور ان کے اختلافات کے حافظ' آپ تنگ حال تھے۔ ایک روز آپ کے شیخ ابن العلاف نے دیکھا کہ آپ دریائے دجلہ سے خس[1] کے پتے لے کر کھا رہے ہیں تو اس نے ابن المسلمہ کو آپ کے حال کی خبر دی تو ابن المسلمہ نے اپنے غلام کو بھیجا' اور اسے حکم دیا کہ وہ اس کی مسجد والی الماری کی طرف جائے' اور اس کی ایک دوسری چابی بنائے۔ پھر وہ ہر روز اس میں میدے کی تین رطل روٹیاں' مرغی اور کھانڈ کا حلوہ رکھ دیتا۔ اور ابوعلی الشرمغانی نے خیال کیا کہ یہ ایک کرامت ہے' جس سے اللہ نے اسے سرفراز فرمایا ہے۔ اور جو کھانا وہ اپنی الماری میں پاتا ہے وہ جنتی کھانا ہے' اور اس نے مدت تک اسے چھپائے رکھا اور پڑھنے لگا

''کن لوگوں نے اسے راز سے آگاہ کیا ہے' اور اس نے اسے ظاہر کر دیا ہے' اور انہوں نے زندگی بھر اسے رازوں کا امین نہیں بنایا' اور انہوں نے اسے دُور کر دیا ہے' اور وہ ان کے قرب کو نہیں پا سکا' اور انہوں نے اسے بدل دیا ہے' اور انس وحشت ہوگئی ہے''۔

ایک روز ابن العلاف نے آپ کے معاملے کے بارے میں آپ سے گفتگو کی اور باتوں باتوں آپ سے کہا' میں آپ کو فربہ دیکھ رہا ہوں۔ یہ کیا بات ہے' حالانکہ محتاج آدمی میں آپ اشارے کرتے اور صراحت نہ کرتے' اور کنائے سے کام لیتے' اور کھل کر بات نہ کرتے۔ پھر انہوں نے اصرار کیا۔ تو آپ نے بتایا کہ انہیں ہر روز اپنی الماری سے جنت کا کھانا ملتا ہے' جو انہیں کفایت کرتا ہے' اور یہ ایک کرامت ہے جس سے اللہ نے آپ کو سرفراز فرمایا ہے۔ انہوں نے آپ سے کہا' ابن المسلمہ کو بلائیے' یہ وہ کام کرتا ہے' اور آپ کے سامنے صورتِ حال کی وضاحت کی۔ پس اس بات نے آپ کو شکستہ کر دیا۔ اور آپ نے اسے عجیب خیال نہ کیا۔

---

[1] خس ایک سبزی کا نام ہے۔ (مترجم)

علی بن محمود بن ابراہیم بن ماجرا:

ابوالحسن المروزنی' شیخ الصوفیہ' الرباط الروزنی آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔ اسے آپ سے شیخ ابوالحسن کے لیے بنایا گیا تھا' اور آپ نے ابوعبدالرحمن سلمی کی صحبت کی' اور آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے ایک ہزار شیخ کی صحبت اٹھائی ہے۔ اور میں ہر شیخ سے ایک روایت حفظ کرتا تھا۔ آپ نے رمضان شریف میں ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔

محمد بن علی:

ابن الفتح بن محمد بن علی بن ابی طالب الحربی جو جسمانی لمبائی کی وجہ سے العشاری کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نے دارقطنی وغیرہ سے سماع کیا ہے۔ اور آپ ثقہ' دیندار اور صالح تھے۔ آپ نے اس سال کے جمادی الاولیٰ میں ۸۰ سال سے زائد عمر میں وفات پائی۔

الونی الفرضی:

الحسین بن محمد بن عبداللہ الونی' آپ لون بستی کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے الونی کہلاتے ہیں۔ یہ بستی جہستان کے مضافات میں ہے۔ الفرضی شیخ الحربی' جو ابوحکیم عبداللہ بن ابراہیم ہیں' الونی' حساب اور فرائض میں امام تھے۔ اور لوگوں نے آپ سے فائدہ اُٹھایا۔ آپ البساسیری کے فتنہ میں بغداد میں شہید ہو کر فوت ہوئے۔ واللہ اعلم

واقعات ــــــ ۴۵۲ھ

۱۷ رصفر جمعرات کے روز' واسط سے واپسی پر البساسیری کے قتل کے بعد سلطان بغداد میں داخل ہوا' اور ۲۱ رصفر کو خلیفہ اپنے گھر میں بیٹھا اور ملک طغرل بیگ کو بلایا اور عظیم دسترخوان بچھایا' جس سے اُمراء اور عوام نے کھانا کھایا۔

پھر ۲ ربیع الاوّل جمعرات کے روز سلطان نے لوگوں کے لیے دسترخوان تیار کیا' اور ۹ ر جمادی الآخرۃ منگل کے روز' امیر عدۃ الدین ابوالقاسم عبداللہ بن ذخیرۃ الدین بن امیر المؤمنین القائم بامراللہ' اور اس کی پھوپھی الغنائم کے ساتھ آئے' اور اس وقت اس کی عمر چار سال تھی' اور لوگوں نے اس کے دادا کی وجہ سے اس کا استقبال کیا۔ اور اس کے بعد اس نے خلافت سنبھالی' اور المقتدی بامراللہ نام رکھا۔ اور رجب میں ابوالحسن محمد بن ہلال العتابی نے لائبریری کو وقف کیا' اور یہ لائبریری غربی بغداد کے شارع ابن ابی عوف میں ہے' اور اس نے دارازدشیر کے عوض جسے کرخ میں جلا دیا گیا تھا' اس کی طرف ایک ہزار کتب منتقل کیں' اور شعبان میں محمود بن نصر نے حلب اور اس کے قلعہ پر قبضہ کرلیا اور شعراء نے اس کی مدح کی' اور اس سال عطیہ بن مرداس نے الرحبہ پر قبضہ کرلیا۔ اور یہ سب کچھ فاطمیوں کے ہاتھوں سے چھینا گیا' اور اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہ کیا۔ ہاں ایک جماعت کوفہ آئی' اور محافظوں کے ساتھ چلی گئی۔



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابومنصور الجیلی:

آپ ابوحامد کے تلامذہ میں سے ہیں' آپ باب الطاق اور حریم دارالخلافہ کے قاضی بنے' اور ایک جماعت سے حدیث کا سماع کیا' خطیب نے بیان کیا ہے کہ ہم نے آپ سے لکھا ہے' اور آپ ثقہ تھے۔

الحسن بن محمد:

ابن ابی الفضل ابومحمد الفسوی' الوالی' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور آپ فن دوستی' اور مشکوک قرضداروں اور شک کو لطیف تدبیر سے معلوم کرنے میں بڑے ذہین تھے' جیسا کہ آپ سے روایت ہے کہ آپ کے سامنے ایک جماعت کو کھڑا کیا گیا' جن پر چوری کی تہمت تھی' پس آپ کوزہ لائے جس سے پانی پیا جاتا تھا۔ پس ایک شخص کے سوا سب کھڑے ہونے والے گھبرا گئے۔ پس آپ نے اس کے متعلق حکم دیا کہ وہ اعتراف کرے۔ اور آپ نے کہا' چور جرأت مند اور قوی ہوتا ہے پس وہی بات ہوئی۔

اور ایک دفعہ ایک شخص کو آپ کے سامنے کے بارے میں قتل کر دیا گیا۔ اور قاضی ابوالطیب کے پاس آپ پر دعویٰ کیا گیا تو آپ نے ان کے خلاف قصاص کا فیصلہ دیا۔ پھر آپ نے اپنے متعلق بہت سے مال کا اعلان کیا۔ حتیٰ کہ بچ گئے۔

محمد بن عبیداللہ:

ابن احمد بن محمد بن عروس' ابوالفضل البزار بغداد میں مالکی فقہاء کی امارت آپ پر منتہی ہوتی ہے۔ آپ بہت اچھے قراء اور مسندین اہل حدیث میں سے تھے' آپ نے ابن حبابۃ اور ابن شاہین سے سماع کیا' اور ابوعبداللہ الدامغانی نے آپ کی شہادت قبول کی' اور آپ ایک معتبر آدمی تھے۔

قطر الندی:

اسے الدجی اور علم بھی کہا جاتا ہے' خلیفہ القائم بامراللہ کی ماں' یہ بہت بوڑھی تھی' اور نوے سال کی عمر کو پہنچ چکی تھی' اور یہی البساسیری کے زمانے میں محتاج ہوگئی تھی' اور اس نے اس کی رسد جاری کی تھی' اور اسے دو لونڈیاں خدمت کو دی تھیں۔ پھر وہ اس وقت فوت ہوئی' جب اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ کو اس کے بیٹے سے ٹھنڈا کیا' اور وہ اس کے پاس واپس آیا' اور ان کی یہی حالت رہی۔ پھر وہ اس سال فوت ہوگئی' اور اس کا خلیفہ بیٹا اس کے جنازے میں شامل ہوا' اور جنازہ بہت بھرپور تھا۔



واقعات ــــ ۴۵۳ھ

اس سال ملک طغرل بیگ نے خلیفہ کی بیٹی کو منگنی کا پیغام دیا' جس سے خلیفہ پریشان ہوگیا' اور کہنے لگا' اس قسم کی بات کا کوئی دستور نہیں ہے۔ پھر اس سے بھاگنے والے کی طرح بہت سی چیزیں طلب کیں' جن میں اس کی متوفیہ بیوی کی ارض واسط کی جاگیریں اور تین لاکھ دینار بھی تھے۔ نیز یہ کہ بادشاہ بغداد میں رہے گا۔ اور اس سے ایک روز بھی کوچ نہیں کرے گا۔

پس بعض باتوں پر اتفاق ہوگیا' اور اس نے اپنے بھائی داؤد کی بیٹی' جو خلیفہ کی بیوی تھی' کے ساتھ ایک لاکھ دینار' اور سونے چاندی کے بہت سے برتن' پھل اور لونڈیوں اور دو ہزار جواہر اور دو سو ٹکڑے بھیجے۔ جن میں سے سات سو ٹکڑے جواہرات کے تھے۔ اور ہر ٹکڑے کا وزن ۳/۱ مثقال سے ایک مثقال کے درمیان تھا۔ اور دوسری چیزیں بھی تھیں' پس خلیفہ بعض شروط کے ضائع ہو جانے سے رُکا اور عمید الملک وزیر اپنے مخدوم سلطان سے ناراض ہوا' اور طویل جنگیں شروع ہوگئیں' جنہوں نے تقاضا کیا کہ سلطان خلیفہ کو خط بھیج کر اپنے بھائی کی بیٹی سیدہ ارسلان خاتون کو چھیننے کا حکم دے اور اسے دار الخلافہ سے دار الملک میں لے آئے حتیٰ کہ یہ قضیہ منفصل ہو جائے۔ پس خلیفہ نے بغداد سے کوچ کا ارادہ کیا۔ اور لوگ اس سے پریشان ہو گئے۔ اور بغداد کے سپرنٹنڈنٹ پولیس ہر شخص کے پاس سلطان کا خط آیا' جس میں اس نے اسے نگرانی نہ کرنے' اور اس کے اصحاب کو محروم واپس کرنے میں بہت ظلم کرنے کا حکم دیا' اور اس نے خاتون کو دار المملکۃ کی طرف لے جانے کی قسم کھائی' اور اس نے آدمی بھیجا جو اسے اس شہر میں لے آئے جس میں وہ تھا۔ یہ سب کچھ خلیفہ سے ناراضگی کی وجہ سے تھا۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس سال کے رمضان میں ایک لنجے شخص نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا' اور آپ کھڑے تھے' اور آپ کے ساتھ تین آدمی تھے۔ پس ان میں سے ایک نے اس کے پاس آ کر اُسے کہا' کیا تو کھڑا نہیں ہو گا؟ اس نے کہا' میں کھڑا ہونے کی طاقت نہیں رکھتا' میں اپاہج آدمی ہوں تو اس نے اس کا ہاتھ پکڑا' اور کہنے لگا' کھڑا ہو جا تو وہ کھڑا ہوگیا' اور بیدار ہوگیا' کیا دیکھتا ہے کہ وہ صحت مند ہوگیا ہے' اور وہ اپنی ضروریات کے لیے چلنے پھرنے لگا۔ اور ربیع الآخر میں خلیفہ نے ابو الفتح منصور بن احمد بن دارست اہوازی کو وزیر بنایا' اور اُسے خلعت دیا اور وہ مجلس وزارت میں بیٹھا۔ اور ۲۸ر جمادی الآخرۃ کو سورج کو بڑا گرہن لگا اور تمام ٹکیہ غائب ہوگئی اور لوگ چار گھنٹے ٹھہرے رہے' حتیٰ کہ ستارے نمودار ہو گئے۔ اور پرندوں نے اپنے گھونسلوں میں ٹھکانہ لے لیا' اور سخت تاریکی کے باعث اُڑنا چھوڑ دیا۔

اور اس سال ابو تمیم بن معز الدولہ' بلاد افریقہ پر متصرف ہوگیا۔ اور اس سال ابن نصر الدولہ احمد بن مروان کردی دیار بکر پر متصرف ہوگیا۔ اور اس سال قریش بن بدران' بلاد موصل اور نصیبین پر متصرف ہوگیا۔ اور اس سال طراد ابن محمد الغرینی ملقب بہ کامل کو طالبیوں کی نقابت کا خلعت دیا گیا۔ اور اس نے المرتضیٰ لقب رکھا' اور اس سال ابو اسحاق بن علاء یہودی نے خلیفہ کی

جاگیر کا صرصر سے اداقی تک ضامن بنا۔ ہر سال ۸۶ ہزار دینار اور ۷ ہزار کر[1] غلہ دینے کا' اور اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہ کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن مروان:

ابونصر کردی' بلادِ بکر اور میافارقین کو حکمران' اس کا لقب القادر نصر الدولہ ہے۔ اس نے ۴۵۲ھ میں ان علاقوں پر قبضہ کیا اور اسی قدر آسودہ حال ہوا کہ اس کے زمانے میں کوئی شخص اتنا آسودہ نہ تھا اور نہ ہی اس کے ہمسروں میں کوئی اس سے مل سکا۔ اور اس کے پاس خادمات کے سوا' پانچ سو لونڈیاں تھیں' اور پانچ سو خادم تھے' اور اس کے پاس بہت سی گلوکارائیں بھی تھیں۔ جن میں سے ہر ایک پانچ ہزار یا اس سے زیادہ کی خریدی ہوئی تھیں' اور اس کی مجلس میں جو آمدت ہوئی اور برتن آئے تھے وہ دو لاکھ دینار کے مساوی تھے' اور اس نے بادشاہوں کی متعدد بیٹیوں سے نکاح کیے۔ اور وہ بادشاہوں سے بہت صلح کرنے والا تھا۔ اور جب دشمن اس کا قصد کرتا تو وہ اس کی طرف اتنی مقدار بھیج دیتا جس سے وہ صلح کر لیتا اور اُسے چھوڑ کر واپس چلا جاتا۔

اور جب ملک طغرل بیگ نے عراق پر قبضہ کیا تو اس نے اس کی طرف عظیم ہدیہ بھیجا اس میں یاقوت کی ایک لڑی بھی تھی جو بنی بویہ کی تھی۔ اس نے ان سے بہت سی چیزوں اور ایک لاکھ دینار وغیرہ سے خریدی تھی۔ اور ابوالقاسم المغربی نے اسے دو بار وزیر بنایا۔ اور ابونصر محمد بن محمد بن جہنیر نے بھی اسے وزیر بنایا۔ اور اس کا علاقہ سب سے پرامن' خوش گوار اور زیادہ عدل والا تھا۔ اور اسے اطلاع ملی کہ پرندے بھوکے ہوتے ہیں۔ اور سردیوں میں وہ ان دانوں کو اکٹھا کرتے ہیں جو بستیوں میں ہوتے ہیں' اور لوگ انہیں شکار کر لیتے ہیں۔ تو اس نے سٹوروں کے کھولنے' اور سردی کے موسم میں بہ کفایت غلہ ڈالنے کا حکم دے دیا۔ اور وہ عمر بھر سردی کا پورا موسم یہ ضیافت کرتا رہا۔

اس نے اس سال تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے۔ کہ ابن الاشدن نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ اس نے ایک شخص کے سوا' اپنی رعیت کے کسی آدمی سے مطالبہ نہیں کیا۔ اور لونڈیوں سے کثرتِ مباشرت کے باعث اس کی نماز فوت نہیں ہوئی۔ اس کی تین سو ساٹھ لونڈیاں تھیں' وہ سال میں ہر ایک کے پاس ایک رات گزارتا تھا' اور اس نے اپنے پیچھے بہت اولاد چھوڑی اور وہ اسی کیفیت میں رہا حتیٰ کہ اس سال کی ۲۹ رشوال کو وفات پا گیا۔



[1] کر ایک پیمانہ ہے جو چالیس اردب کا ہوتا ہے اور اردب ۲۴ صاع کا ہوتا ہے۔ (مترجم)

واقعات — ۴۵۴ھ

اس سال ملک طغرل بیگ کی طرف سے بہت خطوط آئے' جن میں اس نے خلیفہ کی قلت انصاف اور اس سے عدم موافقت کی شکایت کی' اور اس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اطراف کے ملوک نے اس سے کیا بھلائی کی ہے۔ اور قاضی القضاۃ الدامغانی تھے۔ پس جب خلیفہ نے یہ بات دیکھی کہ ملک طغرل نے اپنے نائبین کو خلیفہ کے اموال کی نگرانی کا پیغام بھیجا ہے تو اس نے ملک کو اس کے سوال کا جواب دیا اور جب ملک کو یہ جواب ملا تو وہ بہت خوش ہوا۔ اور اس نے اپنے نائبین کو بھیجا کہ وہ خلیفہ کی املاک کو آزاد کریں اور اختلاف ہوتے ہوتے اتفاق ہو گیا۔

پس خلیفہ نے عقد کے بارے میں اعتماد کیا اور تبریز شہر میں ملک طغرل بیگ کی موجودگی میں عقد ہو گیا۔ اور اس نے عظیم دسترخوان تیار کیا۔ اور جب عاجزہ بھروسہ کرنے والی کو لایا گیا تو بادشاہ اس کے لیے کھڑا ہوا' اور اس کے دیکھتے ہی زمین کو بوسہ دیا۔ اور خلیفہ کے لیے بہت سی دعائیں ہوئیں۔ پھر چار لاکھ دینار پر عقد ہو گیا۔ یہ اس سال ۱۳ رمضان جمعرات کے دن کا واقعہ ہے۔ پھر اس کے بھائی کی بیٹی خاتون نے جو خلیفہ کی بیوی تھی شوال میں دلہن کی ماں اور اس کے اہل کو بہت سے تحفے' جواہرات اور بہت سا سونا اور متعدد قیمتی موتی اور عظیم ہدایا بھیجے' اور ملک نے اعلانیہ لوگوں سے کہا' میں جب تک زندہ ہوں' خلیفہ کا غلام ہوں' اور جسم کے کپڑوں کے سوا' میں کسی چیز کا مالک نہیں' اور اس سال خلیفہ نے اپنے وزیر کو معزول کر دیا۔ اور ابونصر محمد بن محمد بن جبیر کو وزیر بنایا۔ اس نے اُسے میافارقین سے بلایا۔ اور اس سال سارے علاقے میں عام ارزانی رہی۔ حتیٰ کہ بصرہ میں آٹھ قراریط کی ایک ہزار رطل کھجور فروخت ہوئی اور اس سال کسی نے حج نہیں کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ثمال بن صالح:

معز الدولہ حاکم حلب' آپ عقلمند' سخی اور باوقار شخص تھے' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ فراش آپ کے ہاتھ دھلانے کے لیے آگے بڑھا تو لوٹے کی ٹونٹی آپ کے اگلے دانتوں پر لگی' اور وہ ٹوٹ کر تھال میں گر پڑے تو آپ نے اسے معاف کر دیا۔

الحسن بن علی بن محمد:

ابو محمد الجوہری' آپ شعبان ۳۶۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ایک جماعت سے حدیث کا سماع کیا' اور بہت سے مشائخ سے ملے' جن میں ابوبکر بن مالک القطیعی بھی ہیں' اور وہ آخری شخص ہیں جن سے آپ نے روایت کی ہے۔ آپ نے اس سال کے ذوالقعدہ میں وفات پائی ہے۔

الحسین بن ابی یزید:

ابوعلی الدباغ' آپ نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو میں نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا فرمایئے کہ وہ مجھے اسلام پر موت دے' آپ نے فرمایا اور سنت پر۔

سعد بن محمد بن منصور:

ابوالمحاسن جرجانی' آپ قدیمی رئیس تھے' آپ نے ملک محمود بن سبکتگین کی طرف ۴۱۰ھ کی حدود میں ایلچی بھیجا' آپ فقہاء علماء میں سے تھے۔ ایک جماعت نے آپ سے تخریج کی ہے' اور آپ نے ایک جماعت سے حدیث روایت کی ہے اور بہت سے شہروں میں آپ کی مجلس مناظرہ منعقد ہوئی' اور آپ کو استرآباد میں اس سال کے رجب میں ازراہِ ظلم قتل کر دیا گیا۔ رحمہ اللہ

واقعات — ۴۵۵ھ

اس سال سلطان طغرل بیگ بغداد آیا اور خلیفہ سے اس کے استقبال کا عزم کیا پھر اس ارادے کو چھوڑ دیا۔ اور اس نے اپنی بجائے' اپنے وزیر ابونصر کو بھیجا' اور راستے میں لوگوں کو فوج سے بہت اذیت ہوئی' اور فوج نے قابل حرمت چیزوں سے تعرض کیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے حماموں میں عورتوں پر حملے کیے' اور عوام نے بڑی جدوجہد کے بعد ان سے نجات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دخترِ خلیفہ کے پاس ملک طغرل بیگ کی آمد:

جب سلطان بغداد میں ٹھہر گیا تو اس نے اپنے وزیر عمید الملک کو خلیفہ کے پاس مطالبہ کرتے ہوئے بھیجا کہ وہ اپنی بیٹی کو دارالمملکۃ کی طرف منتقل کر دے' خلیفہ اس بات سے رُکا' اور کہنے لگا' تم نے صرف حصولِ عزت کے لیے عقد کا مطالبہ کیا تھا۔ اور تم نے اس کے دوبارہ مطالبہ کرنے کا التزام کیا ہے۔ پس لوگ خلیفہ اور ملک کے درمیانی معاملہ کے بارے میں متردد ہو گئے' اور ملک نے ایک لاکھ دینار' اور ایک لاکھ پچاس ہزار درہم سے زیادہ نقدی اور دیگر تحائف اور اچھی چیزیں بھیجیں۔

اور جب ۱۵ر صفر کو سوموار کی رات آئی تو خلیفہ کی بیٹی کو دارالمملکۃ کی طرف بھیجا گیا اور اس کے لیے دجلہ سے دارالمملکۃ تک خیمے لگائے گئے' اور اس کے گھر داخل ہوتے وقت ڈھول اور بگل بجائے گئے۔ اور جب وہ داخل ہوئی تو اسے سونے سے جڑاؤ کیے ہوئے تخت پر بٹھایا گیا' اور اس کے چہرے پر برقع تھا۔ اور ملک طغرل بیگ آیا اور اس کے سامنے کھڑا ہو کر اس نے زمین کو بوسہ دیا' اور وہ اس کے لیے کھڑی نہ ہوئی اور نہ اس نے اسے دیکھا۔ اور وہ گھر کے صحن کی طرف جا بیٹھا' اور حاجب اور ترک وہاں خوشی سے رقص کر رہے تھے۔ اور خلیفہ کی بیوی خاتون نے اس کے لیے دو قیمتی ہار اور سرخ یاقوت کا ایک بہت بڑا ٹکڑا بھیجا' اور دوسرے روز بھی آ کر اس نے زمین کو بوسہ دیا۔ اور اس کے سامنے چاندی سے جڑاؤ کیے ہوئے ایک تخت پر کچھ دیر بیٹھا' پھر باہر نکل گیا۔ اور اس کے لیے بہت سے قیمتی جواہر' اور سونے سے بنی ہوئی ایک قباء جس میں موتی جڑے ہوئے تھے'

بھیجی اور اسی طرح [illegible] روز [illegible] میں کو [illegible] دیتا اور اس کے سامنے تخت پر بیٹھتا' پھر اسے چھوڑ کر چلا جاتا اور تحائف اور ہدایا بھیجتا۔ اور سات روز اس نے اس سے [illegible] کیا۔ اور ان سات دنوں میں ہر روز وہ عظیم دستر خوان بچھاتا اور ساتویں روز اس نے تمام امراء کو خلعت دیئے۔ پھر اسے سفر پیش آیا اور ایک مرض لاحق ہو گیا تو اس نے خلیفہ سے سیدہ کے ساتھ ان علاقوں کی طرف واپس جانے کی اجازت طلب کی' پھر وہ اس کے ساتھ واپس آ جائے گا۔ اس نے شدید رکاوٹ اور بڑے غم کے بعد اسے اجازت دی۔ پس وہ اسے لے گیا۔ اور اس کے ساتھ دارالخلافہ کی صرف تین عورتیں خدمت کے لیے تھیں' اور اس کے جانے سے اس کی والدہ کو بڑا دُکھ ہوا' اور سلطان کمزور' مریض اور اس سے مایوس ہو کر باہر نکلا۔

اور جب ۲۴ ر رمضان کو اتوار کی شب آئی' تو اطلاع آئی کہ ۸ ر رمضان کو فوت ہو گیا ہے۔ پس آوارہ گردوں نے حملہ کر دیا۔ اور انہوں نے العمیدی اور اس کے سات سو اصحاب کو قتل کر دیا' اور اموال کو لوٹ لیا۔ اور وہ دن کو مقتولین کے اوپر بیٹھ کر کھانے پینے لگے' حتیٰ کہ مہینہ گزر گیا۔ اور اس کے بعد اس کے بھائی کے بیٹے سلیمان بن داؤد کی بیعت لی گئی۔ اور طغرل بیگ نے اس کا اعلان اور اس کی وصیت کی تھی۔ کیونکہ اس نے اس کی ماں سے نکاح کیا تھا' اور اس پر اتفاق ہو گیا۔ اور اسے صرف اپنے بھائی سلیمان کی طرف سے ہی خوف باقی رہ گیا۔ اور وہ ملک عضد الدولہ الپ ارسلان محمد بن داؤد تھا' اور فوج بھی اس کی طرف میلان رکھتی تھی۔ اور اہل جبل نے اس کا خطبہ دیا۔ اور اس کے ساتھ اس کا وزیر نظام الملک ابوعلی الحسن بن علی بن اسحاق بھی تھا اور جب الکندری نے اس کی حکومت کی طاقت کو دیکھا تو رَی میں اس کا خطبہ دیا۔ پھر اس کے بعد اس کے بھائی سلیمان بن داؤد کا خطبہ دیا۔

اور ملک طغرل بڑا بردبار' راز کو بہت چھپانے والا' نمازوں اور سوموار اور جمعرات کے روزوں کا پابند' اور سفید لباس پر مداومت کرنے والا تھا۔ وفات کے دن اس کی عمر ۷۰ سال تھی۔ اس نے کوئی بیٹا نہیں چھوڑا۔ اور اس نے القائم بامر اللہ کی موجودگی میں سات سال گیارہ ماہ بادشاہی کی' اور جب وہ فوت ہوا' تو اس کے بعد حالات بہت خراب ہو گئے۔ اور اعراب نے سواد بغداد اور ارضِ عراق میں فساد برپا کر دیا' وہ لوٹ مار کرتے تھے' اور جان جوکھوں میں ڈال کر زراعت ہوتی تھی۔ پس لوگ اس سے گھبرا گئے۔

اس سال واسط اور ارض شام میں عظیم زلزلہ آیا' اور طرابلس کی فصیل کا ایک حصہ گر پڑا' اور اس سال لوگوں میں دو موتیں پڑیں۔ یعنی چیچک سے آدمی مرتا تھا یا اچانک اس کی موت ہو جاتی تھی' اور مصر میں بڑی وباء پڑی' اور ہر روز اس سے ایک ہزار جنازہ نکلتا تھا۔

اور اس سال حاکم یمن الصلیحی نے مکہ پر قبضہ کر لیا' اور اس کی طرف خوراک لایا۔ اور وہاں کے باشندوں سے حسن سلوک کیا۔ اور اس کے اوائل میں خلیفہ کی بیوی الست ارسلان نے اس کے ہاں سے اپنے چچا کے ہاں جانے کا مطالبہ کیا کیونکہ اس نے اسے چھوڑ دیا تھا اور اس کے ہاں اس سے اچھا سلوک ہوا تھا۔ سو اس نے وزیر الکندری کے ساتھ اسے اس کے چچا کے ہاں بھیج دیا۔ اور جب یہ اس کے پاس پہنچی' تو وہ دُبلا اور لاغر مریض تھا۔ سو اس نے خلیفہ کو ملامت کرتے ہوئے پیغام بھیجا کہ اس

نے اسے حقیر خیال کیا ہے تو خلیفہ نے ارتجالاً اسے لکھا :

"میری تیزی اور حس جاتا رہا ہے اور جوانی کی واپسی کا قصد نہیں کیا جا سکتا۔ زمانہ مجھ سے تنگ ہو گیا ہے اور زمانہ کمزوری کرتا ہے۔ میں نے اپنا جو شباب دیکھا ہے اس پر اور خوبصورت عورتوں پر میری طرف سے سلام ہو"

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

زہیر بن علی بن الحسن بن حزام :

ابونصر الخرامی' آپ بغداد آئے' اور ابوحامد اسفرائنی سے فقہ سیکھی' اور بصرہ میں سنن ابی داؤد کا قاضی ابوعمر سے سماع کیا اور بہت بیان کیا۔ اور فتاویٰ اور حل مشکلات میں آپ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ آپ کی وفات اس سال سرخس میں ہوئی۔

سعید بن مروان :

حاکم آمد' کہتے ہیں کہ آپ کو زہر دیا گیا تھا۔ اور جس نے آپ کو زہر دیا تھا' اسے میافارقین کے حاکم نے سزا دی۔ اور اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

ملک ابوطالب :

محمد بن میکائیل سلجوق طغرل بیگ' آپ سلاجقہ کے پہلے بادشاہ تھے' اور کریم اور نمازی' اور اوّل وقت میں نماز کی محافظت کرنے والے اور مداومت کے ساتھ سوموار اور جمعرات کے روزے رکھنے والے' اور برائی کرنے والے سے درگزر کرنے والے اسرار کو چھپانے والے اور اپنی حرکات میں سعادت مند تھے۔ مسعود بن محمود کے زمانے میں آپ نے تمام بلاد و خراسان پر قبضہ کیا' اور اس نے آپ کے بھائی داؤد اور ماں جائے بھائی ابراہیم بن سیال اور اس کے بھائی کے بیٹوں کو بہت سے شہروں پر نائب مقرر کیا۔ پھر خلیفہ نے اُسے بغداد کی بادشاہی کی طرف بلایا۔ جیسا کہ پہلے مبسوط طور پر ہو چکا ہے۔

آپ نے اس سال کی ۸؍ رمضان کو ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی' اور تیس سال آپ نے بادشاہت میں گزارے۔ جن میں ۱۸ دن کم ۸ سال عراق کی بادشاہی کی ہیں۔

واقعات — ۴۵۶ھ

اس سال سلطان الپ ارسلان نے اپنے چچا کے وزیر عمید الملک الکندری کو گرفتار کر لیا اور اسے اس کے گھر میں قید کر دیا۔ پھر اس کی طرف آدمی بھیجا' جس نے اُسے قتل کر دیا اور نظام الملک وزیر بن گیا اور وہ اچھا وزیر تھا' جو علماء اور فقراء کی عزت کرتا تھا۔ اور جب ملک شہاب الدولہ قتلمش نے سرکشی کی' اور اطاعت چھوڑ دی' اور الپ ارسلان کو پکڑنا چاہا تو الپ ارسلان اس سے ڈر گیا۔ تو وزیر نے اُسے کہا' اے بادشاہ مت ڈر' میں تیرے پاس وہ سپاہی لاؤں گا' جنہوں نے جس لشکر سے مقابلہ کیا ہے' اسے شکست دی ہے' خواہ وہ کوئی بھی ہو' بادشاہ نے اسے کہا' وہ کون ہیں؟ اس نے کہا' وہ سپاہی جو تیرے لیے دُعا کرتے ہیں

اور اپنی نمازوں اور اپنی خلوتوں میں توجہ سے تیری مدد کرتے ہیں۔ اور وہ علماء، فقراء اور صلحاء ہیں۔ پس اس بات سے بادشاہ کا دل خوش ہو گیا۔ اور جب اس نے دشمن کے ساتھ جنگ کی تو اسے دیکھتے ہی شکست دے دی اور اس کے بہت سے سپاہیوں کو قتل کر دیا۔ اور دشمن میدان کارزار میں قتل ہو گیا اور الپ ارسلان پر اتفاق ہو گیا۔

اور اس سال اس نے اپنے بیٹے ملک شاہ اور اپنے وزیر نظام الملک کو بڑی فوجوں کے ساتھ بلاد الرخ کی طرف بھیجا اور انہوں نے بہت سے قلعوں کو فتح کیا۔ اور بہت سے اموال غنیمت میں حاصل کیے۔ اور مسلمان ان کی فتح سے خوش ہو گئے۔ اور اس نے حاکم ماوراء النہر خان اعظم کو اس کی بیٹی کے متعلق لکھا کہ اس کے بیٹے سے اس کا نکاح کر دے اور اسے اس کے پاس بھیج دیا گیا اور اس نے اپنے دوسرے بیٹے کا حاکم غزنی کی بیٹی سے نکاح کیا۔ اور سلجوقی اور محمودی دو بادشاہوں کا اجتماع ہو گیا۔

اور اس سال الپ ارسلان نے خلیفہ کی بیٹی کو اپنے باپ کے پاس واپس جانے کی اجازت دی اور اس کے ساتھ بعض قضاۃ اور امراء کو بھیجا وہ بڑی شان کے ساتھ بغداد میں داخل ہوئی اور لوگ اُسے دیکھنے کے لیے باہر نکلے اور وہ رات کو داخل ہوئی جس سے خلیفہ اور اس کے اہل خوش ہو گئے۔ اور خلیفہ نے الپ ارسلان کے لیے خطبوں میں منابر پر دعا کرنے کا حکم دیا اور دعا میں کہا گیا اے اللہ سلطان معظم عضد الدولہ اور تاج الملۃ الپ ارسلان ابوشجاع محمد بن داؤد کو ٹھیک کر پھر خلیفہ نے الشریف نقیب النقباء طراد بن محمد ابومحمد تمیمی اور موفق خادم کے ساتھ بادشاہ کی طرف خلعت اور حکم نامہ بھیجا اور سلطان الپ ارسلان کی حکومت عراق پر قائم ہو گئی۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ ربیع الاوّل میں بغداد میں مشہور ہو گیا کہ کچھ کرد شکار کو نکلے تو انہوں نے جنگل میں سیاہ خیمہ دیکھا اور انہوں نے اس میں شدید تھپڑوں اور بہت شور غوغا کی آواز سنی اور ایک کہنے والا کہہ رہا تھا کہ جنات کا بادشاہ سیدوک مر گیا ہے اور کونسا شہر ہے جس میں اس پر تھپڑ نہیں مارے گئے اور اس کی مجلس ماتم قائم نہیں ہوئی۔

راوی کا بیان ہے کہ حریم بغداد سے زنا کار عورتیں قبرستان کی طرف گئیں اور وہ تین دن تھپڑ مارتی رہیں۔ اور اپنے بال کھولتی رہیں۔ اور اپنے کپڑے پھاڑتی رہیں۔ اور بدکار مرد بھی ایسا کرتے رہے۔ اور واسط خوزستان اور دیگر شہروں میں بھی ایسے ہی کیا گیا۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ ایک حماقت ہے جس کی مثال بیان نہیں ہوئی۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ ۱۲ شعبان جمعہ کے روز عبدالصمد کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے ابوعلی بن الولید پر حملہ کر دیا جو معتزلہ کا مدرس تھا۔ انہوں نے اسے جامع میں نماز پڑھتے اور لوگوں کو اس مذہب کے نہ پڑھانے پر سب وشتم کیا اور اس کی توہین کی اور اسے گھسیٹا۔ اور جامع منصور میں معتزلہ پر لعنت کی گئی۔ اور ابوسعید بن ابی عمامہ بیٹھ کر معتزلہ پر لعنت کرنے لگا اور شوال میں اطلاع آئی کہ سلطان نے ایک عظیم شہر سے جنگ کی ہے جس میں چھ لاکھ دنلیز[1] اور ایک ہزار گرجے تھے۔ اور اس نے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور پانچ لاکھ آدمیوں کو قید کر لیا۔

---

[1] دنلیز۔ اس لفظ کا ترجمہ اور نہ ہی یہ لفظ لغت میں ملا ہے اس لیے ہم نے اصل لفظ ہی عبارت میں لکھ دیا ہے۔ (مترجم)

اور ذوالقعدہ میں بغداد اور دیگر بلادِ عراق میں لوگوں میں شدید وبا پھوٹ پڑی اور دواؤں کے نرخ بڑھ گئے اور مرہندی کم ہوگئی اور موسم گرما میں گرمی بڑھ گئی اور ہوا خراب ہوگئی اور اس ماہ میں ابوالغنائم المعمر بن محمد بن عبید اللہ العلوی کو طالبیوں کی نقابت اور حج اور نا الصافیوں کی ولایت کا خلعت دیا گیا۔ اور اسے الطاہر ذوالمناقب کا لقب دیا گیا اور جماعت میں اس کا حکم نامہ پڑھا گیا۔ اور اس سال اہل عراق نے حج کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابن حزم الظاہری:

امام حافظ' علامہ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب بن صالح بن خلف بن معد بن سفیان بن یزید' مولیٰ یزید بن ابی سفیان صخر بن حرب اموی' آپ کے دادا کی اصل ایران ہے' وہ مسلمان ہوگیا۔ اور مذکور کو پیچھے چھوڑ گیا۔ اور آپ پہلے شخص ہیں جو ان میں سے بلادِ مغرب میں داخل ہوئے ہیں' ان کا شہر قرطبہ تھا۔ یہ ابن حزم وہیں ۳۸۴ھ کے رمضان کے آخر میں پیدا ہوئے۔ اور قرآن پڑھا۔ اور علومِ نافعہ شرعیہ سے اشتغال کیا' اور ان میں مہارت حاصل کی۔ اور اپنے زمانے کے لوگوں سے فوقیت لے گئے۔ اور مشہور کتب تصنیف کیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے چار سو کتابیں تقریباً ۸۰ ہزار اوراق میں لکھی ہیں' آپ ادیب' طبیب' شاعر اور فصیح تھے۔ آپ کی منطق اور طب میں بھی کتابیں ہیں اور آپ وزارت' ریاست' وجاہت اور مال وثروت کے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ شیخ ابو عمر بن عبدالبر النمری کے مصاحب تھے' اور وہ شیخ ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی سے دشمنی رکھتے تھے۔ اور ان دونوں کے درمیان مناظرات ہوئے' جن کا بیان طویل ہے اور ابن حزم اپنے قلم اور زبان سے علماء پر بہت عیب لگاتے تھے' اس بات نے ان کے اہل زمانہ کے دل میں کینہ پیدا کر دیا' اور وہ ہمیشہ کینے پر قائم رہے حتیٰ کہ انہوں نے اپنے بادشاہوں کے ہاں بھی آپ کو مبغوض بنا دیا' اور انہوں نے اپنے ملک سے آپ کو نکال دیا' حتیٰ کہ اس سال کے شعبان میں اپنی بستی میں آپ فوت ہوگئے' آپ کی عمر نوے سال سے متجاوز تھی' اور یہ بڑی عجیب بات ہے کہ آپ فروع میں حیرت ناک ظاہری تھے اور قیاس جلی وغیرہ سے کوئی بات نہ کہتے تھے' اس بات نے علماء کے ہاں آپ کو ہیچ کر دیا' اور آپ کے نظر وتصرف میں بہت غلطی آئی' اور اس کے باوجود آپ اصول اور آیات الصافات اور احادیث الصافات کے باب میں سب لوگوں سے سخت تاویل کرنے والے تھے' اس لیے کہ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم منطق سے وافر حصہ پایا ہے۔ آپ نے اسے محمد بن حسن مذحجی کنانی قرطبی سے حاصل کیا تھا۔ اسے ابن ماکولا اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے' پس باب الصافات میں اس وجہ سے آپ کا حال خراب ہوگیا ہے۔

عبدالواحد بن علی بن برہان:

ابوالقاسم النحوی' آپ نہایت بداخلاق تھے' آپ نے نہ کبھی شلوار پہنی' اور نہ اپنا سر ڈھانکا' اور نہ کسی کی عطاء کو قبول کیا ہے کہ آپ امردوں کو بے دھڑک بوسے دیتے تھے۔

ابن عقیل نے بیان کیا ہے' آپ مرجئہ معتزلہ کے مذہب پر تھے' اور دوزخ میں کفار کے ہمیشہ رہنے کی نفی کرتے تھے' اور کہتے تھے ہمیشہ کا عذاب اسے ہوسکتا ہے جس کی شفاء کا جواز نہ ہو' اور اس کی کوئی وجہ نہیں' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کو اپنی صفت بیان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول خٰلدین فیہا ابدا کی تاویل ابد امن الآباد کرتے تھے۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ ابن برہان' اصحاب احمد کے بارے میں مدح کرتے تھے' اور مسلمانوں کے اعتقاد کی مخالفت کرتے تھے' اس لیے کہ آپ نے اجماع کی مخالفت کی ہے۔ پھر آپ نے ان کی گفتگو اس بارے میں اور دیگر امور میں بیان کی ہے۔ واللہ اعلم

واقعات — ۴۵۷ھ

اِس سال عراقیوں کی ایک جماعت' محافظوں کے ساتھ روانہ ہوئی' مگر وہ چل نہ سکے' تو کوفہ کی طرف واپس آ گئے' اور اس سال کے ذوالحجہ میں مدرسہ نظامیہ کی تعمیر شروع ہوئی اور اس کی وجہ سے الزوایا کے گھاٹ کے بہت سے گھروں اور باب البصرہ کو توڑ دیا گیا۔ اور اس سال تمیم العزیز اور بادیس اور اولا دحماد اور عربوں اور منہاجہ کے مغاربہ اور زنانہ کے درمیان بہت جنگیں ہوئیں' اور بغداد سے النقیب ابوالغنائم نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال عمید الملک الکندری قتل ہوا' اور وہ منصور بن محمد ابونصر الکندری تھا' جو طغرل بیگ کا وزیر تھا۔ وہ پورا ایک سال قید رہا۔ اور جب وہ قتل ہوا تو اسے اٹھا کر اس کے باپ کے پاس کندرہ بستی میں دفن کر دیا گیا جو طرثیث کے صوبے میں ہے' یہ وہ کندرہ نہیں جو قزوین کے قریب ہے' اور سلطان نے اس کے ذخائر واحوال پر قبضہ کر لیا۔ اور وہ ذہین فصیح اور شاعر تھے' اسے بہت فضائل حاصل تھے اور وہ بڑا حاضر جواب تھا' اور جب طغرل بیگ نے اسے خلیفہ کے پاس اس کی بیٹی کو طلب کرنے کے لیے بھیجا' اور خلیفہ نے اس سے انکار کیا' تو اس نے بطورِ مثال شاعر کا شعر پڑھا ۔

''انسان اپنی ہر تمنا کو نہیں پا سکتا''۔

تو وزیر تمام نے اسے جواب دیا ۔

''ہوائیں کشتیوں کی مرضی کے خلاف چلتی ہیں''۔

پس خلیفہ خاموش ہو گیا' اور اس نے اپنا سر جھکا لیا۔ اسے چالیس سال سے کچھ اوپر عمر میں قتل کیا گیا۔ اور اس کے اشعار ہیں ۔

''اگر لوگ میرے مقابلہ سے تنگی میں ہیں تو موت نے لوگوں پر دنیا وسیع کر دی ہے' میں چلتا ہوں تو نقصان رسید خوش شخص میری پیروی کرتا ہے' موتوں کے پیالے کو سب گھونٹ گھونٹ پینے والے ہیں''۔

اور ملک طغرل بیگ نے اسے خوارزم شاہ کی بیوی کو منگنی کا پیغام دینے کا بھیجا تو اس نے اس سے خود نکاح کر لیا۔ پس ملک نے اسے خصی کر دیا۔ اسے اس کے کام پر قائم رہنے کا حکم دیا۔ اور اس کے ذکر کو خوارزم میں دفن کیا گیا۔ اور جب اسے مرد الروز میں قتل کیا گیا تو اس کا خون بہہ پڑا' اور اس کے جسم کو اس کی بستی میں دفن کیا گیا' اور اس کے سر کو اٹھا کر نیشاپور میں دفن کیا گیا' اور

اس کی کھوپڑی کے علیحدہ ہو جانے والے حصے کو کرمان لایا گیا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو جہاں بھی وہ ہوں گے اور جس حال میں بھی ہوں گے ایک مقررہ دن میں جمع کرنے والا ہے۔

واقعات ۔۔۔ ۴۵۸ھ

یوم عاشوراء کو اہل کرخ نے اپنی دوکانیں بند کر دیں' اور عورتوں کو حضرت حسین پر نوحہ کرنے کے لیے بلا لائے' جیسا کہ ان کا پرانا بدعتی دستور ہے۔ جب یہ بات ہوئی تو عوام نے اسے ناپسند کیا' اور خلیفہ ابوالغنائم سے مطالبہ کیا تو اس نے اس پر ملامت کی اور اس نے معذرت کی کہ اسے اس کا علم نہ تھا۔ اور جب اسے اس کا علم ہوا تو اس نے اس کا ازالہ کر دیا۔ اور اہل کرخ اس بات پر معذرت کرتے ہوئے کچہری کی طرف آئے' اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دینے اور بدعات کے نمایاں کرنے پر کفر کا حکم آ گیا۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ ربیع الاوّل میں باب الازج میں ایک بچی پیدا ہوئی جس کے دو سر' دو چہرے' دو گردنیں اور پورے بدن پر چار ہاتھ تھے' پھر وہ مرگئی۔ راوی کا بیان ہے کہ جمادی الآخرۃ میں خراسان میں زلزلہ آیا جو کئی دن رہا' جس سے پہاڑ پھٹ گئے' اور ایک جماعت ہلاک ہوگئی' اور کئی بستیاں دھنس گئیں' اور لوگ صحرا کی طرف چلے گئے اور وہاں قیام پذیر ہو گئے۔ اور نہر یعلی میں آگ لگ گئی' اور ایک سو دکانیں اور چار گھر جل گئے' اور لوگوں کا بہت نقصان ہوا' اور لوگوں نے ایک دوسرے کو لوٹا۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے اور مشہور صحیح بات یہ ہے کہ جامع دمشق میں آگ ۱۵ رشعبان ۴۶۱ھ کو تین سال بعد لگی۔ اور جو بات بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ فاطمی جوان عباسی جوانوں کے ساتھ لڑ پڑے' اور دارالامارۃ الخضراء میں آگ پھینک دی گئی اور وہ جل گیا۔ اور اس کی آگ بڑھتے بڑھتے جامع تک پہنچ گئی' اور اس کی چھت گر پڑی اور خوبصورتی فنا ہوگئی' اور اس کا سنگ مرمر تلف ہوگیا' اور وہ ایک ویران جگہ کی طرح ہوگئی' اور بڑی مضبوطی پختگی اور صحن کی عمدگی اور مجالس کی پاکیزگی' اور خوش منظری کے بعد مٹی کا ایک ڈھیر بن گئی اور ہمارے اس زمانے تک اس کے نامناسب مقام ہونے کی وجہ سے اس میں صرف کمینے اور گھٹیا لوگ رہتے ہیں۔ حالانکہ جب سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے اس کی بنیاد رکھی تھی' وہ دارالخلافہ اور دارالامارۃ تھی۔ اور روئے زمین پر جامع اموی سے خوبصورت اور خوش منظر کوئی چیز نہیں تھی' حتیٰ کہ وہ جل کر طویل مدت تک ویران رہی۔ پھر بادشاہوں نے اس کی تجدید ومرمت کی۔ حتیٰ کہ العادل بن ابی بکر کے زمانے میں اسے فرش لگایا گیا۔ اور وہ ہمارے آج کے زمانے تک اس کے نشانات کی خوبصورت میں لگے رہے' اور وہ ہر چیز میں پہلی حالت کے مماثل ہوگئی ہے۔ اور امیر سیف الدین تنکز بن عبداللہ ناصری کے زمانے ۷۳۰ھ تک اور اس سے پہلے اور اس کے تھوڑا عرصہ بعد تک اس میں ہمیشہ خوبصورتی کا کام ہوتا رہا ہے۔

اور اس سال بغداد میں نرخ بہت ارزاں ہو گئے' اور دجلہ میں بڑی کمی ہوگئی۔ اور اس سال ملک الپ ارسلان نے اپنے بعد اپنے بیٹے ملک شاہ کے لیے بادشاہی کا عہد لیا۔ اور وہ نوکروں کے ساتھ اس کے آگے آگے چلا' اور اُمراء اس کے آگے چلتے

تھے۔ اور وہ جشن کا دن تھا۔ اور اس سال نور الہدیٰ ابو طالب الحسین بن نظام الحضر تین الزینبی نے لوگوں کو حج کروایا اور مکہ کے چند دن تین رہا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن الحسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ ابوبکر البیہقی آپ کی تصانیف مشہور ہیں۔ آپ ۳۸۴ھ میں پیدا ہوئے' اور آپ اپنے زمانے میں اتقان و حفظ اور فقہ و تصنیف میں یکتا تھا۔ اور آپ فقیہ' محدث اور اصولی تھے۔ آپ نے الحاکم ابوعبداللہ نیشا پوری سے علم سیکھا۔ اور دوسروں سے بہت کچھ سماع کیا۔ اور بہت سی فائدہ مند اشیاء کو اکٹھا کیا کہ ان کی مثل کی طرف سبقت نہیں ہوئی اور نہ کسی نے انہیں پایا ہے۔ ان میں سے ایک کتاب السنن الکبیر ہے' اور نصوص الشافعی دس جلدوں میں ہے۔ اور السنن الصغیر' الآثار' المدخل' الآداب' شعب الایمان' الاخلاقیات' دلائل النبوۃ' البعث والنشور وغیرہ چھوٹی بڑی مفید تصانیف ہیں' جن کا نہ مقابلہ کیا جا سکتا ہے' اور نہ ان کا لگا کھایا جا سکتا ہے' اور آپ درویش تھے اور دُنیا سے کم حصہ رکھتے تھے' بہت عبادت گزار اور متقی تھے۔ آپ نے نیشا پور میں وفات پائی' اور آپ کے تابوت کو اس سال کے جمادی الاولیٰ میں لایا گیا۔

الحسن بن غالب:

ابن علی بن غالب بن منصور بن صعلوک' ابو علی تمیمی' آپ ابن المبارک المقری کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نے ابن سمعون کی مصاحبت کی' اور قرآن کو حروف پر پڑھا جن پر آپ کو ملامت کی گئی۔ اور عمداً یہ خط یا خطاً آپ کے جھوٹ کا بھی تجربہ ہوا' اور بہت سی روایت میں متہم ہوئے۔ اور ابوبکر قزوینی بھی آپ کے ملامت کرنے والوں میں شامل تھے۔ اور آپ کے متعلق حروف منکرہ کے نہ پڑھانے کا محضر لکھا گیا۔

ابو محمد سمرقندی نے بیان کیا ہے کہ آپ کذاب تھے' آپ نے ۸۲ سال کی عمر میں وفات پائی' اور ابراہیم الحربی کے پاس دفن ہوئے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ابوالفتح نصر بن محمد العمری المروزی سے فقہ سیکھی' پھر حدیث کا آپ پر غلبہ ہو گیا' اور اس سے آپ مشہور ہوئے۔ اور اس کی طلب میں سفر کیا۔

قاضی ابو یعلیٰ بن الفرا الحنبلی:

محمد بن الحسن بن محمد بن خلف بن احمد العزا' القاضی ابو لیلیٰ شیخ الحنابلہ اور فروع میں ان کے مذہب کو تیار کرنے والا' آپ محرم ۳۸۰ھ میں پیدا ہوئے' اور حدیث کا بہت سماع کیا۔ اور ابن حبابہ سے روایت کی۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ سادات' علمائے ثقات میں سے تھے' آپ نے ابن ماکولا اور ابن الدامغانی کے پاس شہادت دی تو دونوں نے اسے قبول کیا' اور آپ نے حریم خلافت کے فیصلے کے متعلق غور و فکر کرنے کا کام سنبھالا' اور آپ فقہ میں امام تھے۔ اور امام احمد کے مذہب کے بارے میں آپ کی بہت سی خوبصورت تصانیف ہیں' اور آپ نے کئی سال پڑھایا'

اور فتویٰ دیا' اور آپ کے اصحاب اور آپ کی تصانیف پھیل گئیں۔ اور آپ امامت' فقہ' صدق' حسن اخلاق' تعبد' تقشف' خشوع' حسن ارادہ اور لایعنی باتوں سے خاموشی اختیار کرنے کے جامع تھے۔

آپ نے اس سال کے ۲۰ رمضان کو ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی' اور قضاۃ و اعیان آپ کے جنازے میں جمع ہوئے' اور وہ گرم دن تھا۔ اور آپ کے جنازے کا اتباع کرنے والوں میں سے بعض نے افطار کیا۔ اور آپ نے بیٹوں میں سے عبیداللہ' ابوالقاسم' ابوالحسین' اور ابو حازم کو چھوڑا۔ اور ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا' اور پوچھا اللہ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ آپ نے فرمایا' اس نے مجھ پر رحم فرمایا اور بخش دیا۔ اور میری عزت کی' اور میرا مقام بلند کیا۔ اور آپ اپنی انگلی سے اسے گننے لگے' اس نے پوچھا' علم سے؟ آپ نے فرمایا' بلکہ صدق سے۔

ابن سیدہ:

لغت میں المحکم کا مؤلف' ابوالحسین علی بن اسماعیل المرسی' آپ لغت میں حافظ امام تھے اور نابینا تھے۔ آپ نے عربی کا علم اپنے باپ سے حاصل کیا' اور آپ کا باپ بھی اندھا تھا' اور آپ نے ابوالعلاء ساعد البغدادی سے اشتغال کیا۔ آپ کی کتاب المحکم متعدد جلدوں میں ہے۔ اور آپ نے حماسہ کی شرح چھ جلدوں میں کی ہے' وغیرہ ذلک' اور آپ نے ابو عبید کی کتاب شیخ ابو علی الطملنکی کو اپنے حفظ سے بیان کیا جس سے لوگ حیران رہ گئے۔ اور جو آپ پڑھتے تھے' شیخ کتاب سے اس کا مقابلہ کرتا جاتا تھا۔ پس لوگوں نے اس کی قراءت کو آپ کے حفظ سے سنا۔

آپ نے اس سال ربیع الاوّل میں ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی' اور بعض نے آپ کی وفات ۴۴۸ھ میں بیان کی ہے' اور پہلا قول اصح ہے۔ واللہ اعلم

واقعات ــــ ۴۵۹ھ

اِس سال ابوسعید المتوفی ملقب بہ شرف الملک نے بغداد میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مزار تعمیر کرایا' اور اس پر ایک گنبد بنایا' اور اس کے سامنے ایک مدرسہ بنایا اور ابوجعفر حضرت امام ابوحنیفہؒ کی زیارت کو آیا تو اس نے یہ اشعار پڑھے ؎

''کیا تو نے دیکھا نہیں کہ علم ضائع ہو چکا تھا' اور اس لحد میں جو شخص پوشیدہ ہے' اس نے اسے اکٹھا کیا' اسی طرح یہ زمین بھی مردہ تھی' اور اسے العمید ابوسعد کی سخاوت نے زندہ کیا ہے''۔

اور اس سال گرم ہوا چلی' جس کی وجہ سے بہت سی مخلوق مر گئی' اور اطلاع آئی کہ بغداد میں لیموں کے بہت سے درخت تباہ ہو گئے ہیں۔ اور اس میں حضرت معروف کرخیؒ کی قبر جل گئی۔ اور اس کا سبب یہ ہوا کہ نگران نے اپنی بیماری کے لیے آتشِ جو پکایا تو آگ بڑھ کر لکڑیوں کو جا لگی' اور مزار جل گیا۔ اور اس سال دمشق' حلب' حران اور خراسان کے تمام مضافات میں ہلاکت اور گرانی ہو گئی' اور چوپائے بھی ہلاک ہوئے۔ ان کے سر اور آنکھیں پھول جاتیں' حتیٰ کہ لوگ جنگلی گدھوں کو ہاتھوں سے پکڑنے لگے' اور وہ ان کے کھانے کو ناپسند کرتے تھے۔

ابن جوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے کہ ۱۰؍ذوالقعدہ کو ہفتہ کے روز العمید ابوسعد نے لوگوں کو اکٹھا کیا کہ وہ بغداد میں نظامیہ کے درس میں شامل ہوں۔ اور اس کی تدریس و مشیخت کے لیے ابواسحاق شیرازی کو مقرر کیا‘ پس جب لوگ پوری طرح اکٹھے ہو گئے تو ابواسحاق درس دینے آئے‘ تو آپ کو ایک نوجوان فقیہ ملا‘ اور کہنے لگا‘ اے میرے آقا! آپ ایک غصب شدہ جگہ پر پڑھانے جا رہے ہیں؟ سو ابواسحاق حاضر ہونے سے رک گئے اور اپنے گھر واپس آ گئے۔ اور شیخ ابونصر الصباغ کو مقرر کیا گیا تو انہوں نے درس دیا اور جب نظام الملک کو یہ اطلاع ملی‘ تو وہ العمید سے ناراض ہوا‘ اور ابواسحاق کو پیغام بھیجا‘ اور اسے اس سال کے ذوالحجہ میں نظامیہ کی تدریس پر واپس کیا اور آپ اس میں فرض نماز نہیں پڑھتے تھے۔ بلکہ کسی مسجد میں جا کر پڑھتے تھے‘ کیونکہ انہیں اطلاع ملی تھی کہ یہ جگہ غصب شدہ ہے۔ اور ابن الصباغ نے اس میں بیس دن پڑھایا پھر ابواسحاق اس کی طرف واپس آ گیا۔

اور اس سال کے ذوالقعدہ میں الصلیحی امیر یمن اور امیر مکہ کو قتل کر دیا گیا‘ اسے ایک امیر یمن نے قتل کیا۔ اور القائم بامر اللہ عباسی کا خطبہ دیا۔ اور اس سال ابوالغنائم النقیب نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

محمد بن اسماعیل بن محمد:

ابوعلی طرسوی‘ اور آپ کو عراقی بھی کہا جاتا ہے‘ کیونکہ آپ نے وہاں طویل عرصہ قیام کیا ہے‘ آپ نے ابوطاہر المخلص سے حدیث کا سماع کیا‘ اور ابومحمد الباقی سے فقہ سیکھی۔ پھر ابوحامد اسفرائنی سے سیکھی‘ اور طرسوس شہر کے قاضی بنے‘ اور آپ سرکردہ فضلاء اور فقہاء میں سے تھے۔

واقعات ــــ ۴۶۰ھ

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ جمادی الاولیٰ میں فلسطین میں زلزلہ آیا‘ جس نے رملہ شہر کو تباہ کر دیا‘ اور رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے کنگرے گرا دیے اور وادی الصفر اور خیبر میں چلا گیا‘ اور زمین‘ مال کے بہت سے خزانوں سے پھٹ گئی‘ اور اسے الرحبہ اور کوفہ تک محسوس کیا گیا‘ اور ایک تاجر کا خط آیا‘ جس میں اس زلزلہ کا ذکر تھا‘ اور اس نے اس میں بیان کیا کہ رملہ کا سب شہر دھنس گیا ہے۔ اور فقط دو گھر بچے ہیں‘ اور اس کے ۱۵ ہزار باشندے ہلاک ہو گئے ہیں۔ اور صخرہ بیت المقدس پھٹ گیا۔ اور پھر دوبارہ جڑ گیا ہے۔ اور سمندر ایک دن کی مسافت کے مطابق زمین میں دھنس گیا۔ اور پانی کی جگہ جواہر وغیرہ نمودار ہو گئے۔ اور لوگ اس جگہ داخل ہو کر اُٹھانے لگے تو سمندر ان پر پلٹ پڑا۔ اور اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ اور ۱۵؍ جمادی الآخرۃ کو اس قادری اعتقاد کو پڑھا گیا‘ جس میں اہل سنت کے مذہب کو بیان کیا گیا ہے۔ اور اہل بدعت کو ملامت کی گئی ہے۔ اور ابومسلم اللیثی البخاری نے حاضرین کی جماعت کو ابن خزیمہ کی کتاب التوحید سنائی‘ اور وزیر ابن جہیر‘ اور فقہاء اور اہل کلام

کی موجودگی میں بیان کیا ہے اور انہوں نے موافقت کا اعتراف کیا۔ پھر قادری اعتقاد الشریف ابوجعفر بن المقتدری باللہ کو باب البصرہ میں سنایا گیا' اس لیے کہ اس نے اسے اس کے مصنف خلیفہ القادر باللہ سے سنا تھا۔

اور اس سال خلیفہ نے اپنے وزیر ابونصر محمد بن جہیر ملقب بہ فخر الدولہ کو معزول کر دیا۔ اور اسے بہت سی باتوں پر ملامت کا پیغام بھیجا' تو اس نے ان سے معذرت کی' اور نرمی اور تذلل اختیار کیا' تو اسے جواب دیا گیا کہ وہ جس طرف جانا چاہتا ہے چلا جائے' تو اس نے ابن مزید کو منتخب کیا' اور اس کے اصحاب نے اپنی املاک کو فروخت کیا اور اپنی عورتوں کو طلاق دے دی۔ اور وہ اپنے اہل واولاد کو لے کر کشتی میں سوار ہوئے آیا' تاکہ وہاں الحلۃ کی طرف چلا جائے۔ اور لوگ اس کے رونے کی وجہ سے رو رہے تھے۔ پس جب وہ دارالخلافہ کے پاس سے گزرا' تو اس نے کئی دفعہ زمین کو بوسہ دیا' اور خلیفہ کھڑکی میں بیٹھا تھا' اور وزیر کہہ رہا تھا' اے امیرالمؤمنین! میرے بڑھاپے اور میری وطن سے دوری اور میری اولاد پر رحم کیجئے تو اسے آئندہ سال دبیس بن مزید کی سفارش پر دوبارہ وزارت دے دی گئی' اور شعراء نے اس کی مدح کی' اور لوگ وزارت کی طرف اس کی واپسی سے خوش ہوئے' اور وہ جشن کا دن تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

عبدالملک بن محمد بن یوسف بن منصور:

ملقب بہ شیخ الاجل' آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے' اور اچھے کاموں کی طرف سبقت کرنے' اور اہل بدعت پر سختی اور لعنت کرنے کے ساتھ ساتھ اہلسنّت کے ساتھ احسانات کرنے' اور مستور الحال لوگوں کو تلاش کر کے' ان سے نیکی وصدقہ کرنے' اور اسے مقدور بھر پوشیدہ رکھنے میں اپنے زمانے کے یکتا آدمی تھے' اور آپ کا یہ عجیب واقعہ ہے کہ آپ ہر روز ایک شخص کو دس دینار دیتے تھے اور ابن رضوان انہیں آپ کے ساتھ لکھا کرتا تھا۔ اور جب شیخ فوت ہو گیا تو اس شخص نے آ کر ابن رضوان کو کہا کہ شیخ جو کچھ تجھے دیا کرتے تھے' مجھے دو' ابن رضوان نے اسے کہا' وہ فوت ہو چکے ہیں اور میں تجھے کچھ نہیں دوں گا' تو وہ شخص شیخ الاجل کی قبر پر آیا' اور اس نے کچھ قرآن پڑھا اور اس کے لیے رحم کی دُعا کی' پھر وہ مڑا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کاغذ پر دس دینار پڑے ہیں تو وہ انہیں لے کر ابن رضوان کے پاس آیا اور اپنا ماجرا سنایا۔ اس نے کہا' یہ اس روز مجھ سے آپ کی قبر کے پاس گر گئے تھے' انہیں لے لو اور ہر روز مجھ سے اتنے دینار لے لیا کرنا۔

آپ نے ۱۵ رمحرم کو ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی' اور آپ کی وفات کا دن قیامت کا دن تھا۔ اس قدر مخلوق حاضر ہوئی جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ رحمہ اللہ

ابوجعفر محمد بن الحسن طوسی:

فقیہ الشیعہ' آپ مزارِ علی میں دفن ہوئے' اور جب آپ کے گھر اور کتابوں کو کرخ میں ۴۴۸ھ میں جلایا گیا تو آپ اس وقت سے اس سال کے محرم تک وہاں مجاور رہے۔ اور وفات پا کر وہیں دفن ہوئے۔

واقعات ـــــ ۴۶۱ھ

اس سال ۱۵/شعبان کو جامع دمشق میں آگ لگ گئی اور اس کا سبب یہ ہوا کہ فاطمیوں اور عباسیوں کے غلاموں نے جھگڑا کیا اور دارالملک نصر اللہ میں جو قبیلہ کی جہت سے جامع سے ملحق تھا، آگ لگ گئی اور وہ جل گیا اور آگ جامع تک آ گئی، اور اس کی چھت گر گئی، اور اس کے سنہری نگینے بکھر گئے، اور اس کے نشانات بدل گئے، اور وہ رنگ دار پتھر جن کے ٹکڑوں کو جوڑ کر مختلف شکلیں بنائی جاتی ہیں، اس کی زمین اور دیواروں سے اُکھڑ گئے، اور دوسرے پتھروں سے بدل گئے، اور اس کے سب چھت سنہری تھے۔ اور ان کے اوپر جملونات[1] تھے اس کی دیوار میں سنہری رنگدار اور مصور تھیں، جن میں تمام دنیا کے شہر تھے کہ جب انسان چاہتا کہ وہ کسی صوبے یا شہر میں آرام پائے تو وہ اسے جامع میں اسی طرح مصور پاتا، اور وہ اس کی طرف سفر نہ کرتا، اور نہ اس کی تلاش میں سفر کی مشقت اٹھاتا، اور اسے کعبہ کے نزدیک پاتا، اور مکہ محراب کے اوپر تھا، اور شہر شرقاً غرباً تھے۔ ہر صوبہ اپنی مناسب جگہ پر تھا۔ اور اس میں ہر پھلدار اور غیر پھلدار درخت کی تصویر تھی، اور اس میں اس کے شہر اور اوطان مشکل تھے۔ اور اس کے صحن کی طرف کھلنے والے دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے تھے۔ اور دیواروں کی بنیاد سے ان کے ۳/۱ حصے تک پردے تھے اور بقیہ دیواریں رنگین پتھروں کی تھیں، اور اس کی ساری زمین رنگین پتھروں کی تھی۔ اس میں پتھر کے چوکوں کا فرش نہ تھا اور دنیا میں اس سے خوبصورت عمارت نہ تھی، نہ بادشاہوں کے محلات اور نہ کوئی اور عمارت، پھر جب اس میں یہ آگ لگی، تو صورتِ حال بالکل بدل گئی اور سردی کے موسم میں اس کی زمین مٹی اور گرمی کے موسم میں غبار بن گئی، گڑھے پڑ گئے اور وہ اسی طرح رہی، حتیٰ کہ العادل ابوبکر بن ایوب کے زمانے میں ہجرت کے چھ سوسال بعد اُسے پتھر کے چوکوں کا فرش لگایا گیا۔ اور جو سنگ مرمر اور نگینے اور لکڑیاں وغیرہ اس سے گری تھیں، انہیں چار مزاروں پر رکھ دیا گیا، حتیٰ کہ کمال الدین الشہر زوری العادل نورالدین محمود بن زنگی کے زمانے میں اس سے فارغ ہوا۔ جب اس نے اسے قضاء اور سارے اوقاف کی نگرانی کے ساتھ اس کی نگرانی کا کام بھی اُسے سپرد کیا، اور اس نے دارالضرب کی بھی نگرانی کی، اور ہمارے اس زمانے تک ایک بادشاہ ہمیشہ ہی اس کے محاسن میں تجدید کرتے رہے ہیں۔ پس تنکیز نائب شام کے زمانے میں اس کی حالت ٹھیک ہو گئی۔ اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ہم نے ۴۵۸ھ میں جو کچھ بیان کیا ہے ابن جوزی نے اس کی تاریخ بیان کی ہے اور ابن الساعی نے بھی اس سال میں ان کی پیروی کی ہے۔ اور اسی طرح ہمارے شیخ مؤرخ اسلام الذہبی اور کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے۔

اور حنابلہ، شیخ ابوالرمان بن عقیل، جو ان کے بڑے آدمیوں میں سے تھے، پر ابوعلی بن محمد متکلم معتزلی کے پاس آنے جانے کی وجہ سے ناراض ہوئے۔ اور ان پر اعتزال کی تہمت لگائی، اور وہ اس کے پاس اس لیے آئے تھے کہ اس کے مذہب کے علم کا احاطہ کریں، لیکن خواہشات نے ان کو تنگ کر دیا، اور انہیں اچھو آیا، قریب تھا کہ اس کے ساتھ ان کی جان نکل جائے۔ اور اس

---

[1] جملونات، یہ لفظ بھی لغت میں موجود نہیں، اس لیے اس کا ترجمہ نہیں ہو سکا۔ اور ہم نے اس لفظ ہی کو ترجمہ میں لکھ دیا ہے۔ (مترجم)

میں اس کے ساتھ کھیلا ہوگا۔ اور آپ کے اور ان کے درمیان طویل جنگیں ہوئیں' اور ان کی وجہ سے ان کی ایک جماعت نے تکلیف پائی اور ۴۶۵ھ تک ان کے درمیان جنگ ہوتی رہی' پھر انہوں نے بڑے جھگڑے کے بعد باہم صلح کر لی۔

اور اس سال دجلہ میں ۲۱ ہاتھ پانی بڑھ گیا حتیٰ کہ پانی حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مزار میں داخل ہو گیا' اور اس سال خبر آئی کہ افشین بلادِ روم میں داخل ہوا حتیٰ کہ عموریہ تک پہنچ گیا اور اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور بہت سے اموال غنیمت میں حاصل کیے۔ اور اس سال کوفہ میں بہت ارزانی ہوئی' حتیٰ کہ مچھلی ایک جمعہ میں چالیس رطل فروخت ہوئی' اور اس سال ابوالغنائم علوی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الفورانی مؤلف الابانۃ:

ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن فوران الفورانی المروزی' امام الشافعیہ اور مصنف الابانۃ جس میں وہ نقولِ غریبہ' اور وہ اقوال و وجوہات پائی جاتی ہیں جو صرف اسی میں پائی جاتی ہیں' آپ اصول و فروع کے ماہر تھے' آپ نے القفال سے فقہ سیکھی' اور امام حرمین آپ کے پاس حاضر ہوئے' اور آپ چھوٹے تھے' اور آپ نے ان کی طرف التفات نہ کیا' جس سے ان کے دل میں رنج پیدا ہوا اور وہ الفہایۃ میں آپ کی بہت غلطیاں نکالتے تھے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ جب بھی النہایہ میں آپ نے کہا ہے کہ بعض مصنفین نے اس طرح کہا ہے اور اس میں غلطی کی ہے' اور اس کی عیب گیری شروع کی ہے۔ اس سے آپ کی مراد ابوالقاسم الفورانی ہوتے ہیں۔ الفورانی نے اس سال کے رمضان میں مرو میں ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی ہے۔ اور آپ کے شاگرد ابوسعد عبدالرحمٰن بن محمد المامون المصری مدرسِ نظامیہ نے ابواسحاق کے بعد ابن الصباح سے قبل اور اس کے بعد بھی الابانۃ پر کتاب لکھی ہے۔ اور اس کا نام تتمۃ الابانۃ رکھا ہے۔ اس میں آپ کتاب الحدود تک پہنچے ہیں اور اس کی تکمیل سے قبل ہی فوت ہو گئے ہیں۔ اور اسد العجلی وغیرہ نے اسے مکمل کیا ہے' وہ نہ اس کو پہنچ سکے ہیں اور نہ اس کے گرد گھوم سکے ہیں۔ اور انہوں نے اس کا نام تتمۃ التتمہ رکھا ہے۔

واقعات ــــ ۴۶۲ھ

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس سال کے حوادث میں سے یہ بھی ہے کہ ۱۱/ جمادی الاولیٰ بمطابق ۲۸/ مارچ منگل کے روز تین بجے' رملہ اور اس کے مضافات میں عظیم زلزلہ آیا۔ اور اس کا اکثر حصہ تباہ ہو گیا' اور اس کی فصیل گر گئی۔ اور بیت المقدس اور نابلس پر بھی یہ تباہی چھا گئی اور ایلیاء زمین میں دھنس گیا۔ اور سمندر کناروں سے ہٹ گیا' حتیٰ کہ اس کی زمین نمودار ہوگئی' اور لوگ اس میں چلنے لگے' وہ پھر واپس آیا اور بدل گیا اور جامع مصر کا ایک کونہ گر گیا' اور اس زلزلہ کے پیچھے دو زلزلے اسی وقت آئے اور اس سال شاہ روم قسطنطنیہ سے تین لاکھ جانبازوں کے ساتھ شام گیا اور منبج میں اُترا' اور منبج اور ارض

روم کے درمیان جو بستیاں تھیں' اس نے انہیں جلایا' اوران کے مردوں کو قتل کر دیا' اوران کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا۔ اور مسلمان حلب وغیرہ میں اس سے سخت خوفزدہ ہو گئے۔ اس نے سولہ دن قیام کیا۔ پھر اللہ نے اسے ذلت اور حسرت کے ساتھ واپس کر دیا۔ اور اس کی واپسی اس وجہ سے ہوئی کہ اس کے پاس غلہ کم تھا' اوراس کی اکثر فوج بھوک سے ہلاک ہو گئی تھی۔

اور اس سال امیر مکہ کو خرچ کی تنگی ہوئی تو اس نے کعبہ کے پردوں' پرنالے' اور باب کعبہ سے سونا اتار لیا اور اس کے درہم ودینار ڈھال لیے۔ اور حاکم مدینہ نے بھی مسجد نبویؐ کی قندیلوں کے ساتھ یہی کچھ کیا' اوراس سال مصر میں شدید گرانی ہو گئی' اورانہوں نے مردے اور کتے کھائے۔ اور کتا پانچ دینار میں فروخت ہوتا تھا۔ اور بہت سے گھوڑے اور چوپائے مر گئے۔ اورایک روز وزیر اپنے خچر سے اُترا تو غلام بھوک کی کمزوری کی وجہ سے اس سے غافل ہو گیا تو تین آدمیوں نے خچر کو پکڑ کر ذبح کیا' اوراسے کھا گئے' پس انہیں گرفتار کر کے صلیب دیا گیا۔ اور جونہی صبح ہوئی' ان کی ہڈیاں ننگی تھیں۔ لوگ ان کے گوشت کو لے کر کھا گئے' اورایک شخص کا پتہ چلا کہ وہ بچوں اور عورتوں کو قتل کرتا ہے اوران کے سروں اور ہاتھ پاؤں کو دفن کر دیتا ہے اوران کے گوشت کو فروخت کرتا ہے' پس اسے قتل کیا گیا' اوراس کا گوشت کھایا گیا۔ اور بدو کھانا لاتے تھے اوراسے شہر کے باہر فروخت کر دیتے تھے' اور شہر میں داخل ہونے کی جرأت نہ کرتے تھے کہ ان کو لوٹ نہ لیا جائے۔ اور کوئی شخص اپنا مردہ دن کو دفن کرنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ اور وہ اسے رات کو خفیہ طور پر دفن کرتا تھا تا کہ اُسے اُکھیڑ کر کھایا نہ جائے۔ اور حاکم مصر محتاج ہو گیا' حتیٰ کہ اس نے ان نفیس چیزوں کو فروخت کیا جو اس کے پاس تھیں۔ جن میں سے گیارہ ہزار زرہیں' بیس ہزار آراستہ تلواریں' اور اسی ہزار بڑے بلور کے ٹکڑے' اور ۷۵ ہزار قدیم دیباج کے ٹکڑے بھی تھے۔ اور عورتوں اور مردوں کے کپڑے نہایت ارزاں قیمت پر فروخت ہوئے اور اسی طرح املاک بھی فروخت ہوئیں' اوران میں سے کچھ چیزیں خلیفہ کی تھیں' جو بغداد سے البساسیری کی جنگ میں لوٹی گئی تھیں۔

اوراس سال ملک الپ ارسلان کی طرف سے خلیفہ کی جانب تقادم آیا' اوراس میں دراہم ودنانیر پر خلیفہ کے ولی عہد بیٹے کا نام تھا' اوران کے بغیر لین دین منع تھا۔ اور جس پر نام ڈھالا گیا اسے امیری کا نام دیا گیا۔ اوراس سال حاکم مکہ کا خط ملک الپ ارسلان کی طرف آیا' اور وہ خراسان میں تھا۔ اوراس نے اسے اطلاع دی کہ مکہ میں القائم بامر اللہ اور سلطان کا خطبہ شروع کر دیا گیا ہے' اور مصریوں کا خطبہ ختم کر دیا گیا ہے۔ اوراس نے اس کی طرف تین ہزار دینار' اورایک قیمتی خلعت بھیجا۔ اور ہر سال اس کے لیے دس ہزار دینار کا وظیفہ جاری کر دیا۔ اوراس سال عمید الدولہ ابن جہیر نے رَی میں نظام الملک کی بیٹی سے نکاح کیا۔ اور ابوالغنائم علوی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الحسین بن علی:

ابن محمد ابوالجواہر الواسطی' آپ نے لمبا زمانہ بغداد میں سکونت کی' اورآپ شاعر' ادیب' اور ظریف تھے۔ آپ ۳۵۲ھ

میں پیدا ہوئے' اور اس سال ایک سو دس سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اور آپ کے اچھے اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں

''ہائے اس کی باتوں پر میرا افسوس کرنا' حالانکہ اس نے میرے ساتھ بدعہدی کی ہے۔ اور اس کی قسم' جس نے مجھے اس کا وقف بنا دیا ہے کہ جب بھی میرے دل میں اس کا خیال آیا ہے اس نے مجھے حیران کر دیا ہے۔

محمد بن احمد بن منہل:

جو ابن بشران نحوی واسطی کے نام سے مشہور ہیں' آپ ۳۸۰ھ میں پیدا ہوئے' آپ ادب کے عالم تھے' اور لغت میں سفر آپ پر ختم ہو جاتا تھا۔ آپ کے اچھے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں

''اے محلات کے بلند کرنے والے' آہستگی اختیار کر' بس کر' نوجوان کا محل موت ہے' محلات والوں کی جمعیت کبھی اکٹھی نہیں ہوئی' مگر وہ جلد ہی پراگندہ ہو جاتے ہیں' زندگی ایک منتقل ہونے والا سایہ ہے اسے ثبات نہیں ہے''۔

پھر کہتے ہیں

''انہیں چھوڑ دے' دنیا مجھے بھی چھوڑنے والی ہے' اور میں چلا جاؤں گا۔ اور ان کی یاد کے سوا میری کوئی حاجت نہیں۔ اور میں نے کہا' اے میری لذت' ان کی جدائی سے جدا ہو جا' گویا ان کے بعد میری زندگی کی صفائی کدورت ہو گئی۔ اور اگر میرے دل کو ان کی اُمید کا بھلاوا نہ ہوتا تو اگر وہ اونٹوں کو ہانکتے' تو میں اسے پھٹا ہوا پاتا۔ اے جدائی کی گھڑی تو ہی قریب آنے والی قیامت ہے۔ اے سوزش ہجر' تو ہی بھڑکنے والی آگ ہے۔ کاش جدائی کے روز ان کے اونٹ ذبح ہو جاتے' اور میں جنگل میں انہیں درندوں کو دیتا''۔

پھر کہتے ہیں

میں نے ساری مخلوق میں دوست تلاش کیا۔ دوست پانے میں میری تلاش درماندہ ہو گئی۔ ہاں جسے مجازاً صدیق (دوست) کہا جائے' اور وہ وداد کے مفہوم میں صدوق نہیں ہوتا' بس میں نے عالمین کی محبت کو تین طلاقیں دے دی ہیں' اور میں بھی خودداری کی قید کی وجہ سے طلاق یافتہ ہو گیا ہوں''۔

اور اس سال شاہِ رُوم ارمانوس' پہاڑوں کی مانند' رومی' کرخی اور فرنگی فوجوں کے ساتھ بڑے ساز وسامان اور تیاری کے ساتھ آیا۔ اور اس کے ساتھ ۳۵ ہزار جرنیل تھے۔ اور ہر جرنیل کے ساتھ دو لاکھ سوار تھے' اور اس کے ساتھ ۳۵ ہزار فرنگی تھے۔ اور قسطنطنیہ میں رہنے والے ۱۵ ہزار جنگجو تھے۔ نیز اس کے ساتھ ایک لاکھ کاموں میں گھس جانے والے اور کھدائی کرنے والے تھے' اور ایک ہزار روزگاری تھے' اور اس کے ساتھ چار سو چھکڑے نعل اور میخیں اُٹھائے ہوئے تھے۔ اور دو ہزار چھکڑے' ہتھیار' زینیں اور مجانیق اور گوپھن اُٹھائے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک منجنیق کئی ہزار اور دو سو کجاووں کی تھی' اور اس کا ارادہ یہ تھا۔ خدا اس کا بھلا نہ کرے' کہ وہ اسلام اور اہل اسلام کو نیست ونابود کر دے۔ اور اس نے شہروں کو حتیٰ کہ بغداد کو بھی اپنے جرنیلوں کی جاگیر میں دے دیا تھا۔ اور بغداد کے نائب نے خلیفہ سے بھلائی کا عہد لیا' تو اس نے اسے کہا' اس شیخ سے نرمی کرنا وہ ہمارا

دوست ہے۔ پھر جب عراق وخراسان کی حکومتیں ان کے لیے ہموار ہو جائیں گی' تو وہ یکبارگی شام اور اہل شام پر حملہ کر دیں گے اور اسے مسلمانوں کے قبضے سے واپس لے لیں گے اور تقدیر کہہ رہی تھی (تیری زندگی کی قسم' وہ اپنی مدہوشی میں بہک رہے ہیں) پس سلطان الپ ارسلان نے اپنی بیس ہزار فوج کے ساتھ ۲۵ رذوالقعدہ کو بدھ کے روز الزہوۃ مقام پر اس سے ملاقات کی' اور سلطان شاہ روم کی فوج کی کثرت سے ڈر گیا تو فقیہ ابونصر محمد بن عبدالملک بخاری نے اسے مشورہ دیا کہ جنگ کا وقت جمعہ کے روز' زوال کے بعد ہو' جب خطیب مجاہدین کے لیے دُعا کر رہے ہوں۔ پس جب وہ وقت آیا' تو فریقین آمنے سامنے کھڑے ہو گئے' اور جوانوں نے ایک دوسرے کا سامنا کیا' اور سلطان نے گھوڑے سے اتر کر اللہ کو سجدہ کیا' اور اپنے چہرے کو مٹی میں رگڑا' اور اللہ سے دعا کی' اور اس سے مدد مانگی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مدد اُتاری' اور ان کی مشکیں انہیں دے دیں' اور انہوں نے ان سب سے بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ اور ان کا بادشاہ ارمانوس قید ہو گیا۔ اسے ایک رومی غلام نے قید کیا۔ اور جب اسے ملک الپ ارسلان کے سامنے کھڑا کیا گیا' تو اس نے اسے اپنے ہاتھ سے تین کوڑے مارے' اور کہنے لگا کہ اگر میں تیرے سامنے قیدی ہو کر کھڑا ہوتا تو تو کیا کرتا؟ اس نے کہا' ہر برا کام کرتا' اس نے کہا' تیرا میرے متعلق کیا خیال ہے؟ اس نے کہا' یا تو تو مجھے قتل کر کے اپنے ملک میں مجھے رسوا کرے گا اور یا تو معاف کر دے گا' اور میرا فدیہ لے کر مجھے واپس کر دے گا۔ اس نے کہا' میں نے عفو وفدیہ کے سوا کوئی ارادہ نہیں کیا تو اس نے ایک کروڑ پانچ لاکھ دینار اپنا فدیہ دیا اور وہ ملک الپ ارسلان کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے اسے پانی پلایا' اور اس نے اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا' اور اجلال واکرام کی خاطر خلیفہ کی جہت سے بھی زمین کو بوسہ دیا۔ اور ملک الپ ارسلان نے اسے دس ہزار دینار تیاری کرنے کے لیے دیئے۔ اور اس نے اس کے ساتھ جرنیلوں کی ایک جماعت کو بھی آزاد کر دیا' اور ایک فرسخ تک اس کی مشایعت کی' اور اس کے ملک تک اس کی حفاظت کے لیے اس کے ساتھ فوج بھیجی اور ان کے ساتھ جھنڈا بھی تھا جس پر لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لکھا تھا۔ پس جب وہ اپنے ملک میں پہنچ گیا' تو اس نے دیکھا کہ رومیوں نے کسی اور کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے' تو اس نے سلطان کی طرف معذرت کا پیغام بھیجا' اور تقریباً تین لاکھ دینار کا سونا اور جواہرات بھیجے اور درویشی اختیار کر لی' اور اُونی لباس پہن لیا۔ پھر اس نے شاہِ ارض سے مدد مانگی' تو اس نے اسے پکڑ کر سلائی پھیر دی' اور اسے سلطان کے پاس بھیج دیا تا کہ اس کا قرب حاصل کرے۔

اور اس سال محمود بن مرداس نے القائم اور سلطان الپ ارسلان کا خطبہ دیا' تو خلیفہ نے اسے خلعت' ہدایا اور تحائف بھیجے۔ اور اس سال ابوالغنائم نے لوگوں کو حج کروایا' اور مکہ میں القائم کا خطبہ دیا' اور مصریوں کے خطبہ کا وہاں سے خاتمہ ہو گیا' حالانکہ تقریباً ایک سو سال سے وہاں ان کا خطبہ ہو رہا تھا' پس وہ منقطع ہو گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن علی:

ابن ثابت بن احمد بن مہدی' ابوبکر خطیب بغدادی' مشہور حافظ' تاریخ بغداد اور متعدد مفید کتابوں کا مصنف' جو تقریباً

ساٹھ کتابیں ہیں' اور بعض نے ایک سو کتابیں بیان کی ہیں۔ واللہ اعلم

آپ ۳۹۱ھ میں پیدا ہوئے۔ اور بعض نے آپ کی پیدائش ۳۹۲ھ میں بیان کی ہے۔ اور آپ نے پہلا سماع ۴۰۳ھ میں لیا۔ آپ نے بغداد میں نشوونما پائی اور ابو طالب طبری اور شیخ ابو حامد اسفرائنی کے اصحاب وغیرہ سے فقہ سیکھی' اور حدیث کا بہت سماع کیا۔ اور بصرہ' نیشاپور' اصبہان' ہمدان' شام اور حجاز کی طرف سفر کیا اور خطیب کا نام پایا' کیونکہ آپ درب ریحان میں خطبہ دیتے تھے۔ اور آپ نے مکہ میں قاضی ابو عبداللہ محمد بن سلامہ قضاعی کو سماع کرایا' اور کریمہ بنت احمد کو پانچ یوم میں بخاری سنائی اور بغداد واپس آ گئے۔ اور وزیر ابو القاسم بن مسلمہ کے ہاں مرتبہ حاصل کیا۔ اور جب خیبر کے یہودیوں نے دعویٰ کیا کہ ان کے پاس حضرت نبی کریم ﷺ کا خط موجود ہے' جس میں ان سے جزیہ ساقط کرنے کا بیان ہے۔ تو ابن مسلمہ نے خطیب کو اس خط سے آگاہ کیا' تو آپ نے فرمایا' یہ جھوٹ ہے' اس نے آپ سے پوچھا۔ اس کے جھوٹا ہونے کی کیا دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ اس میں حضرت معاویہ بن ابوسفیان کی شہادت ہے' اور وہ جنگ خیبر میں مسلمان نہیں ہوئے تھے' اور خیبر ۷ھ کو فتح ہوا تھا۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے تھے' اور اس میں حضرت سعد بن معاذ کی بھی شہادت ہے' اور وہ جنگ خیبر سے قبل خندق کے سال ۵ھ میں فوت ہو گئے تھے تو لوگ اس بات سے حیران رہ گئے۔ اور خطیب نے اس نقل کی طرف سبقت کی ہے۔ اور محمد بن جریر نے بھی اس کی طرف سبقت کی ہے۔ جیسا کہ میں نے ایک الگ تصنیف میں اس کا ذکر کیا ہے۔

جب بغداد میں ۴۵۰ھ میں البساسیری کا فتنہ ہوا' تو خطیب شام چلے گئے' اور دمشق کی جامع مسجد کی شرقی اذان گاہ میں قیام پذیر ہو گئے' اور آپ لوگوں کو حدیث سناتے تھے' اور آپ بلند آواز تھے' اور آپ کی آواز مسجد کی سب اطراف میں سنی جاتی تھی۔

اتفاق سے ایک روز آپ نے لوگوں کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل سنائے تو روافض نے آپ پر حملہ کر دیا' جو فاطمیوں کے پیرکاروں میں سے تھے' اور انہوں نے آپ کو قتل کرنا چاہا تو الشریف الزینبی سے سفارش کی گئی تو اس نے آپ کو پناہ دی' اور آپ کی رہائش دار العقیقی میں تھی' پھر آپ دمشق سے چلے آئے' اور صور شہر میں اقامت اختیار کر لی۔ اور ابو عبداللہ الصوری کی تصانیف میں سے جو آپ نے اپنے خط میں لکھی ہوئی تھیں' بہت کچھ لکھ لیا' آپ انہیں ان کی بیوی سے عاریۃً لیتے تھے۔ اور آپ ۴۶۲ھ تک شام میں مقیم رہے۔ پھر بغداد واپس آ گئے۔ اور اپنی شنیدہ باتوں سے کچھ باتیں بیان کیں' اور آپ نے اللہ سے دعا کی کہ آپ ہزار دینار کے مالک ہوں' اور جامع منصور میں تاریخ بیان کریں' پس آپ ایک ہزار دینار یا اس کے قریب سونے کے مالک ہوئے' اور جب آپ کی وفات کا وقت آیا' تو آپ کے پاس تقریباً دوسو دینار تھے۔ اور آپ نے اہل حدیث کے لیے ان کی وصیت کر دی' اور آپ نے سلطان سے اس کے نافذ کرنے کی اپیل کی' کیونکہ آپ کا کوئی وارث نہ تھا' تو آپ کی بات قبول کر لی گئی۔ آپ کی بہت سی مفید تصانیف ہیں۔ جن میں سے کتاب التاریخ' کتاب الکفایۃ' الجامع' شرف اصحاب الحدیث' المتفق والمفترق' السابق واللاحق' تلخیص المتشابہ فی الرسم' فضل الوصل' روایۃ الآباء عن الابناء' روایۃ الصحابہ عن

التابعین' اقتضاء العلم للعمل' اور الفقیہ والمتفقہ وغیرہ شامل ہیں۔ ابن جوزی نے انہیں المنتظم میں بیان کیا ہے۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ کہتے ہیں کہ ان تصانیف کا بڑا حصہ ابوعبداللہ الصوری کا ہے' یا ان کی ابتدا اس کی ہے' اور خطیب نے انہیں مکمل کیا ہے' اور انہیں اپنی کتاب بنالیا ہے' خطیب اچھے قاری' فصیح الالفاظ اور ادب کے ماہر تھے' اور شعر کہتے تھے' آپ پہلے حضرت امام احمد بن حنبل کے مذہب پر گفتگو کرتے تھے۔ پھر اس سے امام شافعی کے مذہب کی طرف منتقل ہو گئے۔ پھر حضرت امام احمدؒ کے اصحاب کی مقدور بھر مدح کرنے لگے' اور ان کی مذمت میں آپ کے عجیب فقیہ حیلے ہیں۔ پھر ابن جوزی اصحاب احمد کا بدلہ لینے لگتے ہیں۔ اور خطیب کے عیوب اور ان کے خفیہ حیلوں اور ان پر دنیا کی محبت کے غلبے اور اہل دنیا کی طرف ان کے میلان کو بیان کرتے ہیں' جس کا بیان طویل ہے۔ اور ابن جوزی نے آپ کے اشعار میں سے ایک اچھا قصیدہ بیان کیا ہے جس کے شروع میں ہے ۔

''تیری زندگی کی قسم! میں جس گھر کے پاس کھڑا ہوا' اس کے نشانات نے' اور نہ ہی منازل کے نشانات نے مجھے غمگین کیا ہے' اور نہ خیموں کے نشانات نے' اس وجہ سے کہ میں نے خوبصورت عورتوں کے زمانہ کو یاد کیا ہے' میرے آنسو بہائے ہیں۔ اور نہ عشق نے کسی روز میری لگام پر قابو پایا ہے۔ اور نہ میں نے اس کی نافرمانی کی ہے کہ وہ میری لگام موڑ دے اور نہ میں نے اسے اپنے بارے میں طمع دلایا ہے۔ اور لوگوں میں اس کے کس قدر مقتول ہیں۔ جو شمار نہیں ہو سکتے۔ اس نے مجھے بلایا ہے۔ میں نے محبت والوں میں اس کے کارنامے دیکھے ہیں' اور جو انہیں ذلت حاصل ہوتی ہے وہ بھی دیکھی ہے' میں نے صحیح محبت والا عدم موجودگی میں حفاظت کرنے والا' اور محفوظ زبان بھائی تلاش کیا' مگر میں نے بھائیوں سے دور و نزدیک ہو کر نفاق ہی دیکھا۔ اور ہمارے زمانے کے علماء میں کوئی بھلائی نہیں۔ تو اچھی صورتوں کو مفہوم کے بغیر دیکھے گا' یہ ان سب کی تعریف ہے' میں نہیں کہتا کہ فلاں فلاں کے سوا وہ ایسے ہیں۔ جب میں نے حوادثِ روزگار کے مصائب پر کسی شریف آدمی کو موافقت کرتا نہ پایا' تو میں نے اپنے زمانے کی مصیبتوں پر شریفانہ طور پر صبر کیا اور ان پر گھبراہٹ کا اظہار نہ کیا' اور میں مصائب میں عاجزی کرنے والا نہیں' میں انہیں کہتا ہوں رک جاؤ' وہ مجھے کافی ہے' لیکن میں سخت جان' مضبوط دل لکڑی ہوں' اور خوددار ہوں' اس رزق کو پسند نہیں کروں گا جو میری تلوار اور نیزے کے بغیر حاصل ہو' جنت کی ذلت سے دوزخ کے شعلوں میں عزت سے رہنا زیادہ لذت رکھتا ہے''۔

ابن عساکر نے حسب عادت آپ کے بہت اچھے حالات لکھے ہیں' اور آپ کے یہ اشعار بھی بیان کیے ہیں ۔

''دنیا دار پر دنیا کی خوبصورتی کی وجہ سے رشک نہ کر' اور نہ ہی عیش کی لذت جلد خوشی لاتی ہے' زمانہ بہت تیزی سے الٹ پلٹ ہوتا ہے' اور مخلوق کے درمیان اس کا فعل واضح ہے۔ کتنے پینے والے ہیں جن کی موت اس میں ہوتی ہے' اور کتنے ہی گلے میں تلوار لٹکانے والے' اس کے نزدیک آنے سے ذبح ہو گئے ہیں''۔

آپ نے اس سال کے ذوالحجہ کی چاشت کو ۷۲ سال کی عمر میں اس حجرہ میں وفات پائی' جس میں آپ درب السلسلہ

میں مدرسہ نظامیہ کے پڑوس میں رہتے تھے۔ اور لوگ آپ کے جنازے میں اکٹھے ہوئے۔ اور آپ کا جنازہ اُٹھانے والوں میں شیخ ابو اسحاق شیرازی بھی تھے۔ آپ کو حضرت بشر حافی کی قبر کے پہلو میں ایک شخص کی قبر میں دفن کیا گیا' جسے اس نے اپنے لیے تیار کیا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ وہ اسے خطیب کے لیے چھوڑ دے۔ تو اس نے بخل کیا' اور اس کے دل نے گوارا نہ کیا۔ حتیٰ کہ حاضرین میں سے ایک شخص نے اسے کہا' تجھے اللہ کی قسم ہے' اگر تو اور خطیب حضرت بشر کے پاس بیٹھتے تو تم دونوں میں سے وہ کس کو اپنے پہلو میں بٹھاتے؟ اس نے کہا' خطیب کو' تو اسے کہا گیا' انہیں اس کی اجازت دو' تو اس نے اس سے آپ کی جگہ بخش دی' اور آپ اس میں دفن ہو گئے۔ اللہ آپ پر رحم کرے اور آپ سے درگزر فرمائے۔ آپ اور آپ جیسے لوگوں کے بارے میں شاعر نے کہا ہے ۔

''تو ہمیشہ ہی تاریخ میں مجاہدانہ طور پر مشقت اُٹھاتا رہا ہے' حتیٰ کہ میں نے تجھے تاریخ میں لکھا ہوا دیکھا''۔

حسن بن سعید:

ابن حسان بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن منیع بن خالد بن عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید مخزومی منیعی' آپ جوانی میں زہد و تجارت کے جامع تھے' حتیٰ کہ اپنے زمانے کے لوگوں کے سردار بن گئے' پھر اسے چھوڑ دیا۔ اور عبادت و زہد' اور نیکی و صدقہ اور مساجد اور خانقاہیں تعمیر کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور سلطان آپ کے پاس آ کر آپ سے برکت حاصل کرتا تھا۔

اور جب گرانی ہو گئی' تو آپ ہر روز بہت سی روٹیاں اور کھانا پکاتے اور اسے صدقہ کر دیتے' اور ہر سال تقریباً ایک ہزار محتاج کو کپڑے اور کوٹ پہناتے تھے' اور اسی طرح بیوہ عورتوں وغیرہ کو بھی پہناتے تھے' اور آپ یتیم لڑکیوں اور محتاجوں کی لڑکیوں کو جہیز دیتے تھے اور آپ نے نیشا پور شہر سے بہت سے سلطانی ٹیکس ساقط کر دیئے' اور اس کے باوجود آپ نہایت وقار سے گری ہوئی حالت اور چیتھڑوں میں رہتے تھے۔ اور آپ نے شہوات کو چھوڑ دیا' اور آپ اسی حالت میں رہے' یہاں تک کہ اس سال شہر مرد الروز میں وفات پا گئے۔ اللہ آپ کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لے اور آپ کے درجات بلند کرے' اور آپ کی سعی کو ناکام نہ کرے۔

امین بن محمد بن الحسن بن حمزۃ:

ابو علی جعفری' اپنے زمانے میں شیعہ کا فقیہ۔

محمد بن وشاح بن عبداللہ:

ابو علی مولیٰ ابی تمام محمد بن علی بن الحسن الزینبی۔ آپ نے حدیث کا سماع کیا۔ آپ ادیب اور شاعر تھے اور اعتزال و روافض کی طرف منسوب تھے' آپ کے اشعار ہیں ۔

''میں نے عصا اُٹھایا' اور کمزوری نے اس کا اُٹھانا مجھ پر واجب نہیں کیا' اور نہ میں بڑھاپے سے کمزور ہوا ہوں۔
لیکن میں نے اپنے نفس کو اس کے اٹھانے کا پابند کیا ہے' تاکہ اسے بتا دوں کہ مقیم سفر پر ہے''۔

شیخ ابوعمر عبدالبر النمری:

آپ عظیم خوبصورت کتابوں کے مؤلف ہیں' جن میں التمہید' الاستذکار اور الاستیصاب وغیرہ شامل ہیں۔

ابن زیدون:

شاعر احمد بن عبداللہ بن احمد بن غالب بن زیدون ابوالولید ماہر شاعر اندلسی' قرطبی' اس نے امیر المعتمد بن عباد حاکم اشبیلیہ سے رابطہ قائم کیا' اور اس کے ہاں مرتبہ حاصل کیا' اور وزیر کے مقابل کا مشیر بن گیا۔ پھر اس کا اور اس کے بیٹے ابوبکر بن ابی ولید کا وزیر بن گیا۔ اور یہ اس قصیدہ فراقیہ کا مؤلف ہے جس میں وہ کہتا ہے۔

''تم ہم سے جدا ہو گئے' اور ابھی ہمارے پہلو تمہارے عشق سے سیراب نہیں ہوئے' اور نہ ہماری آنکھیں خشک ہوئی ہیں''۔

قریب ہے کہ جب ہمارے دل تم سے سرگوشی کریں تو غم ان کا کام تمام کر دے' کہ تم نے ہم سے ہمدردی کیوں نہیں کی۔ تمہاری دوری کی وجہ سے ہمارا زمانہ بدل کر سیاہ ہو گیا ہے' حالانکہ تمہاری وجہ سے ہماری راتیں بھی سفید تھیں' ہم گزشتہ کل کو جدائی سے نہ ڈرتے تھے' اور آج ملاقات کی اُمید نہیں رکھتے۔

یہ ایک طویل قصیدہ ہے اور اس میں ایسی زبردست فنکاری کی گئی ہے کہ جو اسے پڑھتا اور سنتا ہے' وہ اسے رونے پر برانگیختہ کرتا ہے' اس لیے کہ ہر شخص دوست اور محبوب اور قریبی رشتہ دار سے پیدا ہوا ہے۔

پھر وہ کہتا ہے۔

''میرے اور تیرے درمیان یہ عہد ہے کہ اگر میں چاہوں تو کوئی راز ضائع نہ ہو۔ اور جب راز فاش ہو جائیں تو وہ فاش نہیں ہوتے۔ اے وہ شخص جو اپنے حصے کو مجھے فروخت کر رہا ہے۔ اگر تو میرے لیے میرے حصے کے عوض اپنی زندگی قربان کرتا' تو میں اسے فروخت نہ کرتا' تیرے لیے یہی کافی ہے' کاش تو میرے دل کو اُٹھا لیتا' جس کے اٹھانے کی لوگوں کے دل استطاعت نہیں رکھتے' برداشت کر' اور صبر و تحمل سے کام لے اور منہ پھیر اور توجہ کر اور کہہ اور سن اور حکم دے' اور امید رکھ''۔

اس نے اس سال کے رجب میں وفات پائی' اور اس کا بیٹا ابوبکر بھی المعتمد بن غبار کا وزیر رہا' حتیٰ کہ ابن یاسین نے ۴۸۴ھ میں اس کے ہاتھ سے قرطبہ کو چھین لیا اور اسی روز وہ قتل ہوا۔ یہ قول ابن خلکان کا ہے۔

کریمہ بنت احمد:

ابن محمد بن ابی حاتم المروزیہ' یہ عالمہ صالحہ تھی۔ اس نے صحیح بخاری کی الکشمیہنی سے سماع کیا' اور اس نے خطیب اور ابو المظفر السمعانی جیسے آئمہ کو سنایا۔



واقعات ـــــ ۴۶۴ھ

اس سال شیخ ابواسحاق شیرازی‘ جنابلہ کے ساتھ مفسرین اور شراب کی ملامت کرنے اور سودی کاروبار اور بدکار عورتوں کی کمائی کو باطل قرار دینے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اس بارے میں سلطان کو لکھا‘ تو ملامت کے بارے میں اس کے خطوط بھی آئے۔ اور اس سال بغداد میں عظیم زلزلہ آیا۔ اس سے چھ بار زمین ہل گئی‘ اور اس سال بہت گرانی ہوئی۔ اور حیوانات میں دو جلد پھیلنے والی موتیں آئیں۔ اس طرح پر خراسان میں ایک چرواہا صبح کو اپنی بکریوں کو چرانے کے لیے لے جانے کے واسطے اُٹھا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ سب مری پڑی ہیں‘ اور بہت سیلاب آیا‘ اور بڑے بڑے اولے گرے جنہوں نے خراسان میں بہت سی کھیتیوں اور پھلوں کو تباہ کر دیا۔ اور اس سال خلیفہ کے بیٹے امیر عدۃ الدین نے سلطان الپ ارسلان کی بیٹی سفری خاتون سے نیشاپور میں نکاح کیا۔ اور سلطان کا ذیمل نظام الملک اور خاوند کا وکیل عمید الدولہ ابن جہیز تھا۔ اور جب نکاح ہوا‘ تو لوگوں پر قیمتی جواہر نچھاور کیے گئے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

زکریا بن محمد بن خیدہ:

ابن منصور نیشاپوری‘ آپ کا خیال تھا کہ آپ حضرت عثمان بن عفان کی اولاد سے ہیں اور آپ نے ابوبکر بن المذہب کی حدیث کی روایت کی‘ آپ ثقہ تھے‘ اور اس سال کے محرم میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کی عمر ۸۰ سال کے قریب تھی۔

محمد بن احمد:

ابن محمد بن عبداللہ بن عبدالصمد بن المہتدی باللہ‘ ابوالحسن الہاشمی خطیب جامع منصور‘ آپ لمبی ٹوپیاں پہننے والوں میں سے تھے‘ آپ نے ابن زرقویہ وغیرہ سے روایت کی ہے۔ اور خطیب نے آپ سے روایت کی ہے اور آپ ثقہ اور عادل تھے۔ آپ نے ابن الدامغانی اور ابن ماکولا کے پاس گواہی دی‘ تو ان دونوں نے اسے قبول کیا۔ آپ نے ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی‘ اور حضرت بشر حانی کی قبر کے نزدیک دفن ہوئے۔

محمد بن احمد بن شارہ:

ابن جعفر ابوعبداللہ اصفہانی‘ آپ دجیل کے قاضی بنے اور آپ شافعی تھے۔ آپ نے ابوعمرو بن مہدی سے حدیث روایت کی‘ آپ نے بغداد میں وفات پائی‘ اور آپ کو دجیل لایا گیا جو واسط کے صوبے میں ہے۔



واقعات ـــــ ۴۶۵ھ

۱۱ رمحرم جمعرات کے روز' ابو فا علی بن محمد بن عقیل العقیلی الحنبلی کچہری آئے اور انہوں نے اپنے متعلق ایک تحریر لکھی' جو اعتزال سے ان کی توبہ کو متضمن تھی' اور یہ کہ انہوں نے حلاج کے اہل حق وخیر ہونے کے اعتقاد سے رجوع کر لیا ہے۔ اور یہ کہ انہوں نے اس کتاب سے بھی رجوع کر لیا ہے' جو انہوں نے اس کے متعلق تیار کی تھی۔ اور حلاج کو اس کی زندقت پر اس کے زمانے کے علماء کے اجماع سے قتل کیا گیا' اور وہ اس کے قتل میں اور اس پر تہمت لگانے میں درست تھے' اور وہ خطا کار تھا۔ اور کاتبوں کی ایک جماعت نے بھی اس کے خلاف گواہی دی' اور وہ کچہری سے شریف ابو جعفر کے گھر واپس آئے اور اسے سلام کیا اور اس سے صلح کی تو اس نے آپ کی تعظیم کی۔

سلطان الپ ارسلان کی وفات اور اس کے بیٹے ملک شاہ کی حکومت

اِس سال کے آغاز میں سلطان بلاد ماوراء النہر سے جنگ کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ اتفاق سے راستے میں وہ یوسف خوارزمی نام ایک شخص پر ناراض ہو گیا۔ پس اسے اس کے سامنے کھڑا کیا گیا۔ اور وہ اسے ان باتوں پر ملامت کرنے لگا' جو اس سے سرزد ہوئی تھیں۔ پھر اس نے حکم دیا کہ اس کے لیے چار میخیں لگا کر ان کے درمیان اسے صلیب دیا جائے' اس نے سلطان سے کہا' اے مخنث میرے جیسا شخص ایسے قتل کیا جاتا ہے؟ تو سلطان اس بات سے غضب ناک ہو گیا اور اسے چھوڑنے کا حکم دیا' اور کمان لے کر اسے تیر مارا' جو خطا گیا۔ اور یوسف' سلطان کی طرف آیا' تو سلطان اس کے خوف سے اپنے تخت سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس سے نیچے اُترا تو ٹھوکر کھا کر گر پڑا' اور یوسف نے اسے پکڑ لیا' اور اپنی کمر سے خنجر نکال کر اسے مارا' اور اسے قتل کر دیا۔ اور فوج نے یوسف کو پکڑ کر قتل کر دیا اور سلطان بری طرح زخمی ہو گیا۔

اور وہ اس سال کی ۱۰ رربیع الاوّل کو ہفتے کے روز فوت ہو گیا۔ اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب اہل بخارا ان کے پاس سے گزرے تو اس کی فوج نے ان کی بہت سی چیزوں کو لوٹ لیا' تو انہوں نے اسے بددعا دی' اور وہ مر گیا۔

اور جب وہ فوت ہوا تو اس کا بیٹا ملک شاہ تخت حکومت پر بیٹھا' اور امراء اس کے سامنے کھڑے ہوئے تو وزیر نظام الملک نے اسے کہا' اے سلطان بات کیجئے' تو اس نے کہا' تم میں سے بڑا میرا باپ اور درمیانہ میرا بھائی اور چھوٹا میرا بیٹا ہے' اور میں تمہارے ساتھ وہ کچھ کروں گا' جو میں نے پہلے نہیں کیا' تو وہ خاموش ہو گئے' تو اس نے اپنی بات کو دہرایا تو انہوں نے سمع و اطاعت سے اُسے جواب دیا۔ اور اس کی حکومت سے بوجھ کو وزیر نظام الملک نے اُٹھایا۔ اور اس نے فوج کی رسد میں سات لاکھ دینار کا اضافہ کر دیا اور مرو کی طرف چلا گیا۔ اور وہاں انہوں نے سلطان کو دفن کیا۔

اور جب اہل بغداد کو اس کی موت کی اطلاع ملی' تو لوگوں نے اس کی تعزیت کی اور بازار بند ہو گئے' اور خلیفہ نے گھبراہٹ کا اظہار کیا۔ اور سلطان کی بیٹی جو خلیفہ کی بیوی تھی' اس نے اپنے کپڑے اتار دیئے اور مٹی پر بیٹھ گئی۔ اور ملک شاہ نے خطوط خلیفہ کے پاس آئے جن میں اس کے والد پر اظہار افسوس تھا۔ اور یہ اپیل بھی تھی' کہ عراق وغیرہ میں اس کا خطبہ قائم کیا جائے' تو خلیفہ نے ایسے ہی کر دیا۔ اور ملک شاہ نے وزیر نظام الدین کو قیمتی خلعت دیا' اور اسے بہت سے تحائف بھی دیئے' جن میں بیس ہزار دینار بھی تھے۔ اور اسے اتابک الجیوش کا لقب دیا۔ جس کا مفہوم امیر کبیر والد ہے' پس اس نے اچھی روش اختیار کی' اور جب قاروت کو اپنے بھائی الپ ارسلان کی موت کی اطلاع ملی' تو وہ بہت سی افواج کے ساتھ سوار ہو کر اپنے بھتیجے ملک شاہ سے لڑنے گیا' اور دونوں نے باہم جنگ کی۔ اور قاروت کے اصحاب شکست کھا گئے اور وہ قید ہو گیا تو اس کے بھتیجے نے اسے ڈانٹا' پھر اسے قید کر دیا۔ پھر اس کی طرف آدمی بھیجا' جس نے اسے قتل کر دیا۔

اور اس سال کرخ اور باب البصرہ اور القلابین کے باشندوں کے درمیان بڑی جنگ ہوئی' اور ان میں سے بہت سے لوگ مارے گئے' اور رخ کا بہت سا حصہ جل گیا۔ اور اہل کرخ کے متولی نے باب البصرہ کے باشندوں کو سزا دی۔ اور جو جرم انہوں نے کیا تھا' اس کی وجہ سے ان سے بہت سے اموال لے لیے اور اس سال بیت المقدس میں دعوتِ عباسی کو قائم کیا گیا۔

اور اس سال حاکم سمرقند محمد التکین نے ترمذ شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور اس سال ابوالغنائم علوی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

سلطان الپ ارسلان:

ملقب بہ سلطان العالم ابن داؤد جغری میگ بن میکائیل بن سلجوق الترکی' وسیع ممالک کا حکمران اس نے اپنے چچا طغرل بیگ کے بعد سات سال کچھ ماہ اور کچھ دن حکومت کی اور یہ انصاف پسند تھا اور لوگوں سے اچھا سلوک کرتا تھا۔ کریم رحیم اور رعیت پر مہربان' محتاجوں سے نیک سلوک کرنے والا اور اپنے اہل و اصحاب اور غلاموں کے ساتھ نیکی کرنے والا تھا۔ اپنے لیے نعمتوں کے دوام کے لیے بہت دُعا کرنے والا' بہت صدقات کرنے والا' اور ہر رمضان میں پندرہ ہزار دینار دے کر فقراء کو تلاش کرنے والا تھا۔ اس کے زمانے میں جرم اور مطالبہ کوئی نہ تھا' بلکہ وہ رعیت سے نرمی کرنے کے لیے دو قسطوں میں ٹیکس لینے پر قناعت کرتا تھا' ایک چغل خورے نے اس کے وزیر نظام الملک کے متعلق اسے خط لکھا' اور اس کے ممالک میں اس کا جو مال تھا اُس کا ذکر کیا تو اس نے اسے بلا کر کہا' اگر یہ صحیح ہے تو تم لے لو' اور اپنے اخلاق اور احوال کو درست کرو۔ اور اگر انہوں نے جھوٹ بولا ہے تو میں اس کی لغزش بخش دوں گا' اور وہ رعایا کے مال کی حفاظت کا بہت خواہش مند تھا۔ اسے اطلاع ملی کہ اس کے ایک غلام نے اپنے ایک ساتھی کی چادر لے لی ہے تو اس نے اسے صلیب دے دیا تو دیگر ممالک اس کی سطوت کے خوف سے باز آ گئے۔ اور اس نے اولاد میں سے ملک شاہ' ایاز' تکشر' بوری برس ارسلان' ارغو' سارہ' عائشہ اور دو اور بیٹیوں کو پیچھے چھوڑا۔ اس نے اس سال ۴۱ سال کی عمر میں وفات پائی' اور رَی میں اپنے والد کے پاس دفن ہوا۔ رحمہ اللہ

ابوالقاسم قشیری:

مؤلف رسالہ عبدالکریم بن ہوازن بن عبدالمطلب بن طلحہ ابوالقاسم قشیری آپ کی ماں بنی سلیم میں سے تھی آپ بچے ہی تھے کہ آپ کا باپ فوت ہو گیا اور آپ نے ادب اور عربی پڑھی اور ابوعلی الدقاق کے ساتھ رہے اور ابوبکر بن محمد طوسی سے فقہ سیکھی اور ابوبکر بن فورک سے علم کلام سیکھا اور بہت تصنیف کی اور آپ کی تفسیر اور رسالہ بھی ہے جس میں مشائخ صالحین کی ایک جماعت کے حالات بیان کیے گئے ہیں اور آپ نے امام الحرمین اور ابوبکر بیہقی کی صحبت میں حج بھی کیا اور آپ لوگوں کو وعظ کیا کرتے تھے آپ نے اس سال ۷۰ برس کی عمر میں نیشاپور میں وفات پائی' اور اپنے شیخ ابوعلی الدقاق کے پہلو میں دفن ہوئے' اور آپ کے اہل میں سے کوئی شخص آپ کے احترام میں آپ کی لائبریری میں داخل نہ ہوا' مگر کئی سال بعد داخل ہوئے' اور آپ کی سواری کا ایک گھوڑا تھا جو آپ کو ہدیۃً دیا گیا تھا۔ اور جب آپ نے وفات پائی تو اس نے چارا نہیں کھایا' حتیٰ کہ آپ کے تھوڑے دن بعد مر گیا' اسے ابن جوزی نے بیان کیا ہے اور ابن خلکان نے آپ کی بہت تعریف کی ہے' اور آپ کے کچھ اشعار بھی بیان کیے ہیں ؎

''اللہ اس وقت کو سیراب کرے' جب میں تم سے تنہائی میں ملتا تھا اور عشق کے دانت' محبت کے باغ میں ہنستے تھے۔
ہم نے ایک زمانہ قیام کیا اور آنکھیں ٹھنڈی تھیں اور آج اشکبار ہیں''۔

پھر کہتے ہیں ؎

''کاش جو کچھ ہمارے درمیان تھا تو ایک ساعت ہمارے درمیان ہوتا اور تو ہمارے الوداعی فراق کو دیکھتا تو تجھے یقین ہو جاتا کہ آنسو' باتیں کرنے والے ہیں اور تجھے یہ بھی علم ہو جاتا کہ باتیں آنسو بھی ہیں''۔

پھر کہتے ہیں ؎

''اور جس کا عشق دراز ہو' وہ تسلی پا جاتا ہے اور میں اس کی رات میں تسلی پانے والا نہیں' اور میں نے اس کے وصال سے زیادہ سے زیادہ جو پایا ہے' وہ خواہشات ہیں جو تلوار کے اچکنے کی طرح پوری نہیں ہوتیں''۔

ابن صربعر:

شاعر' آپ کا نام علی بن الحسین بن علی بن الفضل تھا' ابومنصور کاتب جو ابن صربعر کے نام سے مشہور ہیں' اور نظام الملک آپ سے کہا کرتا تھا آپ ضرور میں صربعر نہیں اور ایک شخص نے آپ کی ہجو کی ہے ؎

''اگر لوگوں نے پہلے تیرے باپ کو لقب دیا ہے' اور اس کے بخل کی وجہ سے اسے صربعر کا نام دیا ہے۔ بلاشبہ اس نے جو ہتھیلی میں باندھا تھا تو اسے بکھیرتا ہے' اور اس کا نام شعر رکھتا ہے''۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ یہ ایک حد سے بڑھا ہوا ظلم ہے' آپ کے اشعار نہایت شاندار ہیں۔ پھر آپ نے ان کے اچھے اشعار کو بیان کیا ہے ؎

''نعمان اور اس کے رہنے کی باتیں کرو' احباب کی باتیں' داستانیں ہوتی ہیں' جب کبھی تمہارے علاقے کی طرف

سے ہوا چلتی ہے تو میں ہوا کی تلاش کرتا ہوں' وہ کستوری اور عطر ہوتی ہے''۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے قرآن حفظ کیا' اور ابن تیران وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا اور بہت حدیث بیان کی' ایک روز آپ اور آپ کی والدہ سواری پر سوار ہوئے' اور دونوں شونیزیہ میں اس کے کنوئیں میں گر پڑے اور مر گئے اور بہر میں دفن ہوئے۔ یہ اس سال کے صفر کا واقعہ ہے' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن عقیل کی تحریر پڑھی ہے کہ صر بو رصافہ میں ہمارا ساتھی تھا' اور اس پر الحاد کی تہمت تھی۔ اور ابن خلکان نے آپ کے کچھ اشعار بیان کیے ہیں' اور اس کے فن کی تعریف کی ہے' اور اللہ ہی اس کے حال کو بہتر جانتا ہے۔

محمد بن علی:

ابن محمد بن عبداللہ بن عبدالصمد بن المہتدی باللہ' ابوالحسین جو ابن العریف کے نام سے مشہور ہیں آپ ۳۷۰ھ میں پیدا ہوئے' اور دارقطنی کا سماع کیا اور آپ آخری شخص ہیں جنہوں نے دنیا میں آپ سے اور ابن شاہین سے روایت کی ہے اور آپ سے متفرد ہیں' اور آپ نے دوسرے لوگوں سے بھی سماع کیا ہے' آپ ثقہ دیندار' بہت نماز روزہ کرنے والے تھے' اور آپ کو بنی ہاشم کا راہب کہا جاتا تھا' آپ بہت علم و عقل والے تھے' بہت تلاوت کرتے تھے' نرم دل اور بہت گریہ کرنے والے تھے' اور آفاق سے طلبہ نے آپ کی طرف سفر کیا' پھر آپ گراں گوش ہو گئے' اور آپ لوگوں کو سناتے تھے' اور آپ کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی' اور آپ نے سولہ سال کی عمر میں خطبہ دیا۔ اور ۴۰۶ھ میں حکام کے پاس گواہی دی اور ۴۰۹ھ میں فیصلوں کا کام سنبھالا اور جامع منصور اور جامع الرصافہ میں ۷۶ سال خطیب رہے' آپ نے اس سال کے ذوالقعدہ کے آخر میں وفات پائی' آپ کی عمر نوے سال سے متجاوز تھی' اور آپ کے جنازے کا دن' قیامت کا دن تھا' اور آپ کے لیے رؤیائے صالحہ دیکھے گئے' اللہ آپ پر رحم فرمائے اور آپ سے درگزر فرمائے اور ہم پر بھی رحم فرمائے اور ہم سے درگزر فرمائے' وہ قریب مجیب اور رحیم اور ودود ہے۔

واقعات — ۴۶۶ھ

اس سال کے صفر میں خلیفہ نے دربارِ عام کیا اور اس کے سر پر اس کا پوتا امیر عدۃ الدین ابوالقاسم عبداللہ ابن المہتدی باللہ کھڑا تھا' اور اس وقت اس کی عمر ۱۸ سال تھی اور وہ بہت خوبصورت تھا' اور امراء اور کبراء حاضر ہوئے' اور خلیفہ نے اپنے ہاتھ سے ملک شاہ کا جھنڈا باندھا' اور بڑی بھیڑ ہو گئی' اور لوگوں نے ایک دوسرے کو سلامتی کی مبارکباد دی۔

بغداد کی غرقابی:

جمادی الآخرہ میں بہت بارش ہوئی اور بڑا سیلاب آ گیا اور دجلہ بہنے لگا' اور اس میں اضافہ ہو گیا' حتیٰ کہ بغداد کا بہت بڑا حصہ غرق ہو گیا۔ حتیٰ کہ اس حصے کے لوگ دارالخلافہ کی طرف آ گئے اور لڑکیاں برہنہ چہرے غربی جانب آ گئیں' اور خلیفہ اپنی نشست گاہ سے بھاگ گیا اور اسے چلنے کا راستہ نہ ملا' تو ایک خادم اسے اُٹھا کر تاج کی طرف لے گیا اور یہ ایک عظیم دن اور خوفناک معاملہ تھا اور لوگوں کے بہت سے اموال تباہ ہو گئے' اور اہل بغداد کے بہت سے لوگ اور مسافر ملبے تلے آ کر مر گئے اور

پانی کے اوپر بہت سی لکڑیاں، وحشی جانور اور سانپ آ گئے اور جانبین کے بہت سے گھر گر گئے اور بہت سی قبریں غرق ہو گئیں، جن میں خیزران کی قبر اور حضرت امام احمد بن حنبل کا مقبرہ بھی شامل ہے اور پانی العضدی ہسپتال کی کھڑکیوں سے داخل ہو گیا اور سیلاب نے موصل میں بھی بڑی تباہی کی اور سنجار کی فصیل سے [illegible] گرا دیا اور اس کے دروازے کو چار فرسخ کے فاصلے پر لے گیا اور اس سال کے ذی الحجہ میں ارض بصرہ میں سخت ہوا آئی جس سے دس ہزار کھجور کے درخت جڑ سے اکھڑ گئے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد بن الحسن السمنانی:

الحنفی الاشعری، ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ یہ ایک عجیب بات ہے، قاضی القضاۃ ابن الدامغانی نے آپ کی بیٹی سے نکاح کیا اور آپ کو نائب قاضی بنایا، آپ صاحبانِ ہیئت سے ثقہ اور شریف تھے، اور آپ نے اسی سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی۔

عبدالعزیز بن احمد بن علی:

ابن سلیمان ابو محمد کنانی، حافظ دمشقی، آپ نے بہت سماع کیا اور آپ اپنے حفظ سے لکھواتے تھے، اور خطیب نے آپ سے ایک حدیث لکھی ہے، اور آپ اپنے شہر میں معزز تھے، اور شریف، ثقہ اور بڑے آدمی تھے۔

الماوردیہ:

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ بصرہ کی ایک صالحہ بڑھیا تھیں اور وہاں عورتوں کو وعظ کرتی تھیں، اور پڑھتی لکھتی تھیں، آپ نے اپنی عمر کے پچاس سال نہ دن کو افطار کیا نہ رات کو سوئی ہیں اور آپ لوبیے کی روٹی سے غذا حاصل کرتی تھیں، اور تر نہیں، خشک انجیر کھاتی تھیں، اور کچھ انگور اور تیل بھی کھاتی تھیں، اور بسا اوقات تھوڑا سا گوشت بھی کھاتی تھی، اور جب آپ نے وفات پائی تو اہل شہر آپ کے جنازہ کے پیچھے گئے اور آپ کو صالحین کی قبور میں دفن کیا گیا۔

واقعات ——— ۴۶۷ھ

اس سال صفر میں خلیفہ القائم بامر اللہ شدید بیمار ہو گیا، اس کا حلق پھول گیا اور اس نے فصد سے انکار کیا اور وزیر فخر الدولہ مسلسل اس سے اصرار کرتا رہا، حتیٰ کہ اس نے فصد کرائی اور اس کی حالت بہتر ہو گئی، اور لوگ گھبرا گئے تھے پس وہ اس کی صحت سے خوش ہو گئے، اور اس ماہ عظیم سیلاب آیا جس سے لوگوں نے بڑی تنگی برداشت کی اور ابھی پہلی غرقابی کی تعمیرات مکمل نہ ہوئی تھیں، پس لوگ صحراء کو نکل گئے، اور بارش میں ٹیلوں کی چوٹیوں پر بیٹھ گئے اور الرحبہ میں عظیم وبا پڑی جس سے تقریباً اس کے دس ہزار باشندے مر گئے اور اسی طرح واسط، بصرہ، خوزستان اور خراسان کے علاقے میں ہوا۔ واللہ اعلم

خلیفہ القائم بامر اللہ کی وفات:

جب اس نے ۲۸ رجب جمعرات کے روز بواسیر کی فصد کرائی، جو غرقابی کے سال اسے عموماً ہو جاتی تھی، پھر اس کے بعد

وہ سو گیا تو اس کی رگ پھٹ گئی' وہ بیدار ہوا تو اس کی قوت ختم ہو چکی تھی اور وہ مایوس ہو چکا تھا' اس نے اپنے پوتے اور ولی عہد عدۃ الدین ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن القاسم کو بلایا اور فقہاء اور قضاۃ کو اس کے پاس حاضر کیا گیا تو اس نے دوبارہ انہیں اپنے اور اس کے ولی عہد بنانے پر گواہ بنایا تو انہوں نے گواہی دی۔ پھر ۱۳ رشعبان جمعرات کی شب ۹۲ رسال ۸ ماہ ۸ دن کی عمر میں اس نے وفات پائی اور اس کی خلافت کی مدت ۴۴ سال ۸ ماہ ۲۵ دن ہے اور اس سے قبل کوئی عباسی اس مدت کو نہیں پہنچا' اور اس سے قبل اس کے باپ کی خلافت چالیس سال تھی' اور ان دونوں کا مجموعی زمانہ ۸۵ سال چند ماہ بنتا ہے۔ اور یہ بنی امیہ کی ساری حکومت کا مقابلہ کرتا ہے' اور القائم بامر اللہ خوبصورت' سرخ وسفید' فصیح' متقی' درویش' ادیب' کاتب' بلیغ اور شاعر تھا۔ جیسا کہ پہلے اس کے کچھ شعر بیان ہو چکے ہیں' جبکہ ۴۵۰ھ میں وہ حدیثہ عانہ میں تھا' اور یہ عادل اور لوگوں سے بہت حسن سلوک کرنے والا تھا۔ رحمہ اللہ

الشریف ابوجعفر بن ابوموسیٰ حنبلی نے خلیفہ کی وصیت کے مطابق اسے غسل دیا اور جب اس نے اسے غسل دیا تو وہاں جو ساز وسامان اور اموال تھے وہ اسے پیش کیے گئے' تو اس نے ان میں سے کچھ بھی قبول نہ کیا اور مذکورہ جمعرات کے روز ہی خلیفہ کا جنازہ پڑھا گیا اور اسے اپنے اجداد کے پاس دفن کر دیا گیا پھر اسے الرصافہ لے جایا گیا اور اب تک اس کی قبر کی زیارت کی جاتی ہے' اور اس کی موت کی وجہ سے بازار بند کر دیئے گئے' اور ٹاٹ لٹکائے گئے' اور ہاشمیوں اور دوسرے لوگوں کی عورتوں نے اس پر نوحہ کیا اور وزیر ابن جہیر اور اس کا بیٹا تعزیت کے لیے زمین پر بیٹھے اور لوگوں نے اپنے کپڑے پھاڑ دیئے' اور وہ ایک سخت دن تھا' اور تین دن یہی حالت رہی' اور یہ دین واعتقاد اور حکومت کے لحاظ سے بنی عباس کے بہترین لوگوں میں سے تھا' اور البساسیری کے فتنہ سے اس کی آزمائش ہوئی جس سے یہ اپنے گھر سے نکلا' اور اپنے وطن اور اہل واولاد سے جدا ہوا اور اس نے پورا ایک سال حدیثہ عانہ میں قیام کیا' پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اسے نعمت وخلافت سے سرفراز فرمایا' ایک شاعر نے کہا ہے۔

''جب قریش نے ارادہ کیا تو اللہ نے انہیں دوبارہ نعمت سے سرفراز فرمایا' وہ انہیں جیسے بشر تھے''۔

اور قبل ازیں سلف صالح میں یہ بیان ہو چکا ہے' جیسے کہ اللہ نے فرمایا ہے: ﴿ و لقد فتنا سلیمان والقینا علٰی کرسیہ جسدًا ثم اناب ﴾ اور سورہ صٓ کے بارے میں مفسرین نے جو کچھ بیان کیا ہے ہم نے اس کا ملخص بیان کر دیا ہے' اور ۴۵۱ھ اس عباسی قصہ' اور البساسیری فتنہ پر مفصل گفتگو کی ہے۔

المقتدی بامر اللہ کی خلافت:

ابوالقاسم عدۃ الدین عبداللہ بن الامیر ذخیرۃ الدین ابوالقاسم محمد بن الخلیفہ القائم بامر اللہ بن القادر العباسی اس کی ماں ارمنی تھی' جس کا نام ارجوان تھا اور اسے قرۃ العین کہا جاتا تھا' اس نے اپنے اس بیٹے کی خلافت کا زمانہ پایا' اور اس کے بعد اس کے دو بیٹوں المستظہر اور المسترشد کی خلافت کا زمانہ بھی پایا' یہ ابھی حمل ہی میں تھا کہ اس کا باپ فوت ہو گیا اور جب یہ بچہ پیدا ہوا تو اس کے دادا اور مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی کہ اللہ نے قادری گھرانے کی خلافت کو مسلمانوں پر رکھ کر ان کی نگہداشت کی

اس لیے کہ ان کے سوا جو لوگ تھے وہ بازاروں میں چھچھور پن کرتے تھے' اور عوام سے اختلاط کرتے تھے اور اس قسم کے لوگوں کو لوگ خلیفہ بنانے سے دل سے نفرت کرتے ہیں' اور اس نے اپنے دادا القائم بامر اللہ کی گود میں پرورش پائی' اس نے اس کے امثال کی مانند اس کی تربیت کی اور اچھے خصائل کی فراوانی سے نوازا' اور المقتدی نے جب خلافت سنبھالی اس کی عمر ۲۰ سال تھی' اور صورت وسیرت کے لحاظ سے وہ بہت خوبصورت تھا' اور اس کی بیعت اس سال کی ۱۳ ر شعبان کو جمعہ کے روز ہوئی' اور وہ دار الحجرۃ میں سفید قمیص اور شاندار سفید پگڑی اور چمکدار موتیوں والی چادر میں بیٹھا' اور وزراء' امراء' اشراف اور سرکردہ لوگ آئے اور انہوں نے اس کی بیعت کی' اور سب سے پہلے الشریف ابوجعفر بن ابی موسیٰ الحنبلی نے اس کی بیعت کی' اور شاعر کا یہ شعر پڑھا۔

''جب ہمارا ایک سردار گزر جاتا ہے تو دوسرا سردار کھڑا ہو جاتا ہے''۔

پھر اس پر کپکپی طاری ہوگئی' اور اسے پتہ نہ چلا کہ اس کے بعد کیا ہے' تو خلیفہ نے کہا' وہ وہی باتیں کہتا ہے جو اچھے لوگ کہہ گئے ہیں اور وہی کام کرتا ہے جو اچھے لوگ کر گئے ہیں۔

اور شیوخ علم میں سے شیخ ابواسحاق شیرازی' شیخ ابونصر الصباغ' یہ دونوں شافعی ہیں' اور شیخ ابومحمد تمیمی حنبلی نے اس کی بیعت کی اور اس نے آگے بڑھ کر لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائی' پھر ایک گھنٹہ بعد اس کے دادا کا تابوت بڑے سکون و وقار اور کسی چیخ و پکار کے بغیر نکالا گیا اور اس کا جنازہ پڑھا گیا اور اسے قبرستان لے جایا گیا' اور المقتدی ذہین اور شجاع تھے' اور اس کا سارا زمانہ بابرکت تھا' اور رزق بہت تھا' اور خلافت کی بڑی عظمت تھی' اور بادشاہ اس کے سامنے ہیچ اور کمزور ہو گئے' اور حرمین' بیت المقدس اور سارے شام میں اس کا خطبہ دیا گیا اور اس نے ابن جہیر کو وزیر بنایا' پھر ابوشجاع کو' پھر دوبارہ ابن جہیر کو وزیر بنایا' اور الدامغانی اس کا قاضی تھا' پھر ابوبکر الشاشی اس کا قاضی بنا' اور یہ اچھے وزراء اور قضاۃ میں سے تھے۔

اور اس سال کے شعبان میں بغداد سے خطا کار فسادی عورتوں کو نکالا گیا اور اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے متعلق عار و فضیحت کا اعلان کریں اور اس نے شراب کی دکانوں اور زنا کاری کے اڈوں کو برباد کر دیا۔ اور ذلت کے ساتھ انہیں غربی جانب ٹھہرایا' اور حمام کے گنبدوں کو ڈھا دیا' اور لغو کھیل کھیلنے سے روک دیا' اور اس نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ حماموں میں اپنی شرمگاہوں سے احتراز کریں اور حماموں کے مالکوں کو فضلات دجلہ میں پھینکنے سے روک دیا اور اس نے ان گندے پانیوں کے لیے انہیں کنوئیں کھودنے کا پابند کیا تاکہ پینے کے پانی کو محفوظ کیا جائے۔

اور اس سال شوال میں بغداد کے متعدد مقامات حتیٰ کہ دار الخلافت میں بھی آگ لگ گئی' اور اس نے بہت سے گھروں اور دکانوں کو جلا دیا اور واسط میں نو مقامات پر آگ لگی' اور ان میں ۸۴ گھر اور چھ سرائیں اور بہت سی چیزیں جل گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور اس سال ملک شاہ کے لیے رصدگاہ بنائی گئی' جس پر منجمین کی ایک جماعت نے اتفاق کیا' اور اس پر بہت اموال خرچ ہوئے اور وہ رصدگاہ چلتی رہی حتیٰ کہ سلطان مرگیا' اور وہ بیکار ہوگئی۔

اور اس سال کے ذوالحجہ میں مصریوں کے خطبات دوبارہ شروع ہو گئے' اور عباسیوں کا خطبہ ختم کر دیا گیا اور یہ کام اس

وقت ہوا جب حاکم مصر کی حکومت مضبوط ہوگئی' حالانکہ اس سے قبل وہ اپنے ملک کی گرانی کے باعث کمزور ہوگئی تھی' اس جب ارزانی ہوگئی تو لوگ مصر واپس آ گئے' اور وہاں زندگی خوشگوار ہوگئی' حالانکہ مکہ میں عباسیوں کا خطبہ ۴۰ سال ۵ ماہ سے ہو رہا تھا' اور عنقریب وہ دوبارہ پہلے کی طرح ہو جائے گا' جیسا کہ اس کی تفصیل اپنی جگہ پر آئے گی' اور اس ماہ میں وبا کی شدت اور دجلہ کے پانی کی کمی کی وجہ سے اطراف کے لوگ بھاگ گئے' اور الشریف ابوطالب الحسینی بن محمد الزینبی نے لوگوں کو حج کروایا اور حرمین میں خلیفہ المقتدی کی بیعت لی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

خلیفہ القائم بامر اللہ:

عبداللہ' ہم نے اس کے کچھ حالات اس کی وفات کے موقع پر بیان کیے ہیں۔

الداوٗدی:

صحیح بخاری کا راوی' عبدالرحمٰن بن محمد بن المظفر بن محمد بن داوٗد ابوالحسن بن ابی طلحہ الداوٗدی' آپ ۳۷۴ھ میں پیدا ہوئے' اور بہت سماع کیا' اور شیخ ابوحامد اسفرائینی اور ابوبکر القفال سے فقہ سیکھی اور ابوعلی الدقاق اور ابوعبدالرحمٰن سلمی کے ساتھ رہے اور بہت کچھ لکھا اور پڑھایا اور فتویٰ دیا اور تصنیف کی' اور نظم ونثر میں آپ کو کمال حاصل تھا' اس کے باوجود آپ بہت ذکر الٰہی کرتے تھے اور آپ کی زبان ذکر الٰہی سے کوتاہی نہ کرتی تھی۔ ایک روز وزیر نظام الدین آپ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا' شیخ نے اسے کہا' اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے بندوں پر مسلط کیا ہے اور تو غور کر کہ جس روز وہ تجھ سے ان کے متعلق پوچھے گا تو اسے کیسے جواب دے گا' آپ کی وفات اس سال بوشنج میں ہوئی اور آپ کی عمر ۹۰ سال سے متجاوز تھی اور آپ کے شاندار اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔

''لوگوں کی ملاقات کرنے میں نور تھا' نور چلا گیا تو تاریکی چھا گئی' اور لوگ اور زمانہ بگڑ گئے' پس لوگوں اور زمانے کو سلام ہو''۔

ابوالحسن علی بن الحسن:

ابن علی بن ابی الطیب الباخرزی' مشہور شاعر' آپ نے سب سے پہلے شیخ ابومحمد الجوینی سے اشتغال کیا' پھر آپ نے اسے چھوڑ دیا' اور کتابت وشعر کی طرف متوجہ ہوگئے' اور اپنے ہمسروں سے فوقیت لے گئے' اور آپ کا دیوان مشہور ہے۔

''اور میں تیری ان کنپٹیوں کے ڈنک کی شکایت کرتا ہوں' جن کے بچھو تیرے رخساروں میں ستارے ہیں اور میں تیرے دُردنداں کے لیے روتا ہوں اور میرا باپ بھی ہے' پس وہ اکیلا ہو کر ہنسی کا ندیم کیسے ہو سکتا ہے''۔



واقعات ــــ ۴۶۸ھ

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ شعبان میں ریت اور سنگریزوں کی تعداد کے مطابق ٹڈی آئی اور غلے کھا گئی' اور لوگوں کو تکلیف دی اور لوگ بھوکے ہو گئے' پس باجرے کے آٹے کے ساتھ خروب پیا گیا' اور اسے کھایا اور وبا پڑی' پھر اللہ نے ٹڈی کو خرابی سے روک دیا' وہ گزرتی تھی اور نقصان نہیں پہنچاتی تھی' پس نرخ ارزاں ہو گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ دمشق میں شدید گرانی ہو گئی اور مسلسل تین سال رہی۔

اور اس سال نصر بن محمود بن صالح بن مرواس نے منبج شہر پر قبضہ کر لیا' اور رومیوں کو وہاں سے جلاوطن کر دیا۔

اور اس سال الاقسیس نے شہر دمشق پر قبضہ کر لیا' اور المعلی بن حیدر جو مستنصر عبیدی کا نائب تھا' بانیاس شہر کی طرف بھاگ گیا اور اس میں المقتدی کا خطبہ دیا اور مصریوں کا خطبہ اب تک وہاں سے ختم کر دیا' اور مستنصر نے اپنے نائب کو بلا کر اپنے پاس قید کر دیا۔ یہاں تک کہ قید خانے میں وہ مر گیا۔

میں کہتا ہوں یہ الاقسیس السر بن اُرف خوارزمی ہے جس کا لقب ملک معظم ہے' اور یہ پہلا شخص ہے جس نے فاطمیوں سے بلادِ شام کو واپس لیا اور وہاں سے حی علی خیر العمل کی اذان کو ختم کیا' حالانکہ وہ دمشق کے منابر اور بقیہ شام میں ایک سو چھ سال سے ہو رہی تھی' اور مساجد اور جوامع کے دروازوں پر صحابہ رضی اللہ عنہم پر لعنت لکھی ہوئی تھی (استغفر اللہ) پس اس سلطان نے مؤذنوں اور خطیبوں کو حکم دیا کہ وہ حب صحابہ رضی اللہ عنہم کو پسند کریں' اور اس نے عدل کو پھیلایا اور سنت کو واضح کیا' اور یہ پہلا شخص ہے جس نے قلعہ دمشق کی بنیاد رکھی' اور اس سے قبل اس میں کوئی قلعہ نہ تھا' جس کی مسلمان' دشمن سے بچنے کے لیے پناہ لیتے' پس اس نے اسے اس محلّہ میں بنایا جس میں وہ آج موجود ہے' اور اس کی جگہ شہر کے دروازے میں تھی' جسے باب الحدید کہا جاتا ہے اور وہ دارِ رضوان کے سامنے ہے' اس کی ابتداء آئندہ سال ہوئی اور اس کے بعد اسے ملک مظفر تتش بن الپ ارسلان سلجوقی نے مکمل کیا' جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہو گی۔

اور اس سال مقطع الکوفہ امیر السکینی ختلغ الترکی نے جو طویل کے نام سے مشہور ہے' لوگوں کو حج کروایا اور اس نے خفاجہ کو شہر میں بھگا دیا' اور انہیں مغلوب کر لیا اور اس کے ساتھ صرف سولہ ترکی رہ گئے' پس وہ سلامتی کے ساتھ مکہ پہنچ گیا اور جب وہ ایک گھر میں اترا تو ایک غلام نے اس پر حملہ کر دیا تو ان میں بڑا اقتلام ہوا اور اس نے انہیں عظیم شکست دی' پھر وہ اس کے بعد الزاہر میں اترتا تھا' یہ بات ابن الساعی نے اپنی تاریخ میں بیان کی ہے' اور اس سال کے ذوالحجہ میں عباسیوں کا خطبہ دوبارہ شروع ہو گیا' اور مصریوں کا خطبہ ختم ہو گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

محمد بن علی:

ابن احمد بن عیسیٰ بن موسیٰ' ابوتمام ابن ابی القاسم بن القاضی ابی علی الہاشمی' ہاشمیوں کا نقیب' اور یہ الشریف ابوجعفر بن ابی موسیٰ فقیہ حنبلی کا عزادتھا۔ آپ نے حدیث روایت کی اور آپ نے ابوبکر بن عبدالباقی سے سماع کیا اور باب حرب میں دفن ہوئے۔

محمد بن القاسم:

ابن حبیب بن عبدوس' ابوبکر الصفار نیشاپوری' آپ نے حاکم' ابوعبدالرحمٰن السلمی اور بہت سے لوگوں سے سماع کیا' اور اس سال کے شعبان میں وفات پائی اور شیخ ابومحمد الجوینی سے فقہ سیکھی اور آپ ان کے حلقہ میں ان کی جانشینی کرتے تھے۔

محمد بن محمد بن عبداللہ:

ابوالحسین بیضاوی شافعی' ابوالطیب کے داماد آپ نے حدیث سماع کیا اور آپ ثقہ اور اچھے آدمی تھے' آپ نے اس سال کے شعبان میں وفات پائی' اور شیخ ابونصر بن الصباغ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور آپ کے جنازہ میں ابوعبداللہ الدامغانی مقتدی بن کر شامل ہوئے' اور اپنے گھر قطیعۃ الکرخ میں دفن ہوئے۔

محمد بن نصر بن صالح:

ابن امیر حلب' آپ نے اس پر ۴۵۹ھ میں قبضہ کیا' اور بہت خوش شکل اور خوش فعل تھے۔

مسعود بن المحسن:

ابن الحسن بن عبدالرزاق بن جعفر البیاضی الشاعر' آپ کے یہ اشعار بھی ہیں ۔

''جب مجھ سے بے رخی زیادہ ہو جاتی ہے تو رات کے سوا میرا کوئی مددگار نہیں ہوتا' میں محبوب کے بعد اس سے شکایت کرتا ہوں اور وہ صبح کے بعد ہم سے شکایت کرتی ہے''۔

پھر کہتے ہیں ۔

''اے وہ شخص! جس کے فراق میں میں نے لمبی کمزوری پہن لی ہے' حتیٰ کہ میں عیادت کرنے والوں سے بھی پوشیدہ ہوگیا ہوں اور طویل بے خوابی سے مانوس ہوگیا ہوں اور تو نے میری آنکھوں کو بھلا دیا ہے کہ میری نیند کیسے ہوا کرتی تھی' اور اگر یوسف علیہ السلام خوبصورتی سے ہاتھ کاٹنے والے ہیں تو تو جگر کو ٹکڑے کرنے والا ہے''۔

مفسر الواحدی:

علی بن حسن بن احمد بن علی بن بویہ الواحدی' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ نسبت کس کی طرف ہے' آپ تین تفاسیر البسیط' الوسیط' الوجیز کے مؤلف ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ امام غزالی نے اپنی کتابوں کے نام آپ سے لیے ہیں'

نے بیان کیا ہے کہ اسباب النزول التحبیر فی شرح الاسماء الحسنیٰ بھی آپ کی تصانیف ہیں' اور آپ نے دیوان المتنبی کی شرح بھی کی ہے اور یہ جو اس کی شروح کی کثرت کے اس کی مثل نہیں ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ آپ کی تصانیف میں سعادت ودیعت کی گئی ہے اور لوگوں نے ان کی خوبصورتی پر اتفاق کیا ہے اور مدرسین نے اپنے دروس میں انہیں بیان کیا ہے اور آپ نے تفسیر کو ثعالبی سے سیکھا ہے' آپ ایک مدت تک بیمار رہے' پھر اس سال کے جمادی الآخرہ میں نیشاپور میں آپ کی وفات ہوگئی۔

ناصر بن محمد:

ابن علی' ابو منصور الترکی الصافری' آپ حافظ محمد بن ناصر کے والد ہیں' آپ نے قرآن پڑھا اور بہت سماع کیا' اور آپ نے جامع منصور میں خطیب کو تاریخ سنانے کی ذمہ داری لی' آپ خوبصورت اور دانشمند تھے' اس سال ذوالقعدہ میں تیس سال سے کم عمر میں جوانی کی حالت میں وفات پا گئے' اور ایک شخص نے طویل قصیدہ میں آپ کا مرثیہ کہا ہے' جسے ابن جوزی نے المنتظم میں مکمل بیان کیا ہے۔

یوسف بن محمد بن الحسن:

ابو القاسم ہمدانی' آپ نے سماع کیا اور تصنیف و تالیف کی اور آپ سے روایت پھیلی' آپ نے اس سال وفات پائی' آپ کی عمر نوے سال کے قریب تھی۔

واقعات ــــ ۴۶۹ھ

اس سال قلعہ دمشق کی تعمیر کی ابتداء ہوئی اور یہ واقعہ یوں ہے کہ گذشتہ سال ملک معظم اُتسز بن اُوف خوازمی نے عبیدیوں کے ہاتھوں سے دمشق کو چھینا تو اس نے اس سال دمشق میں اس مضبوط قلعے کی تعمیر شروع کر دی' اور آج قلعہ کی جگہ شہر کا ایک دروازہ ہے' جو باب الحدید کے نام سے مشہور ہے' اور وہ دروازہ آج کے دار رضوان کے سامنے تھا جو اس کے البرانیہ تالاب کے اندر تھا' اور اس کے بعض برج بلند ہو چکے تھے' اور مکمل نہیں ہوئے تھے' حتیٰ کہ ملک مظفر تاج الملوک تتش بن الپ ارسلان سلجوقی نے اس سے شہر کا قبضہ لے لیا اور یہ عمارت نور الدین محمود بن زنگی کے زمانے تک ایسے ہی رہی اور ملک صلاح الدین بن یوسف بن ایوب نے اس میں کچھ نئی تعمیرات کیں اور اس کے نائب ابن مقدم نے اس مملکت کے لیے ایک بڑا گھر بنایا' پھر صلاح الدین کے بھائی ملک عادل نے اور اس کی اولاد نے اس کے برجوں کو باہم تقسیم کر لیا' اور ان میں سے ہر بادشاہ نے اس میں برج بنایا اور اسے از سر نو بنایا اور بلند کیا اور مضبوط کیا' پھر ملک الظاہر بیبرس نے اس کے غربی قبلے والے برج کو از سر نو بنایا' پھر اس کے بعد ملک اشرف خلیل بن منصور کی حکومت میں اس کے نائب الشجاعی نے شمالی کمرہ اور نیلا گنبد اور اس کے ارد گرد کا حصہ تعمیر کیا اور اس سال محرم میں خلیفہ سخت بیمار ہو گیا۔ اور لوگوں نے اس کے متعلق جھوٹی افواہیں اُڑا دیں' پس وہ سوار ہوا حتیٰ کہ لوگوں نے اسے اپنے سامنے دیکھا تو وہ مطمئن ہو گئے۔

اور اس سال جمادی الاخریٰ میں دجلہ میں ساڑھے اکیس ہاتھ پانی کا اضافہ ہو گیا اور لوگوں نے اپنے اموال منتقل کر

لیے اور دارالخلافہ کے متعلق خوف پیدا ہو گیا' تو رات کو القائم بامر اللہ کا تابوت اُٹھا کر رصافہ کے قبرستان میں لے جایا گیا۔

اور اس سال شوال میں حنابلہ اور اشعریہ کے درمیان جنگ برپا ہو گئی اور یہ واقعہ یوں ہے کہ ابن القشیری بغداد آیا اور وہ بیٹھ کر نظامیہ پر اعتراض کرنے لگا اور حنابلہ کی مذمت کرنے لگا اور انہیں تجسیم کی طرف منسوب کرنے لگا اور ابو سعد صوفی نے اس کی مدد کی اور شیخ ابو اسحاق شیرازی بھی اس کے ساتھ مائل ہو گیا' اور اس نے نظام الملک کو خط لکھ کر اس کے پاس حنابلہ کی شکایت کی اور ان کے خلاف اس سے مدد مانگی' اور ایک جماعت شیخ الحنابلہ الشریف ابو جعفر بن ابی موسیٰ کے پاس گئی' وہ اپنی مسجد میں تھے' پس دوسرے لوگوں سے آپ کا دفاع کیا جس کی وجہ سے لوگ باہم لڑ پڑے اور سوق المتین کا ایک درزی قتل ہو گیا اور دوسرے زخمی ہوئے' اور جنگ بھڑک اُٹھی اور شیخ ابو اسحاق اور ابو بکر الشاشی سے اپنے خط میں جو فخر الدولہ کی طرف تھا' نظام الملک کو اس واقعہ پر ملامت کی اور وہ اپنے تعمیر کردہ مدرسہ کی طرف اس بات کو منسوب کرنا پسند نہیں کرتا تھا' اور جو جنگ ہو چکی تھی' اس پر ناراضگی کے باعث شیخ ابو اسحاق نے بغداد سے کوچ کرنے کا عزم کیا تو خلیفہ نے اسے اطمینان بخش پیغام بھیجا' پھر اس نے اسے اور شریف ابو جعفر اور ابو سعد صوفی اور ابو بصر بن قشیری کو وزیر کے پاس اکٹھا کیا تو وزیر نے اقوال وافعال میں ابو جعفر کی تعظیم کرتے ہوئے اس کی طرف توجہ کی' تو شیخ ابو اسحاق نے اس کے پاس جا کر کہا: میں وہ شخص ہوں جسے آپ جانتے ہیں اور میں جوان تھا اور اصول کے بارے میں یہ میری کتابیں ہیں' جن میں میں نے اشعریہ کے خلاف بیان کیا ہے' پھر آپ نے ابو جعفر کے سر کو بوسہ دیا' تو ابو جعفر نے آپ سے کہا' آپ نے درست فرمایا ہے' مگر آپ محتاج آدمی تھے' آپ نے اپنے دل کی بات ہم پر واضح نہیں کی اور جب مددگار سلیمان اور نظام الملک آ گئے' تو آپ سیر ہو گئے اور آپ نے اپنے دل کی پوشیدہ بات ظاہر کر دی اور ابو سعد صوفی نے بھی کھڑے ہو کر ابو جعفر کے سر کو بوسہ دیا اور اس سے مہربانی کی تو وہ غضبناک ہو کر اس کی طرف متوجہ ہوا' اور کہنے لگا' اے شیخ! اگر فقہاء اصول کے مسائل کے بارے میں اعتراض کریں تو انہیں ان کا درک ہے اور تو کھلنڈرا اور سماع کرنے والا ہے' پس ہم میں سے کون تیرے باطل کے ساتھ مزاحمت کرے گا؟ پھر اس نے کہا' اے وزیر تو ہمارے درمیان کب صلح کرائے گا' اور ہم میں صلح کیسے ہو گی' اور ہم جو اعتقاد رکھتے ہیں واجب کرتے ہیں اور وہ حرام قرار دیتے اور تکفیر کرتے ہیں' اور خلیفہ کا دادا القائم اور القادر نے بھی لوگوں کے سامنے اہل سنت اور سلف کے مذہب کے مطابق اپنے مذہب کا اظہار کیا' اور ہم اس پر قائم ہیں' جیسے کہ عراقیوں اور خراسانیوں نے اس پر اتفاق کیا ہے' اور سب کچہریوں میں اسے لوگوں کو سنایا گیا' پس وزیر نے خلیفہ کو سارا ماجرا بتا دیا' پس اس کا جواب آیا' جس میں جماعت کا اور خاص طور پر ابو جعفر کا شکریہ ادا کیا گیا' پھر خلیفہ نے ابو جعفر کو سلام کے لیے اور اس کی دُعا سے برکت حاصل کرنے کے لیے بلایا۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس سال ذوالقعدہ میں بغداد' واسط اور مضافات میں لوگوں میں بہت مرض پھیل گئے' اور اطلاع آئی کہ شام کا بھی یہی حال ہے' اور اس ماہ بغداد سے بری باتیں اور بدکار عورتیں دور کر دی گئیں اور بدکار وہاں سے بھاگ گئے۔

اور اس سال نصر بن محمود بن مرداس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد حلب پر قبضہ کر لیا' اور اس سال امیر امیر علی بن

منصور بن قراعز بن علاؤ الدولہ بن کالویہ نے السّت خاتون سے نکاح کیا جو سلطان الپ ارسلان کے چچا داؤد کی بیٹی تھی' اور وہ القائم بامر اللہ کی بیوی تھی۔

اور اس سال حاکم دمشق الاقسیس نے مصر کا محاصرہ کیا اور اس نے حاکم مستنصر باللہ کو تنگ کیا' پھر دمشق واپس آ گیا اور اس سال امیر جنفل الترکی مقطع الکوفہ نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اسفہد وست بن محمد بن الحسن ابومنصور دیلمی:

الشاعر' اس نے عبداللہ بن الحجاج اور عبدالعزیز بن نباتہ وغیرہ سے ملاقات کی' یہ شیعہ تھا' پھر اس نے توبہ کر لی اور اپنے ایک قصیدہ میں اپنے اعتقاد کے بارے میں کہا۔

''جب مجھ سے میرے اعتقاد کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ مذاہب ابرار کے مطابق ہے' اور میں کہتا ہوں کہ محمد ﷺ کے بعد سب لوگوں سے بہتر آپ کا صدیق اور غار کا انیس ہے' پھر اس کے بعد تینوں مخلوق کے بہترین آدمی ہیں' اور وہ پاکیزہ لوگوں کے سردار معزز ہیں' یہ میرا اعتقاد ہے اور اسی سے میں کامیابی اور عذابِ دوزخ سے آزادی کی امید رکھتا ہوں''۔

طاہر بن احمد بن بابشاد:

ابوالحسن بصری نحوی' آپ مصر میں جامع عمرو بن العاص کی چھت سے گر پڑے اور اسی وقت اس سال کے رجب میں وفات پا گئے' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ مصر میں اپنے زمانے کے امام نحو تھے' اور آپ کی مفید تصانیف ہیں جن میں سے آپ کا مقدمہ اور اس کی شرح اور الزجاجی کی الجمل کی شرح بھی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ مصر میں آپ کا کام یہ تھا کہ دیوان انشاء میں آپ کی خدمت میں پیش کیے بغیر خطوط نہیں لکھے جاتے تھے' آپ ان کی خرابی کی اصلاح کرتے تھے' پھر انہیں مقررہ جہت میں روانہ کر دیا جاتا تھا' اور آپ کو اس پر اچھی تنخواہ ملتی تھی' راوی کا بیان ہے کہ ایک روز آپ اپنے بعض اصحاب کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ آپ کے پاس ایک بلا آ گیا' انہوں نے اسے کوئی چیز ماری تو وہ اسے لے کر بھاگ گیا' پھر آیا تو انہوں نے پھر اسے کوئی چیز ماری تو وہ جلدی سے اسے لے گیا' پھر آیا تو انہوں نے پھر اسے کوئی چیز ماری تو انہیں معلوم ہوا کہ وہ ان سب چیزوں کو نہیں کھاتا تو انہوں نے اس کا پیچھا کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اسے ایک اور اندھے بلے کے پاس لے جاتا ہے جو وہاں چھت پر ہے تو وہ اس سے متعجب ہوئے' شیخ نے کہا سبحان اللہ' یہ ایک چوپایہ حیوان ہے' اور اللہ کسی اور حیوان کے ذریعے اس کے پاس رزق لے آیا ہے' کیا وہ مجھے رزق نہیں دے گا' حالانکہ میں اس کا بندہ ہوں اور اس کی عبادت کرتا ہوں' پھر آپ

---

[1] یعنی وہ مضبوط آدمی تھا' اتھمتر کے نسخہ کے حاشیہ میں ایسے ہی ہے۔

نے اپنی تنخواہ چھوڑ دی اور اپنے اہل کو جمع کیا اور جامع عمرو بن العاص کے کمرہ میں عبادت واشتغال میں مصروف ہو گئے یہاں تک کہ آپ کی موت ہوگئی' جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے' اور نحو میں آپ کے حواشی کو تقریباً پندرہ جلدوں میں جمع کیا گیا ہے' اور آپ کے اصحاب جیسے ابن بری وغیرہ ان سے نقل کرتے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور انہیں تعلیق الفرقۃ کا نام دیتے ہیں۔

عبداللہ بن محمد بن عبداللہ:

ابن عمر بن احمد بن المجمع بن محمد بن یحییٰ بن معبد بن ہزار مرد' ابو محمد الصریفینی جو ابن المعلم کے نام سے مشہور ہیں' اور مشہور مسند مشائخ حدیث میں سے ہیں' آپ اپنی طول عمری کی وجہ سے ایک جماعت سے اس میں متفرد ہیں اور آپ آخری شخص ہیں جنھوں نے الجعدیات کو ابن حبابہ سے عن ابی القاسم البغوی عن علی بن الجعد بیان کیا ہے اور وہ ہمارا سماع ہے اور اس کی وجہ سے لوگوں نے آپ کی طرف سفر کیا اور حفاظ کی ایک جماعت نے آپ سے اس کا سماع کیا جس میں خطیب بھی شامل ہیں اور آپ ثقہ اور قابل تعریف مذہب کے تھے' اور صاف دل تھے' آپ نے جمادی الاولیٰ میں صریفین میں ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی ہے۔

حیان بن خلف:

ابن حسین بن حیان بن محمد بن حیان بن وہب بن حیان ابو مروان قرطبی' بنی امیہ کا غلام' مؤلف تاریخ الغرب جو ساٹھ جلدوں میں ہے' حافظ ابوعلی نے آپ کی فصاحت و بلاغت اور آپ کے صدق کی تعریف کی ہے اور بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کو بیان کرتے سنا ہے کہ تین دن کے بعد مبارکباد دینا محبت کا استخفاف ہے' اور تین دن کے بعد تعزیت کرنا مصیبت کو بھڑکانا ہے' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس سال کے ربیع الاوّل میں وفات پائی اور ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا تو آپ کا حال دریافت کیا تو آپ نے کہا اللہ نے مجھے بخش دیا ہے اور تاریخ پر میں پریشان ہوں' لیکن اللہ نے اپنے لطف و کرم سے مجھ سے درگزر فرمایا ہے' اور مجھے معاف کیا ہے۔

ابونصر سنجری وائلی:

سجستان کی ایک بستی وائل کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے آپ کو وائلی کہا جاتا ہے' آپ نے بہت سماع کیا اور تصنیف کی اور باہر گئے اور حرم میں قیام کیا' اور اصول میں آپ کی کتاب ''الابانۃ'' بھی ہے' اور اسی طرح فروع میں بھی آپ کی کتاب ہے اور بعض لوگ حفظ میں آپ کو الصوری پر ترجیح دیتے ہیں۔

محمد بن علی بن الحسین:

ابوعبداللہ انماطی' جو ابن سکینہ کے نام سے مشہور ہیں' آپ ۳۹۰ھ میں پیدا ہوئے اور آپ بہت سماع کرنے والے تھے اور آپ نے ۷۹ سال کی عمر میں وفات پائی۔



واقعات ــــ ۴۷۰ھ

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس سال کے ربیع الاوّل میں غربی جانب کے محلہ نوبہ میں مسجد کی دو کھجوروں پر بجلی گری اور ان دونوں کے اوپر کے حصے کو جلا دیا اور لوگوں نے اوپر چڑھ کر آگ بجھائی اور شاخوں کو اتارا اور وہ آگ سے بھڑک رہی تھیں' راوی کا بیان ہے کہ نظام الملک کی طرف سے شیخ ابواسحاق شیرازی کو اس خط کا جواب آیا جو اس نے اسے حنابلہ کے بارے میں لکھا تھا' پھر ابن جوزی نے اسے اور اس کے مضمون کو بیان کیا ہے کہ مذاہب کو بدلنا اور لوگوں کو ان سے ہٹانا ممکن نہیں اور اس نواح کی اکثریت امام احمد کے مذہب پر ہے اور آپ کا مقام ائمہ اور لوگوں کے ہاں مشہور ہے اور سنت میں آپ کی شان معلوم ہے' یہ بات اس نے طویل کلام میں بیان کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس سال کے شوال میں حنابلہ اور فقہائے نظامیہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور عوام کی ایک پارٹی نے فریقین میں سے ہر ایک کی حمایت کی اور ان کے درمیان تقریباً بیس آدمی قتل ہو گئے' اور دوسرے زخمی ہوئے' پھر جنگ ٹھنڈی پڑ گئی' راوی کا بیان ہے کہ ۱۹ر شوال کو خلیفہ المقتدی کے ہاں' اس کا بیٹا المستظہر ابوالعباس احمد پیدا ہوا اور شہروں کو آراستہ کیا گیا اور وزیر مبارکباد کے لیے بیٹھا' پھر ۲۶ر شوال کو اتوار کے روز اس کے ہاں ایک اور بیٹا ابوہارون پیدا ہوا' راوی کا بیان ہے کہ اس سال تاج الدولہ ارسلان شام کا والی بنا اور اس نے حلب کا محاصرہ کر لیا' اور جنفل مقطع الکوفہ نے لوگوں کو حج کرایا' اور ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ وزیر ابن جہیر نے ایک بڑا منبر بنایا تاکہ مکہ میں اس پر خطبہ دیا جائے اور جب وہ مکہ پہنچا تو دوبارہ مصریوں کا خطبہ شروع ہو گیا' تو اس نے اس منبر کو توڑ کر جلا دیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد بن احمد بن یعقوب:

ابن احمد ابوبکر الیربوعی المقری' آپ آخری شخص ہیں جنہوں نے ابوالحسین بن سمعون سے روایت کی ہے اور آپ ثقہ عبادت گزار اور اچھے مذہب والے تھے' خطیب نے آپ کی طرف سے لکھا ہے اور کہا ہے کہ آپ صدوق تھے' آپ نے اس سال ۸۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

احمد بن محمد:

احمد بن عبداللہ ابوالحسن ابن النقور البزاز' آپ معمر مسندین میں سے ہیں اور بہت سے نسخوں میں ابن حبان سے عن البغوی عن اشیاخہ متفرد ہیں' جیسے نسخہ ہدبہ اور کامل بن طلحہ اور عمرو زرارہ اور ابی السکن البکری' اور آپ بہت متبحر شخص تھے' اور حدیث طالوت بن عبادہ کے سماع کرانے کا ایک دینار لیتے تھے' اور شیخ ابواسحاق شیرازی نے اسماعِ حدیث پر اجرت لینے کے

جواز کا آپ کو فتویٰ دیا تھا' کیونکہ آپ اس کی وجہ سے کمائی سے غافل رہتے تھے۔ آپ نے ۸۹ سال کی عمر میں وفات پائی۔

احمد بن عبدالملک:

ابن علی بن احمد ابوصالح موذن نیشاپوری حافظ آپ نے بہت کچھ لکھا اور تالیف وتصنیف کی آپ نے ایک ہزار شیخ سے لکھا آپ وعظ کرتے اور اذان دیتے تھے' آپ نے ۸۰ سال سے زیادہ عمر میں وفات پائی۔

عبداللہ بن حسن بن علی:

ابوالقاسم بن ابی محمد الخلالی' آپ ابوحفص کنانی سے روایت کرنے والے آخری شخص ہیں آپ نے بہت سماع کیا اور خطیب نے آپ سے روایت کی ہے' اور آپ کو ثقہ قرار دیا ہے آپ نے ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی اور باب حرب میں دفن ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن مندہ:

ابن محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن ابراہیم ابوالقاسم بن ابی عبداللہ الامام آپ نے اپنے باپ اور ابن مردویہ اور مختلف اقالیم کے بہت سے لوگوں سے سماع کیا' اور ان کی طرف سفر کیا اور بہت سی باتوں کو جمع کیا' آپ باوقار اور اچھے راستے پر تھے' اور سنت کے متبع اور اچھے فہیم اور بہت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے تھے' اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے خوفزدہ نہ تھے' اور مسور ابن محمد الریحانی کہا کرتے تھے کہ اللہ نے ان کے ذریعے اور عبداللہ انصاری ہروی کے ذریعے اسلام کی حفاظت کی ہے' ابن مندہ نے اصبہان میں ۸۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ کے جنازہ میں بہت لوگ شامل ہوئے' جن کو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

عبدالملک بن محمد:

ابن عبدالعزیز بن محمد بن مظفر بن ابوالقاسم ہمدانی' آپ حافظ' فقیہ اور ولی تھے اور بجیر لقب کرتے تھے' آپ نے بہت سماع کیا' آپ طلبہ کے لیے پڑھتے تھے' آپ نے اس سال محرم میں رَی میں وفات پائی اور ابراہیم الخواص کے پہلو میں دفن ہوئے۔

الشریف ابوجعفر الحنبلی:

عبدالخالق بن عیسیٰ بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن عبداللہ بن معبد بن العباس بن عبدالمطلب ہاشمی بن ابی موسیٰ' حنبلی عباسی' آپ ان فقہاء' علماء' عباد اور زہاد میں سے تھے' جو دینداری احسان' عبادت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قیام میں مشہور تھے' آپ اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ آپ ۴۱۱ھ میں پیدا ہوئے' اور قاضی ابویعلیٰ بن الفراء سے اشتغال کیا اور آپ کے شیخ نے الدامغانی کے پاس آپ کی تعریف کی تو آپ نے آپ کو قبول کر لیا پھر اس کے بعد آپ نے شہادت چھوڑ دی اور آپ نیکی اور دینداری میں مشہور تھے اور خلیفہ القائم بامر اللہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے وصیت کی کہ الشریف ابوجعفر اسے غسل دیں' اور اس نے آپ کے لیے بہت سی چیزوں اور بہت سے مال

کی بھی مدحت کی مگر آپ نے اس میں سے کچھ بھی قبول نہ کیا' اور جب ابن القشیری کی وجہ سے حنابلہ اور اشعریہ کے درمیان جنگ ہوئی تو آپ کو دارالخلافہ میں اعزاز و اکرام کے ساتھ قید کیا گیا' آپ کے پاس فقہاء وغیرہ آتے اور آپ کے سر اور ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور آپ وہیں تھے کہ بیمار ہو گئے تو آپ کو اپنے اہل کے پاس جانے کی اجازت دے دی گئی اور ان کے پاس آپ اس سال ۱۵/صفر کو جمعرات کی رات کو وفات پا گئے' اور امام احمد کے پہلو میں دفن ہوئے اور لوگوں نے ہر بدھ کی رات کو آپ کی قبر کو بازار بنالیا' وہ وہاں آتے اور اس کے پاس ختم پڑھتے' حتیٰ کہ سردی کا موسم آ گیا اور جو کچھ آپ کو سنایا گیا' اور ہدیہ کیا گیا وہ دس ہزار ختم ہیں۔ واللہ اعلم

محمد بن عبداللہ:

ابوالحسن بیضاوی' آپ ربع الکرخ میں شافعی فقیہ تھے آپ کو اپنے والد کے پاس دفن کیا گیا۔

واقعات — ۴۷۱ھ

اس سال سلطان ملک مظفر تاج الملوک تتش بن الپ ارسلان سلجوقی نے دمشق پر قبضہ کر لیا' اور اس کے بادشاہ اقسیس کو قتل کر دیا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ اقسیس نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ مصریوں کے خلاف اس کی مدد کرے اور جب وہ اس کے پاس پہنچا تو وہ اس کے استقبال کے لیے سوار نہ ہوا تو اس نے اس کے قتل کا حکم دیا' سو اسی وقت اسے قتل کر دیا گیا۔ اور اس نے اس کے خزانے میں سرخ یاقوت کا ایک پتھر پایا' جس کا وزن ۱۷/مثقال تھا' اور ساٹھ موتیوں کے دانے تھے' اور ہر دانہ مثقال سے زیادہ تھا' اور دس ہزار دینار اور دو سو سونے کی زینیں وغیرہ تھیں۔ اور یہ اقسیس' اُتسز بن اوف خوارزمی تھا جو معظم لقب رکھتا تھا اور نیک دل اور خوش سیرت بادشاہوں میں سے تھا' اس نے اہل شام سے رفض کو دور کیا اور حی علی خیر العمل کی اذان کو باطل کیا اور سب صحابہ سے راضی ہونے کا حکم دیا اور اس نے دمشق میں وہ قلعہ تعمیر کیا جو محروسہ شام میں اسلام کا قلعہ ہے' اللہ اس پر رحم کرے اور اس کی قبر کو رحمت سے سیراب کرے اور جنت الفردوس میں اس کا ٹھکانہ بنائے۔

اور اس سال وزیر ابن جہیر کو نظام الملک کے مشورے سے معزول کر دیا گیا' کیونکہ اس نے شافعیہ کے خلاف مدد دی تھی' پھر المقتدی نے نظام الملک سے اس کی واپسی کے متعلق مراسلت کی تو اس کے لڑکے کو واپس کیا گیا' اور اسے چھوڑ دیا گیا۔

اور اس سال سعد الدولہ جو ہرا میر بغداد آیا اور نمازوں کے اوقات میں اس کے دروازے پر طبل بجائے گئے' اور اس نے خلیفہ کی سوء ادبی کی اور باب الفردوس پر گھوڑے باندھے گئے' اور اس کے بارے میں سلطان کو لکھا گیا تو سلطان کا خط آیا جس میں اسے ملامت کی گئی' اور مقطع الکوفہ جنفل الترکی نے لوگوں کو حج کرایا' اللہ اسے اس کا بدلہ دے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

سعد بن علی:

ابن محمد بن علی بن الحسین ابوالقاسم زنجانی' آپ نے آفاق کی طرف سفر کیا' اور بہت سماع کیا اور آپ امام حافظ اور

عبادت گزارتے تھے پھر اپنی آخری عمر میں مکہ میں گوشہ نشین ہو گئے اور لوگ آپ سے برکت حاصل کرتے تھے ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ لوگ آپ کے ہاتھ کو حجر اسود سے بھی زیادہ بوسے دیتے تھے۔

سلیم بن الجوزی

دجیل کی ایک بستی کی نسبت سے آپ جوزی کہلاتے ہیں آپ عابد وزاہد تھے آپ ہر روز تشمش کے ایک دانے سے خوراک حاصل کرتے تھے اور آپ نے حدیث کا سماع کیا اور آپ کو سماع کرایا گیا۔ رحمہ اللہ

عبداللہ بن شمعون:

ابو احمد فقیہ مالکی قیروانی آپ نے بغداد میں وفات پائی اور باب حرب میں دفن ہوئے۔ واللہ اعلم

واقعات ــــ ۴۷۲ھ

اس سال محمود بن مسعود بن محمود سبکتگین حاکم غزنی نے ہندوستان کے بہت سے مضبوط قلعوں پر قبضہ کر لیا پھر سالم وغانم اپنے ملک کو واپس آ گیا اور اس سال امیر ابو جعفر بن المقتدی باللہ پیدا ہوا اور اس کے لیے بغداد کو آراستہ کیا گیا۔

اور اس سال حاکم موصل امیر شریف الدولہ مسلم بن قریش بن بدران العقیلی اپنے باپ کی وفات کے بعد بادشاہ بنا۔ اور اس سال منصور بن مروان نے اپنے باپ کے بعد بلاد بکر پر قبضہ کر لیا۔ اور اس سال سلطان نے ابن علان لیوری ضامن بصرہ کو غرق کرنے کا حکم دیا اور اس کے ذخائر سے چار لاکھ دینار لیے اور بصرہ کے خمار تکین کے ایک لاکھ دینار اور ہر سال ایک سو گھوڑوں کا ضامن ہوا۔ اور اس سال عبید اللہ بن نظام الملک نے تکریت کو فتح کیا اور جنفل الترکی نے لوگوں کو حج کرایا اور مکہ سے مصریوں کا خطبہ ختم کر دیا اور المقتدی اور سلطان ملک شاہ سلجوقی کا خطبہ دیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

عبداللہ بن الحسن بن احمد بن خیرون:

ابو نصر نے بہت سماع کیا اور آپ عابد وزاہد تھے اور مسلسل روزے رکھتے تھے اور ہر رات قرآن ختم کرتے تھے۔

محمد بن محمد بن احمد:

ابن الحسین بن عبد العزیز بن مہران العکبری آپ نے ہلال الحفار ابن زرقویہ اور الحمامی وغیرہ سے سماع کیا اور آپ فاضل اور اچھے شعر کہنے والے تھے۔ آپ کے اشعار ہیں ۔

''میں نے ان لوگوں کے بارے میں جو پہلے گزر چکے ہیں اور جنہوں نے ہمیں اپنا ہم نشین بنایا طویل غور وفکر کرتا ہوں وہ موت کے بعد یاد کے لحاظ سے زندہ ہیں اور ہم گمنامی سے مردہ ہیں''۔

آپ نے اس سال کے رمضان میں وفات پائی آپ کی عمر ۷۰ سال تھی۔

صیاج بن عبداللہ:

تنائی خطیب آپ نے حدیث کا سماع کیا اور آپ زہد' فقر اور عبادت میں پوری کوشش کرنے کے لحاظ سے اپنے زمانے کے یگانہ تھے آپ نے مدت تک مکہ میں قیام کیا اور وہاں کے باشندوں کو فتوے دیتے رہے۔ اور ہر روز پاپیادہ تین بار عمرہ کرتے اور جب سے آپ مکہ میں مقیم ہوئے آپ نے جوتا نہیں پہنا' اور آپ اہل مکہ کے ساتھ پیدل چل کر حضرت نبی کریم ﷺ کی زیارت کرتے تھے' اور اسی طرح طائف میں حضرت ابن عباس کی قبر کی بھی زیارت کیا کرتے تھے اور کسی چیز کا ذخیرہ نہ کرتے تھے' اور صرف ایک قمیص ہی پہنتے تھے' روافض کے ایک فتنے میں مکہ کے ایک امیر نے آپ کو مارا تو آپ کئی روز بیمار رہے' اور فوت ہو گئے' آپ کی عمر ۸۰ سال سے اوپر تھی۔ رحمہ اللہ

واقعات ـــــ ۴۷۳ھ

اس سال سلطان ملک شاہ کے بھائی تتکش نے خراسان کے بعض شہروں پر قبضہ کر لیا اور اس سال واعظین کو وعظ کے لیے بیٹھنے کی اجازت دی گئی' حالانکہ ابن القشیری کے فتنہ میں انہیں روک دیا گیا تھا' اور اس سال نوجوانوں کی ایک جماعت کو گرفتار کیا گیا' جنہوں نے عبدالقادر ہاشمی کو اپنا رئیس بنا لیا تھا' اور انہوں نے علاقوں سے اس کے ساتھ مراسلت کی۔ اور اس کے لیے کوشش کرنے والے شخص کو ابن رسول کہا جاتا تھا اور وہ جامع برانا کے پاس جمع ہوا کرتے تھے' اور ان کے بارے میں خوف ہوا کہ وہ مصریوں کے مددگار ہیں' پس انہیں گرفتار کرنے کا حکم ہو گیا۔

اور اس سال جفل نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد بن عمر:

ابن محمد بن اسماعیل' ابوعبداللہ بن الاخضر محدث' آپ نے ابن شاذان سے سماع کیا اور آپ الظاہریہ کے مذہب پر تھے اور بہت تلاوت کرنے والے اور دنیا سے کم حصہ پانے والے اور عاجزی کرنے والے تھے۔ رحمہ اللہ

الصلیحی:

یمن پر متغلب ہونے والا' ابوالحسن بن علی بن محمد بن علی ملقب بہ الصلیحی' اس کا باپ یمن میں قاضی تھا' اور وہ سنی تھا اور اس نے پرورش پا کر علم سیکھا اور بہت سے علوم میں مہارت حاصل کی اور یہ قرامطہ شیعہ کے مذہب پر تھا' پھر یہ پندرہ سال تک حاجیوں کی راہنمائی کرتا رہا' اور لوگوں کے درمیان اس کے متعلق یہ بات مشہور ہو گئی' کہ وہ عنقریب یمن پر قبضہ کرے گا' اور اس کے قتل کے بعد بلادِ یمن میں حاکم تہامہ نجاح ظاہر ہوا۔ اور بہت تھوڑی مدت میں یمن کے پورے علاقے پر غالب آ گیا اور ۴۵۵ھ میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی' اور اس نے حاکم مصر مستنصر عبیدی کا خطبہ دیا' اور اس سال وہ دو ہزار سواروں کے ساتھ

حج کو گیا تو حج کے اجتماع میں سعید بن نجاح نے ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ اسے روکا تو اس نے ان سے جنگ کی تو یہ اور اس کا بھائی قتل ہو گئے' اور سعید بن نجاح نے اس کی مملکت اور ذخائر پر قبضہ کر لیا۔ اور الصلیحی کے اشعار ہیں ؎

''میں نے ہندی تلواروں کا ان کے گندم گوں نیزوں سے نکاح کر دیا ہے' اور ان کے سر چوٹائی میں بکھرے ہوئے ہیں' اور اسی طرح بلندوں کا نکاح اسی وقت مباح ہوتا ہے جب عمروں کو طلاق ہو''۔

محمد بن الحسین:

ابن عبداللہ بن احمد بن یوسف بن الشبلی' ابوعلی شاعر بغداد' آپ نے حدیث کا اسناد کیا اور آپ کے اشعار شاندار ہیں ؎

''کسی ملامت گر اور عذر کرنے والے پر اپنے دونوں حالوں کا خوشی اور تنگی میں اظہار نہ کر' اظہارِ غم کرنے والوں پر رحم کرنے کے لیے دل میں دشمنوں کی شماتت کی مانند تلخی ہوتی ہے''۔

پھر کہتے ہیں ؎

''بخیل مال جمع کرنے سے اپنی عمر کی مدت کو فنا کر دے گا اور جو وہ چھوڑے گا وہ حوادث اور وارثوں کے لیے ہوگا' جیسے ریشم کیڑا جو بناتا ہے وہ اس کا گلا گھونٹ دیتا ہے اور جو وہ بناتا ہے دوسرے اس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں''۔

یوسف بن الحسن:

ابن محمد بن الحسن' ابوالقاسم عسکری' آپ اہل خراسان میں سے شہر زنجان کے باشندے تھے' آپ ۳۹۵ھ میں پیدا ہوئے اور ابواسحاق شیرازی سے فقہ سیکھی اور آپ ان کے شاگردوں میں سب سے بڑے تھے' اور عابد' متقی' عاجز اور ذکر الٰہی کے وقت بہت گریہ کرنے والے اور عبادت کی طرف متوجہ رہنے والے تھے' آپ نے ۸۰ سال کے قریب عمر پا کر وفات پائی۔

واقعات ــــ ۴۷۴ھ

اس سال ابوکامل منصور بن نور الدولہ دبیس اپنے باپ کی عملداری پر متصرف ہو گیا اور سلطان اور خلیفہ نے اسے خلعت دیئے' اور اس سال شرف الدولہ مسلم بن قریش نے حسان پر قبضہ کر لیا۔ اور الرہا کے حاکم سے مصالحت کر لی' اور اس سال تتش بن الپ ارسلان حاکم دمشق نے انطرطوس شہر کو فتح کر لیا' اور اس سال خلیفہ نے ابن جہیر کو سلطان ملک شاہ کے پاس بھیجا کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح کر دے' تو اس کی ماں نے یہ بات اس شرط پر مان لی کہ اس کے سوا اس کی کوئی بیوی اور لونڈی نہ ہوگی' اور یہ کہ وہ سات روز اس کے پاس رہے' پس یہ شرط طے ہو گئی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

داؤد بن سلطان بن ملک شاہ:

اس کے باپ نے اس کا بہت غم کیا اور اس نے تدبیر کی یا خودکشی کرنے کا ارادہ کر لیا' تو امراء نے اسے اس بات سے روکا اور

وہ اس شہر سے منتقل ہو گیا' اور اس نے عورتوں کو اس پر نوحہ کرنے کا حکم دیا' اور جب یہ خبر بغداد پہنچی تو خلیفہ کا وزیر تعزیت کیلئے بیٹھا۔

قاضی ابوالولید الباجی:

سلیمان بن خلف بن سعد بن ایوب التجیبی الاندلسی الباجی الفقیہ المالکی' آپ فقہ اور حدیث کے بڑے حفاظ میں سے تھے آپ نے حدیث کا سماع کیا اور اس کی خاطر ۴۲۶ھ میں بلادِ مشرق کی طرف سفر کیا اور وہاں بہت سماع کیا' اور اس وقت کے آئمہ جیسے قاضی ابوالطیب طبری اور ابواسحاق شیرازی سے ملاقاتیں کیں' اور شیخ ابوذر ہروی کے ساتھ تین سال مکہ کے پڑوس میں رہے اور تین سال بغداد میں قیام کیا اور ایک سال موصل کے قاضی ابوجعفر سمنانی کے پاس رہے اور اس سے فقہ اور اصول کی تعلیم حاصل کی اور خطیب بغدادی سے سماع کیا اور خطیب نے بھی آپ سے سماع کیا اور آپ سے یہ دو اچھے شعر روایت کیے گئے ہیں ۔

''جب مجھے یقینی طور پر علم ہے کہ میری ساری زندگی ایک لمحہ کی مانند ہے تو میں اس کا مہمان کیوں نہیں ہو جاتا' اور اسے نیکی اور اطاعت میں کیوں نہیں لگاتا''۔

پھر ۱۳ سال بعد آپ اپنے شہر کو واپس آ گئے اور وہاں کی قضا سنبھال لی' کہتے ہیں کہ آپ نے حلب کی قضا بھی سنبھالی تھی' یہ قول ابن خلکان کا ہے' آپ کا بیان ہے کہ آپ کی متعدد تصانیف ہیں جن میں موطا کی طرح المنتقی' احکام الفصول فی احکام الاصول' الجرح والتعدیل وغیرہ شامل ہیں' آپ ۴۰۳ھ کو پیدا ہوئے' اور اس سال کی ۲۹ رجب کو جمعرات کی شب کو مغرب اور عشاء کے درمیان وفات پائی۔

ابوالاغر دبیس بن علی مزید:

ملقب بہ نور الدولہ' آپ نے اس سال اسی سال کی عمر میں وفات پائی' آپ ان میں سے ساٹھ سال سے اوپر امیر رہے اور آپ کے بعد آپ کا بیٹا ابوکامل حکمران بنا اور اسے بہاؤ الدولہ کا لقب دیا گیا۔

عبداللہ بن احمد بن رضوان:

ابوالقاسم بغدادی' آپ رؤساء میں سے تھے' آپ تین سال شقیقہ سے بیمار رہے اور ایک تاریک جگہ میں ٹھہرے رہے' آپ نہ روشنی کو دیکھتے تھے اور نہ آواز سنتے تھے۔

واقعات ــــ ۴۷۵ھ

اس سال مؤید الملک آیا اور اپنے باپ کے مدرسہ میں اترا اور تین نمازوں کے اوقات میں اس کے دروازے پر طبل بجائے جاتے' اور اس سال شیخ ابواسحاق شیرازی کو ایلچی بنا کر سلطان ملک شاہ اور وزیر نظام الملک کی طرف بھیجا گیا' اور ابواسحاق جب کسی شہر سے گزرتے تو وہاں کے باشندے اپنی عورتوں اور بچوں کے ساتھ آپ کا استقبال کرتے اور آپ سے برکت حاصل کرتے' اور آپ کی سواری کو چھوتے' اور بسا اوقات انہوں نے آپ کے خچر کے سم کی مٹی بھی لے لی' اور جب آپ ساوہ پہنچے تو اس کے باشندے آپ کے پاس آئے' اور آپ جس بازار سے گزرتے تو وہ آپ پر اپنی اچھی چیزیں نچھاور کرتے'

حتیٰ کہ آپ موچیوں کے بازار سے گزرے اور ان کے پاس صرف چھوٹے سلیے ہی تھے' انہوں نے وہی آپ پر نچھاور کر دیے تو آپ اس سے حیران رہ گئے۔

اور اس سال خلیفہ کی طرف سے سلطان ملک شاہ کی لڑکی کے بیٹے کے سر سے خطبہ دیا گیا اور اس کی ماں نے چار لاکھ دینار طلب کیا' پھر پچاس ہزار دینار پر اتفاق ہو گیا۔ اور اس سال سلطان نے اپنے بھائی تتش سے جنگ کی اور اسے قید کر لیا' پھر اسے چھوڑ دیا۔ اور دمشق اور مضافات پر اس کا قبضہ ہو گیا اور جنفل نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

عبدالوہاب بن محمد:

ابن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ' ابوعمر' حدیث کے گھرانے کے حافظ آپ نے آفاق کی طرف سفر کیا اور بہت سماع کیا اور اصبہان میں وفات پائی۔

ابن ماکولا:

امیر ابونصر علی بن وزیر ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن علی بن جعفر بن علکان بن محمد بن دلف بن ابی دلف تمیمی' امیر سعد الملک' ابو نصر ابن ماکولا' آپ ائمہ حدیث اور سادات امراء میں سے تھے' آپ نے سفر کیا اور چکر لگایا اور بہت سماع کیا اور الاکمال فی المشتبہ فی اسماء الرجال تصنیف کی اور یہ ایک بڑی کتاب ہے' جس کی طرف سبقت نہیں کی جا سکتی۔ اور اس کا لگا کھایا جا سکتا ہے' مگر ابن نقطہ نے ایک کتاب میں جس کا نام اس نے استدراک رکھا ہے اس کی غلطیاں نکالی ہیں۔

اس سال آپ کے غلاموں نے آپ کو کرمان میں قتل کر دیا' آپ ۴۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۵۵ سال زندہ رہے' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کو ۴۷۹ھ میں قتل کیا گیا' اور بعض نے ۴۸۷ھ میں آپ کا قتل ہونا بیان کیا ہے' آپ نے بیان کیا ہے کہ آپ کا باپ القائم بامر اللہ کا وزیر تھا' اور آپ کا چچا عبداللہ بن الحسین بغداد کا قاضی تھا' آپ نے بیان کیا ہے مجھے معلوم نہیں کہ آپ کو امیر کا نام کیوں دیا گیا' ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے دادا امیر ابی دلف کی طرف منسوب ہوں' آپ اصلاً جرباذقان کے ہیں' آپ عکبرا میں شعبان ۴۲۱ھ میں پیدا ہوئے' آپ کا بیان ہے کہ خطیب بغدادی نے کتاب المؤتنف تصنیف کی جس میں آپ نے دارقطنی اور عبدالغنی بن سعید کی دو کتابوں کا المؤتلف والمختلف کے بارے میں تطبیق دی ہے' پس ابن ماکولا آئے اور خطیب پر اضافہ کیا اور اس کا نام کتاب الاکمال رکھا' اور وہ بہت مفید اور التباس کو رفع کرنے والی اور ضبط والی ہے۔ اور اس کی مثل وضع نہیں کی گئی' اور یہ امیر اس کے بعد دوسری فضیلت کا محتاج نہیں ہوا' اور اس میں آپ کی کثرتِ اطلاع وضبط اور تحریر واتقان پر دلالت پائی جاتی ہے' اور آپ کی طرف یہ اشعار بھی منسوب ہیں:

''اس زمین سے اپنے خیمے اکھیڑ لے جس میں تیری توہین ہوتی ہو اور ذلت سے بچ' بلاشبہ ذلت بچنے کی چیز ہے اور جب وطن میں نقصان ہو تو وہاں سے کوچ کر جا' خوشبودار لکڑی اپنے وطن میں ایندھن ہوتی ہے''۔

واقعات — ۴۷۶ھ

اس سال عمید الدولہ بن جہیر کو خلافت کی وزارت سے معزول کر دیا گیا' اور وہ اپنے اہل واولاد کے ساتھ سلطان کے پاس چلا گیا' اور انہوں نے سلطان کے وزیر نظام الملک کا قصد کیا' تو اس نے اس کے بیٹے فخر الدولہ کو دیار بکر پر امیر مقرر کر دیا' اور وہ خلعتوں اور ڈھولوں اور فوجوں کے ساتھ اس کی طرف گیا' اور حکم دیا کہ اسے ابن مروان سے چھین لے۔ اور اپنا خطبہ دے۔ اور سکہ پر اپنا نام لکھے۔ پس اس نے ان کے ہاتھوں سے اسے چھین لیا اور اس کے ہاتھوں ان کی حکومت تباہ ہوگئی' جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ اور ابوالفتح مظفر ابن رئیس الرؤساء نے خلافت کی' وزارت سنبھال لی' پھر شعبان میں اسے معزول کر دیا گیا' اور ابوشجاع محمد بن الحسین وزیر بنا اور اسے ظہیر الدین کا لقب دیا گیا' اور جمادی الآخرۃ میں مؤید الملک نے ابوسعید عبدالرحمٰن بن المامون کو جو نظامیہ کی تدریس کا متولی تھا' شیخ ابواسحاق شیرازی کی وفات کے بعد امیر مقرر کیا' اور اس سال اہل حران نے شرف الدولہ مسلم بن قریش کی نافرمانی کی تو اس نے آ کر اس کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا اور اس کی فصیل گرادی اور اس کے قاضی ابن جلبہ اور اس کے دونوں بیٹوں کو فصیل پر صلیب دے دی اور اس سال کے شوال میں ابوالمحاسن بن ابی الرضا کو قتل کر دیا گیا اس لیے کہ اس نے نظام الملک کے بارے میں سلطان کے پاس چغلی کی تھی' اور اسے کہا تھا کہ انہیں میرے سپرد کر دو تاکہ میں ان سے تیرے لیے ایک کروڑ دینار لے لوں' سو نظام الملک نے ایک بڑا دسترخوان چنا اور اپنے ہزاروں ترک غلاموں کو بلایا اور سلطان سے کہنے لگا یہ سب تیرا مال ہیں اور جو تو نے مدارس اور خانقاہیں وقف کی ہیں ان کا مال ہیں اور یہ سب کچھ دنیا میں تیرا شکر اور آخرت میں تیرا اجر ہوگا اور میرے اموال اور میری تمام مملوکات تیرے سامنے پڑی ہیں' اور میں ایک پیوند والی چادر اور زاویہ پر قانع ہوں' اس موقع پر سلطان نے ابوالمحاسن کے قتل کا حکم دے دیا اور وہ اس کے ہاں صاحب مرتبہ تھا اور اس کا خاص آدمی اور اس کے ہاں وجاہت رکھتا تھا اور اس نے اس کے باپ کو طغراء کی کتابت سے معزول کر دیا اور اسے مؤید الملک کے سپرد کر دیا اور مقطع الکوفہ امیر جنفل ترکی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابراہیم بن علی بن یوسف فیروز آبادی' یہ ایران کی ایک بستی ہے اور بعض اسے خوارزم شہر کہتے ہیں' آپ شیخ الشافعیہ تھے اور بغداد میں نظامیہ کے مدرس تھے' آپ ۳۹۳ھ میں اور بعض کے قول کے مطابق ۳۹۶ھ میں پیدا ہوئے' اور ایران میں ابوعلی ابوعبداللہ بیضاوی سے فقہ سیکھی۔ پھر ۴۱۵ھ میں بغداد آئے' اور قاضی ابوالطیب طبری سے فقہ سیکھی اور ابن شاذان اور البرقانی سے حدیث کا سماع کیا' اور آپ عابد وزاہد اور بڑی شان والے اور فقہ اور اصول اور حدیث اور بہت سے فنون میں امام تھے'

آپ کی بہت سی مفید تصانیف ہیں۔ جیسے المہذب فی المذہب' التنبیہ' النکت فی الخلاف' اللمع فی اصول فقہ' التبرہ اور طبقات الشافعیہ وغیرہ۔ میں کہتا ہوں میں نے شرح التنبیہ کے آغاز میں آپ کے طویل حالات بیان کیے ہیں۔ آپ نے ۲۱/ جمادی الآخرۃ کو ابو المظفر بن رئیس الرؤساء کے گھر میں وفات پائی اور ابو الوفاء بن عقیل حنبلی نے آپ کو غسل دیا اور دار الخلافہ کے باب الفردوس میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا' اس روز آپ وزارت کا لباس زیب تن کیے ہوئے تھے' پھر جامع القصر میں دوبارہ آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب ابرز میں ناجیہ کے قریبی قبرستان میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ۔ اور شعراء نے آپ کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی تعریف کی اور آپ کے اشعار اچھے ہیں۔ ابن خلکان نے آپ کے یہ اشعار بیان کیے ہیں۔

''میں نے لوگوں سے وفادار دوست کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا ایسا دوست نہیں مل سکتا' اگر تو کامیاب ہو جائے تو کسی شریف کا دامن پکڑ لے' بلاشبہ شریف دنیا میں کم ہی ہیں''۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ جب آپ فوت ہو گئے' تو فقہاء نے نظامیہ میں آپ کی تعزیت کی اور مؤید الدولہ نے آپ کی جگہ ابو سعد کو متولی مقرر کیا' اور جب نظام الملک کو اطلاع ملی تو اس نے لکھا کہ آپ کی وجہ سے مدرسہ کو ایک سال تک بند کرنا واجب تھا' اور اس نے حکم دیا کہ آپ کی جگہ شیخ ابو نصر الصباغ پڑھائیں گے۔

طاہر بن الحسین:

ابن احمد بن عبداللہ القواس' آپ نے قرآن پڑھا اور حدیث کا سماع کیا اور قاضی ابو الطیب طبری سے فقہ سیکھی اور فتویٰ دیا اور پڑھایا اور جامع منصور میں مناظرہ اور فتویٰ کے لیے آپ کا حلقہ تھا' اور آپ متقی اور زاہد تھے' اور پچاس سال اپنی مسجد ہی میں رہے' آپ نے ۸۶ سال کی عمر میں وفات پائی اور امام احمد کے قریب دفن ہوئے' اللہ آپ پر اور ہم پر رحم فرمائے۔

محمد بن احمد بن اسماعیل:

ابو طاہر انباری' خطیب' آپ ابن ابی الصقر کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے شہروں میں چکر لگایا اور بہت سماع کیا اور آپ ثقہ' صالح' فاضل اور عابد تھے' اور خطیب بغدادی نے بھی آپ سے سماع کیا اور آپ کی تصانیف کی آپ سے روایت کی' آپ نے جمادی الآخرہ میں تقریباً ایک سو سال کے ہو کر انبار میں وفات پائی۔

محمد بن احمد بن الحسین بن جرادہ:

آپ بغداد کے ایک رئیس تھے اور صاحب ثروت ومروت تھے' آپ کے مال کا اندازہ تین لاکھ دینار تھا' اور اصلاً عکبرا کے تھے' اور بغداد میں سکونت اختیار کر لی اور وہاں آپ کی ایک عظیم حویلی تھی' جو تیس مستقل رہائش گاہوں پر مشتمل تھی' اور اس میں حمام اور باغ بھی تھا۔ اور اس کے دروازے تھے' اور ہر دروازے پر مسجد تھی' اور جب مؤذن ایک مسجد میں اذان دیتا تو اس کی وسعت کی وجہ سے دوسری میں سنی نہ جاتی۔ اور جب ۴۵۰ھ میں البساسیری کا فتنہ ہوا تو خلیفہ القائم کی بیوی اس کی پناہ میں آ

گئی' اور اس نے امیر قریش بن بدران امیرِ عرب کی طرف دس ہزار دینار بھیجے تاکہ اس کے گھر کی حفاظت کی جائے' اور آپ نے بغداد میں ایک مسجد تعمیر کی جو آپ کے نام سے مشہور ہے اور ہزاروں لوگوں نے اس میں قرآن ختم کیا ہے' اور آپ تاجروں کے لباس کو نہیں چھوڑتے تھے' آپ کی وفات اس سال ۱۰ ذی القعدہ کو ہوئی اور آپ کو قزوینی کے قبر کے نزدیک دفن کیا گیا' اللہ تعالیٰ آپ پر اور ہم پر رحم فرمائے۔

واقعات ـــــ ۴۷۷ھ

اس سال خلیفہ کے وزیر فخر الدولہ بن جہیر اور ابن مروان حاکم دیارِ بکر کے درمیان جنگ ہوئی اور ابن جہیر عربوں کے بادشاہوں پر غالب آ گیا' اور ان کی عورتوں کو قیدی بنالیا' اور شہروں پر قبضہ کرلیا' اور سیف الدولہ صدقہ بن منصور ابن دبیس بن علی بن مزید اسدی بھی اس کے ساتھ تھا' پس اس نے بہت سے عربوں کا فدیہ دیا' اور لوگوں نے اس پر اس کا شکریہ ادا کیا' اور شعراء نے اس کی مدح کی۔

اور اس سال سلطان نے عمید الدولہ ابن جہیر کو بہت بڑی فوج کے ساتھ بھیجا اور قسیم الدولہ اقسنقر بھی اس کے ساتھ تھا' جو بنی اتابک ملوکِ شام وموصل کا دادا ہے' پس یہ دونوں موصل کی طرف گئے اور اس پر قبضہ کرلیا۔

اور اس سال کے شعبان میں سلیمان بن قتلمش نے انطاکیہ پر قبضہ کرلیا اور شرف الدولہ مسلم بن قریش نے اسے اس سے لینا چاہا تو سلیمان نے اسے شکست دی اور اسے قتل کر دیا' اور یہ مسلم خوش سیرت بادشاہوں میں سے تھا' اور ہر بستی میں اس کے والی اور قاضی تجربہ کار لوگ تھے' اور یہ السندیہ سے قبیج تک حکومت کرتا تھا۔ اور اس کے بعد اس کا بھائی ابراہیم بن قریش حاکم بن گیا۔ اور وہ سالوں سے قید تھا۔ پس وہ آزاد ہو گیا' اور بادشاہ بن گیا اور اس سال ۲۰؍رجب کو سنجار میں سلطان سنجر بن ملک شاہ پیدا ہوا اور اس سال سلطان کے بھائی تکش نے نافرمانی کی تو سلطان نے اسے پکڑ کر سلائی پھیر دی اور قید کر دیا۔ اور اس سال امیر خمار تکین الحسنانی نے لوگوں کو حج کرایا۔ کیونکہ لوگوں نے شکایت کی تھی کہ جنفل ان کے ساتھ سختی کرتا ہے اور ان سے ٹیکس لیتا ہے' آپ ایک دفعہ کوفہ سے مکہ تک سترہ دن میں گئے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد بن دوبست:

ابو سعد نیشاپوری' شیخ الصوفیہ' نیشاپور شہر میں آپ کی ایک خانقاہ تھی' جس کے دروازے سے اونٹ اپنے سوار سمیت داخل ہو جاتا تھا' جب مکہ کا راستہ بند ہو گیا تو آپ نے کئی بار بحرین کے راستے حج کیا' اور آپ فقراء کی ایک جماعت کو لیتے اور قبائل عرب سے توصل کرتے حتیٰ کہ مکہ آ جاتے' آپ نے اس سال وفات پائی اور آپ کی عمر نوے سال سے زیادہ تھی' اللہ آپ پر اور ہم پر رحم فرمائے۔ اور آپ نے وصیت کی کہ آپ کا بیٹا اسماعیل آپ کی جانشینی کرے پس اسے خانقاہ کی مشیخت میں بیٹھایا گیا۔

فقہ میں البرہان تصنیف کی اور دیگر مختلف علوم میں بھی تصانیف کیں اور طلبہ نے آپ سے اشتغال کیا اور اطراف سے آپ کی طرف سفر کیا' آپ کی مجلس میں تین سو فقہ سیکھنے والے حاضر ہوتے تھے' اور میں نے الطبقات میں آپ کے حالات کا استقصاء کیا ہے' آپ کی وفات اس سال ۲۵ ربیع الاول کو ۵۹ سال کی عمر میں ہوئی اور اپنے گھر میں دفن ہوئے' پھر آپ کو اپنے باپ کے پہلو میں منتقل کر دیا گیا۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کی ماں لونڈی تھی' جسے آپ کے والد نے اپنے ہاتھ کی کمائی یعنی کتابت سے خریدا اور اسے حکم دیا کہ وہ آپ کو اپنے سوا کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پینے دے' اتفاق سے ایک عورت اس کے پاس آئی تو اس نے ایک بار آپ کو دودھ پلا دیا تو شیخ ابو محمد نے آپ کو پکڑ کر اوندھا کیا اور اپنا ہاتھ آپ کے پیٹ پر رکھا اور اپنی انگلی آپ کے حلق میں رکھی اور ایسا ہی کیے رہے' حتیٰ کہ آپ کے پیٹ میں اس عورت کا جو دودھ تھا آپ نے اس کی قے کر دی۔

ابن خلکان کا بیان ہے کہ بسا اوقات آپ کو مجلس مناظرہ میں کمزوری اور تھکاوٹ ہو جاتی' تو آپ کہتے کہ یہ اس دودھ کے آثار ہیں۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ جب آپ حجاز سے اپنے شہر نیشاپور واپس آئے تو محراب' خطابت' تدریس اور جمعہ کے روز مجلس تذکیر آپ کے سپرد کی گئی' اور آپ کسی مزاحم کے بغیر تیس سال تک یہ کام کرتے رہے۔ اور آپ نے ہر فن میں تصنیف کی ہے اور آپ کی النہایہ کی مانند اسلام میں کوئی تصنیف نہیں ہوئی ہے۔

حافظ ابو جعفر نے بیان کیا ہے کہ میں نے شیخ ابو اسحاق شیرازی کو امام الحرمین سے کہتے سنا' اے مشرق و مغرب کے باشندوں کو افادہ کرنے والے! تو آج امام الائمہ ہے۔ اور اصولِ دین کے بارے میں آپ کی تصنیف الشامل ہے اور اصول فقہ کے بارے میں البرہان ہے' اور تلخیص التقریب' الارشاد' العقیدۃ النظامیہ اور غیاث الامم[1] اور ان کے علاوہ اور کتب بھی ہیں' جن کا آپ نے نام رکھا ہے اور ان کی تکمیل نہیں کی' اور آپ کے بیٹے ابو القاسم نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور بازار بند ہو گئے' اور آپ کے چار سو شاگردوں نے اپنے قلم اور دواتیں توڑ دیں اور ایک سال تک اسی حالت میں رہے اور آپ کے بہت سے مرثیے کہے گئے' جن میں سے ایک کا قول ہے ؎

''عالمین کے دل کڑاہیوں پر ہیں اور مخلوق کا زمانہ راتوں کی مانند ہے' کیا اہل علم کی شاخ پھل دے گی' جبکہ امام ابو المعالی فوت ہو چکے ہیں''۔

محمد بن احمد بن عبداللہ بن احمد:

ابو علی بن الولید' شیخ المعتزلہ' آپ ان کے مدرس تھے' اہل سنت نے آپ کو ملامت کی تو آپ پچاس سال تک اپنے گھر میں بیٹھے رہے یہاں تک کہ اس سال ذی الحجہ میں فوت ہو گئے' اور الشونیزی کے قبرستان میں دفن ہوئے' آپ ہی نے شیخ

---

[1] ابن خلکان نے امام الحرمین کی تصانیف میں ''مغیث الخلق فی اختیار الحق'' کو شمار کیا ہے لیکن اگر آپ کی تصانیف میں یہ کتاب ہوتی تو ابن کثیر اس کا ضرور ذکر کرتے' اور آپ ابن خلکان سے متاخر ہیں' یہ کتاب آپ کے متعلق سازش ہے۔

فقہ میں البرہان تصنیف کی اور دیگر مختلف علوم میں بھی تصانیف کیں اور طلبہ نے آپ سے اشتغال کیا اور اطراف سے آپ کی طرف سفر کیا' آپ کی مجلس میں تین سوفقہ سیکھنے والے حاضر ہوتے تھے' اور میں نے الطبقات میں آپ کے حالات کا استقصاء کیا ہے' آپ کی وفات اس سال ۲۵ ربیع الاوّل کو ۵۹ سال کی عمر میں ہوئی اور اپنے گھر میں دفن ہوئے' پھر آپ کو اپنے باپ کے پہلو میں منتقل کر دیا گیا۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کی ماں لونڈی تھی' جسے آپ کے والد نے اپنے ہاتھ کی کمائی یعنی کتابت سے خریدا اور اسے حکم دیا کہ وہ آپ کو اپنے سوا کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پینے دے' اتفاق سے ایک عورت اس کے پاس آئی تو اس نے ایک بار آپ کو دودھ پلا دیا تو شیخ ابومحمد نے آپ کو پکڑ کر اوندھا کیا اور اپنا ہاتھ آپ کے پیٹ پر رکھا اور اپنی انگلی آپ کے حلق میں رکھی اور ایسا ہی کیے رہے' حتیٰ کہ آپ کے پیٹ میں اس عورت کا جو دودھ تھا آپ نے اس کی قے کر دی۔

ابن خلکان کا بیان ہے کہ بسا اوقات آپ کو مجلس مناظرہ میں کمزوری اور تھکاوٹ ہو جاتی' تو آپ کہتے کہ یہ اس دودھ کے آثار ہیں۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ جب آپ حجاز سے اپنے شہر نیشا پور واپس آئے تو محراب' خطابت' تدریس اور جمعہ کے روز مجلس تذکیر آپ کے سپرد کی گئی' اور آپ کسی مزاحم کے بغیر تیس سال تک یہ کام کرتے رہے۔ اور آپ نے ہر فن میں تصنیف کی ہے اور آپ کی النہایہ کی مانند اسلام میں کوئی تصنیف نہیں ہوئی ہے۔

حافظ ابوجعفر نے بیان کیا ہے کہ میں نے شیخ ابواسحاق شیرازی کو امام الحرمین سے کہتے سنا' اے مشرق و مغرب کے باشندوں کو افادہ کرنے والے! تو آج امام الائمہ ہے۔ اور اصول دین کے بارے میں آپ کی تصنیف الشامل ہے اور اصول فقہ کے بارے میں البرہان ہے' اور تلخیص التقریب' الارشاد' العقیدۃ النظامیہ اور غیاث الامم[1] اور ان کے علاوہ اور کتب بھی ہیں' جن کا آپ نے نام رکھا ہے اور ان کی تکمیل نہیں کی' اور آپ کے بیٹے ابوالقاسم نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور بازار بند ہو گئے' اور آپ کے چار سو شاگردوں نے اپنے قلم اور دواتیں توڑ دیں اور ایک سال تک اسی حالت میں رہے اور آپ کے بہت سے مرثیے کہے گئے' جن میں سے ایک کا قول ہے ؎

''عالمین کے دل کراہیوں پر ہیں اور مخلوق کا زمانہ راتوں کی مانند ہے' کیا اہل علم کی شاخ پھل دے گی' جبکہ امام ابو المعالی فوت ہو چکے ہیں''۔

محمد بن احمد بن عبداللہ بن احمد:

ابوعلی بن الولید' شیخ المعتزلہ' آپ ان کے مدرس تھے' اہل سنت نے آپ کو ملامت کی تو آپ پچاس سال تک اپنے گھر میں بیٹھے رہے یہاں تک کہ اس سال ذی الحجہ میں فوت ہو گئے' اور الشونیزی کے قبرستان میں دفن ہوئے' آپ ہی نے شیخ

---

[1] ابن خلکان نے امام الحرمین کی تصانیف میں ''مغیث الخلق فی اختیار الحق'' کو شمار کیا ہے لیکن اگر آپ کی تصانیف میں یہ کتاب ہوتی تو ابن کثیر اس کا ضرور ذکر کرتے' اور آپ ابن خلکان سے متاخر ہیں' یہ کتاب آپ کے متعلق سازش ہے۔

ابو یوسف قزوینی معتزلی مفسر کے ساتھ جنت میں بچوں کی اباحت کے بارے میں مناظرہ کیا اور آپ اہل جنت کے لیے بچوں کے ساتھ ان کی دبر میں وطی کو مباح قرار دیتے ہیں' جیسا کہ ابن عقیل نے دونوں سے روایت کی ہے۔ اور اس نے دونوں سے مقابلہ کیا' پس آپ اس کی اباحت کی طرف مائل ہو گئے' کیونکہ وہاں آپ مفسدہ سے مامون تھے' اور ابو یوسف نے کہا کہ یہ بات نہ دنیا میں ہوگی اور نہ آخرت میں ہوگی' اور تجھے کہاں سے یہ علم ہوا کہ ان کی دبر ہوگی؟ اور دبر کو دنیا میں بندوں کی ضرورت کے لیے پیدا کیا گیا ہے اس لیے کہ یہ ان کی تخریج کا مخرج ہے' اور جنت میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے اور ان کے کھانے کا فضلہ پسینہ ہوگا جو ان کے چمڑوں سے بہے گا' پس وہ نازک بدن ہوں گے اور وہ دبر کے محتاج نہیں ہوں گے اور نہ ہی کلیتہً اس مسئلہ کی کوئی صورت ہے' اور اس شخص نے اپنے شیخ ابوالحسن بصری سے اپنی متقدم سند کے ساتھ شعبہ کے طریق سے عن منصور عن ربعی عن ابن مسعود ایک حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تو شرم نہ کرے تو جو چاہے کر''۔

اور اسے القعنبی نے بھی شعبہ سے روایت کیا ہے اور اس کے سوا کسی نے اس سے اسے روایت نہیں کیا' اور اس سے پوچھا گیا کہ جب وہ سفر کر کے اس کے پاس آئے تو وہ گندی نالی میں پیشاب کر رہا تھا' اس نے اس سے حدیث بیان کرنے کو کہا تو اس نے انکار کیا اور اس کے لیے یہ حدیث واعظ کے طور پر بیان کی اور اس بات کی پابندی کی کہ وہ اسے آپ کے سوا کسی سے بیان نہیں کرے گا' اور بیان کیا گیا ہے کہ شعبہ القعنبی کے پاس ان کے اشتغالِ حدیث سے پہلے گزرے اور اس وقت وہ شراب کی تکلیف برداشت کر رہا تھا' تو شعبہ نے اس سے حدیث بیان کرنے کو کہا تو اس نے انکار کیا' تو اس نے چھری کھینچ لی اور کہنے لگا اگر تو نے مجھ سے حدیث بیان نہ کی تو میں تجھے قتل کر دوں گا تو اس نے اس سے یہ حدیث بیان کی تو اس نے توبہ اور انابت کی اور مالک کے ساتھ ہو گیا' پھر شعبہ سے اس کا سماع جاتا رہا' اور اس حدیث کے سوا اسے اس سے روایت کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ واللہ اعلم

قاضی ابوعبداللہ الدامغانی:

محمد بن علی بن الحسین بن عبدالملک بن عبدالوہاب بن حمویہ الدامغانی' بغداد کے قاضی القضاۃ' آپ ۳۹۸ھ میں پیدا ہوئے اور ابوعبداللہ الصمیری اور ابوالحسن القدوری سے فقہ سیکھی اور دونوں سے حدیث کا سماع کیا اور ابن النقور اور خطیب وغیرہ سے بھی سماع کیا اور فقہ میں کمال حاصل کیا اور بہت عقل مند اور متواضع تھے' اور فقہاء کی ریاست آپ پر منتہی ہوتی ہے اور آپ فصیح اور کثیر العبادت تھے' اور آپ طلب علم کی ابتداء میں فقیر تھے' اور آپ پر بوسیدہ چادریں تھیں' پھر ابن ماکولا کے بعد ریاست اور قضاء ۴۴۹ھ میں آپ کے پاس آ گئی' اور القائم بامر اللہ آپ کا اکرام کرتا تھا' اور سلطان طغرل بیگ آپ کی تعظیم کرتا تھا' اور تیس سال آپ نے اچھی سیرت اور نہایت امانت سے حکومت سنبھالی' آپ تھوڑے دن بیمار رہے' پھر اس سال ۲۴ رجب کو فوت ہو گئے' آپ کی عمر ۸۰ سال کے قریب تھی اور درب العلابین میں اپنے گھر میں دفن ہوئے' پھر آپ کو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مزار کی طرف منتقل کیا گیا۔

ابن الصباغ:

مؤلف الشامل' عبدالسید بن محمد بن عبدالواحد بن احمد بن جعفر' امام ابونصر ابن الصباغ' آپ ۴۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ابوالطیب طبری سے فقہ سیکھی' حتیٰ کہ عراق میں الشافعیہ سے فوقیت لے گئے' اور مفید تصانیف کیں جن میں الشامل فی المذہب بھی ہے' آپ پہلے شخص ہیں جنھوں نے نظامیہ میں پڑھایا' آپ نے اس سال وفات پائی اور کرخ میں اپنے گھر میں مدفون ہوئے۔ پھر باب حرب میں منتقل کیے گئے۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ عراقین کے فقیہ تھے' اور ابواسحاق کے مشابہ تھے' اور ابن الصباغ ان دونوں سے زیادہ مذہب کو جاننے والے تھے' اور اس بارے میں آپ کی طرف سفر کیا جاتا تھا' اور آپ نے فقہ میں الشامل اور اصول فقہ میں العمدہ کی تالیف کی اور پہلے نظامیہ کی تدریس سنبھالی' پھر بیس روز بعد شیخ ابواسحاق کے ذریعے آپ کو معزول کر دیا گیا' اور جب شیخ ابواسحاق فوت ہو گئے' تو ابوسعد المتولی نے اسے سنبھال لیا' پھر ابن المتولی کے ذریعے ابن الصباغ کو معزول کر دیا گیا' اور آپ ثقہ' حجت اور صالح تھے۔ آپ ۴۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور آخری عمر میں اندھے ہو گئے' اللہ آپ پر اور ہم پر رحم فرمائے۔

مسعود بن ناصر:

ابن عبداللہ بن احمد بن اسماعیل ابوسعد السجزی الحافظ' آپ نے حدیث کے بارے میں سفر کیا اور بہت سماع کیا اور نفیس کتب جمع کیں' اور آپ صحیح الخط' صحیح العقل اور حافظ وضابط تھے' اللہ آپ پر اور ہم پر رحم فرمائے۔

واقعات ــــ ۴۷۸ھ

اس سال کے محرم میں ارجان میں زلزلہ آیا اور بہت سے رومی اور ان کے مویشی ہلاک ہو گئے' اور اس سال حجاز' عراق اور شام میں بخار اور طاعون کا بہت مرض ہوا' اور اس کے بعد اچانک موت ہوئی' پھر جنگلات میں وحشی جانور مرنے لگے' پھر ان کے بعد چوپاؤں کی موت ہوئی' حتیٰ کہ دودھ اور گوشت کمیاب ہو گئے' اور اس کے ساتھ ساتھ رافضہ اور اہل سنت کے درمیان بڑی جنگ ہوئی' جس میں بہت سے آدمی مارے گئے' اور ربیع الاوّل میں سیاہ ہوا چلی اور اس نے ریت اُڑائی اور کھجوروں کے بہت سے درخت گر گئے' اور شہروں میں بجلیاں گریں' حتیٰ کہ بعض لوگوں نے خیال کیا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے' پھر اس کے بعد یہ کیفیت جاتی رہی۔ والحمدللہ۔

اور اس سال خلیفہ ہارون کے ہاں اس کا بیٹا ابوعبداللہ الحسین پیدا ہوا اور بغداد کو آراستہ کیا گیا اور طبل و بگل بجائے گئے' اور بہت صدقات دیئے گئے۔ اور اس سال فخر الدولہ ابن جہیر نے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا' جن میں آمد میافارقین اور جزیرہ ابن عمر بھی شامل تھے' اور اس سال اس کے ہاتھوں بنو مروان کا خاتمہ ہو گیا' اور اس سال کے ۱۲ رمضان کو ابوبکر محمد بن مظفر الشامی' ابوعبداللہ الدامغانی کی وفات کے بعد بغداد کے قاضی بنے۔ اور کچہری میں آپ کو خلعت دیا گیا اور جنفل نے لوگوں کو حج کروایا اور آتے جاتے حضرت نبی کریم ﷺ کی زیارت کی اور کہا میرا خیال ہے کہ یہ میرا آخری حج ہے' اور ایسے ہی ہوا۔

اور اس سال خلیفہ المقتدی بامر اللہ نے ہر محلّہ میں از سر نو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرنے اور ذمیوں کو الغیار پہننے اور آلات لہو کے توڑنے اور شراب کے گرانے اور فسادیوں کو شہر سے نکال دینے کا حکم دیا' اللہ اسے بدلہ دے اور اس پر رحم کرے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد بن الحسن:

ابن محمد بن ابراہیم بن ابی ایوب' ابوبکر النور کی استاد ابوبکر بن نورک کے نواسے' آپ نے بغداد کو وطن بنایا اور آپ متکلم تھے اور نظامیہ میں لوگوں کو وعظ کرتے تھے' آپ کی وجہ سے اہل مذاہب کے درمیان جنگ ہوگئی۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ دنیا کو ترجیح دیتے تھے اور ریشم پہننے سے اجتناب نہیں کرتے تھے' اور پتھر کے کوئلے کا ٹیکس لیتے تھے' اور اشاعرہ اور حنابلہ کے درمیان عداوت پیدا کرتے تھے' آپ نے ساٹھ سال سے اوپر عمر پائی اور اشعری کی قبر کے پہلو میں الزوایا کے گھاٹ پر دفن ہوئے۔

الحسن بن علی:

ابوعبداللہ المردوسی' آپ اپنے زمانے کے لوگوں کے رئیس اور ان سے زیادہ مروّت والے تھے' اور بنی بویہ کے زمانے میں خادم تھے' اور اس وقت تک زندہ رہے اور ملوک آپ کی تعظیم کرتے تھے اور اپنے غلام اور خادم سے مراسلت کرتے تھے' اور آپ بہت صدقہ وخیرات کرنے والے تھے' آپ نے ۹۵ سال عمر پائی' اور آپ نے اپنی موت سے پانچ سال پہلے اپنی قبر اور اپنا کفن تیار کیا۔

ابوسعد المتولی:

عبدالرحمٰن بن المامون بن علی ابوسعد المتولی' مصنف التتمہ اور ابواسحاق شیرازی کے بعد نظامیہ کے مدرس' آپ فصیح و بلیغ اور بہت سے علوم کے ماہر تھے' آپ نے اس سال شوال میں ۵۲ سال کی عمر میں وفات پائی' اللہ آپ پر اور ہم پر رحم فرمائے' اور قاضی ابوبکر الشاشی نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔

امام الحرمین:

عبدالملک بن الشیخ ابی محمد عبداللہ بن یوسف بن عبداللہ بن یوسف بن محمد بن حیویہ ابوالمعالی الجوینی' جوین نیشاپور کی ایک بستی ہے' آپ کا لقب امام الحرمین ہے کیونکہ آپ چار سال مکہ کے پڑوس میں رہے ہیں' آپ کی پیدائش ۴۱۹ھ میں ہوئی' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور اپنے والد الشیخ ابومحمد الجوینی سے فقہ سیکھی اور ان کے بعد حلقہ میں درس دیا' اور قاضی حسین سے فقہ سیکھی اور بغداد آئے اور وہاں بھی فقہ سیکھی اور حدیث کی روایت کی اور مکہ کی طرف چلے گئے' اور چار سال وہاں رہے' پھر نیشاپور واپس آ گئے' تو تدریس اور خطابت و وعظ آپ کے سپرد کر دیا گیا' اور آپ نے مذہب کے سمجھنے کے متعلق ''نہایت المطلب اور اصول

محمد بن علی بن عبدالمطلب:

ابوسعد الادیب' آپ نے نحو' ادب' لغت' سیر اور تاریخ کو پڑھا' پھر ان سب پر بازی لے گئے' اور کثرتِ صوم وصلوٰۃ اور صدقات کی طرف متوجہ ہوگئے' یہاں تک کہ اس سال ۸۶ برس کی عمر میں وفات پا گئے۔

محمد بن طاہر العباسی:

آپ ابن الرجیع کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے ابن الصباغ سے فقہ سیکھی اور فیصلوں میں نیابت کی' اور آپ قابل تعریف مذہب پر تھے' اور آپ نے الدامغانی کے پاس شہادت دی تو آپ نے اسے قبول کیا۔

منصور بن دبیس:

ابن علی بن مزید' ابوکامل جو سیف الدولہ کے بعد امیر بنے اور آپ بہت نماز پڑھتے' اور صدقہ کرتے تھے' آپ نے اس سال رجب میں وفات پائی اور شعر وادب میں آپ کو فضیلت حاصل تھی' آپ کے اشعار ہیں ۔

''اگر میں عظیم بات کا بار نہ اٹھاؤں اور نہ اس کی طرف لے جایا جاؤں اور ہر بڑی بات پر صبر نہ کروں اور میں اس صبح کو فخر و بلندی کو آواز نہ دوں اور نہ ظالم اور ظلم کو روکوں تو مجھے عربی ارادہ بزرگی کی طرف نہ لے جائے جو مجھے ہر حرام کی چوٹی پر چڑھاتا ہے''۔

ھبۃ اللہ بن احمد السیبی:

نہر معلٰی میں الحریم کا قاضی اور خلیفہ المقتدی بامر اللہ کا مؤدب آپ نے حدیث کا سماع کیا اور اس سال کے محرم میں وفات پائی' اور آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی' اور آپ کے اشعار اچھے ہیں

''میں نے اپنے خالق سے ۸۰ سالوں کی امید کی کیونکہ ان کے بارے میں حضرت نبی کریم ﷺ کی روایت آئی ہے' پس آپ نے مجھے ۸۰ سال تک پہنچا دیا۔ پس اس کا شکر ہے اور اس نے ۸۰ سال پورے کرنے کے بعد تین سال ان میں اور بڑھا دیئے' اور میں اس کے وعدے کا منتظر ہوں تاکہ وہ اسے میرے لیے اہل وفا کی طرح پورا کرے''۔

واقعات ــــ ۴۷۹ھ

اس سال حاکم دمشق تتش اور حلب وانطاکیہ اور اس نواح کے حاکم سلیمان بن قتلمش کے درمیان جنگ ہوئی' پس سلیمان کے اصحاب نے شکست کھائی اور اس نے خود اپنے خنجر کے ساتھ خودکشی کر لی اور سلطان ملک شاہ اصبہان سے حلب کی طرف گیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے درمیان جو شہر مثلاً حران' الرہا اور قلعہ جعبر وغیرہ تھے' ان پر قبضہ کر لیا۔ اور جعبر بہت بوڑھا تھا اور اندھا ہو چکا تھا' اور اس کے دو بیٹے تھے' اور رہزن اس کی پناہ لے کر وہاں محفوظ ہو جاتے تھے' پس سلطان نے سابق بن جعبر سے اس کے سپرد کرنے کے بارے میں مراسلت کی تو اس نے انکار کر دیا' اور اس نے مجانیق اور گوپھین اس پر نصب کر دیئے۔ اور

اسے فتح کرلیا۔ اور سابق کے قتل کا حکم دے دیا' تو اس کی بیوی نے کہا جب تک تو مجھے قتل نہ کرے اسے قتل نہ کرنا تو اس نے اسے سر کے بل گرا دیا اور سر ٹوٹ گیا' پھر اس کے بعد اس نے ان کے دو ٹکڑے کرنے کا حکم دیا تو عورت نے اس کے پیچھے اپنے آپ کو گرا دیا اور وہ بچ رہی تو ایک شخص نے اسے ملامت کی تو وہ کہنے لگی میں نے پسند نہیں کیا کہ وہ ترکی کے پاس پہنچ جائے' اور مجھ پر یہ ذلت باقی رہے تو اس نے اس کے جواب کی تحسین کی اور سلطان نے قسیم الدولہ اقسنقر ترکی کو جو نور الدین شہید کا دادا ہے حلب کا نائب مقرر کیا اور محمد بن شرف الدولہ مسلم کو الرحبہ' حران' رقہ' سروج اور خابور کا نائب مقرر کیا اور اپنی بہن زلیخا کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا' اور فخر الدولہ بن جہیر دیار بکر سے الگ ہو گیا۔ اور انہیں العمید ابوعلی بلخی کے سپرد کر دیا اور اس نے سیف الدولہ صدقہ بن دبیس اسدی کو خلعت دیا اور اسے اپنے باپ کی عملداری پر قائم رکھا۔

اور اس سال ذوالقعدہ میں وہ بغداد آیا اور اس کی بغداد میں پہلی آمد تھی اور اس نے مزارات اور قبور کی زیارت کی اور خلیفہ کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور اسے اپنی آنکھوں پر رکھا' اور خلیفہ نے اسے قیمتی خلعت دیا اور لوگوں کے کام اس کے سپرد کیے' اور خلیفہ نے اپنے امراء کو طلب کیا اور نظام الملک اس کے سامنے کھڑے ہو کر یکے بعد دیگرے ان سے اس کا تعارف کرا رہا تھا' کہ اس کا نام کیا ہے اور اس کی فوج کتنی ہے اور اس کی جاگیر کتنی ہے' پھر خلیفہ نے اسے قیمتی خلعت دیا اور اس کے سامنے سے چلا گیا' اور مدرسہ نظامیہ میں اترا اور اس سے قبل اس نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ پس اس نے اس کی تحسین کی مگر اسے چھوٹا پایا اور اس کے اہل کی اور وہاں رہنے والوں کی تحسین کی اور اللہ کی تعریف کی اور اس سے دعا کی کہ وہ اسے خالصۃً اللہ کے لیے بنا دے' اور وہ اس کی لائبریری میں اُترا' اور اپنی مسموعات کا ایک جزو لکھوایا اور محدثین نے اسے اس سے سنا اور شیخ ابو القاسم علی بن الحسین الحسنی الدبوسی بڑی شان و شوکت کے ساتھ بغداد آیا اور اسے ابوسعد المتولی کے بعد نظامیہ میں مدرس مقرر کیا گیا۔ اور ربیع الآخر میں جامع القصر کا مینار فارغ ہو گیا' اور اس میں اذان دی گئی۔

اور اس سال' عراق' جزیرہ اور شام میں بڑے زلزلے آئے اور انہوں نے بہت سی آبادیوں کو گرا دیا اور اکثر لوگ' صحراء کو چلے گئے' پھر واپس آ گئے' اور امیر خمار تکین الحسناتی نے لوگوں کو حج کروایا' اور مکہ اور مدینہ سے مصریوں کا خطبہ ختم کر دیا گیا اور باب کعبہ سے وہ چوڑے پتھر بھی اکھیڑ دیئے گئے' جن پر مصری خلیفہ کا ذکر تھا' اور نئے پتھر لگائے گئے' اور ان پر المقتدی کا نام لکھا گیا۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ السندیہ اور واسط کے درمیان ایک رہزن نمودار ہوا جس کا بایاں ہاتھ مقطوع تھا جو نہایت تھوڑے وقت میں قفل کھول لیتا تھا اور دجلہ میں دو غوطے لگاتا تھا' اور ۲۵ ہاتھ چھلانگ لگاتا تھا' اور ملائم دیواروں پر چڑھ جاتا تھا اور کوئی اس پر قابو نہ پاتا تھا' اور وہ عراق سے صحیح سالم نکل گیا' ابن جوزی کا بیان ہے کہ اس سال جامع منصور میں ایک فقیر مر گیا جس کی گدڑی میں بہترین سونے کے چھ سو مغربی دینار پائے گئے۔

راوی کا بیان ہے کہ اس سال سیف الدولہ نے صدقہ کے طور پر سلطان جلال الدولہ ابوالفتح ملک شاہ کے لیے دستر خوان چنا جو ایک ہزار بکریوں اور ایک سو اونٹوں پر مشتمل تھا' اور اس میں بیس ہزار من شکر آئی اور اس پر کئی اقسام کے پرندے اور جنگلی

جانور رکھے گئے' پھر اس کے بعد بہت سی شکر رکھی گئی' تو سلطان نے اس سے تھوڑی سی چیز تناول کی۔ پھر اشارہ کیا تو سب کا سب لوٹ لیا گیا' پھر وہ اس جگہ سے ایک عظیم خیمے میں منتقل ہو گیا کہ ریشم کا اس جیسا خیمہ نہیں دیکھا گیا' اور اس میں پانچ سو چاندی کے ٹکڑے اور اگر' کستوری' عنبر وغیرہ کے کئی رنگ کے سیچو تھے' پس اس نے اس میں خاص دسترخوان بچھایا اور اس وقت سلطان نے کھانا کھایا' اور وہ بیس ہزار دینار اس کے پاس لایا اور یہ خیمہ ہر چیز سمیت اسے پیش کیا اور وہ واپس چلا گیا۔ واللہ اعلم

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

امیر جعفر بن سابق القشیری:

ملقب بہ سابق الدین' اس نے مدت تک قلعہ جعبر پر قبضہ کیے رکھا' تو وہ اسی کی طرف منسوب ہو گیا' حالانکہ اس سے قبل اسے نعمان بن منذر کے غلام کی نسبت سے الدوسریہ کہا جاتا تھا' پھر یہ امیر بوڑھا اور اندھا ہو گیا' اور اس کے دو بیٹے تھے جو رہزنی کرتے تھے' پس سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان سلجوقی حلب کی طرف جاتے ہوئے اس کے پاس سے گزرا تو اس نے قلعہ پر قبضہ کر کے اسے قتل کر دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

امیر جنقل قتلغ:

امیر الحاج' آپ کوفہ کے مقطع تھے' آپ نے عربوں کے ساتھ جنگیں کیں جنہوں نے آپ کی شجاعت کو واضح کر دیا اور ان کے دل ڈر گئے' اور ان کو شہروں میں منتقل کر دیا۔ اور آپ خوش سیرت' نمازوں کی محافظت کرنے والے اور بہت تلاوت کرنے والے تھے' اور مکہ کے راستے میں آپ کے بہت اچھے آثار ہیں' جو حوضوں اور جگہوں کی اصلاح سے تعلق رکھتے ہیں' جن کے حجاج وغیرہ محتاج ہوتے ہیں' اور آپ کا کوفہ میں مزار' اور میرا حناف کے لیے ایک مدرسہ بھی ہے اور بغداد کی غربی جانب دجلہ پر کرخ کے گھاٹ پر ایک مسجد تعمیر کی اور اس سال جمادی الاولیٰ میں وفات پائی اور جب نظام الملک کو آپ کی وفات کی اطلاع ملی تو اس نے کہا ایک ہزار شخص مر گیا ہے۔ واللہ اعلم

علی بن فضال المشاجعی:

ابوعلی النحوی المغربی' آپ کی تصانیف آپ کے علم اور کثرتِ فہم پر دلالت کرتی ہیں' اور آپ نے حدیث کی سند بیان کی ہے' آپ نے اس سال ربیع الاوّل میں وفات پائی اور باب ابرز میں دفن ہوئے۔

علی بن احمد تستری:

آپ مال و جاہ میں اہل بصرہ کے سرکردہ تھے اور آپ کی کشتیاں سمندر میں کام کرتی تھیں' آپ نے قرآن پڑھا اور حدیث کا سماع کیا' اور آپ ابوداؤد کی سنن کی روایت میں متفرد ہیں' آپ نے اس سال رجب میں وفات پائی۔

یحییٰ بن اسماعیل الحسینی:

آپ زید بن علی بن الحسین کے مذہب کے فقیہ تھے' آپ کو اصول اور حدیث کی معرفت تھی۔

واقعات ــــ ۴۸۰ھ

اِس سال کے محرم میں سلطان ملک شاہ کی بیٹی کا سامان ایک سوتیس اونٹوں پر جن پر رومی دیباج کی جھولیں تھیں آیا اور اس سامان کا اکثر حصہ سونے اور چاندی کے برتن تھے اور ۷۴ خچروں پر تھا، جن پر مختلف انواع کی شاہی دیباج کی جھولیں تھیں اوران کی گھنٹیاں اور ہار سونے اور چاندی کے تھے اوران میں سے چھ خچروں پر چاندی کے بارہ صندوق تھے جن میں مختلف قسم کے جواہر اور زیورات تھے اور خچروں کے آگے ۳۳ گھوڑے تھے جن پر سونے کی کشتیاں تھیں، جو جواہرات سے مرصع تھیں اور عظیم گہوارہ تھا، جس پر شاہی دیباج چڑھا ہوا تھا، جن پر سونے کے چوڑے پتر تھے، جو جواہرات سے مرصع تھے، اور خلیفہ نے ان کے استقبال کے لیے وزیر ابوشجاع کو بھیجا اور اس کے آگے تین سو جماعتیں سلطان ترکان خاتون کی بیوی الست خاتون کی خدمت کے لیے مشعلوں کے بغیر تھیں، جو خلیفہ کے حمائتی تھے، اور اس سے دریافت کیا گیا کہ امانت شریفہ کو دارالخلافہ کی طرف لے جایا جائے تو اس نے اسے قبول کرلیا، پس وزیر نظام الملک اور اعیان امراء اوران کے آگے اس قدر شمعیں لائی گئیں، جنہیں شمار نہیں کیا جا سکتا اور امیر عورتیں آئیں، ان میں سے ہر ایک اپنی جماعت اور لونڈیوں کے ساتھ آئی اوران کے آگے شمعیں اور مشعلیں تھیں، پھر خاتون دختر سلطان خلیفہ کی بیوی سب کے بعد ایک جھولدار پالکی میں آئی۔ اوراس پر اس قدر سونا اور جواہرات تھے جن کی قیمت کا شمار نہیں کیا جا سکتا، اور پالکی کو دو ہزار ترکی لونڈیاں کشتیوں میں گھیرے ہوئے تھیں، جو آنکھوں کو خیرہ کرنے والی عجیب چیزوں سے مزین تھیں، اور وہ اسی حالت میں دارالخلافہ میں داخل ہوئی اور پاک حریم کو مزین کیا گیا اوراس میں شمع جلائی گئی، اور وہ خلیفہ کے بڑے جشن کی رات تھی، اور جب دوسرا دن ہوا تو خلیفہ نے سلطان کے امراء کو بلایا اور ایسا دسترخوان بچھایا جس کی مثل نہیں دیکھی گئی، جو حاضرین اور غائبین کے لیے عام تھا، اوراس نے خاتون زوجہ سلطان دلہن کی ماں کو خلعت دیا، اور یہ بھی اسی طرح جشن کا دن تھا، اور سلطان شکار کے سلسلہ میں غائب تھا، پھر وہ کچھ دنوں کے بعد آ گیا اور سال کے شروع میں اس کی آمد ہوئی، اس کے ہاں خلیفہ سے ایک نر بچہ پیدا ہوا، جس کے لیے بغداد کو آراستہ کیا گیا، اوراس سال ملک شاہ کے ہاں بچہ پیدا ہوا، جس کا نام اس نے محمود رکھا اور وہی اس کے بعد بادشاہ بنا۔ اوراس سال سلطان نے اپنے بیٹے ابوشجاع احمد کو اپنے بعد ولی عہد مقرر کیا اوراسے ملک الملوک عضد الدولہ تاج الملۃ اور عدۃ المومنین کا لقب دیا اور منابر پر اس کا خطبہ پڑھا گیا اور اس کے نام کے ذکر پر خطباء پر سونا نچھاور کیا، اوراس سال اس نے باب ابرز میں التاجیہ کی تعمیر شروع کی اور ایک باغ بنایا اور وہاں کھجوریں اور پھل کاشت کیے اور سلطان کے حکم سے فصیل بنائی۔ واللہ اعلم



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اسماعیل بن ابراہیم:

ابن موسیٰ بن سعید ابوالقاسم نیشاپوری آپ نے حدیث کے لیے آفاق کی طرف سفر کیا' حتیٰ کہ ماوراء النہر سے آگے گزر گیا' اور آپ کو ادب میں وافر حصہ اور عربی کی معرفت حاصل تھی' آپ نے اس سال جمادی الاولیٰ میں نیشاپور میں وفات پائی۔

طاہر بن الحسین البندنیجی:

ابوالوفا شاعر' آپ کے نظام الملک کی مدح میں دو قصیدے ہیں' ایک منقوطہ اور دوسرا غیر منقوطہ ہے' اس کا پہلا شعر ہے۔

''انہوں نے ملامت کی اور اگر وہ جانتے کہ ملامت کیا ہے تو وہ ملامت نہ کرتے اور ان کی ملامت نے غم و آلام کو واپس کیا ہے''۔

آپ نے رمضان میں اپنے شہر میں ستر سال سے اوپر عمر پا کر وفات پائی۔

محمد بن امیر المومنین المقتدی:

آپ کو چیچک ہوئی اور آپ اس سال ۶۹ سال کی عمر میں وفات پا گئے' اور آپ کے لوگوں نے آپ پر غم کیا اور تعزیت کے لیے بیٹھے' اور اس نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ ہمارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں جب آپ کے بیٹے ابراہیم فوت ہوئے' اسوۂ حسنہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ والذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله و انا الیه راجعون ﴾ آپ نے لوگوں کو قسم دی' تو وہ واپس چلے گئے۔

محمد بن محمد بن زید:

ابن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ابوالحسن الحسینی' ملقب بہ مرتضیٰ ذوالشرفین' آپ ۴۰۵ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا بہت سماع کیا اور خود شیوخ کو سنایا' اور حافظ ابوبکر خطیب کی مصاحبت کی اور آپ کو حدیث کی اچھی معرفت حاصل ہوگئی' اور خطیب نے بھی آپ کو اپنی کچھ مرویات کا سماع کرایا' پھر آپ سمرقند چلے گئے' اصبہان وغیرہ میں حدیث لکھوائی' اور آپ عقل کامل اور فضل و مروت کی طرف رجوع کرتے تھے اور آپ کے اموال بہت تھے اور املاک وسیع تھیں اور نعمتیں وافر تھیں' بیان کیا جاتا ہے کہ آپ چالیس بستیوں کے مالک تھے' اور علماء اور فقراء کے ساتھ بہت حسن سلوک کرنے والے اور صدقہ و خیرات کرنے والے تھے' آپ کے سونے چاندی کی زکوٰۃ' عشور کے علاوہ دس ہزار دینار تھی' اور آپ کا ایک باغ تھا' جس کی مثل موجود نہ تھی' پس ماوراء النہر کے بادشاہ خضر بن ابراہیم نے اسے آپ سے عاریۃً سیر کے لیے مانگا تو آپ نے انکار کر دیا اور کہا کیا میں اسے شراب پینے کے لئے عاریۃً دوں؟ حالانکہ وہ اہل علم' اہل حدیث اور اہل دین کا ٹھکانہ ہے تو سلطان نے آپ سے اعراض کیا اور آپ سے غصے ہوگیا' پھر اس نے آپ کو حسب دستور بعض امور میں مشورہ لینے کے لیے بلایا اور جب آپ اس کے پاس گئے' تو اس نے آپ کو گرفتار کر لیا اور قلعہ میں قید کر دیا۔ اور آپ کے تمام اموال و املاک اور ذخائر

پر قبضہ کر لیا۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے مجھے اس مطالبہ میں اپنے نسب کی صحت کا یقین ہوا ہے' میں نے نعمتوں میں پرورش پائی ہے اور میں کہا کرتا تھا کہ میرے جیسا شخص ضرور ابتلاء میں پڑے گا' پھر اس نے آپ کا کھانا پینا بند کر دیا' حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے۔ رحمہ اللہ

محمد بن ہلال بن الحسن:

ابوالحسن الصابی' ملقب بہ نعمت کا بودا' آپ نے اپنے باپ اور شاذان سے سماع کیا' اور آپ بہت صدقہ اور نیکی کرنے والے تھے' اور آپ نے اپنے باپ کی تاریخ پر ضمیمہ لکھا ہے' جو تاریخ ثابت بن سنان کا ضمیمہ اور جو تاریخ ابن جریر طبری کا ضمیمہ ہے۔ آپ نے بغداد میں ایک گھر تعمیر کیا اور اس میں مختلف علوم وفنون کی چار ہزار کتابیں وقف کیں' اور وفات کے وقت آپ نے ستر ہزار دینار چھوڑے اور مزار علی میں دفن ہوئے۔

ھبۃ اللہ بن علی:

ابن محمد بن احمد بن المجلی ابونصر' آپ نے خطبے اور وعظ جمع کیے۔ اور متعدد مشائخ سے حدیث کا سماع کیا اور روایت کے وقت سے قبل جوانی ہی میں وفات پا گئے۔

ابوبکر بن عمر امیر الملثمین:

آپ فرغانہ کے علاقے میں تھے' اتفاق سے آپ کو ایک راز دار مل گیا' جو دوسرے بادشاہوں کو نہ ملا' اور جب آپ جنگ کرنے جاتے تو وہ پانچ سو جانبازوں کے ہمراہ آپ کے ساتھ ہوتا اور آپ اس کی اطاعت کا اعتقاد رکھتے اور اس کے باوجود حدود کو قائم کرتے اور محارم اسلام کی حفاظت کرتے اور دین کی دیکھ بھال کرتے اور لوگوں کے ساتھ اپنے صحیح اعتقاد اور دین کے ساتھ شرعی طریق پر چلتے اور عباسی حکومت سے دوستی رکھتے' ایک جنگ میں آپ کے حلق میں تیر لگا' جس نے آپ کو قتل کر دیا۔

فاطمہ بنت علی:

مؤدبہ کاتبہ' جو بنت اقرع کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے ابوعمر بن مہدی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا اور آپ خط منسوب کو ابن لبراب کے طریقہ پر لکھتی تھیں اور لوگ آپ سے لکھتے' اور آپ کی تحریر سے کچہری سے شاہ روم تک صلح ہو جاتی۔ ایک دفعہ آپ نے عمید الملک الکندی کو رقعہ لکھا تو اس نے آپ کو ایک ہزار دینار عطا کیا' آپ نے اس سال کے محرم میں بغداد میں وفات پائی اور باب ابرز میں دفن ہوئیں۔

واقعات ـــــ ۴۸۱ھ

اس سال بغداد میں روافض اور اہل سنت کے درمیان جنگ ہوئی اور بڑی مصیبتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا' اور ربیع الاوّل میں ترکوں کو حریم سے نکال دیا گیا' اور اس میں خلافت کی قوت تھی' اور اس سال مسعود بن الملک مؤید بن ابراہیم بن مسعود بن محمود بن سبکتگین نے اپنے باپ کے بعد غزنی کے علاقے پر قبضہ کر لیا۔

اور اس سال ملک شاہ نے سمرقند شہر فتح کیا اور امیر خمار تکین نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن سلطان ملک شاہ:

آپ اپنے باپ کے ولی عہد تھے' اس کی وفات کے وقت آپ کی عمر ۱۱ سال تھی' پس لوگوں نے سات دن تعزیت کی اور کوئی گھوڑے پر سوار نہ ہوا' اور لوگ بازاروں میں آپ پر نوحہ کرتے رہے' اور اہل شہر نے آپ کے باپ کے لیے اپنے دروازوں کو سیاہ کر لیا۔

عبداللہ بن محمد:

ابن علی بن محمد' ابو اسماعیل انصاری ہروی' آپ نے حدیث روایت کی اور تصنیف کی اور آپ بہت شب بیدار تھے' آپ کی وفات ذوالحجہ میں ہرات میں ۸۰ سال کی عمر میں ہوئی' اور اس سال وزیر ابو احمد نے لوگوں کو حج کروایا' اور آپ نے اپنے بیٹے ابو منصور کو نائب اور طراد بن محمد الزینبی کو نقیب النقباء مقرر کیا۔

واقعات ـــــ ۴۸۲ھ

محرم میں ابوبکر الشاشی نے باب البرز میں اس مدرسہ تاجیہ میں درس دیا جسے الصاحب تاج الدین القائم نے الشافعیہ کے لیے تعمیر کیا تھا' اور اس سال روافض اور اہل سنت کے درمیان عظیم معرکے ہوئے' اور انہوں نے مصاحف کو بلند کیا اور طویل جنگیں ہوئیں جن میں بہت سے لوگ مارے گئے' ابن جوزی نے المنتظم میں ابن عقیل کا خط نقل کیا ہے کہ اس سال میں تقریباً دو سو آدمی مارے گئے' راوی کا بیان ہے کہ اہل کرخ نے صحابہ اور حضرت نبی کریم ﷺ کی ازواج کو گالیاں دیں' اہل کرخ میں سے جن لوگوں نے ایسا کیا ان پر اللہ کی لعنت ہو' اور میں نے یہ بات اس لیے بیان کی ہے تاکہ روافض کا وہ خبیث بغض معلوم ہو جائے جو انہیں اسلام اور اہل اسلام سے ہے' نیز ان کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی شریعت کے متعلق جو پوشیدہ عداوت پائی جاتی ہے وہ بھی معلوم ہو جائے۔

اور اس سال سلطان ملک شاہ نے عظیم جنگوں اور زبردست معرکوں کے بعد ماوراء النہر اور اس طرف کے بہت بڑے حصے پر قبضہ کر لیا۔ اور اس سال مصری فوج نے ملک شام کے متعدد شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اور اس سال جامع حلب کا مینار تعمیر کیا گیا' اور اس سال خاتون بنت سلطان خلیفہ کی بیوی نے اپنے باپ کے پاس خلیفہ کے اس سے اعراض کرنے کی شکایت بھیجی تو اس کے باپ نے اس کی طرف خصی صواب اور امیر مران کو بھیجا کہ وہ دونوں اسے اس کے پاس واپس لے آئیں تو خلیفہ نے یہ بات مان لی اور اس کے ساتھ نقیب اور سرکردہ امراء کی ایک جماعت بھیجی' اور خلیفہ کا بیٹا ابو الفضل اور وزیر نہروان تک اس کی مشایعت کو گئے' اور یہ ربیع الاوّل کا واقعہ ہے' اور جب وہ اپنے باپ کے پاس پہنچی' تو اس سال شوال میں اصبہان میں فوت ہو گئی' اور سات روز بغداد میں اس کی تعزیت کی گئی' اور خلیفہ نے سلطان کی طرف اس کی تعزیت کے لیے دو امیر بھیجے' اور خمارتکین نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

عبدالصمد بن احمد بن علی:

جو الطاہر کے نام سے مشہور ہیں نیشاپوری حافظ' آپ نے سفر کیا اور بہت سماع کیا اور اس سال ہمذان میں موت نے آپ کو جلد آ لیا اور آپ جوان ہی تھے۔

علی بن ابی لیلیٰ:

ابوالقاسم الدبوسی المتولی کے بعد نظامیہ کے مدرس' آپ نے حدیث کا کچھ سماع کیا اور آپ ماہر فقیہ اور فائق جدلی تھے۔

عاصم بن الحسن:

ابن محمد بن علی بن عاصم بن مہران' ابوالحسین العاصمی' آپ کرخ کے باشندے تھے' باب الشعیر میں سکونت اختیار کی اور ۳۹۷ھ میں پیدا ہوئے اور آپ اہل فضل وادب میں سے تھے' آپ نے خطیب وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا اور آپ ثقہ اور حافظ تھے' آپ کے اشعار ہیں۔

''کاظمہ کے باشندوں پر مجھے افسوس ہے میں نے انہیں الوداع کہا اور قافلہ رکاوٹ تھا' جب سے وہ دور ہوئے ہیں آنسوؤں نے میری آنکھ کو نہیں چھوڑا' وہ دیکھتی ہے اور سوتی نہیں' وہ کوچ کر گئے اور میرے آنسو رواں ہیں اور میرے دل کے اندر بیماری ہے' اور میں ان کے کھونے کا مزہ نہ چکھوں انہوں نے میرا بدل لے لیا اور میرے لیے ان کا کوئی بدل نہیں ہے' میں نے انہیں ان کے اعتماد پر اپنا دل قرض دے دیا تو انہوں نے جو چیز قرض لی واپس نہ کی''۔

محمد احمد بن حامد:

ابن عبید ابوجعفر بخاری متکلم' معتزلی' آپ نے بغداد میں اقامت اختیار کی اور آپ قاضی حلب کے نام سے مشہور تھے' اور فروع میں حنفی المذہب تھے' اور اصول میں معتزلی تھے' آپ نے اس سال بغداد میں وفات پائی اور باب حرب میں دفن ہوئے۔

محمد بن احمد بن عبداللہ:

ابن محمد اسماعیل اصبہانی' جو مسارفہ کے نام سے مشہور ہیں اور گھومنے اور سفر کرنے والے حفاظ میں سے ہیں' آپ نے بہت سماع کیا اور کتابوں کو جمع کیا اور ہرات میں قیام کیا اور آپ صالح اور بہت عبادت گزار تھے' آپ نے اس سال ذوالحجہ میں نیشاپور میں وفات پائی۔ واللہ اعلم



واقعات ـــــ ۴۸۳ھ

اس سال محرم میں نظام الملک کا شاہی فرمان نظامیہ کی تدریس کے متعلق ابوعبداللہ طبری فقیہ کے پاس آیا اور آپ نے وہاں درس دیا' پھر فقیہ ابومحمد عبدالوہاب شیرازی اس سال کے ربیع الآخر میں اس کی تدریس کا شاہی حکم لے کر آ گئے اور اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ ایک روز یہ پڑھائیں اور ایک روز وہ پڑھائیں' اور جمادی الاول میں اہل بصرہ پر ایک شخص جسے بلیا کہا جاتا تھا' اچانک آ پڑا اور وہ نجوم کا ماہر تھا' اور اس نے بصرہ کے بہت سے باشندوں کو گمراہ کر لیا اور خیال کر لیا کہ وہ مہدی ہے اور اس نے بصرہ کی بہت سی چیزوں کو جلا دیا' جن میں سے لائبریری بھی ہے جو مسلمانوں پر وقف تھی اور اس کی مثال اسلام میں نہیں دیکھی گئی' اور اس نے بہت سے رہٹ اور حوض وغیرہ تباہ کر دیئے' اور اس سال ابوالقاسم طراد الزینبی کو اس کے باپ کے بعد عباسیوں کی نقابت کا خلعت دیا گیا' اور اس سال بچوں کے معلم سے فتویٰ پوچھا گیا کہ انہیں مسجد کی حفاظت کے لیے روک دیا جائے' تو انہوں نے ان کی رکاوٹ کا فتویٰ دے دیا' اور ان میں سے ایک شخص کے سوا جو شافعی فقیہ تھے' کسی کو مستثنیٰ نہ کیا گیا' اسے معلوم تھا کہ مساجد کی حفاظت کیسے کی جاتی ہے' اور مفتی نے حضور علیہ السلام کے قول کہ (تمام کھڑکیوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے سوا بند کر دو) سے استدلال کیا' اور حسب دستور خمار تکین نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

وزیر ابونصر بن جہیر:

ابن محمد بن محمد بن جہیر عمید الدولہ' آپ مشہور وزراء میں سے تھے۔ آپ القائم کے وزیر بنے' پھر اس کے بیٹے المقتدی کے وزیر بنے' پھر ملک شاہ نے سلطان کو معزول کر دیا' اور اس کے بیٹے فخر الدولہ کو دیارِ بکر وغیرہ کا امیر مقرر کیا' آپ نے موصل میں وفات پائی اور اسی شہر میں آپ کی ولادت ہوئی اور اسی میں حاکم یمن الصلیحی کا قتل ہوا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

واقعات ـــــ ۴۸۴ھ

اس سال محرم میں جس منجم نے بصرہ کو جلایا تھا' اس نے اہل واسط کو اپنی اطاعت کا خط لکھا اور اپنے خط میں بیان کیا کہ وہ مہدی صاحب زمان ہے' جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے' اور مخلوق کے حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے' پس اگر تم نے اطاعت کی تو تم عذاب سے محفوظ ہو جاؤ گے' اور اگر تم نے اعراض کیا تو وہ تم کو زمین میں دھنسا دے گا' پس اللہ پر اور امام مہدی پر ایمان لاؤ۔

اور اس سال ذمیوں کو غیار پہننے اور زنار باندھنے کا پابند کیا گیا اور اسی طرح حماموں وغیرہ میں ان کی عورتیں بھی اس کی پابند ہوں گی۔ اور جمادی الاولیٰ میں شیخ ابوحامد محمد بن محمد غزالی طوسی اصبہان سے نظامیہ کی تدریس کے لیے بغداد آئے اور نظام الملک نے آپ کو زین الدین شرف الائمہ کا لقب دیا۔ ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ کی گفتگو قبول تھی' اور بہت ذہین تھے۔

اور اس سال رمضان میں وزیر ابوشجاع کو خلافت کی وزارت سے معزول کر دیا گیا' اور اس نے اپنے عزل کے موقع پر یہ شعر پڑھا۔

''اس نے اسے سنبھالا تو اس کا کوئی دشمن نہ تھا اور اس نے اسے چھوڑا تو اس کا کوئی دوست نہ تھا''۔

پھر اس کے پاس نظام الملک کا خط آیا کہ وہ بغداد سے چلا جائے تو وہ وہاں سے نکل کر متعدد جگہوں پر گیا مگر وہ اسے راس نہ آئیں' پس اس نے حج کا ارادہ کر لیا۔ پھر نظام کا دل اس پر خوش ہو گیا اور اس نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اس بارے میں اس کی نظیر ہوگا' اور ابن الموصلایہ نے وزارت میں نیابت کی اور وہ اس ملاقات سے قبل اس سال کے شروع میں مسلمان ہو گیا تھا' اور اس سال رمضان میں ملک شاہ بغداد آیا اور وزیر نظام الملک بھی اس کے ساتھ تھا' اور قاضی القضاۃ ابوبکر الشاشی اور ابن الموصلایا المسلمانی اس کے استقبال کو نکلے اور اطراف کے ملوک اسے سلام کرنے آئے' جن میں اس کا بھائی تاج الدولہ تتش حاکم دمشق' اور اس کا اتالیق قسیم الدولہ اقسنقر حاکم حلب بھی تھا۔

اور ذوالقعدہ میں سلطان ملک شاہ اور اس کا بیٹا اور اس کا پوتا جو خلیفہ سے تھا' بہت سی مخلوق کے ساتھ کوفہ سے نکلا' اور اس سال اس نے ابومنصور بن جہیر کو وزیر بنایا' اور یہ اس کے المقتدی کے وزیر بننے کی دوسری باری تھی' اور اسے خلعت دیا اور نظام الملک اس کے پاس گیا اور اسے اس کے گھر باب العامہ میں مبارکباد دی' اور ذوالحجہ میں سلطان نے دجلہ میں میلا دمنایا اور بڑی آگ روشن کی اور بہت سی شمعیں جلائیں اور رات کی مجالس میں مطربات کو جمع کیا گیا' اور یہ ایک عجیب جشن کی رات تھی' اور اس میں شعراء نے اشعار نظم کیے اور جب اس رات کی صبح ہوئی تو اس خبیث منجم کو جس نے بصرہ کو جلایا تھا اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا' اونٹ پر سوار کرا کر بغداد لایا گیا' اور وہ لوگوں کو گالیاں دینے لگا اور لوگ اس پر لعنت کرنے لگے اور اس کے سر پر کوڑیوں کی لمبی ٹوپی تھی' پس انہوں نے اسے بغداد میں پھرایا' پھر اس کے بعد اسے صلیب دیا گیا۔

اور اس سال سلطان ملک شاہ نے جلال الدولہ کو اپنی جامع کی تعمیر کا حکم دیا' جو فصیل سے باہر اس کی طرف منسوب ہے' اور اس سال امیر المسلمین یوسف بن تاشفین نے بلادِ مغرب کے حکمران کے بعد اندلس کے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا اور اس کے حکمران المعتمد بن عباد کو قید کر لیا اور اسے اور اس کے اہل کو قید خانے میں ڈال دیا۔ اور المعتمد سخاوت' ادب' حلم' حسن سیرت وعشرت اور رعیت کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان سے نرمی کرنے کی صفات سے موصوف تھا' پس لوگوں نے اس پر غم کیا اور شعراء نے اس کی مصیبت کے بارے میں بہت کچھ کہا ہے۔

اور اس سال فرنگیوں نے بلادِ مغرب کے شہر صقلیہ پر قبضہ کر لیا اور ان کا بادشاہ مر گیا اور اس کا بیٹا اس کا قائم مقام بنا اور اس نے لوگوں کے ساتھ مسلمان بادشاہوں کی سی روش اختیار کی' گویا وہ ان میں سے ہے' اس لیے کہ اس نے مسلمانوں کے

ساتھ حسن سلوک کیا تھا۔ اور اس سال شام میں بہت زلزلے آئے اور انہوں نے بہت سی عمارتوں کو گرا دیا' جن میں سے انطاکیہ کی فصیل کے ۹۰ برج بھی تھے' اور ملبے کے نیچے بہت لوگ مر گئے' اور خمارتکین نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

عبدالرحمٰن بن احمد:

ابوطاہر' آپ اصبہان میں پیدا ہوئے' اور سمرقند میں فقہ پڑھی اور آپ ہی سلطان ملک شاہ کے ہاتھوں اس کی فتح کا سبب بنے' اور آپ سرکردہ شافعیہ میں سے تھے' آپ نے حدیث کا بہت سماع کیا' عبدالوہاب بن مندہ نے بیان کیا ہے کہ ہم نے اپنے وقت میں آپ سے بڑا انصاف پسند اور بڑا عالم' فقیہ نہیں دیکھا۔ آپ فصیح زبان بہت صاحب مروّت اور بہت آسودہ حال تھے' آپ نے بغداد میں وفات پائی اور وزراء اور کبراء آپ کے جنازے میں پیدل چلے۔ ہاں نظام سوار ہوا اور اس نے اپنی کبرسنی کا عذر کیا۔ اور آپ کو شیخ ابواسحاق شیرازی کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ اور سلطان بھی قبرستان آیا' ابن عقیل کا بیان ہے کہ تعزیت کی ابتداء میں میں نظام الملک کے پہلو میں بیٹھا اور بادشاہ اس کے سامنے کھڑے تھے' میں نے علم کی بناء پر یہ جرأت کی' اسے ابن جوزی نے بیان کیا ہے۔

محمد بن احمد بن علی:

ابونصر المروزی' آپ قراءت کے امام تھے اور ان کے بارے میں آپ نے اس بارے میں بہت سفر کیا۔ اتفاق سے آپ ایک سفر میں سمندر میں غرق ہو گئے' اسی اثناء میں کہ ایک موج آپ کو اٹھاتی اور دوسری نیچے لے جاتی' اچانک آپ نے دیکھا کہ سورج ڈھل گیا ہے' پس آپ نے وضو کی نیت کی اور پانی میں ڈبکی لگائی' پھر اُوپر آئے' کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لکڑی ہے' آپ نے اس پر چڑھ کر نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو امتثالِ امر اور عمل کی کوشش کی وجہ سے سلامتی سے ہمکنار فرمایا اور اس کے بعد آپ لمبا عرصہ زندہ رہے' اور اس سال وفات پائی' آپ کی عمر ۹۰ سال سے اوپر تھی۔

محمد بن عبداللہ بن الحسن:

ابوبکر الناصح حنفی فقیہ' مناظر' متکلم' معتزلی' آپ نیشاپور کے قاضی بنے' پھر اپنے جنون' گفتگو اور رشوت لینے کی وجہ سے معزول ہو گئے' اور رَی کے قاضی بنے اور آپ نے حدیث کا سماع کیا اور آپ اکابر علماء میں سے تھے' آپ نے اس سال رجب میں وفات پائی۔

ارتق بن البپ الترکمانی:

ان ارتقی ملوک کا دادا جو ماردین کے بادشاہ تھے' آپ عقلمند شجاع اور عالی ہمت تھے' آپ بہت سے شہروں پر متغلب ہو گئے' ابن خلکان نے آپ کے حالات بیان کیے ہیں' اور اس سال آپ کی وفات کی تاریخ بیان کی ہے۔

واقعات ــــ ۴۸۵ھ

اس سال سلطان ملک شاہ نے شہر کے اس بازار کی فصیل کی تعمیر کا حکم دیا جو دارالملک کے پہلو میں طغرل بیگ کے نام سے مشہور ہے اور اس کے سراؤں بازاروں اور گھروں کو از سرنو بنایا اور اس جامع کی تجدید کا بھی حکم دیا' جو ہارون خادم کے ہاتھ سے ۵۲۴ھ میں مکمل ہوئی تھی' اور نظام الملک نے اپنے لیے ایک بہت بڑے گھر کی تعمیر کا کام شروع کر دیا اور اس طرح تاج الملوک ابوالغنائم نے بھی کیا' وہ بھی ایک بہت بڑے گھر کی تعمیر میں لگ گیا' اور انہوں نے بغداد کو وطن بنا لیا' اور جمادی الاولیٰ میں بغداد کی مختلف جگہوں میں بڑی آگ لگی اور وہ اس وقت بجھی جب اس نے لوگوں کی بہت سی چیزوں کو تباہ کر دیا' پس جس قدر چیزیں جل گئیں تھیں اتنی کو انہوں نے تعمیر نہ کیا اور نہ قرض ادا کیا۔

اور ربیع الاوّل میں سلطان اصبہان کی طرف گیا اور اس کے ساتھ خلیفہ کا بیٹا ابوالفضل جعفری بھی تھا' پھر وہ رمضان میں بغداد واپس آ گیا' اور ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ یوم عاشورا کو ایک دیلمی بچے نے نظام الملک وزیر پر روزہ افطار کرنے کے بعد حملہ کر دیا اور اسے چھری ماری اور ایک گھنٹے بعد وہ مر گیا اور دیلمی بچے کو پکڑ کر قتل کر دیا گیا اور نظام الملک بڑے وزراء اور اچھے امراء میں سے تھے' اور ہم عنقریب اس کے حالات میں اس کی سیرت کا ذکر کریں گے' اور سلطان رمضان میں بدنیتی کے ساتھ بغداد آیا' تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس بات سے ملا دیا جو وہ اپنے دشمنوں کے متعلق اپنے دل میں رکھتا تھا' اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب اس کی سواری بغداد میں ٹھہری تو لوگ اسے سلام کرنے اور اس کی آمد پر مبارکباد دینے آئے اور خلیفہ نے بھی اسے مبارکباد کا پیغام بھیجا' تو اس نے خلیفہ کو پیغام بھیجا کہ تو میری خاطر دستکش ہو جا اور جس شہر کو جانا چاہتا ہے چلا جا' تو خلیفہ نے اس سے ایک ماہ کی مہلت مانگی تو اس نے اسے جواب دیا کہ ایک ساعت کی مہلت بھی نہیں ملے گی' تو اس نے کسی ذریعے سے اس سے دس دن کی مہلت مانگی تو اس نے شدید انکار کے بعد اس کی بات مان لی' اور ابھی مدت پوری نہیں ہوئی تھی کہ سلطان عید الفطر کے روز شکار کو نکلا اور اسے شدید بخار ہو گیا' تو اس نے فصد کروائی اور وہ اس سے اُٹھ نہ سکا حتیٰ کہ دس دن سے پہلے ہی مر گیا اور اس کی بیوی زبیدہ خاتون فوج پر قابض ہو گئی' اور اس نے اموال اور احوال پر کنٹرول کیا' اور اس نے خلیفہ کو پیغام بھیج کر اپیل کی کہ اس کا بیٹا محمود اپنے باپ کے بعد بادشاہ ہوں گا اور منابر پر اس کا خطبہ ہوگا' تو خلیفہ نے اس کی بات مان لی اور اس کی طرف خلعت بھیجے اور اس سے تعزیت کرنے اور اسے مبارکباد دینے کے لیے اپنے وزیر عمید الدولہ ابن جہیر کو بھیجا' اس وقت اس محمود کی عمر پانچ سال تھی' پھر اس کی والدہ فوجوں کے ساتھ اسے لے کر اصبہان کی طرف چلی گئی' تا کہ اس کے لیے حکومت کو مضبوط کرے' پس وہ اصبہان میں داخل ہوئے اور ان کی مراد پوری ہو گئی' اور شہروں میں حتیٰ کہ حرمین میں بھی اس بچے کا خطبہ ہوا اور تاج الملک نے اس کے لیے ابوالغنائم المرزبان بن خسرو کو وزیر بنایا اور اس کی ماں نے خلیفہ کی طرف پیغام بھیج کر اس سے

اپیل کی کہ عمال کی حکمرانی اس کے پاس ہو' خلیفہ نے انکار کر دیا۔ امام غزالی نے اس امر پر اس سے اتفاق کیا اور علماء نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا' جن میں ابن محمد الحنفی طبیب بھی شامل تھا' مگر اس نے امام غزالی کی بات پر عمل کیا اور سلطان کی فوج کی اکثریت اس کے دوسرے بیٹے برکیارق کے پاس سمٹ آئی اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور رزی میں اس کا خطبہ دیا' اور خاتون اور اس کا بیٹا اکیلے رہ گئے اور ان کے ساتھ فوج اور خاصکیہ کی ایک چھوٹی سی جماعت تھی' پس اس نے ان میں برکیارق بن ملک شاہ سے لڑنے کے لیے تین کروڑ دینار خرچ کیے اور انہوں نے ذی الحجہ میں جنگ کی اور خاتون شکست کھا گئی' اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔

اور صحیح بخاری میں ہے: ''وہ لوگ ہرگز کامیاب نہ ہوں گے جو عورت کو اپنا حکمران مقرر کریں گے۔'' (الحدیث)

اور ذوالقعدہ میں بنوخفاجہ نے حاجیوں کو روکا اور حاجیوں میں جو سپاہی تھے' انہوں نے امیر خمارتکین کے ساتھ ان سے جنگ کی اور انہوں نے انہیں شکست دی اور اعراب کے اموال لوٹ لیے' اور اس سال بصرہ میں شدید اولے پڑے جن میں سے ایک کا وزن پانچ رطل سے تیرہ رطل تک تھا' اور انہوں نے بہت سے نخیل واشجار کو تباہ کر دیا اور ایک سخت تباہ کن جھکڑ آیا جس نے دسیوں ہزار کھجور کے درختوں کو گرا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور ارشادِ خداوندی ہے: ''اور جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کا کیا دھرا ہے اور وہ بہت سی برائیوں کو معاف کر دیتا ہے''۔

اور اس سال تاج الدولہ تتش حاکم دمشق نے حمص شہر اور قلعہ عرقہ اور قلعہ نامیہ پر قبضہ کر لیا' اور قسیم الدولہ اقسنقر بھی اس کے ساتھ تھا اور سلطان نے سعد کوھرائین اور ایک اور ترکمانی امیر کے ساتھ ایک فوج یمن کی طرف روانہ کی' پس وہ دونوں یمن میں داخل ہو گئے اور اس میں بری سیرت اختیار کی اور سعد کوھرائین اس میں داخل ہونے کے روز ہی عدن میں فوت ہو گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

جعفر بن یحییٰ بن عبداللہ:

ابوالفضل التمیمی جو الحکاک المکی کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے طلب حدیث کے لیے شام' عراق' اصبہان وغیرہ شہروں کی طرف سفر کیا اور بہت سماع کیا اور اجزاء کی تخریج کی' اور آپ ماہر' حافظ' ضابط' ادیب' ثقہ اور صدوق تھے' اور آپ حاکم مکہ سے مراسلت کیا کرتے تھے' اور آپ صاحب حیثیت اور صاحب مروّت تھے' آپ کی عمر اسی سال کے قریب تھی۔ رحمہ اللہ

وزیر نظام الملک:

الحسن بن علی بن اسحاق ابوعلی' آپ ملک الپ ارسلان اور اس کے بیٹے ملک شاہ کے ۲۹ سال وزیر رہے اور آپ بہترین وزراء میں سے تھے' آپ ۴۰۸ھ میں طوس میں پیدا ہوئے اور آپ کا باپ محمود بن سبکتگین کے اصحاب میں سے تھا' اور نمبردار تھا' پس اس نے اپنے اس بیٹے کو مشغول کیا اور اس نے گیارہ سال کی عمر میں قرآن پڑھ لیا' اور اس نے اسے علم' قراءت اور شافعی مذہب کے مطابق فقہ سیکھنے اور حدیث' لغت اور نحو کا سماع کرنے میں مشغول کر دیا' اور یہ عالی ہمت تھا' اس نے ان علوم

سے اچھا حصہ حاصل کیا' پھر مراتب میں ترقی کے حتیٰ کہ سلطان الپ ارسلان بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق کا اور پھر اس کے بعد ملک شاہ کا ۲۹ سال وزیر بنا رہا اور اس میں اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچی اور اس نے بغداد اور نیشا پور وغیرہ میں مدارس نظامیہ تعمیر کیے اور آپ کی مجلس فقہاء اور علماء سے آباد رہتی تھی' اور اپنے دن کا اکثر حصہ ان کے ساتھ گزارتے تھے' آپ سے دریافت کیا گیا' ان لوگوں نے آپ کے بہت سے مصالح سے روک دیا ہے' آپ نے کہا' یہ لوگ دنیا اور آخرت کی زینت ہیں اور اگر میں انہیں اپنے سر پر بٹھاؤں تو یہ کوئی بڑی بات نہ ہوگی' اور جب القاسم قشیری اور ابوالمعالی الجوینی آپ کے پاس آتے تو آپ ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے اور نشست پر انہیں اپنے ساتھ بٹھاتے اور جب ابوعلی الفارزندی آتے تو آپ کھڑے ہو کر اپنی جگہ پر انہیں بٹھاتے اور خود ان کے سامنے بیٹھ جاتے' اس بارے میں آپ کی ملامت کی گئی' تو آپ نے کہا جب یہ دونوں میرے ہاں آتے ہیں تو میری تعریف و تعظیم کرتے ہیں اور میرے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہیں جو مجھ میں موجود نہیں ہیں تو ان کی وجہ سے بشر کے دل میں جو بات مرکوز ہے وہ بڑھ جاتی ہے' اور جب ابوعلی الفارندی میرے پاس آتے ہیں تو مجھے میرے ظلم اور میرے عیوب یاد دلاتے ہیں تو میں شکستہ دل ہو جاتا ہوں' اور بہت سی باتوں کو جن میں مبتلا ہوتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں۔ اور آپ اپنے اوقات پر نماز کے پابند تھے' اور اذان کے بعد کوئی کام آپ کو نماز سے نہ روکتا تھا' اور مواظبت کے ساتھ سوموار اور جمعرات کے روزے رکھتے تھے' اور آپ کے وسیع اوقات اور نیک صدقات بھی ہیں۔

آپ صوفیاء کی بہت تعظیم کرتے تھے' جب اس بارے میں آپ کو ملامت کی گئی' تو آپ نے کہا میں ایک بادشاہ کی خدمت کرتا تھا' تو ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھے کہنے لگا کب تک اس کی خدمت کرتا رہے گا' جسے کل کتے کھائیں گے؟ اس کی خدمت کر جس کی خدمت تجھے فائدہ دے اور اس کی خدمت نہ کر جسے کل کتے کھائیں گے' پس جو بات وہ کہہ رہا تھا میں اسے نہ سمجھا' اتفاق سے وہ امیر اس رات مست ہو گیا اور رات کے دوران وہ شراب کی مستی ہی میں باہر نکل گیا اور اس کے کتے بھی تھے' جو رات کو مسافروں کو پھاڑتے تھے' پس انہوں نے اسے نہ پہچانا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ صبح ہوئی تو اسے کتے کھا چکے تھے' آپ نے کہا میں اس شیخ کی مثل تلاش کرتا ہوں' اور آپ نے بغداد وغیرہ میں متعدد جگہوں پر حدیث کا سماع کیا اور آپ کہا کرتے تھے کہ میں جانتا ہوں کہ میں روایت کا اہل نہیں' لیکن میں چاہتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے ناقلین کی قطار میں شامل ہوں' اور آپ نے کہا کہ ایک شب میں نے خواب میں ابلیس کو دیکھا تو میں نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے اللہ نے تجھے پیدا کیا اور تجھے بالمشافہ اپنے آپ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا اور تو نے انکار کیا اور اس نے مجھے بالمشافہ اپنے کو سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیا اور میں اسے ہر روز کئی بار سجدہ کرتا ہوں۔ اور کہنے لگا ۔

''جو وصال کا اہل نہ ہو اس کا ہر احسان گناہ ہے''۔

اور ایک دفعہ المقتدی نے آپ کو اپنے سامنے بٹھایا اور آپ سے کہا اے حسن! امیر المومنین کے راضی ہونے سے خدا تجھ سے راضی ہے' آپ ہزاروں ترکوں کے مالک تھے' اور آپ کے بہت سے بیٹے تھے' جن میں پانچ وزیر بنے اور اس کا بیٹا احمد' سلطان محمد بن ملک شاہ کا اور امیر المومنین المستر شد باللہ کا وزیر بنا۔

اور نظام الملک سلطان کے ساتھ اس سال یکم رمضان کو اصبہان سے بغداد جانے کے قصد سے نکلا اور جب دسواں دن تھا تو وہ راستے میں ایک بستی سے گزرا جو نہاوند کے قریب تھی اور وہ پالکی میں چلا جا رہا تھا' آپ نے کہا حضرت عمر کے زمانے میں یہاں بہت سے صحابہ قتل ہوئے تھے' پس اسے مبارک ہو جو ان کے پاس ہوگا' پس اتفاق سے جب آپ نے افطار کیا تو آپ کے پاس ایک بچہ آپ سے مدد مانگتے ہوئے آپ اور اس کے پاس ایک رقعہ تھا' اور جب وہ آپ کے پاس پہنچا تو اس نے آپ کے دل میں چاقو مارا اور بھاگ گیا اور خیمے کی رسی سے ٹھوکر کھائی اور پکڑا گیا' اور قتل ہوا اور وزیر ایک ساعت ٹھہرا اور سلطان آپ کی عیادت کو آیا تو آپ اس کی موجودگی میں ہی فوت ہو گئے' اور آپ کے بارے میں سلطان کو متہم کیا گیا کہ اس نے آپ کے خلاف مدد دی ہے' اور آپ کے بعد اس کی مدت صرف ۳۵ دن دراز ہوئی اور اس میں عقل مندوں کے لیے عبرت ہے اور آپ نے خلیفہ کو بغداد سے باہر نکالنے کی قسم کھائی اور آپ نے جس بات کی قسم کھائی وہ پوری نہ ہوئی' اور جب اہل بغداد کو نظام کی موت کی اطلاع ملی تو انہوں نے آپ کا غم کیا اور وزیر اور رؤساء تین دن تعزیت کے لیے بیٹھے اور شعراء نے قصائد میں آپ کا مرثیہ کہا۔ ان میں سے مقاتل بن عطیہ نے کہا ؎

''وزیر نظام الملک ایک درّ یکتا تھا جسے رحمان خدا نے شرف سے بنایا تھا۔ وہ نایاب تھا' زمانے نے اس کی قیمت معلوم نہیں کی' تو اس نے غیرت سے اسے سیپ کی طرف واپس کر دیا''۔

کئی لوگوں نے آپ کی تعریف کی ہے' حتیٰ کہ ابن عقیل اور ابن جوزی نے بھی آپ کی تعریف کی ہے۔

عبدالباقی بن محمد بن الحسین:

ابن داؤد بن یاقیا' ابوالقاسم الشاعر' آپ الحریم الظاہری کے باشندوں میں سے تھے' ۴۱۰ھ میں پیدا ہوئے' اور آپ تجربہ کار تھے' اور بعض نے آپ پر اوائل کے اعتقاد کی تہمت لگائی ہے' اور آپ نے آسمان پر پانی دودھ' شراب اور شہد کی نہروں کے جنت میں ہونے کا انکار کیا ہے اور اس سے جو قطرہ زمین پر گرتا ہے وہ گھروں' دیواروں اور چھتوں کو گرا دیتا ہے' اور یہ قائل کا کلام کفر ہے' اسے ابن جوزی نے المنتظم میں آپ سے روایت کیا ہے' اور ایک شخص نے روایت کی ہے کہ جب آپ فوت ہوئے تو آپ کے کفن میں یہ دو شعر لکھے ہوئے پائے گئے ؎

''میں ایسے پڑوسی کے ہاں اترا ہوں جس کا مہمان ناکام و نامراد نہیں ہوتا' اور میں عذابِ جہنم سے اپنی نجات چاہتا ہوں اور میں اللہ سے خوفزدہ ہوں اور اس کے انعام پر یقین رکھتا ہوں' اور اللہ سب سے کریم منعم ہے''۔

مالک بن احمد بن علی:

ابن ابراہیم' ابوعبداللہ البانیاسی الشامی' اور آپ کا ایک اور نام بھی تھا' جو آپ کی ماں نے رکھا تھا' اور وہ علی ابوالحسن تھا' اور آپ کے باپ نے آپ کا جو نام اور کنیت رکھی تھی وہ غالب آ گئی' تو آپ نے بہت سے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا اور آپ ابوالحسن بن الصلت سے روایت کرنے والے آخری شخص ہیں۔ آپ سوپ الریحانیین کی آگ میں ہلاک ہوئے' آپ کی عمر اسّی سال تھی اور آپ محدثین کے ہاں ثقہ تھے۔

سلطان ملک شاہ:

جلال الدین والدولۃ' ابوالفتح ملک شاہ' ابن ابی شجاع الپ ارسلان بن داؤد بن میکائیل ابن سلجوق تقاق الترکی' یہ اپنے باپ کے بعد بادشاہ بنا اور اس کی مملکت ترکوں کے انتہائی دور علاقے سے لے کر یمن کے انتہائی دور علاقے تک پھیلی ہوئی تھی' اور بقیہ اقالیم کے ملوک نے آپ سے مراسلات کی حتیٰ کہ آپ نے روم' خزر اور اللان پر قبضہ کر لیا' اور آپ کی حکومت زبردست تھی اور آپ کے زمانے میں راستے پرامن تھے' اور آپ اپنی عظمت کے باوجود مسکینوں' ضعیفوں اور عورتوں کی خاطر کھڑے ہو جاتے تھے اور ان کی ضروریات کو پورا کرتے تھے' اور آپ نے بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کیں اور پل بنوائے اور ٹیکس ساقط کر دیئے' اور بڑی بڑی نہریں کھودیں اور حضرت امام ابوحنیفہ کا مدرسہ اور بازار بنایا اور وہ جامع بھی تعمیر کی جسے بغداد میں جامع السلطان کہا جاتا ہے اور آپ نے کوفہ میں اپنے شکاریوں سے منارۃ القرون تعمیر کروایا اور ماوراء النہر کے علاقے میں اس کی مانند منارہ تعمیر کرایا' اور جو شکار اس نے خود کیا اس کی حفاظت کی اور وہ تقریباً دس ہزار شکار تھے' سو اس نے دس ہزار درہم کا صدقہ کیا اور کہا میں اللہ سے اس بات سے خائف ہوں کہ میں کسی حیوان کی جان بغیر کھانے کے نکالوں' اور آپ کے افعال اچھے اور سیرت نیک تھی' ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک کسان نے اسے اطلاع دی کہ آپ کے ایک غلام نے آپ کے خربوزوں کا ایک بوجھ لے لیا ہے' اور انہوں نے تحقیق کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ حاجب کے خیمے میں خربوزے ہیں تو وہ انہیں اٹھا کر اس کے پاس لے گئے' پھر آپ نے حاجب کو بلا کر کہا' آپ نے یہ خربوزے کہاں سے لیے ہیں؟ اس نے کہا یہ غلام لائے ہیں' آپ نے کہا' انہیں حاضر کرو۔ وہ گیا اور انہیں بھاگ جانے کا حکم دیا۔ تو آپ نے اسے بلا کر کسان کے سپرد کر دیا۔ اور کہا اسے اس کے ہاتھ سے پکڑ لو' یہ میرا اور میرے باپ کا غلام ہے اور اسے چھوڑنے سے اجتناب کرنا' پھر آپ نے کسان کو خربوزے واپس کیے اور کسان انہیں اُٹھاتے ہوئے باہر نکلا اور اس کے ہاتھ میں حاجب بھی تھا۔

پس حاجب نے اپنے آپ کو کسان سے تین سو دینار میں چھڑا لیا' اور جب آپ اپنے بھائی تتش سے لڑنے گئے تو طوس سے گزرے اور اس میں حضرت علی بن موسیٰ الرضی کی قبر کی زیارت کے لیے داخل ہوئے' اور نظام الملک بھی آپ کے ساتھ تھا اور جب دونوں باہر نکلے تو آپ نے نظام سے کہا تو نے اللہ سے کیا دُعا کی ہے؟ اس نے کہا میں نے اللہ سے دُعا کی ہے کہ وہ آپ کو آپ کے بھائی پر فتح دے آپ نے کہا لیکن میں نے دعا کی ہے' اے اللہ اگر میرا بھائی مسلمانوں کے لیے بہتر ہے تو اسے مجھ پر فتح دے' اگر میں ان کے لیے بہتر ہوں تو مجھے اس پر فتح دے' اور آپ اپنی فوجوں کے ساتھ اصبہان سے انطاکیہ گئے' اور معلوم نہیں کہ آپ کی فوج سے کسی ایک نے بھی رعیت کے کسی آدمی پر ظلم کیا ہو' حالانکہ وہ لاکھوں کی فوج تھی' اور ایک دفعہ ایک ترکمانی نے آپ سے مدد مانگی کہ ایک شخص نے اس کی بیٹی کی مہر بکارت توڑ دی ہے اور وہ اس کے قتل میں مدد چاہتا ہے' آپ نے اسے کہا' ارے! اگر تیری بیٹی چاہتی تو اسے اپنے پر قابو نہ دیتی' اور اگر تو ضرور ایسا ہی کرنا چاہتا ہے تو اسے بھی اس کے ساتھ قتل کر دے' تو وہ شخص خاموش ہو گیا' تو بادشاہ نے اسے کہا کیا تو اس سے بہتر کام کرے گا؟ اس نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا اس کی بکارت تو ختم ہو گئی ہے' اس کا اسی شخص سے نکاح کر دے اور میں بیت المال سے دونوں کی کفایت کے مطابق اسے مہر دے دوں

گا' تو اس نے ایسے ہی کیا اور ایک واعظ نے آپ سے بیان کیا کہ ایک روز کسریٰ ایک سفر میں ایک بستی سے گزرا اور وہ اپنی فوج سے الگ تھلگ تھا' تو اس نے ایک گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر پانی مانگا' تو ایک لڑکی نے اسے برتن دیا' جس میں گنے کا رس تھا' اور اس میں برف بھی پڑی ہوئی تھی' اس نے اس سے پیا تو حیران رہ گیا اور کہنے لگا تم اسے کیسے بناتے ہو؟ لڑکی نے کہا' ہم ہاتھوں سے اسے آسانی کے ساتھ نچوڑ لیتے ہیں' تو اس نے دوسری بار پینے کو مانگا تو وہ پھر لینے گئی تو اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ یہ جگہ ان سے لے لے' اور اس کے عوض انہیں کوئی اور جگہ دے دے' لڑکی نے دیر کی' پھر باہر آئی تو اس کے پاس کوئی چیز نہ تھی' اس نے پوچھا تجھے کیا ہوا ہے؟ لڑکی نے کہا' معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بادشاہ کی نیت ہم پر بدل گئی ہے اور اس کا نچوڑنا مجھ پر مشکل ہو گیا ہے۔ اور اسے معلوم نہ تھا کہ وہ بادشاہ ہے۔ اس نے کہا چلی جا اب تو اس کے نچوڑنے کی قدرت پائے گی' اور اس نے اپنی نیت درست کر لی' تو وہ لڑکی چلی گئی اور دوسرا شراب جلد لے کر اس کے پاس آ گئی تو اس نے اسے پیا اور واپس چلا گیا' پس سلطان نے اس سے کہا یہ میرے لیے مناسب ہے لیکن رعیت کو کسریٰ کا دوسرا واقعہ بھی سنانا' جب وہ ایک باغ کے پاس سے گزرا تو اس کے سر کو صفراء کی شکایت ہوئی اور اسے پیاس لگی تو اس نے اس کے مالی سے کچے انگور طلب کیے تو مالی نے اسے کہا بادشاہ نے ہم سے اپنا حق نہیں لیا اس لیے میں آپ کو کچھ نہیں دے سکتا۔

راوی کا بیان ہے کہ لوگ بادشاہ کی ذہانت اور اس کی حاضر جوابی سے حیران رہ گئے' اور دو کسانوں نے امیر خمارتکین کے خلاف آپ سے مدد مانگی کہ اس نے ان سے بہت سا مال لیا ہے اور ان کے اگلے دانت توڑ دیئے ہیں' اور ان دونوں نے کہا' ہم نے دنیا میں آپ کے عدل کی باتیں سنی ہیں' اور اگر آپ نے اس سے ہمیں امر الٰہی کے مطابق قصاص لے دیا تو فبہا' ورنہ ہم قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے آپ کے خلاف مدد مانگیں گے۔ اور دونوں نے آپ کی رکاب کو پکڑ لیا تو آپ گھوڑے سے اتر پڑے اور دونوں سے کہنے لگے میری آستین کو پکڑ لو اور مجھے نظام الملک کے گھر تک گھسیٹ کر لے جاؤ' تو وہ اس بات سے ڈر گئے' تو آپ نے انہیں قسم دی کہ وہ یہ کام کریں' تو ان دونوں نے آپ کے حکم کے مطابق عمل کیا' اور جب نظام کو سلطان کی آمد کی خبر ہوئی' تو وہ جلدی سے باہر نکلا تو بادشاہ نے اُسے کہا میں نے تجھے اس لیے حکومت دی ہے کہ تو مظلوم کو ظالم سے بچائے' تو اس نے فوراً حکم لکھا اور خمارتکین کو معزول کر دیا اور اس کی جاگیر لے لی اور ان کے اموال انہیں واپس کیے' اور اگر اس پر دلیل قائم ہو جائے' تو وہ دونوں اس کے دونوں دانتوں کو بھی توڑ دیں' اور بادشاہ نے دونوں کو اپنے پاس سے دوسو دینار دینے کا حکم دیا' اور اس نے ایک دفعہ ایک ٹیکس بھی معاف کر دیا' تو مستوفین میں سے ایک شخص نے آپ سے کہا' اے سلطانِ عالم! آپ نے جو ٹیکس معاف کیا ہے یہ چھ لاکھ دینار کے برابر ہے یا اس سے زیادہ ہے تو آپ نے فرمایا تو ہلاک ہو جائے بلاشبہ مال اللہ کا ہے اور بندے اللہ کے ہیں اور ملک اس کا ہے اور میرا ارادہ ہے کہ یہ اللہ کے ہاں میرے لیے باقی رہے' اور جس نے مجھ سے اس بارے میں کشاکش کی میں اسے قتل کر دوں گا' اور ایک خوبصورت عورت نے اسے گانا سنایا تو وہ خوش ہو گیا' اور اس کا دل اس کا مشتاق ہوا تو اس نے اس کا ارادہ کیا تو وہ کہنے لگی اے بادشاہ میں اس خوبصورت چہرے پر آگ سے غیرت کھاتی ہوں اور حلال وحرام کے درمیان بات ایک ہی ہے تو اس نے قاضی کو بلایا تو اس نے اس سے اس کا نکاح کر دیا۔

اور ابن جوزی نے بحوالہ ابن عقیل بیان کیا ہے کہ کچھ باطنیوں کے ساتھ میل جول رکھنے کی وجہ سے سلطان ملک شاہ کا عقیدہ خراب ہو گیا' پھر اسے چھوڑ کر وہ حق کی طرف واپس آ گیا' اور ابن عقیل نے بیان کیا ہے کہ اس نے اس کے لیے اثبات صانع کے متعلق کچھ لکھا اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب وہ آخری بار بغداد واپس آیا تو اس نے خلیفہ کو قسم دی کہ وہ اس سے باہر چلا جائے' تو اس نے اس سے دس دن کی مہلت مانگی اور سلطان بیمار ہو گیا اور دس دن پورے ہونے سے قبل مر گیا' اور اس کی وفات ۱۵ رشوال جمعہ کی شب کو ۳۷ سال ۵ ماہ کی عمر میں ہوئی اور اس کی حکومت کا زمانہ ۱۹ سال چند ماہ بنتا ہے اور اسے الشونیزی میں دفن کیا گیا اور اصل معاملے کو چھپانے کے لیے اس کا جنازہ کسی نے نہیں پڑھا' اور وہ بخار سے بیمار تھا' اور بعض کا قول ہے کہ اسے زہر دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

بانی التاجیہ:

المرزبان بن خسرو' تاج الملک' وزیر ابو الغنائم بانی التاجیہ' اس کے مدرس ابوبکر الشاسی تھے' اور آپ نے شیخ ابو اسحاق کی قبر بنوائی' اور نظام الملک کے بعد ملک شاہ نے آپ کو وزیر بنانا چاہا تو آپ جلد فوت ہو گئے' اور اس نے آپ کے بیٹے محمود کو وزیر بنایا اور جب اس کے بھائی برکیارق نے اسے مغلوب کیا تو نظام کے غلاموں نے آپ کو قتل کر دیا' اور اس سال کے ذی الحجہ میں آپ کا عضو عضو کاٹ دیا۔

ھبۃ اللہ عبد الوارث:

ابن علی بن احمد نوری' ابو القاسم شیرازی آپ آفاق میں سفر کرنے والوں اور جہاں گردوں میں سے ایک ہیں' اور آپ حافظ' ثقہ' دیندار' متقی اور اچھے اعتقاد و سیرت کے حامل تھے' آپ کی تاریخ اچھی ہے اور بغداد وغیرہ سے طلبہ نے آپ کی طرف سفر کیا۔

واقعات ــــ ۴۸۶ھ

اس سال ایک شخص حج سے واپسی پر بغداد آیا' جسے اردشیر بن منصور ابو الحسین العبادی کہا جاتا تھا' وہ نظامیہ میں اترا اور لوگوں کو وعظ کیا اور اس کی مجلس میں امام غزالی مدرس المکان بھی حاضر ہوئے اور اس کی مجلس میں لوگوں کی بھیڑ ہو گئی اور اس کے بعد بھی وہ مجالس میں بہت آئے' اور بہت سے لوگوں نے اپنے ذرائع معیشت کو چھوڑ دیا۔ اور بعض اوقات اس کی مجلس میں تیس ہزار سے زیادہ مرد اور عورتیں حاضر ہوتے تھے' اور بہت سے لوگوں نے توبہ کی اور مساجد کے ہو رہے اور شرابیں بہائی گئیں اور آلات لہو و لعب توڑ دیئے گئے' اور وہ شخص فی نفسہٖ نیک اور عبادت گزار اور بڑا درویش تھا' اور اس کے حالات بھی اچھے تھے اور لوگ اس کے وضو کے بقیہ پانی پر اژدحام کرتے تھے' اور بسا اوقات انہوں نے جس تالاب سے وہ وضو کرتا تھا' برکت کے لیے پانی لیا۔

اور ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس نے ایک دفعہ اپنے ایک دوست سے شامی توت اور برف کی خواہش کی اور وہ پورے ملک میں گھوما مگر اسے نہ پایا اور وہ واپس آیا تو اس نے شیخ کو اپنی خلوت میں پایا' اور اس نے پوچھا کیا آج کوئی شخص شیخ

کے پاس آیا تھا' اسے بتایا گیا کہ ایک عورت آئی تھی اور کہنے لگی میں نے اپنے ہاتھ سے سوت کاتا ہے اور اسے فروخت کیا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ شیخ کے لیے کوئی عمدہ چیز خریدوں' تو آپ نے اس سے انکار کیا تو وہ رو پڑی تو آپ کو اس پر رحم آ گیا اور کہنے لگے جاؤ اور خرید و' وہ پوچھنے لگی آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپ نے کہا میں کچھ نہیں چاہتا' تو وہ جا کر آپ کے پاس شامی توت اور برف لائی تو آپ نے اسے کھایا۔

اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں آپ کے پاس آیا تو آپ شوربہ پی رہے تھے' میں نے اپنے دل میں کہا کاش وہ مجھے زائد شوربہ دیں تو میں اسے حفظ قرآن کے لیے پیوں' تو آپ نے زائد شوربہ مجھے دے دیا اور کہا اسی نیت سے اسے پیو' اس شخص کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حفظ قرآن کی توفیق دی' اور آپ کے مجاہدات اور عبادات بھی ہیں۔ پھر اتفاق سے آپ نے صحیح کے بدلے ریزوں کی فروخت کے بارے میں گفتگو کی تو آپ کو بیٹھنے سے روک دیا گیا اور شہر سے نکال دیا گیا۔

اور اس سال تتش بن الپ ارسلان نے خود اپنی بادشاہت کا خطبہ دیا اور خلیفہ سے اپیل کی کہ عراق میں اس کا خطبہ ہو تو اس کے بھائی برکیارق بن ملک شاہ کے باعث توقف ہو گیا تو وہ الرحبہ کی طرف روانہ ہو گیا اور حاکم حلب اقسنقر اور حاکم الرہا بوران بھی اس کی صحبت و اطاعت میں تھے' پس اس نے الرحبہ کو فتح کیا پھر موصل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسے اس کے حکمران ابراہیم بن قریش بن بدران کے ہاتھ سے چھین لیا اور اس کی بنی عقیل کی فوجوں کو شکست دی اور بہت سے اُمراء کو باندھ کر قتل کیا اور اسی طرح اس نے دیار بکر پر بھی قبضہ کر لیا اور الکافی بن فخر الدولہ بن جہیر کو وزیر بنایا اور اسی طرح ہمدان اور خلاط پر بھی قبضہ کر لیا اور آذربائیجان کو فتح کیا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی' پھر دو امیر اقسنقر اور بوران اس سے علیحدہ ہو گئے' اور ملک برکیارق کے پاس چلے گئے' اور تتش اکیلا باقی رہ گیا اور اس کے بھائی برکیارق نے اس کا لالچ کیا اور تتش واپس آ گیا' تو قسیم الدولہ اقسنقر اور بوران اسے باب حلب میں ملے تو اس نے دونوں کو شکست دی اور بوران اور اقسنقر کو قید کر کے صلیب دے دی اور بوران کو بھیج کر حران اور الرہا میں پھرایا اور اس کے بعد اس پر قبضہ کر لیا۔ اور اس سال روافض اور اہل سنت کے درمیان جنگ ہوئی اور ان کے درمیان بہت شرور پھیل گئے' اور ۲ر شعبان کو خلیفہ کے ہاں اس کا بیٹا المسترشد باللہ ابو منصور الفضل بن ابی العباس احمد المستظہر پیدا ہوا اور خلیفہ کو اس کی خوشی ہوئی اور ذوالقعدہ میں سلطان برکیارق بغداد آیا اور وزیر ابو منصور بن جہیر اس کے پاس گیا اور خلیفہ کی طرف سے اسے آمد کی مبارکباد دی۔ اور اس سال مستنصر عبیدی نے سرزمین شام کے شہر صور پر قبضہ کر لیا' اور اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

جعفر بن المقتدی باللہ:

جو خاتون بنت سلطان ملک شاہ سے تھا اس نے جمادی الاوّل میں وفات پائی اور وزیر اور حکومت تین دن تعزیت کے لیے بیٹھے۔

سلیمان بن ابراہیم:

ابن محمد بن سلیمان' ابومسعود اصبہانی' آپ نے بہت سماع کیا اور تصنیف کی اور صحیحین پر تخریج کی' اور آپ کو حدیث کی اچھی معرفت حاصل تھی۔ آپ نے ابن مردویہ' ابونعیم اور البرقانی سے سماع کیا اور خطیب وغیرہ کی طرف سے لکھا' آپ نے ذوالقعدہ میں ۸۹ سال کی عمر میں وفات پائی۔

عبدالواحد بن احمد بن المحسن:

الدشکری' ابوسعد' شافعی فقیہ' آپ نے ابواسحاق شیرازی کی صحبت کی اور حدیث کی روایت کی' اور آپ اہل علم کو جمع کرنے والے تھے' اور کہا کرتے تھے میرے یہ دو پاؤں کسی لذت میں نہیں چلے' آپ نے اس سال رجب میں وفات پائی۔

علی بن احمد بن یوسف:

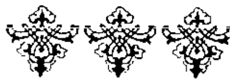
ابوالحسن الہکاری' آپ بغداد آئے اور الدوری کی خانقاہ میں اترے' اور آپ کی خانقاہیں بھی تھیں' جو آپ نے تعمیر کی تھیں' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور کئی حفاظ نے آپ سے روایت کی ہے' اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا' تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے وصیت فرمائیے' آپؐ نے فرمایا' امام احمد بن حنبل کے اعتقاد اور شافعی کے مذہب کو اختیار کرنا تجھ پر لازم ہے اور اہل بدعت کی ہمنشینی سے اجتناب کر' آپ نے اس سال محرم میں وفات پائی۔

علی بن محمد بن محمد:

ابوالحسن خطیب انباری' جو ابن الاخضر کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے ابومحمد الرضی سے سماع کیا اور آپ ان سے روایت کرنے والے آخری شخص ہیں' آپ نے اس سال شوال میں ۹۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابونصر علی بن ھبۃ اللہ' ابن ماکولا:

آپ ۴۰۲ھ میں پیدا ہوئے' اور بہت سماع کیا' آپ حفاظ میں سے تھے' اور المؤتلف والمختلف کے بارے میں آپ کی کتاب الاکمال ہے' اور آپ نے عبدالغنی کی کتاب اور دارقطنی کی کتاب کے درمیان تطبیق دی ہے اور ان پر بہت سی مفید چیزوں کا اضافہ کیا ہے اور آپ ایک مشہور نحوی تھے' فصیح البیان اور اچھے اشعار کہتے تھے' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے شیخ عبدالوہاب کو ان کے دین کے بارے میں طعن کرتے سنا ہے' اور آپ فرماتے تھے کہ معلم دین کا محتاج ہوتا ہے' اور آپ اس سال یا اس کے بعد والے سال میں خوزستان میں قتل ہوئے' آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی' ابن جوزی نے اسی طرح بیان کیا ہے۔



واقعات ـــــ ۴۸۷ھ

اس سال خلیفہ المقتدی باللہ کی خلافت ہوئی اور اس کا بیٹا المستظہر باللہ خلیفہ بنا۔

اس کی موت کا بیان:

جب سلطان برکیارق بغداد آیا تو اس نے خلیفہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے بادشاہت کے متعلق ایک تحریر لکھ دے' جس میں اس کے متعلق وصیت ہو' تو اس نے یہ بات لکھ دی اور خلعتیں تیار کر کے خلیفہ کو پیش کی گئیں' اور ۱۴ ارمحرم جمعہ کے دن تحریر ہوئی' پھر اسے کھانا پیش کیا گیا' تو اس نے حسب عادت اس سے کھایا اور وہ بڑا صحت مند تھا' پھر اس نے اپنے ہاتھ دھوئے پھر وہ بیٹھ کر وصیت میں غور وفکر کرنے لگا اور اس کے پاس شمس النہار نام قہرمانہ بھی تھی وہ بیان کرتی ہے کہ اس نے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا یہ کون لوگ ہیں جو بغیر اجازت ہمارے پاس آ گئے ہیں؟ وہ بیان کرتی ہے' میں نے مڑ کر دیکھا تو کسی کو نہ پایا' اور میں نے اس کی حالت کو متغیر پایا اور اس کے ہاتھ پاؤں اور قویٰ ڈھیلے پڑ گئے اور وہ زمین پر گر پڑا' وہ بیان کرتی ہے میں نے خیال کیا کہ اسے غش آ گیا ہے' پس میں نے اس کے کپڑوں کا بندھن کھولا تو کیا دیکھتی ہوں کہ وہ بلانے والے کا جواب نہیں دیتا' میں نے دروازے کو بند کر دیا اور باہر چلی گئی' اور ولی عہد کو یہ بات بتائی' اور امراء اور حکومت کے سرکردہ لوگ اس سے اس کے باپ کی تعزیت کرنے اور اسے خلافت کی مبارک باد دینے آئے اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی۔

المقتدی بامر اللہ کے مختصر حالات:

امیر المومنین المقتدی باللہ ابو عبداللہ بن الذخیرہ امیر ولی عہد ابوالعباس احمد' ابن امیر المومنین القائم بامر اللہ بن القادر باللہ عباسی' اس کی ماں ام ولد تھی' جس کا نام ارجوان ارمنیہ تھا' اس نے اپنے بیٹے کی خلافت اور اس کے بیٹے المستظہر کی خلافت اور اس کے بیٹے المسترشد کی خلافت کا زمانہ پایا۔ اور المقتدی سفید رنگ شیریں شمائل تھا' اس کے زمانے میں بغداد کے بہت سے محلے آباد ہوئے اور اس نے بغداد سے گلوکار عورتوں اور کھیل کود اور گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کو نکال دیا۔ اور وہ لوگوں کے حریم کے بارے میں غیرت رکھتا تھا۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا تھا' اور اچھی سیرت والا تھا۔ اس نے اس سال ۱۴ ارمحرم کو جمعہ کے روز وفات پائی اور اس کی عمر ۳۸ سال ۸ ماہ ۹ دن تھی' اور اس کی خلافت ۱۹ سال ۷ ماہ ۲۸ دن تھی اور اس کی موت کو تین دن پوشیدہ رکھا گیا' حتیٰ کہ اس کے بیٹے المستظہر کی بیعت مضبوط ہوگئی' پھر اس کا جنازہ پڑھا گیا' اور ان کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ واللہ اعلم

المستظہر باللہ ابوالعباس کی خلافت:

جب جمعہ کے روز اس کے باپ کی وفات ہوئی تو انہوں نے اسے بلایا' اس وقت اس کی عمر سولہ سال دو ماہ تھی' پس اس

کی بیعت خلافت ہوئی اور سب سے پہلے وزیر ابومنصور ابن جہیر نے اس کی بیعت کی‘ پھر ملک رکن الدولہ برکیارق بن ملک شاہ سے اس کی بیعت لی گئی۔ پھر بقیہ امراء اور رؤساء سے بیعت لی گئی اور بیعت مکمل ہوئی‘ اسے تین دن تک لیا جاتا رہا۔ پھر ۱۸؍ محرم کو منگل کے روز تابوت نکالا گیا اور اس کے بیٹے نے جو خلیفہ تھا اس کا جنازہ پڑھایا اور لوگ حاضر ہوئے اور سلطان حاضر نہ ہوا‘ اور اس کے اکثر اُمراء حاضر ہوئے اور امام غزالی الشاشی اور ابن عقیل بھی حاضر ہوئے اور اسی روز اس کی بیعت کی اور المستظہر خوش اخلاق‘ حافظ قرآن‘ فصیح بلیغ‘ اور زبردست شاعر تھا۔ اس کے اشعار میں سے یہ لطیف اشعار بھی ہیں ۔

''سوزشِ عشق کی گرمی نے اس چیز کو پگھلا دیا ہے جو جم گئی تھی‘ یہ اس روز کی بات ہے جب میں نے رسم الوداع کے لیے ہاتھ پھیلایا تھا اور میں صبر کے راستے پر کیسے چلوں اور میں نے عشاق کے کپڑوں کو پھٹے ہوئے دیکھا ہے‘ اس ماہ شب چہار دہم نے جس کا میں فریفتہ ہوں‘ ایک مدت تک وعدے پورے کرنے کے بعد وعدہ خلافی کی ہے‘ اگر اس کے بعد میں اپنے دل میں عہد محبت کو توڑوں تو میں کبھی اسے نہ دیکھوں گا''۔

اور المستظہر نے امور خلافت کو اپنے وزیر ابومنصور عمید الدولہ بن جہیر کے سپرد کر دیا اور اس نے اس کا بہت اچھا انتظام کیا اور انہیں خوب ہموار کیا اور رعایا کا انتظام کیا اور وہ اچھے وزراء میں سے تھا‘ اور ۱۳؍ شعبان کو خلیفہ نے ابوبکر الشاشی کو قضا سے معزول کر دیا اور اسے ابوالحسن ابن الدامغانی کے سپرد کر دیا۔

اور اس سال روافض اور اہل سنت کے درمیان جنگ ہوئی اور بہت سے محلے جلا دیئے گئے‘ اور بہت سے لوگ مارے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اور سلاطین کے اختلاف کی وجہ سے کسی نے حج نہ کیا اور ۱۴؍ محرم جمعہ کے روز سلطان برکیارق رکن الدولہ کا خطبہ ہوا‘ اور یہی دن خلیفہ المقتدی باللہ کی اپنے حکم پر مہر لگانے کے بعد فوتیدگی کا ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اقسنقر الاتابک:

ملقب بہ قسیم الدولہ سلجوقی‘ جو حاجب کے نام سے مشہور ہے‘ اور دیار بکر اور حلب کا حکمران ہے۔ اور یہ ملک نورالدین بن زنگی بن اقسنقر کا دادا ہے‘ یہ پہلے سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان سلجوقی کے اخص اصحاب میں سے تھا‘ پھر اس کے ہاں اس کا مرتبہ بڑھ گیا‘ حتیٰ کہ اس نے وزیر نظام الملک کے مشورہ سے اسے حلب اور اس کے مضافات دے دیئے۔ اور یہ سیرت اور نیت کے لحاظ سے اچھے بادشاہوں میں سے تھا‘ اور اس کی رعیت امن وعدل اور ارزانی کی حالت میں رہتی تھی‘ پھر حاکم دمشق‘ سلطان تاج الدولہ تتش کے ہاتھوں اس کی موت ہوئی‘ اور یہ واقعہ یوں ہے کہ اس نے اس سے اور حران الرہا کے حکمران سے اپنے بھتیجے برکیارق بن ملک شاہ کے خلاف مدد مانگی تو یہ اس کے پاس سے بھاگ گئے‘ اور اسے چھوڑ گئے‘ پس یہ دمشق کی طرف بھاگ گئے پس جب اسے طاقت حاصل ہوگئی اور وہ دونوں واپس آ گئے تو اس نے دونوں کے ساتھ باب حلب پر جنگ کی اور دونوں کو

قتل کر دیا' اور حلب کے سوا ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور وہ اقسنقر زنگی کے بیٹے کے پاس رہا۔ یہ واقعہ ۵۳۲ھ کا ہے' جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل آئے گی اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ یہ اور الرھا کا حاکم بوزان ملک شاہ کے غلام تھے' پس جب تتش نے حلب پر قبضہ کیا تو اس نے اسے وہاں نائب مقرر کیا تو اس نے اس کی نافرمانی کی تو اس نے اس کا قصد کیا' اور اس نے دمشق پر قبضہ کر لیا تھا' پس اس نے اس سے جنگ کی اور اس سال کے جمادی الاوّل میں اسے قتل کر دیا' اور جب یہ قتل ہوا تو اس کے بیٹے عمادالدین زنگی نے اسے دفن کیا' جو نورالدین کا باپ تھا' اور اس کی قبر حلب میں ہے' اس کا بیٹا اسے حلب میں صور کے اوپر سے لایا اور وہاں اسے دفن کیا۔

امیر الجیوش بدر الجمالی:

مصری افواج کا سردار اور فاطمی حکومتوں کا منتظم' یہ عقلمند' کریم اور علماء کا محبّ تھا' اور ان کے وظیفے مقرر کیے تھے' اس نے مستنصر کے زمانے میں بڑی قوت حاصل کی اور اس کی آراء کے مطابق امور طے ہوتے تھے' اور اس نے بہت سے شہروں کو فتح کیا اور اس کا زمانہ لمبا ہو گیا' اور اس کی شہرت دُور دُور پھیل گئی اور شعراء نے اس کی مدح کی' پھر اس سال کے ذوالقعدہ میں اس کی وفات ہوگئی' اور اس کے بعد اس کا بیٹا افضل حکمران بنا۔

خلیفہ المقتدی:

اس کے مختصر حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

خلیفہ المستنصر فاطمی:

ابوتمیم معد بن ابی الحسن علی بن الحاکم' اس کا زمانہ ساٹھ سال رہا۔ اور اس سے قبل اور اس کے بعد کسی خلیفہ نے اس قدر زمانہ نہیں پایا اور اس نے اپنے بیٹے نزار کو ولی عہد مقرر کیا تھا' پس افضل بن بدر الجمالی نے اپنے باپ کی موت کے بعد اسے خلعت دیا اور لوگوں کو حکم دیا اور انہوں نے اس کے بھائی احمد بن المستنصر کی بیعت کر لی اور اسے المستعلی کا لقب دیا' پس نزار اسکندریہ کی طرف بھاگ گیا اور لوگوں نے اس پر اتفاق کر کے اس کی بیعت کر لی اور قاضی اسکندریہ جلال الدولہ بن عمار نے اس کی حکومت کو سنبھالا۔ تو افضل نے اس کا قصد کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا اور نزار نے ان سے جنگ کی اور افضل نے انہیں شکست دی اور قاضی کو قید کر لیا اور قاضی کو قتل کر دیا اور نزار کو دو دیواروں کے درمیان قید کر دیا۔ حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ المستعلی کی خلافت قائم ہوگئی اور اس کی عمر ۲۱ سال تھی۔

محمد بن ابی ہاشم:

امیر مکہ' آپ کی وفات اس سال ۹۰ برس سے اوپر عمر میں ہوئی۔

محمود بن سلطان ملک شاہ:

اس کی ماں نے اسے بادشاہ مقرر کیا' اور اس کی وجہ سے اموال خرچ کیے' پس برکیارق نے اس سے جنگ کی اور اسے

شکست دی اور یہ اپنے شہر اصبہان ہی کا ہو رہا اور اس سال وہیں فوت ہوا اور اسے بغداد لا کر قبرستان نظامیہ میں دفن کیا گیا' یہ بڑا خوبصورت تھا اس نے اسی سال شوال میں وفات پائی اور اس کی ماں خاتون ترکیان شاہ نے رمضان میں وفات پائی' تو اس کا نظام ڈھیلا پڑ گیا اور اس نے افواج کو اس پر متفق کیا اور امورِ مملکت کی زمام اس کے سپرد کی' اور دس ہزار ترکی غلاموں کی مالک ہو گئی' اور اس نے اس بارے میں تقریباً تین کروڑ دینار خرچ کیے' پس نظام ڈھیلا پڑ گیا اور کوئی فائدہ نہ ہوا۔

واقعات ۔۔۔۔ ۴۸۸ھ

اس سال یوسف بن ابق ترکمانی' حاکم دمشق تتش کی جانب سے بغداد میں اس کی دعوت قائم کرنے کے لیے بغداد آیا اور تتش اپنے بھتیجے سے جنگ کرنے کے لیے رَی کی جانب گیا' پس جب اس کا ایلچی بغداد میں داخل ہوا تو وہ اس سے ڈر گئے' اور خلیفہ نے اسے بلایا اور اسے قریب کیا اور اس نے خلیفہ کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اور اہل بغداد نے اس کی تیاری کی اور ڈر گئے' کہ وہ انہیں لوٹ نہ لے' اسی اثنا میں اس کے پاس اس کے بھتیجے کا ایلچی آیا اور اس نے اسے بتایا کہ تتش معرکہ کے آغاز میں ہی قتل ہونے والوں کے ساتھ قتل ہو گیا ہے۔ اور اس کی وفات اس سال ۱۷ صفر کو ہوئی اور برکیارق کی حکومت مضبوط ہو گئی' اور وہ امور میں با اختیار ہو گیا اور دقاق بن تتش اس وقت اپنے باپ کے ساتھ تھا' جب وہ قتل ہوا۔ پس اس نے دمشق کی طرف جا کر اس پر قبضہ کر لیا۔ اور امیر ساوتکین اس پر اس کے باپ کا نائب تھا' اور اس نے ابوالقاسم خوارزمی کو وزیر بنایا اور عبداللہ بن تتش نے حلب شہر پر قبضہ کر لیا اور جناح الدولہ ابن اتکین اور رضوان بن تتش حاکم شہر حماہ نے اس کی مملکت کے امور کا انتظام کیا اور وہاں بنورضوان اسی کی طرف منسوب ہوتے تھے۔

اور اس سال ۱۹ ربیع الاوّل جمعہ کے روز ولی عہد ابوالمنصور الفضل بن المستظہر کا خطبہ دیا گیا اور اس نے ذخیرۃ الدین کا لقب اختیار کیا اور ربیع الآخر میں وزیر ابن جہیر نے جا کر الحریم کی فصیل کی حد بندی کی اور عوام کے کام کرنے اور خوشی منانے کی اجازت دی' اور انہوں نے بہت سے برے کام اور بے عقلی کی باتیں کیں' تو ابن عقیل نے اس کے پاس رقعہ بھیجا' جس میں سخت کلامی اور بڑے اعتراضات تھے' اور رمضان میں سلطان برکیارق باہر گیا اور اس پر حملہ ہوا اور اس نے علاج کیا مگر اس پر قابو نہ پا سکا اور اسے پکڑ کر سزا دی گئی' اور دوسروں کو باقی رکھا اور وہ باقی نہ رہے اور تینوں قتل ہو گئے' اور خلیفہ کی جہت سے خصی اسے سلامتی کی مبارکباد دینے آیا۔ اور اس سال ذوالقعدہ میں ابوحامد امام غزالی بغداد سے نظامیہ کی تدریس چھوڑ کر اور تارک الدنیا ہو کر اور نرم لباس کے بعد کھر درا لباس پہن کر بیت المقدس کی طرف گئے' اور آپ کے بھائی نے تدریس میں آپ کی نیابت کی' پھر اگلے سال اس نے حج کرایا' پھر اپنے شہر کو واپس آ گئے اور اس دوران میں آپ نے کتاب الاحیاء تصنیف کی' اور بہت سے لوگ ہر روز خانقاہ میں آپ کے پاس آتے تھے آپ سے سماع کرتے تھے' اور عرفہ کے روز قاضی ابوالفرج عبدالرحمٰن بن ہبۃ اللہ البستی کو خلعت اور شرف القضاۃ کا لقب دیا گیا اور الحریم وغیرہ کی قضا دوبارہ آپ کے سپرد کر دی گئی۔

اور اس سال اہل کرخ میں سے رافضہ اور اہل سنت نے بقیہ محلوں کے ساتھ صلح کی اور ایک دوسرے کی ملاقات کی اور

ایک دوسرے سے کھانا کھایا اور یہ ایک عجیب بات ہے۔

اور اس سال حاکم سمرقند احمد بن خاقان کو قتل کر دیا گیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے خلاف زندقت کی گواہی دی گئی' پس اس کا گلا گھونٹ دیا گیا اور اس کی جگہ اس کا عمزاد مسعود حاکم مقرر ہوا۔ اور اس سال ترک افریقہ میں داخل ہو گئے اور یحییٰ بن تمیم بن المعز بن بادیس سے عہد شکنی کی اور اسے گرفتار کر لیا' اور اس کے شہروں پر قبضہ کر لیا' اور اس کے اور ان کے درمیان جو شدید جنگیں ہوئیں ان میں انہوں نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور ان کا لیڈر شاہ ملک نام ایک شخص تھا جو شرف کے کسی امیر کا لڑکا تھا' وہ مصر آیا اور وہاں خدمت کی پھر مغرب کی طرف بھاگ گیا اور اس کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی' تو جو کچھ بیان ہوا اس نے کیا۔ اور اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہ کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الحسن بن احمد بن خیرون:

ابوالفضل جو ابن الباقلانی کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے بہت سماع کیا اور خطیب نے آپ کی طرف سے لکھا اور آپ کو اچھی معرفت حاصل تھی' اور آپ ثقات میں سے تھے' اور الدامغانی نے آپ کو قبول کیا' پھر آپ اس کے سیکرٹری بن گئے' پھر آپ نے غلہ جات کی نگرانی سنبھال لی اور رجب میں ۸۲ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

تتش ابوالمظفر:

تاج الدولہ بن الپ ارسلان' دمشق وغیرہ بلاد کا حکمران اس نے اپنے بھتیجے برکیارق بن ملک شاہ پر ایک عورت سے نکاح کیا لیکن قدرتِ الٰہی سے وہ مر گئی اور متنبی نے کہا ہے:

اور تیری بلندی میں اللہ کا راز پایا جاتا ہے اور دشمنوں کا کلام ایک قسم کی بکواس ہے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے یہ مشرقی ممالک کا حکمران تھا اور اتسز نے حاکم مصر کی جانب سے اس سے امیر الجیوش کے ساتھ جنگ کرنے میں مدد مانگی' اور جب یہ اس کی مدد کے لیے دمشق آیا تو اتسز کے مقابلہ میں نکلا تو اس نے اس کے گرفتار کرنے اور قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ دمشق اور اس کے مضافات پر ۴۷۱ھ میں قابض ہو گیا' پھر اتسز نے جنگ کی اور اسے قتل کر دیا' پھر اس نے اور اس کے بھائی برکیارق نے رَی کے علاقے میں جنگ کی تو اس کے بھائی نے اسے شکست دی اور خود وہ میدانِ کارزار میں قتل ہو گیا اور اس کے بیٹے رضوان نے حلب پر قبضہ کر لیا۔ اور بنو رضوان اسی کی طرف منسوب ہوتے ہیں' اور ۵۵۷ھ تک اس کی بادشاہی حلب پر قائم رہی' اس کی ماں نے اسے انگور میں زہر دیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا تاج الملک بوری چار سال حکمران رہا' پھر اس کا دوسرا بیٹا شمس الملک اسماعیل تین سال حکمران رہا' پھر اس کی ماں نے اسے بھی قتل کر دیا اور وہ جارلی کی بیٹی زمرد خاتون تھی اور اس نے اپنے بھائی شہاب الدولہ محمود بن بوری کو تخت پر بٹھایا' وہ چار سال بادشاہ رہا' پھر اس کا بھائی محمد بن بوری طغرکین ایک سال بادشاہ رہا' پھر مجیر الدین ابق ۵۳۴ھ سے بادشاہ بن گیا' یہاں تک کہ نور الدین محمود زنگی

نے اس سے حکومت چھین لی' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' اور وہ اتق معین الدین کے زمانے میں فوجوں کا جنرل تھا اور معین الدین کی طرف سے غور میں المعینیہ اور دمشق میں مدرسہ معینیہ منسوب ہوتا ہے۔

رزق اللہ بن عبدالوہاب:

ابن عبدالعزیز ابومحمد تمیمی' آپ امام احمد کے مذہب کے ائمہ قراء اور فقہاء اور ائمہ حدیث میں سے تھے' اور آپ کی ایک مجلس وعظ بھی تھی' اور جامع منصور میں فتویٰ کا ایک حلقہ بھی تھا' پھر جامع القصر میں آپ کا ایک حلقہ رہا' آپ خوبرو اور عوام کے محبوب تھے' اور آپ کے اچھے اشعار بھی ہیں' اور آپ بہت عبادت گزار' فصیح البیان اور اچھے مناظر تھے' اور آپ نے اپنے آباء سے ایک حدیث مسلسل بحوالہ حضرت علی بن ابی طالب روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

کہ ''علم عمل کی آواز دیتا ہے اگر اس کی بات مان لی جائے تو فبہا' ورنہ وہ چلتا بنتا ہے''۔

اور آپ کو خلیفہ کے ہاں وجاہت حاصل تھی اور اہم پیغامات میں سلطان کے پاس جاتے تھے۔ اور آپ نے اس سال ۱۵ / جمادی الاولیٰ کو منگل کے روز ۸۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور خلیفہ کی اجازت سے باب المراتب میں اپنے گھر میں دفن ہوئے اور آپ کے بیٹے ابوالفضل نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔

ابو یوسف قزوینی:

عبدالسلام بن محمد بن یوسف بن بندار الشیخ' شیخ المعتزلہ' آپ نے عبدالجبار احمد ہمدانی کو سنایا اور مصر کی طرف سفر کیا اور وہاں ۴۰ سال قیام کیا اور بہت سی کتابیں حاصل کیں اور سات سو جلدوں پر تفسیر تصنیف کی۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس میں عجیب چیزیں جمع کر دی ہیں' اور قول الٰہی ﴿ واتبعوا ما تتلوا الشیطین علی ملک سلیمان ﴾ پر پوری ایک جلد میں گفتگو کی ہے' اور ابن عقیل نے بیان کیا ہے کہ آپ کبھی علم سے اور کبھی شعر سے طویل زبان ہو جاتے تھے' اور آپ نے ابوعمر بن مہدی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا ہے' آپ نے بغداد میں ۹۶ سال کی عمر میں وفات پائی اور صرف آخری عمر میں نکاح کیا۔

وزیر ابوشجاع:

محمد بن الحسین بن عبداللہ بن ابراہیم' ابوشجاع' ملقب بہ ظہیرالدین' آپ اصلاً الروزاوری تھے اور مولداً اہوازی تھے' اور اچھے وزراء میں سے تھے اور علماء اور فقہاء کے ساتھ بہت حسن سلوک کرنے والے اور صدقہ دینے والے تھے' آپ نے شیخ ابواسحاق شیرازی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا اور کتابیں تصنیف کیں' جن میں آپ کی وہ کتاب بھی ہے جسے آپ نے تجارب الامم کے آخر میں لکھا ہے' آپ خلیفہ المقتدی کے وزیر بنے' اور آپ چھ لاکھ دینار کے مالک تھے' پس آپ نے انہیں اچھے کاموں اور صدقات میں خرچ کر دیا اور اچھے وقف کیے اور مزار بنائے اور بیوگان اور یتیموں کو بہت کچھ دیا' ایک شخص نے آپ سے کہا ہمارے پہلو میں ایک بیوہ رہتی ہے جس کے چار بچے ہیں جو برہنہ اور بھوکے ہیں' تو آپ نے اپنے ایک خاص آدمی کے ذریعے ان کی طرف خرچ' لباس اور کھانا بھیجا اور سخت سردی میں آپ نے اپنے کپڑے اتارے اور کہا خدا کی قسم میں انہیں

اس وقت تک نہیں پہنوں گا' جب تک تو ان کی اطلاع میرے پاس نہ لائے' پس وہ شخص اس چیز کو جو آپ نے ان کی طرف بھیجی تھی جلدی سے لے کر گیا' واپس آ کر اس نے آپ کو بتایا کہ وہ اس سے خوش ہوئے ہیں اور انہوں نے وزیر کو دعا دی ہے۔ تو آپ اس سے خوش ہو گئے اور اپنے کپڑے پہن لیے' اور ایک دفعہ آپ کے پاس میٹھی پوڑیاں لائی گئیں اور جب وہ آپ کے آگے رکھی گئیں تو جو لوگ ان کی طاقت نہ رکھتے تھے وہ بد مزہ ہو گئے' تو آپ نے سب پوڑیاں مساجد کی طرف بھجوا دیں اور وہ بہت زیادہ تھیں اور انہیں فقراء اور اندھوں کو کھلا دیا۔ اور آپ کچہری میں اس وقت بیٹھتے تھے جب فقہاء آپ کے پاس ہوتے تھے' اور جب کوئی مشکل امر آ جاتا' تو آپ ان کے فتویٰ کے مطابق فیصلہ کرتے' اور آپ لوگوں کے ساتھ بہت تواضع سے پیش آتے تھے' خواص کے ساتھ بھی اور عوام کے ساتھ بھی' پھر آپ وزارت سے معزول ہو گئے اور حج کو چلے گئے' اور مدینہ کی ہمسائیگی اختیار کر لی' پھر بیمار ہو گئے' اور جب آپ کا مرض بڑھ گیا تو آپ نے حجرۂ نبویہ کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (اگر وہ' جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا' آپ کے پاس آتے اور اللہ سے بخشش طلب کرتے اور رسول بھی ان کے لیے بخشش طلب کرتا تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا پاتے) اور اب میں آپ کے پاس آیا ہوں اور اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتا ہوں اور قیامت کے روز آپ کی شفاعت کی امید رکھتا ہوں' پھر آپ اسی روز فوت ہو گئے' اور البقیع میں دفن ہوئے۔

قاضی ابوبکر الشاشی:

محمد بن المظفر بن بکران الحموی ابوبکر الشاشی' آپ ۴۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے شہر سے فقہ سیکھی' پھر ۴۱۷ھ میں حج کیا اور بغداد آئے اور ابوالطیب طبری سے فقہ سیکھی اور وہیں سے حدیث کا سماع کیا اور الدامغانی کے پاس شہادت دی' تو آپ نے اسے قبول کیا' اور آپ ۵۵ سال اپنی مسجد میں گوشہ نشین رہے۔ اور آپ لوگوں کو پڑھاتے رہے اور سمجھاتے تھے' اور جب الدامغانی فوت ہو گئے' تو وزیر ابوشجاع نے اسے آپ کے متعلق مشورہ دیا تو خلیفہ المقتدی نے قضا کا کام آپ کے سپرد کر دیا اور آپ بڑے عفیف اور پاکدامن لوگوں میں سے تھے' آپ نے سلطان کا عطیہ اور کسی کا ہدیہ قبول نہیں کیا اور نہ اپنے کھانے اور لباس کو تبدیل کیا اور نہ قضاء کی اجرت لی اور نہ کسی کو نائب مقرر کیا۔ بلکہ آپ خود قضا کا کام کرتے تھے اور نہ مخلوق سے محبت کی' اور جب دلیل نہ ہوتی اور تہمت کے قرائن آپ کے ہاں قائم ہو جاتے تو آپ بعض منکرین کو مارا کرتے' حتیٰ کہ وہ اعتراف کر لیتے' اور آپ بیان کرتے تھے کہ حضرت امام شافعیؒ کے کلام میں اس پر دلالت کرنے والی چیز موجود ہے اور آپ نے اس بارے میں ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے اور آپ جو قرائن سے فیصلے کیا کرتے تھے اس میں ابن عقیل نے بھی آپ کی مدد کی ہے اور قول الٰہی ﴿ ان کان قمیصه قد من قبل ﴾ سے آپ کے لیے استشہاد پیش کیا ہے' اور کبار فقہاء اور مناظرین میں سے ایک شخص نے جسے المشطب بن احمد بن اسامہ الفرغانی کہا جاتا تھا' آپ کے پاس گواہی دی تو آپ نے اسے قبول نہ کیا' کیونکہ آپ نے اسے ریشم اور سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا' مدعی نے آپ سے کہا' سلطان اور اس کا وزیر نظام الملک بھی ریشم اور سونا پہنتے ہیں' قاضی الشاشی نے کہا خدا کی قسم اگر وہ میرے پاس سبزی کے مٹھے پر گواہی دیں تو میں ان دونوں کی بات کو قبول نہ کروں اور ان کی

شہادت کو رد کر دوں' اور ایک دفعہ آپ کے مذہب کے ایک فاضل فقیہ نے آپ کے پاس گواہی دی تو آپ نے اسے قبول نہ کیا' تو اس نے کہا آپ کس وجہ سے میری شہادت کو رد کرتے ہیں' جبکہ وہ آپ کے سوا تمام حکام کے ہاں جائز ہے' آپ نے اسے کہا' میں تیری شہادت کو قبول نہیں کروں گا' میں نے تجھے حمام میں برہنہ شرمگاہ کو چھپائے بغیر غسل کرتے دیکھا ہے' میں تیری گواہی قبول نہیں کروں گا۔ آپ نے اس سال ۱۰ رشعبان کو منگل کے روز ۸۸ سال کی عمر میں وفات پائی' اور ابن شریح کے نزدیک دفن ہوئے۔

ابوعبداللہ الحمیدی:

محمد بن ابی نصر فتوح بن عبداللہ بن حمید اندلسی' آپ برقہ جزیرہ سے تعلق رکھتے تھے' جو اندلس کے نزدیک ہے' آپ بغداد آئے اور وہاں حدیث کا سماع کیا' اور آپ بڑے حافظ' ماہر ادیب اور عفیف و پاکدامن تھے' اور آپ الجمع بین الصحیحین کے مؤلف ہیں اور اس کے علاوہ بھی آپ کی تصنیفات ہیں' اور آپ نے ابن حزم اور خطیب کی تصانیف کو بھی لکھا ہے۔ آپ ۱۷ رذوالحجہ کو منگل کے روز فوت ہوئے' اور آپ کی عمر نوے سال سے متجاوز تھی اور بغداد میں آپ کی قبر حضرت بشر حانی کے قریب ہے۔

ہبۃ اللہ بن شیخ ابوالوفا بن عقیل:

آپ نے قرآن حفظ کیا اور فقہ سیکھی' اور آپ سے نجابت ظاہر ہوئی' پھر آپ بیمار ہو گئے' تو آپ کے باپ نے آپ پر بہت مال خرچ کیا اور کچھ فائدہ نہ ہوا' ایک روز آپ کے بیٹے نے آپ سے کہا' اے میرے باپ! آپ نے بہت دوائیں اور دعائیں کی ہیں اور اللہ کو میرے بارے میں اختیار ہے' پس آپ مجھے اور اللہ کو' جسے میرے بارے میں اختیار ہے' چھوڑ دیں' آپ کے باپ نے کہا مجھے معلوم ہو گیا کہ اس نے اس گفتگو کی آپ کو اس لیے توفیق دی ہے کہ آپ کو اس کے ہاں مرتبہ کا اختیار دیا گیا ہے۔

واقعات — ۴۸۹ھ

ابن جوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے کہ اس سال جاہل منجمین نے فیصلہ دیا کہ عنقریب اس سال طوفانِ نوح کی مانند طوفان آئے گا اور لوگوں کے درمیان یہ بات مشہور ہو گئی' اور وہ خوفزدہ ہو گئے' سو خلیفہ المستظہر نے ابن عشبون منجم کو بلایا اور اس سے اس بات کے متعلق دریافت کیا' اس نے کہا طوفانِ نوح اس وقت آیا تھا' جب برج حوت میں سات طوالع جمع ہو گئے تھے' اور اب اس میں چھ جمع ہوئے ہیں اور زحل ان کے ساتھ شامل نہیں ہوا' پس ایک شہر میں طوفان کا آنا ضروری ہے' اور زیادہ خیال یہ ہے کہ وہ بغداد ہے' پس خلیفہ نے اپنے وزیر کو سیلاب کی گزرگاہوں اور ان مقامات کی اصلاح کا حکم دیا' جن سے پانی چھوٹنے کا خوف تھا' اور لوگ انتظار کرنے لگے اور اطلاع آ گئی کہ حجاج وادی المناقب میں ایک کھجور کے درخت کی دوری پر ہوں گے کہ ان کے پاس عظیم سیلاب آ گیا اور ان میں سے صرف وہ شخص بچا جو پہاڑوں کی چوٹیوں سے چمٹ گیا اور پانی اونٹوں' آدمیوں اور گھروں کو بہا لے گیا' پس خلیفہ نے اس بات پر اس منجم کو خلعت دیا۔

اور اس سال امیر قوام الدولہ ابوسعید کربوق نے موصل شہر پر قبضہ کرلیا۔ اور شرف الدولہ محمد بن مسلم بن قریش کو قتل کر دیا' اور لوماہ کے محاصرہ کے بعد اسے غرق کر دیا۔

اور اس سال تمیم بن المعز الغزلی نے قابس شہر پر قبضہ کر لیا اور اس سے اپنے بھائی عمر کو نکال دیا اور سوسہ کے خطیب نے اس بارے میں اشعار کہے ہیں۔

''زمانہ مسکرایا ہے اور وہ ترش رو تھا' کیونکہ تو نے اپنی تلوار کی دھار سے قابس کو فتح کیا ہے اور تو کنواری کے پاس آیا' اور تو نے اسے نیزوں' تلواروں اور سواروں کے سوا کوئی مہر نہیں دیا' اللہ جانتا ہے کہ تو نے اس کے پھل نہیں چنے مگر تیرا باپ اس سے پہلے پودے لگانے والا تھا' اور جو نیلگوں نیزوں میں منگنی کرنے والا ہو' شہروں کی چوٹیاں اس کے لیے دلہنیں ہوتی ہیں''۔

اور اسی سال صفر میں شیخ ابوعبداللہ طبری نے نظامیہ میں درس دیا' آپ کو فخر الملک بن نظام الملک وزیر برکیارق نے اس کا افسر مقرر کیا تھا' اور اس سال خفاجہ نے بلاد سیف الدولہ' صدقہ بن مزید بن منصور بن دبیس پر غارت گری کی' اور انہوں نے الحائر میں مزار حسین کا قصد کیا اور اس میں بری باتیں اور فساد کیا' تو امیر صدقہ مذکور نے اس میں ان پر حملہ کیا اور قبر کے پاس ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا' اور عجیب بات یہ ہے کہ ان میں سے ایک شخص نے اپنے آپ کو اور اپنے گھوڑے کو فصیل کے اوپر سے گرا دیا اور وہ بھی اور اس کا گھوڑا بھی بچ گیا اور امیر خمار تکین الحسانی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

عبداللہ بن ابراہیم بن عبداللہ:

ابوحکیم الخیری کا بھائی۔ خیر ایران کا ایک شہر ہے۔ آپ نے حدیث کا سماع کیا اور شیخ ابواسحاق شیرازی سے فقہ سیکھی' اور آپ کو ادب' لغت اور فرائض کی معرفت حاصل تھی' اور آپ کی تصانیف بھی ہیں' اور آپ پسندیدہ مذہب تھے اور اجرت پر مصاحف لکھا کرتے تھے' ایک روز آپ لکھ رہے تھے کہ آپ نے قلم رکھ کر ٹیک لگائی اور کہنے لگے خدا کی قسم اگر یہ موت ہے تو وہ بہت اچھی ہے۔ پھر مر گئے۔

عبدالمحسن بن احمد الشیخی:

تاجر' آپ ابن شہدائے مکہ کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے حدیث کا بہت سماع کیا اور سفر کیا اور خطیب سے بہت کچھ بیان کیا' اس وقت وہ صور میں تھے' اور وہی آپ کو عراق لائے تھے' اسی لیے خطیب نے تاریخ بغداد آپ کی طرف تحفہ بھیجی' جو آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی' اور آپ نے اپنی تصانیف میں آپ سے روایت کی ہے۔ اور آپ اسے عبداللہ کا نام دیتے تھے اور آپ ثقہ تھے۔

عبدالملک بن ابراہیم:

ابن احمد ابوالفضل، ہمدانی کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے ماوردی سے فقہ سیکھی اور علوم شرعیہ اور حساب وغیرہ میں آپ کو کمال حاصل تھا' اور آپ ابوعبید کی غریب الحدیث اور ابن فارس کی المجمل کو حفظ کرتے تھے' اور آپ عفیف اور زاہد تھے' المقتدی نے آپ کو قاضی القضاۃ بنانے کے لیے طلب کیا تو آپ نے سخت انکار کیا اور اس کے پاس عجز اور عمر رسیدہ ہونے کا عذر کیا' اور آپ دانش مند اور نرم طبیعت آدمی تھے' اور فرمایا کرتے تھے کہ میرا باپ جب مجھے تادیب کرنا چاہتا' تو اپنے ہاتھ میں عصا پکڑتا' پھر کہتا میں نے اللہ کے حکم کے مطابق اپنے بیٹے کو تادیب کے لیے مارنے کی نیت کی ہے۔ پھر وہ مجھے مارتا' آپ کا بیان ہے اور جب وہ نیت کرتا اور نیت کی تکمیل کرتا تو میں بھاگ جاتا۔ آپ نے اس سال رجب میں وفات پائی اور ابن شریح کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔

محمد بن احمد بن عبدالباقی بن منصور:

ابوبکر البرقان' آپ ابن الخاضبۃ کے نام سے مشہور ہیں' اور آپ افادہ کرنے' اچھی قراءت کرنے اور خوبصورت تحریر لکھنے اور صحیح نقل کرنے میں مشہور تھے' آپ نے علم القراءت اور حدیث کے درمیان تطبیق دی اور زیادہ خطیب اور المخلصی کے اصحاب سے بیان کیا' آپ کا بیان ہے' جب بغداد غرق ہوا تو میرا گھر اور میری کتابیں بھی غرق ہوگئیں اور میرے پاس کوئی چیز باقی نہ رہی' پس مجھے لکھنے کی احتیاج ہوئی' تو میں نے اس سال سات بار صحیح مسلم کو لکھا' اور میں سوگیا تو ایک شب میں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے ابن الخاضبہ کہاں ہے؟ میں آیا تو مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا' اور جب میں اس میں داخل ہوا تو میں اپنی گدی کے بل لیٹ گیا اور میں نے اپنی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی اور میں نے کہا میں نے لکھنے سے راحت پائی ہے' پھر میں بیدار ہوا تو قلم میرے ہاتھ میں تھا' اور تحریر میرے آگے پڑی تھی۔

ابوالمظفر السمعانی:

منصور بن عبداللہ بن عبدالجبار بن احمد بن محمد' ابوالمظفر السمعانی' حافظ' آپ مرو کے باشندے تھے' آپ نے پہلے حضرت امام ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق اپنے باپ سے فقہ سیکھی' پھر امام شافعی کا مذہب اختیار کیا' اور ابواسحاق اور الصباغ سے علم سیکھا' اور آپ کو فنون کثیرہ میں کمال حاصل تھا' اور آپ نے تفسیر اور حدیث کے بارے میں کتاب الانتصار اور فقہ کے متعلق البرہان والقواطع اور الاصطلام وغیرہ تصنیف کیں' نیشاپور شہر میں وعظ کیا' اور آپ کہا کرتے تھے' میں نے جو حفظ کیا ہے' اسے بھول گیا ہوں' اور آپ سے اخبار الصفات کے متعلق دریافت کیا گیا' تو آپ نے فرمایا تم پر دین الحجائز اور لکھنے کا شوق لازم ہے' اور آپ سے استواء کے متعلق پوچھا گیا' تو آپ نے کہا۔

''تم میرے پاس آئے ہو تاکہ سعدیٰ کا راز معلوم کرو' تم مجھے سعدیٰ کے راز کے بارے میں بخیل پاؤ گے' بلاشبہ سعدیٰ' تمنا کرنے والے کی موت ہے' جو عفت اور خوبصورت چہرے کی جامع ہے''۔

آپ نے اس سال ربیع الاوّل میں وفات پائی اور مرو کے قبرستان میں دفن ہوئے' اللہ تعالیٰ آپ پر اور ہم پر رحم فرمائے۔ آمین

واقعات ــــ ۴۹۰ھ

اس سال خوارزمی حکومت کا آغاز ہوا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ اس سال سلطان برکیارق نے اپنے چچا ارسلان ارغون بن الپ ارسلان کے قتل کے بعد بلادِ خراسان پر قبضہ کرلیا' اور انہوں نے اپنے بھائی' جو ملک سنجر کے نام سے مشہور ہے' کے سپرد کر دیا' اور امیر قماج کو اس کا اتالیق مقرر کیا اور ابوالفتح علی بن حسین الطغرائی اس کا وزیر تھا' اور اس نے امیر حبشی بن البرشاق کو خراسان کا عامل مقرر کیا اور خوارزم شہر کا والی شابا کو مقرر کیا جسے محمد بن انوشتکین کہا جاتا تھا' اور اس کا باپ امرائے سلاجقہ میں سے تھا' اور اس نے ادب' فضیلت اور حسن سیرت میں پرورش پائی اور جب اسے خوارزم شہر کا والی مقرر کیا گیا تو اس نے خوارزم شاہ کا لقب رکھا اور یہ ان کا پہلا بادشاہ تھا۔ پس اس نے اچھی سیرت اختیار کی اور لوگوں سے اچھا سلوک کیا' اور اسی طرح اس کے بعد اس کا بیٹا اتسز بھی اپنے باپ کی سیرت پر چلا اور عدل ظاہر کیا' پس اس نے سلطان سنجر کے ہاں مرتبہ حاصل کیا اور لوگوں نے اسے پسند کیا اور اس کی شان بلند ہوگئی۔

اور اس سال ملک رضوان بن تاج الملک تتش نے فاطمی خلیفہ المستعلی کا خطبہ دیا۔ اور شوال میں باب النوبی کے پاس ایک باطنی شخص قتل ہوگیا' اس کے خلاف دو عادل گواہوں نے گواہی دی' ان میں سے ایک ابن عقیل تھا' اس نے ان دونوں کو اپنے مذہب کی دعوت دی اور کہنے لگا کیا تم مجھے قتل کرو گے؟ حالانکہ میں لا الہ الا اللہ کہتا ہوں' ابن عقیل نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے' ہم خدائے واحد پر ایمان لائے)۔

اور اس سال رمضان میں ایک امیر کبیر برسق قتل ہوگیا' یہ بغداد کا پہلا کوتوال تھا۔

اور اس سال خمارتکین الحسنائی نے لوگوں کو حج کروایا' اور یوم عاشوراء کو بہاؤ الدولہ ابونصر بن جلال الدولہ ابی طاہر بن بویہ کے گھر پر چند امور کے باعث جو قاضی کے ہاں اس کے خلاف ثابت ہوگئے تھے حملہ کیا اور اس کا خون بہایا اور اس کے گھر کو توڑ پھوڑ دیا گیا اور اس کی حنفیہ اور شافعیہ کے لیے دو مسجدیں بنا دی گئیں اور سلطان ملک شاہ نے اسے مدائن اور وبرعاقول وغیرہ جاگیر میں دیئے تھے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد بن الحسن:

ابن علی بن زکریا بن دینار' ابویعلی العبدی' البصری' آپ ابن الصواف کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ ۴۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا' آپ زاہد' صوفی' فقیہ اور مدرس تھے' اور اولوالعزم اور باوقار اور مطمئن اور دیندار تھے' اور دس علوم کے علامہ تھے' آپ نے اس سال رمضان میں ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

المعمر بن محمد:

ابن المعمر بن احمد بن محمد ابوالغنائم الحسینی آپ نے حدیث کا سماع کیا اور آپ خوب رو اور خوش اخلاق اور بہت فرمانبردار تھے معلوم نہیں کہ آپ نے کسی مسلمان کو اذیت دی ہو اور کسی دوست کو گالی دی ہو آپ نے ساٹھ سال سے اوپر عمر پا کر وفات پائی اور آپ ۳۲ سال نقیب رہے اور آپ قریش کے سادات میں سے تھے آپ کے بعد آپ کا بیٹا ابوالفتوح حیدرہ نقیب بنا اور الرضی ذوالفخرین لقب رکھا' اور شعراء نے اشعار میں آپ کا مرثیہ کہا' جنہیں ابن جوزی نے بیان کیا ہے۔

یحییٰ بن احمد بن محمد البستی:

آپ نے حدیث کا سماع کیا اور اس بارے میں سفر کیا' اور آپ ثقہ' صالح' صدوق اور ادیب تھے۔ آپ نے ۱۱۲ سال ۳ ماہ عمر پائی۔ اس کے باوجود آپ کے حواس صحیح تھے۔ آپ کو قرآن و حدیث سنایا جاتا تھا' اللہ تعالیٰ آپ پر اور ہم پر رحم فرمائے۔

واقعات ــــ ۴۹۱ھ

اس سال جمادی الاولیٰ میں فرنگیوں نے بعض برجوں کے بعض محافظوں کی موافقت سے شدید محاصرہ کے بعد انطاکیہ شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور اس کا حکمران باغیان تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ بھاگ گیا اور اپنے اہل و مال کو وہیں چھوڑ گیا پھر اسے راستے میں اپنے فعل پر بڑی ندامت ہوئی اور اس پر غشی طاری ہو گئی' اور وہ اپنے گھوڑے سے گر پڑا اور اس کے اصحاب چلے گئے اور اسے چھوڑ گئے' اور ایک بکریوں کے چرواہے نے آ کر اس کا سر کاٹ لیا اور اسے فرنگیوں کے بادشاہ کے پاس لے گیا' اور جب حاکم موصل امیر کربوقا کو یہ اطلاع ملی تو اس نے کثیر افواج اکٹھی کیں' اور حاکم دمشق دقاق' اور حاکم حمص' جناح الدولہ وغیرہ نے بھی اس پر اتفاق کیا اور وہ فرنگیوں کے مقابلہ میں گیا اور سرزمین انطاکیہ میں ان سے جنگ کی' پس فرنگیوں نے انہیں شکست دی اور ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کے بہت سے اموال چھین لیے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر فرنگی معرۃ النعمان کی طرف گئے اور محاصرہ کے بعد اس پر قبضہ کر لیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور جب اس بری بات کی اطلاع ملک برکیارق کو پہنچی تو اسے یہ شاق گزری اور اس نے بغداد میں امراء کو خطوط لکھے کہ وہ اور وزیر ابن جہیر فرنگیوں سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جائیں اور کچھ فوج شہر کے باہر غربی جانب نکلی' پھر یہ ارادہ فسخ ہو گیا' اس لیے کہ انہیں اطلاع ملی کہ فرنگیوں کے ساتھ ایک کروڑ جانباز ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اور اس سال خمارتکین نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

طراد بن محمد بن علی:

ابن الحسن بن محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن امام ابراہیم بن محمد بن علی بن عباس' ابوالفوارس بن ابی

حسن بن ابی القاسم بن ابی القاسم۔ آپ زینب بنت سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس کی اولاد میں سے ہیں اور وہ آپ کے
عبداللہ بن محمد بن امام ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن عباس کی ماں ہے۔ آپ نے حدیث اور بڑی بڑی کتابوں کا بہت سماع کیا
ہے اور ایک جماعت سے روایت میں منفرد ہیں اور آفاق سے آپ کی طرف سفر کیا جاتا تھا اور آپ نے مختلف شہروں میں
حدیث لکھوائی اور آپ کی مجلس میں علماء اور سادات حاضر ہوتے تھے اور عبداللہ الدامغانی آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور آپ
نے مدت تک طالبیوں کی نقابت سنبھالی اور ۹۰ سال سے زیادہ عمر پا کر فوت ہوئے اور شہداء کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ

المظفر ابوالفتح ابن رئیس الرؤسا ابوالقاسم:

ابن المسلمہ' آپ کا گھر علماء' ادباء اور دینداروں کے جمع ہونے کی جگہ تھا' اور وہیں شیخ ابواسحاق شیرازی نے وفات
پائی' اور آپ کو شیخ ابواسحاق کے پاس اپنی قبر میں دفن کیا گیا۔

واقعات — ۴۹۲ھ

اس سال فرنگیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کرلیا:

۲۳ رشعبان ۴۹۲ھ جمعہ کے روز چاشت کے وقت فرنگیوں نے' اللہ ان پر لعنت کرے' بیت المقدس پر قبضہ کرلیا' اور وہ
تقریباً ایک کروڑ جانباز تھے' انہوں نے بیت المقدس کے وسط میں ساٹھ ہزار سے زیادہ مسلمانوں کو قتل کیا اور گھروں کے درمیان
گھس گئے' اور بڑی تباہی کی' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے صخرہ کے اردگرد سے چاندی کی ۴۲ قندیلیں لے لیں' ان
میں سے ہر ایک کا وزن چھ ہزار چھ سو درہم تھا' اور انہوں نے چاندی کا تنور لے لیا جس کا وزن چالیس شامی رطل تھا اور سونے کی
۲۳ قندیلیں بھی لے لیں' اور لوگ شام سے عراق کو بھاگتے ہوئے اور فرنگیوں کے خلاف مدد مانگتے ہوئے' خلیفہ اور سلطان کے
پاس گئے' جن میں قاضی ابوسعد ہروی بھی شامل تھے' اور جب لوگوں نے بغداد میں یہ بری بات سنی تو انہیں اس بات نے ڈرا دیا
اور وہ رو پڑے اور ابوسعد ہروی نے ایک نظم لکھی جسے کچہری اور منابر پر پڑھا اور لوگوں کے رونے کی آواز بلند ہوگئی' اور خلیفہ نے
فقہاء کو شہروں کی طرف جانے پر اکسایا تاکہ وہ ملوک کو جہاد پر آمادہ کریں' پس ابن عقیل اور کئی سرکردہ فقہاء لوگوں میں جا کر
پھرے' مگر اس بات نے کچھ فائدہ نہ دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور ابوالمظفر ابیوردی نے اس بارے میں اشعار کہے۔

''ہم نے اپنے خون' رواں آنسوؤں کے ساتھ ملا دیئے' پس ہم میں سے نازیبا گفتگو کا کوئی نشانہ نہ رہا' اور آدمی کا
سب سے بڑا ہتھیار آنسو ہے' جسے وہ اس وقت گراتا ہے جب جنگ کی آگ تلواروں سے بھڑکائی جاتی ہے۔ اے
فرزندانِ اسلام! تمہارے پیچھے وہ جنگیں ہیں جو کوہانوں کو تلواروں سے ملا دیتی ہیں' اور آنکھ ان لغزشوں پر کیسے سو سکتی
ہے' جنہوں نے ہر سونے والے کو جگا دیا ہے اور شام میں تمہارے بھائی گھوڑوں کی پشتوں یا گدھوں کے پیٹوں میں
قیلولہ کرتے ہیں' رومیوں نے انہیں ذلت کا دکھ دیا ہے اور تم صلح کرنے والے کی طرح آسودگی کے دامن کھینچتے ہو''۔

پھر کہتا ہے:

"نیزے اور تلوار کی ضرب نے ایک کے درمیان وقفہ تھا جس سے بچے بوڑھے ہو جاتے تھے۔ دوران جنگوں کے گھمسان سے جو شخص اس لیے غائب رہا کہ وہ بچ جائے' وہ بعد میں پشیمان کی طرح دانت پیسے گا' مشرکین کے ہاتھوں میں سونتی ہوئی تلواریں ہیں جن میں سے کچھ عنقریب گردوں اور کھوپڑیوں کے نیام میں ہو جائیں گی اور طیبہ میں پناہ لینے والا ان کے لیے تدبیر کر رہا ہے' اور بلند آواز سے اے آلِ ہاشم پکار رہا ہے' میں اپنی قوم کو دیکھ رہا ہوں' وہ دشمنوں کی طرف اپنے نیزے بلند نہیں کرتے' حالانکہ دین کے ستون کمزور ہو چکے ہیں' اور وہ ہلاکت کے خوف سے آگ سے بچتے ہیں اور وہ عار کو لازم رہنے والی ضرب خیال نہیں کرتے' کیا عربوں کے سردار تکلیف سے راضی ہیں اور عجم کے آہن غرق بہادر ذلت پر آنکھیں جھکاتے ہیں' اور جب وہ غیرت سے دین کا دفاع نہ کریں اور غیرت سے محارم سے بخل کریں تو ان پر تہمت لگائی جائے' اور جب جنگ کا تنور گرم ہو گیا اور انہوں نے اجر میں بے رغبتی کی تو پھر وہ غنیمت کی رغبت میں آپ کے پاس کیوں نہیں آئے''۔

اور اس سال سلطان بن محمد شاہ کی حکومت کا آغاز ہوا اور وہ سلطان سنجر کا سگا بھائی تھا' اور وہ اس قدر طاقتور ہو گیا کہ اس سال ذی الحجہ میں بغداد میں اس کا خطبہ دیا گیا' اور اس سال وہ رَی کی طرف گیا تو اس نے اپنے بھائی برکیارق کی ماں زبیدہ خاتون کو دیکھا تو اس کا گلا گھونٹنے کا حکم دے دیا۔ اس وقت اس کی عمر ۴۲ سال تھی۔ اس سال ذی الحجہ میں اس کے برکیارق کے ساتھ پانچ بڑے معرکے ہوئے' اور اس سال بغداد میں بھاؤ بہت چڑھ گئے' حتیٰ کہ بہت سے لوگ بھوک سے مر گئے اور انہیں شدید وبا نے آ لیا۔ حتیٰ کہ وہ مردوں کی کثرت کے باعث انہیں دفن کرنے سے عاجز آ گئے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

سلطان ابراہیم بن ابراہیم محمود:

ابن مسعود بن سلطان محمود بن سبکتگین حاکم غزنی واطراف ہند وغیرہ میں اسے بڑی شان' عزت اور ہیبت حاصل تھی' جب سلطان برکیارق نے الکیا الہرسی کو اپنا پیغام دے کر اس کی طرف بھیجا تو اس نے اس کے ہاں جو امورِ سلطنت لباس و مجلس وغیرہ کے بارے میں دیکھے اور جو اموال اور سعادت دنیوی اس کے ہاں دیکھی اسے بیان کیا ہے' وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے ایک عجیب بات دیکھی اور اس نے ایک حدیث سے اُسے وعظ کیا کہ جنت میں حضرت سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں۔ تو وہ رو پڑا' اس کا بیان ہے کہ وہ اپنے لیے گھر نہیں بناتا تھا' ہاں اس سے پہلے اس نے مسجد یا مدرسہ یا سرائے بنائی' اس نے اس سال رجب میں وفات پائی' اس کی عمر نوے سال سے متجاوز تھی اور اس کی حکومت کا زمانہ ۴۲ سال تھا۔

عبدالباقی بن یوسف:

ابن علی بن صالح' ابوتراب البراعی۔ آپ ۴۰۱ھ میں پیدا ہوئے' اور ابوالطیب طبری سے فقہ سیکھی اور آپ سے اور

[illegible] پیش کیا جائے گا ... نیشاپور میں قیام پذیر ہو گئے۔ اور آپ کی بہت سی حکایات اور ظریفانہ باتیں ہیں۔ اور آپ صحابہ اور سلف کے طریق کے مطابق دنیا سے کم رغبت رکھتے تھے۔ آپ کے پاس ہمدان کی قضا کا حکم آیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کے فرمان کا منتظر ہوں جو ملک الموت کے ہاتھ آئے گا۔ اور قسم بخدا اس ستون پر راحتِ دل کے ساتھ ایک ساعت بیٹھنا مجھے عراقین کی حکومت سے زیادہ محبوب ہے اور کسی طالب علم کو کسی مسئلہ کی تعلیم دینا مجھے زمین کی سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ خدا کی قسم دنیا اور اہل دنیا سے تعلق رکھنے والا دل کامیاب نہیں ہوگا' اور علم ایک راہنما ہے' اور جس شخص کا علم اسے دنیا اور اہل دنیا سے بے رغبتی کی طرف راہنمائی نہ کرے اس نے علم سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کیا' اور خواہ وہ جانتا ہے' جو وہ جانتا ہے' تو یہ صرف ظاہری علم ہے اور علم نافع اس کے پیچھے ہے' اور قسم بخدا اگر میرے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھیں نکال دی جائیں تو یہ مجھے اس حکومت سے زیادہ محبوب ہے' جس میں اللہ اور دارِ آخرت اور اس سے جو متقین کی کامیابی اور مومنین کی سعادت ہے' سے انقطاع کیا جائے۔

آپ نے اس سال ذوالقعدہ میں ۹۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

ابوالقاسم ابن امام الحرمین:

ایک باطنی نے نیشاپور میں آپ کو قتل کر دیا' اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کے باپ پر رحم فرمائے۔

واقعات ۴۹۳ھ

اس سال صفر میں سلطان برکیارق بغداد آیا اور دارالملک میں فروکش ہوا اور دوبارہ اس کا خطبہ دیا گیا اور اس کے بھائی محمد کا خطبہ ختم کر دیا گیا۔ اور خلیفہ نے اس کی طرف بڑا ہدیہ بھیجا اور عورتیں اور عوام اس سے خوش ہوئے' لیکن وہ اپنے بھائی محمد سے تنگی میں تھا' کیونکہ حکومت اس کی طرف متوجہ تھی اور لوگ اس کے پاس جاتے تھے اور اس کے پاس اموال کی قلت تھی' اور فوج اپنی رسد کا مطالبہ کر رہی تھی' پس اس نے وزیر ابن جہیر سے مطالبہ کرنے کا عزم کر لیا تو اس نے خلیفہ کا سہارا لیا تو اس نے اسے اس بات سے روک دیا۔ پھر ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار سے اس سے صلح ہو گئی۔ پھر وہ گیا اور اس کی اور اس کے بھائی محمد کی ہمدان کے قریب ایک جگہ پر جنگ ہوئی' تو اس کے بھائی محمد نے اسے شکست دی اور خود اس نے پچاس سواروں کے ساتھ اپنی جان بچائی اور اس معرکہ میں سعدالدولہ جوہر آمین خادم قتل ہو گیا اور وہ حکومت میں قدیم الہجرۃ تھا' اور بغداد کا کوتوال رہا' اور حلیم اور اچھی سیرت کا حامل تھا' اس نے کسی پر ظلم کا ارادہ نہیں کیا اور نہ کسی خادم نے حشمت وحرمت اور خدام کی کثرت کو دیکھا' اور وہ رات کو بہت نماز پڑھتا تھا اور باوضو بیٹھتا تھا۔ اور وہ زندگی بھر بیمار نہیں ہوا اور نہ کبھی اسے سر درد ہوا' اور اس معرکے میں سلطان برکیارق کی حکومت کمزور ہو گئی' پھر اس کی فوج اس کے پاس واپس آ گئی اور امیر داؤد بیس ہزار فوج لے کر اس کے ساتھ آ ملا اور اس نے اور اس کے بھائی نے اس کے بھائی سنجر کے ساتھ جنگ کی اور سنجر نے بھی انہیں شکست دی' اور وہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ بھاگ گیا اور امیر داؤد قید ہو گیا اور اسے سنجر کے ایک امیر برغش نے قتل کر دیا' پس برکیارق کمزور ہو گیا اور اس

نے اُن اُسے چھوڑ کر چلے گئے اور [illegible] بغداد [illegible] سلطان محمد کا خطبہ [illegible]
اس سال رمضان میں وزیر عمید الدولہ بن جہیر اور اس کے دونوں بھائیوں زعیم الرؤسا ابوالقاسم اور ابوالبرکات ملقب بہ الکافی کو گرفتار کر لیا گیا اور ان سے بہت سے اموال لے لیے گئے اور انہیں دارالخلافت میں قید کر دیا گیا حتیٰ کہ وہ اسی سال شوال میں فوت ہو گیا' اور اس ماہ کی ستائیسویں شب کو امیر بلکابک سرمز جو اصبہان کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا' قتل ہو گیا اور اس کو نو بجے ایک باطنی نے چاقو مارا' حالانکہ وہ ان سے بہت بچاؤ کرتا تھا' اور اس شب کے سوا' اپنے کپڑوں کے نیچے زرہ پہنے رکھتا تھا' اور اس شب اس کی اولاد میں سے ایک جماعت بھی مرگئی' اور اس کی صبح کو اس کے گھر سے پانچ جنازے نکلے۔

اور اس سال شاہ فرنگ تین لاکھ جانبازوں کے ساتھ آیا تو سکین ابن انشمند طاہلو' اتالیق دمشق' جسے امین الدولہ کہا جاتا ہے اور جس نے دمشق اور بصرہ میں امینیہ کو وقف کیا ہے نہ وہ کہ جو بعلبک میں ہے' نے اس سے جنگ کی اور اس نے فرنگیوں کو شکست دی' اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا' اور ان میں سے صرف تین ہزار آدمی بچے' اور ان تین ہزار میں سے بھی اکثریت زخمی تھی' یہ اس سال کے ذوالقعدہ کا واقعہ ہے اور وہ ملطیہ میں ان سے جاملا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے بادشاہ کو قید کر دیا اور امیر التوشاش ترکی نے جو شافعی المذہب تھا' لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

صوفی عبدالرزاق غزنوی:

خانقاہِ عتاب کا شیخ' آپ نے کئی بار حج کیا' اور تقریباً ایک سو سال کی عمر میں وفات پائی اور کفن بھی نہ چھوڑا' اور آپ کی بیوی نے احتضار کے وقت آپ سے کہا آج ہم رسوا ہو جائیں گے' آپ نے فرمایا کیوں؟ وہ آپ سے کہنے لگی اس لیے کہ آپ کے لیے کفن بھی نہیں ہے' آپ نے اُسے کہا' اگر میں کفن چھوڑ تا تو میں رسوا ہو جاتا' اور ابوالحسن بسطامی جو خانقاہ ابن المحلبان کا شیخ تھا' آپ کے الٹ تھا' وہ موسم گرما و سرما میں صرف اُون پہنتا تھا اور زُہد کا اظہار کرتا تھا' اور جب وہ فوت ہوا تو اس کے چار ہزار دینار مدفون پائے گئے' پس لوگ دونوں کے حال سے متعجب ہوئے' پس اللہ پہلے پر رحم فرمائے اور دوسرے سے درگزر فرمائے۔

وزیر عمید الدولہ بن جہیر:

محمد بن ابی نصر بن محمد بن جہیر وزیر' ابو منصور' آپ ایک سرکردہ وزیر تھے۔ آپ نے تین خلفاء کی خدمت کی اور ان میں سے دو کی وزارت کی اور آپ حلیم تھے' اور جلد باز نہ تھے' مگر بڑھاپے کے باعث آپ پر اعتراض کیے جاتے تھے' آپ نے کئی بار وزارت سنبھالی' معزول ہوئے۔ پھر دوبارہ وزیر بنا دیئے جاتے' پھر اس آخری مرتبہ آپ کو دارالخلافہ میں قید کر دیا گیا' اور اس سال کے شوال میں قید خانے سے مر کر باہر نکلے۔

ابن جزلہ طبیب:

یحییٰ بن عیسیٰ بن جزلہ' طب میں المنہاج کے مؤلف' آپ نصرانی تھے' اور شیخ ابو علی بن الولید المغربی کے پاس منطق کے

اشغال کے لیے آتے تھے اور ابو علی آپ کو عمدہ اسناد سے پڑھتے تھے اور اشکال آپ پر واضح کرتے تھے حتیٰ کہ آپ اچھے مسلمان ہو گئے اور الدامغانی نے آپ کو جہتوں کی تحریرات میں جانشین مقرر کیا پھر اس کے بعد آپ لوگوں کا مفت علاج کرتے تھے اور بسا اوقات انہیں اپنے مال سے عطیہ کے طور پر دوائیں دیتے تھے اور آپ نے وصیت کی کہ آپ کی کتابیں حضرت امام ابوحنیفہ کے مزار پر وقف ہوں۔ اللہ آپ پر اور ہم پر رحم فرمائے۔

واقعات ـــــ ۴۹۴ھ

اس سال اصبہان اور اس کے نواح میں باطنیہ کی مصیبت بڑھ گئی اور سلطان نے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور عوام کے لیے ان کے گھر اور اموال مباح کر دیئے اور ان کے بارے میں اعلان کر دیا گیا کہ ان میں سے جس پر تم قابو پاؤ اسے قتل کر دو اور اس کا مال لے لو اور وہ بہت سے قلعوں پر قابض تھے انہوں نے سب سے پہلے ۴۸۳ھ میں اس قلعہ پر قبضہ کیا جس پر حسن بن صباح نے قبضہ کیا تھا جوان کا ایک داعی تھا اور وہ لوگوں میں سے صرف غبی اور جاہل ہی کو اپنی طرف دعوت دیتا تھا جو اپنے دائیں بائیں کو نہ جانتا تھا پھر اسے اخروٹ اور کلونجی کے ساتھ شہد کھلاتا حتیٰ کہ اس کے مزاج کو جلا دیتا اور اس کے دماغ کو خراب کر دیتا پھر اسے اہل بیت کے کچھ حالات بتاتا اور اسے گمراہ رافضہ کی جھوٹی باتیں بتاتا کہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جو حق ان کے لیے واجب کیا تھا اس سے وہ محروم کر دیئے گئے پھر وہ اسے کہتا جب خوارج حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے بنی امیہ سے جنگ کر سکتے ہیں تو تو اپنے امام حضرت علی بن ابی طالب کی نصرت میں لڑنے کا زیادہ حقدار ہے اور وہ اسے مسلسل شہد اور اس جیسی چیزیں پلاتا رہتا اور اسے دم کرتا رہتا حتیٰ کہ وہ اس کی بات مان لیتا اور اپنے ماں باپ سے بھی بڑھ کر اس کا مطیع ہو جاتا اور وہ اس کے سامنے کچھ خلافِ عادت باتیں اور کچھ حیلے ظاہر کرتا جو صرف جہال ہی میں رواج پا سکتے ہیں حتیٰ کہ بہت سے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور سلطان ملک شاہ نے اسے دھمکی دی اور اسے ان باتوں سے منع کیا اور علماء کے فتاویٰ بھی اس کے پاس بھیجے اور جب اس نے ایلچی کی موجودگی میں خط پڑھا تو اس کے اردگرد جو نوجوان تھے انہیں کہنے لگا میں چاہتا ہوں کہ تم سے ایک ایلچی اس کے آقا کی طرف بھیجوں تو اس نے حاضرین کے چہروں کو دیکھا پھر ان میں سے ایک جوان کو کہا اس جگہ سے اپنے آپ کو گزار دے تو اس نے قلعہ کی چوٹی سے اس کے نیچے کی خندق میں اپنے آپ کو گرا دیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پھر اس نے سلطان کے ایلچی سے کہا یہ جواب ہے۔ اور سلطان اس سے مراسلت کرنے سے رک گیا۔ ابن جوزی نے ایسے ہی بیان کیا ہے اور عنقریب وہ واقعہ بیان ہو گا جو سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب فاتح بیت المقدس کے ساتھ ہوا اور جو اسے سنان صاحب ایوان کے ساتھ اس قسم کا واقعہ پیش آیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اور ماہِ رمضان میں خلیفہ المستظہر باللہ نے جامع القصر کے کھولنے کا حکم دیا نیز یہ کہ اسے سفیدی نہ کی جائے اور اس میں تراویح پڑھی جائے اور بسم اللہ جہراً پڑھی جائے اور رات کو عورتوں کو غم دور کرنے کے لیے باہر نکلنے سے روکا جائے۔

اور اس سال کے آغاز میں سلطان برکیارق بغداد آیا اور اس کا خطبہ ہوا پھر اس کے دونوں بھائی محمد اور سنجر بھی اسے آ

علماء وہ بھی اس میں داخل ہو گئے اور وہ [illegible] وہ غربی جانب چلے گئے اور اس کا خطبہ ختم کر دیا گیا اور وہاں ان دونوں کا خطبہ ہوا اور برکیارق واسط کی طرف بھاگ گیا اور اس کی فوج جس علاقے اور شہر سے گزری اسے لوٹ لیا اور بعض علماء نے اسے اس بات سے منع کیا اور اسے نصیحت کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔

اور اس سال فرنگیوں نے بہت سے قلعوں پر قبضہ کر لیا جن میں قیساریہ اور سروج بھی شامل ہیں۔ اور شاہِ فرنگ کندر۔ جس نے بیت المقدس پر قبضہ کیا تھا۔ عکا کی طرف گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا' اور ایک تیر آ کر اس کی گردن میں لگا اور وہ فوراً مر گیا' اللہ اس پر لعنت کرے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابن عبدالواحد:

بن الصباح' ابومنصور' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور قاضی ابوالطیب طبری سے پھر اپنے عمزاد ابونصر بن الصباح سے فقہ سیکھی اور آپ فاضل فقیہ تھے' بہت نماز پڑھتے تھے اور ہمیشہ روزہ رکھتے تھے' آپ ربع الکرخ کے قاضی اور غربی جانب کے محتسب رہے۔

عبداللہ بن الحسن:

ابن ابی منصور ابومحمد الطبسی' آپ نے آفاق کی طرف سفر کیا اور تالیف وتصنیف کی' اور آپ حافظ' ثقہ' صدوق' اور حدیث کے عالم' متقی اور خوش اخلاق تھے۔

عبدالرحمٰن بن احمد:

ابن محمد ابومحمد الرزاز السرخسی' آپ مرو میں آئے اور حدیث کا سماع کیا اور لکھوایا اور علماء نے آپ کی طرف سفر کیا' اور آپ شافعی مذہب کے حافظ' دیندار اور متقی تھے' اللہ آپ پر رحم فرمائے۔

عزیز بن عبدالملک:

منصور ابوالمعالی الجیلی' القاضی' آپ کا لقب سیدلہ ہے' آپ فروع میں شافعی اور اصول میں اشعری تھے' اور باب الازج میں فیصلے کرتے تھے' اور آپ کے اور باب الازج کے حنابلہ کے درمیان بڑی دشمنی تھی' آپ نے ایک شخص کو جسے ضائع کہتے تھے' اپنے گدھے پر اعلان کرتے ہوئے سنا' اس نے کہا وہ باب الازج میں داخل ہوگا' اور جس کا چاہے گا ہاتھ پکڑ لے گا' اور آپ نے ایک روز نقیب طراد الزینبی سے کہا کہ اگر ایک شخص قسم کھائے کہ وہ کسی انسان کو نہیں دیکھے گا اور وہ باب الازج کے باشندوں کو دیکھ لے تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی' الشریف نے آپ سے کہا' جو ایک قوم کے ساتھ چالیس روز مل جل کر رہے وہ انہی میں سے ہے' اس لیے جب آپ فوت ہوئے تو بہت سے لوگ آپ کی موت سے خوش ہوئے۔

محمد بن احمد:

ابن عبدالباقی بن الحسن بن محمد بن طوق' ابوالفضائل الربعی الموصلی' آپ نے شیخ ابواسحاق شیرازی سے فقہ سیکھی اور قاضی ابوالطیب طبری سے سماع کیا' اور آپ ثقہ صالح تھے' اور آپ نے بہت کچھ لکھا ہے۔

محمد بن الحسن:

ابوعبداللہ المرادی' آپ آئے تو آپ صالح' فقیہ اور مہمان نواز تھے' آپ کی کرامات اور مکاشفات بھی ہیں' آپ نے قاضی ابویعلیٰ بن الفراء سے حدیث وغیرہ سیکھی' ابن جوزی نے بیان کیا ہے مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ کا ایک چھوٹا بیٹا تھا' اس نے آپ سے ہرن طلب کیا اور اس پر اصرار کیا تو آپ نے اسے کہا اے میرے بیٹے ہرن کل تیرے پاس آ جائے گا' اور جب دوسرا دن ہوا تو ہرن آ گیا اور اپنے دونوں سینگ دروازے کو مارنے لگا' حتیٰ کہ اس نے اسے کھول دیا تو اس کے باپ نے اسے کہا اے میرے بیٹے! ہرن تیرے پاس آ گیا ہے۔

محمد بن علی بن عبیداللہ:

احمد بن صالح بن سلیمان بن ودعان' ابونصر الموصلی القاضی' آپ ۴۹۳ھ میں بغداد میں اور اپنے باپ سے الاربعین الروعانیہ کی روایت کی اور آپ کے چچا ابوالفتح بن ودعان نے زید بن رفاعہ ہاشمی سے ان کا سرقہ کیا تھا' اور زید بن رفاعہ کے بعد وہ ان کی اسانید کو بیان کرنے لگا' جو سب کی سب موضوع تھیں' اگرچہ ان میں سے کچھ کا مفہوم صحیح تھا۔

محمد بن منصور:

ابوسعد المستوفی شرف الملک خوارزمی۔ آپ بڑی شان والے تھے' اور امام ابوحنیفہ کے اصحاب کی طرف میلان رکھتے تھے اور مرو میں ان کے لیے ایک مدرسہ وقف کیا اور اس میں بہت سی کتابیں وقف کیں' اور بغداد میں باب الطاق کے پاس ایک مدرسہ بنایا اور حضرت امام ابوحنیفہ کی قبر پر گنبد بنایا' اور جنگلات میں سرائیں بنوائیں اور بہت اچھے کام کیے' اور آپ بہت کھانے پینے والے اور خوش لباس تھے' اور بڑے مالدار تھے' پھر ان سب کاموں کے بعد پیشہ عامل کو چھوڑ دیا اور عبادت اور اصلاح نفس کی طرف مشغول ہو گئے' یہاں تک کہ وفات پائی۔

محمد بن منصور القسری:

جو عمید خراسان کے نام سے مشہور ہیں' آپ طغرل بیگ کے زمانے میں بغداد آئے اور ابوحفص عمر بن احمد بن مسرور سے روایت کی۔ اور آپ اچھے کاموں میں بہت دلچسپی لیتے تھے۔ آپ نے مرو میں ابوبکر بن ابی المظفر السمعانی اور ان کے وارثوں کے لیے ایک مدرسہ وقف کیا۔ ابن جوزی نے بیان کیا ہے' وہ اب تک اس کے متولی چلے آتے ہیں' اور آپ نے نیشاپور میں ایک مدرسہ بنایا اور اسی میں آپ کی قبر ہے۔ اور آپ کی وفات اس سال شوال میں ہوئی۔

نصر بن احمد:

ابن عبداللہ بن البطر ان الخطابی البزار القاری۔ آپ ۳۹۸ھ میں پیدا ہوئے اور بہت سماع کیا' اور ابن زرقویہ وغیرہ سے متفرد ہوئے اور آپ کی عمر لمبی ہوئی' اور آفاق سے آپ کی طرف سفر کیا گیا اور آپ صحیح السماع تھے۔

واقعات ـــــ ۴۹۵ھ

اس سال ۳ محرم کو ابوالحسن علی بن محمد جو الکیا الہراسی کے نام سے مشہور ہے کو گرفتار کر لیا گیا اور نظامیہ کی تدریس سے معزول کر دیا گیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ کسی نے سلطان کے پاس اس پر تہمت لگائی کہ یہ باطنی ہے اور علماء کی ایک جماعت نے اس سے اس کی براءت کی گواہی دی' جن میں ابن عقیل بھی شامل تھے' اور منگل کے روز دارالخلافہ سے اس کی رہائی کا پیغام آیا۔

اور اس سال ۱۱ محرم کو منگل کے روز خلیفہ المستظہر دارالخلافت میں بیٹھا اور اس کے کندھوں پر چادر اور ہاتھ میں چھڑی تھی اور دو بادشاہ بھائی محمد اور سنجر آئے جو ملک شاہ کے بیٹے تھے' انہوں نے زمین کو بوسہ دیا اور دونوں کو سلطانی خلعت دیے گئے' محمد کو تلوار' ہار' کنگن' موتی اور اپنی سواریوں میں سے گھوڑے دیئے' اور سنجر کو اس سے کم دیا۔ اور سلطان محمد کو حکومت سپرد کر دی اور امر خلافت سے متعلقہ امور میں' سوائے اس کے جس پر خلیفہ نے اپنا دروازہ بند کیا ہے اسے اپنا نائب مقرر کیا' پھر سلطان محمد اس ماہ کی ۱۹ تاریخ کو باہر نکلا تو لوگوں نے جھوٹی افواہیں اڑا دیں' اور برکیارق نکلا تو سلطان محمد آیا اور دونوں نے جنگ کی اور بہت جنگیں ہوئیں' اور محمد شکست کھا گیا' اور اس کے ساتھ سخت ناپسندیدہ سلوک ہوا' جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ اور اس سال رجب میں قاضی ابوالحسن ابن الدامغانی نے ابوالحسین' ابوحازم پسران قاضی ابویعلیٰ ابن الضراء کی شہادت قبول کر لی' اور اس سال عیسیٰ بن عبداللہ قونوی آیا اور اس نے لوگوں کو وعظ کیا اور وہ اشعری شافعی تھا' اور بغداد میں حنابلہ اور اشعریہ کے درمیان جنگ ہوئی' اور اس سال بغداد میں بڑی آگ لگی اور حمید العمری' جو سیف الدولہ صدقہ بن منصور ابن دبیس کا دوست اور الحلہ کا حکمران تھا' نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حاکم مصر ابوالقاسم:

خلیفہ' جس کا لقب المستعلی ہے' اس نے اس سال ذوالحجہ میں وفات پائی' اور اس کے بعد اس کا بیٹا علی حکمران بنا' اور اس کی عمر نو سال تھی' اور اس نے آمر باحکام اللہ اپنا لقب رکھا۔

محمد بن ہبۃ اللہ:

ابونصر القاضی البندنجی نابینا شافعی فقیہ' آپ نے شیخ ابواسحاق سے علم سیکھا' پھر چالیس سال مکہ کی ہمسائیگی کی اور فتویٰ دیا اور پڑھایا اور حدیث کی روایت کی' اور حج کیا۔ آپ کے اشعار ہیں ؎

''اے میری جان! میں تجھے کھودوں تو میری بیکاری سے نہیں اُکتاتی' حالانکہ میرے دوست اور محبّ گزر چکے ہیں'

میں اپنے رب سے عہد کرتا ہوں' پھر اس کے عہد کو توڑ دیتا ہوں اور جب میری خواہش سامنے آتی ہے تو میں اپنے عزم کو چھوڑ دیتا ہوں اور میرا زادِ راہ تھوڑا ہے اور میں اسے پہنچانے والا نہیں سمجھتا' کیا میں زادِ راہ کو روؤں یا اپنی مسافت کی دوری کو روؤں؟"

واقعات ـــــ ۴۹۶ھ

اس سال سلطان برکیارق نے اصبہان میں اپنے بھائی کا محاصرہ کر لیا اور اس کے باشندوں کو رزق کی تنگی ہوگئی' اور سلطان محمد نے اس کے باشندوں سے مطالبہ شروع کر دیا اور شہر کے باہر ان کا محاصرہ تھا' پس خوف' بھوک اور مال و جان اور ثمرات کی کمی ان پر اکٹھی ہوگئی' پھر سلطان محمد اصبہان سے بھاگتے ہوئے نکلا اور اس کے بھائی نے اپنے غلام ایاز کو اس کے پیچھے بھیجا' مگر وہ اسے پکڑ نہ سکا اور اس نے سلامتی کے ساتھ اپنی جان بچالی۔ ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس سال سفر میں قاضی القضاۃ ابوالحسن ابن الدامغانی کے القاب میں تاج الاسلام کا اضافہ کیا گیا' اور ربیع الاوّل میں بغداد میں سلاطین کا خطبہ ختم کر دیا گیا' اور صرف خلیفہ کے ذکر اور اس کے لیے دُعا پر اکتفا کیا گیا' پھر دونوں بھائیوں برکیارق اور محمد نے جنگ کی اور محمد نے شکست کھائی' پھر دونوں نے صلح کر لی۔

اور اس سال حاکم دمشق ملک دقاق بن تتش نے الرحبہ شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور اس سال ابوالمظفر الخجندی واعظ کو رَے میں قتل کر دیا گیا' اور وہ شافعی فقیہ اور مدرس تھا' اسے جنگ میں ایک علوی رافضی نے قتل کیا اور وہ عالم فاضل تھا' اور نظام الملک اس کی زیارت کرتا تھا' اور اس کی تعظیم کرتا تھا' اور خمار تکین نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابن عبداللہ بن سوار:

ابوطاہر المقری' علوم القرآن کے بارے میں صاحب تصانیف' آپ ثقہ' مامون اور اس کام کے عالم تھے' آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی۔

ابوالمعالی:

آپ ایک صالح اور دَرویش آدمی تھے' اور صاحب کرامات و مکاشفات تھے' بہت عبادت گزار اور دنیا سے کم حصہ رکھتے تھے' گرمی سردی میں صرف ایک ہی قمیص پہنتے تھے اور جب سخت سردی ہوتی تو اپنے کندھے پر چادر رکھ لیتے' آپ نے بیان کیا کہ آپ کو ماہِ رمضان میں سخت فاقہ آیا تو آپ نے ایک دوست کے پاس جا کر اس سے قرض لینے کا ارادہ کیا' آپ کا بیان ہے کہ میں اس کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اچانک ایک پرندہ میرے کندھے پر گرا اور کہنے لگا اے ابوالمعالی! میں فلاں بادشاہ ہوں اس کی طرف نہ جا' ہم اسے تیرے پاس لائیں گے' آپ کا بیان ہے کہ صبح صبح وہ شخص میرے پاس آ گیا۔ اسے ابن جوزی نے

العلاء بن الحسن بن وہب:

ابن الموصلایا سعد الدولہ بغداد میں کاتب الانشاء تھے آپ نصرانی تھے اور ۴۸۴ھ میں مسلمان ہو گئے اور ۶۲ سال کی طویل مدت تک امیر رہے آپ فصیح البیان اور بہت صدقہ کرنے والے تھے آپ طویل عمر پا کر فوت ہوئے۔

محمد بن احمد بن عمر:

ابوعمر النہاوندی' آپ طویل مدت تک بصرہ کے قاضی رہے اور آپ فقیہ تھے' آپ نے ابوالحسن الماوردی وغیرہ سے سماع کیا' آپ ۴۰۷ھ میں پیدا ہوئے' بعض نے آپ کی پیدائش ۴۰۹ھ میں بیان کی ہے۔ واللہ اعلم

واقعات ــــ ۴۹۸ھ

اس سال سلطان برکیارق نے وفات پائی اور اس نے اپنے چھوٹے بیٹے ملک شاہ کو ولی عہد مقرر کیا' اس کی عمر چار سال چند ماہ تھی' اور بغداد میں اس کا خطبہ ہوا' اور اس کے ذکر پر درہم ودنانیر نچھاور کیے گئے اور اس نے امیر ایاز کو اس کا اتالیق مقرر کیا' اور جلال الدولہ لقب رکھا۔ پھر سلطان محمد' بغداد آیا اور اربابِ حکومت اس کے استقبال کرنے اور اس سے صلح کرنے گئے' اور الکیا الہراسی نے صلح سے بیعت لی' اور غربی جانب اس کا خطبہ ہوا' اور شرقی جانب اس کے بھتیجے کا خطبہ ہوا' پھر امیر ایاز قتل ہو گیا اور خلعت اور حکومت اور تکیہ اس کے پاس لایا گیا' اور وزیر سعد الدولہ' الکیا الہراسی کے پاس درس نظامیہ میں حاضر ہوا تا کہ لوگوں کو علم کی طرف رغبت دلائے اور ۸؍ رجب کو اہل ذمہ سے الغیار دور کر دیا گیا جس کا انہیں ۴۸۴ھ میں پابند کیا گیا تھا' اور معلوم نہیں اس کا سبب کیا تھا؟ اور اس سال مصریوں اور فرنگیوں کے درمیان بڑی جنگیں ہوئیں اور فرنگیوں کے بہت سے آدمی مارے گئے' پھر فرنگیوں نے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

سلطان برکیارق بن ملک شاہ:

رکن الدولہ سلجوقی' اس نے طویل اور عظیم جنگیں کیں اور چھ بار بغداد میں اس کا خطبہ دیا گیا' پھر اس کا خطبہ منقطع ہو جاتا' پھر دوبارہ شروع ہو جاتا' اس کی عمر ۲۴ سال چند ماہ تھی۔ پھر اس کے بعد اس کا بیٹا ملک شاہ بادشاہ بنا' اور اس کے چچا محمد کے باعث اس کی حکومت مکمل نہ ہو سکی۔

عیسٰی بن عبداللہ:

القاسم ابوالولید غزنوی اشعری۔ آپ اشعری کے مددگار تھے۔ آپ بغداد سے اپنے شہر جانے کے لیے نکلے اور اسفرائین میں فوت ہو گئے۔

محمد بن احمد بن ابراہیم:

ابن سلفۃ الاصبہانی' ابواحمد آپ عفیف اور ثقہ شیخ تھے' آپ نے بہت سماع کیا' آپ حافظ ابوطاہر سلفی حافظ کے والد ہیں۔

ابوعلی الجبالی الحسین بن محمد

ابن احمد غسانی اندلسی مصنف تقیید المہمل علی الالفاظ جو بہت نفع بخش کتاب ہے آپ خوشخط اور لغت اور شعر وادب کے عالم تھے اور جامع قرطبہ میں سماع کرتے تھے۔ آپ ۱۲ شعبان جمعہ کی رات کو ۷۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔

محمد بن علی بن الحسن بن ابی الصقر:

ابوالحسن واسطی‘ آپ نے حدیث کا سماع کیا اور شیخ ابواسحاق شیرازی سے فقہ سیکھی اور ادب پڑھا اور اشعار کہے۔ آپ کے اشعار ہیں ۔

''جس نے کہا مجھے جاہ وحشمت حاصل ہے اور مجھے میرے آقا کے ہاں قبولیت حاصل ہے‘ اور اس نے اپنے دوست کو فائدہ نہیں دیا‘ تو وہ کچھ بھی نہیں ہے''۔

واقعات —— ۴۹۹ھ

اس سال محرم میں ایک شخص نے نہاوند کے نواح میں نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے چار اصحاب کے نام خلفائے اربعہ کے نام پر رکھے اور بہت سے جہلاء نے اس کی ضلالت کی اتباع کی اور انہوں نے اپنی املاک فروخت کر دیں اور ان کی قیمت اسے دے دی‘ اور وہ سخی تھا‘ جو اس کے پاس آتا تھا‘ وہ اسے عطا کرتا تھا‘ پھر اسے اس نواح میں قتل کر دیا گیا اور الپ ارسلان کی اولاد میں سے ایک شخص نے اس نواح میں بادشاہت کا قصد کیا مگر اس کی حکومت مکمل نہ ہوئی بلکہ دو ماہ سے بھی کم عرصے میں اسے گرفتار کر لیا گیا اور وہ کہتے تھے‘ کہ ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے بادشاہت کا‘ اور جلد ہی دونوں کی حکومتوں کو زوال آ گیا۔

اور اس سال رجب میں دجلہ میں عظیم سیلاب آیا اور اس نے بہت سے غلوں کو تباہ کر دیا اور بغداد میں بہت سے گھر غرق ہو گئے‘ اور اس سال طغتکین اتابک نے دمشق کی فرنگی فوجوں کو شکست دی اور مظفر ومنصور ہو کر دمشق واپس آ گیا‘ اور اس کے فرنگیوں کو شکست دینے کے باعث خوشی سے شہر کو آراستہ کیا گیا‘ اور اس سال رمضان میں حاکم حلب رضوان بن تتش نے نصیبین شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اور اس سال بادشاہ بغداد آیا اور اس کے ساتھ ایک شخص تھا جسے فقیہ کہا جاتا تھا‘ اس نے جامع القصر میں لوگوں کو وعظ کیا اور امیر سیف الدولہ صدقہ کے اقرباء میں سے ایک شخص نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابوالفتح الحاکم:

آپ نے بیہقی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا اور قاضی حسین سے ان کا طریق لکھا اور اس کا شکریہ ادا کیا‘ آپ نے سب سے پہلے شیخ ابوعلی السنجی سے فقہ سیکھی‘ پھر فقہ لکھی اور اصول میں امام الحرمین سے ان کی موجودگی میں حاشیہ لکھا‘ اور ان سے ناراض

ہو گئے' اور طویل مدت تک اپنے شہر کے حاکم رہے اور مناظرہ کیا' پھر ان سب باتوں کو چھوڑ کر عبادت اور تلاوت قرآن کی طرف متوجہ ہو گئے ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اپنے مال سے صوفیاء کے لیے ایک خانقاہ بنائی اور عبادت کرتے رہے حتیٰ کہ اس سال یکم محرم کو فوت ہو گئے۔

محمد بن احمد:

ابن محمد بن علی بن عبدالرزاق' ابو منصور الخیاط' ایک صالح قاری' آپ نے ہزاروں لوگوں کا ختم کیا اور حدیث کا بہت سماع کیا' اور جب آپ فوت ہوئے تو آپ کے جنازہ میں ایک عالم جمع ہوا' جو آپ کے سوا کسی اور کے جنازہ پر جمع نہیں ہوا۔ اور اس زمانے میں آپ کی نظیر نہیں دیکھی گئی' اور وفات کے روز آپ کی عمر ۹۷ سال تھی اور شعراء نے آپ کے مرثیے کہے' اور ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا' تو آپ سے پوچھا' آپ کے رب نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ آپ نے جواب دیا' اس نے مجھے بچوں کو سورۂ فاتحہ کی تعلیم دینے کے باعث بخش دیا ہے۔

محمد بن عبیداللہ بن الحسن:

ابن الحسین ابو الفرج بصری اور بصرہ کے قاضی۔ آپ نے ابو الطیب طبری اور ماوردی وغیرہ سے سماع کیا اور طلب حدیث کے لیے سفر کیا' آپ عابد تھے اور ذکر کے وقت خشوع کرتے تھے۔

مہارش بن مجلی:

حدیثہ عانہ میں امیر العرب' آپ ہی کے پاس القائم بامر اللہ نے البساسیری کے فتنہ کے وقت امانت رکھی تھی' پس جب آپ خلیفہ کے پاس گئے۔ تو اس نے آپ کا اکرام کیا' پھر خلیفہ نے آپ کو پورا بدلہ دیا۔ اور امیر مہارش بہت نماز پڑھنے اور صدقہ کرنے والا تھا۔ آپ نے اس سال ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

واقعات — ۵۰۰ھ

ابوداؤد نے اپنے سنن میں بیان کیا ہے کہ حجاج بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ ابن وہب نے ہم سے بیان کیا کہ معاویہ بن صالح نے' عن عبدالرحمٰن بن جبیر عن ابیہ عن ابی ثعلبۃ الخشنی مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ اس امت کو نصف یوم سے ہرگز عاجز نہیں کرے گا''۔ عمرو بن عثمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابو المغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ صفوان نے عن شریح بن عبید عن سعد بن ابی وقاص عن النبی ﷺ مجھ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میری امت اپنے رب کے ہاں عاجز نہیں ہوگی کہ وہ اسے نصف یوم مؤخر کر دے۔ حضرت سعدؓ سے دریافت کیا گیا' نصف یوم کتنا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا پانچ سو سال۔ یہ حدیث دلائل النبوۃ میں سے ہے اور اس مدت کا ذکر اس سے زیادہ کی نفی نہیں کرتا۔ جیسا کہ واقعتہً ہوا ہے۔ اس لیے کہ حضور علیہ السلام نے قیامت کی کچھ نشانیوں کا ذکر کیا اور ان کا آپ کی اطلاع کے مطابق ہو بہو واقع

ہونا ضروری ہے' اور عنقریب ہمارے زمانے کے بعد ان کا بیان آئے گا۔ و باللّٰہ المستعان.

اور اس سال جو واقعات ہوئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ سلطان محمد بن ملک شاہ نے باطنیہ کے بہت سے قلعوں کا محاصرہ کر لیا اور ان کی بہت سی جگہوں کو فتح کر لیا۔ جن میں سے ایک مضبوط قلعہ بھی تھا' جسے آپ کے باپ نے اصبہان کے قریب وہاں ایک دشوار گزار پہاڑ کی چوٹی پر تعمیر کیا تھا' اور اس کی تعمیر کا باعث یہ تھا کہ ایک دفعہ وہ شکار کر رہا تھا تو اس سے ایک کتا بھاگ گیا تو اس نے پہاڑ کی چوٹی تک اس کا پیچھا کیا تو اسے وہاں پایا اور اس کے ساتھ رومیوں کا ایک ایلچی بھی تھا' رومی نے کہا اگر یہ پہاڑ ہمارے ملک میں ہوتا تو ہم اس پر قلعہ بناتے' پس اس بات نے سلطان کو اس کی چوٹی پر قلعہ بنانے کے لیے آمادہ کیا اور اس نے اس پر ایک کروڑ دو لاکھ دینار خرچ کیے' پھر باطنیہ کے ایک شخص نے جسے احمد بن عبداللہ بن عطاء کہا جاتا تھا' اس پر قبضہ کر لیا' اور مسلمان اس کے باعث درماندہ ہو گئے' تو اس کے بیٹے سلطان محمد نے ایک سال تک اس کا محاصرہ کیے رکھا' حتیٰ کہ اُسے فتح کر لیا' اور اس شخص کی کھال کھینچ دی اور اس کی کھال میں توڑی بھر دی اور اس کا سر کاٹ دیا اور اقالیم میں اسے پھرایا' پھر اس قلعہ کا ایک ایک پتھر توڑ دیا' اور اس کی بیوی نے قلعہ کی چوٹی سے اپنے آپ کو گرا دیا اور مر گئی' اور اس کے پاس جو نفیس جواہر تھے وہ بھی تباہ ہو گئے' اور لوگ اس قلعہ سے بدشگونی لیتے تھے اور کہتے تھے اس کا راہنما کتا تھا' اور اس کا مشیر کافر تھا' اور اس میں قلعہ بند ہونے والا زندیق تھا۔

اور اس سال بنی خفاجہ اور بنی عبادہ کے درمیان بہت جنگیں ہوئیں اور عبادہ نے خفاجہ کو مغلوب کر لیا۔ اور ان سے اپنا پہلا بدلہ لے لیا۔ اور اس سال سیف الدولہ صدقہ' بڑی جنگ کے بعد تکریت شہر پر قابض ہو گیا۔ اور اس سال سلطان محمد نے امیر جاولی سقادو کو موصل کی طرف بھیجا اور موصل اسے جاگیر میں دے دیا۔ پس وہ گیا اور اس نے اسے امیر جکرمش سے جنگ کرنے کے بعد چھین لیا اور اس کے اصحاب کو شکست دی اور اسے قید کر لیا' پھر اس کے بعد اسے قتل کر دیا' اور جکرمش سیرت' عدل اور احسان کے لحاظ سے بہترین اُمراء میں سے تھا' پھر قلیج ارسلان بن قتلمش نے آ کر موصل کا محاصرہ کر لیا' اور اسے جاولی سے چھین لیا' اور جاولی الرحبہ کی طرف چلا گیا' اور اسے حاصل کر لیا۔ پھر قلیج کے ساتھ جنگ کرنے آیا اور اسے شکست دی' اور قلیج نے اپنے آپ کو خابور کی نہر میں پھینک دیا اور ہلاک ہو گیا۔

اور اس سال رومیوں اور فرنگیوں کے درمیان جنگیں ہوئیں اور انہوں نے باہم زبردست قتال کیا اور فریقین کے بہت سے لوگ مارے گئے' پھر فرنگیوں کو شکست ہوئی۔ وللّٰہ الحمد

فخر الملک ابوالمظفر کا قتل:

اس سال عاشورا کے روز فخر الملک ابوالمظفر بن نظام الملک کو قتل کر دیا گیا اور وہ اپنے باپ کا سب سے بڑا بیٹا تھا' اور نیشاپوری سلطان سنجر کا وزیر تھا' اور وہ روزے دار تھا' اسے ایک باطنی نے قتل کیا' اور اس نے اس شب حضرت حسین بن علی کو خواب میں دیکھا وہ آپ سے کہہ رہے ہیں' جلد ہمارے پاس آنا اور آج شب کو ہمارے ہاں روزہ افطار کرنا' صبح کو وہ متعجب ہوا

اور اس روز روزے کی نیت کر لی اور اس کے بعض اصحاب نے اسے مشورہ دیا کہ وہ آج گھر سے باہر نہ نکلے اور وہ دن کے آخری حصے میں باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ ایک نوجوان فریاد کر رہا ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک رقعہ ہے اس نے پوچھا تیرا کیا کام ہے؟ تو اس نے اسے رقعہ دیا اور وہ اسے پڑھ ہی رہا تھا کہ اچانک اسے اس نے خنجر مار کر قتل کر دیا جو اس کے ہاتھ میں تھا اور باطنی کو گرفتار کر لیا گیا اور اسے سلطان کے پاس فیصلہ کے لیے بھجوایا گیا تو اس نے اعتراف کر لیا تو اس نے وزیر کے اصحاب کی ایک جماعت کے متعلق تسلیم کیا کہ انہوں نے اسے اس کا حکم دیا تھا۔ اور وہ جھوٹا تھا' پس اسے قتل کر دیا گیا۔ اور انہیں بھی قتل کر دیا گیا اور ۱۴ر صفر کو خلیفہ نے وزیر ابوالقاسم علی بن جہیر کو معزول کر دیا اور اس کے اس گھر کو گرا دیا' جو اس کے باپ نے لوگوں کے گھروں کو گرا کر تعمیر کیا تھا' اور اس میں عقلمندوں کے لیے عبرت وموعظت ہے۔

اور قاضی ابوالحسن الدامغانی کو وزارت میں نائب مقرر کیا گیا اور اس کے ساتھ ایک اور شخص کو بھی مقرر کیا گیا' اور اس سال امیر ترکمان نے جس کا نام ایرن تھا' امیر محمد بن ملک شاہ کی طرف لوگوں کو کوچ کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد بن المظفر :

ابوالمظفر الخوافی' الفقیہ الشافعی' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ اپنے زمانے کے بڑے صاحب نظر آدمی تھے' آپ نے امام الحرمین سے فقہ سیکھی اور آپ ان کے بڑے شاگردوں میں سے تھے' اور آپ طوس اور اس کے نواح کے قاضی بنے اور آپ اچھا مناظرہ کرنے اور مد مقابل کا منہ بند کر دینے میں مشہور تھے۔ اور خوافی خا اور واؤ کی زبر کے ساتھ خواف کی طرف نسبت ہے' یہ نیشاپور کے نواح میں ہے۔

جعفر بن محمد :

ابن الحسین بن احمد بن جعفر السراج' ابومحمد القادری البغدادی' آپ ۴۱۶ھ میں پیدا ہوئے اور روایات کے ساتھ قرآن پڑھا اور مختلف شہروں میں مشائخ اور شیخات سے بہت سی احادیث نبویہ کو سنا اور حافظ ابوبکر خطیب نے آپ کی مسموعات کے اجزاء کی تخریج کی ہے' آپ صحیح لکھنے والے جید الذہن' ادیب اور شاعر اور اچھی نظم کہنے والے تھے' آپ نے القراءات کے بارے میں ایک کتاب مرتب کی ہے اور کتاب التنبیہ اور الخرقی وغیرہ بھی لکھی ہے' اور آپ کی ایک کتاب مصارع العشاق بھی ہے اور کچھ اور کتابیں بھی ہیں۔ آپ کے اشعار ہیں ؎

''ان لوگوں نے اپنی جہالت سے قتل کر دیا اور دواتوں پر عیب لگانے لگے اور کنگنوں سمیت انہیں ہاتھوں سے اُٹھانے والوں پر بھی عیب لگانے لگے' اگر قلم و دوات و کاغذ نہ ہوتے اور بہترین قبیلے سے مبعوث ہونے والے کی شریعت کے محافظ نہ ہوتے اور اس کی حدیث کو کابر عن کابر نقل کرنے والے نہ ہوتے تو تو گمراہی کی بدمزگی کی فوج درفوج دیکھتا' ہر شخص اپنی جہالت سے کہتا ہے کہ اللہ مظلوم کا مددگار رہے' میں نے ان کا نام اہلحدیث رکھا ہے' وہ عقلمند

اور دانشمند ہیں' وہ تختوں اور منابر پر آسودہ جنتوں کا مصالحہ ہیں' یہ سب حضرت احمد کے رفقاء ہیں اور آپ کے حوض سے سیراب ہو کر واپس لوٹیں گے''۔

اور ابن خاکان نے آپ کے شاندار اشعار بیان کیے ہیں' جن میں سے یہ اشعار بھی ہیں

نوجوانی کے دعویدار کے بالوں پر سفیدی چھا گئی ہے اور وہ اپنی داڑھی کو وسمہ سے رنگتا ہے اور اس کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وہ اپنی داڑھی کے بارے میں جھوٹ بولتا ہے''۔

عبدالوہاب بن محمد:

ابن عبدالوہاب بن عبدالواحد بن محمد شیرازی فارسی' آپ نے حدیث کا بہت سماع کیا اور فقہ سیکھی اور نظام الملک نے ۴۸۳ھ میں بغداد میں نظامیہ کی تدریس آپ کے سپرد کی اور آپ نے وہاں مدت تک درس دیا اور آپ احادیث لکھایا کرتے تھے۔ اور بہت غلطیاں کرتے تھے' آپ نے ایک دفعہ حدیث بیان کی کہ صلوٰۃ فی اثر الصلاۃ کتاب فی علیین تو اس نے کہا کتاب فی غلس' پھر اس کی تفسیر کرنے لگے کہ وہ ان سے زیادہ واضح ہے۔

محمد بن ابراہیم:

ابن عبیدالاسدی' شاعر' آپ نے الخلیل الجہالی سے ملاقات کی اور وہ اپنے اشعار سے معارضہ کرنے والے کا بہت دلدادہ تھا' اور آپ نے یمن وحجاز' پھر حجاز اور پھر خراسان میں اقامت اختیار کی۔ آپ کے اشعار ہیں ؎

''میں نے کہا میں بار بار آنے سے گراں بار ہو گیا ہوں' اس نے کہا میرا کندھا احسانات سے گرانبار ہو گیا ہے' میں نے کہا تو نے لمبا کر دیا ہے' اس نے کہا بلکہ میں نے احسان کیا ہے' میں نے کہا تو نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے' اس نے کہا میری محبت کی رسی کو''۔

یوسف بن علی:

ابوالقاسم زنجانی فقیہ' آپ دیندار تھے' شیخ ابواسحاق شیرازی سے بحوالہ قاضی ابوالطیب روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک روز جامع منصور میں ایک حلقہ میں بیٹھے تھے کہ ایک خراسانی نوجوان آیا اور اس نے بارش کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی' نوجوان نے کہا یہ غیر مقبول ہے اور ابھی اس نے اپنی بات مکمل نہیں کی تھی کہ مسجد کی چھت سے ایک سانپ گرا اور لوگ اُٹھ کر بھاگ اٹھے اور سانپ نے ان کے درمیان سے اس نوجوان کا پیچھا کیا۔ اسے کہا گیا توبہ کر و توبہ کرو' اس نے کہا میں نے توبہ کی' تو وہ سانپ چلا گیا اور ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کہاں چلا گیا' ابن جوزی نے اسے اپنے شیخ ابومعمر انصاری سے بحوالہ ابوالقاسم ہذا روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم



واقعات ــــ ۵۰۱ھ

اس سال خلیفہ نے اپنے نئے وزیر ابوالمعالی ہبۃ اللہ بن محمد بن المطلب کو نیا خلعت دیا اور اس کا اکرام و تعظیم کی' اور اس سال کے ربیع الآخر میں سلطان محمد بغداد آیا اور وزیر اور سرکردہ لوگوں نے اس کا استقبال کیا' اور اس نے بغداد کے باشندوں سے حسن سلوک کیا اور اس کی فوج کا کوئی شخص کسی چیز سے معترض نہ ہوا' اور سلطان صدقہ بن منصور اسدی سے الحلۃ اور تکریت کا حاکم تھا اس وجہ سے ناراض ہوا کہ اس نے اس کے ایک دشمن کو پناہ دی تھی' جسے ابو دلف سرمان دیلمی کہا جاتا تھا' جو ساوہ کا حکمران تھا۔ اور اس نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ اسے اس کے پاس بھیج دے مگر اس نے ایسا نہ کیا' تو اس نے اس کی طرف فوج بھیجی' جس نے صدقہ کی فوج کو شکست دی۔ حالانکہ اس کی فوج بیس ہزار سواروں اور تیس ہزار پیادوں پر مشتمل تھی' اور صدقہ' میدانِ کارزار میں مارا گیا' اور اس کے سرکردہ اصحاب کی ایک جماعت قیدی ہوگئی' اور انہوں نے اس کی بیوی سے پانچ لاکھ دینار اور نفیس جواہر لے لیے' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس سال ایک اندھی بچی ظاہر ہوئی' جو لوگوں کے رازوں اور جو کچھ ان کی نیتوں اور دلوں میں ہوتا تھا اس کے بارے میں گفتگو کرتی تھی' اور لوگوں نے ہر طرح کے حیلوں سے اس کا حال معلوم کرنا چاہا مگر وہ معلوم نہ کر سکے۔ ابن عقیل نے بیان کیا ہے کہ علماء اور خواص وعوام پر اس کا معاملہ مشکل ہو گیا' حتیٰ کہ انہوں نے اس سے انگوٹھیوں کے اُلٹے اور مشکل نقوش اور نگینوں کی انواع اور اشخاص کی صفات اور جو کچھ بنادق کے اندر موم اور مختلف مٹی ہوتی ہے اور خرق وغیرہ کے متعلق پوچھا' تو اس نے ہوبہو اسے بتا دیا' حتیٰ کہ ان میں سے ایک شخص نے اپنے ذکر پر اپنا ہاتھ رکھ کر اس کے متعلق اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگی' وہ اسے اپنے اہل وعیال کے پاس لے جائے گا۔

اور اس سال قاضی فخر الملک ابوعبید علی حاکم طرابلس مسلمانوں سے فرنگیوں کے خلاف مدد مانگنے بغداد آیا تو سلطان غیاث الدین محمد نے اس کا بہت اکرام کیا اور اسے خلعت دیا اور فرنگیوں سے جنگ کرنے کے لیے اس کے ساتھ بہت سی افواج بھیجیں۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

تمیم بن المعز بن بادیس:

حاکم افریقہ' حلم وکرم اور احسان کے لحاظ سے یہ بہترین بادشاہوں میں سے تھا' اس نے چالیس سال بادشاہت کی' اس کی عمر ۹۹ سال تھی اور اس نے ایک سو سے زیادہ بیٹے اور ساٹھ بیٹیاں چھوڑیں' اور اس کے بعد اس کا بیٹا یحییٰ بادشاہ بنا' اور ایک شاعر نے امیر تمیم کی کیا ہی اچھی تعریف کی ہے ؎

''ہم نے قدیم روایت سے اس کی سخاوت کے متعلق' جو کچھ سنا ہے وہ اس سے بہت بلند ہے' ان باتوں کو سیلاب'

[illegible] تمیز کی جتھیلی [illegible] گئے ہیں۔

صدقہ بن منصور

ابن دبیس بن علی بن مزید' اسدی' امیر سیف الدولۃ الحلۃ السیفیت اور واسط وغیرہ کا حکمران ہے یہ ادیب عفیف اور حرمت والا تھا۔ ہر خائف کی پناہ گاہ اور وہ اس کے ملک میں اور اس کی حفاظت میں محفوظ ہوتا تھا اور یہ مشکل کتب کو پڑھتا تھا' اور اس کی تحریر اچھی نہیں تھی' اس نے بہت سی نفیس کتب کو جمع کیا' اور اس نے کسی عورت پر کبھی نکاح نہیں کیا' اور حرمت کی حفاظت کے لیے کسی لونڈی پر لونڈی نہیں بنائی تاکہ وہ کسی کا دل نہ توڑے اور بہت سے اوصاف جمیلہ سے اس کی تعریف کی ہے' ایک جنگ میں اسے قتل کر دیا گیا' اسے اس کے غلام برغش نے قتل کیا اور اس کی عمر ۵۹ سال تھی۔ رحمہ اللہ

واقعات —— ۵۰۲ھ

۲۲ رشعبان جمعہ کے روز خلیفہ المستظہر نے خاتون بن ملک شاہ' خواہر سلطان محمد سے ایک لاکھ دینار مہر پر نکاح کیا اور سونا نچھاور کیا اور معاہدہ اصبہان میں لکھا گیا' اور اس سال حاکم دمشق اتابک طغتکین اور فرنگیوں کے درمیان بہت جنگیں ہوئیں' اور اس سال سعید بن حمید العمری نے الحلۃ السیفیہ پر قبضہ کر لیا' اور اس سال دجلہ میں بہت سیلاب آیا اور غلے غرق ہو گئے' اور اس کی وجہ سے بھاؤ بہت گراں ہو گئے' اور امیر قیماز نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الحسن العلوی:

ابو ہاشم ابن رئیس ہمدان' یہ شخص بہت مالدار تھا' سلطان نے ایک وقت اس سے نو لاکھ دینار کا مطالبہ کیا تو اس نے ان کا وزن کر دیا' اور کوئی جاگیر وغیرہ فروخت نہ کی۔

الحسن بن علی:

ابو الفوارس بن الخازن' خط منسوب کا مشہور کاتب' اس نے اس سال ذوالحجہ میں وفات پائی' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے ہاتھ سے پانچ سو ختم لکھے اور اچانک مر گیا۔

البحر کا مؤلف الردیانی:

عبد الواحد بن اسماعیل' ابو المحاسن الردیانی' آپ طبرستان کے باشندے تھے' اور ائمہ شافعیہ میں سے' ۴۱۵ھ میں پیدا ہوئے اور آفاق کی طرف سفر کیا اور ماوراء النہر تک پہنچ گئے' اور سب علوم حاصل کیے۔ اور حدیث کا بہت سماع کیا اور مذہب کے بارے میں کتب تصنیف کیں' جن میں سے البحر فی الفروع بھی ہے جو غرائب وغیرہ کی جامع ہے اور مثل مشہور ہے "حدث عن البحر ولا حرج" کہ البحر سے روایت کرو کوئی حرج کی بات نہیں۔ اور یہ بیان کیا کرتے تھے کہ اگر امام شافعی کی کتب جل جائیں

تو میں انہیں اپنے حفظ سے لکھوا دوں گا۔ آپ جمعہ کے روز جو عاشورا کا دن تھا، مع طبرستان میں مظلومانہ طور پر قتل کیے گئے' آپ کو طبرستان کے ایک باشندے نے قتل کیا۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے آپ نے ناصر المروزی سے فقہ سیکھی اور ان کی طرف سے حاشیہ لکھا اور الرویانی کو بہت عزت وحرمت حاصل تھی اور آپ نے اصول وفروع کے بارے میں شاندار تصنیف کی ہیں جن میں سے بحر المذہب اور کتاب المنصوص الامام شافعی اور کتاب الکافی اور حلیۃ المومن بھی ہیں اور خلافیات کے بارے میں بھی آپ کی کتب ہیں۔

یحییٰ بن علی:

ابن محمد بن الحسن بن بسطام' شیبانی تبریزی' ابوزکریا' آپ لغت ونحو کے ایک امام ہیں' آپ نے ابوعلی وغیرہ کو سنایا ہے اور ایک جماعت نے آپ سے تربیت پائی ہے' جن میں منصور بن الجوالیقی بھی ہیں' ابن ناصر نے بیان کیا ہے کہ آپ نقل میں ثقہ تھے اور آپ کی بہت سی تصانیف ہیں' اور ابن خیرون نے بیان کیا ہے کہ آپ کا مذہب اچھا نہ تھا' آپ نے جمادی الآخرۃ میں وفات پائی اور باب البرز میں شیخ ابواسحاق شیرازی کے پہلو میں دفن ہوئے۔

واقعات — ۵۰۳ھ

اس سال فرنگیوں نے طرابلس شہر پر قبضہ کر لیا اور اس میں جو مرد تھے انہیں قتل کر دیا۔ اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور مال ومتاع کو حاصل کیا۔ پھر اس کے دس راتوں بعد جبلہ شہر پر قبضہ کر لیا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اور ان میں سے فخر الملک بن عمار بھاگ گیا' اور اس نے حاکم دمشق طغتکین کا قصد کیا تو اس نے اس کا اکرام کیا اور اسے بہت سے شہر جاگیر میں دیئے۔

اور اس سال ایک باطنی نے وزیر ابونصر بن نظام الملک پر حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا۔ پھر باطنی کو گرفتار کر لیا گیا اور اسے شراب پلائی گئی' تو اس نے باطنیوں کی ایک جماعت کا اقرار کیا' پس انہیں گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا' اور امیر قیماز نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن علی:

ابن احمد' ابوبکر العلوی' آپ دیواروں کو چونا کرنے کا کام کرتے تھے' اور تصویر نہیں بناتے تھے' اور کسی سے کچھ نہیں لیتے تھے' اور آپ کی املاک تھیں جن سے فائدہ اُٹھاتے تھے اور غذا حاصل کرتے تھے' آپ نے قاضی ابویعلی سے حدیث کا سماع کیا اور ان سے کچھ فقہ بھی سیکھی' اور آپ جب حج کرتے تو مکہ میں قبروں کی زیارت کرتے' اور جب حضرت فضیل بن عیاض کی قبر پر پہنچتے تو اپنے عصا سے اس کے پہلو میں لکیر لگاتے اور کہتے اَے میرے رب! اس جگہ' بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے اس سال حج کیا اور احرام باندھے عرفات میں کھڑے ہوئے اور اس دن کے آخر میں فوت ہو گئے۔ آپ کو غسل وکفن دے کر بیت اللہ کے

گرجانے کا ارادہ کیا پھر حضرت فضیل بن عیاض کے پہلو میں اس جگہ دفن کیا گیا' جہاں آپ چٹان سے ٹیک لگایا کرتے تھے'
بغداد میں لوگوں کو آپ کی وفات کی اطلاع ملی تو وہ آپ کے جنازہ غائب کے لیے اکٹھے ہوئے' حتیٰ کہ اگر آپ ان کے
درمیان فوت ہوتے تو اس سے زیادہ اکٹھ نہ ہوتا۔ رحمہ اللہ

عمر بن عبدالکریم:

ابن سعدویہ الفتیان الدہقانی آپ نے طلب حدیث کے بارے میں سفر کیا اور جہاں گردی کی اور تخریج وانتخاب کیا' اور آپ کو اس کام کی سمجھ حاصل تھی' اور آپ ثقہ تھے' اور ابو حامد غزالی نے کتاب الصحیحین کی آپ سے تصحیح کی ہے' آپ کی وفات اس سال سرخس میں ہوئی۔

محمد' جو اخو حماد کے نام سے مشہور ہیں:

آپ کبار صلحاء میں سے تھے اور آپ کو مزمن مرض تھا' آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو صحت یاب ہو گئے' اور اپنی مسجد میں چالیس سال گوشہ نشین رہے' صرف جمعہ کے لیے باہر جاتے تھے' اور لوگوں سے میل جول منقطع کر دیا۔ آپ کی وفات اس سال ہوئی اور ایک زاویہ میں دفن ہوئے جو حضرت امام ابو حنیفہ کی قبر کے نزدیک ہے۔ رحمہ اللہ

واقعات ــــ ۵۰۴ھ

اس کے آغاز میں بغداد کے فقہاء وغیرہ کی ایک جماعت جہاد کے لیے اور فرنگیوں سے جنگ کرنے کے لیے شام کی طرف جانے کے لیے تیار ہوئی' جن میں ابن الزغوانی بھی تھے' اور یہ اس وقت کی بات ہے جب انہیں اطلاع ملی کہ انہوں نے متعدد شہروں کو فتح کر لیا ہے' جن میں سے صیداء شہر کو ربیع الاوّل میں فتح کیا اور اسی طرح دوسرے شہروں کو بھی فتح کر لیا' پھر جب انہیں فرنگیوں کی کثرت کی اطلاع ملی تو ان میں سے بہت سے آدمی واپس آ گئے۔

اور اسی سال خاتون بنت ملک شاہ زوجہ خلیفہ بغداد آئی' اور اپنے بھائی سلطان محمد کے گھر اتری' پھر اس کا سامان ۶۲ اونٹوں اور ۲۷ خچروں پر لادا گیا اور اس کی آمد کی خوشی میں بغداد کو آراستہ کیا گیا' اور وہ ۱۱ رمضان کو خلیفہ کے پاس آئی اور وہ جشن کی رات تھی۔

اور اس سال ابو بکر الشاشی نے التاجیہ کے ساتھ النظامیہ میں بھی درس دیا' اور اعیان اور وزیر ان کے پاس حاضر ہوئے' اور قیماز نے لوگوں کو حج کروایا۔ اور خراسانی پیاس اور پانی کی کمی کی وجہ سے حج نہ کر سکے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ادریس بن حمزہ:

ابوالحسن الشاشی الرملی العثمانی' آپ شافعی مذہب کے بڑے مناظر تھے' آپ نے سب سے پہلے نصر بن ابراہیم سے فقہ

سیکھی' پھر بغداد میں ابو اسحاق شیرازی سے فقہ سیکھی اور خراسان چلے گئے' حتیٰ کہ ماوراء النہر تک پہنچ گئے' اور سمرقند میں قیام کیا اور اس نے مدرسہ میں پڑھایا' یہاں تک کہ اس سال وفات پا گئے۔

علی بن محمد:

ابن علی بن عماد الدین' ابو الحسن طبری' جو الکیا الہراسی کے نام سے مشہور ہیں' اور شافعیہ کے سرکردہ کبار فقہاء میں سے ہیں' ۴۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اور امام الحرمین سے اشتغال کیا' آپ اور امام غزالی آپ کے بڑے شاگردوں میں سے ہیں۔ دونوں میں سے ہر ایک نے بغداد میں نظامیہ کی تدریس کا کام سنبھالا اور یہ ابو الحسن' فصیح' بلند آواز اور خوبصورت تھے اور نیشاپور میں نظامیہ کی ہر سیڑھی پر ابلیس پر سات بار لعنت کرتے تھے اور وہ ستر سیڑھیاں تھیں' آپ نے حدیث کا بہت سماع کیا اور مناظرے کیے اور فتوے دیئے اور پڑھایا' اور آپ اکابر فضلاء اور سادات فقہاء میں سے تھے اور آپ کی ایک کتاب ہے جس کی ایک جلد میں آپ نے امام احمد بن حنبلؒ کا ردّ کیا ہے جن میں آپ منفرد ہیں' اور آپ کی دیگر تصانیف بھی ہیں' اور ایک مرتبہ آپ پر تہمت لگی کہ آپ باطنیہ کی امداد کرتے ہیں تو آپ سے تدریس کو چھین لیا گیا' پھر علماء کی ایک جماعت نے اس سے آپ کے بری ہونے کی گواہی دی' جن میں ابن عقیل بھی شامل تھے' تو دوبارہ آپ کو تدریس کا کام دے دیا گیا۔

آپ نے اس سال یکم محرم جمعرات کے روز ۵۴ سال کی عمر میں وفات پائی' اور شیخ ابو اسحاق شیرازی کے پہلو میں دفن ہوئے۔

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ احادیث کو حفظ کرتے تھے اور ان سے مناظرہ کرتے تھے' اور آپ کا قول ہے کہ جب میدانِ مقابلہ میں احادیث کے شہسوار جولانی کرتے ہیں تو ہواؤں کے چلنے کی جگہوں پر قیاسات کے سر اُڑ جاتے ہیں' اور سلفی نے آپ سے روایت کی ہے کہ آپ سے کاتبانِ حدیث کے بارے میں فتویٰ پوچھا گیا کہ کیا وہ فقہاء کی وصیت میں داخل ہوں گے' تو آپ نے فرمایا ہاں' کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میری اُمت میں سے جو شخص چالیس احادیث حفظ کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے عالم کی حیثیت سے اُٹھائے گا۔

اور آپ سے یزید بن معاویہؓ کے بارے میں فتویٰ پوچھا گیا تو آپ نے اس کے تلاعب وفسق کو بیان کیا اور اسے گالی دینا جائز قرار دیا' مگر امام غزالی نے اس بارے میں آپ کی مخالفت کی اور اسے سب وشتم کرنے سے منع کیا' کیونکہ وہ مسلمان ہے' اور یہ ثابت نہیں ہوا کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے راضی تھا۔ اور اگر ثابت بھی ہو جائے تب بھی یہ اسے لعنت کرنے کا جواز نہیں بنتا۔ اس لیے کہ قاتل کو لعنت نہیں کی جاتی' خاص طور پر جبکہ توبہ کا دروازہ کھلا ہو' اور اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرنے والا الغفور الرحیم ہے۔

امام غزالی نے بیان کیا ہے کہ اس کے لیے رحم کی دُعا کرنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ بلکہ ہم عموماً نمازوں میں جملہ مومنین مسلمین کے ساتھ اس کے لیے رحمت کی دُعا کرتے ہیں۔

ابن خلکان نے اسے ان کے الفاظ کے ساتھ الکیا کے حالات میں بیان کیا ہے اور الکیا بڑی شان والا اور معظم آدمی تھا۔ واللہ اعلم

واقعات — ۵۰۵ھ

اس سال سلطان غیاث الدین نے حاکم موصل مودود بن زنگی کے ساتھ جملہ امراء اور نائبین کے ہمراہ جن میں سلمان القبطی' حاکم تبریز' حاکم مراغہ احمد یل' حاکم ماردین' امیر ایلغاری' ایک بہت بڑی فوج' شام میں فرنگیوں کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجی' ان سب امراء کا سالار حاکم موصل' مودود بن زنگی تھا' پس انہوں نے فرنگیوں کے ہاتھوں سے بہت سے قلعے چھین لیے۔ اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا' اور جب وہ دمشق میں داخل ہوئے تو امیر مودود اس کی جامع میں نماز پڑھنے گیا تو ایک باطنی ایک سائل کے لباس میں اس کے پاس آیا اور اس سے کوئی چیز طلب کی تو اس نے اسے دے دی' اور جب وہ اس کے قریب ہوا تو اس نے اس کے دل پر ضرب لگائی اور وہ اسی وقت مر گیا' اور جامع بغداد کی چھت پر ایک اندھا شخص زہر آلود چاقو کے ساتھ پایا گیا' بیان کیا گیا ہے کہ وہ خلیفہ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

اور اس سال خلیفہ کے ہاں دختر سلطان سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور ڈھول تاشے بجائے گئے' اور اس کا لڑکا مر گیا' اور دنیا ایسے ہی ہے اور وہ اس کی وفات سے راضی ہوا' اور وزیر مبارکباد اور تعزیت کے لیے بیٹھا' اور رمضان میں وزیر احمد بن نظام کو معزول کر دیا گیا اور اس کی مدتِ وزارت ۴ سال ۱۱ ماہ تھی۔

اور اس سال فرنگیوں نے صور شہر کا محاصرہ کر لیا' اور وہ مصریوں کے قبضے میں تھا' اور ان کی جانب سے عز الملک الاعز اس کا حکمران تھا' پس اس نے ان سے شدید جنگ کی اور اس کی خوب حفاظت کی' حتیٰ کہ اس کے پاس جو تیر اور سامانِ جنگ تھا وہ ختم ہو گیا' تو حاکم دمشق طغتکین نے اسے مدد دی اور اسے سامان جنگ اور آلات بھیجے تو اس کا دل مضبوط ہو گیا۔

اور اس سال کے شوال میں فرنگی اسے چھوڑ کر چلے گئے' اور امیر الجیوش قطر الخادم نے لوگوں کو حج کرایا' اور یہ سرسبز و شاداب اور ارزاں سال تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابو حامد غزالی محمد بن محمد بن محمد:

ابو حامد غزالی ۴۵۰ھ میں پیدا ہوئے' امام الحرمین سے فقہ سیکھی اور بہت سے علوم میں کمال حاصل کیا اور متعدد فنون میں آپ کی تصانیف پھیلی ہوئی ہیں' آپ ہر لحاظ سے دانایان عالم میں سے ہیں' آپ جوانی ہی میں سردار بن گئے' حتیٰ کہ آپ نے بغداد کے نظامیہ میں ۴۸۴ھ میں ۳۴ سال کی عمر میں درس دیا اور سرکردہ علماء آپ کے پاس حاضر ہوئے' اور جملہ حاضرین میں ابو الخطاب اور ابن عقیل بھی تھے' جو حنابلہ کے سرکردہ لوگوں میں سے ہیں اور وہ آپ کی فصاحت و اطلاع سے متعجب ہوئے' ابن

جوزی نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے آپ کی گفتگو کو اپنی تصانیف میں لکھا ہے' پھر آپ نے کلیتہً دنیا کو چھوڑ دیا اور [illegible] اعمالِ آخرت کی طرف متوجہ ہو گئے' اور آپ کتابت سے روزی کماتے تھے' اور آپ نے شام کی طرف سفر کیا اور مدت تک دمشق اور بیت المقدس میں قیام کیا اور اس دوران میں کتاب احیاء علوم الدین تصنیف کی اور یہ ایک عجیب کتاب ہے جو شرعیات کے بہت سے علوم پر مشتمل ہے' اور اس میں تصوف اور اعمالِ قلوب کی لطیف باتوں کی چاشنی بھی ہے' لیکن اس میں بہت سی غریب منکر اور موضوع احادیث پائی جاتی ہیں' جیسا کہ دیگر کتب فروع میں پائی جاتی ہیں' جن سے حلال وحرام کے متعلق استدلال کیا جاتا ہے' پس شیریں اور ترغیب وترہیب کے لیے موقوع کتاب' دوسری کتابوں سے زیادہ آسان ہوتی ہے' اور ابوالفرج ابن جوزی اور پھر ابن الصلاح نے اس کی بہت تقسیم کی ہے' اور المازری نے چاہا ہے کہ وہ آپ کی کتاب احیاء علوم الدین کو جلا دیں' اور اسی طرح دیگر مغاربہ نے بھی کہا ہے' وہ کہتے ہیں یہ کتاب ان کے دین کے علوم کو زندہ کرنے والی ہے اور ہمارے دین کے علوم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ نے زندہ کر دیا ہے' جیسا کہ میں نے یہ بات آپ کے حالات میں الطبقات میں بیان کی ہے' اور ابن شکر نے احیاء علوم الدین کے کئی مقامات کا کھوٹ بیان ہے اور ایک مفید تصنیف میں اس کے کھوٹ کو واضح کیا ہے' اور حضرت امام غزالی بیان کیا کرتے تھے' میں حدیث میں کم پونجی رکھتا ہوں' بیان کیا جاتا ہے آپ آخری عمر میں سماعِ حدیث اور صحیحین کے تحفظ کی طرف مائل ہو گئے تھے اور ابن جوزی نے احیاء کے خلاف ایک کتاب تصنیف کی ہے اور اس کا نام علوم الاحیاء باغالیط الاحیاء رکھا ہے' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ پھر ایک وزیر نے آپ کو نیشاپور جانے کا پابند کیا اور آپ نے اس کے نظامیہ میں درس دیا' پھر اپنے شہر طوس کو واپس آ گئے اور وہاں اقامت اختیار کر لی اور ایک خانقاہ بنائی' اور ایک خوبصورت گھر تعمیر کیا اور اس میں ایک شاندار باغ لگایا اور تلاوتِ قرآن اور صحیح احادیث کے حفظ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

اور اس سال ۱۴ / جمادی الآخرۃ کو سوموار کے روز وفات پائی اور اسی مقام پر دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ۔ اور آپ کے ایک دوست نے حالت نزع میں آپ سے پوچھا' مجھے وصیت فرمائیے' آپ نے فرمایا اخلاص کے پابند رہو اور آپ اسے مسلسل دہراتے رہے' حتیٰ کہ فوت ہو گئے۔ رحمہ اللہ۔

واقعات — ۵۰۶ھ

اس سال جمادی الآخرۃ میں ابن الطبری' نظامیہ کے مدرس بن بیٹھے اور الشاشی کو اس سے معزول کر دیا گیا' اور اس سال ایک عابد شیخ صالح یوسف بن داؤد بغداد آیا' اور اس نے لوگوں کو وعظ کیا اور اسے بڑی مقبولیت ہوئی اور وہ شافعی تھا' جس نے شیخ ابواسحاق شیرازی سے فقہ سیکھی پھر عبادت ودرویشی میں مشغول ہو گیا' اور اس کے احوال صالح تھے' ایک دفعہ ایک شخص نے جسے ابن السقانی کہا جاتا تھا' ایک مسئلہ میں آپ سے مناظرہ کیا تو آپ نے اسے فرمایا' خاموش ہو جا مجھے تیری گفتگو سے کفر کی بو آتی ہے اور شاید تو دین اسلام کے سوا کسی اور دین پر مرے گا' اتفاق سے کچھ عرصہ بعد ابن السقانی ایک کام کے لیے بلادِ روم کی طرف گیا اور وہاں عیسائی ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور ایک دفعہ آپ [illegible] تھے، ابو بکر الشاشی کے بیٹے آپ کے پاس آئے اور آپ سے کہنے لگے اگر آپ نے اشعری کے مذہب پر گفتگو کرنی ہے تو کیجئے ورنہ چپ ہو جائیے' آپ نے فرمایا تم اپنی جوانی سے شاد کام نہ ہو تو وہ دونوں جوانی ہی میں مر گئے اور ادھیڑ عمر کو نہ پہنچ سکے اور اس سال امیر الجیوش بطر الخادم نے لوگوں کو تنگ کروایا اور انہیں بیان سے تکلیف دی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

صاعد بن منصور:

ابن اسماعیل بن صاعد' ابو العلاء خطیب نیشاپوری' آپ نے حدیث کا بہت سماع کیا اور اپنے باپ کے بعد خطابت اور تدریس وتذکیر کا کام سنبھالا اور ابو المعالی الجوینی آپ کی تعریف کرتے تھے اور آپ خوارزم کے قاضی بھی بنے۔

محمد بن موسیٰ بن عبداللہ:

ابو عبداللہ البلاساغونی ترکی حنفی' جو المشنی کے نام سے مشہور ہیں' حافظ ابن عساکر نے آپ سے ایک حدیث بیان کی ہے اور بیان کیا ہے کہ آپ بیت المقدس کے قاضی بنے اور لوگوں کو اس سے تکلیف ہوئی تو آپ کو وہاں سے معزول کر دیا گیا۔ پھر آپ دمشق کے قاضی بنے' اور آپ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے بارے میں غلو کرتے تھے' اور آپ نے مشنی میں اقامت اختیار کی اور کہا کہ اللہ اسے صلاح الدین کی حکومت سے زائل کر دے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے جامع میں حنفی امام مقرر کرنے کا عزم کیا تو اہل دمشق نے اس بات سے انکار کیا اور انہوں نے اس کے پیچھے پڑھنے سے انکار کیا' اور سب نے دار الخیل میں نماز پڑھی' اور وہ جامع سے قبل مدرسہ امینیہ کی جگہ تھی' اور اس کے ساتھ صرف چار راستے تھے' اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے حکومت حاصل ہوتی تو حضرت امام شافعی کے اصحاب سے جزیہ لیتا' اور آپ اصحاب مالک سے بھی بغض رکھتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ قضا میں آپ کی روش اچھی نہ تھی' اور آپ اس سال ۱۳؍ جمادی الآخرت کو جمعہ کے روز فوت ہوئے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں بھی جامع میں آپ کے جنازہ میں شامل ہوا اور اس وقت میں چھوٹا بچہ تھا۔

المعمر بن المعمر:

ابو سعد بن ابی عمار الواعظ' آپ فصیح' بلیغ' ظریف اور ذہین تھے اور وعظ کے بارے میں آپ کی باتیں اچھی تھیں اور رسائل مسموعہ بھی اچھے تھے' آپ نے اس سال ربیع الاوّل' باب حرب میں وفات پائی۔

ابو علی المعمری:

آپ عابد و زاہد تھے' اور ادنیٰ سی چیز سے خوراک حاصل کرتے تھے' پھر آپ کو علم کیمیا کی سوجھی' اور آپ کو پکڑ کر دار الخلافہ کی طرف لے جایا گیا اور اس کے بعد آپ کی کوئی خبر معلوم نہیں ہوئی۔

نزہتہ:

خلیفہ المستظہر باللہ کی ام ولد' یہ سیاہ فام' حیادار اور رقیق دل تھیں۔ اس سال ۱۲ شوال کو جمعہ کے روز وفات پائی۔

ابوسعد السمعانی:

الانساب وغیرہ کے مصنف۔ آپ تاج الاسلام عبدالکریم بن محمد بن ابی المظفر المنصور عبدالجبار السمعانی المروزی' شافعی فقیہ' حافظ' محدث' قوام الدین اور ائمہ مصنفین میں سے تھے' آپ نے سفر کیا اور سماع کیا' حتیٰ کہ آپ نے چار ہزار شیوخ کے متعلق لکھا' اور تاریخ' تفسیر' انساب اور خطیب بغدادی کی تاریخ پر ضمیمہ لکھا' اور ابن خلکان نے آپ کی متعدد کتب کا ذکر کیا ہے' جن میں آپ کی وہ کتاب بھی ہے جس میں آپ نے ایک سو شیخ سے ایک ہزار حدیث جمع کی ہیں اور ان کے اسناد و متن کے بارے میں بھی گفتگو کی ہے اور وہ بہت مفید ہے۔ رحمہ اللہ

واقعات — ۵۰۷ھ

اس سال طبریہ کے علاقے میں مسلمانوں اور فرنگیوں کے درمیان عظیم معرکہ ہوا اور اس میں دمشق کا بادشاہ طغتکین اور اس کے ساتھ حاکم سنجار اور حاکم ماردین اور حاکم موصل بھی تھے' انہوں نے فرنگیوں کو رسواکن شکست دی اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور ان سے بہت سے اموال غنیمت میں حاصل کیے۔ اور ان سب نواح پر قبضہ کر لیا۔ پھر وہ دمشق واپس آ گئے۔

اور ابن الساعی نے اپنی تاریخ میں اس سال میں حاکم موصل ملک مودود کے قتل ہونے کا ذکر کیا ہے' راوی کا بیان ہے کہ اس نے اور ملک طغتکین نے جمعہ کے روز جامع میں نماز پڑھی' پھر دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے صحن کی طرف گئے' تو ایک باطنی نے اچھل کر مودود پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا' بیان کیا جاتا ہے کہ طغتکین نے اس کے خلاف اس کی مدد کی تھی۔ واللہ اعلم

اور فرنگیوں کی جانب سے مسلمانوں کو خط آیا جس میں لکھا تھا کہ جس قوم نے اپنے سردار کو اپنی عید کے دن اپنے معبود کے گھر میں قتل کر دیا ہے' اللہ پر واجب ہے کہ اسے تباہ کر دے۔

اور اس سال الپ ارسلان بن رضوان بن تتش نے اپنے باپ کے بعد' حلب پر قبضہ کر لیا اور اس کی سلطنت کے کاموں کی ذمہ داری خادم لولو نے سنبھال لی اور اس کے پاس صرف علامت ہی رہ گئی' اور اس سال اس ہسپتال کا افتتاح ہوا جسے کمشتکین خادم نے بغداد میں تعمیر کیا تھا اور زنگی بن برشق نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اسماعیل بن حافظ ابی بکر بن الحسین البیہقی:

آپ نے بہت سماع کیا اور شہروں میں پھرے اور خوارزم شہر میں پڑھایا اور آپ اہل حدیث میں سے فاضل اور پسندیدہ مذہب تھے' آپ کی وفات اس سال آپ کے شہر بیہق میں ہوئی۔

شجاع بن ابی شجاع:

فارس بن الحسین بن فارس ابو غالب الذہلی الحافظ آپ نے بہت سماع کیا اور آپ اس کام کے فاضل تھے اور آپ تاریخ الخطیب کی تکمیل میں لگ گئے پھر اس نے اسے غسل دیا اور آپ کثرت تو بہ، استغفار کرتے تھے کیونکہ آپ نے ابن الحجاج کے شعر کو بہت بار لکھا تھا آپ نے اس سال ۷۷ برس کی عمر میں وفات پائی۔

محمد بن احمد:

ابن محمد بن احمد بن اسحاق بن الحسین بن منصور بن معاویہ بن محمد بن عثمان بن عتبہ بن عنبسہ بن معاویہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب اموی ابو المظفر بن ابی العباس الابیوردی' الشاعر' آپ لغت اور انساب کے عالم تھے' آپ نے بہت سماع کیا اور ابو ورد کی تاریخ اور انساب العرب کی تصنیف کی' اور المؤتلف و المختلف کے بارے میں بھی آپ کی ایک کتاب ہے' وغیر ذالک۔ اور آپ غرور وتکبر کی طرف منسوب تھے' حتیٰ کہ آپ اپنی نماز میں دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے زمین کے مشارق و مغارب کا بادشاہ بنا دے' اور آپ نے ایک دفعہ خلیفہ المعادی کی طرف خط لکھا' تو خلیفہ نے میم ہٹا دی اور باقی العادی رہ گیا' اور آپ کے اشعار ہیں ؎

''میرا زمانہ مجھ سے بگڑ گیا اور اسے معلوم نہیں کہ میں بڑا معزز ہوں اور زمانے کے واقعات حقیر ہیں۔ اور زمانہ دن کو مجھے اپنے حملے دکھانے لگا اور میں نے اسے صبر دکھاتے ہوئے رات گزاری کہ وہ کیسے ہوتا ہے''۔

محمد بن طاہر:

ابن علی بن احمد' ابوالفضل المقدسی الحافظ' آپ ۴۴۸ھ میں پیدا ہوئے اور آپ نے سب سے پہلا سماع ۴۶۰ھ میں کیا اور بہت سے شہروں کی طرف طلب حدیث میں سفر کیا' اور بہت سماع کیا اور اس فن میں آپ کو اچھی معرفت حاصل تھی' اور آپ نے مفید کتابیں لکھیں' ہاں آپ نے اباحت سماع کے بارے میں بھی ایک کتاب لکھی اور تصوف کے بارے میں بھی لکھی ہے اور اس میں نہایت منکر احادیث بیان کی ہیں' اور دوسری کتاب میں صحیح احادیث بیان کی ہیں اور کئی ائمہ نے آپ کے حفظ کی تعریف کی ہے' اور ابن جوزی نے اپنی اس کتاب میں جس کا نام آپ نے ''صفۃ التصوف'' رکھا ہے' آپ کے متعلق بیان کیا ہے کہ آپ کو دیکھنے والا ہنس پڑتا تھا۔ نیز بیان کیا ہے کہ آپ داؤدی المذہب تھے' اور جس نے آپ کی تعریف کی ہے اس نے حفظ حدیث کی وجہ سے آپ کی تعریف کی ہے' وگرنہ جو آپ پر جرح کرتا ہے وہ اولیٰ ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ ابوسعد السمعانی نے آپ کا ذکر کیا ہے اور حجت کے بغیر آپ کا بدلہ لیا ہے' حالانکہ اس سے قبل انہوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے شیخ اسماعیل بن احمد الطلحی سے آپ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس کی بہت تعریف کی اور وہ آپ کے بارے میں بری رائے رکھتے تھے' راوی کا بیان ہے کہ ہم نے ابوالفضل ناصر کو بیان کرتے سنا کہ محمد بن طاہر اس سے حجت نہیں پکڑتے تھے' آپ نے امردوں کو دیکھنے کے جواز میں کتاب لکھی ہے اور آپ اباحیہ مذہب کے تھے۔ پھر آپ نے اس کے اشعار بیان کیے ہیں ؎

''اس زہد وتصوف کو ترک کر دے جس سے باغی لوگوں نے اشتغال کیا ہے' اور دار یا کے دیر کا مقصد کر جہاں راہب

یادری اور شماس ہیں اور کافرہ کے ہاتھ سے شراب کہنہ نوش کرو وہ تجھے نگاہ اور پیالے سے دو شرابیں پلائے گی' پھر ایک بار ایک مرمریں ظرف سے ساقی کی آواز ان جس کی نگاہ اس سے بھی زیادہ تیز ہے اور لوگوں میں امرؤ القیس کے شعر کا جو مشہور ہیں اور ان کے پاس کاغذ میں لکھے ہوئے ہیں اگر تمہاری یاد مجھے راحت نہ دیتی تو میں اپنے سانس کی گرمی سے جل جاتا۔

پھر السمعانی نے بیان کیا ہے' شاید اس نے ان سب باتوں سے توبہ کر لی ہے۔ ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ یہ اچھی بات نہیں کہ ائمہ نے اس پر جو جرح کی ہے اسے بیان کیا جائے' پھر اس کی توبہ کے احتمال سے اس سے معذرت کی جائے۔ اور ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو وہ شعر گنگنانے لگا ۔

''تم بدسلوکی کو نہ جانتے تھے' تم نے اسے کس سے سیکھا ہے؟''

پھر بغداد کی غربی جانب ربیع الاوّل میں آپ وفات پا گئے۔

ابوبکر الشاشی:

المستظہری کے مؤلف محمد بن احمد بن الحسین الشاشی' آپ اپنے زمانے میں شافعیہ کے امام تھے' آپ کی پیدائش محرم ۴۲۷ھ میں ہوئی' اور آپ نے ابویعلیٰ بن الفراء' ابوبکر خطیب اور ابواسحاق شیرازی سے حدیث کا سماع کیا' اور ابواسحاق شیرازی اور دوسروں سے فقہ سیکھی اور الشامل کو اس کے مصنف ابن الصباغ کو سنایا اور اسے اپنی کتاب میں مختصر کیا' جسے آپ نے المستظہر باللہ کے لیے لکھا اور اس کا نام ''حلية العلماء بمعرفة مذاهب الفقهاء'' رکھا اور وہ المستظہری کے نام سے مشہور ہے' اور آپ نے بغداد کے نظامیہ میں بھی پڑھایا' پھر آپ کو وہاں سے معزول کر دیا گیا' اور آپ یہ اشعار پڑھتے تھے ۔

''اے نوجوان اس حالت میں سیکھ کہ شاخ تر و تازہ ہو اور تیری مٹی نرم ہو اور طبیعت قابل ہو' اور اے جوان! تیرے لیے یہی فخر اور شرف کافی ہے کہ حاضرین خاموش ہوں اور تو بات کر رہا ہو''۔

المؤتمن بن احمد:

ابن علی بن الحسین بن عبیداللہ' ابونصر الساجی المقدسی آپ نے حدیث کا بہت سماع کیا' اور آپ صحیح النقل' خوشخط اور خوش سیرت تھے۔ آپ نے مدت تک شیخ ابواسحاق شیرازی سے فقہ پڑھی اور اصبہان وغیرہ کی طرف سفر کیا' اور آپ حفاظ میں شمار ہوتے ہیں' خصوصاً متون کے' اور ابن طاہر نے آپ پر اعتراضات کیے ہیں' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ وہ اس سے زیادہ کے حقدار ہیں اور ثریا کو ثریٰ سے کیا نسبت؟

المؤتمن نے اس سال ۱۲ر صفر کو ہفتے کے روز وفات پائی اور باب حرب میں دفن ہوئے۔



واقعات ــــ ۵۰۸ھ

اس سال بغداد میں عظیم آگ لگی' نیز ارضِ جزیرہ میں خوفناک زلزلہ آیا جس سے تیرہ برج اور الرہاء کے بہت سے گھر اور خراسان کے کچھ گھر اور مختلف شہروں کے بہت سے گھر گر گئے اور ان کے تقریباً ایک لاکھ باشندے ہلاک ہوئے اور خراسان کا نصف قلعہ دھنس گیا اور نصف بچ گیا اور سمیاط کا شہر دھنس گیا اور ملبے کے نیچے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔

اور اس سال حاکم حلب تاج الدولہ الپ ارسلان بن رضوان بن تتش قتل ہو گیا' اس کے غلاموں نے قتل کر دیا' اور اس کے بعد اس کا بھائی سلطان شاہ بن رضوان حکمران بنا۔ اور اس سال سلطان سنجر بن ملک شاہ نے غزنی کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور عظیم مقاتلہ کے بعد اس کا وہاں خطبہ دیا گیا' اور اس نے وہاں سے بہت اموال حاصل کیے' جن کی مثل نہیں دیکھی گئی' جن میں پانچ تاج تھے اور ان میں سے ہر تاج کی قیمت ایک کروڑ دینار تھی اور سونے اور چاندی کے سات تخت تھے اور تیرہ سو مرصع ڈھلے ہوئے ٹکڑے تھے' اس نے وہاں چالیس دن قیام کیا اور اس نے بہرام شاہ کو جو سبکتگین کے گھرانے کا ایک شخص تھا' وہاں بادشاہ مقرر کیا اور سلجوقیوں میں سے اس سنجر کے سوا کسی کا خطبہ نہیں دیا گیا اور اس کے ملوک اہل جہاد اور اہل سنت کے سردار تھے اور کسی بادشاہ نے ان کے خلاف جرأت نہیں کی اور نہ کوئی ان کے مقابلہ کی سکت رکھتا تھا۔ اور وہ بنو سبکتگین تھے۔

اور اس سال سلطان محمد نے امیر آقسنقر البرسقی کو موصل اور اس کے مضافات کا امیر مقرر کیا اور فرنگیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ تو اس نے اس سال کے آخر میں ان سے جنگ کی اور ان سے الرھا اور اس کا حریم اور بروج اور سمیاط چھین لیے اور ماردین کو لوٹا اور اس کے بادشاہ کے بیٹے ایاز ایلغازی کو قید کر لیا تو سلطان محمد نے اس کو دھمکانے کے لیے آدمی بھیجا تو وہ حاکم دمشق طغتگین کے پاس گیا اور دونوں نے سلطان محمد کی نافرمانی کرنے پر اتفاق کر لیا اور ان دونوں کے درمیان اور نائب حمص قرجان بن قراجہ کے درمیان بہت جنگیں ہوئی' پھر انہوں نے صلح کر لی' اور اس سال مرعش کی بیوی افرنجیہ اپنے خاوند کی وفات کے بعد بادشاہ بن گئی' اللہ دونوں پر لعنت کرے۔ اور اس سال امیر الجیوش ابوالخیر یمن الخادم نے لوگوں کو حج کروایا' اور لوگوں نے اس کے ساتھ حج کرنے پر شکر ادا کیا۔

واقعات ــــ ۵۰۹ھ

اس سال سلطان غیاث الدین محمد بن ملک شاہ حاکم عراق نے امیر برشق ابن ایلغاری حاکم ماردین کے ساتھ ایک بہت بڑی فوج حاکم دمشق طغتگین اور آقسنقر البرشقی کی طرف بھیجی کہ وہ ان دونوں سے ان کی نافرمانی کی وجہ سے جنگ کرے اور اس نے اس کا خطبہ موقوف کر دیا' اور جب وہ ان دونوں سے فارغ ہو جائے تو فرنگیوں سے جنگ کرنے کا قصد کرے۔ پس جب

فوج بلاد شام کے نزدیک پہنچی تو دونوں بھاگ کر فرنگیوں کے پاس چلے گئے۔ اور امیر برشق نے کفر طاب آکر اسے بزور قوت فتح کر لیا اور اس میں جو عورتیں اور بچے تھے انہیں پکڑ لیا' اور حاکم انطاکیہ روجیل پانچ سو سواروں اور دو ہزار پیادوں کے ساتھ آیا' اور اس نے مسلمانوں پر حملہ کر کے بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا اور بہت سے اموال حاصل کیے اور برشق ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ بھاگ گیا اور اس کے ساتھ جو فوج تھی وہ تتر بتر ہوگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اور اس سال ذوالقعدہ میں سلطان محمد بغداد آیا اور حاکم دمشق طغتگین اس کے پاس معذرت کرتے ہوئے آیا تو اس نے اسے خلعت دیا اور اسے اس کی عملداری کی طرف واپس کر دیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اسماعیل بن محمد:

ابن احمد بن علی' ابوعثمان اصبہانی' طلب حدیث میں سفر کرنے والا ایک مسافر۔ آپ نے جامع منصور میں تیس نشستوں میں وعظ کیا' اور محمد بن ناصر نے آپ سے لکھوانے کی درخواست کی اور آپ نے اصبہان میں وفات پائی۔

منجب بن عبداللہ المستظہری:

ابوالحسن خادم' آپ بہت عبادت گزار تھے اور محمد بن ناصر نے آپ کی تعریف کی ہے اور بیان کیا ہے کہ آپ نے اصحاب حدیث کے لیے وقف کیا ہے۔

عبداللہ بن المبارک:

ابن موسیٰ' ابوالبرکات السقطی' آپ نے بہت سماع کیا اور اس بارے میں سفر کیا اور آپ لغت کے فاضل اور ماہر تھے اور باب حرب میں دفن ہوئے۔

یحییٰ بن تمیم بن المعز بن بادیس:

حاکم افریقہ آپ بہترین بادشاہوں میں سے تھے' اور عارف' خوش سیرت' فقراء اور علماء کے محبّ تھے' اور آپ نے ان کی رسد اپنے ذمے لی ہوئی تھی۔ آپ نے ۵۲ سال کی عمر میں وفات پائی' اور تیس بیٹے چھوڑے' اور آپ کے بعد آپ کا بیٹا علی حاکم بنا۔

واقعات ــــ ۵۱۰ھ

اس سال بغداد میں بڑی آگ لگی' جس سے بہت سے گھر جل گئے' جن میں نور الہدیٰ الزینبی کا گھر اور نہر زور کی خانقاہ اور نظامیہ کی لائبریری جل گئی' اور کتابیں بچ گئیں' کیونکہ فقہاء نے انہیں اُٹھا لیا تھا' اور اس سال حاکم مراغہ سلطان محمد کی مجلس میں قتل ہو گیا' اسے باطنیہ نے قتل کیا' اور عاشورا کے روز طوس شہر میں حضرت علی بن موسیٰ الرضا کے مزار پر روافض اور اہل سنت کے

درمیان بڑی جنگ ہوئی' جس میں بہت سے لوگ مارے گئے' اور اس سال سلطان' فارس کے حکم ان کی وفات کے بعد اس خوف سے فارس کی طرف گیا کہ حاکم کرمان اس پر قبضہ نہ کرلے اور بطر الخادم نے لوگوں کو حج کرایا اور یہ سرسبز و شاداب اور پر امن سال تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

عقیل بن امام الوفا:

علی بن عقیل حنبلی' آپ ماہر نوجوان تھے' آپ نے قرآن حفظ کیا' اور معانی کو اچھی طرح سمجھا' اور جب آپ فوت ہوئے تو آپ کے باپ نے صبر و شکر کیا اور صبر کا اظہار کیا اور قاری نے تعزیت میں یہ آیت پڑھی ﴿ قالوا یا ایها العزیز ان لهٗ ابًا شیخًا کبیرًا ﴾ تو ابن عقیل بہت روئے۔

علی بن احمد بن محمد:

ابن الزراز' آپ آخری شخص ہیں جنہوں نے ابن مخلد سے الحسن بن عرفہ کے جزء کو روایت کیا ہے' اور دوسری باتوں میں متفرد ہیں' آپ نے اس سال ۹۷ برس کی عمر میں وفات پائی۔

محمد بن منصور:

ابن محمد بن عبدالجبار' ابوبکر السمعانی' آپ نے بہت سماع کیا اور حدیث بیان کی اور بغداد کے نظامیہ میں وعظ کیا اور مرو میں ۱۴۰ مجالس املاء کروائیں۔ اور آپ کو حدیث کی معرفت تامہ حاصل تھی' اور آپ ادیب' شاعر اور فاضل آدمی تھے اور دِلوں میں آپ کو بڑی قبولیت حاصل تھی۔ آپ نے مرو میں ۴۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

محمد بن احمد بن طاہر:

ابن احمد بن منصور خازن' امامیہ کے فقیہ اور کرخ میں ان کے مفتی' آپ نے تنوخی اور ابن غیلان سے حدیث کا سماع کیا اور اس سال کے رمضان میں وفات پائی۔

محمد بن علی بن محمد:

ابوبکر النسوی' شافعی فقیہ' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور بغداد میں گواہوں کا تزکیہ کرنا' آپ کے سپرد تھا' اور آپ فاضل ادیب اور متقی تھے۔

محفوظ بن احمد:

ابن الحسن' ابن الخطاب الکلوازانی' آپ حنابلہ کے ائمہ اور مصنفین میں سے تھے' آپ نے بہت سماع کیا اور قاضی ابویعلی سے فقہ سیکھی اور الونی کو فرائض سنائے اور پڑھایا اور فتویٰ دیا اور مناظرہ کیا اور اصول و فروع کے بارے میں تصانیف کیں' اور آپ کے اشعار اچھے ہیں' اور آپ نے ایک قصیدہ لکھا ہے جس میں اپنے اعتقاد و مذہب کو بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔

''دوست کی یاد اور انس کرنے والی دوشیزگان کا عشق چھوڑ دے اور سعدیٰ کی یاد میں رونا یہ سعدیٰ کی یاد ہے اور یہ اس کا شغل ہے جسے سعادت حاصل نہ ہو اور اگر تو یوم حساب کو نجات چاہتا ہے تو معافی کو سن اور میرے قول پر عمل کر تو ہدایت پا جائے گا''۔

اور اس نے پورے قصیدے کو بیان کیا ہے جو طویل ہے' آپ کی وفات اس سال جمادی الآخرۃ میں ۸۷ سال کی عمر میں ہوئی اور جامع القصر اور جامع المنصور میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور آپ کو امام احمد کے قریب دفن کیا گیا۔

واقعات — ۵۱۱ھ

اس سال ۴ رصفر کو مکمل چاند گرہن ہوا' اور اس سال فرنگیوں نے حماہ کے باڑے پر حملہ کیا اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اپنے ملک کو واپس آ گئے' اور اس سال بغداد میں عظیم زلزلہ آیا' جس سے غربی جانب بہت سے گھر گر گئے' اور غلے وہاں بہت گراں ہو گئے' اور اس سال وہ لولو خادم قتل ہو گیا' جو اپنے استاد رضوان بن تتش کی وفات کے بعد حلب کی مملکت پر قابض ہو گیا تھا' اسے ترکوں کی ایک جماعت نے قتل کیا' وہ حلب سے جعبر جا رہا تھا کہ اس کے غلاموں وغیرہ کی ایک جماعت نے آواز دی' خرگوش' خرگوش اور انہوں نے اسے یہ وہم ڈالتے ہوئے تیر مارے کہ وہ خرگوش کا شکار کر رہے ہیں' پس انہوں نے اسے قتل کر دیا' اور اس سال غیاث الدین سلطان محمد بن ملک شاہ بن الپ ارسلان بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق کی وفات ہوئی جو عراق و خراسان اور دیگر دور دراز علاقوں اور وسیع اقالیم کا بادشاہ تھا' اور یہ بہترین بادشاہوں میں سے تھا' اور ان سے اچھی سیرت والا تھا' عادل' رحیم' خوش اخلاق اور قابل تعریف محبت والا تھا۔ اس کی وفات کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹے محمود کو بلایا اور اسے اپنے ساتھ لگایا اور دونوں رو پڑے' پھر اس نے آسے تخت حکومت پر بیٹھنے کا حکم دیا اور اس وقت اس کی عمر ۱۴ سال تھی' پس وہ تاج اور دو کنگن پہن کر بیٹھا اور حکومت کی' اور جب اس کا باپ فوت ہوا تو اس نے خزانے فوجوں کو دے دیئے' اور ان میں ۱۱ کروڑ دینار تھے اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی' اور بغداد اور دیگر بلاد میں اس کا خطبہ دیا گیا' اور سلطان محمد نے ۳۹ سال اور چند یوم کی عمر میں وفات پائی اور اس سال ملک عادل نورالدین محمود بن زنگی آقسنقر جو دمشق میں حلب کا حکمران تھا' پیدا ہوا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

القاضی المرتضٰی:

ابو محمد عبداللہ بن القاسم بن المظفر بن علی بن القاسم شہرزوری' والد قاضی جمال الدین عبداللہ شہرزوری' جو نورالدین کے زمانے میں دمشق کے قاضی تھے' آپ نے بغداد میں علم اور فقہ حاصل کی اور آپ شافعی المذہب تھے' اور باکمال دیندار تھے' نظم اچھی کہتے تھے' اور علم تصوف میں آپ کا ایک قصیدہ ہے' اور آپ دلوں کے متعلق گفتگو کرتے تھے' ابن خلکان نے آپ کے قصیدہ کو اس کے حسن اور فصاحت کی وجہ سے پورے کا پورا بیان کیا ہے' اس کا پہلا بند ہے ؎

''ان کی آگ روشن ہوئی اور رات تاریک ہوگئی' اور حدی خوان اُکتا گیا اور راہنما حیران رہ گیا اور میں نے اُسے دیکھا' اور جدائی سے میری سوچ بیمار تھی اور میری نگاہ بیمار تھی اور میرا دل دردمند تھا اور میرا عشق بیمار تھا''۔

پھر کہتے ہیں ؎

''اے رات میں تمہاری رات کو آیا تو میں نے دیکھا کہ زمین میرے لیے سمیٹ دی گئی ہے اور میں نے تمہارے دروازے سے عزم کو اس وقت موڑا جب میں اپنے دامن سے الجھ کر گرا''۔

پھر کہتے ہیں ؎

''اے دل نصیحت کب تک فائدہ نہ دے گی' اپنے مذاق کو چھوڑ دے' مذاق نے تم پر کس قدر ظلم کیا ہے' کسی درندے نے زخم سے تجھ کو غذا نہیں دی' اور تو شراب کی وجہ سے سردرد کو محسوس نہیں کرتا' حتیٰ کہ تو ہوش میں آ جائے''۔

آپ نے اس سال میں وفات پائی' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ الخریدہ میں عمادالدین کا خیال ہے کہ آپ نے ۵۲۰ھ میں وفات پائی۔

محمد بن سعد:

ابن نبہان ابو علی کاتب' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور روایت کی اور ایک سو سال عمر پائی اور موت سے قبل متغیر ہو گئے' اور آپ کے اچھے اشعار بھی ہیں' اور آپ کے قصیدہ میں ہے ؎

''میرے رزق کو اللہ نے مقدر کیا ہے' ہاں میں رزق سے بچتا ہوں' حتیٰ کہ میں مقدر رزق کو اس سے لے لیتا ہوں اور میں اس سے تجاوز نہیں کرتا' اچھے لوگوں نے کہا میں مجلس میں ان کے پاس جاتا تھا' جس میں میں جاتا تھا' ابن نبہان اپنے رب کے پاس چلا گیا' اللہ ہم پر اور اس پر رحم کرے''۔

امیر الحاج:

یمن بن عبداللہ ابو الخیر المستظہر ی' آپ سخی' فیاض' شریف' صاحب الرائے' اور روشن ذہن تھے' آپ نے ابو عبداللہ الحسین بن طلحہ النعالی سے' ابو نصر اصبہانی کے افادہ سے حدیث کا سماع کیا' اور وہ نمازوں میں آپ کی امامت کرتے تھے اور جب آپ ایلچی بن کر اصبہان آئے' تو وہاں حدیث بیان کی اور اس سال ربیع الآخر میں وفات پائی اور اصبہان میں دفن ہوئے۔

واقعات ——— ۵۱۲ھ

اس سال خلیفہ المستظہر باللہ کے حاکم سے سلطان محمد بن ملک شاہ کا خطبہ دیا گیا' اور اس سال دبیس بن صدقہ اسدی نے سلطان محمود سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے الحلۃ اور دیگر عملداریوں کی طرف واپس کر دے' جن کی ذمہ داری اس کے باپ نے سنبھالی ہوئی تھی' تو اس نے اس کی بات مان لی اور اس کی شان بلند ہوگئی۔

خلیفہ المستظہر باللہ کی وفات:

ابوالعباس احمد بن المقتدی' یہ فاضل' ذہین اور ماہر آدمی تھا' اس نے خط منسوب لکھا اور بغداد میں اس کا زمانہ عیدوں کی مانند تھا' اور یہ نیکی اور بھلائی کی طرف راغب اور ایسے کاموں کی طرف جلدی کرنے والا تھا' کسی سائل کو واپس نہیں کرتا تھا' اور خوش صحبت تھا اور چغلخوروں کی باتوں کی طرف مائل نہیں ہوتا تھا' اور نہ کام سنبھالنے والوں پر اعتماد کرتا تھا' اور اس نے امور خلافت کا بہت اچھی طرح کنٹرول کیا اور انہیں مضبوط کیا اور اس کے پاس بہت علم تھا اور اس کے اشعار بھی اچھے ہیں' ہم نے سب سے پہلے اس کا ذکر اس کی خلافت میں کیا ہے' اور ابن عقیل اور ابن السنی نے اسے غسل دیا اور اس کے بیٹے ابومنصور الفضل نے اس کا جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں' اور جس حجرہ میں رہتا تھا اسی میں اسے دفن کیا گیا' اور یہ عجیب بات ہے کہ جب سلطان الپ ارسلان فوت ہوا تو اس کے بعد خلیفہ القائم فوت ہوا' پھر جب سلطان ملک شاہ فوت ہوا تو اس کے بعد المقتدی فوت ہوا پھر جب سلطان محمد فوت ہوا تو اس کے بعد یہ المستظہر ۱۶ ربیع الآخر کو فوت ہوا' اور اس کی عمر ۴۱ سال ۳ ماہ ۱۱ دن تھی۔

امیر المومنین المسترشد کی خلافت:

ابومنصور الفضل بن المستظہر' جب اس کا باپ فوت ہوا تو اس کی بیعت خلافت ہوئی' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' اور منابر پر اس کا خطبہ ہوا' اور یہ اس کے بعد ۲۳ سال ولی عہد رہا۔ اور قاضی القضاۃ ابوالحسن الدامغانی نے اس کی بیعت لی اور جب اس کی بیعت ہوگئی تو اس کا بھائی ابوالحسن ایک کشتی میں تین آدمیوں کے ساتھ بھاگ گیا اور دبیس بن صدقہ بن منصور بن دبیس بن علی بن مزید اسدی کے پاس الحلۃ جانے کا قصد کیا تو اس نے اس کی عزت کی اور اس سے حسن سلوک کیا' تو اس کا بھائی خلیفہ المسترشد اس سے پریشان ہوگیا اور اس نے اس بارے میں نقیب النقباء الزینبی کے ساتھ اس سے مراسلت کی' پس خلیفہ کا بھائی' دبیس کے ہاں سے بھاگ گیا' تو اس نے اس کی طرف فوج روانہ کی' اور اس نے اسے ایک جنگل میں جانے پر مجبور کر دیا' جس سے اسے بہت پیاس لگی تو اسے دو بدو ملے جنہوں نے اسے پانی پلایا اور اسے بغداد لے آئے' تو اس کے بھائی نے اسے اپنے پاس بلایا اور دونوں نے معانقہ کیا اور رو پڑے اور خلیفہ نے اسے اس گھر میں اتارا جس میں وہ خلافت سے پہلے رہائش رکھتا تھا' اور اس سے حسن سلوک کیا اور اس کے دل کو خوش کیا اور بغداد سے اس کی غیوبت کا زمانہ گیارہ ماہ تھا' پس کسی جھگڑے کے بغیر' خلافت المسترشد کے لیے استوار ہوگئی' اور اس سال بغداد میں بہت گرانی ہوگئی' اور بارش رُک گئی اور خوراک ختم ہوگئی' اور بغداد میں آوارہ گردی کا معاملہ ناہموار ہوگیا' انہوں نے دن کو اعلانیہ گھروں کو لوٹ لیا اور پولیس اسے روک نہ سکی۔ اور اس سال خادم نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

خلیفہ المستظہر:

اس کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ارجوان الارمنیۃ:

پھر اس کے بعد اس کی دادی' اس کے باپ المقتدی کی ماں' ارجوان الارمنیہ فوت ہوگئی' اسے قرۃ العین کہا جاتا تھا' اور وہ بہت نیکی اور بھلائی کرنے والی تھی' اس نے تین حج کیے اور اپنے بیٹے المقتدی کی خلافت اور اس کے بیٹے المستظہر کی خلافت اور اس کے بیٹے المسترشد کی خلافت کا زمانہ پایا اور اس نے المسترشد کے بیٹے کو بھی دیکھا۔

ابوبکر بن محمد بن علی:

ابن الفضل ابوالفضل انصاری' آپ نے حدیث روایت کی اور حضرت امام ابوحنیفہ کے مذاہب میں آپ کی مثال بیان کی جاتی ہے اور آپ نے عبدالعزیز بن محمد الحلوانی سے فقہ سیکھی' اور جس جگہ سے بھی آپ سے پوچھا جاتا' آپ اسباق کو بغیر مطالعہ کے اور بغیر نظر ثانی کے بیان کرتے۔ اور بسا اوقات اپنی تلاش کی ابتداء میں آپ مسئلہ کو چار سو دفعہ دہراتے' آپ نے اس سال شعبان میں وفات پائی۔

الحسین بن محمد بن عبدالوہاب:

الزینبی' آپ نے قرآن پڑھا اور حدیث کا سماع کیا' اور ابوعبداللہ الدامغانی سے فقہ سیکھی اور یکتا ہو گئے' اور فتویٰ دیا' اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مزار پر پڑھایا اور اس کے اوقاف پر غور وفکر کیا اور حضرت امام ابوحنیفہ کے مذہب کی امارت آپ پر منتہی ہوئی اور نور الہدیٰ لقب رکھا اور ایلچیوں کے ساتھ ملوک کے پاس گئے' اور طالبیوں اور عباسیوں کی نقابت سنبھالی' پھر آپ نے چند ماہ بعد استعفاء دے دیا۔ اور آپ کے بھائی طراد نے اسے سنبھال لیا' آپ نے ۱۱ صفر سوموار کے روز وفات پائی' آپ کی عمر ۹۲ سال تھی' اور آپ کے بیٹے ابوالقاسم علی نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ اور آپ کے جنازہ میں اعیان اور علماء حاضر ہوئے' اور حضرت امام ابوحنیفہ کی قبر کے پاس گنبد کے اندر دفن ہوئے۔

یوسف بن احمد بن طاہر:

آپ ابن جزری کے نام سے مشہور ہیں' آپ المستظہر کے زمانے میں خزانچی تھے' اور آپ المسترشد کے حق تعظیم کو پورا نہیں کرتے تھے' حالانکہ وہ دل پسند تھا' اور جب خلافت اس کے پاس آئی تو اس نے آپ سے ایک لاکھ دینار کا مطالبہ کیا' تو آپ کا ایک غلام کھڑا ہوا اور اس نے ایک گھر کی طرف اشارہ کیا تو اس نے اس میں جا کر چار لاکھ دینار پائے' پس خلیفہ نے انہیں لے لیا' پھر اس کے تھوڑے عرصہ بعد اس سال آپ کی وفات ہوگئی۔

ابوالفضل بن الخازن:

آپ اچھے ادیب اور فاضل شاعر تھے۔ آپ کے اشعار ہیں ۔

''میں اس کے گھر گیا تو میں نے جس دوست کو دیکھا وہ مجھے خندہ روئی سے ملا' اور غلام کے چہرے کی بشاشت' مالک کے چہرے کی روشنی کے مقدمات کا نتیجہ ہے اور میں اس کی جنت میں داخل ہوا اور میں نے اس کے دوزخ کی زیارت کی اور میں نے رضوان اور مالک کی مہربانی کا شکریہ ادا کیا''۔

واقعات ــــ ۵۱۳ھ

اس سال سلطان محمود بن محمد اور اس کے چچا سلطان سنجر بن ملک شاہ کے درمیان شدید جنگیں ہوئیں اور سنجر کو ان میں فتح حاصل ہوئی' اور اس سال ۱۶ جمادی الاوّل کو بغداد میں اس کا خطبہ ہوا اور بقیہ عملداریوں میں اس کا خطبہ ختم کر دیا گیا اور اس سال فرنگیوں نے شہر حلب کی طرف اسے بزور قوت فتح کر کے اس پر قبضہ کر لیا' اور اس کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا۔ پس حاکم ماردین ایلغاری بن ارتق' بہت بڑی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گیا اور انہیں شکست دی اور اس پہاڑ میں انہیں جا ملا' جس کی انہوں نے پناہ لی تھی اور اس نے وہاں ان میں بہت قتلام کیا' اور صرف تھوڑے آدمی ہی ان میں سے بچ سکے اور اس نے ان کے سرکردہ لوگوں میں سے نوے (۹۰) سے زیادہ آدمی قیدی بنا لیے اور مقتولین میں حاکم انطاکیہ طیر جال بھی قتل ہو گیا اور اس کا سر بغداد لایا گیا' اور ایک شاعر نے اس بارے میں کہا ہے' اور قبیح مبالغہ کیا ہے ؎

''تو جو کہنا چاہتا ہے کہ تیری بات مقبول ہے اور خالق کے بعد تیرے پر چیخ و پکار کر کے رونا لازم ہے اور جب تو نے قرآن کی مدد کی تو قرآن خوش ہو گیا اور اس کے آدمیوں کے کھو جانے سے انجیل رو پڑی''۔

اور اس سال امیر منکوبرس قتل ہو گیا جو بغداد کا کوتوال تھا' اور وہ ظالم اور بدسیرت تھا' اسے سلطان محمود بن محمد نے بعض باتوں کی وجہ سے اپنے سامنے باندھ کر قتل کیا' جن میں سے ایک بات یہ ہے کہ اس نے عدت کے ختم ہونے سے قبل اپنے باپ کی لونڈی سے نکاح کر لیا۔ اور اس نے اچھا کیا اور اللہ نے مسلمانوں کو اس سے راحت دی' وہ کس قدر ظالم تھا۔

اور اس سال الاکمل ابوالقاسم ابن علی بن ابی طالب بن محمد الزینبی بغداد کے قاضی القضاۃ بنے' اور ابوالحسن الدامغانی کی موت کے بعد آپ کو خلعت دیا گیا۔ اور اس سال حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی قبر اور آپ کے دونوں بیٹوں حضرت اسحاق اور یعقوب علیہما السلام کی قبر نمایاں ہو گئی اور لوگوں نے اسے دیکھا اور ان کے جسم بوسیدہ نہ ہوئے تھے' اور ان کے پاس سونے اور چاندی کی قندیلیں تھیں' اسے ابن الخازن نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے اور ابن جوزی کی المنتظم سے طوالت کے ساتھ نقل کیا ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابن عقیل:

علی بن عقیل بن محمد' ابوالوفاء بغداد کے شیخ الحنابلہ اور الفنون اور دیگر مفید تصانیف کے مؤلف۔ آپ ۴۳۱ھ میں پیدا ہوئے اور ابن سبطا کو قرآن سنایا اور حدیث کا بہت سماع کیا' اور قاضی ابویعلی بن الفراء سے فقہ سیکھی اور ابن برہان سے ادب پڑھا اور عبدالملک ہمدانی سے فرائض پڑھے اور ابوطاہر بن العلاف سے وعظ سیکھا اور ابن سمعون کی مصاحبت کی اور ابوالولید

معتزلی سے اصول سیکھے' اور آپ ہر مذہب کے سب علماء سے ملاقات رکھتے تھے' اور بسا اوقات آپ کے اصحاب نے آپ کو ملامت کی' مگر آپ ان کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے' یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے ساتھیوں سے سبقت لے گئے اور صیانت و دیانت اور حسن صورت اور کثرتِ اشتغال کے باوجود بہت سے فنون میں اپنے زمانے کے لوگوں کے سردار بن گئے اور بعض اوقات آپ نے وعظ کیا تو جنگ برپا ہوئی۔ پس آپ نے اسے چھوڑ دیا' اور آپ کی موت کے وقت اللہ نے آپ کے تمام حواس ٹھیک ٹھاک رکھے' آپ نے اس سال ۲؍ جمادی الاولیٰ کو جمعہ کی صبح کو وفات پائی' آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا' اور آپ کو حضرت امام احمد کی قبر کے قریب خادم مخلص کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

ابوالحسن علی بن محمد الدامغانی:

قاضی القضاۃ ابن قاضی القضاۃ' آپ رجب ۴۴۶ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد کے باب الطاق کے قاضی بنے' اور آپ کی عمر ۲۶ سال تھی' اور کسی فیصلہ کرنے والے کے متعلق معلوم نہیں کہ وہ چار خلفاء کا قاضی بنا ہو' شریح بھی نہیں بنے' پھر اس نے آپ کی امامت و دیانت اور صیانت کا ذکر کیا ہے جو آپ کی نخوت وقوت اور تفوق پر دال ہے' آپ نے ۲۴ سال چھ ماہ فیصلے کیے اور آپ کی قبر حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مزار کے پاس ہے۔

المبارک بن علی:

ابن الحسین ابوسعد المخرمی' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور امام احمد کے مذہب کی فقہ سیکھی اور مناظرے کیے اور فتوے دیئے' اور پڑھایا اور بہت سی کتابیں جمع کیں کہ کسی نے ان کی مانند کتابیں جمع نہیں کیں' اور نائب قاضی بنے' اور آپ نیک سیرت اچھے طریق اور صحیح فیصلے کرنے والے تھے' اور آپ نے باب الازج میں ایک مدرسہ بنایا جو شیخ عبدالقادر جیلی حنبلی کی طرف منسوب ہے' پھر آپ کو قضاءۃ سے معزول کر دیا گیا اور آپ سے بہت سے اموال کا مطالبہ کیا گیا۔ یہ ۵۱۱ھ کا واقعہ ہے' آپ نے اس سال محرم مین وفات پائی' اور حضرت امام احمد کی قبر کے پاس ابوبکر الخلال کے پہلو میں دفن ہوئے۔

واقعات ــــ ۵۱۴ھ

اس سال ۱۵؍ ربیع الاول کو دو بھائیوں سلطان محمود اور مسعود کے درمیان جو محمد بن ملک شاہ کے بیٹے تھے' اسد آباد کی گھاٹی کے پاس عظیم معرکہ ہوا اور مسعود کی فوج نے شکست کھائی اور اس کا وزیر استاد ابواسماعیل اور اس کے امراء کی ایک جماعت اسیر ہوگئی' اور سلطان محمود نے وزیر ابواسماعیل کے قتل کرنے کا حکم دیا' تو اسے قتل کر دیا گیا' اس کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ تھی' اور فن کیمیا میں اس کی تصانیف بھی ہیں' پھر اس نے اپنے بھائی مسعود کی طرف پروانۂ امان بھیجا اور اسے اپنے پاس آنے کو کہا اور جب دونوں ملے تو رو پڑے اور صلح کر لی۔

اور اس سال الحلۃ کے حاکم دبیس نے شہروں کو لوٹ لیا اور خود بغداد گیا اور دارالخلافہ کے سامنے اپنا خیمہ نصب کر دیا۔ اور اپنے دل کے کینوں کا اظہار کیا اور بیان کیا کہ اس کے باپ کے سر کو شہروں میں کیسے پھرایا گیا؟ اور اس نے المسترشد کو دھمکایا

تو خلیفہ نے اس کے دل کو اطمینان دلانے اور اسے وعدہ دینے کے لیے اس کی طرف آدمی بھیجا کہ وہ عنقریب اس کے اور سلطان محمود کے درمیان صلح کرا دے گا پس جب سلطان محمود بغداد آیا تو دبیس نے اس سے امان طلب کرنے کے لیے آدمی بھیجا تو اس نے اسے امان دیدی اور اسے اپنے دستور کے مطابق جاری کر دیا' پھر اس نے سلطان کے پل کو لوٹ لیا' تو سلطان خود اس سے جنگ کرنے گیا اور اس نے اپنے ساتھ ایک ہزار کشتیاں لیں تا کہ ان سے عبور کرے' پس دبیس بھاگ گیا اور ایلغازی کی پناہ لی اور ایک سال اس کے ہاں قیام کیا' پھر الحلۃ کی طرف واپس آ گیا اور جو کچھ اس سے سرزد ہوا تھا اس کے متعلق خلیفہ اور سلطان کے پاس معذرت کے لیے آدمی بھیجا مگر دونوں نے اس کی بات نہ مانی اور سلطان نے اس کی طرف فوج بھیجی' جس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور قریباً ایک سال تک اس پر تنگی کی اور وہ اپنے ملک میں محفوظ تھا' فوج اس تک پہنچنے کی طاقت نہ رکھتی تھی۔

اور اس سال تفلیس کے قریب الکرج اور مسلمانوں کے درمیان بڑی جنگ ہوئی اور الکرج کے ساتھ القفجان کے کفار بھی تھے انہوں نے بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا اور بہت سے اموال حاصل کیے اور تقریباً چار ہزار کو قیدی بنا لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور الکرج نے ان افواج کو لوٹ لیا' اور نازیبا کام کیے اور مدت تک تفلیس کا محاصرہ کیے رکھا' پھر قاضی اور خطیب کو جلانے کے بعد جب وہ ان کے پاس امان طلب کرنے آئے' انہوں نے بزور قوت' اس پر قبضہ کر لیا' اور اس کے اکثر باشندوں کو قتل کر دیا اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور اموال پر قبضہ کر لیا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

اور اس سال جوسکین فرنگی نے بہت سے عربوں اور ترکمانوں پر غارت گری کی' اور انہیں قتل کر دیا اور ان کے اموال لے لیے' اور یہی الرہاء کے حاکم کا تھا' اور اس سال بغداد میں آوارہ گردوں نے تمرد اختیار کیا اور شب و روز اعلانیہ گھروں پر قبضہ کر لیا۔ فحسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل۔

اور اس سال بلادِ مغرب میں محمد بن تومرت کی حکومت کا آغاز ہوا اور اس شخص کا ابتدائی حال یہ ہے کہ یہ نوعمری میں بلادِ مغرب سے آیا اور بغداد کے نظامیہ میں قیام پذیر ہوا اور علم سے اشتغال کیا اور اصول و فروع میں امام غزالی وغیرہ سے اچھا خاصا علم حاصل کیا اور یہ عبادت و زہد اور اتقاء کا اظہار کرتا تھا' اور بعض اوقات حضرت امام غزالی پر ان کے حسن لباس کی وجہ سے اعتراضات کرتا تھا' خصوصاً جب آپ نے نظامیہ کی تدریس کا خلعت پہنا' اس نے آپ کو سخت ملامت کی اور اسی طرح دوسروں کو بھی' پھر اس نے حج کیا اور اپنے ملک کو واپس آ گیا' اور یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا تھا' اور لوگوں کو قرآن پڑھاتا تھا' اور انہیں فقہ میں مشغول رکھتا تھا۔ پس لوگوں میں اس کی شہرت ہو گئی' اور حاکم افریقہ یحییٰ بن تمیم بن المعز بن بادیس نے اس سے ملاقات کی اور اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور اس سے دُعا کی درخواست کی۔ تو یہ بات بھی مشہور ہو گئی' اور اس کی شہرت دور دور پھیل گئی' اور اس کے پاس صرف چھاگل اور عصا تھا' اور وہ صرف مساجد میں ٹھہرتا تھا' پھر وہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل ہونے لگا' حتیٰ کہ مراکش میں داخل ہو گیا' اور اس کے ساتھ اس کا شاگرد عبدالمومن بن علی بھی تھا' اور اس نے اس میں شرافت و ذہانت کو دیکھا' پس اس نے مراکش میں دوسرے شہروں کی نسبت کئی گنا زیادہ برے کام دیکھے' ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ مرد ڈھاٹھہ باندھتے ہیں اور عورتیں اپنے چہروں سے کپڑا اٹھا کر چلتی ہیں' پس وہ اس پر ملامت کرنے لگا' حتیٰ کہ ایک دن

امیر المومنین یوسف‘ جو مراکش اور اس کے مضافات کا بادشاہ تھا‘ کی بہن اس کے پاس سے گزری اور اس کے ساتھ اس جیسی اور بھی عورتیں تھیں جو سوار تھیں اور اپنے چہروں سے کپڑے اٹھائے ہوئے تھیں‘ پس وہ اور اس کے اصحاب انہیں ملامت کرنے لگے‘ اور سواریوں کے چہروں پر مارنے لگے‘ اور بادشاہ کی بہن اپنی سواری سے گر پڑی‘ پس بادشاہ نے اسے اور فقہاء کو بلایا تو یہ حجت سے ان پر غالب آ گیا اور خاص طور پر بادشاہ کو نصیحت کرنے لگا‘ حتیٰ کہ اس نے اسے رُلا دیا‘ اس کے باوجود بادشاہ نے اسے اپنے ملک سے جلا وطن کر دیا‘ تو یہ اس کی برائی کرنے لگا اور لوگوں کو اس سے لڑائی کرنے کی دعوت دینے لگا‘ اور اس بات پر بہت سے لوگوں نے اس کی اتباع کی تو بادشاہ نے اس کے مقابلہ میں ایک عظیم فوج بھیجی جسے ابن تومرت نے شکست دی‘ پس اس کی شان بلند و بالا ہوگئی‘ اور اس کی طاقت بڑھ گئی اور اس نے مہدی کا نام اختیار کر لیا اور اس نے اپنی فوج کا نام موحدین کی فوج رکھا اور اس نے توحید کے بارے میں ایک کتاب تالیف کی اور عقیدہ کا نام مرشدہ رکھا۔ پھر حاکم مراکش کی فوجوں کے ساتھ اس کے معرکے ہوئے اور بعض اوقات اس نے ان میں سے تقریباً ۷۰ ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور یہ ابوعبداللہ التومرتی کے مشورے سے ہوا اور اس نے بیان کیا کہ اس کے پاس فرشتہ آیا ہے اور اس نے اسے قرآن اور مؤطا سکھایا ہے‘ اور اس کے لیے اس بات کی گواہی‘ فرشتے ایک کنویں میں دیتے ہیں‘ جس کا اس نے نام لیا۔

پس جب وہ اس کے پاس سے گزرا اور اس نے اس میں آدمی گھات میں کھڑے کیے ہوئے تھے‘ پس جب اس نے ان سے اس کے متعلق پوچھا‘ اور لوگ بھی اس کنویں پر اس کے ساتھ موجود تھے‘ تو انہوں نے اس کے لیے اس کی گواہی دی تو اس نے اسی وقت ان پر کنویں کو پاٹ دینے کا حکم دیا اور وہ سب کے سب مر گئے‘ اور اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جس نے ظالم کی اعانت کی وہ اس پر مسلط ہو جائے گا‘ پھر ابن تومرت جس نے اپنا لقب مہدی رکھا تھا‘ ایک فوج مراکش کے محاصرہ کے لیے تیار کی‘ جس کے سالار ابوعبداللہ التومرتی اور عبدالمؤمن تھے‘ اور مراکش کے باشندے ان کے مقابلہ میں نکلے اور باہم شدید جنگ ہوئی اور جملہ مقتولین میں ابوعبداللہ التومرتی بھی قتل ہو گیا‘ یہ وہ شخص ہے جس کا خیال تھا کہ فرشتے اس سے گفتگو کرتے ہیں‘ پھر انہوں نے مقتولین میں اسے تلاش کیا تو اسے نہ پایا اور کہنے لگے کہ فرشتوں نے اسے اٹھا لیا ہے‘ حالانکہ عبدالمؤمن نے اسے دفن کر دیا تھا‘ جبکہ لوگ جنگ میں مصروف تھے‘ اور اصحاب مہدی میں سے جو لوگ اس کے ساتھ تھے ان میں سے بہت آدمی مارے گئے اور جس وقت اس نے فوج تیار کی وہ قریب المرگ مریض تھا‘ اور جب اسے خبر ملی تو اس کے مرض میں اضافہ ہو گیا اور ابوعبداللہ التومرتی کے قتل نے اسے دُکھ دیا۔ اور اس نے اس کے بعد عبدالمؤمن بن علی کو امیر مقرر کیا اور اسے امیر المؤمنین کا لقب دیا۔ اور وہ خوبصورت جوان اور دانشمند اور عقلمند تھا‘ پھر ابن تومرت مر گیا اور اس کی عمر ۵۱ سال تھی‘ اور اس کی حکومت کا زمانہ دس سال تھا۔ اور جب عبدالمؤمن بن علی کو حکومت ملی تو اس نے رعایا سے حسن سلوک کیا‘ اور اس نے اچھی سیرت اختیار کی اور لوگوں نے اسے پسند کیا اور اس کی مملکت وسیع ہوگئی‘ اور اس کی فوج اور رعیت بکثرت ہوگئی‘ اور اس نے حاکم مراکش تاشفین سے عداوت قائم کی اور ان دونوں کے درمیان ۵۳۵ھ تک مسلسل جنگ ہوتی رہی‘ پس تاشفین فوت ہو گیا‘ اور اس کے بعد اس کا بیٹا کھڑا ہوا‘ پس وہ ۲۷ رمضان کی رات کو ۵۳۹ھ میں فوت ہو گیا۔ تو اس کے بھائی اسحاق بن علی بن یوسف بن تاشفین نے حکومت

سنبھال لی‘ پس عبدالمومن اس کے مقابلہ میں آیا اور اس نے ان نواح پر قبضہ کرلیا اور مراکش شہر کو فتح کرلیا۔ اور وہاں اس نے لوگوں کو قتل کیا جن کی تعداد کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کا بادشاہ اسحاق تھی ۵۴۲ھ میں قتل ہو گیا جو کم سن تھا اور یہ ابواسحاق مرابطین کا آخری بادشاہ تھا اور اس کی بادشاہی ۷۰ سال رہی اور ان کے چار بادشاہ ہیں‘ علی اور اس کا بیٹا یوسف اور اس کے دونوں بیٹے ابوسفیان اور اسحاق‘ جو مذکورہ علی کے بیٹے ہیں پس عبدالمومن نے مراکش شہر کو وطن بنالیا اور اس نواح میں اس کی حکومت استوار ہوگئی‘ اور ۵۴۳ھ میں اس نے وکالہ کے ذریعے فتح پائی‘ یہ ایک عظیم قبیلہ ہے جو تقریباً دو لاکھ پیادوں اور بیس ہزار جانباز سواروں کا ہے اور یہ لوگ بہادر اور شجاع ہیں‘ پس اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کی اولاد کو قیدی بنالیا اور ان کے اموال حاصل کر لیے‘ حتیٰ کہ خوبصورت لڑکی چند دراہم میں فروخت ہوئی‘ اور میں نے ایک شخص کی کتاب سیرت ابن تومرت دیکھی ہے جو اس کے احکام اور امامت اور جو کچھ اس کے زمانے میں ہوا‘ اس کے بارے میں ہے‘ اور یہ کہ وہ بلادِ مغرب میں کیسے بادشاہ بنا‘ اور جو کام وہ کرتا تھا‘ ان سے اندازہ ہوتا تھا کہ اس کے احوال نیک ہیں‘ حالانکہ وہ محالات ہیں جو صرف فاجروں سے صادر ہوتے ہیں‘ اور جتنے لوگوں کو اس نے قتل کیا ان کا بھی بیان ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن عبدالوہاب بن السنی:

ابوالبرکات‘ آپ نے حدیث کا سماع کیا اور آپ خلیفہ المستظہر کے بچوں کو پڑھاتے تھے‘ پس جب المسترشد خلیفہ بنا تو اس نے آپ کو خزانچی بنا دیا اور آپ بہت مالدار اور صدقات والے تھے‘ اور اہل علم کا خیال رکھتے تھے‘ اور آپ نے اپنے پیچھے بہت مال چھوڑا‘ جس کا اندازہ دو لاکھ دینار ہے آپ نے ان میں سے تیس ہزار دینار مکہ اور مدینہ کے لیے وصیت کی‘ آپ نے اس سال ۵۶ برس ۳ ماہ کی عمر میں وفات پائی اور وزیر ابوعلی صدقہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور بابِ حرب میں دفن ہوئے۔

عبدالرحیم بن عبدالکبیر:

ابن ہوازن‘ ابونصر قشیری‘ آپ نے اپنے باپ اور امام الحرمین سے پڑھا اور ایک جماعت سے حدیث روایت کی اور آپ ذہین وفطین تھے‘ اور دلیر اور حاضر جواب اور فصیح اللسان اور ماہر تھے۔ آپ بغداد آئے اور وہاں وعظ کیا جس کے باعث حنابلہ اور شافعیہ کے درمیان جنگ ہوگئی اور اس کی وجہ سے الشریف ابوجعفر بن ابی موسیٰ کو قید کر دیا گیا‘ اور ابن قشیری کو جنگ کی آگ سرد کرنے کے لیے بغداد سے نکال دیا گیا‘ تو وہ اپنے شہر کو واپس آ گیا‘ آپ نے اس سال میں وفات پائی۔

عبدالعزیز بن علی:

ابن حامد‘ ابوحامد الدینوری‘ آپ بہت مالدار تھے اور صدقات والے اور خلیفہ کے ہاں صاحب ثروت وحشمت و وجاہت تھے اور آپ نے حدیث کی روایت کی اور وعظ کیا‘ اور آپ شیریں گفتار اور خوش بیان تھے‘ آپ نے رَی میں وفات پائی۔

واقعات — ۵۱۵ھ

اس سال سلطان محمود نے امیر ایلغاری کو میافارقین شہر جاگیر میں دیا اور وہ آپ کی اولاد کے ہاتھ میں رہا' حتیٰ کہ ۵۸۰ھ میں صلاح الدین یوسف بن ایوب نے اسے لے لیا' اور اس سال آقسنقر البرشقی نے موصل شہر کو فرنگیوں سے جنگ کرنے کے لیے جاگیر میں دیا۔

اور اس سال ملک بہرام ایلغاری کے بھتیجے نے الرہاء شہر کا محاصرہ کر لیا اور اس کے بادشاہ جوسکین افرنگی اور اس کے سرکردہ اصحاب کی ایک جماعت کو قید کر لیا اور انہیں قلعہ خرتبرت میں قید کر دیا۔ اور اس سال سیاہ آندھی چلی اور مسلسل تین دن چلتی رہی اور اس نے بہت سے لوگوں اور چوپایوں کو ہلاک کر دیا۔ اور اس سال حجاز میں بڑا زلزلہ آیا جس کے باعث رکن یمانی ہل گیا اور اس کا کچھ حصہ گر گیا' اور حضور ﷺ کی مسجد کا بھی کچھ حصہ بھی گر گیا' اور اس سال مکہ میں ایک علوی شخص ظاہر ہوا' جس نے نظامیہ میں فقہ وغیرہ پڑھی' وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا اور بہت سے لوگوں نے اس کی اتباع کی اور مکہ کے حکمران ابن ابی ہاشم نے اسے بحرین کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اور اس سال اصبہان میں سلطان کا گھر جل گیا اور اس میں یاقوتِ احمر کے سوا' یادگار چیزیں' اسباب' جواہر اور سونے چاندی میں سے کوئی چیز باقی نہ رہی' اور اس سے ایک ہفتہ قبل جامع اصبہان جل گئی' اور یہ ایک عظیم جامع تھی' جس میں ایک ہزار دینار کے مساوی لکڑی تھی' اور جلنے والی جملہ اشیاء میں پانچ سو قرآن مجید بھی تھے' جن میں وہ قرآن مجید بھی تھا' جو حضرت ابی بن کعب کا تحریر کردہ تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور سلطان کے دو بھائی محمود اور مسعود آئے اور انہوں نے زمین کو بوسہ دیا اور اس کے سامنے کھڑے ہوئے' اور اس نے محمود کو سات خلعت اور ہار اور دو کنگن اور تاج دیا اور کرسی پر بٹھایا' اور خلیفہ نے اسے نصیحت کی اور اس قول الٰہی ﴿ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرًا یرہ ، و من یعمل مثقال ذرۃ شرًا یرہٗ ﴾ کو اسے پڑھ کر سنایا اور اسے رعیت کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا' اور اپنے ہاتھ سے اس کے لیے دو جھنڈے باندھے اور حکومت اس کے سپرد کی اور وہ دونوں اس کے سامنے سے مطاع اور معظم بن کر چلے گئے' اور ان دونوں کے آگے فوج بہت بڑی شان کے ساتھ جا رہی تھی' اور قطز الخادم نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابن القطاع اللغوی ابوالقاسم علی بن جعفر بن محمد:

ابن الحسین بن احمد بن محمد بن زیادۃ اللہ بن محمد بن الاغلب السعدی الصقلی' ثم المصری اللغوی مصنف کتاب الافعال' جس میں آپ ابن القوطیہ پر فضیلت لے گئے ہیں' اور آپ کی تصانیف بہت ہیں۔ آپ ۵۰۰ھ کی حدود میں اس وقت مصر

آئے جب فرنگی صقلیہ کو لینے کے قریب تھے' پس مصریوں نے آپ کا بہت اکرام کیا اور آپ دین کے بارے میں تساہل سے منسوب تھے' اور آپ کے شعر شاندار ہیں' آپ نے ۸۰ سال سے زیادہ عمر پاکر وفات پائی۔

ابوالقاسم شہنشاہ:

افضل بن امیر الجیوش مصر' فاطمیوں کی حکومت کا منتظم' اور مصر میں قیصریہ امیر الجیوش اسی کی طرف منسوب ہے اور عوام اسے مرجوش کہتے ہیں' اور اس کا باپ اس جامع کا بانی ہے' جو اسکندریہ کی سرحد پر سوق العطارین میں سے ہے' اور اسی طرح عسقلان کے مشہد الراس کا بھی بانی ہے اور اس کا باپ' صور شہر پر المستنصر کا نائب تھا' اور بعض کا قول ہے کہ عکا کا نائب تھا' پھر اس نے اسے موسم سرما میں اپنے پاس بلایا تو اس نے سمندر میں سفر کیا اور اسے دیارِ مصر پر نائب مقرر کیا' تو اس کی خرابی کے بعد معاملات کو درست کیا اور ۴۸۸ھ میں فوت ہو گیا' اور اس کا بیٹا افضل اس کا وزیر بنا' اور یہ بھی ذہانت اور خودداری میں اپنے باپ کی مانند تھا' اور جب المستنصر فوت ہو گیا تو اس نے المستعلی کو کھڑا کیا اور معاملات اس کے ہاتھوں درست ہو گئے' اور وہ عادل نیک سیرت اور نیک نیت تھا۔ واللہ اعلم۔ اس نے اسے مارا اور اس نے علاج کیا اور وہ سوار تھا' پس اس نے اسے اس سال رمضان میں ۵۷ سال کی عمر میں قتل کر دیا' اور اس کے باپ کے بعد اس کی امارت ۲۸ سال رہی اور آج مصر میں اس کا گھر دارالوکالت ہے۔ اور اس کے متعدد اموال پائے گئے' جو شمار و قطار سے باہر ہیں' یعنی ڈھیروں ڈھیر سونا' چاندی' نشان مند گھوڑے' چوپائے' کھیتیاں اور نفیس جواہرات' یہ سب چیزیں فاطمی خلیفہ کی طرف منتقل ہو گئیں اور اس کے خزانے میں رکھی گئیں' اور ان چیزوں کے جمع کرنے والے کو کچھ نہ ملا' اور خلیفہ نے اس کے عوض ابوعبداللہ بطائحی کو رکھ لیا اور اسے مامون کا لقب دیا۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ افضل نے خالص سونے کے چھ کروڑ دینار مکررہ اور دراہم کے دوسو پچاس اودب' اور دیباج الخلس کے ستر کپڑے اور تیس اونٹنیاں اور عراقی سونے کے ٹکڑے' اور سونے کی دوات جس میں بارہ ہزار دینار کا موتی تھا اور ایک سونے کی میخیں اور ہر میخ کا وزن ایک سو مثقال تھا' اور یہ دس نشستوں میں تھے جن پر وہ بیٹھتا تھا' اور ہر میخ پر سونے سے بندھا ہوا رومال تھا' اور ہر رومال کا رنگ اس کے لباس کی طرح تھا' اور پانچ سو صندوق اس کے بدن کے لباسوں کے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس نے اس قدر غلام' گھوڑے' خچر' سواریاں' کستوری' خوشبو اور زیورات اپنے پیچھے چھوڑے' جس کا اندازہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا' اور اس قدر گائیں' بھینسیں اور بکریاں پیچھے چھوڑیں جن کے بیان سے انسان کو شرم آتی ہے' اور اس کی وفات کے سال اس کی دودھ کی کفالت تیس ہزار دینار تھی' اور اس نے دو بڑے صندوق چھوڑے جو سونے کی سوئیوں سے بھرے ہوئے تھے' جو عورتوں کو نشان لگانے کے لیے ہوتی ہیں۔

عبدالرزاق بن عبداللہ:

ابن علی بن اسحاق طوسی' نظام الملک کا بھتیجا' اس نے امام الحرمین سے فقہ پڑھی اور فتوے دیئے اور پڑھایا اور مناظرات کیے اور ملک سنجر کا وزیر بنا۔

خاتون السفریہ

ملک شاہ کی چہیتی لونڈی اور دو بادشاہوں محمد اور سنجر کی ماں یہ لوگوں سے بہت حسن سلوک کرنے والی اور صدقات دینے والی تھی اور ہر سال اس کا راستہ حجاج کے ساتھ جاتا تھا اور اس میں دین اور بھلائی ہوتی تھی اور یہ ہمیشہ تحقیق کرتی رہی حتیٰ کہ اس نے اپنی ماں اور اہل کی جگہ پہچان لی اور اس نے بہت سے اموال بھیج کر انہیں بلوالیا اور جب اس کی ماں اس کے پاس آئی تو اس نے اسے چالیس سال سے نہیں دیکھا تھا اور اس نے اس کے فہم کو معلوم کرنا چاہا تو وہ اپنی لونڈیوں کے درمیان بیٹھ گئی' اور جب اس کی ماں نے اس کی گفتگو سنی تو اس نے اسے پہچان لیا تو وہ اٹھ کر اس کے پاس آگئی اور دونوں ایک دوسرے سے گلے ملیں اور رو پڑیں' پھر اس کی ماں نے اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ جزاہا اللہ خیراً۔ اور یہ ترکوں اور عجمیوں کی حکومت میں دو مسلمان بادشاہوں کو جنم دینے میں متفرد ہے اور اس بارے میں اس کی نظیر کم ہی پائی جاتی ہے اور وہ دختر عباس کی ولادت ہے' اس نے عبدالملک کے لیے ولید اور سلیمان کو جنم دیا اور شاہوند نے ولید کے لیے یزید اور ابراہیم کو جنم دیا اور دونوں نے خلافت بھی حاصل کی اور خیزران نے مہدی کے لیے ہادی اور رشید کو جنم دیا۔

الطغرائی:

لامیۃ العجم کا مؤلف' الحسین بن علی بن عبدالصمد' مؤیدالدین اصبہانی العمید' فخر الکتاب اللیثی الشاعر' جو الطغرائی کے نام سے مشہور ہے' اس نے مدت تک اربل کی وزارت سنبھالی' ابن خلکان نے اس کے قصیدہ لامیہ کو' جسے اس نے ۵۰۵ھ میں بغداد میں تالیف کیا تھا' بیان کیا ہے' جس میں اپنے احوال وامور کی شرح کرتا ہے' اور وہ قصیدہ لامیۃ العجم کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے پہلے اشعار ہیں ؎

''رائے کی اصالت نے مجھے سبکی سے بچالیا اور احسان کے زیور نے مجھے بے زیور ہونے کے وقت زینت دی' اوّل وآخر میں میری بزرگی واضح ہے' اور سورج' دوپہر کے سورج کی طرح روشنی پھیلاتا ہے' الزوراء میں اقامت کس لیے ہے؟ جہاں نہ رہائش گاہ ہے اور نہ میری اونٹنی اور نہ میرا اونٹ ہے''۔

ابن خلکان نے اسے پورا بیان کیا ہے اور اس کے علاوہ بھی اس کے شعر بیان کیے ہیں۔

واقعات ــــ ۵۱۶ھ

اس سال محرم میں سلطان طغرل بیگ نے اپنے بھائی محمود کی اطاعت سے دست کشی کے بعد دوبارہ اس کی اطاعت اختیار کر لی اور بلاد آذر بائیجان کو حاصل کر لیا۔ اور اس سال سلطان محمود نے آقسنقر کو موصل کے ساتھ واسط شہر بھی جاگیر میں دے دیا اور اس کی طرف عمادالدین زنگی بن آقسنقر کو بھیجا اور اس نے وہاں اچھی روش اختیار کی اور حزم وکفایت سے توضیح کی' اور اس سال صفر میں سلطان محمود کے وزیر ابو طالب السمیری کو قتل کر دیا گیا' اسے ایک باغی نے قتل کیا۔ اور وہ ہمذان جانے کے لیے نکلا تھا' اور اس کی بیوی ایک سولونڈیوں کے ساتھ سونے کی کشتیوں میں روانہ ہوئی اور جب انہیں اس کے قتل کی اطلاع ملی تو

وہ رحبہ سے واپس آ گئیں اور وہ عزت کے بعد ذلیل ہوگئیں اور سلطان نے اس کی جگہ شمس الدین ملک عثمان بن نظام الملک کو وزیر بنایا' اور اس سال آقسنقر اور دبیس بن صدقہ نے جنگ کی اور دبیس نے اسے شکست دی اور اس کی بہت سی فوج کو مار دیا' پس سلطان نے دبیس کے بھائی منصور بن صدقہ اور اس کے بیٹے کو پکڑ لیا اور انہیں قلعہ میں لے گیا' اور اس وقت دبیس نے اس طرف کو اذیت دی اور شہروں کو لوٹا اور اس نے اپنے بالوں کو کاٹا اور سیاہ لباس پہنا اور خلیفہ کے اموال بھی لوٹ لیے گئے اور بغداد میں اس سے جنگ کے لیے جانے کا اعلان کیا گیا' اور خلیفہ فوج کے ساتھ سیاہ قبا اور چادر پہنے باہر نکلا' اور اس کے کندھوں پر چادر اور ہاتھ میں چھڑی تھی اور اس کی کمر میں چینی ریشم کی پیٹی تھی' اور اس کے ساتھ اس کا وزیر نظام الدین احمد بن نظام الملک اور نقیب النقباء علی بن طراد الزینبی اور شیخ الشیوخ صدر الدین بن اسماعیل بھی تھے' اور آقسنقر البرشقی اسے ملا اور اس کے ساتھ فوج بھی تھی' پس انہوں نے زمین کو بوسہ دیا اور البرشقی نے فوج کو منظم کیا' اور قراء خلیفہ کے سامنے کھڑے ہوئے اور دبیس آیا اور اس کے آگے آگے لونڈیاں دف بجا رہی تھیں اور ہیجڑے کھیل کے آلات لیے ہوئے تھے اور فریقین کی مڈبھیڑ ہوئی اور خلیفہ نے اپنی تلوار سونت لی۔ اور تکبیر کہی اور میدان کارزار کے قریب آ گیا' پس عنتر بن ابی العسکر نے خلیفہ کے میمنہ پر حملہ کر کے اسے شکست دے دی اور اس کے امیر کو قتل کر دیا' پھر اس نے دوبارہ حملہ کیا اور پہلے کی طرح انہیں تتر بتر کر دیا' اور عماد الدین زنگی بن آقسنقر نے اس پر حملہ کر کے عنتر کو قید کر لیا اور اس کے ساتھ بدیل بن زائدہ کو بھی قیدی بنا لیا' پھر دبیس کی فوج شکست کھا گئی' اور انہوں نے اپنے آپ کو پانی میں پھینک دیا اور ان میں سے بہت سے آدمی غرق ہو گئے' اور خلیفہ نے اپنے قیدیوں کو سامنے باندھ کر قتل کرنے کا حکم دیا اور دبیس کی بیبیاں اور لونڈیاں بھی قید ہو گئیں اور خلیفہ بغداد واپس آ گیا اور آئندہ سال عاشورہ کے روز اس میں داخل ہوا اور وہ بغداد سے ۱۶ دن غیر حاضر رہا اور دبیس خود بچ گیا اور اس نے غزیہ اور پھر المنتفق کا قصد کیا اور ان کے ساتھ بصرہ آیا اور اس میں داخل ہو گیا اور اسے لوٹا اور اس کے امیر کو قتل کر دیا' پھر البرشقی سے ڈر گیا اور وہاں سے نکل کر جنگل کو چلا گیا اور فرنگیوں سے جا ملا اور حلب کے محاصرہ میں ان کے ساتھ شامل ہوا۔ پھر ان سے الگ ہو کر سلطان محمود کے بھائی طغرل بیگ سے جا ملا' اور اس سال سلطان سہام الدین تمراش بن ایلغاری بن ارتق نے اپنے باپ کی وفات کے بعد قلعہ ماردین پر قبضہ کر لیا اور اس کے بھائی سلیمان نے میافارقین پر قبضہ کر لیا اور اس سال قلعہ ذوالقرنین کے قریب دیار بکر میں تانبے کی کان ظاہر ہوئی اور اس سال واعظوں کی ایک جماعت بغداد آئی اور انہوں نے وہاں وعظ کیا اور انہیں عوام میں قبول تام حاصل ہوا' اور قطز الخادم نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

عبداللہ بن احمد:

ابن عمر بن ابی الاشعث' ابو محمد سمرقندی' ابو القاسم کا بھائی' آپ حفاظِ حدیث میں سے تھے' اور آپ کا خیال تھا کہ آپ کے پاس جو علم حدیث ہے' وہ ابوزرعہ رازی کے پاس بھی نہیں ہے' اور آپ نے مدت تک خطیب کی صحبت کی اور تالیف وتصنیف کی

اور آفاق کی طرف ... [illegible] ... وہاں ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

علی بن احمد سمیری:

اصبہان کی ایک بستی کی طرف نسبت سے آپ سمیری کہلاتے ہیں' آپ سلطان محمود کے وزیر تھے' اور اعلانیہ ظالم و فاسق تھے آپ نے نئے ٹیکس لگائے اور لمبے زمانوں سے ختم کیے ہوئے ٹیکسوں کو از سرنو لگا دیا' اور آپ کہا کرتے تھے کہ میں اس شخص پر جس کا کوئی مددگار نہ ہو بکثرت ظلم کرنے سے شرماتا ہوں' اور جو میں نے برے طریق نکالے ہیں ان کی کثرت سے بھی شرماتا ہوں' اور جب آپ نے ہمذان کی طرف جانے کا عزم کیا تو آپ نے منجمین کو بلایا اور انہوں نے اس کے خروج کے وقت اس کے لیے ریت کا تخت لگایا تاکہ اس کی واپسی جلد ہو' پس وہ اسی وقت نکلا اور اس کے آگے آگے سونتی ہوئی تلواریں اور بہت سے غلام بہت سے سامان کے ساتھ تھے' مگر اس بات نے اسے کچھ فائدہ نہ دیا' بلکہ ایک باطنی نے اس کے پاس آ کر اسے قتل کر دیا' پھر اس کے بعد باطنی بھی مر گیا' اور اس کی بیویاں بھی اس کے آگے آگے سونے کی کشتیوں پر جانے کے بعد برہنہ منہ واپس آ گئیں اور اللہ نے انہیں عزت کے بعد ذلت اور امن کے بعد خوف اور سرور و فرحت کے بعد غم دے دیا۔ یہ پوری پوری جزاء تھی' اور یہ واقعہ آخر صفر منگل کے روز ہوا' اور ان کا حال ابوالعتاھیہ کے قول کے کس قدر مشابہ تھا' جو اس نے مہدی کی وفات کے وقت خیزران اور اس کی لونڈیوں کے بارے میں کہا تھا۔

''وہ منقش لباس کے ساتھ روانہ ہوئیں اور ان پر ٹاٹ تھے' اور ہر منہ کے بل گرے ہوئے شخص کے لیے ہلاکت کا دن ہے' اور خواہ تجھے عمر نوح ملے' تو ضرور مرے گا' اگر تو نے ضرور ہی نوحہ کرنا ہے تو اپنے نفس کا نوحہ کر''۔

حریری، مؤلف ''مقامات'':

القاسم بن علی بن محمد بن عثمان فخر الدولہ ابو محمد الحریری ان مقامات کا مؤلف جو شہرۂ آفاق ہیں' اور قریب ہے کہ وہ ان میں سحبان سے بھی بڑھ جائے اور ان کی مثل کی طرف سبقت نہیں کی جاتی اور نہ انہیں ملایا جا سکتا ہے' آپ ۴۴۶ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور لغت و نحو میں اشتغال کیا اور اس میں تصنیف کی اور اپنے زمانے کے لوگوں اور اپنے ہمسروں سے فضیلت لے گئے اور بغداد میں قیام کیا اور خلیفہ کے دروازے میں کاتبوں کے ساتھ فن انشاء میں کلام کیا اور آپ ان لوگوں میں سے نہ تھے' جن کی بدیہہ گوئی کا انکار کیا جاتا ہے' اور نہ آپ کی فکر اور طبیعت کو مکدر کیا جا سکتا ہے۔ ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے تصنیف کی اور ادب و لغت کو پڑھا' اور ذہانت و فطانت و فصاحت اور حسن بیان میں اپنے زمانے کے لوگوں سے فوقیت لے گئے' اور وہ مشہور مقامات تصنیف کیے' جو انہیں تامل سے دیکھے گا' ان کے لکھنے والے کی ذہانت اور اس کی شان اور فصاحت اور علم کو معلوم کرے گا' آپ نے اس سال بصرہ میں وفات پائی۔

اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابو زید اور حارث بن ہمام المطہر کا کوئی وجود نہیں ہے۔ یہ مقامات باب الامثال کی قسم سے ہیں' اور ان میں سے بعض کا قول ہے کہ ابو زید بن سلام السروجی کا وجود تھا اور وہ فاضل شخص تھا اور اسے علم اور لغت کی معرفت حاصل تھی۔ واللہ اعلم

اور ابن خلکان کا بیان ہے کہ ابو زید کا نام المطہر بن سلام تھا اور وہ بصری تھا اور نحو و لغت میں فاضل تھا' اور حریری بصرہ

میں اس سے اشتغال کرتا تھا' اور حارث بن ہمام نے اپنی تعریف کی ہے' کیونکہ حدیث میں آیا ہے' تم سب حارث ہو اور تم سب ہمام ہو' اور یہی ابن خلکان نے بیان کیا ہے اور محفوظ الفاظ یہ ہیں' سب سے صحیح نام حارث اور ہمام ہیں' اس لیے کہ ہر کوئی یا حارث ہے یعنی کام کرنے والا' یا ہمام ہے۔ یہ لفظ ہمت میں سے' جس کا مفہوم عزم یا تدبیر ہے' اور اس نے بیان کیا ہے کہ اس نے سب سے پہلے اڑتالیسواں مقامہ تیار کیا' جو المقامۃ الحرامیہ ہے اور اس کا سبب یہ تھا کہ ان کے پاس مسجد بصرہ میں دو بوسیدہ چادروں والا ایک فصیح شخص آیا' تو انہوں نے اس سے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا ابوزید السروجی' تو اس نے اس میں یہ مقامہ[1] تیار کیا' اور خلیفہ المسترشد کے وزیر جلال الدین عمید الدولہ ابوعلی الحسن بن ابی المعز بن صدقہ نے اسے مشورہ دیا کہ پچاس مقامات کو پورا کرے۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس کے حاشیے پر مصنف کی تحریر میں اسے لکھا دیکھا ہے' اور یہ اس شخص کے قول کی نسبت اصح ہے' جس نے بیان کیا ہے کہ وہ وزیر شرف الدین ابونصر نوشیرواں بن محمد بن خالد بن محمد القاشانی تھا اور وہ بھی المسترشد کا وزیر تھا' بیان کیا جاتا ہے کہ حریری نے چالیس مقامات تحریر کیے' اور جب وہ بغداد آیا تو ان کی مثل سے لوگوں کے عجز کے باعث تصدیق نہ کی گئی تو ایک وزیر نے اس کی آزمائش کی کہ وہ اپنا مقامہ تیار کرے تو اس نے قلم دوات لی اور ایک جانب بیٹھ گیا مگر اسے کچھ میسر نہ آیا اور جب وہ اپنے شہر کو واپس آیا تو اس نے دس اور مقامات تیار کیے اور انہیں مکمل پچاس کر دیا' اور اس کے بارے میں ابوالقاسم علی بن افلح شاعر نے کہا ہے اور وہ بھی مقامات کے بارے میں اس کے مکذبین میں شامل تھا

''ربیعۃ الفرس سے ہمارا ایک شیخ ہے جو ہوس سے اپنی داڑھی نوچتا ہے' اللہ نے اسے المشان بھی ایسے بلایا ہے جیسے کچہری کے درمیان اس پر گونگے ہونے کی تہمت لگائی ہے''۔

المشان' بصرہ میں ایک جگہ کا نام ہے اور حریر' المشان کی کچہری کا صدر تھا' بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بدصورت تھا' اتفاق سے ایک شخص سفر کر کے اس کے پاس آیا اور جب اس نے اسے دیکھا تو اُسے حقیر خیال کیا' حریری بھی اس بات کو سمجھ گیا اور کہنے لگا

''تو پہلا سفر کرنے والا نہیں جسے چاند نے دھوکا دیا ہے اور پہلا گھاس تلاش کرنے والا نہیں جسے کوڑی کی سبزی نے حیران کر دیا ہے' تو میرے سوا کسی اور شخص کو منتخب کر لے' میں معیدی کی مانند ایک شخص ہوں' میرے متعلق سن اور مجھے دیکھ نہیں''۔

بیان کیا جاتا ہے کہ معیدی ایک اصیل گھوڑے کا نام ہے جو عربوں میں بدصورت تھا۔ واللہ اعلم۔

مفسر بغوی:

الحسین بن مسعود بن محمد البغوی' مؤلف تفسیر' شرح السنۃ' التہذیب فی الفقہ' الجمع بین الصحیحین اور المصابیح فی الصحاح والحسان وغیرہ ذالک. آپ نے قاضی حسین سے اشتغال کیا اور ان علوم میں یکتا ہو گئے' اور آپ ان علوم میں اپنے زمانے کے علامہ تھے۔ اور دیندار' متقی' زاہد' عابد اور صالح تھے' آپ نے اس سال شوال میں وفات پائی اور بعض کا قول یہ ہے کہ آپ نے ۵۱۰ھ میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم۔ اور آپ اپنے شیخ قاضی حسین کے ساتھ طالقان میں دفن ہوئے۔ واللہ اعلم۔

[1] مقامہ اس روایت' وعظ یا خطبہ کو کہتے ہیں جسے لوگوں کے اجتماع میں بیان کیا جائے۔

واقعات ــــ ۵۱۷ھ

اور اس سال یوم عاشورا کو خلیفہ دبیس کی جنگ سے مؤید ومنصور ہو کر الحلۃ سے بغداد واپس آ گیا' اور اس سال خلیفہ نے اپنے بھائی کے لڑکوں کو پاک کرنے کا ارادہ کیا اور وہ بارہ لڑکے تھے' پس بغداد کو سات روز ایسے آراستہ کیا گیا کہ اس کی مثل نہیں دیکھی گئی۔

اور اس سال شعبان میں اسد المیہنی بغداد میں نظامیہ کا مدرس اور ناظر بن کر آیا اور الباقر جی کو اس سے ہٹا دیا اور اس کے اور فقہاء کے درمیان اس وجہ سے جنگ ہوگئی کہ اس نے ان میں سے ایک جماعت کو ختم کر دیا' اور ان میں سے دوسو طالب علموں پر کفایت کی' اور یہ بات ان میں سے بہت سوں نے معمولی نہ سمجھی' اور اس سال سلطان محمود بلاد الکرج کی طرف گیا اور ان کے اور القفجاق کے درمیان اختلاف ہوگیا' تو اس نے ان سے جنگ کی اور انہیں شکست دی' پھر ہمدان واپس آ گیا۔ اور اس سال حاکم دمشق طغتکین نے حماہ شہر پر اس کے حکمران قرا جا کے مرنے کے بعد قبضہ کرلیا' اور وہ ظالم وغاصب تھا' اور اس سال علویوں کے نقیب کو معزول کر دیا گیا' اور اس کے گھر کو گرا دیا گیا اور وہ علی بن افلح تھا' اس لیے کہ وہ دبیس کا جاسوس تھا' اور علی بن طراد کو عباسیوں کو نقابت کے ساتھ علویوں کو نقابت بھی دے دی گئی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد:

ابن علی بن صدقہ' تغلبی' جو ابن الخیاط دمشقی شاعر کے نام سے مشہور ہے اور اس کے اشعار کا دیوان مشہور ہے' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ دمشق میں شعراء کے شعر اس پر ختم ہیں' اس کے اشعار بہت اچھے ہیں' اور وہ پہلے لوگوں کے اشعار اور واقعات کو بہت یاد کرنے والا تھا' اور ابن خلکان نے اس کے قصیدہ سے اس کے کچھ اچھے اشعار بیان کیے ہیں' اور اگر اس قصیدے کے سوا اور اس کا کوئی شعر نہ ہوتا تو بھی اسے کفایت کرتا' اور وہ اس میں یکتا ہے ؎

''نجد کی باد صبا سے اس کے دل کے لیے امان حاصل کرو اور قریب ہے کہ اس کی سبزی اس کی تیز فہمی کے ساتھ پرواز کر جائے' اور اس نسیم سے بچنا' کیونکہ جب وہ چلتی ہے تو غم اس کی سب سے آسان مصیبت ہوتی ہے' اے میرے دوستو اگر تم محبت کرتے تو تمہیں عشق کا مقام دل کی شیفتگی سے معلوم ہو جاتا' کیا تو یاد کرتا ہے اور یاد شوق دلاتی ہے' اور عاشق مشتاق ہوتا ہے' اور محبت جس سے تعلق پیدا کرتی ہے وہ اسے عاشق بنا دیتی ہے' محبت کی امید وبیم پر دکھ ہے اور زیارت گاہ کے قریب وبعد کے باوجود شوق ہے' اور قافلے میں ایک شخص پسلیوں میں سوزش عشق لیے ہوئے

ہے اور جب اسے عشق کا داعی آواز دیتا ہے وہ اسے لبیک کہتا ہے اور جب ... سے خوشبو آتی ہے تو ... اس کی مصاحبت کے بغیر اس کے علاج کو لیے ہوئے ہوتی ہے اور نیز وہ ان کے درمیان ایک حجاب پوش منہ موڑے ہوئے ہے اور دل میں اس کے اعراض سے اس کے چھپنے کی مانند کیفیت ہے اس نے غیرت دلائی جب میں نے قبیلے میں اس کی محبت کے باعث خوف کی آواز محسوس کی''۔

اس نے اس سال رمضان میں ۹۷ سال کی عمر میں دمشق میں وفات پائی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اس سال آمد میں باطنیہ کا ظہور ہوا اور اس کے باشندوں نے ان سے جنگ کی اور ان میں سے سات سو آدمیوں کو قتل کر دیا' اور اس سال بغداد کے شحنکیہ سعد الدولہ پر نقش الزکوی کو واپس کی گئی' اور دبیس کے بھائی منصور بن صدقہ نے اسے اس کے سپرد کیا کہ وہ اسے دارالخلافت کے سپرد کرے۔ اور اطلاع آئی کہ دبیس نے طغرل بیگ کی پناہ لی ہے۔ اور دونوں نے بغداد کے حاصل کرنے پر اتفاق کیا ہے' پس لوگ ان دونوں سے جنگ کرنے کے لیے تیاری کرنے لگے۔ اور اقسنقر کو اس نے موصل واپس آنے کا حکم دیا' اور اس نے عماد الدین بن زنگی میں آقسنقر کو بصرہ پر نائب مقرر کیا' اور ربیع الاوّل میں حاکم حلب ملک حسام تمرتاش بن ایلغاری بن ارتق آیا اور اس نے بلک بن بہرام کے قبضہ کرنے کے بعد اس پر قبضہ کر لیا' اور اس نے قلعہ منبج کا محاصرہ کر لیا' تو ایک تیر آ کر اس کے حلق میں لگا اور وہ مر گیا' اور اس نے حلب میں تمرتاش کے نائب مقرر کیا' پھر ماردین کی طرف واپس آ گیا اور بعد ازاں اسے اس سے لے لیا گیا' آقسنقر نے اسے موصل کے ساتھ لے لیا' اور اس سال خلیفہ نے قاضی ابوسعد ہروی کو سلطان سنجر کی بیٹی کو منگنی کا پیغام دینے کے لیے دجلہ کے کنارے ایک گھر کی تعمیر شروع کی' اور جمال الدولہ اقبال المسترشدی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن علی بن برہان:

ابوالفتح جو ابن الحمامی کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے ابوالوفا بن عقیل سے فقہ سیکھی اور امام احمد کے مذہب میں یکتا ہو گئے' پھر کچھ باتوں کے باعث آپ کے اصحاب ناراض ہو گئے' تو اس بات نے آپ کو امام شافعیؒ کے مذہب کی طرف منتقل ہونے پر آمادہ کیا' اور آپ نے الشاشی اور امام غزالی سے اشتغال کیا اور ماہر ہو گئے' اور سردار بن گئے۔ اور الزینبی کے پاس گواہی دی جسے اس نے قبول کیا' اور آپ نے ایک ماہ نظامیہ میں پڑھایا اور جمادی الاوّل میں فوت ہوئے اور باب البرز میں دفن ہوئے۔

عبداللہ بن محمد بن جعفر:

ابوعلی الدامغانی' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور اپنے باپ کے پاس گواہی دی اور الکرخ میں اپنے بھائی کی نیابت کی'

پھر ان سب باتوں کو ترک کر دیا اور باب النوبی کے حاجب بن گئے' پھر معزول ہو گئے' پھر دوبارہ حاجب بنائے گئے' آپ نے جمادی الاوّل میں فوت ہوئے اور باب ابرز میں دفن ہوئے۔

احمد بن محمد:

ابن ابراہیم ابوالفضل المیدانی' مؤلف کتاب الامثال اس باب میں آپ کو کوئی مثل نہیں اور آپ کے اشعار اچھے ہیں' آپ نے ۲۵ ررمضان کو بدھ کے روز وفات پائی۔

واقعات — ۵۱۹ھ

اس سال دبیس اور سلطان طغرل بیگ نے' خلیفہ کے ہاتھ سے بغداد کو حاصل کرنے کا قصد کیا۔ اور جب دونوں اس کے نزدیک آئے تو خلیفہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا اور لوگ پہلی منزل تک اس کے آگے پیدل چل رہے تھے' پھر اس کے بعد لوگ سوار ہو گئے' پس جب وہ رات ہوئی' جس کی صبح کو وہ جنگ کر رہے تھے' اور ان کا ارادہ بغداد کو لوٹنے کا تھا' تو اللہ تعالیٰ نے بڑی بارش بھیجی اور اس رات سلطان طغرل بیگ بیمار ہو گیا اور یہ فوجیں منتشر ہو گئیں اور خائف و خائب ہو کر اپنی ایڑیوں کے بل واپس آ گئیں اور دبیس اور طغرل بیگ نے ملک سنجر کی پناہ لی اور اس نے خلیفہ سے اور سلطان محمود سے امان لینے کی اپیل کی' پس اس نے دبیس کو قلعہ میں قید کر دیا اور ایک چغل خور نے شکایت کی کہ خلیفہ' حکومت کو مخصوص کرنا چاہتا ہے اور وہ دشمنوں سے جنگ کرنے کے لیے بغداد سے املان چلا گیا' جس سے سنجر کے دل میں بدظنی پیدا ہو گئی' اور اس نے برائی کو چھپائے رکھا' اس کے باوجود اس نے خلیفہ سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا' اور اس سال قاضی ابوسعد بن نصر بن منصور ہروی کو ہمدان میں قتل کر دیا گیا' اسے باطنیوں نے قتل کیا اور اسی کو خلیفہ نے سنجر کی طرف اس کی بیٹی کے نکاح کا پیغام دینے کو بھیجا' اور قطز الخادم نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

آقسنقر البرشکی:

حاکم حلب' اسے باطنیوں نے' جو فدائی ہیں' جمعہ کے روز اس کی جامع میں قتل کیا' یہ ترکی تھا اور بہت اچھی سیرت کا حامل اور نماز باجماعت کا پابند اور فقراء سے بہت نیک سلوک کرنے والا اور صدقات دینے والا تھا اور رعایا سے بہت حسن سلوک کرنے والا تھا' اور اس کے بعد اس کا بیٹا' سلطان عزالدین مسعود بادشاہ بنا اور سلطان محمود نے اسے اس کی عملداری پر قائم رکھا۔

بلال بن عبدالرحمٰن:

ابن شریح بن عمر بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن سلیمان بن بلال بن رباح' رسول اللہ ﷺ کے مؤذن' آپ نے سفر کیا اور شہروں میں گھومے پھرے اور آپ جہیر الصوت شیخ تھے' اور اچھا پڑھتے تھے' اور سریلی آواز والے تھے' آپ نے اس سال

سمرقند میں وفات پائی۔

قاضی ابوسعد ھروی

احمد بن نصر[1] آپ مشاہیر فقہاء اور بڑے سرداروں میں سے تھے' باطنیوں نے اس سال آپ کو ہمدان میں قتل کیا۔

واقعات ــــ ۵۲۰ھ

اس سال سلطان محمود اور خلیفہ نے سلطان سنجر کے خلاف مراسلت کی' نیز یہ کہ وہ دونوں اس کے خلاف متحد ہو جائیں' اور جب سنجر کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے بھتیجے کو اس سے باز آ جانے اور اپنی طرف مائل کرنے اور اسے خلیفہ سے محتاط رہنے کا خط لکھا' نیز یہ کہ وہ اس کے شر سے مطمئن نہ ہو' اور یہ کہ جب وہ مجھ سے فارغ ہوگا تو تیری طرف پھر جائے گا اور تجھے پکڑے گا' پس اس نے اپنے چچا کی بات پر کان دھرا اور اپنے ارادے کو چھوڑ دیا۔ اور اس سال بغداد میں داخل ہونے کے لیے آیا اور خلیفہ نے اسے اس بات سے روکتے ہوئے خط لکھا کہ یہاں خوراک کی کمی ہے' مگر اس نے اس کی بات نہ مانی اور اس کے پاس آ گیا' اور جب اس کی آمد نزدیک آ ئی تو خلیفہ اپنے گھر سے نکلا اور غربی جانب گیا' تو یہ بات اُسے اور لوگوں کو گراں گزری' اور عید الاضحیٰ آئی تو خلیفہ نے خود لوگوں کو نہایت فصیح و بلیغ خطبہ دیا اور جوامع کے خطیبوں نے اس کے پیچھے تکبیر کہی اور وہ جشن کا دن تھا' اور ابن جوزی نے اسے طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور اسے خطبہ کے ان حاضرین سے روایت کیا ہے' جو قاضی القضاۃ الزینبی کے ساتھ تھے' اور ایک عادل جماعت سے بھی روایت کیا ہے' اور جب خلیفہ منبر سے اترا' تو اس نے اپنے ہاتھ سے ایک اونٹ ذبح کیا اور خیمے میں داخل ہو گیا اور لوگ رو پڑے اور انہوں نے خلیفہ کے لیے توفیق فتح کی دُعا کی' پھر سلطان محمود ۱۸/ ذوالحجہ منگل کے روز بغداد آیا اور وہ لوگوں کے گھروں میں اترے اور لوگوں کو اپنی عورتوں کے بارے میں ان سے بہت اذیت پہنچی' پھر سلطان نے خلیفہ سے صلح کے بارے میں مراسلت کی' تو خلیفہ نے اس سے انکار کیا' اور اپنی فوج کے ساتھ سوار ہو کر ترکوں سے جنگ کی اور اس کے ساتھ جانبازوں کی ایک چھوٹی سی جماعت تھی' لیکن سب عوام اس کے ساتھ تھے' اور اس نے بہت سے ترکوں کو قتل کر دیا' پھر عماد الدین زنگی واسط سے کشتیوں میں سلطان کی مدد کے لیے بہت بڑی فوج کے ساتھ آیا اور جب خلیفہ کو اس کا پتہ چلا تو اس نے صلح کی دعوت دی' اور سلطان اور خلیفہ کے درمیان صلح ہو گئی اور ملک اس سے بہت خوش ہوا اور جو کچھ ہوا تھا' اس کے متعلق خلیفہ کے پاس معذرت کرنے لگا۔ پھر آئندہ سال ایک بیماری کے باعث وہ ہمدان کی طرف گیا اور اس میں اس کی پہلی نشست ہوئی' جس کے متعلق ابن جوزی نے منبر پر لوگوں کو وعظ کرتے ہوئے اعتراضات کیے' اور اس وقت آپ کی عمر ۱۳ سال تھی' اور شیخ ابوالقاسم علی بن یعلی علوی بلخی آپ کے پاس حاضر ہوا اور وہ رشتہ دار تھا' اس نے آپ کو کچھ باتیں سکھائیں' پھر آپ کو منبر پر چڑھایا اور آپ نے انہیں بیان کیا اور وہ جشن کا دن تھا۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ اس روز اجتماع کا اندازہ پچاس ہزار تھا۔ واللہ اعلم۔

---

[1] ابن الاثیر میں محمد بن نصر ہے۔

اور اسی سال طغتکین حاکم دمشق اور اس کے فرنگی دشمنوں نے باہم جنگ کی اور اس نے ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان سے بہت سے اموال حاصل کیے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد بن محمد:

ابو الفتح طوسی غزالی' ابو حامد غزالی کے بھائی' آپ فراخ ذہن واعظ تھے' اور کلام' زہد اور انکساری سے آپ کو بہرہ حاصل تھا' اور آپ کے نکات بہت اچھے ہیں' ایک دفعہ آپ نے ملک محمود کے گھر وعظ کیا تو اس نے آپ کو ایک ہزار دینار دیئے' آپ باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دروازے پر وزیر کا گھوڑا اپنے سونے کی زین' ہتھیاروں اور زیورات کے ساتھ کھڑا ہے' آپ اس پر سوار ہو گئے' وزیر کو یہ اطلاع ملی تو اس نے کہا' اسے بلاؤ اور وہ گھوڑا واپس نہ کرے' پس غزالی نے اسے لے لیا' اور ایک دفعہ آپ نے رہٹ کو آواز دیتے سنا تو آپ نے اس پر اپنی چادر ڈال دی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ کے نکات بھی ہیں' مگر آپ کے کلام پر تخلیط اور موضوع احادیث اور خالی حکایات اور فاسد معانی کا غلبہ ہے' پھر ابن جوزی نے آپ کے کلام سے ناپسندیدہ باتیں بیان کی ہیں۔ واللہ اعلم

اور ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب آپ کو کوئی مشکل پیش آتی' تو آپ رسول اللہ ﷺ کو بیداری میں دیکھتے' اور اس کے متعلق آپ سے دریافت کرتے تو آپ انہیں صحیح بات بتا دیتے' اور آپ ابلیس کے مددگار تھے' اور اسے معذور سمجھتے تھے' اور ابن جوزی نے اس بارے میں آپ پر طویل اعتراضات کیے ہیں' راوی کا بیان ہے کہ آپ کی طرف امردوں سے محبت کرنا اور مشاہدہ کی بات منسوب کی گئی ہے' اور اللہ اس کی صحت کو بہتر جانتا ہے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ خوش منظر اور بہت اچھے واعظ تھے' اور صاحب کرامات واشارات تھے اور فقیہ تھے' مگر آپ وعظ کی طرف مائل ہو گئے' اور اس پر غالب آ گئے اور جب آپ کے بھائی درویش ہو گئے' تو آپ نے نظامیہ میں ان کی نیابت میں درس دیا۔ اور احیاء علوم الدین کا ایک جلد میں اختصار کیا اور اس کا نام لباب الاحیاء رکھا' اور علم بصیرت میں آپ کی کتاب الذخیرہ بھی ہے اور آپ شہروں میں گھومے اور خود صوفیاء کی خدمت کی اور آپ عزلت اور گوشہ نشینی کی طرف مائل تھے' اور اللہ ہی آپ کے حال کو بہتر جانتا ہے۔

احمد بن علی:

ابن محمد الوکیل' جو ابن برہان کے نام سے مشہور ہیں' ابو الفتح الفقیہ الشافعی' آپ نے غزالی الکیا الہراسی اور الشاشی سے فقہ سیکھی اور آپ اصول میں یکتا تھے اور اصول فقہ کے بارے میں آپ کی کتاب الذخیرہ بھی ہے اور آپ اچھے فنون کو بعینہٖ جانتے تھے' اور آپ نے بغداد میں نظامیہ میں ایک ماہ سے کم عرصہ پڑھایا۔

بہرام بن بہرام:

ابو شجاع البیع' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور کلواذی میں حضرت امام احمد کے اصحاب کے لیے مدرسہ بنایا اور وہاں فقہاء کے لیے اپنی املاک کے کچھ حصے کو وقف کیا۔

صاعد بن یسار:

ابن محمد بن عبداللہ بن ابراہیم ابوالاُعلا الاسانی الہروی الحافظ' آپ ایک تجربہ کار شخص تھے' آپ نے سماع حدیث کیا اور عتورج میں وفات پائی' جو باب ہرات پر ایک بستی ہے۔

واقعات ــــ ۵۲۱ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو خلیفہ اور سلطان محمود باہم برسر پیکار تھے' اور خلیفہ غربی جانب کے خیمے میں تھا' اور جب ۴ رمحرم کو بدھ کا دن آیا تو سلطان کی فوج کے ایک دستے نے دارالخلافت تک پہنچنے کا حیلہ کیا اور اس میں ایک ہزار مسلح جانباز تھے' پس انہوں نے اموال لوٹے اور لونڈیاں برہنہ چہرے مدد طلب کرتی ہوئی نکلیں اور دارالخاتون میں داخل ہو گئیں۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ میں نے انہیں اسی حالت میں دیکھا ہے' اور جب یہ واقعہ ہوا تو خلیفہ اپنی فوج کے ساتھ روانہ ہوا اور کشتیاں لائی گئیں اور بغداد چیخ و پکار سے متغلب ہو گیا کہ دنیا ہل گئی اور خلیفہ کی فوج کے ساتھ عوام نے بھی حملہ کر دیا اور انہوں نے سلطان کی فوج کو شکست دی اور بہت سے امراء کو قتل کر دیا' اور دوسروں کو قیدی بنا لیا' اور سلطان اور اس کے وزیر اور اس کے طبیب ابوالبرکات کے گھروں کو لوٹ لیا اور اس کے گھر میں جو امانتیں تھیں لے لیں اور بہت گڑبڑ ہو گئی' حتیٰ کہ انہوں نے نہر جور کی خانقاہ میں صوفیاء کو لوٹ لیا اور طویل معاملات شروع ہو گئے' اور عوام نے سلطان کو گالیاں دیں اور اسے کہنے لگے: اے باطنی تو فرنگیوں اور رومیوں کو چھوڑ کر خلیفہ سے جنگ کرتا ہے' پھر خلیفہ ۷ رمحرم کو اپنے گھر منتقل ہو گیا' اور جب یوم عاشوراء آیا تو حالات روبراہ ہو گئے' اور سلطان نے خلیفہ سے امان اور صلح کا مطالبہ کیا اور خلیفہ اس طرف مائل ہو گیا اور لوگوں نے ایک دوسرے کو صلح کی خوشخبری دی' تو خلیفہ نے اس کی طرف نقیب النقباء اور قاضی القضاۃ اور شیخ الشیوخ اور تیس سے زیادہ گواہوں کو بھیجا' تو سلطان نے ان کو اپنے ہاں چھ دن قید رکھا تو اس بات نے لوگوں کو دُکھ دیا اور دوسرے فتنے سے ڈر گئے' جو پہلے فتنے سے بھی سخت تھا' اور برتقش الزکوی بغداد کا کوتوال تھا' جو سلطان کو اہل بغداد کے متعلق اکساتا تھا' تاکہ وہ ان کے اموال لوٹ لے مگر وہ نہ مانا' پھر اس نے ان لوگوں کی جماعت کو داخل کیا تو وہ مغرب کے وقت اس کے پاس لے جائے گئے' سو قاضی نے انہیں نماز پڑھائی اور انہوں نے اسے خلیفہ کا خط سنایا تو وہ کھڑا ہو گیا اور خلیفہ نے ان تمام تجاویز کا جواب دیا۔ جو اس کے پاس پیش کی گئیں اور صلح اور معاہدہ ہو گیا' اور سلطان کی فوج داخل ہوئی اور وہ فوج میں قلتِ طعام کی وجہ سے بڑی مشقت میں تھے' اور انہوں نے کہا' اگر وہ مصالحت نہ کرتا تو ہم بھوک سے مر جاتے' اور سلطان نے عوام سے بہت حلم ظاہر کیا' اور خلیفہ نے سپاہیوں کے گھروں سے جو کچھ لوٹا گیا تھا' اس کے واپس کرنے کا حکم دیا' اور یہ کہ جس نے کوئی چیز چھپائی اس کا خون مباح ہو گیا' اور خلیفہ نے علی بن المراد الزینبی نقیب کو سلطان سنجر کی

طرف بھیجا کہ ۰۰۰۰ دینار اس کے دروازے [illegible] اور اس کے ساتھ خلعت اور اکرام کا پیغام بھی بھیجا اور سنجر نے خلیفہ کے ایلچی کا اکرام کیا اور تین اوقات میں اس کے دروازے پر ڈھول بجانے کا حکم دیا اور اس سے بڑی تابعداری ظاہر ہوئی' پھر سلطان محمود بغداد میں بیمار ہو گیا' تو طبیب نے اسے ہمدان کی طرف جانے کا حکم دیا' تو وہ ربیع الآخر میں روانہ ہوا اور بغداد کی شحنگیہ عماد الدین زنگی کے سپرد کر دی' اور جب سلطان ہمدان پہنچا تو اس نے مجاہد الدین بہروز کو بغداد کی شحنگیہ کا افسر بنا کر بھیجا اور الحلۃ بھی اس کے سپرد کر دیا اور عماد الدین زنگی کو موصل اور اس کے مضافات کی طرف بھیج دیا' اور اس سال بغداد کے نظامیہ میں الحسن بن سلیمان نے درس دیا' اور اس سال ابو الفتوح اسفرائینی آیا اور اس نے بغداد میں وعظ کیا' اور بہت سی منکر احادیث بیان کیں' پس اس سے ان سے توبہ کرنے کا مطالبہ کیا گیا اور اسے کسی اور شہر چلے جانے کا حکم دیا گیا' اور اکابر کی ایک جماعت نے اس کے ساتھ سفر کیا اور اسے پہلی حالت پر واپس کر دیا۔ جس کی وجہ سے لوگوں کے درمیان جنگیں ہوئیں' حتیٰ کہ کچھ عوام نے اسے بازاروں میں پتھر مارے' اس لیے کہ وہ ایسے بیانات دیتا تھا' جن کے بیان کی ضرورت نہ تھی۔ پس عوام کے دل اس سے نفرت کرنے لگے اور انہوں نے اس سے بغض کیا اور شیخ عبد القادر نے بیٹھ کر لوگوں سے گفتگو کر کے انہیں انگشت بدنداں کر دیا' اور انہوں نے آپ کو پسند کیا اور اسے چھوڑ دیا' اور اس سال سلطان سنجر نے بارہ ہزار باطنیوں کو قتل کر دیا' اور قطز الخادم نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

محمد بن عبد الملک:

ابن ابراہیم بن احمد' ابو الحسن بن ابو الفضل الہمذانی المقرضی' آپ حدیث کے گھرانے سے تاریخ کے مؤلف ہیں' اور ابن الجوزی نے اپنے شیخ عبد الوہاب سے بیان کیا ہے کہ آپ پر اعتراض کیا گیا ہے' آپ نے شوال میں اچانک وفات پائی اور ابن شریح کے پہلو میں دفن ہوئے۔

فاطمہ بنت الحسین بن الحسن ابن فضلویہ:

آپ نے خطیب اور ابن مسلم وغیرہ سے سماع کیا' اور آپ ایک واعظہ تھیں' اور آپ کی ایک خانقاہ بھی تھی' جس میں درویش عورتیں اکٹھی ہوتی تھیں' اور ابن جوزی نے مسند الشافعی وغیرہ کا آپ سے سماع کیا۔

ابو محمد عبد اللہ بن محمد:

ابن السید البطلیموسی ثم التنیسی' آپ لغت وغیرہ میں صاحب تصانیف ہیں اور آپ نے المثلث کو دو جلدوں میں تالیف کیا ہے اور اس میں قطرب پر بہت اضافہ کیا ہے اور آپ نے ابو العلاء کی سقط الزند کی شرح بھی کی ہے جو مصنف کی شرح سے بھی افضل ہے اور آپ نے ابن ابی قتیبہ کی ادب الکاتب کی بھی شرح کی ہے اور ابن خلکان نے آپ کے اشعار کو بیان کیا ہے۔

''صاحب علم' اپنی موت کے بعد ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور اس کے جوڑ بند مٹی تلے بوسیدہ ہو جاتے ہیں' اور جاہل زمین پر چلتے ہوئے بھی مردہ ہو جاتا ہے' اسے زندہ لوگوں میں خیال کیا جاتا ہے' حالانکہ وہ غیر موجود ہوتا ہے''۔

واقعات — ۵۲۲ھ

اس سال کے آغاز میں سنجر کا ایلچی' خلیفہ کے پاس دریافت کرنے آیا کہ بغداد کے منابر پر اس کا خطبہ دیا جائے اور جامع منصور میں ہر جمعہ کو اس کا خطبہ ہوتا تھا' اور اس سال خلیفہ کا وزیر ابن صدقہ فوت ہو گیا اور اس نے اس کی جگہ نقیب النقباء کو وزیر بنایا' اور اس سال سلطان محمود نے اپنے چچا سنجر سے ملاقات کی اور ناراضگی کے بعد باہم صلح کر لی' اور سنجر نے دبیس کو اس شرط پر سلطان محمود کے سپرد کیا کہ خلیفہ کو اس سے خوش کرے اور زنگی کو موصل سے معزول کر دے' اور اسے دبیس کے سپرد کر دے۔ اور ربیع الاوّل میں بغداد میں مشہور ہو گیا کہ دبیس بہت بڑی فوج کے ساتھ بغداد آیا ہے' پس خلیفہ نے سلطان محمود کو خط لکھا' اگر تم نے دبیس کو بغداد آنے سے نہ روکا تو ہم اس کے پاس چلے جائیں گے اور ہمارے اور تمہارے درمیان جو صلح اور معاہدات ہیں' ہم انہیں توڑ دیں گے' اور اس سال اتابک زنگی بن آقسنقر نے حلب شہر اور اس کے اردگرد کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اور اس سال تاج الملوک بوری بن المفتکین نے اپنے باپ کی وفات کے بعد دمشق شہر پر قبضہ کر لیا اور اس کا باپ ارسلان کے غلاموں میں سے تھا' اور وہ عادل نیک اور فرنگیوں کے ساتھ بہت جہاد کرنے والا تھا' اور اس سال اس نے بغداد میں باب الحلیہ کے باہر عید گاہ بنائی اور اس کے گرد دیوار بنائی اور اس میں قبلہ بنایا اور قطر الخادم نے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے' لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الحسن بن علی بن صدقہ:

ابوعلی وزیر خلیفہ المسترشد' اس نے اس سال رجب میں وفات پائی' اور ابن جوزی نے اس کے جو اشعار بیان کیے ہیں ان میں اس نے خلیفہ کی مدح میں مبالغہ کیا ہے اور غلطی کی ہے ۔

''میں نے مخلوق کو مزے اور پتلا ہونے میں پانی کی طرح پایا ہے اور امیر المومنین اس کا میٹھا پانی ہیں' اور میں نے عقل کے مفہوم کو مصور ڈھانچہ بنایا تو امیر المومنین اس کی مثال تھے' اور اگر شرع' دین اور تقویٰ کا مقام نہ ہوتا تو میں عظمت کے لیے انہیں جل جلالہ کہتا''۔

الحسین بن علی:

ابن ابی القاسم اللامشی' سمرقندی' آپ نے حدیث کی روایت کی اور فقہ سیکھی' اور مناظرے میں آپ کی مثال بیان کی جاتی ہے' اور آپ سلف کے مذہب کے مطابق دیندار اور نیک آدمی اور تکلف سے دور اور بہت امر بالمعروف کرنے والے تھے' آپ ماوراء النہر کے بادشاہ خاقان کی طرف سے ایک پیغام کے سلسلہ میں دارالخلافت کی طرف آئے اور آپ سے دریافت کیا گیا کہ

آپ اس سال حج نہیں کریں گے؟ آپ نے کہا میں حج کو ان کے پیغام کے پیچھے نہیں رکھوں گا' پس آپ اپنے شہر کو واپس آ گئے' اور اس سال رمضان میں ۸۱ سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔

طغتکین الاتابک:

ترکی دمشق کے حکمران اور تتش کے ایک غلام' آپ اچھے' عادل اور سب سے زیادہ فرنگیوں کے ساتھ جہاد کرنے والے تھے' اور آپ کے بعد آپ کا بیٹا تاج الملک بوری بادشاہ کھڑا ہوا۔

واقعات ــــ ۵۲۳ھ

اس سال محرم میں سلطان محمود بغداد آیا اور خلیفہ کو دبیس سے راضی کرنے کی کوشش کی اور یہ کہ وہ بلادِ موصل کو اس کے سپرد کر دے' خلیفہ نے اس بات سے سخت انکار کر دیا اور دبیس نے بغداد آنے میں تاخیر کی' پھر وہ اس میں داخل ہو گیا' اور لوگوں کے درمیان آیا تو انہوں نے اس کے منہ پر اسے لعنت کی اور گالیاں دیں' اور عماد الدین زنگی آیا اور اس نے ہر سال سلطان کو ایک لاکھ دینار اور ہدایا اور تحائف دیئے' اور خلیفہ کو بھی اسی قدر دیا کہ وہ دبیس کو کوئی چیز نہ دے اور زنگی موصل کی عملداری پر قائم رہے' پس اس نے اس پر اسے قائم رکھا اور اسے خلعت دیا' اور وہ اپنی عملداری کی طرف واپس آ گیا اور حلب اور حماہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے حکمران سونج بن تاج الملوک کو قید کر لیا' تو اس نے پچاس ہزار دینار اپنا فدیہ دیا اور ربیع الآخر کے آخر میں سلطان نے نقیب النقباء کو با اختیار خلعت دیا۔ اور کسی عباسی کے متعلق معلوم نہیں کہ اس کے سوا کسی نے وزارت سنبھالی ہو۔ اور اس سال رمضان میں دبیس فوج کے ساتھ الحلۃ کی طرف آیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اپنے اصحاب کے ساتھ اس میں داخل ہو گیا۔ اور وہ تین سو سوار تھے' پھر اس نے بستیوں سے اموال جمع کرنے اور غلہ جات حاصل کرنے شروع کر دیئے' حتیٰ کہ اس نے تقریباً پانچ لاکھ دینار حاصل کر لیے اور تقریباً دس ہزار جانبازوں سے خدمت لی اور اس کی حکومت کا حال بگڑ گیا۔ اور اس نے خلیفہ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے پیغام بھیجا' مگر وہ اس سے راضی نہ ہوا اور اس نے اسے اموال کی پیشکش کی مگر اس نے انہیں قبول نہ کیا' اور سلطان نے اس کی طرف فوج روانہ کی تو وہ جنگل کی طرف چلا گیا' پھر اس نے بصرہ پر غارت گری کی اور اس سے سلطان اور خلیفہ کے ذخائر حاصل کر لیے' پھر جنگل میں داخل ہو گیا اور اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔

اور اس سال حاکم دمشق نے چھ ہزار باطنیوں کو قتل کر دیا' اور ان کے بڑے لوگوں کے سروں کو قلعہ کے دروازے پر لٹکا دیا' اور اللہ تعالیٰ نے شام کو ان سے راحت دی۔

اور اس سال فرنگیوں نے شہر دمشق کا محاصرہ کر لیا اور اس کے باشندے اس کے مقابلہ کو نکلے اور انہوں نے ان سے شدید جنگ کی' اور اہل دمشق نے عبد اللہ واعظ کو تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھ خلیفہ سے مدد طلب کرنے کو بھیجا' اور انہوں نے جامع کے منبر کو توڑنے کا ارادہ کیا' حتیٰ کہ اس نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ عنقریب سلطان کو خط لکھے گا کہ وہ ان کے لیے فرنگیوں سے جنگ کرنے کے لیے فوج روانہ کرے' پس حالات پرسکون ہو گئے' اور اس نے ان کے لیے کوئی فوج نہ بھیجی' حتیٰ کہ

اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے ان کی مدد کی اور مسلمانوں نے انہیں شکست دی اور ان میں سے دس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اور ان میں سے صرف چالیس آدمی بچے اور حاکم انطاکیہ بیمند فرنگی قتل ہو گیا' اور اس سال حج میں لوگ مخبوط الحواس ہو گئے' حتیٰ کہ دبیس کی جنگ کی وجہ سے وقت تنگ ہو گیا' اور برتقش الزکوی نے انہیں حج کروایا اور اس کا نام یرنقش تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اسعد بن ابی نصر:

المہینی ابوالفتح' آپ اپنے زمانے کے ائمہ شافعیہ میں سے ایک تھے۔ آپ نے ابوالمظفر السمعانی سے فقہ سیکھی اور اپنے زمانے کے لوگوں کے سردار بن گئے' اور مہارت حاصل کی اور اپنے ساتھیوں میں متفرد ہو گئے' اور آپ نے بغداد میں نظامیہ کی تدریس کا کام سنبھالا اور عوام و خواص میں آپ کو وجاہت حاصل ہو گئی' اور خلافیات میں آپ کا حاشیہ لکھا گیا' پھر آپ کو نظامیہ سے معزول کر دیا گیا' اور آپ ہمذان کی طرف چلے گئے' اور وہیں اس سال وفات پا گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

واقعات — ۵۲۴ھ

اس سال عراق میں عظیم زلزلہ آیا جس کے باعث بغداد میں بہت سے گھر گر گئے' اور موصل کے علاقے میں بہت بارش ہوئی اور کچھ بھڑکتی آگ گری' جس نے بہت سے گھروں کو جلا دیا' اور اس بارش سے لوگ مر گئے' اور لوگ بھاگ گئے۔

اور اس سال بغداد میں اُڑنے والے بچھو پائے گئے جن کے دو ڈنک تھے' پس لوگ ان سے بہت خوفزدہ ہو گئے' اور اس سال سلطان سنجر نے سمرقند شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور وہاں محمد بن خاقان بھی تھا۔ اور اس سال عماد الدین زنگی نے جزیرہ کے بہت سے شہروں پر' اور جو شہر فرنگیوں کے ساتھ تھے' ان پر قبضہ کر لیا' اور ان کے ساتھ طویل جنگیں ہوئیں' اور اس نے ان تمام معرکوں میں ان پر فتح پائی اور اس نے رومی فوج کے بہت سے لوگوں کو' جب وہ شام آئے قتل کر دیا' اور شعراء نے اس پر اس کی مدح کی۔

مصر کے خلیفہ کا قتل:

اور ۲؍ ذیقعدہ کو فاطمی خلیفہ الآمر باحکام اللہ بن المستعلی حاکم مصر قتل ہو گیا' اسے باطنیوں نے قتل کیا اور اس کی عمر ۳۴ سال تھی' اور اس کی خلافت کا زمانہ ۲۹؍ سال ساڑھے پانچ ماہ تھا' اور وہ عبید اللہ مہدی کا دسواں بیٹا تھا' اور جب وہ قتل ہو گیا تو دیارِ مصر پر اس کا ایک ارمنی غلام متغلب ہو گیا اور وہ تین دن تک امور پر قابض رہا' حتیٰ کہ ابو علی احمد بن الافضل بدر الجمالی آ گیا اور اس نے حافظ ابو میمون عبد المجید بن امیر ابوالقاسم المستنصر کو خلیفہ مقرر کیا اور اس کی عمر ۵۸ سال تھی' اور جب اس نے اسے مقرر کیا تو خود تمام امور پر حاوی ہو گیا' اور اسے اس کی نشست گاہ میں محصور کر دیا اور کسی کو اپنی مرضی کے بغیر اس کے پاس نہ جانے دیتا' اور محل سے اموال کو اپنے گھر لے آیا' اور حافظ صرف نام کا ہی خلیفہ رہ گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابراہیم بن یحییٰ بن عثمان بن محمد:

ابو اسحاق کلبی‘ آپ غزہ کے باشندے تھے‘ اور ۸۰ سال سے زیادہ عمر کے تھے‘ اور آپ نے ترکوں کے بارے میں اچھے اشعار کہے ہیں ؎

’’ترکی فوج کے جوانوں میں‘ جن کے حملوں نے رعد کے لیے آواز اور شہرت نہیں چھوڑی‘ وہ ایسے لوگ ہیں‘ جب ان کا سامنا کیا جائے تو وہ خوبصورت فرشتے ہوتے ہیں اور اگر ان سے جنگ کی جائے تو وہ عفریت ہوتے ہیں‘‘۔

پھر کہتے ہیں ؎

’’جس نے تجھے چھوڑ کر مجھے عشق کے لیے مخصوص کیا ہے‘ اے مجھ پر ظلم کرنے والے‘ کاش اس نے محبت کو ہمارے درمیان تقسیم کر دیا ہوتا‘ میں شیر سے ملا ہوں اور میں اس کے حملے سے نہیں ڈرتا‘ اور جب وہ قریب آتا ہے تو مجھے ہرن کی نگاہ ڈراتی ہے‘‘۔

پھر کہتے ہیں ؎

’’یہ زندگی تو صرف متاع ہے اور جو اسے پسند کرتا ہے وہ بے وقوف گمراہ ہے اور جو گزر چکا ہے وہ کھو گیا ہے اور جس کی امید ہے وہ غائب ہے اور تیری قیامت وہی ہے‘ جس میں تو موجود ہے‘‘۔

پھر کہتے ہیں ؎

’’لوگوں نے کہا آپ نے شعر کہنا چھوڑ دیا ہے‘ میں نے کہا ضرورت کی وجہ سے اسباب کا دروازہ بند ہے‘ گھر خالی ہو گئے ہیں اور کسی سخی سے بخشش کی امید نہیں کی جاتی‘ اور نہ کوئی خوبصورت عشق کرتا ہے‘ اور یہ عجیب بات ہے کہ اسے خریدا نہیں جاتا اور کساد بازاری کے باوجود اس میں خیانت اور سرقہ کیا جاتا ہے‘‘۔

آپ کی وفات اس سال بلادِ بلخ میں ہوئی اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔ اور ابن خلکان نے آپ کے متعلق یہ اشعار کہے ہیں ؎

’’تیرا اشارہ ہمیں کافی ہے اور سب سے اچھا سلام کا جواب وہ تھا جو جدائی کی صبح کو رنگے ہوئے پوروں سے دیا گیا‘ حتیٰ کہ حیرانی سے اس کی چادر گر پڑی اور ملنے سے ہار کا دھاگا اندھیروں میں کھل گیا۔ وہ مسکرائی تو رات روشن ہو گئی‘ اور اس نے روشنی میں بکھرے ہوئے دانے چن لیے‘‘۔

الحسین بن احمد:

ابن عبدالوہاب بن احمد بن محمد بن الحسین بن عبیداللہ بن القاسم بن عبداللہ بن سلیمان بن وہب الدباس ابوعبداللہ الشاعر‘ جو البارغ کے نام سے مشہور ہوئے‘ آپ نے قراءت کو پڑھا اور حدیث کا سماع کیا‘ اور آپ نحو‘ لغت اور ادب کے ماہر تھے‘ اور آپ کے اشعار اچھے ہیں‘ آپ نے اس سال وفات پائی‘ آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی۔

محمد بن سعدون بن مرجا:

ابو عامر العبدری القرشی الحافظ' آپ اصلاً میورقہ سے تعلق رکھتے ہیں جو بلاد مغرب اور بغداد کے علاقے میں ہے' اور آپ نے وہاں طراد الزینبی اور الحمیدی وغیرہ سے سماع کیا اور آپ کو حدیث کی اچھی معرفت حاصل تھی اور آپ فروع میں الظاہریہ کے مذہب پر تھے' آپ نے ربیع الآخر میں بغداد میں وفات پائی۔

واقعات ــــ ۵۲۵ھ

اس سال دبیس جنگل میں رستہ بھول گیا' اور ارضِ شام کے ایک بدو امیر نے اسے قید کر لیا اور اسے دمشق کے بادشاہ بوری طغتکین کے پاس لے آیا' اور موصل کے حکمران زنگی بن آقسنقر نے اس سے اسے پچاس ہزار دینار میں خرید لیا' اور جب وہ اس کے ہاتھ میں آیا تو اسے اپنی ہلاکت کے بارے میں شک نہ ہوا' کیونکہ دونوں کے درمیان عداوت تھی' پس زنگی نے اس کا اکرام کیا اور اسے بہت اموال دیئے' اور اسے آگے کیا اور اس کا احترام کیا' پھر خلیفہ کے ایلچی اس کی تلاش میں آئے' تو اس نے اسے ان کے ساتھ بھیج دیا اور جب وہ موصل پہنچا تو اس کے قلعہ میں اسے محبوس کر دیا گیا' اور اس سال دونوں بھائیوں محمود اور مسعود کے درمیان جنگ ہوئی' پس وہ دونوں جنگ کے لیے ایک دوسرے کے سامنے ہوئے' پھر دونوں نے صلح کر لی۔ اور اس سال ملک محمود بن ملک شاہ کی وفات ہوئی اور اس کی جگہ اس کے بیٹے داؤد کو بادشاہ مقرر کیا گیا' اور اس کے باپ کا وزیر اس کا اتالیق مقرر کیا گیا اور اکثر شہروں میں اس کا خطبہ ہوا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

صوفی احمد بن محمد بن عبدالقاہر:

آپ نے حدیث کا سماع کیا اور شیخ ابو اسحاق شیرازی سے فقہ سیکھی' اور آپ ایک اچھے شیخ تھے اور علم و عبادت کا نور آپ کے چہرہ پر ہویدا تھا' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے مجھے یہ اشعار سنائے ؎

''ہر حال میں دانائی کو سامان بنا اور اسے مصائب اور زمانے کے آگے' پس اگر تو نے بھلائی حاصل کی تو تو اسے عزیمت سے حاصل کرے گا' اور اگر تو امور سے قاصر رہا تو عذر سے رہے گا''۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ آپ نے یہ اشعار بھی مجھے سنائے ؎

''میں نے امید کا لباس زیب تن کیا اور لوگ سوئے ہوئے تھے اور میں اپنے غم کی شکایت کرنے' اپنے مولیٰ کے پاس گیا اور میں نے کہا' اے وہ جو ہر مصیبت میں میرا سامان ہے' اور جس پر میں تکلیف کے دور کرنے کے لیے اعتماد کرتا ہوں' اور میں نے اپنا ہاتھ تیری طرف پھیلایا' جبکہ تکلیف نے گھیر لیا تھا' اے وہ بہترین ذات جس کی طرف ہاتھ پھیلایا جاتا ہے' اے میرے رب' اسے ناکام واپس نہ کرنا' تیری سخاوت کا سمندر ہر آنے والے کو

سیراب کرتا ہے''

الحسن بن سلیمان:

ابن عبداللہ بن عبدالغنی ابوعلی فقیہ مدرس نظامیہ آپ نے جامع القصر میں وعظ کیا' اور آپ کہا کرتے تھے کہ فقہ کی انتہا کوئی نہیں' اور وعظ کی ابتدا کوئی نہیں۔ آپ نے اس سال وفات پائی اور قاضی ابوالعباس نے آپ کو غسل دیا اور ابواسحاق کے پاس آپ کو دفن کیا گیا۔

حماد بن مسلم:

الرجی الدباس' آپ کے احوال ومکاشفات اور مغیبات پر آپ کے خبر پانے کا ذکر کیا جاتا ہے' اور دیگر مقامات کا بھی ذکر کیا جاتا ہے' اور میں نے ابن جوزی کو آپ پر اعتراض کرتے اور کہتے دیکھا ہے کہ آپ علوم شرعیہ سے عاری تھے' اور صرف جہال پر خرچ کرتے تھے' اور ابن عقیل کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ آپ سے نفرت کرتے تھے' اور حماد الدباس کہا کرتے تھے کہ ابن عقیل میرا دشمن ہے' ابن جوزی کا بیان ہے کہ لوگ آپ کو نذر دیا کرتے تھے اور آپ اسے قبول کر لیتے تھے' پھر آپ نے اسے چھوڑ دیا' اور سونے کی جگہوں سے لینے لگے' اور اپنے اصحاب پر خرچ کرنے لگے' آپ نے رمضان میں وفات پائی' اور الشونیزیہ میں دفن ہوئے۔

علی بن المستظہر باللہ:

خلیفہ المسترشد کا بھائی' اس نے اس سال رجب میں وفات پائی' اس کی عمر ۲۱ سال تھی۔ پس ڈھول بجانے ترک کر دیئے گئے اور لوگ کئی روز تعزیت کے لیے بیٹھے۔

محمد بن احمد:

ابن ابی الفضل الماد مانی' آپ ائمہ شافعیہ میں سے تھے' آپ نے امام الحرمین وغیرہ سے فقہ سیکھی اور طلب حدیث کے لیے سفر کیا اور پڑھایا اور فتوے دیئے' اور مناظرات کیے۔ آپ نے اس سال ۹۰ سال سے زیادہ عمر پا کر وفات پائی اور بلاد مرو میں ماھان بستی میں دفن ہوئے۔

سلطان محمود بن سلطان ملک شاہ:

یہ بہترین بادشاہوں میں سے تھا' اور اس میں حلم' بردباری اور صلابت پائی جاتی تھی' اس سال وفات پائی' اور لوگ تین دن تعزیت کے لیے بیٹھے' اللہ اس سے درگزر فرمائے۔

ہبۃ اللہ بن محمد:

ابن عبدالواحد بن العباس بن الحصین' ابوالقاسم شیبانی' اور علی بن المہذب سے عن ابی بکر بن مالک عن عبداللہ بن احمد عن ابیہ' المسند کے راوی' آپ نے بہت پہلے سماع کیا' ۴۳۲ھ میں پیدا ہوئے اور علی الصبح آپ کے باپ نے آپ کے پاس آ کر'

اور آپ کا بھائی عبدالواحد بھی آپ کے ساتھ تھا' آپ کو سرکردہ مشائخ کی جماعت سے سماع کرایا' اور ابن جوزی اور کئی لوگوں نے آپ سے روایت کی' آپ ثقہ' معتبر اور صحیح السماع تھے۔ آپ نے اس سال بدھ کے روز ظہر اور عصر کے درمیان وفات پائی اور آپ کی عمر ۹۳ سال تھی۔

واقعات ــــ ۵۲۶ھ

اس سال مسعود بن محمد بن ملک شاہ بغداد آیا اور قراجا الساقی اور سلجوق شاہ بن محمد بھی آیا اور ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے لیے حکومت کا طلبگار تھا' اور عماد الدین زنگی' ان دونوں کے ساتھ مل جانے کے لیے آیا' پس الساقی نے اس سے جنگ کی اور اسے شکست دی اور وہ اس سے ڈر کر تکریت بھاگ گیا' پس قلعہ کے نائب نجم الدین ایوب نے اس کی خدمت کی' جو صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کا والد تھا' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ

حتیٰ کہ وہ اپنے ملک کو واپس آ گیا' اور نجم الدین ایوب کے اس کے پاس جانے کا یہی سبب تھا' اور وہ حلب میں مقیم تھا' پس اس کے پاس اس نے خدمت کی' پھر وہ امور پیش آئے' جو آئندہ بیان ہوں گے۔ ان شاء اللہ

پھر دو بادشاہوں مسعود اور سلجوق شاہ نے ملاقات کی اور صلح کر لی اور ملک سنجر کے مقابلہ میں گئے' اور دونوں نے ایک ساتھ جنگ کی اور اس کی فوج ایک لاکھ ساٹھ ہزار' اور ان دونوں کی فوج تقریباً تیس ہزار تھی' اور فریقین کے چالیس ہزار آدمی مارے گئے' اور سنجر کی فوج نے قراجا الساقی کو قید کر لیا اور اسے باندھ کر اپنے سامنے قتل کر دیا' پھر طغرل بن محمد کو تخت پر بٹھایا گیا' اور منابر پر اس کا خطبہ دیا گیا' اور سنجر اپنے ملک کو واپس آ گیا' اور طغرل نے دبیس اور زنگی کو بغداد جا کر اس پر قبضہ کرنے کا خط لکھا' تو وہ دونوں بڑی فوج کے ساتھ آئے اور خلیفہ ان دونوں کے مقابلہ میں نکلا اور اس نے دونوں کو شکست دی اور دونوں کے بہت سے اصحاب کو قتل کر دیا اور اللہ نے ان دونوں کے شر کو اس سے دور کر دیا۔

اور اس سال حافظ فاطمی کے وزیر ابوعلی بن الافضل بن بدر الجمالی کو قتل کر دیا گیا' اور جو اموال اس نے لیے تھے' حافظ انہیں اپنے گھر لے آیا اور اس کے بعد ابوالفتح یانس الحافظی کو وزیر مقرر کر دیا۔ اور اسے امیر الجیوش کا لقب دیا' پھر سازش کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے بیٹے حسن کو وزیر بنایا اور اس کی ولی عہدی کا خطبہ دیا۔

اور اس سال المسترشد نے اپنے وزیر علی بن طراد الزینبی کو معزول کر دیا اور رکاوٹ کے بعد' انوشرواں بن خالد کو وزیر بنایا۔ اور اس سال شمس الملوک اسماعیل بن بوری بن طغتکین نے اپنے باپ کی وفات کے بعد دمشق پر قبضہ کر لیا اور یوسف بن فیروز کو وزیر بنایا اور وہ اچھا آدمی تھا' اس نے بہت سے شہروں پر قبضہ کیا اور اس کے بھائیوں نے اس کی اطاعت کی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن عبداللہ:

ابن محمد عبید اللہ بن محمد بن احمد بن حمدان بن عمر بن عیسیٰ بن ابراہیم بن غشنہ بن یزید سلمی' جو ابن کاوش العکبری کے نام سے

مشہور ہیں‘ آپ نے حدیث کا بہت سماع کیا اور آپ اسے سمجھتے اور روایت کرتے تھے‘ اور آپ باوردی سے روایت کرنے والے آخری شخص ہیں اور کئی لوگوں نے آپ کی تعریف کی ہے‘ جن میں ابو محمد بن الخشاب بھی ہیں‘ اور محمد بن ناصر آپ پر تہمت لگاتے تھے کہ آپ نے وضع حدیث کا اعتراف کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ اور عبدالوہاب انماطی نے بیان کیا ہے کہ آپ کودن تھے‘ آپ نے اس سال کے جمادی الاوّل میں وفات پائی۔

محمد بن محمد بن الحسین:

ابن القاضی قاضی ابو یعلی بن الفراء حنبلی‘ آپ شعبان ۴۵۱ھ پیدا ہوئے اور اپنے باپ اور دوسرے لوگوں سے سماع کیا اور فقہ سیکھی اور مناظرات کیے اور پڑھایا اور فتوے دیئے‘ اور آپ کا ایک گھر تھا جس میں مال تھا‘ پس رات کو کسی نے آپ پر حملہ کر کے قتل کر دیا اور آپ کا مال لے لیا‘ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے قاتل کو ظاہر کر دیا تو لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔

واقعات ـــــ ۵۲۷ھ

اس سال صفر میں سلطان مسعود بغداد آیا اور وہاں اس کا خطبہ ہوا‘ اور خلیفہ نے اسے خلعت دیا‘ اور سلطنت اس کے سپرد کی اور لوگوں پر دنانیر و دراہم نچھاور کیے‘ اور سلطان داؤد بن محمود کو بھی خلعت دیا گیا‘ اور اس سال دبیس نے واسط میں بہت فوج اکٹھی کی‘ تو سلطان نے اس کے مقابلے میں فوج بھیجی‘ جس نے اسے شکست دی اور اس کی جمعیت کو پریشان کر دیا‘ پھر خلیفہ نے موصل جانے کا عزم کیا تاکہ اُسے زنگی سے حاصل کرے‘ تو زنگی نے اسے بہت سے اموال اور تحائف پیش کیے‘ تاکہ وہ اسے چھوڑ دے‘ مگر وہ نہ مانا‘ پھر اسے اطلاع ملی کہ سلطان مسعود نے دبیس سے صلح کر لی ہے اور اسے خلعت دیا ہے‘ تو وہ جلدی سے عزت اور سلامتی کے ساتھ واپس آ گیا۔

اور اس سال ابن الزاغونی فوت ہو گئے جو حنابلہ کے ایک امام تھے‘ پس ابن جوزی نے آپ کے حلقے کو طلب کیا اور وہ نوجوان تھے تو وہ کسی دوسرے کو مل گیا لیکن وزیر انوشیرواں نے آپ کو وعظ کی اجازت دے دی اور آپ نے اس سال بغداد کے متعدد مقامات پر لوگوں سے خطاب کیا‘ اور آپ کی بہت مجالس ہوئیں اور آپ کے پاس لوگوں نے اژدحام کیا۔

اور اس سال حاکم دمشق شمس الملوک اسماعیل نے حماہ شہر پر قبضہ کر لیا‘ جو زنگی کے قبضے میں تھا‘ اور ذوالحجہ میں ترکمانوں نے طرابلس شہر کو لوٹ لیا اور القومص فرنگی ان کے مقابلہ میں گیا تو انہوں نے اسے شکست دی اور اس کے بہت سے اصحاب کو قتل کر دیا اور انہوں نے طویل مدت تک اس میں اس کا محاصرہ کیے رکھا‘ حتیٰ کہ محاصرہ طویل ہو گیا اور وہ واپس چلے گئے۔

اور اس سال قاسم بن ابی فلیتہ نے اپنے باپ کے بعد مکہ کی ذمہ داری لے لی‘ اور اس سال شمس الملوک نے اپنے بھائی سونج کو قتل کر دیا۔ اور اس سال باطنیوں نے شام میں قلعہ حصن القدموس خرید لیا اور اس میں سکونت اختیار کر لی‘ اور ان کے پڑوس میں جو مسلمان اور فرنگی تھے‘ ان سے جنگ کی‘ اور ان میں سے ایک ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اور بہت اموال حاصل کیے‘ اسے غزوہ اسوار کہا جاتا ہے‘ اور اس سال پہلے اور پچھلے سال کی طرح قطز الخادم نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن سلامہ:

ابن عبداللہ بن مخلد بن ابراہیم ابوالعباس بن الرطبی آپ نے بغداد میں ابواسحاق اور ابن الصباغ سے اور اصبہان میں محمد بن ثابت خجندی سے فقہ سیکھی' پھر بغداد میں الحریم کے فیصلوں کا کام اور بغداد میں انسپکشن کا کام سنبھالا اور خلیفہ کے لڑکوں کے مؤدب تھے' آپ نے اس سال رجب میں وفات پائی اور ابواسحاق کے پاس دفن ہوئے۔

اسعد بن ابی نصر بن ابی الفضل:

ابوالفضل المیہنی مجدالدین' آپ شافعیہ کے ائمہ میں سے ہیں' اور الخلاف والمطر وقتہ کے مؤلف ہیں اور آپ نے ۵۱۷ھ سے ۵۲۳ھ تک نظامیہ میں درس دیا' پھر وہاں سے معزول ہو گئے' اور آپ کے اصحاب وہیں رہے۔ اور قبل ازیں ۵۱۷ھ میں بیان ہو چکا ہے کہ آپ اس پر متصرف ہوئے اور آپ نے ۵۲۳ھ میں وفات پائی' اور ابن خلکان نے ۵۲۷ھ میں آپ کا وفات پانا بیان کیا ہے۔

ابن الزاغوانی حنبلی:

علی بن عبداللہ بن نصر بن السری الزاغوانی' مشہور امام' آپ نے قراءت کو پڑھا اور حدیث کا سماع کیا' اور فقہ نحو اور لغت سے اشتغال کیا اور اصول وفروع میں آپ کی بہت تصانیف ہیں' اور وعظ میں آپ کو کمال حاصل تھا' اور لوگ آپ کے جنازے میں اکٹھے ہوئے' اور وہ بہت بھرپور تھا۔

الحسن بن محمد:

ابن ابراہیم البورباری' آپ اصبہان کے قراء میں سے تھے' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور سفر کیا اور آپ کی ایک تاریخ بھی ہے' آپ بہت خوبصورت لکھتے تھے اور فصاحت کے ساتھ پڑھتے تھے۔ آپ نے اس سال اصبہان میں وفات پائی۔

علی بن یعلی:

ابن عوضی' ابوالقاسم علوی ہروی' آپ نے مسند احمد بن ابی الحصین کا سماع کیا اور ترمذی کا ابو عامر ازدی سے سماع کیا اور آپ نیشاپور میں لوگوں کو وعظ کرتے تھے' پھر بغداد آئے اور وہاں بھی وعظ کیا اور آپ کو قبولِ تام حاصل ہوا' اور آپ نے اموال اور کتابیں جمع کیں' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ مجھے وعظ میں لانے والے پہلے شخص ہیں' میں نے آپ کے سامنے تقریر کی حالانکہ میں چھوٹا بچہ تھا۔

محمد بن احمد:

ابن یحییٰ ابوعبداللہ العثمانی الدیباجی' آپ بغداد میں المقدسی کے نام سے مشہور تھے' اور اشعری اعتقاد رکھتے تھے' آپ

نے بغداد میں لوگوں کو وعظ کیا' ابن جوزی کا بیان ہے کہ میں نے آپ کو اپنی مجلس میں اپنے یہ اشعار پڑھتے سنا ؎

''میرے آنسوؤں کو چھوڑ' مجھے نوحہ کرنا زیبا ہے' گناہوں نے میرے لیے صحیح دل نہیں چھوڑا' میری جان نے گناہوں کی ہتھیلیوں کو بوسیدہ کر دیا ہے اور بڑھاپے نے مجھے واضح طور پر موت کی خبر دی ہے اور جب کبھی میں نے کہا کہ میرے دل کا زخم ٹھیک ہو گیا ہے' تو دوبارہ میرا دل گناہوں سے زخمی ہو گیا' بندے کے لیے کامیابی اور آسودگی یہ ہے کہ وہ حشر میں سکون اور آرام سے آئے''۔

محمد بن محمد:

ابن الحسین بن محمد بن احمد بن خلف بن حازم بن ابی یعلی بن الفراء فقیہ ابن فقیہ' آپ ۴۵۷ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور آپ درویش فقہاء میں سے تھے' آپ نے اس سال صفر میں وفات پائی۔

ابو محمد عبدالجبار:

ابن ابی بکر محمد بن حمد یس ازدی صقلی' مشہور شاعر' ابن خلکان نے آپ کے عمدہ اشعار سنائے ہیں ؎

''اٹھ اور تلوار والے ہاتھ سے اُسے لے لے' رات نے صبح کے بشارت دینے والے کو موت کی خبر دی ہے' لذات کی طرف سویرے سویرے جا اور ان کے لیے لہو ولعب کے تیز رو اور ناز سے چلنے والے گھوڑوں پر سوار ہو' قبل اس کے کہ چاشت کا سورج بادلوں کے لعاب کو گل بابونہ کے دانتوں سے چوسے''۔

اور نادر معانی میں سے ایک شعر یہ ہے ؎

''وہ سرمگین آنکھوں سے سرمہ لگانے میں بڑھ گئی اور اس نے تیر کے پھل کو زہر آلود کیا اور وہ بہت قتل کرنے والی ہے''۔

واقعات ــــ ۵۲۸ھ

اس سال خلیفہ اور زنگی نے باہم مصالحت کر لی' اور اس سال زنگی نے بہت سے قلعوں کو فتح کیا اور بہت سے فرنگیوں کو قتل کیا' اور اس سال شمس الملوک نے الشقیف تیروت کو فتح کیا اور فرنگیوں کے شہروں کو لوٹا' اور اس سال سلجوق شاہ بغداد آیا' اور گورنمنٹ ہاؤس میں اترا اور خلیفہ نے اس کا اکرام کیا اور اس کی طرف دس ہزار دینار بھیجے' پھر سلطان مسعود آیا اور اس کے اکثر اصحاب گھوڑوں کی کمی کی وجہ سے اونٹوں پر سوار تھے۔

اور اس سال بنی عقیل کی امارت سلیمان بن مہارش عقیلی نے سنبھالی اور یہ امارت ان کے دادا کے اکرام کی وجہ سے انہیں ملی' اس سال ابن طراد کو دوبارہ وزیر بنایا گیا اور اس سال اقبال المسترشدی کو بادشاہوں کا خلعت دیا گیا' اور اس نے ملک العرب سیف الدولہ لقب رکھا' پھر وہ خلعت پہن کر کچہری میں آیا' اور اس سال ملک طغرل کی حکومت مضبوط ہو گئی' اور ملک مسعود کی حکومت کمزور ہو گئی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن علی بن ابراہیم

ابوالوفا فیروز آبادی' آپ مشائخ صوفیاء میں سے تھے' اور الزورنی کی خانقاہ میں رہائش پذیر تھے' اور آپ شیریں کلام تھے' اور الزورنی کی خانقاہ میں رہائش پذیر تھے اور آپ شیریں کلام تھے اور آپ کو صوفیاء کے حالات اور سیرت اور اشعار بہت یاد تھے۔

ابوعلی الفاروقی:

الحسن بن ابراہیم بن مرھون ابوعلی الفارقی' آپ ۴۳۳ھ میں پیدا ہوئے' اور وہیں ابوعبداللہ محمد بن بیان الکازرونی مؤلف المحاملی سے' اور پھر شیخ ابواسحاق اور ابن الصباغ سے فقہ سیکھی اور حدیث کا سماع کیا اور آپ المہذب اور الشامل کو دہرایا کرتے تھے' پھر آپ واسط کے قاضی بنے' اور آپ نیک سیرت اور نیک نیت تھے' اور اپنے عقل وحواس سے شادکام تھے' یہاں تک کہ آپ نے اس سال محرم میں ۹۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔

عبداللہ بن محمد:

ابن احمد بن الحسن' ابومحمد بن ابوبکر الشاشی' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور اپنے باپ سے فقہ پڑھی' اور مناظرات کیے اور فتوے دیئے اور آپ فاضل اور فصیح واعظ تھے' ابن جوزی نے آپ کے وعظ اور آپ کی نظم ونثر کی خوبصورتی کی تعریف کی ہے' آپ نے محرم میں وفات پائی اور آپ کی عمر ۵۰ سال کے قریب تھی اور آپ کو اپنے باپ کے پاس دفن کیا گیا۔

محمد بن احمد:

ابن احمد بن الحسن العطان' جو ابن حلاج بغدادی کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور قراءت پڑھیں اور آپ نیکی زاہد اور عابد آدمی تھے' آپ کی دُعا سے برکت حاصل کی جاتی تھی اور آپ کی زیارت کی جاتی تھی۔

محمد بن عبدالواحد الشافعی:

ابورشید' آپ آمل طبرستان کے باشندے تھے۔ ۴۳۴ھ پیدا ہوئے اور حج کیا اور مکہ میں ٹھہر گئے' اور حدیث کا کچھ سماع کیا' آپ گوشہ نشین زاہد اور اپنے بارے میں فکرمند رہتے تھے۔

ایک دفعہ آپ نے تاجروں کے ساتھ سمندر کا سفر کیا اور ایک جزیرہ میں پہنچے' تو آپ نے فرمایا مجھے اس جزیرہ میں چھوڑ دو میں اللہ کی عبادت کروں گا' پس انہوں نے آپ کو روکا مگر آپ نے وہاں قیام کرنے کے سوا کوئی بات نہ مانی' تو انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور وہ چلے گئے' تو ہوا انہیں آپ کے پاس واپس لے آئی' انہوں نے کہا آپ کے بغیر چلنا ممکن نہیں' اور جب آپ وہاں قیام کرنا چاہیں تو اس کی طرف واپس آجائیں' پس آپ ان کے ساتھ گئے' پھر وہاں واپس آ گئے' اور وہاں ایک

مدت قیام کیا' پھر وہاں سے سفر کر کے اپنے شہر آمل کو واپس آ گئے اور وہیں فوت ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ جو چیزیں اس جزیرہ میں موجود تھیں آپ ان سے خوراک حاصل کرتے تھے اور وہاں ایک اژدھا تھا جو انسان کو نگل جاتا تھا' اور وہاں ایک پانی کا چشمہ تھا' جس سے آپ پانی پیتے اور وضو کرتے تھے' اور آمل میں آپ کی قبر مشہور ہے اور اس کی زیارت کی جاتی ہے۔

خلیفہ المسترشد کی والدہ:

اس نے اس سال ۱۹ ر شوال سوموار کے روز عشاء کے بعد وفات پائی۔

واقعات ــــ ۵۲۹ھ

اس سال المسترشد کی وفات ہوئی' اور راشد کی حکومت ہوئی اور اس کا سبب یہ تھا کہ سلطان مسعود اور خلیفہ کے درمیان بڑی معرکہ آرائی تھی جس کے اقتضاء سے خلیفہ نے بغداد سے اس کے خطبے کو ختم کرنے کا ارادہ کیا' مگر اتفاق سے اس کے بھائی طغرل بن محمد بن ملک شاہ کی وفات ہوگئی تو اس نے جا کر اس کے ملک پر قبضہ کر لیا اور اس کا دل مضبوط ہو گیا' پھر وہ خلیفہ سے بغداد کو حاصل کرنے کے لیے فوجیں اکٹھی کرنے لگا اور جب خلیفہ کو اس کا علم ہوا تو وہ گھبرا گیا اور اس کے لیے تیار ہو گیا اور سر کردہ اُمراء کی ایک جماعت اس خوف سے کہ ملک محمود ان پر حملہ نہ کر دے خلیفہ کے پاس چلی گئی' اور خلیفہ بغداد سے بڑے لشکروں کے ساتھ جن میں قضاۃ اور حکومت کی تمام اصناف کے سرکردہ لوگ شامل تھے' روانہ ہوا اور وہ پہلی منزل تک اس کے آگے چلے حتیٰ کہ وہ خیمے تک پہنچ گیا اور اس نے اپنے آگے ہراول دستہ بھیجا اور ملک مسعود نے بھی دبیس بن صدقہ بن منصور کی سرکردگی میں ہراول دستہ بھیجا اور بہت سے مصائب شروع ہو گئے' حاصل کلام یہ کہ ۱۰ ر رمضان سوموار کے روز دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی' اور دونوں صفوں میں سے صرف پانچ آدمی مارے گئے' پھر خلیفہ نے مسعود کی فوج پر حملہ کر دیا اور اسے شکست دی پھر وہ واپس آ گئے اور انہوں نے خلیفہ کی فوج پر حملہ کر دیا اور اسے شکست دی اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور خلیفہ کو قیدی بنا لیا' پھر ان کے اموال و ذخائر لوٹ لیے گئے' جن میں چار کروڑ دینار اور دیگر سامان اور خلعت اور برتن اور فرنیچر وغیرہ تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور ملکوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی اور جب یہ خبر بغداد پہنچی تو لوگ گھبرا گئے اور صورۃً اور معناً سخت خوفزدہ ہو گئے اور عوام نے منابر کے پاس آ کر انہیں توڑ دیا اور جماعت میں حاضر ہونے سے انکار کر دیا اور عورتیں برہنہ سر شہر میں خلیفہ پر اور اس کے قید ہونے پر نوحہ کرنے لگیں اور شہروں کے بہت سے لوگوں نے اس بارے میں اہل بغداد کی اقتداء کی اور ایک بڑا فتنہ مکمل ہو گیا اور شہروں میں پھیل گیا۔

اور ماہِ ذوالقعدہ میں لوگوں میں یہ برائی پھیلی رہی' پس ملک سنجر نے اپنے بھتیجے کو اس امر عظیم کے انجام سے انتباہ کرتے ہوئے خط لکھا اور اسے حکم دیا کہ وہ خلیفہ کو اس کی جگہ اور اس کے دار الخلافت میں واپس کرے تو ملک مسعود نے اس پر عمل کیا اور خلیفہ کے لیے ایک بڑا خیمہ لگایا گیا اور اس میں اس کے لیے ایک عظیم خیمہ نصب کیا گیا اور اس کے نیچے ایک بڑا تخت تھا' اور اسے

حسب عادت سیاہ لباس پہنایا گیا اور اسے اس کی ایک سواری پر سوار کرایا گیا اور اس نے گھوڑے کی لگام پکڑی اور اس کی خدمت میں پیادہ پا چلا اور سب فوج بھی پیدل تھی حتیٰ کہ خلیفہ کو اس کے تخت پر بٹھایا گیا اور ملک مسعود کھڑا ہوا اور اس نے اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اور خلیفہ نے اسے خلعت دیا اور دبیس کو مشکیں باندھ کر لایا گیا اور اس کے دائیں بائیں ۱۰۰۰ امیر تھے اور سونتی ہوئی تلوار اور سفید تسمہ تھا' پس اسے خلیفہ کے آگے پھینک دیا گیا کہ وہ اس کے دل کو خوش کرنے کی علامت تھی' پس سلطان نے آکر دبیس کے بارے میں سفارش کی اور وہ لیٹے ہوئے کہہ رہا تھا' یا امیر المؤمنین معاف کر دیجئے میں نے غلطی کی ہے اور طاقت کے ہوتے ہوئے معاف کرنا ہی اصل عفو ہوتا ہے' تو خلیفہ نے اسے آزاد کرنے کا حکم دے دیا اور وہ کہہ رہا تھا آج تم پر کوئی سرزنش نہیں' اللہ تمہیں معاف کرے گا' پس وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور اس نے خلیفہ کے ہاتھ کو چومنے کی التماس کی تو اس نے اسے اجازت دی تو اس نے اسے بوسہ دیا اور اسے اپنے چہرے اور سینے پر پھیرا' اور اس سے جو کچھ سرزد ہو چکا تھا' اس کی معافی مانگی اور معاملہ اسی پر طے پا گیا' اور آفاق میں یہ خبر مشہور ہوگئی اور لوگ اس سے خوش ہوئے اور جب یکم ذوالحجہ آئی تو ملک سنجر کی جانب سے اس کے بھتیجے کے پاس خلیفہ کے ساتھ حسن سلوک پر آمادہ کرنے کے لیے ایلچی آئے' نیز یہ کہ وہ اسے جلد اس کے وطن کی طرف واپس کر دے اور اس نے ایلچیوں کے ساتھ فوج بھیجی کہ وہ بغداد تک خلیفہ کی خدمت میں رہے' پس دس باطنی بھی فوج کے ساتھ ہو گئے اور جب فوج پہنچی تو انہوں نے خلیفہ پر حملہ کر کے اسے اس کے خیمے میں قتل کر دیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور لوگوں کو صرف اس کی نشانیاں ہی ملیں اور انہوں نے اس کے ساتھ اس کے اصحاب کو بھی قتل کر دیا جن میں عبداللہ بن سکینہ بھی شامل تھے' پھر اس نے ان باطنیوں کو پکڑا اور انہیں جلا دیا گیا' اللہ ان کا برا کرے' اور بعض کا قول ہے کہ انہیں اس کے قتل کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم

اور یہ خبر آفاق میں مشہور ہوگئی اور خلیفہ المسترشد پر لوگوں کا غم بڑھ گیا اور بغداد میں عورتیں برہنہ چہرے راستوں میں نوحہ کرنے لگیں اور اسے ۱۷رذوالحجہ بروز جمعرات باب مراغہ پر قتل کیا گیا اور اس کے اعضاء بغداد لائے گئے اور اس کے بیٹے راشد کی بیعت کے بعد تین دن اس کی تعزیت ہوئی اور المسترشد' شجاع' دلیر' بلند ہمت' فصیح و بلیغ' شریں کلام' خوش بیان' خوشخط بہت عبادت گزار اور عوام و خواص کا محبوب تھا اور یہ آخری خلیفہ تھا' جو خطیب دیکھا گیا' قتل کے وقت اس کی عمر ۴۵ سال ۳ ماہ تھی اور اس کی خلافت کا زمانہ ۱۷ سال ۶ ماہ ۲۰ دن تھا اور اس کی ماں ترک اُمّ ولد تھی۔

الراشد باللہ کی خلافت:

ابوجعفر منصور بن المسترشد' اس کے باپ نے اس کے لیے عہد لیا تھا' پھر اس نے اسے خلعت دینا چاہا اور وہ اس کی طاقت نہ پا سکا۔ اس لیے کہ اس نے خیانت نہ کی اور جب باب مراغہ میں ۱۷رذوالقعدہ ۵۲۹ھ بروز جمعرات اس کا باپ قتل ہو گیا تو سرکردہ لوگوں اور عوام نے اس کی بیعت کر لی۔ اور بغداد میں منابر پر اس کے خطبات دیئے گئے اور اس وقت یہ بڑا تھا اور اس کی اولاد بھی تھی اور وہ سفید رنگ' جسم اور خوبصورت رنگ کا تھا' اور جب اس سال کا یوم عرفہ آیا تو المسترشد کو لایا گیا اور

بیت التوبہ میں اس کا جنازہ پڑھا گیا اور بھیڑ زیادہ ہوگئی اور دوسرے دن لوگ نماز عید کے لیے نکلے اور انہیں المسترشد کا بہت غم تھا اور الراشد کے زمانے کے آغاز میں رفض کو تھوڑا سا غلبہ حاصل ہو چکا تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد بن الحسین:

ابن عمرو' ابوالمظفر بن ابی بکر الشاشی' آپ نے اپنے باپ سے فقہ سیکھی' اور آپ کے بھائی کے بعد موت نے آپ کو ہلاک کر دیا اور آپ روایت کی عمر کو نہ پہنچے۔

اسماعیل بن عبداللہ:

ابن علی ابوالقاسم الحاکم' آپ نے امام الحرمین سے فقہ سیکھی' اور امام غزالی کے شاگرد تھے' وہ آپ کا اکرام واحترام کرتے تھے' اور آپ یکتا' عبادت گزار متقی تھے' آپ نے طوس میں وفات پائی اور امام غزالی کے پہلو میں دفن ہوئے۔

دبیس بن صدقہ:

ابن منصور بن دبیس بن علی بن مزید' ابوالاعز الاسدی' آپ امارت اور بدوؤں کے سرداروں کے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے' اور آپ دلیر اور شجاع تھے' آپ نے کارنامے کیے اور خلیفہ کے خوف سے شہروں میں نکل گئے اور جب خلیفہ قتل ہو گیا تو آپ اس کے بعد ۳۴ دن زندہ رہے' پھر سلطان کے ہاں آپ پر تہمت لگائی گئی کہ آپ نے زنگی سے مراسلت کر کے اسے سلطان کے پاس آنے سے روکا ہے' اور اسے اس سے ڈرایا ہے۔ اور اسے مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنی جان بچائے۔ سو سلطان نے ایک آرمنی آپ کی طرف بھیجا تو اس نے آپ کو سر جھکائے اپنے خیمے میں سوچ بچار کرتے پایا اور اس نے بات کرتے ہی اپنی تلوار سونت لی اور اسے مار کر آپ کا سر تن سے جدا کر دیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان نے آپ کو بلایا اور آپ کو اس کے سامنے باندھ کر قتل کر دیا گیا۔

سلطان طغرل بن سلطان محمد بن ملک شاہ:

آپ نے اس سال ۳ر محرم کو بروز بدھ ہمذان میں وفات پائی۔

علی بن محمد النرد جانی:

آپ عابد وزاہد تھے' ابن جوزی نے آپ سے روایت کی ہے اور آپ کہا کرتے تھے کہ قدرت مستحیلات سے تعلق رکھتی ہے' پھر اس سے انکار کر دیا اور آپ جو کچھ کہتے تھے اس کے عدم تعقل اور اس سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے آپ کو معذور سمجھا گیا۔

الفضل ابو منصور:

امیر المومنین المسترشد' اس کے کچھ حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ واللہ اعلم۔

واقعات ۔۔۔ ۵۳۰ھ

اس سال خلیفہ راشد اور سلطان کے درمیان اس وجہ سے جنگ ٹھن گئی کہ اس نے خلیفہ سے مطالبہ کیا کہ جب اس نے اس کے والد المسترشد کو قید کیا تھا تو جو اس نے اس کے لیے لکھا تھا وہ اسے دے دے اور اس نے اسے چار لاکھ دینار دینے کا بھی اپنے آپ کو پابند کیا' مگر اس نے اس سے انکار کیا اور کہا ہمارے اور تمہارے درمیان صرف تلوار فیصلہ کرے گی' پس دونوں کے درمیان اختلاف ہو گیا اور سلطان نے فوجوں کی کمک مانگی اور خلیفہ نے اُمراء کو اُٹھایا اور عماد الدین زنگی کو پیغام بھیجا اور وہ آیا اور مخلوق خلیفہ کے پاس جمع ہو گئی اور اسی دوران میں سلطان داؤد بن محمود بن محمد بن ملک شاہ آ گیا تو خلیفہ نے بغداد میں اس کا خطبہ دیا اور اسے خلعت دیا اور اس کی ملوکیت کی بیعت کی' پس خلیفہ اور سلطان کے درمیان بڑا انقباض پیدا ہو گیا اور خلیفہ بغداد کے باہر نکلا اور فوج اس کے آگے چلی جیسے کہ وہ اس کے باپ کے آگے چلتی تھی اور یہ آخر شعبان بدھ کے روز کا واقعہ ہے اور سلطان داؤد دوسری جانب سے نکلا اور جب انہیں سلطان محمود کی افواج کی کثرت کی اطلاع ملی' تو عماد الدین زنگی نے خلیفہ کو یہ بات خوبصورت کر کے دکھائی کہ وہ اس کے ساتھ موصل چلا جائے اور اتفاق سے ان کی غیر حاضری میں ۴ رشوال کو سوموار کے روز مسعود بغداد آیا اور اس نے دارالخلافت پر سب کچھ سمیت قبضہ کر لیا' پھر اس نے خلیفہ کی لونڈیوں اور بیویوں سے وہ زیورات اور کپڑے وغیرہ لے لیے جو خوبصورتی اور آراستگی کے لیے ہوتے ہیں اور اس نے قضاۃ اور فقہاء کو اکٹھا کیا اور انہیں راشد کا خط دکھایا کہ جب وہ بغداد سے سلطان سے جنگ کرنے کو نکلا تو وہ خلافت سے اپنے آپ کو دستبردار کرے گا' پس فتویٰ دینے والے فقہاء نے اس کی علیحدگی کا فتویٰ دیا' پس وہ حاکم کے حکم سے فقہاء کے فتاویٰ سے ۱۶ ر ذوالقعدہ کو سوموار کے روز معزول ہو گیا اور اس کی خدمت کا زمانہ ۱۱ ماہ ۱۱ دن تھا اور سلطان نے اپنے چچا المقتفی بن المستظہر سے مدد مانگی تو اس کے بھتیجے الراشد باللہ کے عوض اس کی بیعت خلافت کی گئی۔

المقتفی لأمر اللہ کی خلافت:

ابوعبداللہ بن المستظہر اور اس کی ماں صغراء تھی جس کا نام نسیم تھا اور اسے ست السادۃ بھی کہا جاتا ہے' اس وقت اس کی عمر ۴۰ سال تھی' الراشد کی علیحدگی کے دو دن بعد اس کی بیعت خلافت ہوئی' اور ۲۰ ر ذوالقعدہ کو جمعہ کے روز منابر پر اس کا خطبہ ہوا اور اس نے المقتفی لقب رکھا' اس لیے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ ﷺ اسے فرما رہے تھے کہ عنقریب خلافت تجھے ملے گی تو تو میری پیروی کرنا تو چھ دن بعد اسے خلافت مل گئی اور اس نے یہ لقب اختیار کر لیا۔

ایک اچھے فائدہ کے متعلق انتباہ:

المقتفی اور المسترشد خلیفہ بنے اور یہ دونوں بھائی تھے اور اسی طرح سفاح اور منصور بھی بھائی تھے' اور مہدی کے بیٹے ہادی

اور رشید بھی بھائی تھے اور معتصم کے بیٹے واثق اور متوکل بھی بھائی تھے اور تین بھائی امین' مامون اور معتصم تھے جو رشید کے بیٹے تھے اور المنتصر' المعتز اور المعتمد' متوکل کے بیٹے تھے اور المکتفی' المقتدر اور القاہر المعتضد کے بیٹے تھے اور الراضی' المتقی اور المطیع' المقتدر کے بیٹے تھے' اور چار بھائی جو خلیفہ بنے وہ بنی امیہ میں صرف ولید' سلیمان' یزید اور ہشام تھے' جو عبدالملک بن مروان کے بیٹے تھے' اور جب المقتفی کی خلافت استوار ہوگئی تو الراشد اپنے دوست عمادالدین زنگی کے ساتھ موصل کی طرف مسلسل رواں رہا اور اس سال کے ذوالحجہ میں اس میں داخل ہوگیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

محمد بن حمویہ:

ابن محمد بن حمویہ ابوعبداللہ الجوینی' آپ نے حدیث کی روایت کی اور آپ صدوق اور علم وزہد میں مشہور تھے' اور آپ کی کرامات بھی ہیں۔ آپ بغداد آئے اور جب آپ نے بغداد سے نکلنے پر انہیں الوداع کہا تو انہیں یہ اشعار سنائے ؎

''اگر تمہاری طرف واپسی کے بعد میرا کوئی حصہ ہوا تو دل کی مسافتیں تمہاری طرف ہوں گی اور اگر کوئی اور بات ہوئی اور غیب میں کوئی دوسرا فیصلہ ہوا تو پھر تم پر سلامتی ہو''۔

محمد بن عبداللہ:

ابن احمد بن حبیب' ابوبکر العامری جو ابن الخباز کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور آپ تصوف کے طریق پر لوگوں کو وعظ کرتے تھے اور ابن جوزی بھی آپ سے تربیت پانے والوں میں شامل ہیں اور انہوں نے آپ کی تعریف کی ہے اور آپ کی طرف سے یہ اشعار سنائے ہیں ؎

''میں کیسے حیلہ کرسکتا ہوں اور عشق میں میرا یہ حال ہے اور میرے ملامت گروں کی ملامت سے شوق مجھ پر زیادہ حاوی ہے اور میں کیسے شکایت کرسکتا ہوں' حالانکہ میں اس کی محبت میں مشغول ہوں اور وہ میرے اہم امور اور میرے اشغال کے درمیان حائل ہو جاتا ہے''۔

اور آپ کو فقہ اور حدیث کی معرفت بھی حاصل تھی اور آپ نے کتاب الشہاب کی شرح کی اور آپ نے ایک خانقاہ بھی بنوائی اور اس میں آپ کے پاس عبادت گزاروں اور درویشوں کی ایک جماعت بھی تھی اور جب آپ کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو آپ نے انہیں اللہ کے لیے تقویٰ' اخلاص اور دین اختیار کرنے کی وصیت کی اور جب آپ وصیت سے فارغ ہوئے تو آپ کی نزع کا وقت آ گیا اور آپ کی جبین عرق آلود ہوگئی اور آپ نے کسی اور کا شعر پڑھا ؎

''دیکھو میں نے آپ کی طرف اپنا ہاتھ پھیلایا ہے اور اسے احسان کے ساتھ واپس کرنا نہ کہ دشمنوں کی خوشی کے ساتھ''۔

پھر آپ نے فرمایا' میں مشائخ کو دیکھ رہا ہوں جن کے آگے پلیٹیں پڑی ہیں اور وہ میرے منتظر ہیں' پھر آپ فوت ہوگئے اور ۱۵ رمضان بدھ کے دن کا واقعہ ہے اور آپ کو آپ کی خانقاہ میں دفن کیا گیا۔ پھر ۵۴۰ھ میں آپ کی خانقاہ اور قبر غرق ہوگئی۔

محمد بن الفضل:

ابن احمد بن محمد بن ابی العباس ابوعبداللہ الصاعدی الفراوی آپ کا باپ فراوہ کی سرحد سے تعلق رکھتا تھا اور اس نے نیشا پور میں سکونت اختیار کی اور وہاں اس کے ہاں یہ بیٹا محمد پیدا ہوا اور اس نے آفاق کے مشائخ سے حدیث کا بہت سماع کیا اور فقہ سیکھی اور فتوے دیے اور مناظرات کئے اور وعظ کیا اور آپ عقلمند خوبرو، خوش معاملہ اور بہت تبسم کرنے والے تھے اور آپ نے ایک ہزار سے زیادہ مجلس لکھوائی اور آفاق سے طلبہ نے آپ کی طرف سفر کیا حتیٰ کہ فرادی کو ایک ہزار راوی کہا جانے لگا اور بعض کا قول ہے کہ یہ بات آپ کی انگوٹھی میں لکھی ہوئی تھی اور آپ نے تقریباً بیس مرتبہ صحیح مسلم کا سماع کرایا اور اس سال شوال میں ۹۰ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

واقعات — ۵۳۱ھ

اس سال اصبہان میں بکثرت اچانک موت ہوئی اور ہزاروں لوگ مر گئے اور بہت سے گھر بند ہو گئے اور اس سال خلیفہ نے خاتون فاطمہ بنت محمد بن ملک شاہ سے ایک لاکھ دینار مہر پر نکاح کیا اور اس کا بھائی مسعود اور حکومت کے سرکردہ لوگ اور وزراء اور امراء عقد میں شامل ہوئے اور لوگوں پر کئی قسم کی چیزیں نچھاور کی گئیں اور اس سال اہل بغداد نے رمضان کے تیس روزے رکھے اور انہوں نے آسمان کے صاف ہونے کے باوجود ۳۱ کی رات کو چاند نہ دیکھا۔ ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس قسم کا کبھی کوئی واقعہ نہیں ہوا اور اس سال حاکم مصر کا وزیر تاج الدولہ بہرام نصرانی بھاگ گیا اور اس نے شہروں پر قابو پالیا تھا اور بری روش اختیار کی تھی، پس خلیفہ حافظ نے اسے تلاش کیا حتیٰ کہ اسے گرفتار کر کے قید کر دیا، پھر اسے چھوڑ دیا تو اس نے رہبانیت اختیار کر لی اور کام چھوڑ دیا اور اس نے اس کے بعد رضوان بن الرکحینی کو وزیر بنایا اور اسے ملک افضل کا لقب دیا اور اس سے پہلے کسی وزیر نے یہ لقب نہیں رکھا، پھر اس کے اور خلیفہ حافظ کے درمیان ٹھن گئی اور خلیفہ مسلسل اس کے پیچھے لگا رہا، حتیٰ کہ اُسے قتل کر دیا، اور اپنے امور کے انتظام میں خود ہی با اختیار ہو گیا۔

اور اس سال عماد الدین زنگی نے متعدد شہروں پر قبضہ کر لیا اور اس سال شام میں سیاہ بادل نمودار ہوا جس نے دنیا میں اندھیرا کر دیا، پھر اس کے بعد سرخ بادل ظاہر ہوا گویا وہ آگ ہے جس نے دنیا کو روشن کر دیا، پھر سخت آندھی آئی جس نے بہت سے درختوں کو گرا دیا، پھر سخت بارش ہوئی اور بڑے بڑے اولے گرے اور اس سال شاہِ روم نے بلادِ شام کا قصد کیا اور بہت سے شہروں کو فرنگیوں کے ہاتھوں سے لے لیا اور شاہِ ارمن ابن الیون نے اس کی اطاعت کی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد بن ثاقب:

ابن الحسن ابوسعد نجندی، آپ نے اپنے باپ امام ابوبکر نجندی اصبہانی سے فقہ سیکھی اور بغداد میں کئی بار نظامیہ کی تدریس

سنبھالی اور اس سے معزول کیے جاتے رہے اور آپ نے حدیث کا سماع کیا اور وعظ کیا' آپ نے اس سال شعبان میں وفات پائی آپ کی عمر ۹۰ سال کے قریب تھی۔

ہبۃ اللہ بن احمد

ابن عمر الحریز جو ابن الطبر کے نام سے مشہور ہیں آپ نے بہت سماع کیا اور آپ ابوالحسن ابن زوج الحرۃ سے روایت کرنے والے آخری شخص ہیں اور خطیب نے آپ سے روایت کی ہے اور آپ معتبر اور کثیر السماع' کثیر الذکر والتلاوت تھے اور اپنے حواس اور قویٰ سے شادکام تھے' آپ نے جمادی الاولیٰ میں ۹۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔

واقعات ـــــ ۵۳۲ھ

اس سال معزول خلیفہ راشد قتل ہو گیا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ ملک داؤد اور کبار اُمراء کی ایک جماعت اس کے پاس اکٹھی ہوئی اور انہوں نے ارض مراغہ میں مسعود سے جنگ کرنے کا قصد کیا تو اس نے انہیں شکست دی اور ان کی جمعیت کو پریشان کر دیا اور اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو باندھ کر قتل کیا' جن میں صدقہ بن دبیس بھی شامل تھا اور اس نے اس کی جگہ اس کے بھائی محمد کو الحلتہ کا امیر مقرر کیا اور معزول خلیفہ راشد بھاگ گیا اور اصبہان میں داخل ہوا تو اس کے ایک خراسانی خادم نے اسے قتل کر دیا اور جو تکلیف اسے پہنچی اس سے وہ صحت یاب ہو گیا تو انہوں نے ۲۵ رمضان کو اسے قتل کر دیا اور اسے اصبہان کے باہر شہرستان میں دفن کر دیا گیا اور وہ حسین رنگ' خوبرو' بڑا طاقتور اور بارعب تھا۔ اس کی ماں اُمّ ولد تھی اور اس سال ایک تاجر راست الفارس نے کعبہ کو اٹھارہ ہزار دینار کا غلاف چڑھایا' اس لیے کہ اس سال بادشاہوں کے اختلاف کی وجہ سے غلاف نہیں آیا تھا' اور اس سال بلادِ شام' جزیرہ اور عراق میں عظیم زلزلہ آیا اور بہت سے گھر منہدم ہو گئے اور بہت سے لوگ ملبے کے نیچے آ کر مر گئے اور اس سال محرم میں ملک عماد الدین زنگی نے حمص شہر پر قبضہ کر لیا اور رمضان میں الست زمرد خاتون سے نکاح کر لیا جو حاکم دمشق کی ماں تھی اور الخاتونیۃ البرانیۃ اس کی طرف منسوب ہوتا ہے اور اس سال حاکم روم نے بزاعہ شہر پر قبضہ کر لیا جو حلب سے چھ فراسخ پر ہے اور اس کے باشندوں میں سے جو لوگ قتل وقید سے بچ گئے وہ بغداد میں مسلمانوں سے مدد مانگتے ہوئے آئے' پس بغداد میں خطبہ بند ہو گیا اور طویل جنگیں شروع ہو گئیں اور اس سال سلطان مسعود نے سفری بنت دبیس بن صدقہ سے نکاح کیا اور اس کے لیے بغداد کو سات روز تک آراستہ کیا گیا۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس کی وجہ سے بہت لمبا چوڑا فساد ہوا' پھر اس نے اپنے چچا کی بیٹی سے نکاح کیا اور اسی طرح بغداد کو تین دن آراستہ کیا گیا اور اس سال سلطان ناصر' صلاح الدین بن ایوب ابن شاری کے ہاں قلعہ تکریت میں بچہ پیدا ہوا۔



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد:

ابوبکر بن ابوالفتح الدینوری حنبلی' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور ابوالخطاب کلوازانی سے فقہ سیکھی اور فتوے دیئے اور پڑھایا اور مناظرات کیے اور اسعد المیہنی آپ کے متعلق کہا کرتے تھے کہ ابوبکر دینوری نے جس دلیل پر اعتراض کیا اسے توڑ دیا اور ابن جوزی نے آپ سے تربیت پائی ہے اور یہ اشعار سنائے ہیں۔

''میں نے تمنا کی کہ وہ عجز کے بغیر مناظر فقیہ بن جائے اور جنون کے بھی کئی طریقے ہیں اور جو مال تو نے حاصل کیا ہے' اس کی کمائی بھی مشقت کے بغیر نہیں ہوتی' پس علم مشقت کے بغیر کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟''

عبدالمنعم بن عبدالکریم:

ابن ہوازن' ابوالمظفر قشیری' آپ ان کے باقی ماندہ لوگوں میں سے آخری شخص ہیں' آپ نے اپنے باپ اور ابوبکر بیہقی وغیرہ سے سماع کیا اور عبدالوہاب انماطی نے آپ سے سماع کیا اور آپ نے ابن جوزی کو اجازت دی' آپ کی عمر ۹۰ سال کے قریب تھی۔

محمد بن عبدالملک:

ابن محمد بن عمر' ابوالحسن کرخی' آپ نے مختلف شہروں میں بہت سماع کیا اور آپ مفتی فقیہ تھے' آپ نے ابواسحاق اور دیگر شافعیہ سے فقہ سیکھی' آپ فصیح شاعر تھے اور آپ کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں سے الفصول فی اعتقاد الائمۃ الفحول بھی ہے جس میں آپ اعتقاد کے بارے میں سلف کا مذہب بیان کرتے ہیں اور اس میں عجیب وغریب اچھی باتیں بیان کرتے ہیں اور آپ کی ایک تفسیر بھی ہے اور فقہ بھی' ایک کتاب ہے اور آپ فجر میں قنوت نہیں پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ حدیث میں یہ صحیح نہیں ہے اور ہمارے امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ صحیح حدیث میرا مذہب ہے اور میرے قول کو دیوار پر دے مارو اور آپ خوبصورت اور خوش معاملہ تھے۔ اور آپ کے اشعار ہیں۔

''اس کا گھر مجھ سے دور ہے لیکن اس کے حسن و جمال کا خیال میرے دل میں جاگزیں ہے' جب دل اس سے بھر جائے تو جگہوں کا اس سے خالی ہونا نقصان نہیں دیتا''۔

آپ نے ۹۰ سال کے قریب عمر پاکر وفات پائی۔

خلیفہ راشد:

منصور بن المسترشد' آپ کو ایک مرض کے بعد اصبہان میں قتل کر دیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ آپ کو زہر دیا گیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ باطنیوں نے آپ کو قتل کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کو ان فراشوں نے قتل کیا ہے جو آپ کی حکومت کے منتظم تھے اور ابن جوزی نے بحوالہ ابوبکر الصولی روایت کی ہے' آپ نے فرمایا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ آغاز اسلام سے ہر چھٹا خلیفہ جو

لوگوں کے امور کی ذمہ داری لیتا ہے اس کا معزول ہونا ضروری ہے۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس پر غور کیا تو عجیب بات دیکھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے' پھر حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو معزول کر دیا' پھر معاویہ' یزید بن معاویہ' مروان' عبدالملک بن مروان اور پھر عبداللہ بن زبیر کھڑے ہوئے تو یہ معزول ہوئے اور قتل ہوئے پھر ولید پھر سلیمان پھر عمر بن عبدالعزیز پھر یزید پھر ہشام پھر ولید بن یزید کھڑے ہوئے تو ولید معزول ہوا اور قتل ہوا اور اس کے بعد بنی اُمیہ کی حکومت مرتب نہ رہی حتیٰ کہ سفاح عباسی کھڑا ہو گیا' پھر اس کا بھائی منصور پھر مہدی پھر ہادی پھر رشید پھر امین کھڑا ہوا تو یہ معزول ہوا اور قتل ہوا' پھر مامون' معتصم' واثق' متوکل' المنتصر اور پھر المستعین کھڑا ہوا تو یہ معزول ہوا اور قتل ہوا' پھر المعتز' المہتدی' المعتمد' المعتضد' المکتفی پھر المقتدر کھڑا ہوا تو یہ بھی معزول ہوئے اور قتل ہوئے' پھر القاہر' الراضی' المتقی' المکتفی' المطیع اور پھر الطائع کھڑا ہوا تو یہ بھی معزول ہوا' پھر القادر' القائم' المقتدی' المستظہر' المسترشد پھر الراشد کھڑا ہوا تو یہ بھی معزول ہوا اور قتل ہوا۔

انوشروان بن خالد:

ابن محمد القاشانی القینی' آپ قاشان کی بستی قین سے تعلق رکھتے تھے' ابونصر کے وزیر' آپ سلطان محمود اور خلیفہ المسترشد کے وزیر بنے اور آپ عقلمند' بارعب اور عظیم الجثہ تھے' آپ ہی نے ابومحمد حریری کو مقامات کی تکمیل کا پابند کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ابومحمد بصرہ کے ایک محلے میں بنی حرام کی مسجد میں بیٹھے تھے کہ ان کے پاس دو چادروں والا ایک شخص آیا' انہوں نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں سرذح کا ایک آدمی ہوں مجھے ابوزید کہا جاتا ہے' پس حریری نے مقامہ حرامیہ تیار کیا اور وہ لوگوں میں مشہور ہو گیا اور جب وزیر انوشروان نے اسے پڑھا تو حیران رہ گیا اور اس نے ابومحمد حریری کو اس بات کا مکلف کیا کہ وہ ان پر مزید مقامات کا اضافہ کرے تو اس نے مزید اضافہ کر کے انہیں پچاس مقامات بنا دیا اور یہی لوگوں کے درمیان مشہور اور متداول ہیں اور وزیر انوشروان سخی آدمی تھا اور حریری مؤلف مقامات نے اس کی مدح کی ہے

''کاش میرا احساس اور تمنا ہوتی کہ کاش وہ ہوتا خواہ اس میں رنج و مشقت والے کو آرام ہو کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب سے تمہارے گھر دُور ہوئے ہیں' میرا قرب تمہارے وسیع صحن سے دور ہو گیا ہے' میں عشق کی مصیبت کو جھیلتا ہوں اور میں ہمیشہ اسے چکر دیتا ہوں اور وہ مجھے رات کو پہلو بہ پہلو اُلٹا پلٹتا ہے' اور میں ملاقات کے زمانے کو یاد کرتا ہوں اور میں اس کی یاد سے غم کا ظاہر کرنے والا اور عقل کا مارا ہوا ہوں اور مجھے ہر دم تمہارا شوق رہتا ہے اور پیاسے کو ٹھنڈے شیریں پانی کا شوق نہیں ہوتا اور قسم بخدا اگر میں تمہارے عشق کو چھپاتا تو وہ شرق غرب میں چھپا ہوا تہہ رہتا اور جس بات نے میرے دردمند دل کو غمگین اور کمزور کیا ہے وہ میرے خطوط کے جواب ترک کرنے سے راضی ہونا ہے اور اس میں سنگدلی سے گناہ سے خائف نہ تھا اور اب میں اُن سے ڈرتا ہوں حالانکہ میرا گناہ نہیں ہے' اور جب عراقی وفد تمہاری طرف چلا اور مجھے قافلے کے ساتھ تمہاری طرف روانگی نے عاجز کر دیا ہے اور میں نے

اپنے خط کو اپنی ضرورت کا نائب بنایا ہے اور جسے پانی میسر نہ آئے وہ مٹی سے تیمم کرتا ہے اور اپنے دل میں ... جوارح بھی مدد کرتے ہیں جو تم کو میرے حال سے آگاہ کرتے ہیں اور میں کوئی کریمانہ فصل نہیں دیکھتا جب اسے تمہارے بہترین آدمی نے بعد پگڑی باندھی تمہارا عذر میرے لیے کافی ہے''۔

واقعات ـــــ ۵۳۳ھ

اس سال جبرت شہر میں عظیم زلزلہ آیا جس کے باعث دو لاکھ تیس ہزار آدمی مر گئے اور اس کی جگہ سیاہ پانی ہو گیا جو اس کی مثل دس فراسخ تھا اور اہل حلب ایک شب میں ۸۰ بار ہلائے گئے اور اس سال سلطان محمود نے لوگوں سے بہت سے ٹیکس ساقط کر دیئے اور اس کے لیے بکثرت دُعائیں ہوئیں اور اس سال سلطان سنجر نے اسے شکست دی اور میدان کارزار میں اس کا بیٹا مارا گیا اور اس کے والد کو اس کا بہت غم ہوا اور اس سال حاکم دمشق شہاب الدین محمود بن تاج الملوک بوری بن طغتکین کو قتل کر دیا گیا' اسے اس کے تین خواص نے رات کو قتل کیا اور قلعہ سے بھاگ گئے اور دو کو پکڑ کر صلیب دیا گیا اور ایک بھاگ گیا اور اس سال یہود و نصاریٰ کو کاموں سے معزول کر دیا گیا' پھر ایک ماہ سے قبل دوبارہ انہیں کاموں پر لگا دیا گیا اور اس سال قطز الخادم نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

زاہر بن طاہر:

ابن محمد' ابوالقاسم بن ابی عبدالرحمٰن بن ابی بکر السحامی المحدث المکثر' سفر کرنے والا اور جہاں گرد' آپ نے بہت سماع کیا اور جامع نیشاپور میں ایک ہزار مجلس املا کروائی اور ابوسعد السمعانی نے آپ پر اعتراضات کیے اور کہا کہ آپ برے طریقے سے نماز پڑھتے تھے اور ابن جوزی نے مرض کے عذر سے السمعانی کا رد کیا ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کو ایک بیماری تھی جس کی وجہ سے آپ نمازوں کو بہت جمع کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔

آپ نے ۸۵ سال عمر پائی اور ربیع الآخر میں نیشاپور میں وفات پائی اور اپنے قبرستان میں دفن ہوئے۔

یحییٰ بن یحییٰ بن علی:

ابن افلح' ابوالقاسم کاتب' اور المسترشد نے آپ کو خلعت دیا اور جمال الملک کا لقب دیا اور آپ کو چار گھر دیئے اور آپ کا گھر اُن گھروں کے پہلو میں تھا جو سب کے سب گرا دیئے گئے اور ان کی جگہ اس نے ایک بڑا گھر بنایا جس کی لمبائی ساٹھ ہاتھ اور چوڑائی چالیس ہزار تھی اور خلیفہ نے اسے اس کی لکڑیاں' اینٹیں اور نقش و نگار دیئے اور اس نے اس پر اپنی نظموں اور دوسروں کی نظموں کے اشعار لکھے اور اس کے گھر کے دروازے پر یہ اشعار تھے ۔

''اگر دیکھنے والے میرے ظاہر سے تعجب کریں تو کاش وہ جانتے میرا باطن اس سے بھی عجیب تر ہے اور وہ دوڑا کہ میں

اس کے ہاتھ میں بدلی ہوئی ہیں جس سے ... خدا ... یہاں خجل ہوتا ہے اور اس کے اعتراف کا باغ جھومتا اور اس کے دیار
نور میں راستہ تھا اور اس کے بیٹے نے میرے بیٹے کو اپنے نور سے آفتاب پہنایا جو زمانے میں غروب نہیں ہوتا''۔

اور نقش پر لکھا تھا ؎

''اور یہ بھی نوجوان کی مروت کی بات ہے کہ جب تک زندہ رہے اچھے گھر میں رہے اور دنیا میں اسی پر قناعت کرے اور دارِ آخرت کے لیے کام کرے اور جو وعدے تو نے پورے کیے ہیں وہ لا اور تیری تلوار بھی لا''۔

اور ایک اور جگہ پر لکھا ہوا ہے ؎

''اور ایک مجلس خلد کے باغات کی طرح ہے' انہوں نے اپنے حسن سے اسے عاریۃً خوبصورتی دی ہے' اور اس نے اسے حادثاتِ زمانہ دیئے ہیں کہ اس کے پاس ہدایت نہ آئے اور وہ اسے بتانے لگا جو اس نے مشرق و مغرب میں بنایا تھا اور وفود وہاں دن کو چکر لگاتے اور رات کو وہاں مہمان آتے' اے زینت شاہاں جو صاحب فضل ہے تو جب تک زندہ رہنا چاہتا ہے زندہ رہ' اور گردش زمانہ نے تیرے بارے میں اس سے مصالحت کی ہے اور تو اس بات سے محفوظ رہے جس سے بچا جاتا ہے''۔

پس بخدا یہ آرزوئیں پوری نہ ہوئیں' بلکہ عنقریب ہی خلیفہ نے اس پر تہمت لگائی کہ وہ دبیس سے مراسلت کرتا ہے' پس اس نے اس کے گھر کے گرانے کا حکم دے دیا اور اس کی کوئی دیوار بھی باقی نہ رہی بلکہ وہ شاندار مقام آنکھوں کی ٹھنڈک ہونے کے بعد خرابہ بن گیا اور یہ گردش لیل و نہار کی حکمت الٰہی ہے' جس کی مشیت سے قضا و قدر چلتی ہے اور اس کی یہ حکمت ہر اس گھر کے بارے میں ہے جو غرور و تکبر سے بنا ہے اور ہر اُس لباس کے بارے میں بھی یہی حکمت ہے جو فخر و ناز اور تکبر و نخوت کے لیے پہنا جاتا ہے اور ابن جوزی نے اس کی نظم کے اچھے اشعار اور اس کے نثر کے کلمات بھی بیان کیے ہیں ؎

''عشق کو ان لوگوں کے لیے چھوڑ دے جو اسے جانتے ہیں انہوں نے محبت کی مشق کی ہے حتیٰ کہ اسے مشکل بنا دیا ہے تو نے اپنے دل کو ایسی باتوں میں داخل کیا ہے جس کا تو تجربہ نہیں رکھتا اور جو تجربہ کار نہ ہو اس پر بات مشکل ہوتی ہے' اگر تو ہمیشہ رہنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو صبر سے رہ' بہت سے کام کو پانے والے ایسے ہیں جن کا حصول مشکل ہوتا ہے پسلیوں کو اس دل پر مہربان کر جو مجھے اختیار دیتا ہے اور اس کا اُلٹ پلٹ ہونا ہر روز مجھے درماندہ کر دیتا ہے' نجد سے خوشبو مہکتی ہے وہ اسے بھڑکاتا ہے اور بجلی کا روشن کرنے والا نغموں سے اسے خوش کرتا ہے''۔

پھر کہتا ہے ؎

''یہ کشادہ تھنوں والی اونٹنیاں میرے پاس لاؤ اور اے ہماری حدی کہنے والے نرمی اختیار کر' ساعت قافلہ ہمارے پاس روک کہ ہم گھر کا مذبہ کریں اور مٹکے کو روئیں اور اسی مقام کے لیے میں نے رونے کو تیار کیا اور اسی دن کے لیے آنسو جمع کیے ہیں اور ہمارا زمانہ چونے گچ کا گھونسلا تھا اللہ اس زمانے کو واپس لائے' ہمارے درمیان جمع ہونے کا ایک دن ہے ہم اس میں ملیں گے اور وہ ہماری رضامندی کے بغیر ہوگا''۔

واقعات ــــ ۵۳۴ھ

اس سال زنگی نے دمشق کا محاصرہ کیا اور اسے اتابک معین الدین بن مملوک طغتکین نے مضبوط کیا پس اتفاق سے اس کے بادشاہ جمال الدین محمود بن بوری بن طغتکین کی موت ہوگئی اور معین الدین نے اپنے بھائی مجیر الدین اتق کی طرف پیغام بھیجا اور وہ بعلبک میں تھا' پس اس نے دمشق پر قبضہ کرلیا اور زنگی بعلبک کی طرف گیا اور اس نے اسے حاصل کرلیا اور نجم الدین ایوب صلاح الدین کو اس کا نائب مقرر کیا اور اس سال خلیفہ' خاتون فاطمہ بنت سلطان مسعود کے پاس آیا اور بغداد کئی روز بند رہا اور اس سال ایک صالح شخص کی نماز جنازہ کا اعلان کیا گیا اور لوگ شیخ عبدالقادر کے مدرسہ میں اکٹھے ہوئے اور اتفاق سے ایک شخص مرگیا اور اسے ہوش آ گیا اور ایک اور شخص کا جنازہ آ گیا تو اس جم غفیر نے اس کا جنازہ پڑھا اور اس سال بقیہ دنیا سے پانی کم ہوگیا اور اس سال حاکم حماۃ تقی الدین عمر شہنشاہ ایوب بن شاری کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن جعفر:

ابن الفرج ابوالعباس الحربی' آپ ایک زاہد و عابد تھے' آپ نے حدیث کا سماع کیا' اور آپ کے احوال اچھے تھے۔ حتیٰ کہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کو ایک سال عرفات میں دیکھا گیا حالانکہ اس سال آپ نے حج نہیں کیا۔

عبدالسلام بن الفضل:

ابوالقاسم الجیلی' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور الکیا الہراسی سے فقہ سیکھی اور اصول و فروع میں یکتا ہو گئے' وغیرہ ذالک اور آپ بصرہ کے قاضی بنے اور آپ بہترین قضاۃ میں سے تھے۔

واقعات ــــ ۵۳۵ھ

اس سال چادر اور چھڑی بغداد پہنچ گئی اور یہ دونوں چیزیں اس وقت سے المسترشد کے پاس تھیں جب وہ ۵۲۹ھ میں بھاگا تھا' پس سلطان سنجر نے ان دونوں کو اپنے پاس محفوظ رکھا حتیٰ کہ اس سال دونوں کو واپس کر دیا اور اس سال مدرسہ کمالیہ مکمل ہوا جو کمال الدین ابوالفتوح حمزہ بن طلحہ مؤلف المخزن کی طرف منسوب ہے اور شیخ ابوالحسن الحلی نے اس میں درس دیا اور اعیان اس کے پاس حاضر ہوئے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اسماعیل بن محمد:

ابن علی ابوالقاسم الطلحی الاصبہانی' آپ نے بہت سماع کیا اور سفر کیا اور لکھا اور آپ نے اصبہان میں تقریباً تین ہزار مجالس لکھوائیں اور آپ تفسیر' فقہ اور حدیث اور لغت کے امام تھے اور ماہر حافظ تھے' آپ نے تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں عیدالاضحیٰ کی شب کو وفات پائی اور جب غسل دینے والے نے آپ کی فرج سے چیتھڑا ہٹانا چاہا تو آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے واپس کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اپنی فرج پر اپنا ہاتھ رکھ لیا۔

محمد بن عبدالباقی:

ابن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن الربیع بن ثابت بن وہب بن مسجعہ بن حارث بن عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور مشائخ کی ایک جماعت سے متفرد ہو گئے اور جامع العقر میں حدیث لکھوائی اور آپ بہت سے علوم میں حصہ دار ہیں اور آپ چھوٹی عمر میں رومیوں کی قید میں آ گئے اور انہوں نے چاہا کہ آپ کوئی کفریہ بات کریں مگر آپ نے ایسا نہ کیا اور ان سے رومی تحریر سیکھی اور آپ کہا کرتے تھے جو دوات کی خدمت کرے گا منابر اس کی خدمت کریں گے اور ابن جوزی نے آپ سے جو شعر سنے ہیں' انہیں آپ سے بیان کیا ہے ۔

''اپنی زبان کی حفاظت کر اور اگر تجھ سے سوال کیا جائے تو عمر' مال اور مذہب کے بدلے میں اسے مباح نہ کر اور ان تین باتوں پر تو تین آدمیوں سے آزمایا جائے گا' مکفر سے' حاسد سے اور مکذب سے''۔

پھر کہتے ہیں ۔

''میرے لیے ایک مدت مقرر ہے' میں ضرور اس تک پہنچوں گا اور جب وہ مدت ختم ہو جائے گی میں مر جاؤں گا اور اگر پھاڑنے والا شیر مجھ سے دشمنی کرے تو جب تک وقت نہ آئے وہ مجھے نقصان نہیں دے گا''۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے' آپ نے ۹۳ سال عمر پائی اور آپ کی عقل و حواس میں کوئی تغیر نہ آیا' آپ نے اس سال رجب میں وفات پائی اور آپ کے جنازے میں اعیان اور دوسرے لوگ شامل ہوئے اور آپ کو حضرت بشر کی قبر کے نزدیک دفن کیا گیا۔

یوسف بن ایوب:

ابن الحسن بن زہرہ ابوایوب ہمذانی' آپ نے شیخ ابواسحاق سے فقہ سیکھی اور فقہ اور مناظرہ میں مہارت حاصل کی' پھر اسے چھوڑ کر عبادت میں مشغول ہو گئے اور صالحین کی محبت اختیار کی اور پہاڑوں میں قیام کیا' پھر بغداد واپس آئے اور وہاں وعظ کیا اور آپ کو قبولیت حاصل ہوئی اور ربیع الاول میں ہرات کی ایک بستی میں وفات پا گئے۔



واقعات ــــ ۵۳۶ھ

اس سال سلطان السنجر اور خوارزم شاہ کے درمیان بہت جنگیں ہوئیں اور سنجر کو شکست کے بعد خوارزم مرد پر قابض ہو گیا اور وہاں اسے غفلت میں پا کر قتل کر دیا اور وہاں کے حنفی فقہاء سے بڑا سلوک کیا اور خوارزم شاہ کی فوج تین لاکھ جانبازوں پر مشتمل تھی اور اس سال دمشق کی عملداری کا بوجھ نہر روز نے اٹھایا' نہر روز نے بغداد کے کوتوال حباب صابح الحریر الرومی کو خلعت دیا اور وہ اور سلطان مسعود اس نہر میں کشتی میں سوار ہوئے اور سلطان اس سے خوش ہوا اور سلطان نے اس پر ستر ہزار دینار صرف کیے اور اس سال کمال الدین طلحہ مؤلف المخزن نے حج کیا اور واپس آ کر درویشی اختیار کر لی اور کام کاج چھوڑ دیا اور اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گئے اور اس سال خلیفہ کی اجازت سے مسجد العباسین میں جمعہ ہوا اور قطز نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اسماعیل بن احمد بن عمر:

ابن الاشعث' ابو القاسم بن ابی بکر سمرقندی دمشقی' ثم بغدادی' آپ نے بہت سماع کیا اور مشائخ میں یکتا ہو گئے اور آپ کا سماع صحیح تھا اور آپ نے جامع منصور میں تقریباً تین سو مجالس لکھوائیں اور ۸۰ سال سے زیادہ عمر پا کر وفات پائی۔

یحییٰ بن علی:

ابن محمد بن علی' ابو محمد بن الطراح المدیر' آپ ۴۲۹ھ میں پیدا ہوئے اور کثیر سماع کیا اور کروایا اور آپ خوبصورت' بارعب' اور بہت عبادت گزار شیخ تھے' آپ نے اس سال رمضان میں وفات پائی۔

واقعات ــــ ۵۳۷ھ

اس سال عماد الدین زنگی نے الحدیثہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے آل مہارش کو موصل لے گیا اور اس میں اپنی جانب سے نائب مقرر کیے۔

واقعات ــــ ۵۳۸ھ

اس سال سلطان مسعود نے زنگی سے موصل اور شام کو حاصل کرنے کے لیے تیاری کی اور اس نے اس سے ایک لاکھ دینار پر صلح کر لی اور ان میں سے بیس ہزار دینار اسے دے دیئے اور باقی اسے چھوڑ دیئے اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کا بیٹا

سیف الدین غازی ہمیشہ سلطان مسعود کی خدمت میں رہتا تھا۔

اور اس سال زنگی نے بلاد بکر کے ایک شہر پر قبضہ کر لیا اور اس سال ملک سنجر نے خوارزم شاہ کا محاصرہ کر لیا' پھر اس کے مال لے کر اسے چھوڑ دیا اور اس سال ایک شخص کو ایک بچے کے ساتھ برائی کرتے پایا گیا تو اسے مینار کی چوٹی سے پھینک دیا گیا اور ۲۴ ر ذوالقعدہ منگل کی رات کو زمین میں زلزلہ آیا اور قطز نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

عبدالوہاب بن مبارک:

ابن احمد' ابوالبرکات انماطی' حافظ کبیر' آپ ثقہ دیندار' متقی' کشادہ رو اور نرم اخلاق شخص تھے' آپ نے محرم میں ۹۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔

علی بن طراد:

ابن محمد الزینبی' عباسی وزیر' ابوالقاسم جو المستظہر کے زمانے میں دونوں پارٹیوں کا نقیب النقباء تھا اور آپ المسترشد کے وزیر بنے اور رمضان میں ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔

محمود زمخشری:

ابن عمر بن محمد بن عمر' ابوالقاسم زمخشری' تفسیر میں الکشاف اور نحو میں المفصل کے مؤلف اور آپ کی کئی اور بھی مفید تصانیف ہیں' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور شہروں کا چکر لگایا اور مدت تک مکہ کے پڑوس میں رہے اور آپ مذہب اعتزال کا اظہار کرتے تھے اور اپنی تفسیر میں اس کی صراحت کرتے تھے اور اس پر مناظرے کرتے تھے' آپ نے اس سال عرفہ کی شب کو ۷۶ سال کی عمر میں خوارزم میں وفات پائی۔

واقعات ــــ ۵۳۹ھ

اس سال عماد الدین زنگی نے فرنگیوں کے ہاتھوں سے الرہا اور جزیرہ کے دوسرے قلعے چھین لیے اور ان کے بہت سے قیدیوں کو قتل کر دیا اور بہت سی عورتوں کو قیدی بنا لیا اور بہت سے اموال حاصل کیے اور مسلمانوں سے شدید رنج و مشقت کو دور کر دیا اور قطز الخادم نے لوگوں کو حج کروایا اور اس نے اور امیر مکہ نے مقابلۃً رغبت کی اور اس نے حجاج کو طواف کرتے ہوئے لوٹ لیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابراہیم بن محمد بن منصور:

ابن عمر ابوالولید کرخی' آپ نے ابواسحاق اور ابوسعد متولی سے فقہ سیکھی حتیٰ کہ آپ فقہ اور نیکی میں اپنے زمانے کے یکتا

آدمی ہو گئے آپ نے اس سال میں وفات پائی۔

سعد بن محمد:

ابن عمر ابومنصور البزار' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور امام غزالی شافعی' متولی اور الکیا سے فقہ سیکھی اور نظامیہ کی تدریس کا کام سنبھالا اور آپ نیک ارادہ اور باوقار اور پرسکون شخص تھے اور آپ کے جنازے کا دن' قیامت کا دن تھا اور آپ کو ابو اسحاق کے پاس دفن کیا گیا۔

عمر بن ابراہیم:

ابن محمد بن احمد بن علی بن حسین بن علی بن حمزہ بن یحییٰ بن حسین بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب قرشی علوی' ابوالبرکات کوفی' ثم بغدادی' آپ نے کثیر سماع کیا اور کثیر لکھا' اور مدت تک دمشق میں قیام کیا اور فقہ' حدیث' تفسیر' لغت اور ادب کی آپ کو اچھی واقفیت تھی اور نحو میں بھی آپ کی تصانیف ہیں اور آپ تنگ گزران اور صابر محتسب تھے' آپ نے اس سال شعبان میں ۹۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

واقعات — ۵۴۰ھ

اس سال علی بن دبیس نے اپنے بھائی محمد کا محاصرہ کر لیا اور مسلسل اس کا محاصرہ کیے رہا حتیٰ کہ اس نے اس کے ہاتھ سے الحلۃ کو چھین کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس سال رجب میں سلطان مسعود' حاکم ری عباس اور محمد شاہ بن محمود کی ملاقات کے خوف سے بغداد میں داخل ہو گیا' پھر رمضان میں اس سے نکلا اور امیر الجیوش کے غلام اور جوان نے لوگوں کو حج کروایا' اس لیے کہ گزشتہ سال قطز اور امیر مکہ کے درمیان جنگ ہو گئی تھی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد:

ابن الحسن بن علی بن احمد بن سلیمان' ابوسعد اصبہانی ثم بغدادی آپ نے حدیث کا سماع کیا اور آپ سلف کے مذہب کے مطابق تھے' شیریں شمائل اور تکلف سے دور تھے' بسا اوقات آپ قمیص اور ٹوپی پہن کر بازار کو چلے جاتے اور آپ نے گیارہ حج کیے اور آپ حدیث املاء کرواتے تھے اور بہت روزے رکھتے تھے' آپ نے اس سال ربیع الاول میں تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں نہاوند میں وفات پائی۔

علی بن احمد:

ابن الحسین بن احمد' ابوالحسن البردی' آپ نے ابوبکر الشاشی سے فقہ سیکھی اور حدیث کا سماع کیا اور کروایا' آپ کی اور آپ کے بھائی کی ایک ہی قمیص تھی' جب آپ اسے پہن کر باہر نکلتے تو دوسرا گھر میں ننگا بیٹھا رہتا اور جب دوسرا پہن کر باہر نکلتا تو

آپ ننگے گھر بیٹھے رہتے۔

موہوب بن احمد:

ابن محمد بن الخضر' ابومنصور الجوالیقی' اپنے زمانے کے شیخ اللغت' آپ نے اپنے شیخ ابوزکریا تبریزی کے بعد نظامیہ میں لغت کی مشیخت سنبھالی اور آپ المقتفی کی امامت کرتے تھے اور بسا اوقات خلیفہ نے آپ کو خط سنائے اور آپ اپنے لباس میں عاقل اور متواضع اور طویل خاموشی اختیار کرنے والے اور بہت غور وفکر کرنے والے تھے اور جج کے دنوں میں جامع القصر میں آپ کا حلقہ ہوتا تھا اور آپ کی زبان میں لکنت تھی اور آپ کے پہلو میں المغربی خوابوں کی تعبیر کرنے والا بیٹھتا تھا' آپ فاضل آدمی تھے۔ لیکن اپنی مجلس میں آپ کو بہت اُونگھ آتی تھی۔ اور ایک ادیب نے ان دونوں کے بارے میں کہا ہے ؎

''میرے نزدیک بغداد کا گناہ نہیں بخشا جائے گا اور اس کے عیوب واضح ہیں جو ہرگز نہیں چھپیں گے' اس میں جوالیقی لغت املاء کرواتا ہے اور المغربی تعبیر کرتا ہے' وہ اپنی لکنت کا اسیر ہے اور فصاحت سے بات کرتا ہے اور وہ بیداری کے وقت اُونگھ میں تعبیر کرتا ہے''۔

واقعات ــــ ۵۴۱ھ

اس سال یکم ربیع الاوّل کو المسترشد کا تعمیر کردہ محل جل گیا اور وہ بہت خوب صورت تھا' اور خلیفہ المقتفی اپنی چہیتی لونڈیوں کے ساتھ اس کی طرف آیا کہ اس میں تین دن قیام کرے اور جونہی وہ لوگ سوئے محل کو آگ لگ گئی اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک لونڈی نے اپنے ہاتھ میں شمع پکڑی تو اس کا شعلہ لکڑی کو لگ گیا جس سے محل جل گیا اور اللہ تعالیٰ نے خلیفہ اور اس کے اہل کو بچا لیا اور صبح کو اس نے بہت سی چیزوں کا صدقہ دیا اور بہت سے قیدیوں کو رہا کر دیا اور اس سال رجب میں خلیفہ اور سلطان مسعود کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور خلیفہ نے جوامع اور مساجد کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں تین دن تک بند کر دیا گیا حتیٰ کہ دونوں نے صلح کر لی اور ۱۵/ذوالقعدہ جمعہ کے دن ابن العبادی واعظ نے بیٹھ کر تقریر کی اور سلطان مسعود بھی موجود تھا اور اس نے خرید وفروخت میں لوگوں پر بہت سخت ٹیکس لگائے اور اس نے اپنے وعظ میں کہا اے سلطانِ عالم' آپ بعض اوقات خوش ہو کر گلوکار کو اتنا انعام دے دیتے ہیں جتنا آپ نے مسلمانوں پر ٹیکس لگایا ہے' پس مجھے گلوکار سمجھ لیجئے اور آپ خوش بھی ہیں' اللہ نے آپ پر جو احسانات کیے ہیں ان کے شکریہ میں مجھے یہ ٹیکس دے دیجئے تو سلطان نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ میں نے ایسا کر دیا ہے تو لوگوں نے چلا کر اس کے لیے دعا کی اور اس کا جوڈیشل ریکارڈ لکھا گیا' ملک میں اس ٹیکس کے معاف کرنے کا اعلان کیا گیا جس سے لوگ خوش ہو گئے اور اس سال فصل بہت کم ہوئی اور دریاؤں کے پانی کم ہو گئے اور ٹڈی بہت پھیل گئی اور لوگوں کو حلق کی بیماری ہو گئی جس سے بہت سے لوگ مر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور اس سال ملک عماد الدین زنگی بن قیم الدولہ ترکی جو بلاد شام وجزیرہ میں سے موصل اور حلب وغیرہ کا حکمران تھا' قتل ہو گیا اور وہ قلعہ جعبر کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اور اس سال شہاب الدین سالم بن مالک عقیلی نے زنگی کے کچھ غلاموں کو کچھ رشوت

بی حتیٰ کہ انہوں نے اس سال ۵ ربیع الاول کی شب کو اسے قتل کر دیا اور العماد کاتب نے بیان کیا ہے کہ وہ نشے میں مدہوش تھا۔ واللہ اعلم۔ اور زنگی سیرت وشکل کے لحاظ سے بہترین بادشاہوں میں سے تھا' اور شجاع' دلیر اور دانا بھی تھا' اطراف کے ملوک اس کے فرمانبردار تھے اور وہ رعیت کی عورتوں کے بارے میں سخت غیرت رکھنے والا شخص تھا اور معاملہ کے لحاظ سے اور عوام کے ساتھ نرمی کرنے میں سب بادشاہوں سے اچھا تھا۔ اور اس کے بعد موصل میں اس کا بیٹا سیف الدولہ اور حلب میں نورالدین محمود حکمران بنا اور اس نورالدین نے الرہا شہر کو واپس لے لیا اور اس کے باپ نے اسے فتح کیا تھا اور جب وہ مرگیا تو انہوں نے نافرمانی کی۔ تو نورالدین نے انہیں مغلوب کرلیا اور اس سال حاکم مغرب عبدالمومن اور خادم ابن تومرت نے طویل جنگوں کے بعد جزیرہ اندلس پر قبضہ کرلیا اور اس سال فرنگیوں نے شہر طرابلس الغرب پر قبضہ کرلیا اور اس سال حاکم دمشق نے بعلبک شہر کو واپس لے لیا اور اس سال نجم الدین ایوب' حاکم دمشق کے پاس آیا تو اس نے قلعہ اس کے سپرد کر دیا' اور دمشق میں اپنے ہاں اسے امن دیا اور اس سال سلطان مسعود نے اپنے حاجب عبدالرحمٰن بن طغرل بیگ کو قتل کر دیا اور ری کے حکمران عباس کو بھی قتل کر دیا اور اس کے سر کو اس کے اصحاب کی طرف پھینک دیا' پس لوگ گھبرا گئے اور انہوں نے اس عباس کے خیموں کو لوٹ لیا اور عباسی مشہور بہادروں میں سے تھا' اس نے اپنے مخدوم جوہر کے ساتھ باطنیوں سے جنگ کی اور یہ مسلسل انہیں قتل کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے ری شہر میں ان کے سروں کی ایک اذان گاہ بنائی اور اس سال بغداد کے نقیب النقباء محمد بن طراد الزینبی وفات پا گئے اور ان کے بعد علی بن طلحہ الزینبی نے نقابت سنبھالی' اور اس سال خلیفہ کی لڑکی پر دیوار گر پڑی اور وہ عورتوں کی انتہا کو پہنچ چکی تھی' پس اس کے جنازہ میں اعیان شامل ہوئے اور قطز الخادم نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

زنگی بن آقسنقر:

قبل ازیں اس کے کچھ حالات بیان ہو چکے ہیں اور یہ نورالدین محمود شہید کا باپ تھا اور شیخ ابوشامہ نے الروضتین میں اس کے حالات کو طول دیا ہے اور جو اس کے بارے میں نظم ونثر میں بیان کیا گیا ہے' اسے بھی بیان کیا ہے۔

سعدالخیر:

محمد بن سہل بن سعد' ابوالحسن المغربی الاندلسی الانصاری' آپ نے سفر کیے اور نفیس کتب حاصل کیں اور ابن جوزی وغیرہ نے آپ سے روایت کی ہے اور آپ نے اپنی وفات کے وقت وصیت کی کہ آپ کا جنازہ غزنوی پڑھائیں اور آپ کو عبداللہ بن امام احمد کی قبر کے پاس دفن کیا جائے اور آپ کے جنازے میں بہت لوگ شامل ہوئے۔

شافع بن عبدالرشید:

ابن القاسم' ابوعبداللہ الجیلی الشافعی' آپ نے الکیا اور امام غزالی سے فقہ سیکھی اور آپ کرخ میں رہائش پذیر تھے اور جامع منصور کے برآمدے میں آپ کا حلقہ تھا' ابن جوزی کا بیان ہے کہ میں آپ کے حلقہ میں حاضر ہوا کرتا تھا۔

عبداللہ بن علی

ابن احمد بن عبداللہ ابو محمد سبط ابی منصور الزاہد آپ نے قراءت کو پڑھا اور ان کے متعلق تصانیف کیں اور حدیث کا بہت سماع کیا اور اچھی کتب کو جمع کیا اور آپ نے اپنی مسجد میں پچاس سال سے زیادہ امامت کروائی اور بہت سے لوگوں کو قرآن سکھایا' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ میں نے کسی کو آپ سے اچھا پڑھتے نہیں سنا اور آپ کے جنازے میں بہت لوگ شامل ہوئے۔

رَی کا کوتوال عباس:

اس نے رَی پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا' پھر مسعود نے اسے قتل کر دیا اور یہ کثیر الصدقات اور رعیت کے ساتھ بہت حسن سلوک کرنے والا تھا' اور اس نے باطنیوں کے بہت سے لوگوں کو قتل کیا حتیٰ کہ اس نے رَی میں ان کے سروں کا مینار تعمیر کیا اور آپ کے جنازے میں بہت لوگ شامل ہوئے۔

محمد بن طراد:

ابن محمد الزینبی' ابوالحسن نقیب النقباء' یہ وزیر علی بن طراد کا بھائی ہے اس نے اپنے باپ اور اپنے چچا ابونصر وغیرہ سے بہت سماع کیا' اس کی عمر ۷۰ سال کے قریب تھی۔

وجیہ بن طاہر:

ابن محمد بن محمد' ابوبکر السحامی' زاہر کا بھائی' آپ نے حدیث کا بہت سماع کیا اور آپ کو اس کی معرفت بھی تھی اور آپ حسین چہرہ' جلد اشکبار ہونے والے اور بہت ذکر الٰہی کرنے والے شیخ تھے' آپ نے سماع کو عمل کے ساتھ راست گفتاری کے ساتھ جمع کیا' آپ نے اس سال بغداد میں وفات پائی۔

واقعات ـــــ ۵۴۲ھ

اس سال فرنگیوں نے جزیرہ اندلس کے متعدد قلعوں پر قبضہ کر لیا اور اس سال نورالدین بن محمود زنگی نے سواحل میں فرنگیوں کے ہاتھ سے متعدد قلعے لے لئے اور اس سال المستنجد باللہ کے اپنے باپ المکتفی کے بعد ولی عہد ہونے کا خطبہ دیا گیا اور اس سال عون بن یحییٰ بن ہبیرہ نے دیوان الزمام کی کتابت کا کام سنبھالا اور زعیم الدین یحییٰ بن جعفر کو مخزن معمورہ کا صدر بنایا گیا اور اس سال افریقہ میں سخت گرانی ہوگئی جس کے باعث اکثر لوگ ہلاک ہو گئے اور گھر خالی ہو گئے اور قلعے مقفل ہو گئے اور اس سال سیف الدین غازی نے حاکم ماردین حسام الدین تمرتاش بن ارتق کے محاصرہ کے بعد اس کی لڑکی سے نکاح کر لیا اور اس پر اس سے صلح کر لی اور اسے دو سال بعد موصل اس کے پاس لایا گیا اور وہ بیمار اور قریب المرگ تھا اور اس نے اس سے صحبت نہ کی حتیٰ کہ مر گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی قطب الدین مودود موصل کا حکمران بن گیا اور اس نے اس سے نکاح کر لیا۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ صفر میں ایک شخص نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا' وہ اسے کہہ رہا ہے کہ جس نے امام احمد بن حنبل کی زیارت کی اسے بخش دیا جائے گا' راوی کا بیان ہے کہ ہر خاص و عام نے آپ کی زیارت کی' ابن جوزی نے بیان کیا

ہے کہ میں نے اس دن وہاں مجلس منعقد کی جس میں بڑے بڑے لوگ شامل ہوئے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اسعد بن عبداللہ:

ابن احمد بن محمد بن عبداللہ بن عبدالصمد بن المہتدی باللہ' ابومنصور آپ نے حدیث کا بہت سماع کیا اور آپ نیک صالح اور اپنے حواس وقویٰ سے اپنی وفات تک شادکام تھے اور آپ کی عمر تقریباً ایک سو سات سال تھی۔

ابوعبداللہ بن محمد:

ابن خلف بن احمد بن عمر طی اندلسی' رباطی حافظ' مصنف کتاب اکتباس الانور والتماس الازھار فی الناب الصحابة ورداة الآثار۔ یہ بڑی تصانیف میں سے بہت اچھی تصنیف ہے' آپ کو ۲۰ رجمادی الاولیٰ جمعہ کی صبح کو جنگل میں قتل کر کے شہید کر دیا گیا۔

نصر اللہ بن محمد:

ابن عبدالقوی' ابوالفتح الازقی مصیصی شافعی' آپ نے شیخ نصر بن ابراہیم المقدسی سے صور میں فقہ سیکھی اور وہیں آپ سے اور ابوبکر خطیب سے سماع کیا اور بغداد اور انبار میں بھی سماع کیا اور آپ مشائخ شام میں سے ایک تھے اور اصول وفروع کے فقیہ تھے' آپ نے ۹۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ہبۃ اللہ بن علی:

ابن محمد بن حمزۃ ابوالسعادات ابن الشجری النحوی' آپ ۴۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور نحاۃ کی ریاست آپ پر منتہی ہوتی ہے' آپ کا بیان ہے کہ میں نے ذم میں ایک شعر سنا ہے جو مکوبہ کے قول سے زیادہ بلیغ ہے ؎

''اور میں کستوری ہوں جو تمہارے پاس ضائع ہوگئی ہوں' وہ ضائع ہوتی ہے اور اکثر لوگوں کے نزدیک وہ مہکتی ہے''۔

واقعات ــــ ۵۴۳ھ

اس سال مجیرالدین بن اتابک دمشق نے حاکم حلب ملک نورالدین سے فرنگیوں کے خلاف مدد مانگی اور اس نے جلدی سے آ کر ارضِ بصریٰ میں ان سے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور واپس چلا گیا اور الکسوۃ میں اُترا اور شاہِ دمشق مجیرالدین ارتق باہر نکلا اور اس نے اس کی خدمت کی اور اس کا احترام کیا اور دماشقہ نے نورالدین کی عزت کو دیکھا حتیٰ کہ انہوں نے اس کی تمنا کی اور اس سال فرنگیوں نے المہدیہ پر قبضہ کر لیا اور اس کا حکمران حسن بن علی بن یحییٰ بن تمیم بن المعز بن بادیس بن منصور بن یوسف بن ملکین اپنے اہل سمیت وہاں سے بھاگ گیا اور اپنے اموال کے بارے میں خوفزدہ ہو گیا پس وہ اموال بھی اور وہ خود

بھی شہروں میں تباہ ہو گئے اور علاقے اُٹھیں کھا گئے اور وہ بنی بادلیس کا آخری بادشاہ تھا اور ان کی حکومت کا آغاز ۴۳۳ھ میں ہوا تھا پس فرنگی اس میں آئے اور اس کے خزانے ذخائر واموال اور سامان وغیرہ سے بھرپور تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور اس سال فرنگیوں کے ستر ہزار جانبازوں نے دمشق کا محاصرہ کرلیا اور ان کے ساتھ جرمن کا بادشاہ بھی اپنے لوگوں کے ساتھ تھا' جن کی تعداد کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور دمشق کا حکمران مجیر الدین ارتق اور اس کا اتالیق معین الدین تھا جو اس کی حکومت کا منتظم تھا اور یہ ۶ ربیع الاوّل ہفتے کے دن کا واقعہ ہے' پس ان کے مقابلے میں دمشق کے ایک لاکھ تیس ہزار باشندے نکلے اور ان کے ساتھ شدید جنگ کی' پہلے دن مسلمانوں کے تقریباً دوسو آدمی مارے گئے اور فرنگیوں کے بے شمار لوگ مارے گئے جن کا شمار نہیں ہوسکتا اور جنگ ایک مدت تک مسلسل ہوتی رہی اور مصحف عثمان کو جامع کے صحن کے درمیان لایا گیا اور لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور اللہ سے دُعا کرنے لگے اور عورتیں اور بچے برہنہ سر دُعائیں کررہے تھے اور رو رہے تھے اور راکھ شہروں میں بچھی ہوئی تھی' سوارتق نے حاکم حلب نورالدین محمود اور اس کے بھائی حاکم موصل سیف الدین غازی سے مدد مانگی تو وہ دونوں جلدی سے ستر ہزار جوانوں کے ساتھ اس کی جانب گئے' کیونکہ ملوک وغیرہ ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے' اور جب فرنگیوں نے فوج کی آمد کی خبر سنی تو انہوں نے شہر کو چھوڑ دیا تو فوج نے انہیں مل کر ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کردیا اور ان کے ساتھ جو پادری تھا جس کا نام الیاس تھا اسے بھی قتل کردیا اور اسی نے انہیں دمشق کے متعلق بھڑکایا تھا اور اس نے حضرت مسیح کی جانب سے ایک جھوٹا خواب بنایا کہ اس نے اس سے فتح دمشق کا وعدہ کیا ہے' پس وہ ملعون قتل ہو گیا' قریب تھا کہ وہ شہر کو حاصل کرلیتے لیکن اللہ نے بچالیا اور اپنی قوت وطاقت سے اس کی حفاظت کی' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے'' اور دمشق شہر پر کفار دشمنوں کے غلبہ پانے کی کوئی سبیل نہیں ہے' کیونکہ یہ فرودگاہ ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ جنگوں اور فتنوں کے وقت اسلام کا قلعہ ہوگا اور یہیں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے اور فرنگیوں نے دمشق کے بہت سے آدمیوں کو قتل کردیا اور مقتولین میں فقیہ کبیر ملقب بہ حجۃ الدین شیخ المالکیہ کو بھی انہوں نے وہاں قتل کیا اور ابوالحجاج یوسف بن درناس فندلادی کو ارض الالنیرب میں قتل کیا' آپ کو باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور مجیر الدین نے فرنگیوں سے دمشق کے بارے میں بانیاس کے بدلے میں صلح کی پھر وہ دمشق سے چلے گئے اور بانیاس کو لے لیا اور اس سال سلطان مسعود اور اس کے امراء کے درمیان جنگ ہوئی اور وہ اسے چھوڑ گئے اور انہوں نے بغداد جاکر عوام سے جنگ کی اور ان کے چھوٹے بڑے بہت سے لوگوں کو قتل کردیا' پھر انہوں نے زمین کو بوسہ دیا اور جو کچھ ہو چکا تھا اس کے متعلق خلیفہ سے معذرت کی اور نہروان کی طرف چلے گئے اور شہروں میں بکھر گئے اور ان کے باشندوں کو لوٹ لیا جس کی وجہ سے عراق میں نرخ گراں ہو گئے اور اس سال بغداد میں ابوالحسن علی بن احمد بن علی بن الدامغانی الزینبی کی وفات کے بعد قاضی القضاۃ بنے اور اس سال غور کے بادشاہ متولی بن حسین نے غزنی شہر پر قبضہ کرلیا اور اس کے حکمران بہرام شاہ بن مسعود نے جو سبکتگین کی اولاد میں سے تھا' فرغانہ جاکر اس کے بادشاہ سے مدد مانگی تو وہ عظیم لشکروں کے ساتھ آیا اور اس نے سولی سے غزنی کو چھین لیا اور اسے قیدی بنا کر پکڑ لیا اور اسے صلیب دے دیا اور وہ شریف سخی اور بہت صدقات دینے والا تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابراہیم بن محمد:

ابن نہار بن معز الغنوی الرقی' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور امام غزالی اور الشاشی سے فقہ پڑھی اور امام غزالی کی بہت سی تصانیف کو لکھا اور انہیں آپ کو سنایا اور آپ کی بہت مصاحبت کی اور بارعب اور بہت خاموش طبع تھے۔ آپ نے اس سال ذوالحجہ میں وفات پائی۔ آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی۔

شاہان شاہ بن ایوب:

ابن شادی' آپ نے نورالدین کے ساتھ شہادت پائی' آپ الست عذار کے والد ہیں جو العذاریہ کی وقف کرنے والی ہے اور تقی الدین عمر التقویۃ کا وقف کرنے والا ہے۔

علی بن حسین:

ابن محمد بن علی الزینبی' ابوالقاسم الاکمل بن ابی طالب نورالہدی بن ابی الحسن نظام الحضرتین ابن نقیب النقباء ابی القاسم بن القاضی ابی تمام العباسی بغداد وغیرہ کے قاضی القضاۃ' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور آپ بڑے فقیہ' باوقار' خوش شکل' نیک دل اور کم گو تھے' آپ نے خلیفہ الراشد کے ساتھ موصل تک سفر کیا اور آپ کے فیصلے جاری ہوئے' پھر آپ بغداد واپس آ گئے اور وہیں پر اس سال وفات پائی' آپ کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز تھی اور آپ کا جنازہ بہت بھرپور تھا۔

ابوالحجاج بن درباس:

الفندلاوی' دمشق کے شیخ المالکیہ' آپ ۶ ربیع الاوّل ہفتے کے روز ارض النیرب میں ٹیلے کے قریب قتل ہوئے' آپ اور شیخ عبدالرحمٰن الحلجولی درویش آدمی تھے اللہ دونوں پر رحم فرمائے۔

واقعات — ۵۴۴ھ

اس سال قاضی عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض الیحصبی السبتی نے وفات پائی' اس کے قاضی مالکی علماء کے مشائخ میں سے تھے اور بہت سی مفید تصانیف کے مصنف تھے جن میں الشفا' شرح مسلم اور مشارق الانوار وغیرہ بھی شامل ہیں اور آپ کے اشعار بھی اچھے ہیں' آپ بہت سے علوم جیسے فقہ' لغت' حدیث' ادب اور تاریخ میں امام تھے۔ آپ ۴۴۶ھ میں پیدا ہوئے اور جمادی الآخرۃ میں جمعہ کے روز وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ اس سال کے رمضان میں آپ نے سبتہ شہر میں وفات پائی ہے اور اس سال حاکم حلب نورالدین محمود بن زنگی نے بلاد فرنگ سے جنگ کی اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور مقتولین میں حاکم انطاکیہ البرنس بھی شامل تھا اور اس نے ان کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا اور اس نے معین الدین بن اتابک دمشق سے مدد مانگی تو اس نے فوج کا ایک دستہ' امیر مجاہدین بن مروان بن ماس نائب

سرہند کے ساتھ اس کی طرف روانہ کیا اور انہوں نے بہت شجاعت کا مظاہرہ کیا اور شعراء نے اس جنگ کے بارے میں بہت اشعار کہے ہیں جن میں ابن القیسرانی وغیرہ بھی شامل ہیں اور ابوشامہ نے انہیں الروضتین میں بیان کیا ہے اور ۳ ربیع الآخر بدھ کے روز ابوالمظفر یحییٰ بن ہبیرہ خلافت کا وزیر بنا اور عون الدین لقب رکھا اور اسے خلعت دیا گیا اور رجب میں ملک شاہ بن محمود نے بغداد کا قصد کیا اور اس کے ساتھ بہت سے امراء بھی تھے' نیز علی بن دبیس اور ترکمانوں وغیرہ کی ایک جماعت بھی تھی اور انہوں نے خلیفہ سے اپیل کی کہ وہ اپنا خطبہ دے مگر اس نے انکار کیا اور بار بار خط آئے اور خلیفہ نے سلطان مسعود کی طرف آدمی بھیجا کہ اسے آنے پر آمادہ کرے تو اس نے دیر کردی اور حلقہ تنگ ہوگیا اور بات بگڑ گئی اور ملک سنجر نے اپنے بھتیجے کو دھمکی دیتے ہوئے خط لکھا کہ وہ خلیفہ کے پاس جلد نہ آئے اور وہ سال کے آخر میں آیا تو یہ سب شرور ختم ہوگئے اور سب کے سب خوشی میں بدل گئے اور اس سال زمین میں سخت زلزلہ آیا اور زمین دس بار ہل گئی اور حلوان کا ایک پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور نہر جوری کی خانقاہ گر پڑی اور بہت سے لوگ ذات الجنب کی بیماری سے مرگئے' مریض اس سے بات نہ کرتے حتیٰ کہ مرجاتے اور اس سال حاکم موصل سیف الدین بن زنگی نے وفات پائی اور اس کے بعد اس کا بھائی قطب الدین مودود بن زنگی بادشاہ بن گیا اور اپنے بھائی کی اس بیوی سے نکاح کرلیا جس سے اس نے صحبت نہیں کی تھی اور وہ حاکم ماردین تمرتاش بن ایلغازی بن ارتق کی لڑکی خاتون تھی' اور اس نے اس سے بچے جنے جو سب کے سب موصل کے بادشاہ ہوئے اور یہ عورت پندرہ بادشاہوں کے درمیان اپنی اوڑھنی اتار دیتی ہے۔

اور اس سال نورالدین سنجار کی طرف گیا اور اسے فتح کیا اور اس کے بھائی قطب الدین مودود نے اس کی طرف فوج روانہ کی کہ وہ اسے اس سے واپس کرے پھر دونوں نے مصالحت کرلی تو اس نے اس کے عوض اسے الرحبہ اور حمص دیئے اور سنجار قطب الدین کے پاس رہا اور نورالدین اپنے ملک کو واپس آ گیا پھر اس سال اس نے فرنگیوں سے جنگ کی اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا' اور حاکم انطاکیہ البرنس کو قید کرلیا اور شعراء نے اس کی تعریف کی جن میں سے الفتح القیسرانی اپنے قصیدہ کے آغاز میں کہتا ہے۔

''یہ عزائم ہیں نہ کہ وہ تلواریں شور کرتی ہیں اور یہ کارنامے ہیں نہ کہ وہ جو خطوط کہتے ہیں اور یہ وہ ارادے ہیں جب یہ خطاب کریں تو ان کے پیچھے اشعار اور خطاب ٹھوکریں کھاتے ہیں اے ابن عمادالدین تو نے اس کی چوٹی سے ہتھیلی سے مصافحہ کیا ہے اور کوششیں اس کے در سے تھک جاتی ہیں اور ہمیشہ ہی تیرا نصیبہ' ہر بلند چوٹی پر تعمیر کرتا ہے حتیٰ کہ اس کی سفید رسیوں نے ایک گنبد بنا دیا ہے''۔

اور اس سال نورالدین نے فامیا کے قلعے کو فتح کیا جو حماہ سے قریب ہے اور اس سال حاکم مصر حافظ الدین اللہ عبدالمجید بن ابی القاسم بن المستنصر نے وفات پائی اور اس کے بعد اس کا بیٹا الضافر اسماعیل بادشاہ بنا اور احمد بن الافضل بن امیر الجیوش نے حافظ پر غلبہ پالیا تھا اور مصر میں تین بار خطبہ دیا' پھر آخر کار اس نے حی علی خیر العمل کی اذان دی اور حافظ نے وہ طبل قولنج بنایا کہ جب اس قولنج کو چوٹ لگائی جاتی تو اس میں سے قولنج اور جو ہوا اس میں ہوتی نکل جاتی اور امیر قطز الخادم حجاج کو لے گیا اور کوفہ

میں بیمار ہو گیا' اور واپس آ گیا اور اس نے حجاج پر اپنے غلام قیماز کو نائب مقرر کیا اور جب وہ بغداد پہنچا تو چند دن بعد مر گیا اور عربوں نے حجاج کا لالچ کیا اور واپسی میں ان کے راستے میں کھڑے ہو گئے اور قیماز نے ان سے [illegible] اور اس نے اپنے لیے امان طلب کی اور بھاگ گیا اور حاجیوں کو ان کے سپرد کر گیا پس انہوں نے اکثر حاجیوں کو قتل کر دیا اور لوگوں کے اموال لے لئے اور نجات پانے والوں میں سے کوئی کم ہی محفوظ رہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور اس سال معین الدین بن اتابک العسا کر نے دمشق میں وفات پائی اور یہ طغتکین کا ایک غلام تھا اور وہ نور الدین کی بیوی الست خاتون کا والد تھا اور وہ باب الفرج کے اندر مدرسہ معینیہ کا وقف کرنے والا ہے اور اس کی قبر الشامیۃ البرانیہ کی مقتولین کے گنبد میں محلّہ عونیہ میں دار البطیخ کے نزدیک ہے اور جب معین الدین فوت ہو گیا تو وزیر رئیس مؤید الدولہ کی قوت' ابن الصوفی اور اس کے بھائی زین الدولہ حیدرہ کے مقابلہ میں بڑھ گئی اور ان دونوں اور ملک مجیر الدین ارتق کے درمیان نفرت پیدا ہو گئی جس کے تقاضہ سے دونوں نے عوام اور رذیل لوگوں سے اس کے مقابلہ کے لیے فوج تیار کی اور انہوں نے جنگ کی اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے پھر اس کے بعد صلح ہو گئی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن نظام الملک:

ابوالحسن علی بن نصر' المسترشد اور سلطان محمود کا وزیر' آپ نے حدیث کا سماع کیا' اور آپ اچھے وزراء میں سے تھے۔

احمد بن محمد:

ابن الحسین الارجانی' تستر کے قاضی' آپ نے حدیث کی روایت کی اور آپ کے اشعار اچھے ہیں' جو اچھے معانی کو اپنے اندر لیے ہوئے ہیں آپ کہتے ہیں ۔

''میں نے مصائب کے وقت لوگوں کو قابل اعتماد شخص کی جستجو میں آزمایا' میں نے دونوں حالتوں فراخی اور سختی کو چکھا ہے اور میں نے قبائل میں آواز دی کیا کوئی مددگار ہے؟ اور مصیبت کے وقت کسی کی تکلیف پر خوش ہونے والے کے سوا میں نے کوئی دُکھ دینے والا نہ دیکھا اور حاسد کے سوا' میں نے خوش کرنے والا نہ دیکھا' پس میں نے دنیا کی محبت کو چھوڑ دیا اور کسی کی طرف توجہ دیئے بغیر چلا گیا' اے میری دونوں آنکھو! تم ایک نظر سے شاد کام ہوا اور تم نے میرے دل کو تلخ تر گھاٹ پر وار کیا ہے' اے میری دونوں آنکھو! میرے دل سے رک جاؤ کیونکہ دو کا ایک کے قتل کرنے میں سعی کرنا بغاوت ہے''۔

اور قاضی عیاض بن موسیٰ السبتی' مفید تصانیف کے مصنف ہیں' ان کے اشعار ہیں ۔

''اللہ جانتا ہے جب سے میں نے تمہیں نہیں دیکھا تھا' میں ایک پرندے کی طرح تھا جس سے بازوؤں کے پروں نے خیالات کی تھی اور اگر میں طاقت رکھتا تو ہوا پر سوار ہو کر تمہاری طرف آتا اس لیے کہ تمہارے مجھ سے دُور رہنے

نے میری موت کا جرم کیا ہے' اور ابن خلکان نے آپ کے بہت اچھے حالات بیان کیے ہیں''۔

عیسیٰ بن ہبۃ اللہ:

ابن عیسیٰ ابوعبداللہ النقاش' آپ نے حدیث کا سماع کیا' آپ کی پیدائش ۴۵۶ھ میں ہوئی ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ دانشمند اور خوش صحبت تھے آپ کی باتیں عمدہ ہیں آپ نے لوگوں کو دیکھا اور عقلمندوں کی صحبت کی' اور آپ میری مجلس میں آیا کرتے تھے اور مجھ سے خط وکتابت کرتے تھے اور میں آپ سے خط وکتابت کرتا تھا میں نے ایک دفعہ آپ کو خط لکھا اور خط میں آپ کی تعریف کی تو آپ نے مجھے لکھا کہ آپ نے خطاب میں مجھے بڑھا دیا ہے حتیٰ کہ میں زیادتی میں کمی سے ڈر گیا ہوں۔ آپ کے اشعار ہیں ۔

''جب شیخ اپنے دل میں چستی پاتا ہے کیا تو نے دیکھا نہیں کہ چراغ کی روشنی کا بجھنے سے قبل شعلہ بن جاتا ہے''۔

غازی بن اقسنقر:

ملک سیف الدین حاکم موصل' نورالدین محمود حاکم حلب ودمشق کا بھائی اور یہ سیف الدین بہترین بادشاہوں میں سے تھا اور سیرت کے لحاظ سے ان سے حسین تر اور نیت کے لحاظ سے بہتر تر اور صورت کے لحاظ سے خوب صورت تر تھا اور شجاع اور سخی تھا' ہر روز اپنی فوج کے لیے ایک سو بکریاں اور اپنے غلاموں کے لیے تیس بکریاں ذبح کرتا تھا اور عید کے روز گایوں اور مرغوں کے سوا' ایک ہزار بکریاں ذبح کرتا تھا اور یہ ملوک اطراف میں سے پہلا شخص ہے جس نے اپنے سر پر جھنڈا اٹھایا' اور سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ تلوار اور گرز کے ساتھ سوار ہوں اور اس نے موصل میں ایک مدرسہ اور صوفیاء کے لیے ایک خانقاہ بنائی' اور حیص بیص نے اس کی مدح کی تو اس نے اسے ایک ہزار دینار اور خلعت دیا اور جب یہ جمادی الآخرۃ میں بخار سے فوت ہوا تو اسے اس کے مذکورہ مدرسے میں دفن کیا گیا اور اس کی عمر ۴۰ سال تھی اور اس کے باپ کے بعد اس کی مدت حکومت تین سال پچاس دن تھی اللہ۔ اس پر رحم کرے۔

قطز الخادم:

آپ نے بیس سال' یا اس سے زیادہ عرصہ حاجیوں کی امارت کی اور حدیث کا سماع کیا اور ابن الزاغونی کو سماع کرایا اور آپ علم وصدقہ سے محبت کرتے تھے اور حاجی آپ کے ساتھ نہایت آرام در حلت اور امن میں رہتے تھے اور یہ سب کچھ خلفاء اور ملوک کے ہاں آپ کی شجاعت اور وجاہت کی وجہ سے تھا آپ نے ۱۱ رذوالقعدہ منگل کی رات کو وفات پائی اور الرصافہ میں دفن ہوئے۔



واقعات — ۵۴۵ھ

اس سال نورالدین محمود نے فامیہ کے قلعے کو فتح کیا جو مضبوط ترین قلعوں میں سے ہے' اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اسے اس سے پہلے سال فتح کیا تھا اور اس سال آپ نے دمشق کو حاصل کرنے کا قصد کیا مگر ایسا نہ ہو سکا اور آپ نے اس کے بادشاہ مجیرالدین ارتق اور اس کے وزیر ابن الصوفی کو خلعت دیئے اور خلیفہ اور سلطان کے بعد وہاں آپ کا خطبہ مقرر ہو گیا اور اسی طرح سکہ بھی' اور اس سال نورالدین نے قلعہ اعزاز کو فتح کیا اور اس کے بادشاہ ابن جوسلین کے بیٹے کو قیدی بنا لیا جس سے مسلمان خوش ہو گئے' پھر اس کے بعد اس نے اس کے والد جوسلین فرنگی کو بھی قیدی بنا لیا جس سے بہت خوشی ہوئی اور آپ نے اس کے ملک کے بہت سے شہروں کو فتح کیا اور اس سال محرم میں یوسف دمشقی تدریس نظامیہ کے لیے آئے اور انہیں خلعت دیا گیا چونکہ یہ کام خلیفہ کی اجازت سے نہیں بلکہ سلطان اور ابن نظام کے حکم سے ہوا تھا' آپ کو اس بات سے روک دیا گیا اور آپ اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گئے اور کلیتہً مدرسہ کی طرف نہیں گئے اور خلیفہ کی اجازت اور سلطان کے حکم سے شیخ ابونجیب نے اسے سنبھال لیا' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس سال یمن میں بارش ہوئی جو سب کا سب خون تھا' حتیٰ کہ اس نے لوگوں کے کپڑے رنگ دیئے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الحسن بن ذوالنون:

ابن ابی القاسم بن ابی الحسن' ابوالمناخر نیشاپوری' آپ بغداد آئے' اور وہاں وعظ کیا اور اشاعرہ کو سب وشتم کیا تو حنابلہ نے آپ کو پسند کیا' پھر انہوں نے آپ کی آزمائش کی تو آپ معتزل تھے' پس آپ کا بازار مندا پڑ گیا اور آپ کی وجہ سے بغداد میں جنگ ہوئی' اور ابن جوزی نے آپ سے آپ کے کچھ اشعار سنے ہیں ؎

''اچھے لوگ مر گئے اور گزر گئے اور ختم ہو گئے اور چلے گئے اور ان کے بہت اچھے کام بھی ختم ہو گئے اور وہ مجھے بے وقوف لوگوں میں پیچھے چھوڑ گئے' اگر وہ نیند میں بھی مہمان کا خیال دیکھیں تو فرمائیں''۔

عبدالملک بن عبدالوہاب:

حنبلی قاضی بہاؤالدین' آپ حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد کے مذہب کے ماہر تھے اور دونوں کی طرف سے مناظرے کرتے تھے' آپ کو اپنے باپ اور دادا کے ساتھ شہداء کی قبور میں دفن کیا گیا۔

عبدالملک بن ابی نصر بن عمر:

ابوالمعالی الجبلی' آپ صالح' فقیہ' عبادت گزار اور محتاج تھے آپ کے پاس رہنے کو گھر بھی نہیں تھا' آپ متروک مساجد

میں رہتے گزارتے تھے اور آپ حج کے ساتھ مکہ گئے اور مکہ میں اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے اور علم کو فائدہ دیتے ہوئے قیام کیا اور علماء بہت سے آپ کی اچھی تعریف کرتے تھے۔

فقیہ ابن بکر بن العربی:

امامی شارح ترمذی' آپ فقیہ' عالم' زاہد اور عابد تھے آپ نے فقہ میں اشتغال کے بعد حدیث کا سماع کیا اور امام غزالی کی صحبت اختیار کی اور آپ سے علم حاصل کیا' آپ اسے فلاسفہ کی رائے سے متہم کرتے تھے اور کہتے تھے وہ ان کے پیٹوں میں داخل ہو گیا ہے اور ان سے باہر نہیں نکلا۔

واقعات — ۵۴۶ھ

اس سال سلطان کی فوج نے بلاد اسماعیلیہ پر غارت گری کی اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور صحیح سلامت واپس آ گئی اور اس سال نورالدین نے کئی ماہ تک دمشق کا محاصرہ کیا پھر اسے چھوڑ کر حلب چلا گیا اور برہان بلخی کے ہاتھ پر صلح ہو گئی اور اس سال فرنگیوں اور نورالدین کی فوج میں جنگ ہوئی اور مسلمانوں نے شکست کھائی اور ان کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور جب یہ واقعہ ہوا تو نورالدین کو یہ بات شاق گزری اور اس نے لذت وآسائش کو بدلہ لینے تک ترک کر دیا پھر ترکمانی اُمراء اور ان کے مددگاروں کی ایک جماعت نے ملک جوسلیق فرنگی کی گھات لگائی اور وہ مسلسل اس کی تاک میں رہے حتیٰ کہ انہوں نے اسے اس کی ایک شکارگاہ میں قید کر لیا' پس نورالدین نے ایک فوج بھیجی جس نے ترکمانوں پر حملہ کر دیا اور اُن سے جوسلیق کو اس پر ہونے کی حالت میں لے لیا اور وہ سرکردہ کفار اور بڑے فجار میں سے تھا پس اس نے اسے بڑی ذلیل حالت میں اپنے سامنے کھڑا کیا' پھر اسے قید خانے میں ڈال دیا' پھر نورالدین اس کے ملک کی طرف گیا اور جو کچھ بھی اس میں تھا اس کے سمیت اس پر قبضہ کر لیا اور ذوالحجہ میں ابن العبادی جامع منصور میں بیٹھا اور تقریر کی اور سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت بھی اس کے پاس تھی اور قریب تھا کہ حنابلہ اس روز جنگ بھڑکا دیتے لیکن اللہ نے مہربانی کی اور بچا لیا اور اس سال قیماز ارجوانی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ برہان الدین ابوالحسن بن علی بلخی:

دمشق کے شیخ الحنفیہ' آپ نے بلخیہ میں پڑھایا پھر خاتونیہ برانیہ میں پڑھایا' اور آپ عالم باعمل متقی اور درویش انسان تھے' آپ کو باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔



واقعات ــــ ۵۴۷ھ

اس سال سلطان مسعود نے وفات پائی اور اس کے بعد اس کے بھائی ملک شاہ بن محمود نے حکومت سنبھالی' پھر سلطان محمد نے آ کر حکومت لے لی اور وہ اس کے لیے استوار ہوگئی اور اس نے امیر خاص بیگ کو قتل کر دیا اور اس کے اموال لے لیے اور اسے کتوں کے آگے پھینک دیا اور خلیفہ کو اطلاع ملی کہ واسط میں بھی لوٹ مار اور فتنہ وفساد شروع ہو گیا ہے تو وہ فوج کے ساتھ بڑی شان وشوکت سے اس کی طرف روانہ ہوا اس کے حالات کو درست کیا اور کوفہ اور الحلۃ پر حملہ کیا پھر بغداد واپس آ گیا اور شہر کو اس کے لیے آراستہ کیا گیا اور اس سال حاکم مغرب عبدالمؤمن نے بجایہ پر قبضہ کر لیا' یہ بنی حماد کا ملک ہے اور ان کا آخری بادشاہ یحییٰ بن عبدالعزیز بن حماد تھا' پھر عبدالمومن نے صنہاجہ کی طرف فوج بھیجی اور اس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے اموال لے لیے اور اس سال نور الدین شہید اور فرنگیوں کے درمیان زبردست معرکہ ہوا اور اس نے ان کو شکست دی اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور اس سال سلطان سنجر اور غور کے بادشاہ علاؤ الدین الحسین بن الحسین کے درمیان جو ان کا پہلا بادشاہ تھا' جنگ ہوئی' پس سنجر نے اسے شکست دی اور قید کر لیا اور جب اسے اس کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اسے کہا اگر تو مجھے قیدی بنا لیتا تو تو میرے ساتھ کیا سلوک کرتا؟ تو اس نے چاندی کی ایک بیڑی نکالی اور کہنے لگا میں تجھے یہ بیڑی ڈالتا تو اس نے اسے معاف کر دیا اور اسے اس کے ملک بھیج دیا' پس وہ غزنی گیا اور اس کے حکمران بہرام شاہ سبکتگینی سے اسے چھین لیا اور اپنے بھائی سیف الدین کو اس کا نائب مقرر کیا تو اہل شہر نے اس سے خیانت کی اور اسے بہرام شاہ کے سپرد کر دیا تو اس نے اسے صلیب دے دیا اور بہرام شاہ بھی جلد ہی مر گیا اور علاؤ الدین اس کی طرف گیا تو خسرو بن بہرام شاہ اسے چھوڑ کر بھاگ گیا اور علاؤ الدین نے اس میں داخل ہو کر اسے تین دن لوٹا اور اس کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا اور اس نے اس کے باشندوں سے بگاڑ لی تو وہ بوروں میں شہر سے دور ایک محلے میں مٹی اٹھا کر لائے اور اس مٹی سے ایک قلعہ تعمیر کیا گیا جو اب تک مشہور ہے اور اس طرح غزنی وغیرہ سے بنی سبکتگین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ان کی حکومت کی ابتداء ۳۶۶ھ سے ہوئی اور ۵۴۷ھ تک ان کی حکومت رہی اور یہ بہترین بادشاہوں میں سے تھے اور کفار سے بہت جہاد کرتے تھے اور اموال اور عورتوں اور تعداد اور سامان کے لحاظ سے ان سے بڑھ کر تھے اور انہوں نے بت شکنی کی اور کفار کو تباہ کیا اور اس قدر مال جمع کیا جو دوسرے بادشاہوں نے نہیں کیا' حالانکہ ان کے ملک بہترین ممالک میں سے تھے اور پانی اور سبزہ کے لحاظ سے بڑھ کر تھے' پس ان کا سب کچھ فنا اور برباد ہو گیا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: ''اے اللہ ملکوں کے مالک دیتا ہے تو ملک جس کو چاہتا ہے ....تا .... بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے''۔ پھر اس نے غور' ہندوستان اور خراسان پر قبضہ کر لیا اور ان کی حکومتیں وسیع ہو گئیں اور قید ہونے کے بعد سلطان علاؤ الدین کی شان بڑھ گئی اور ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس سال مرغ نے ایک انڈہ دیا پھر میرے

[illegible] اور یہ ایک عجیب بات ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

المظفر بن اردشیر:

ابو منصور العبادی' واعظ' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور بغداد آئے اور املاء کروائی اور وعظ کیا اور لوگ آپ کے وعظ کو لکھتے تھے' پس اس کی کئی جلدیں مرتب ہو گئیں' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ تو ایک جلد میں پانچ اچھی باتیں بھی نہیں پائے گا اور آپ نے اس پر اعتراض کیا ہے اور اس کی شان گرانے میں طویل کلام کیا ہے اور اس کے کلام سے اس قول کی تحسین کی ہے کہ بارش نازل ہوئی اور آپ وعظ کر رہے تھے اور لوگ دیواروں تلے چلے گئے۔ آپ نے فرمایا: تم باران رحمت کے جھالے سے فرار نہ کرو جو نعمت کے بادل سے ٹپکا ہے' بلکہ تم آگ کی علم ناک چوٹ سے بھاگو جو غضب کے چقماق سے نکلی ہے' آپ کی عمر پچاس سال سے کچھ متجاوز تھی کہ آپ وفات پا گئے۔

سلطان مسعود:

عراق وغیرہ کا حکمران' اسے اس قدر قدرت وسعادت حاصل ہوئی جو کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوئی اور اس کے طویل مصائب کا سلسلہ شروع ہو گیا' جیسا کہ قبل ازیں چند باتوں کو بیان کیا جا چکا ہے' اور اس نے ایک جنگ میں خلیفہ المسترشد کو قید کر لیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اس نے اس سال جمادی الآخر میں بدھ کے روز وفات پائی۔

یعقوب خطاط کاتب:

آپ نے نظامیہ میں وفات پائی اور آپ کی میراث حاصل کرنے کے لیے حشر کونسل آئی اور فقہاء نے انہیں روک دیا اور عظیم جنگ شروع ہو گئی اور انجام کار مدرس شیخ ابوالنجیب کو معزول کر دیا گیا اور کچہری میں تعزیراً اسے مارا گیا۔

واقعات — ۵۴۸ھ

اس سال سلطان سنجر اور ترکوں کے درمیان جنگ ہوئی اور ترکوں نے اس کی فوج کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور مقتولین عظیم ٹیلوں کی مانند ہو گئے اور انہوں نے سلطان سنجر کو قید کر لیا اور اس کے ساتھ جو اُمراء تھے' انہیں باندھ کر قتل کر دیا اور جب وہ اسے لائے تو وہ اس کے سامنے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اس کی خاطر زمین کو بوسہ دیا اور کہنے لگے ہم آپ کے غلام ہیں اور کئی بڑے بڑے اُمراء ان کے علاقوں میں سے تھے' پس اس نے دو ماہ ان کے پاس قیام کیا' پھر وہ اسے لے کر مرو میں داخل ہو گئے جو محلات خراسان کا تخت گاہ ہے' ایک شخص نے اس سے پوچھا کہ وہ اسے اس کو جاگیر میں دے دے تو سنجر نے کہا یہ ممکن نہیں' یہ مملکت کا تخت گاہ ہے تو وہ اس بات سے ہنس پڑے اور ٹھٹھے کے طور پر گورنر کی سی آواز منہ سے نکالنے لگے تو وہ تخت حکومت کو چھوڑ کر خانقاہ میں داخل ہو گیا اور خانقاہ کے فقیروں کے ساتھ ایک فقیر بن گیا اور حکومت سے رجوع کر لیا اور ان ترکوں

نے شہروں پر قبضہ کر لیا اور انہیں لوٹ لیا اور انہیں چٹیل میدان کر کے چھوڑ دیا اور زمین میں بڑا فساد کیا اور سلیمان شاہ کو بادشاہ بنایا اور تھوڑے ہی عرصے بعد اسے معزول کر دیا اور سنجر کے بھانجے الخاقان محمود ابن کوخان کو حکمران مقرر کر دیا اور پراگندہ حالی ہوگئی اور ان میں سے ہر انسان نے ان حکومتوں کی ایک ایک طرف پر قبضہ کر لیا اور حکومت کئی حکومتیں بن گئی اور اس سال عبدالمومن اور بلادِ مغرب کے عربوں کے درمیان بہت جنگیں ہوئیں اور اس سال فرنگیوں نے غزہ کے ساحل سے عسقلان شہر پر قبضہ کر لیا اور اس سال خلیفہ ایک لشکر کے ساتھ واسط گیا اور اس کے حالات کو درست کیا اور بغداد واپس آ گیا اور اس سال قیماز اور جوانی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اور اس سال دو مصاحب شاعروں کی وفات ہوئی جو آخری زمانے میں فرزوق اور جریر کے نام سے مشہور تھے۔

فرزوق اور جریر:

ابوالحسن احمد بن منیر الجونی حلب میں تھا اور ابوعبداللہ محمد بن نصر بن صغیر القیسر انی الحلبی دمشق میں تھا اور علی بن السلار ملقب بہ عادل، حاکم مصر الظافر کا وزیر تھا جو اسکندریہ میں حافظ ابوطاہر سلفی کے مدرسہ شافعیہ کا بانی ہے اور یہ عادل اپنے نام کی ضد تھا اور بڑا ظالم و غاصب تھا، ابن خلکان نے اس کے حالات بیان کیے ہیں۔

واقعات ـــــ ۵۴۹ھ

اس سال خلیفہ المقتفی ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ تکریت گیا اور اس کے قلعے کا محاصرہ کر لیا اور وہاں اس نے ترکوں اور ترکمانوں کی فوج کے ساتھ جنگ کی اور اللہ نے اُسے اُن پر فتح دی، پھر وہ بغداد واپس آ گئے۔

سلطان نورالدین شہید:

اطلاعات آئیں کہ مصریوں نے اپنے خلیفہ الظافر کو قتل کر دیا ہے اور ان میں سے صرف پانچ ماہ کا ایک چھوٹا بچہ باقی رہ گیا ہے اور انہوں نے اسے اپنا حکمران بنا کر اسے الفائز کا لقب دیا ہے اور خلیفہ نے نورالدین محمود بن زنگی کو بلادِ شام اور دیارِ مصر کی امارت کا پروانہ لکھ دیا اور اسے ان بلاد کی طرف بھیج دیا اور اس سال عشاء کے بعد شدید ہوا چلی جس میں آگ بھی تھی، پس لوگ خوفزدہ ہو گئے کہ یہ قیامت ہے، اور زمین ہل گئی اور دجلہ کا پانی تبدیل ہو کر سرخ ہو گیا اور ارض واسط میں زمین میں خون ظاہر ہوا، جس کا سبب معلوم نہیں ہو سکا، اور ملک سنجر کے بارے میں اطلاعات آئیں کہ وہ ترکوں کی قید میں ہے اور بڑی ذلت و اہانت کی حالت میں ہے اور وہ ہر وقت اپنے آپ پر روتا رہتا ہے، اور اس سال نورالدین محمود نے دمشق کو اس کے بادشاہ نورالدین ارتق کے ہاتھ سے چھین لیا اور یہ کام اس کی بدتدبیری اور حکومت کی کمزوری اور عوام کے قلعہ میں اس کے اور اس کے وزیر مؤید الدولہ بن الصوفی کے محاصرہ کر لینے کی وجہ سے ہوا اور خادم عطاء اپنے ظلم و غصب کی وجہ سے مملکت پر متغلب ہو گیا اور لوگ دن

رات زنائش کرتے تھے کہ ۲۰۰ انہیں ملک نورالدین دے دے اور اس کے ساتھ اتفاق سے فرنگیوں نے عسقلان پر قبضہ کرلیا اور نورالدین کو اس کا غم ہوا اور وہ ان تک پہنچ نہیں سکتا تھا' کیونکہ اس کے اور ان کے درمیان دمشق تھا اور وہ ان کے دمشق سے محاصرہ کر لینے سے خائف تھا' اور یہ بات اس کے باشندوں پر گراں گزرے گی اور وہ مجیر الدین کو بھی فرنگیوں کی طرف بھیجنے سے ڈرتا ہے کہ وہ اسے بے یارو مددگار چھوڑ دیں گے جیسا کہ کئی بار ہو چکا ہے' اور یہ بات یوں ہے کہ فرنگی نہیں چاہتے تھے کہ نورالدین دمشق پر قبضہ کرے اور اس کے ذریعے ان سے طاقتور ہو جائے' اور وہ اس پر قدرت نہ پائیں' پس اس نے امیر اسد الدین شیرکوہ کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ اپنے آگے مصالحت کی جستجو کی شکل میں بھیجا' پس مجیر الدین نے اس کی طرف التفات نہ کیا اور نہ اسے کچھ سمجھا اور نہ ہی شہر کے سرکردہ لوگوں میں سے کوئی اس کے استقبال کو آیا اور اس نے یہ بات نورالدین کو لکھ دی تو ملک نورالدین اپنی فوج کے ساتھ آیا اور دمشق کے علاقے میں عیون الناسریہ پر اُترا' پھر باب شرقی سے داخل ہوا اور وہ اس سال کی ۱۰ رصفر کو اتوار کے روز داخل ہوا اور مجیر الدین قلعہ میں محفوظ ہو گیا تو اس نے اسے وہاں سے اتارا اور اس کے بدلہ میں اسے حمص شہر دیا اور نورالدین قلعہ کی طرف آیا اور دمشق پر اس کا ہاتھ مضبوط ہو گیا اور اس نے شہر میں امان اور بھلائی کی بشارت کا اعلان کر دیا' پھر ان کے ٹیکس معاف کر دیئے اور منابر پر انہیں حکمنامے سنائے جس سے لوگ خوش ہو گئے اور انہوں نے اس کے لیے بہت دُعائیں کیں اور فرنگی بادشاہوں نے دمشق کے بارے میں اسے مبارکباد کے خطوط لکھے' اور اس کا قرب چاہا اور اس کی فرمانبرداری کی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الرئیس مؤید الدولہ:

علی بن الصوفی' دمشق میں مجیر الدین کا وزیر' اس نے بادشاہ پر کئی دفعہ حملہ کیا اور اس کا معاملہ بڑھ گیا' پھر دونوں کے درمیان صلح ہو گئی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

خادم عطاء:

دمشق کا ایک امیر' مجیر الدین کے حکم سے یہ کئی امور پر متغلب ہو گیا' اور بعض اوقات اس نے بعلبک کی نیابت بھی کی' اور یہ ظالم و غاصب تھا' اور باب شرقی کے باہر مسجد عطا اسی کی طرف منسوب ہوتی ہے۔



واقعات ــــ ۵۵۰ھ

اس سال خلیفہ آراستگی وزینت کے ساتھ دقوقا کی طرف گیا اور اس کا محاصرہ کرلیا اور اس کے باشندے اس کے پاس آئے کہ وہ ان کو چھوڑ کر چلا جائے' اس کے باشندے دو فوجوں سے ہلاک ہو چکے ہیں' تو اس نے ان کی بات مان لی اور انہیں چھوڑ کر چلا گیا' اور اڑھائی ماہ بعد بغداد واپس آ گیا' پھر الحلۃ اور کوفہ کی طرف گیا اور فوج اس کے آگے آگے تھی' اور سلیمان شاہ نے اسے کہا میں سنجر کا ولی عہد ہوں' اگر آپ مجھے برقرار رکھیں تو ٹھیک ورنہ میں ایک امیر ہوں' اس نے اس سے بھلائی کا وعدہ کیا اور یہ خلیفہ کے آگے اپنے کندھے پر پردہ اُٹھاتا تھا پس اس نے حالات کو استوار اور مضبوط کیا اور اپنی انگلی کے اشارے سے مزار کو سلام کیا گویا وہ اپنے بارے میں روافض کی مصیبت سے ڈر گیا یا یہ کہ وہ اپنے دل میں قبر کو کچھ خیال کرتا ہے۔ وغیرہ ذلک۔

نورالدین شہید کے ہاتھوں بعلبک کی فتح:

اس سال نورالدین نے آغاز کار بعلبک کو فتح کیا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ نجم الدین ایوب وہاں پر شہر اور قلعہ کا نائب تھا' اس نے قلعہ کو ایک شخص کے سپرد کر دیا جسے الضحاک البقاعی کہا جاتا تھا' پس اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور نجم الدین نے نورالدین سے خط و کتابت کی اور نورالدین مسلسل نرمی کرتا رہا' حتیٰ کہ اس نے قلعہ کو لے لیا اور نجم الدین کو اپنے پاس دمشق بلایا اور اسے اچھی جاگیر دی اور اس کے بھائی اسدالدین کی وجہ سے اس کا اکرام کیا' بلاشبہ فتح دمشق میں اس کا بڑا کمال تھا اور اس نے شمس الدولہ بوران شاہ بن نجم الدین کو اپنے خواص میں سے بنا لیا اور وہ سفر و حضر میں اس سے جدا نہ ہوتا تھا' کیونکہ وہ خوبصورت تھا اور اچھا پولو کھیلتا تھا اور نورالدین گھوڑوں کو رخصت دینے اور انہیں کر و فر کی تعلیم دینے کے لیے پولو کھیلنا پسند کرتا تھا اور صلاح الدین کو تو ال کے بارے میں ایک شاعر عرقلہ (حسان بن نمیر کلبی) کہتا ہے

''اے شام کے چورو! آہستہ روی اختیار کرو' میں اپنی گفتگو میں تمہاری خیر خواہی کرنے والا ہوں' حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمنام سے بچنا جو عقل مند اور صاحب کمال ہے' حضرت یوسف تو عورتوں کی انگلیاں کاٹنے والے تھے اور یہ مردوں کے ہاتھ کاٹنے والا ہے''۔

اور اس کے بعد اس نے اس کے بھائی بوران شاہ کو بلادِ یمن کا بادشاہ بنایا اور وہ شمس الدولہ لقب کرتا تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

محمد بن ناصر:

ابن محمد بن علی الحافظ' ابوالفضل بغدادی' آپ ۱۵ر شعبان ۴۶۷ھ کو پیدا ہوئے اور بہت سماع کیا اور مشائخ سے متفرد ہوئے اور آپ حافظ' ضابط اور سنت کے مطابق بہت ذکر کرنے والے اور جلد اشکبار ہو جانے والے تھے' اور ایک جماعت نے

آپ سے تربیت پائی جن میں ابوالفرج ابن جوزی بھی شامل ہیں' آپ نے مسند احمد وغیرہ بڑی کتب کو آپ کی قراءت میں سماع کیا اور آپ ان کی بہت تعریف کیا کرتے تھے اور آپ نے ابوسعد السمعانی کے قول کا جواب دیا ہے کہ محمد بن ناصر لوگوں کی غیبت کو پسند کرتا ہے ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ جرح وتعدیل میں لوگوں پر اعتراضات کرنے اس قبیل سے نہیں ہیں' اور ابن السہانی' امام احمد کے اصحاب سے مقابلہ کرنے کو پسند کرتے ہیں' ہم برے قصد اور تعصب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں' محمد بن ناصر نے اس سال ۱۸ر شعبان منگل کی رات کو ۸۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور کئی بار آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب حرب میں دفن ہوئے۔

مجلی بن جمیع ابوالمعالی:

المخزومی الارسوفی ثم المصری اور اس کا قاضی' شافعی فقیہ اور الذخائر کا مصنف جس میں بہت سی نادر باتیں ہیں اور وہ مفید کتابوں میں سے ہے۔

واقعات ــــ ۵۵۱ھ

سلطان سلیمان شاہ بن محمد بن ملک شاہ محرم میں بغداد آیا اور اس کے سر پر چھتری تھی' وزیر ابن ہبیرہ نے اس کا استقبال کیا اور اسے خلیفہ کے پاس لے گیا' پس اس نے زمین کو بوسہ دیا اور اس نے اسے اطاعت' صفائے نیت' خیر خواہی اور محبت کرنے کا حلف دیا اور اسے شاہانہ خلعت دیا اور طے پایا کہ عراق خلیفہ کے لیے ہوگا اور سلیمان شاہ خراسان کے جو علاقے فتح کرے گا وہ اس کے ہوں گے' پھر ملک سنجر کے بعد بغداد میں اس کا خطبہ ہوا' پھر وہ ربیع الاوّل میں بغداد سے چلا گیا اور اس نے اور سلطان محمد بن محمود بن ملک شاہ نے باہم جنگ کی اور محمد نے اسے شکست دی اور اس کی فوج کو بھی شکست دی' پس وہ شکست خوردہ ہو کر چلا گیا' تو حاکم موصل قطب الدین محمود بن زنگی کا نائب اسے ملا اور اس نے اسے قید کر کے قلعہ موصل میں محبوس کر دیا اور اس کی قید کے زمانے میں اس کی عزت وخدمت کی اور یہ ایک نادر ترین اتفاق ہے۔

اور اس سال فرنگیوں نے شدید محاصرہ کے بعد بلادِ مغرب میں سے المہدیہ پر قبضہ کر لیا اور اس سال نور الدین محمود بن زنگی نے حارم ٹیلے کے قلعے کو فتح کر لیا اور اسے فرنگیوں کے ہاتھوں سے چھین لیا اور وہ مضبوط ترین قلعوں اور محفوظ ترین جگہوں میں سے تھا اور یہ عظیم قتال اور زبردست جنگ کے بعد ہوا جو بڑی فتوحات میں سے تھی اور اس موقع پر شعراء نے اس کی مدح کی۔

اور اس سال ملک سنجر قید سے بھاگ کر اپنے ملک مرو میں واپس آ گیا اور وہ تقریباً پانچ سال اپنے دشمنوں کے قبضے میں رہا اور اس سال عبدالمؤمن شاہِ غرب نے اپنے لڑکوں کو اپنے ملک کا حکمران مقرر کیا' اس نے ان میں سے ہر ایک کو بڑے شہر اور وسیع علاقے پر نائب مقرر کیا۔

بغداد کا محاصرہ:

اس کا سبب یہ ہوا کہ سلطان محمد بن محمود بن ملک شاہ نے المقتفی کی طرف پیغام بھیج کر مطالبہ کیا کہ بغداد میں اس کا خطبہ دیا جائے مگر اس نے اس کی بات نہ مانی‘ پس وہ ہمذان سے بغداد کے محاصرے کے لیے روانہ ہوا اور لوگ بھاگ گئے اور خلیفہ نے شہر کو مضبوط کیا اور سلطان محمد نے آ کر بغداد کا محاصرہ کر لیا اور ایک عظیم لشکر کے ساتھ دارالخلافت کے تاج کے سامنے کھڑا ہو گیا اور انہوں نے اس کی طرف تیر مارے اور عوام نے خلیفہ کے ساتھ مل کر اس سے شدید جنگ کی اور مدت تک جنگ ہوتی رہی‘ اسی اثناء میں اس کے پاس اطلاع آئی کہ اس کے بھائی نے اسے ہمذان میں نائب مقرر کیا ہے تو وہ ربیع الاول ۵۵۲ھ میں بغداد کو چھوڑ کر اس کی طرف گیا اور اس کے ساتھ جو افواج تھیں وہ اسے چھوڑ کر شہروں میں منتشر ہو گئیں اور اس جنگ کے بعد لوگوں کو ایک شدید مرض اور پھیلنے والی موت نے آ لیا اور بغداد کے بہت سے محلے جل گئے اور دو ماہ تک مسلسل بغداد میں یہ کام ہوتا رہا اور اس سال ابوالولید البدر بن الوزیر بن ہبیرہ کو قلعہ تکریت سے رہا کر دیا گیا‘ وہ تین سال سے وہاں قید تھا اور راستے میں لوگوں نے اس کا استقبال کیا اور شعراء نے اس کی مدح کی اور ان میں الأبلہ شاعر بھی تھا‘ اس نے وزیر کو قصیدہ سنایا‘ وہ اس کے شروع میں کہتا ہے ۔

”میں چغل خوروں کو کس زبان سے ملامت کروں‘ انہیں معلوم ہے کہ میں جاگتا رہا اور وہ سو گئے“۔

نیز اس نے کہا ۔

”وہ رات کو میرے وصل کو بہت چاہتے ہیں حالانکہ بے رخی میں ایک سال اور ایک اور سال گزر چکا ہے“۔

پس اس موقع پر وزیر خوش ہو گیا اور اس نے اسے اپنے کپڑے خلعت دیئے اور اسے پچاس دینار بھی دیے اور قیماز نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

علی بن الحسین:

ابوالحسن غزنوی واعظ‘ آپ کو عوام میں بڑی مقبولیت حاصل تھی اور المستظہر کی بیوی خاتون نے آپ کے لیے باب الازج میں ایک خانقاہ بنائی اور اس پر بہت اوقاف خرچ کیے اور آپ کو بڑی عزت حاصل ہوئی اور سلطان نے آپ کی زیارت کی اور آپ خوش بیان اور اچھے واعظ تھے‘ آپ کی مجلس میں کئی قسم کے لوگوں کا جم غفیر ہوتا تھا اور ابن جوزی نے آپ کے وعظ کی کچھ باتیں بیان کی ہیں‘ آپ کا بیان ہے کہ ایک روز میں نے آپ کو بیان کرتے سنا‘ غم کا گٹھا‘ اعمال کی قیمت سے بہتر ہے‘ پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے ۔

”جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو میرے دل میں کس قدر حسرتیں ہوتی ہیں‘ میں اس کے رشد و ہدایت کی اُمید کرتا ہوں اور وہ اپنی پرورش کے مطابق چاہتا ہے“۔

آپ نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک روز آپ کو پڑھتے سنا:

''میری قوم کے لوگ میرے فن پر حسد کرتے ہیں' کیونکہ میں اپنے فن کا تنہا وارث ہوں میں راتوں کو جاگتا رہا اور وہ اونگھتے رہے اور کیا جاگنے والا اور اونگھنے والا برابر ہوتے ہیں؟''

راوی کا بیان ہے آپ کہا کرتے تھے' تم یہود ونصاریٰ سے دوستی کرتے ہو' اور وہ تمہاری عید کے روز تمہارے نبی کو گالیاں دیتے ہیں' پھر صبح کو تمہارے پہلو میں آ بیٹھتے ہیں؟ پھر کہتے' آگاہ رہو' کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ آپ شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتے تھے پھر آپ کو وعظ کرنے سے روکنے کی کوشش کی گئی' پھر آپ کو اجازت دی گئی لیکن لوگوں کے لیے العبادی کا معاملہ ظاہر ہو گیا اور بہت سے لوگ آپ کی طرف میلان رکھتے تھے اور سلطان آپ کی تعظیم کرتا تھا اور آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا اور جب سلطان مسعود فوت ہو گیا تو اس کے بعد غزنوی حاکم بنا اور اس کی زبردست توہین کی گئی اور یہ بیمار ہو گیا اور اسی سال فوت ہو گیا' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ کو نزع میں پسینہ آتا تھا' پھر ہوش میں آ جاتے تھے اور کہتے تھے' تسلیم ورضا۔ اور جب آپ فوت ہوئے تو آپ کو آپ کی خانقاہ میں دفن کیا گیا۔

محمود بن اسماعیل بن قادوس:

ابوالفتح دمیاطی' دیارِ مصر کے کاتب الانشاء آپ شیخ اور فاضل قاضی تھے اور آپ کو ذوالبلاغتین کہا جاتا تھا اور عماد کاتب نے الجریدہ میں آپ کا ذکر کیا ہے اور تکبیر کی تکرار کرنے والے اور نماز کی نیت میں وسوسہ ڈالنے والے کے بارے میں آپ کے اشعار ہیں:

''اور نیت کو کمزور کرنے والا' کپکپی اور وسوسوں کی کثرت کے ساتھ اسے ظاہر کرتا ہے اور ایک بار میں نوے دفعہ تکبیر کہتا ہے گویا وہ حمزہ کے لیے دُعا کر رہا ہے''۔

شیخ ابوالبیان:

نبا بن محمد جو ابن الحوارانی کے نام سے مشہور ہیں' فقیہ' زاہد' عابد' فاضل' فروتن' آپ نے قرآن مجید اور مذہب شافعی کے بارے میں کتاب التنبیہ پڑھی اور آپ لغت کے اچھے ماہر اور بہت مطالعہ کرنے والے تھے اور آپ کے کلام کو نقل کیا جاتا ہے اور میں نے آپ کی تحریر میں آپ کا خط دیکھا ہے جس میں وہ نظمیں ہیں جو آپ کے اصحاب واتباع نے عجیب وغریب انداز میں بیان کی ہیں اور آپ اپنی پیدائش سے وفات تک اچھے مذہب پر تھے اور ملک نورالدین محمود نے درب الحجر کے اندر آپ کی خانقاہ میں آپ سے ملاقات کی اور اس پر کچھ وقف بھی کیا اور آپ نے اس سال ۳ ربیع الاوّل منگل کے روز وفات پائی اور باب الصغیر کے قبرستان میں دفن ہوئے' اور آپ کے جنازے کا دن قیامت کا دن تھا اور میں نے طبقات الشافعیہ میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

عبدالفاخر بن اسماعیل:

ابن عبدالقادر بن محمد بن عبدالفاخر بن احمد بن سعید ایرانی' حافظ' آپ نے امام الحرمین سے فقہ پڑھی اور اپنی ماں کے

وہ ابوالقاسم قشیری سے حدیث سنی اور شہروں کی طرف سفر کیا اور صحیح مسلم کے غریب الفاظ کے بارے میں المفہم تصنیف کی اور نیشاپور کی خطابت سنبھالی اور آپ فاضل دیندار اور حافظ تھے۔

واقعات ــــ ۵۵۲ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو محمد شاہ بن محمود بغداد کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اور عوام اور فوج' خلیفہ المقتفی کی طرف سے شدید جنگ کر رہے تھے۔ اور جمعہ' جنگ کے عذر سے قائم نہیں کیا جاتا اور جنگ پھیل چکی تھی' پھر اللہ تعالیٰ نے سلطان کے جانے سے آسانی کر دی جیسا کہ اس سے پہلے سال میں بیان ہو چکا ہے' اور ابن الجوزی نے اسے اس سال سے مبسوط اور طویل بیان کیا ہے اور اس سال شام میں عظیم زلزلہ آیا جس کی وجہ سے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے جن کی تعداد کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور حلب اور حماہ اور شیزر اور حمص اور کفر طاب اور اکراز' لاذقیہ' معرہ' فامیہ' انطاکیہ اور طرابلس کا اکثر حصہ گر گیا۔ ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ شیزر میں سے صرف ایک عورت اور اس کا خادم بچا' باقی سب ہلاک ہو گئے اور کفر طاب کے باشندوں میں سے ایک شخص بھی نہ بچا اور فامیہ کا قلعہ زمین میں دھنس گیا اور حران کا ٹیلہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا اور اس سے اس کے وسط میں تابوت اور بہت سے گھر نمایاں ہو گئے۔

راوی کا بیان ہے کہ فرنگیوں کے بہت سے شہر بھی تباہ ہو گئے اور شام کے اکثر شہروں کی فصلیں گر گئیں حتیٰ کہ شہر حماۃ کا ایک مدرسہ چھوٹے بچوں سمیت منہدم ہو گیا اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے اور کوئی شخص ان میں سے کسی کے متعلق دریافت کرنے نہ آیا' اور شیخ ابوشامہ نے کتاب الروضتین میں اس فصل کا ذکر کیا ہے اور شعراء نے اس بارے میں جو قصائد کہے ہیں ان کا بھی ذکر کیا ہے۔

اور اس سال سلطان محمود بن محمد نے اپنے ماموں سنجر کے بعد اس کے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا اور اس سال سلطان محمود بن زنگی نے محاصرے کے بعد شیزر کے قلعے پر قبضہ کر لیا اور بعلبک شہر کو حاصل کر لیا جہاں پر الضحاک البقاعی حکمران تھا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ واقعہ ۵۵۰ھ کا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

اور اس سال نور الدین بیمار ہو گیا اور اس کے بیمار ہونے سے شام بھی بیمار ہو گیا' پھر وہ صحت یاب ہو گیا تو مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی اور اس کے بھائی قطب الدین مودود حاکم موصل نے جزیرہ ابن عمر پر قبضہ کر لیا اور اس سال خلیفہ نے کعبہ کا دروازہ بنوایا جس پر سونے کے پترے لگے ہوئے تھے اور اس کے پہلے دروازے کو لے کر اپنے لیے تابوت بنوا لیا اور اس سال اسماعیلیہ نے خراسان کے حاجیوں پر غارت گری کی اور ان میں کوئی نہ بچا' نہ عالم نہ درویش اور اس سال خراسان میں شدید گرانی ہو گئی حتیٰ کہ انہوں نے حشرات کھایا اور ان میں سے ایک شخص نے علوی شخص کو ذبح کر کے پکایا اور اسے بازار میں فروخت کیا اور جب اس کا پتہ چلا تو اسے قتل کر دیا گیا اور ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال نور الدین نے خود بانیاس کو فتح کیا تھا اور معین الدین نے اسے اس وقت فرنگیوں کے سپرد کر دیا تھا جب انہوں نے دمشق کا محاصرہ کیا تھا اور اس نے انہیں اس کا

معاوضہ دیا اور بعض کا قول ہے کہ اس نے اس پر قبضہ کیا اور بہت سی چیزیں غنیمت میں حاصل کیں اور اس سال شیخ ابوالوقت عبدالاوّل بن عیسیٰ بن شعیب سجزی آئے اور انہوں نے بغداد میں وزیر کے گھر میں بخاری کا آپ سے سماع کیا اور قیماز نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن محمد:

ابن عمر بن محمد بن احمد بن اسماعیل' ابواللیث النسفی سمرقندی' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور فقہ پڑھی اور وعظ کیا اور آپ نیک نیت تھے' آپ نے بغداد آ کر لوگوں کو وعظ کیا' پھر اپنے شہر کو واپس چلے گئے اور راہزنوں نے آپ کو قتل کر دیا' اللہ آپ پر رحم فرمائے۔

احمد بن بختیار:

ابن علی بن محمد' ابوالعباس الماردانی الواسطی' واسط کے قاضی' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور آپ کو لغت وادب میں معرفت تامہ حاصل تھی اور آپ نے تاریخ وغیرہ کے بارے میں کتابیں لکھیں اور آپ ثقہ اور صدوق تھے' آپ نے بغداد میں وفات پائی اور نظامیہ میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا۔

سلطان سنجر:

ابن الملک شاہ بن ارسلان بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق ابوالحارث آپ کا نام احمد تھا اور لقب سنجر تھا' آپ رجب ۴۷۹ھ میں پیدا ہوئے اور ساٹھ سے زیادہ سال بادشاہ رہے جن میں سے ۴۱ سال بااختیار رہے اور الغز نے آپ کو پانچ سال قید رکھا پھر آپ بھاگ کر اپنے ملک مرو میں آ گئے' پھر اس سال ربیع الاوّل میں وفات پا گئے اور ایک گنبد میں دفن ہوئے جسے آپ نے تعمیر کیا تھا اور اس کا نام دارالآخرۃ رکھا تھا' اللہ آپ پر رحم فرمائے۔

محمد بن عبداللطیف:

ابن محمد بن ثابت' ابوبکر خجندی شافعی فقیہ' آپ نے بغداد کے نظامیہ کی تدریس کا کام سنبھالا اور آپ اچھا مناظرہ کرتے تھے اور لوگوں کو وعظ کرتے تھے اور آپ کے اردگرد سونتی ہوئی تلواریں ہوتی تھیں' ابن جوزی نے بیان کیا ہے آپ وعظ میں ماہر نہ تھے اور علماء کی نسبت آپ کی حالت وزراء کے مشابہ تھی اور سلاطین کے ہاں آپ کو تقدیم حاصل تھا اور وہ آپ کے مشورے سے فیصلے صادر کرتے تھے' آپ اس سال اچانک اصبہان میں وفات پا گئے۔

محمد بن المبارک:

ابن محمد بن الخل ابوالحسن بن ابی البقاء' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور الشاشی سے فقہ سیکھی اور پڑھایا اور فتوے دیئے اور اس سال محرم میں وفات پائی اور آپ کے بھائی شیخ ابوالحسین بن الخل الشاعر نے اس سال ذوالقعدہ میں وفات پائی۔

یحییٰ بن عیسیٰ

ابن ادریس ابوالبرکات الانباری الواعظ آپ نے قرآن پڑھا اور حدیث کا سماع کیا اور فقہ سیکھی اور صالحین کے مذہب کے مطابق لوگوں کو وعظ کیا اور منبر پر چڑھنے کے آغاز سے اس سے اترنے کے وقت تک روتے رہتے تھے اور آپ عابد، زاہد، متقی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے تھے' آپ کو نیک اولاد ملی' آپ نے خلفائے اربعہ کے نام پر ان کے نام رکھے' ابوبکر' عمر' عثمان اور علی' اور خود ان کو قرآن حفظ کروایا' اور بہت سے لوگوں کو ختم کروایا' آپ اور آپ کی بیوی دونوں صائم الدہر اور قائم اللیل تھے' اور عشاء کے بعد افطاری کرتے تھے اور آپ کی کرامات اور اچھی خوابیں بھی ہیں' اور جب آپ فوت ہوئے تو آپ کی بیوی نے کہا' اے اللہ مجھے آپ کے بعد زندہ نہ رکھ اور وہ آپ کے پندرہ روز بعد مرگئی اور وہ صالحات میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ دونوں پر رحم فرمائے۔

واقعات — ۵۵۳ھ

اس سال ابن برجم الایوائی کے ترکمانی اصحاب کا فساد بڑھ گیا اور خلیفہ منکورس[1] المسترشدی بڑی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گیا اور انہوں نے ان کے ساتھ جنگ کی اور انہیں نہایت بری شکست دی اور قیدیوں اور سرکردہ لوگوں کو بغداد لائے اور اس سال سلطان محمود اور المعز کے درمیان عظیم معرکہ ہوا تو انہوں نے اسے شکست دی اور شہروں کو لوٹ لیا اور مرو میں قیام کیا' پھر اسے اپنے ہاں طلب کیا تو اسے اپنی جان کا خوف لاحق ہو گیا تو اس نے اپنے لڑکے کو اپنے آگے بھیجا تو انہوں نے اس کی عزت کی' پھر سلطان ان کے پاس آیا تو انہوں نے اس سے موافقت کی اور اس کی تعظیم کی اور اس سال مرو میں شافعیہ کے فقیہ المؤید بن الحسین اور علویوں کے نقیب ابوالقاسم زید بن الحسن کے درمیان بڑی جنگ ہوئی اور ان میں سے بہت سے آدمی مارے گئے اور مدارس' مساجد اور بازار جلا دیئے گئے' اور المؤید الشافعی شکست کھا کر ایک قلعے کی طرف چلا گیا' اور اس سال ناصرالدین اللہ ابوالعباس احمد بن المستضی بامراللہ پیدا ہوا اور اس سال المقتفی بامراللہ انبار گیا اور فرات کو عبور کر کے حضرت حسین کی زیارت کی اور واسط چلا گیا اور بغداد واپس آ گیا اور اس کے ساتھ وزیر نہ تھا' اور اس سال قیماز ارجوانی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال مصری فوج نے فرنگیوں کو عسقلان میں شکست دی' انہوں نے انہیں ملک صالح ابوالفارات فارس الدین طلائع بن رزیک کی معیت میں المناک شکست دی اور شعراء نے اس کی مدح کی۔

اور اس سال ملک نورالدین حلب سے دمشق آیا اور وہ بیماری سے شفایاب ہو چکا تھا' جس سے مسلمانوں کو خوشی ہوئی اور وہ فرنگیوں سے جنگ کرنے گیا تو اس کی فوج نے شکست کھائی اور وہ اپنے اصحاب کی چھوٹی سی جماعت کے ساتھ دشمن کے سامنے رہ گیا تو انہوں نے انہیں بہت تیر مارے' پھر فرنگی اس بات سے خوف کھا گئے کہ اس چھوٹی سی جماعت کے ساتھ اس کا کھڑا ہونا' گھاتیوں کے ان کے پاس آنے کے لیے دھوکہ نہ ہو' پس وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔

---

[1] اصل میں ایسے ہی لکھا ہے اور ابن الاثیر میں خطلو برس لکھا ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

عبدالاوّل بن عیسیٰ:

ابن شعیب بن ابراہیم بن اسحاق' ابوالوقت سجزی صوفی ہروی' بخاری' مسند دارمی اور عبد بن حمید کے مسند کے منتخب کے راوی' آپ بغداد آئے تو لوگوں نے ان کتب کا آپ سے سماع کیا اور آپ بہترین مشائخ میں سے تھے اور ان سے نیک نیت اور قراءت حدیث پر زیادہ استقلال کرنے والے تھے' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ ابوعبداللہ محمد بن الحسین التکریتی الصوفی نے مجھے بتایا کہ آپ نے بیان کیا کہ میں نے اسے اپنی طرف منسوب کیا اور وہ فوت ہو گئے اور آپ نے آخری بات یہ کی کہ کاش میری قوم کے لوگ جانتے جو میرے رب نے مجھے بخشا اور مجھے معزز لوگوں میں سے بنایا۔

نصر بن منصور:

ابن الحسین بن احمد بن عبدالخالق عطار' ابوالقاسم حرانی' آپ بہت مالدار تھے اور اپنے صدقات سے نیکیوں کے کام کرتے تھے' اور کئی قسم کے اچھے مقرب کاموں سے ہوتے تھے اور بکثرت تلاوت قرآن کرتے تھے اور نماز باجماعت کی پابندی کرتے تھے اور آپ کے لیے رویائے صالحہ دیکھے گئے' آپ کی عمر ۸۰ سال کے قریب تھی۔

یحییٰ بن سلامہ:

ابن الحسین ابوالفضل الشافعی' الحصکفی' کیفا کے قلعے کی نسبت سے آپ الحصکفی کہلاتے ہیں آپ علوم کثیر یعنی فقہ وادب میں امام تھے اور ناظم وناثر تھے' مگر غالی شیعہ تھے۔ ابن جوزی نے آپ کی نظم میں سے کچھ بیان کیا ہے آپ اپنے ایک قصیدے میں کہتے ہیں:

''انہوں نے الوداع کے روز میرے جگر کو باہم تقسیم کیا اور جب سے وہ چلے گئے ہیں میرے پاس کوئی جگر نہیں ہے' انہوں نے پلکوں پر سفر کیا اور دل میں فروکش ہوئے اور میری آنکھ کے پانی پر وارد ہوئے' میرے آنسو رواں ہیں اور میرا جگر زخمی ہے اور میری بیماری کو انہوں نے بڑھایا ہے اور میرا عشق دائمی ہے اور میری آنکھ خون آلود ہے اور اس کی نیند بھاگی ہوئی ہے' ان میں سے ایک نازک ہرن نے میرا قصد کیا' ارے اس نازک ہرن کو شاباش' اس کی تلوار سونتی ہوئی ہے اور اس کا محل صاف ہے' اور اس کا رخسار سرخ ہے' اور اس کے رخسار کی سرخی کے اوپر اس کی کنپٹی بھیگی ہوئی ٹیڑھی اور گھنگھریال ہے گویا اس کی خوشبو اور لعاب کستوری اور شراب ہے اور دنت اولے ہیں' اس کے سرین کھڑے ہونے کے وقت اسے بٹھا دیتے ہیں اور دل میں اس سے پریشانی ہے' اس کا سیدھا پن بید مجنوں کی شاخ کی طرح ہے جو قصداً جھومتا ہے' اس میں ٹیڑھا پن نہیں ہے''۔

یہ ایک نہایت طویل قصیدہ ہے' پھر اس تغزل سے وہ اہل بیت اور بارہ آئمہ کی مدح کی طرف آ جاتا ہے' مجھ سے اہل بیت کی محبت کے متعلق سوال کرنے والے' کیا میں ان کے متعلق اعلان کا اقرار کروں یا انکار کروں' ہائے ان کی محبت میرے خون اور گوشت

ہیں رچی ہوئی ہے اور وہ رشد و ہدایت ہے' حیدرہ اور اس کے بعد حسنین پھر حضرت علی اور آپ کا بیٹا محمد ہے اور حضرت جعفر صادق اور ابن جعفر موسیٰ اور ان کے پیچھے یہ علی بن رضا' پھر ان کے بیٹے محمد پھر علی اور ان سے راہ راست دکھانے والے بیٹے اور حسن ثانی اور ان کے پیچھے محمد بن حسن جنہیں تلاش کیا جاتا ہے یہ میرے آئمہ اور سردار ہیں اور میرے کلام کو انہوں نے جھلایا ہے وہ آئمہ ہیں میں ان سے آئمہ کی تعظیم کرتا ہوں' ان کے نام موتیوں کی طرح مرتب ہیں' وہ اللہ کے بندوں پر اس کی حجت ہیں اور وہ اس کی طرف آنے کا راستہ ہیں' ان لوگوں کو بڑی سر بلندی اور عزت حاصل ہے جسے مشرک اور موحد جانتا ہے' ہر زمین میں ان لوگوں کا مزار ہے' نہیں بلکہ ہر دل میں ان کا مزار ہے' وہ مجھ سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں اور مشاعر اور مروتین اور مسجد انہی کے لیے ہیں اور مکہ' ابطح خیف' جمع اور بقیع الغرقد ان کے لیے ہے' پھر بڑی شاندار عبارت سے اس نے قتل حسین کا ذکر کیا ہے۔

''اے اہل بیت مصطفیٰ اور اے میرے ساز و سامان اور جن کی محبت پر میں اعتماد کرتا ہوں تم کل اللہ کے ہاں میرا وسیلہ ہو گے اور میں تمہارے بازو کو تھام کر کیسے ڈر سکتا ہوں' تمہارا دوست خلد میں ہمیشہ زندہ ہے اور مخالف شعلوں والی آگ میں ہمیشہ رہے گا اور میں دوسروں کے بغض کی وجہ سے تم سے محبت نہیں کرتا' پھر تو میں بد بخت ہو جاؤں گا سعادت مند نہیں ہوں گا' پس رافضی اور مفسد خارجی خیال نہ کرے کہ میں نے اس سے موافقت کی ہے' میرے نزدیک محمد ﷺ اور آپ کے بعد خلفاء اللہ کی مخلوق سے افضل ہیں' انہوں نے ہمارے لیے دین کی بنیادیں رکھی ہیں اور انہوں نے اس کے ستون بنائے ہیں اور انہیں پلستر کیا ہے اور جو اصحاب احمد کے بارے میں خیانت کرے تو قیامت کے روز حضرت احمد اس کے مقابل ہوں گے' یہ میرا اعتقاد ہے' اسے لازم پکڑو تم کامیاب ہو جاؤ گے' یہ میرا مذہب ہے' اس پر چلو ہدایت پا جاؤ گے' اور حضرت امام شافعی کا مذہب میرا مذہب ہے اس لیے کہ آپ اپنے قول میں مؤید ہیں' میں نے اصل و فرع میں آپ کی اتباع کی ہے' اور ہدایت کے طالب کو چاہیے کہ میری پیروی کرے' جب ظالم اور مفسد سستی کرتا ہے تو میں اللہ کے حکم سے سبقت کرنے والا تاج ہوں''۔

پھر کہتے ہیں۔

''جب میرا مال کم ہو جائے تو تو مجھے گھبرانے والا' بہت غمگین اور انگلیوں کو کھجانے والا نہ پائے گا اور اگر اللہ تعالیٰ از سر نو آسائش دے تو اکڑ باز اور متکبر نہیں پائے گا' خواہ سب لوگوں کو جو کچھ دیا گیا ہے مجھے مل جائے''۔

واقعات ــــ ۵۵۴ھ

اس سال خلیفہ المقتفی شدید بیمار ہو گیا' پھر صحت یاب ہو گیا اور بغداد کو کئی روز تک آراستہ کیا گیا اور اس نے بہت سے صدقات دیئے اور اس سال عبدالمومن نے فرنگیوں کے قبضے سے المہدیہ شہر کو دوبارہ واپس لے لیا' انہوں نے اسے مسلمانوں سے ۵۴۳ھ میں چھین لیا تھا' اور اس سال عبدالمومن نے غرب کے بہت سے لوگوں سے جنگ کی حتیٰ کہ وہاں مقتولین کی ہڈیاں

ایک بڑے ٹیلے کی طرح ہو گئیں اور اس سال صفر میں عراق میں بہت بڑے اولے گرے اور ایک اولے کا وزن تقریباً پانچ رطل تھا اور ان میں سے بعض کا وزن بغداد کے نو رطل تھا' پس ان کی وجہ سے بہت سے غلے تباہ ہو گئے اور خلیفہ واسط کی طرف گیا اور اس کے بازار سے گزرا اور اس کی جامع کو دیکھا اور اپنے گھوڑے سے گر پڑا اور اس کی پیشانی پر زخم آیا' پھر صحت یاب ہو گیا اور ربیع الآخر میں دجلہ میں بہت سیلاب آ گیا جس کی وجہ سے بغداد کے بہت سے محلے غرق ہو گئے اور وہاں کے اکثر گھر ٹیلے بن گئے اور حضرت امام احمد کی قبر ڈوب گئی اور قبریں زمین میں دھنس گئیں اور مردے پانی کی سطح پر تیرنے لگے' یہ قول ابن جوزی کا ہے' اور اس سال مرض اور موت میں بہت اضافہ ہو گیا اور اس سال شاہِ روم بڑے لشکروں کے ساتھ بلادِ شام کی طرف آیا اور اللہ نے اسے ناکام و رسوا کر کے واپس کر دیا اس لیے کہ خوراک کی وجہ سے ان کا حال تنگ تھا اور مسلمانوں نے اس کے بھانجے کو قید کر لیا اور اس سال قیماز ارجوانی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن معالی:

ابن برکۃ الحربی' آپ نے ابوالخطاب کلوذانی حنبلی سے فقہ سیکھی اور یکتا ہو گئے اور مناظرے کیے اور پڑھایا اور فتویٰ دیا' پھر اس کے بعد شافعی ہو گئے' پھر دوبارہ حنبلی ہو گئے اور بغداد میں وعظ کیا اور اس سال فوت ہو گئے' اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ آپ کی سواری آپ کو لے کر ایک تنگ جگہ میں داخل ہو گئی اور اس کی زین کا اگلا کوہان نما حصہ آپ کے سینے میں پیوست ہو گیا اور آپ فوت ہو گئے۔

سلطان محمد بن محمود بن محمد بن ملک شاہ:

جب سلطان محمد بغداد کے محاصرے سے ہمذان واپس آیا تو اسے سل کا مرض ہو گیا اور وہ اس سے بچ نہ سکا بلکہ اس سال کے ذوالحجہ میں وفات پا گیا اور وفات سے چند روز قبل اس نے حکم دیا کہ اس کی سب مملوکات کو اس کے سامنے پیش کیا جائے اور وہ ایک دیکھنے کی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا' پس ساری فوج آئی اور اس کے سب اموال' غلام حتیٰ کہ اس کی لونڈیاں اور چہیتی لونڈیاں بھی حاضر کی گئیں تو وہ رونے لگا اور کہنے لگا' یہ افواج' میرے رب کے حکم کو مجھ سے ایک ذرہ برابر بھی نہیں ہٹا سکتیں اور نہ میری عمر میں ایک لحظہ کا اضافہ کر سکتی ہیں' پھر اس نے خلیفہ المقتفی اور اہل بغداد سے جو سلوک کیا تھا اور ان کا محاصرہ کر کے انہیں اذیت دی تھی اس پر نادم اور پریشان ہوا' پھر کہنے لگا اگر ان خزائن و اموال اور جواہر کو ملک الموت فدیہ کے طور پر مجھ سے قبول کرے تو میں یہ سب اسے دے دوں اور اگر وہ ان چہیتی اور خوبصورت لونڈیوں اور غلاموں کو مجھ سے فدیہ میں قبول کرے تو میں اسے دے دوں پھر کہنے لگا (میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا اور میری بادشاہت بھی جاتی رہی) پھر اس نے ان ذخائر و اموال میں سے بہت کچھ تقسیم کر دیا اور ایک چھوٹا بچہ چھوڑ کر فوت ہو گیا اور افواج اور امراء نے اس کے چچا سلیمان شاہ بن محمد بن ملک شاہ پر اتفاق کر لیا اور وہ موصل میں قید تھا۔ پس اسے رہا کر دیا گیا اور سلطنت اس کی ہو گئی اور بغداد و عراق کے سوا' ان شہروں کے منابر پر اس کا خطبہ دیا گیا۔

واقعات — ۵۵۵ھ

اس سال میں خلیفہ المقتفی بامر اللہ کی وفات پائی۔

ابوعبداللہ محمد بن المستظہر باللہ:

اس کی ہتھیلیوں میں مرض ہوا اور بعض کا قول ہے کہ اس کے حلق میں پھوڑا تھا اور اس نے اس سال ۲ ربیع الاول اتوار کی شب کو ۲۸ روز کم ۶۶ سال کی عمر میں وفات پائی اور دارالخلافت میں دفن ہوا پھر اسے قبرستان منتقل کر دیا گیا اور اس کی خلافت ۲۴ سال ۳ ماہ ۲۶ دن رہی اور وہ عقلمند شجاع اور دلیر تھا' اور امور کو خود نپٹاتا تھا اور جنگوں میں شامل ہوتا تھا' اور مؤرخین کو بہت اموال دیتا تھا' اور یہ پہلا شخص ہے جس نے دیلم کے زمانے کی ابتداء سے لے کر اپنے زمانے تک عراق کو اپنے لیے مخصوص کر لیا اور جم کر خلافت کی اور افواج اور امراء پر حکم چلایا اور اس نے کئی باتوں میں اپنے باپ سے موافقت کی' مثلاً ہتھیلیوں کے مرض میں مبتلا ہونے میں' اور ربیع الاول میں مرنے میں اور سلطان محمد شاہ نے اس سے تین ماہ قبل وفات پائی اور اسی طرح اس کے باپ المستظہر سے سلطان محمود نے تین ماہ قبل وفات پائی اور بغداد کے غرق ہونے کے ایک سال بعد اس کے باپ نے وفات پائی اور اس نے بھی ایسے ہی وفات پائی' عفیف الناسخ نے بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں ایک کہنے والے کو کہتے دیکھا کہ جب تین "خ" اکٹھی ہو جائیں گی تو المقتفی مرجائے گا یعنی خمسًا و خمسین و خمسمأة.

المستنجد باللّٰہ ابو المظفر یوسف بن المقتفی کی خلافت:

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' جب اس کے باپ کی وفات ہوئی تو اس سال کی ۲ ربیع الاول اتوار کی صبح کو اس کی بیعت خلافت ہوئی اور بنوعباس کے اشراف نے اس کی بیعت کی' پھر وزیر قضاۃ علماء اور اُمراء نے بیعت کی' اس وقت اس کی عمر ۴۵ سال تھی اور یہ ایک نیک آدمی تھا' اور طویل مدت سے اپنے باپ کا ولی عہد تھا' پھر اس نے اپنے باپ کی تعزیت کی اور جب جمعہ کے روز خطبہ میں اس کا نام بیان کیا گیا تو لوگوں پر دراہم و دنانیر نچھاور کیے گئے' اور اس کے باپ کے بعد لوگ اس سے خوش ہوئے اور اس نے وزیر ابن ہبیرہ کو اس کے منصب پر قائم رکھا اور موت تک اس کے وزیر بنائے رکھنے کا اس سے وعدہ کیا اور اس نے قاضی القضاۃ الدامغانی کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ ابوجعفر بن عبدالواحد کو مقرر کیا اور یہ شیخ کبیر تھا اور اس نے حدیث کا سماع بھی کیا تھا اور کوفہ میں حکومت بھی سنبھالی تھی' پھر یہ اس سال کے ذوالحجہ میں فوت ہو گیا اور اس سال شوال میں ترکوں نے باب ہمذان میں سلیمان شاہ پر اتفاق کر لیا اور ارسلان شاہ بن طغرل کا خطبہ دیا۔

مصر کے فاطمی خلیفہ الفائز کی وفات:

ابوالقاسم عیسیٰ بن اسماعیل الظافر' اس نے اس سال کے صفر میں وفات پائی اور اس وقت اس کی عمر ۱۱ سال تھی اور اس کی

مدت حکومت چھ سال دو ماہ تھی اور اس کی حکومت کا منتظم ابو الفارات تھا' پھر اس کے بعد العاضد خلیفہ بنا جوان کا آخری خلیفہ تھا اور وہ ابو محمد عبداللہ بن یوسف بن الحافظ تھا اور اس کا باپ خلیفہ نہیں تھا اور اس وقت یہ قریب البلوغ تھا اس لئے صالح طلائع بن رزیک وزیر نے اس کی حکومت کا انتظام سنبھالا اور اس کی بیعت لی اور اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا اور اسے اس قدر جہیز دیا جسے بیان نہیں کیا جا سکتا اور وہ اپنے خاوند العاضد کے بعد زندہ رہی اور اس نے ۵۶۴ھ میں ملک صلاح الدین بن یوسف کے ہاتھوں فاطمیوں کی حکومت کا زوال دیکھا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

خسرو شاہ بن ملک شاہ:

اور اس سال غزنی کے حکمران عظیم بادشاہ خسرو شاہ بن ملک شاہ ابن بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم بن محمود بن سبکتگین کی وفات ہوئی جو شاہی گھرانے سے تعلق رکھتا تھا اور وہ بڑے بڑوں سے اس کے وارث ہوئے آرہے تھے' اور یہ سادات ملوک میں سے تھا' اور ان سے اچھی سیرت والا تھا' اور علم اور اہل علم سے محبت رکھتا تھا' اس نے اس سال رجب میں وفات پائی اور اس کے بعد اس کا بیٹا ملک شاہ بادشاہ بنا اور علاؤ الدین الحسین بن الغوری اس کے مقابلہ میں آیا اور غزنی کا محاصرہ کر لیا مگر اس پر قابو نہ پا سکا اور ناکام واپس چلا گیا۔

ملک شاہ بن سلطان محمود بن محمد بن ملک شاہ:

اس سال ملک شاہ بن سلطان محمود بن محمد بن ملک شاہ سلجوقی نے اصبہان میں زہر خورانی سے وفات پائی' کہتے ہیں کہ وزیر عون الدین بن ہبیرہ نے اس سے سازش کی جس نے اسے زہر پلایا۔ واللہ اعلم۔

قیماز بن عبداللہ ارجوانی:

اور اس سال امیر الحاج قیماز بن عبداللہ ارجوانی نے وفات پائی' یہ خلیفہ کے میدان میں پولو کھیلتا ہوا اپنے گھوڑے سے گر پڑا اور اس کا دماغ اس کے کان کے راستے بہہ گیا اور یہ اسی وقت مر گیا اور یہ بہترین امراء میں سے تھا اور لوگوں نے اس کا غم کیا اور اس کے جنازے میں بہت لوگ شامل ہوئے' اس نے اس سال شعبان میں وفات پائی اور اس سال عمیر برغش قوطع الکوفہ نے لوگوں کو حج کرایا اور امیر کبیر شیرکوہ بن شاذی نے جو نور الدین کی افواج کا سالار تھا' حج کیا اور بہت سے اموال کا صدقہ دیا اور اس سال قاضی زکی الدین ابو الحسن علی بن محمد ابن یحییٰ ابو الحسن قرشی نے دمشق کی قضاۃ سے استعفاء دے دیا اور نور الدین نے اس کا استعفاء منظور کر لیا اور اس کی جگہ قاضی کمال الدین محمد بن عبداللہ شہرزوری کو قاضی مقرر کیا اور آپ بہترین قضاۃ میں سے تھے اور ان سے بڑھ کر صدقہ دیتے تھے اور آپ کے بعد بھی آپ کے صدقات جاری رہے اور آپ عالم تھے' اور کمالی کھڑکی آپ ہی کی طرف منسوب ہے' جس میں حکام نماز جمعہ کے بعد جامع اموی کے غربی مزار سے بیٹھتے تھے۔ واللہ اعلم



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

امیر مجاہد الدین:

بزار بن مامین الکردی' آپ نور الدین سے پہلے اور بعد شامی فوج کے ایک سالار رہے اور صرخد شہر میں آپ نائب رہے اور آپ عقلمند شجاع اور بہت صدقہ وخیرات کرنے والے تھے اور آپ النوریہ کے نزدیک الخیمیین کے پڑوس میں مدرسہ مجاہدیہ کے وقف کرنے والے ہیں' اور باب الفرادیس البرانی کے اندر بھی آپ کا ایک مدرسہ مجاہدیہ ہے اور وہیں آپ کی قبر بھی ہے' اور جامع کے باب الزیادۃ کے اندر حجرۂ خضر میں آپ کا البع المجاہدی بھی ہے' آپ نے اس سال صفر میں اپنے گھر ہی میں وفات پائی اور آپ کو اٹھا کر جامع لے جایا گیا اور آپ کا جنازہ پڑھا گیا' پھر آپ کو دوبارہ اپنے مدرسے کی طرف لا کر باب الفرادیس کے اندر وہیں پر دفن کیا گیا اور لوگوں نے آپ کا غم کیا۔

شیخ عدی بن مسافر:

ابن اسماعیل بن موسیٰ بن مروان بن الحسن بن مروان الہکاری' طائفہ عدویہ کا شیخ' آپ اصلاً دمشق کے غرب میں البقاع کی ایک بستی بیت نار سے تعلق رکھتے ہیں' پھر آپ بغداد آئے اور شیخ عبدالقادر' شیخ حماد الدباس' شیخ عقیل المنبجی' ابوالوفا حلوانی اور ابوالنجیب سہروردی وغیرہم سے ملاقات کی' پھر لوگوں سے الگ ہو گئے اور جبل ھکار میں تنہا رہنے لگے' اور وہاں آپ کا ایک زاویہ بنایا گیا ہے اور اس نواح کے لوگوں کا آپ پر بہت اعتقاد ہے' حتیٰ کہ ان میں سے بعض لوگ بہت بڑا غلو کرتے ہیں اور بعض آپ کو الہ اور شریک قرار دیتے ہیں اور یہ ایک برا اعتقاد ہے' جو کلیتہً دین سے خروج تک پہنچا دیتا ہے' آپ نے اس سال اپنے زاویہ میں وفات پائی اور آپ کی عمر ۹۰ سال تھی۔

عبدالواحد بن احمد:

ابن محمد بن حمزہ' ابوجعفر ثقفی' بغداد کے قاضی القضاۃ' ابوالحسن الدامغانی کے بعد اس سال کے شروع میں اس کے قاضی بنے اور اس سے قبل آپ کوفہ کے قاضی تھے آپ نے اس سال ذوالحجہ میں وفات پائی اور آپ کی عمر ۷۰ سال تھی' آپ کے بعد آپ کا بیٹا جعفر اور الفائز حاکم مصر متصرف بنے اور قبل ازیں قیماز کا ذکر حوادث میں گزر چکا ہے۔

محمد بن یحییٰ:

ابن علی بن مسلم' ابوعبداللہ الزبیدی' آپ یمن کے شہر زبید میں تقریباً ۴۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۰۹ھ میں بغداد آئے اور وعظ کیا' آپ کو نحو وادب کی معرفت حاصل تھی اور آپ فقر پر بہت صبر کرنے والے تھے' اپنی حالت کی کسی کے پاس شکایت نہیں کرتے تھے اور آپ کے اعمال اچھے تھے' اللہ آپ پر رحم فرمائے۔



واقعات — ۵۵۶ھ

اس سال سلطان سلیمان شاہ بن محمد بن ملک شاہ کو قتل کر دیا گیا۔ یہ دین کی طرف سے لاپرواہ تھا اور اس سے استہزاء کرتا تھا‘ رمضان میں ہمیشہ شراب پیتا تھا اور اس کی حکومت کے منتظم یزدیار خادم نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد سلطان ارسلان شاہ بن طغرل بن محمد بن ملک شاہ کی بیعت کر لی اور اس سال ملک صالح فارس الدین ابوالفارات طلائع ابن رزیک ارمنی کو قتل کر دیا گیا‘ جو حاکم مصر العاضد کا وزیر اور اس کی بیوی کا باپ تھا‘ اور اس نے العاضد کو اس کی کمسنی کی وجہ سے روک دیا اور امور اور خدام پر قابض ہو گیا‘ اور اس کے بعد اس کا بیٹا رزیک وزیر بنا اور عادل کا لقب اختیار کیا‘ اور اس کا باپ صالح کریم اور ادیب تھا‘ جو اہل علم سے محبت کرتا تھا اور ان سے حسن سلوک کرتا تھا اور آپ بہترین بادشاہوں اور وزراء میں سے تھے اور کئی شعراء نے آپ کی تعریف کی ہے‘ ابن خلکان نے بیان کیا ہے‘ آپ پہلے بنی الخصیب کی منیہ کے متولی تھے‘ پھر انجام کار آپ العاضد کے وزیر بن گئے اور اس سے پہلے الفائز کے وزیر تھے‘ پھر آپ کے بعد آپ کا بیٹا عادل رزیک بن طلائع وزیر بنا اور وہ مسلسل وزیر رہا حتیٰ کہ شاور نے اس سے وزارت چھین لی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ صالح‘ قاہرہ سے باہر باب زویلہ کے پاس جو جامع ہے اس کا بانی ہے‘ راوی کا بیان ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ آپ نے مہینے کی ۱۹ تاریخ کو وزارت سنبھالی اور ۱۹ تاریخ کو ہی دارالوزارت سے القرافہ منتقل ہوئے اور دوسرے ماہ کی ۱۹ تاریخ کو ان کی حکومت کو زوال آیا اور زین الدین علی بن نجا حنبلی نے آپ سے آپ کے جو اشعار بیان کیے ہیں وہ یہ ہیں ۔

”تیرے بڑھاپے نے جوانی کے فن کو مٹا دیا ہے اور باز کوّے کے گھونسلے میں اتر آیا ہے تو سوتا ہے اور حوادث کی آنکھ بیدار ہے‘ اور مصائب نے تیرا نائب نہیں چھوڑا اور تیری عمر کا خاتمہ کیسے ہوگا وہ ایک خزانہ ہے اور میں اس سے بلا حساب خرچ کر چکا ہوں‘ اور زمانے نے ہمیں اپنے کتنے ہی حوادث عبرت کے طور پر دکھائے ہیں اور ہم میں بے رخی اور اعراض پایا جاتا ہے‘ ہم موت کو بھول جاتے ہیں اور اس کا ذکر ہم میں نہیں چلتا تو بیماریاں ہمیں اس کی یاد دلاتی ہیں“۔

پھر کہتے ہیں ۔

”اللہ نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ وہ زمانے کو ہمیشہ ہمارے ساتھ رکھے اور عزت و فتح ہماری حکومت میں ہماری خدمت کرے‘ ہمیں معلوم ہے کہ ہزاروں مال فنا ہو جائیں گے اور ہمارے لیے اس کے بعد اجر اور ذکر باقی رہ جائے گا‘ ہم نے بخشش کو جنگ سے ملا دیا ہے‘ گویا ہم بادل ہیں اور اس کے پاس بجلی کڑک‘ اور بارش ہے“۔

اور آپ نے اپنی موت سے تین روز قبل کہا۔

''ہم نیند اور غفلت میں ہیں اور موت کی آنکھیں بیدار ہیں وہ نہیں سوتیں' ہم سالوں سے موت کی طرف سفر کر رہے ہیں' کاش مجھے معلوم ہوتا کہ موت کب ہو گی''۔

پھر العاضد کے غلاموں نے دن کے وقت قریب سے آپ کو قتل کر دیا' آپ کی عمر ۱۲ سال تھی اور آپ کے بیٹے عادل کو وزارت کا خلعت دیا گیا اور عمارہ تمیمی نے خوبصورت قصائد میں آپ کا مرثیہ کہا اور جب آپ کو القرافہ میں آپ کی قبر کی طرف لیجایا گیا تو العاضد بھی آپ کے ساتھ گیا' حتیٰ کہ آپ کی قبر تک پہنچ گیا اور آپ کو تابوت میں دفن کیا' ابن خلکان نے بیان کیا ہے اور عمارہ فقیہ نے تابوت کے بارے میں ایک قصیدہ تیار کیا اور اس میں اس شعر میں زیادتی کی۔

''گویا وہ حضرت موسیٰ کا تابوت تھا اور اس کی دونوں اطراف میں سکینت اور وقار ودیعت کیا گیا تھا''۔

اور اس سال بنی خفاجہ اور اہل کوفہ کے درمیان بڑی جنگ ہوئی اور انہوں نے بہت سے کوفیوں کو قتل کر دیا جن میں امیر قیصر بھی شامل تھا اور انہوں نے امیر برغش کو زخم لگائے اور وزیر خلافت عون الدین بن ہبیرہ جلدی سے ان کی طرف گیا اور ان کا پیچھا کیا حتیٰ کہ ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ ان کے پیچھے جنگل میں داخل ہو گیا اور انہوں نے عفو طلب کرنے کو آدمی بھیجے اور اس سال الشریف عیسیٰ بن قاسم بن ابی ہاشم مکہ کا امیر بنا اور بعض کا قول ہے کہ قاسم بن ابی فلیتہ بن قاسم بن ابی ہاشم امیر بنا اور اس سال خلیفہ نے ان دکانوں کے گرانے کا حکم دیا جن سے راستے تنگ ہو گئے تھے' نیز یہ کہ کوئی فروخت کنندہ راستے کے عرض میں نہ بیٹھے تاکہ یہ بات گزرنے والوں کو تکلیف نہ دے اور اس سال بغداد میں بہت ارزانی ہو گئی اور اس سال اس مدرسے کا افتتاح ہوا جسے ابن الشحل نے المامونیہ میں تعمیر کیا تھا اور ابو حکیم ابراہیم بن دینار نہروانی حنبلی نے اس میں درس دیا اور انہوں نے اس سال کے آخر میں وفات پائی اور آپ کے بعد ابوالفرج ابن جوزی نے اس میں درس دیا اور یہ ان کے ہاں دہرائی کراتے تھے اور اپنی موت کے قریب باب الازج کی تدریس سے آپ سبکدوش ہو گئے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حمزہ بن علی بن طلحہ:

ابوالفتوح حاجب' آپ المسترشد اور المقتفی کے ہاں خاص آدمی تھے' اور آپ نے اپنے گھر کے پہلو میں مدرسہ تعمیر کیا اور حج کیا اور واپس آ کر درویشی اختیار کر لی اور تقریباً بیس سال تک اپنے گھر میں عزت کے ساتھ گوشہ نشین رہے اور شعراء نے آپ کی تعریف کی ہے اور ایک شاعر نے آپ کے متعلق کہا ہے۔

''اے بازوئے اسلام جس کی ہمت فاخرہ بلندیوں کی طرف چڑھی ہے' دنیا تیرے لیے تھی مگر تو نے اسے حکومت کے طور پر پسند نہیں کیا اور تو نے آخرت میں اقامت اختیار کر لی ہے''۔



واقعات ـــــ ۵۵۷ھ

اس سال الکرخ مسلمانوں کے شہروں میں داخل ہو گئے اور انہوں نے بہت سے مردوں کو قتل کر دیا اور بچوں کو قیدی بنا لیا پس اس نواح کے ملوک' حاکم آذر بائیجان ایلدکز' حاکم خلاط ابن سکمان اور حاکم مراغہ ابن اقسنقر' اکٹھے ہوئے اور آئندہ ان کے ملک میں گئے اور انہیں لوٹا اور ان کے بچوں کو قیدی بنایا اور ان سے جنگ کی اور انہیں نہایت بڑی شکست دی وہ انہیں تین دن قتل کرتے اور لوٹتے رہے اور رجب میں یوسف دمشقی کو نظام الملک کے معزول کر دینے کے بعد دوبارہ نظامیہ کی تدریس پر مقرر کیا گیا اور ان کی معزولی کا سبب یہ تھا کہ ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے اس سے نکاح کیا ہے' آپ نے انکار پھر اعتراف کیا تو آپ کو تدریس سے معزول کر دیا گیا اور اس سال اس مدرسہ کی تکمیل ہوئی جسے وزیر ابن ہبیرہ نے باب البصرہ میں تعمیر کیا تھا' اور اس میں ایک مدرس اور فقیہ مقرر کیا اور امیر کوفہ برغش نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ الحنفیہ شجاع:

آپ کو مزار کے پاس دفن کیا گیا' آپ حضرت امام ابوحنیفہ کے مزار پر شیخ الحنفیہ تھے اور علم کلام کے بارے میں بہت اچھی گفتگو کرتے تھے' حنفیہ نے آپ سے علم حاصل کیا ہے۔

واعظ صدقہ بن وزیر:

آپ بغداد آئے اور وہاں وعظ کیا اور تقشف کا اظہار کیا' آپ کا میلان تشیع اور علم کلام کی طرف تھا' اس کے باوجود آپ عوام اور بعض اُمراء کے پاس گئے اور آپ کو بہت مال ملا جس سے آپ نے خانقاہ بنائی اور اسی میں دفن ہوئے۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔

زمرد خاتون:

جاولی کی بیٹی اور ملک دقاق بن تتش کی ماں جائی بہن' آپ الخاتونیہ کی بانی ہیں جو بیرون دمشق صنعاء بستی کے نزدیک ایک جگہ پر ہے جسے قبل الثعالب کہا جاتا ہے' دمشق کے مغرب میں صنعائے شام سے مشرق کی جانب' یہ ایک قدیم مشہور بستی ہے جسے اس نے شیخ برہان الدین علی بن محمد بلخی حنفی جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کے لیے وقف کیا تھا اور یہ ملک یوری بن طغتکین کی بیوی تھی جس کے ہاں اس سے دو بچے ہوئے' شمس الملوک اسماعیل جس کا ذکر ہو چکا ہے' یہ اپنے باپ کے بعد بادشاہ بنا اور اس کی سیرت پر چلا اور اس نے مسلمانوں کے خلاف فرنگیوں کی مدد کی اور شہر اور اموال کو انہیں سپرد کر دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے

اسے قتل کر دیا اور اس کا بھائی بادشاہ بن گیا اور یہ اس کی مراجعت وملاقات کے بعد ہوا اور اس نے قرآن پڑھا اور حدیث کا سماع کیا اور یہ مذہباً حنفی تھی اور علماء اور صالحین سے محبت رکھتی تھی اور حاکم حلب اتابکی زنگی نے اس طمع پر اس سے نکاح کیا کہ وہ اس کے باعث دمشق کو حاصل کر لے گا' مگر اسے کامیابی نہ ہوئی بلکہ یہ اس کے پاس حلب گئی اور پھر اس کی وفات کے بعد دمشق واپس آ گئی' اور بغداد بھی آئی اور یہاں سے حجاز چلی گئی اور ایک سال مکہ کے پڑوس میں رہی پھر آ کر مدینہ نبویہ میں قیام پذیر ہو گئی حتیٰ کہ وہیں فوت ہوگئی اور اس سال البقیع میں دفن ہوئی' یہ بہت صدقہ وخیرات کرنے والی اور صوم وصلوٰۃ کی پابند تھی' السبط نے بیان کیا ہے کہ اس کی موت نہیں ہوئی حتیٰ کہ جو کچھ اس کے قبضے میں تھا وہ کم ہو گیا اور یہ گندم اور جو چھانتی تھی اور اس کی اجرت سے خوراک حاصل کرتی تھی اور یہ مکمل بھلائی' سعادت اور حسن خاتمہ کی بات ہے اللہ اس پر رحم فرمائے۔

واقعات ــــ ۵۵۸ھ

اس سال حاکم مغرب عبدالمومن بن علی التومرتی نے وفات پائی اور اس کے بعد اس کا بیٹا یوسف حکومت میں اس کا جانشین بنا اور وہ اپنے باپ کو یوں مراکش لے گیا کہ وہ بیمار ہے اور جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے اس کی موت کا اظہار کیا اور لوگوں نے اس تعزیت کی اور اس کے باپ کے بعد اس کی حکومت کی بیعت کی اور اسے امیرالمومنین کا لقب دیا اور یہ عبدالمومن دانشمند' شجاع' سخی اور شریعت کی تعظیم کرنے والا تھا' اور جو شخص اس کے زمانے میں نمازوں کی پابندی نہ کرتا اسے قتل کر دیا جاتا اور جب مؤذن اذان دیتا اور اذان سے قبل بھی مساجد میں لوگوں کا ازدحام ہو جاتا اور یہ اطمینان کے ساتھ بڑی اچھی نماز پڑھتا اور بہت عاجزی کرنے والا تھا' لیکن بڑا خونریز تھا' حتیٰ کہ چھوٹے سے گناہ پر بھی قتل کر دیتا تھا' اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے' وہ اس کے بارے میں جو چاہے گا فیصلہ کرے گا' اور اس سال سیف الدین محمد بن علاؤ الدین الغزی کو قتل کر دیا گیا' اسے الغز نے قتل کیا اور یہ عادل شخص تھا اور اس سال فرنگیوں نے نورالدین اور اس کی فوج پر حملہ کر دیا اور مسلمان شکست کھا گئے اور کوئی کسی کی طرف توجہ نہیں دیتا تھا اور نورالدین اُٹھ کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور گھوڑے کی ٹانگیں باندھنے والی رسی اس کے پاؤں میں تھی تو ایک کردی شخص نے آ کر اسے کاٹ دیا اور نورالدین چلا گیا اور بچ گیا اور فرنگیوں نے اس کردی کو پکڑ کر قتل کر دیا' اللہ اس پر رحم کرے اور نورالدین نے اس کی اولاد سے حسن سلوک کیا اور یہ اسے بھولتا نہیں تھا' اور اس سال خلیفہ نے بنی اسد کو الحلۃ سے جلاوطن کرنے کا حکم دیا اور ان میں سے جو پیچھے رہا اس نے اسے قتل کر دیا اور یہ کاروائی ان کے فساد کرنے اور سلطان محمد شاہ سے خط وکتابت کرنے اور اسے بغداد کا محاصرہ کرنے کی ترغیب دینے پر ہوئی' پس اس نے بنی اسد کے چار ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اور باقی الحلۃ سے باہر چلے گئے اور خلیفہ کے نائبین نے الحلۃ کی سرداری لے لی' اور اس سال امیر برغش کبیر نے لوگوں کو حج کرایا۔



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

سلطان کبیر ابو محمد عبد المومن بن علی:

القیسی الکلوفی ابن تومرت کا شاگرد اس کا باپ مٹی کا کام کرتا تھا اور جب ابن تومرت نے اسے دیکھا تو اس نے اسے پسند کیا اور اس نے فراست سے معلوم کیا کہ یہ اچھا شجاع ہے پس اس نے اسے اپنے ساتھ رکھ لیا اور اس کی شان بڑھ گئی اور وہ افواج جو ابن التومرت نے المصامدہ وغیرہ سے اکٹھی کی تھیں اس کے پاس جمع ہو گئیں اور انہوں نے حاکم مراکش علی بن یوسف بن تاشفین شاہ ملثمین سے جنگ کی اور عبد المومن' دہران' تلمسان' فاس' سلا' اور سبتہ پر قابض ہو گیا' پھر اس نے گیارہ ماہ تک مراکش کا محاصرہ کیا اور ۵۴۲ھ میں اسے فتح کر لیا اور وہاں اس کی حکومت استوار ہو گئی اور اس کے لیے وقت درست ہو گیا اور یہ عقلمند' باوقار' خوبصورت اور بھلائی کو پسند کرنے والا تھا' اس نے اس سال وفات پائی اور ۳۳ سال حکومت کی اور وہ اپنے آپ کو امیر المومنین کہتا تھا' اللہ اس پر رحم کرے۔

طلحہ بن علی:

ابن طراد' ابو احمد الزینبی' نقیب النقباء' اس نے اچانک وفات پائی اور اس کے بعد اس کے بیٹے ابو الحسن علی نے نقابت سنبھالی اور یہ امرد تھا' اسے معزول کیا گیا اور اس سے مطالبہ کیا گیا۔

محمد بن عبد الکریم:

ابن ابراہیم' ابو عبد اللہ جو ابن الانباری کے نام سے مشہور ہیں' آپ بغداد میں کاتب الانشاء تھے اور خوبصورت' عقلمند شیخ تھے' اور فن انشاء میں منفرد تھے' آپ کو ملک سنجر وغیرہ کی طرف ایلچی بنا کر بھیجا گیا اور آپ نے ملوک اور خلفاء کی خدمت کی آپ کی عمر ۹۰ سال کے قریب تھی' دنیا اور تصویر سے محبت کرنے والوں کے بارے میں آپ کے اشعار ہیں ۔

''اے وہ شخص جس نے جدائی اختیار کر لی ہے اور پرواہ نہیں کی' کیا وصل کی دولت واپس آئے گی' اے میرے دل کے عذاب' کیا میں امید رکھوں کہ تیرے عشق کے بارے میں میرے دل پر کرم ہو گا' تجھے کیا نقصان ہے کہ تو وصل کے بارے میں مجھے محال وعدوں سے بہلاتی ہے' کیا تیری محبت اور تو میرے غیر کا نصیبہ ہے' اے میری قاتل میں کیا تدبیریں کروں' میری تکلیف کے ایام پہلے سیاہ تھے اور راتوں کی مانند تھے' ملامت گر' تیری محبت کے بارے میں مجھے ملامت کرتے ہیں' انہیں کیا اور مجھے کیا' اے وہ شخص جو مجھے اس کے بارے میں بھول جانے کا پابند کرتا ہے' میں عاشق ہوں اور تو بھولنے والا ہے' اس کو چھوڑنے کی بات درست ہے' یہ بہت اچھی ہے' کاش میرے مناسب ہوتی میں نے اپنے صبر کو تین طلاقیں دے دی ہیں' اور شوق میرے خیال میں دوری ہے''۔



واقعات ـــــ ۵۵۹ھ

اس سال شادر بن مجیر الدین ابوشجاع السعدی ملقب بہ امیر الجیوش آیا اور یہ اس وقت دیارِ مصر میں آلِ رزیک کے بعد وزیر تھا' کیونکہ ناصر نے رزیک بن طلائع کو قتل کر دیا تھا' اور اس کے بعد یہ وزیر بنا اور وہاں اس کا معاملہ بڑھ گیا اور ضرغام بن سوار نامی ایک امیر نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے لیے بڑی افواج اکٹھی کیں اور اس پر غالب آ گیا اور اس کے دو بیٹوں طیب اور سلیمان کو قتل کر دیا اور تیسرے بیٹے الکامل بن شادر کو قید کر لیا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا اور قتل نہ کیا' کیونکہ اس کے باپ کا اس پر ایک احسان تھا' اور اس نے ضرغام کو وزیر بنایا اور منصور لقب رکھا' پس شادر نے دیارِ مصر سے العاضد اور ضرغام کے ڈر سے بھاگ کر نور الدین محمود کے پاس آ کر پناہ لی اور اس وقت وہ میدان اخضر کے محل میں فروکش تھا' سو اس نے اس کی اچھی ضیافت کی اور اسے مذکورہ محل میں اتارا اور شادر نے اس سے فوج مانگی تاکہ وہ اس کے ساتھ ہو اور اس کے ساتھ دیارِ مصر کو فتح کرے' اور نور الدین کو اس کے غلے کا ۱/۳ حصہ ملے گا تو اس نے اسدالدین شیرکوہ بن شادی کی سرکردگی میں اس کے ساتھ ایک فوج روانہ کی اور جب وہ بلادِ مصر میں داخل ہوئے تو وہاں جو فوج موجود تھی وہ ان کے مقابلہ میں نکلی اور انہوں نے شدید قتال کیا اور اسدالدین نے انہیں شکست دی اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ضرغام بن سوار بھی قتل ہو گیا اور اس کے سر کو شہروں میں پھرایا گیا اور وزارت میں شادر کا معاملہ درست ہو گیا' پھر العاضد اور شادر نے اسدالدین کے خلاف مصالحت کر لی اور اس نے نور الدین سے جو معاہدہ کیا تھا اس سے پھر گیا اور اس نے اسدالدین کو واپس جانے کا حکم دیا مگر اس نے اس کی بات نہ مانی اور شہروں میں فساد کیا اور بہت سے اموال حاصل کیے اور الشرقیہ وغیرہ کے بہت سے شہروں کو فتح کیا' پس شادر نے ان کے خلاف فرنگیوں کے بادشاہ سے مدد مانگی جو عسقلان میں موجود تھا اور اس کا نام مری تھا' تو وہ بہت لوگوں کے ساتھ آیا اور اسدالدین بلبیس کی طرف چلا گیا اور اس نے اسے مضبوط کیا اور اسے آلات اور سامان سے بھر دیا اور انہوں نے آٹھ ماہ تک اس کا محاصرہ کیا اور اسدالدین اور اس کے ساتھی سختی سے ڈٹے رہے' اسی دوران میں اطلاعات آئی کہ ملک نور الدین نے فرنگیوں کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھایا ہے اور اس نے ان کے شہروں میں جا کر بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا ہے' اور حارم کو فتح کر لیا ہے اور وہاں بہت سے فرنگیوں کو قتل کر دیا ہے اور وہ بانیاس کی طرف بھی گیا ہے اور عسقلان کے فرنگی حکمران نے کمزوری دکھائی ہے اور انہوں نے اسدالدین سے صلح کی اپیل کی۔ تو اس نے ان کی بات مان لی۔ اور اس نے شادر سے ساٹھ ہزار دینار لیے اور اسدالدین اور اس کی فوج ذوالحجہ میں شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

حارم کا معرکہ:

اس سال کے رمضان میں حارم فتح ہوا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ نور الدین نے مسلمانوں کی افواج سے مدد مانگی اور وہ اس

کے پاس ہر راستے سے آئے تاکہ فرنگیوں سے اپنا بدلہ لے اور اس نے حارم میں ان سے جنگ کی اور انہیں بری طرح شکست دی اور انطاکیہ کے حاکم البرنس بیمند' اور حاکم طرابلس' القومس اور حاکم روم' الدوک اور ابن جوسلیق کو قید کر لیا اور ان میں سے دس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ بیس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس سال کے ذوالحجہ میں نور الدین نے بانیاس شہر کو فتح کر لیا اور بعض کا قول ہے کہ وہ ۵۶۰ھ میں فتح ہوا تھا' اور اس کے ساتھ اس کا بھائی نصیر الدین امیر امیران بھی تھا' اس کی ایک آنکھ میں تیر لگا جس سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی اور ملک نور الدین نے اسے کہا' اگر تو اس اجر کو دیکھتا جو اللہ نے آخرت میں تیرے لیے تیار کیا ہے تو تو دوسری آنکھ کے پھوٹ جانے کو بھی پسند کرتا اور اس نے ابن معین الدین سے کہا آج تو نے اپنے والد کی کھال کو جہنم کی آگ سے ٹھنڈا کر دیا ہے کیونکہ اس نے اسے فرنگیوں کے سپرد کر دیا تھا اور اس نے دمشق کے متعلق اس سے مصالحت کی اور ماہِ ذوالحجہ میں قصر جیرون جل گیا اور اس شب اُمراء بھی آئے' ان میں اسد الدین شیر کوہ بھی مصر سے واپسی کے بعد آیا اور اس نے اس آگ کے بجھانے میں بڑی کوشش کی اور اس نے جامع کی چار دیواری سے محفوظ کی ہوئی جگہ کو آگ سے بچا لیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

جمال الدین:

حاکم موصل' قطب الدین مودود بن زنگی کا وزیر' آپ بہت نیکی کرنے والے تھے اور آپ کا نام محمد بن علی ابن ابی المنصور' ابوجعفر اصبہانی' ملقب بہ جمال' آپ بہت صدقہ وخیرات کرتے تھے' اور آپ نے مکہ اور مدینہ میں اچھے آثار چھوڑے ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ عرفات کی طرف چشمہ لائے اور وہاں حوض بنایا' اور مسجد الخیف اور اس کی سیڑھی بنائی اور اس میں سنگ مرمر لگایا اور مدینہ نبویہ کے گرد فصیل بنائی اور جزیرہ ابن عمر کے پاس دجلہ پر گھڑے ہوئے پتھروں اور لوہے اور سیسے کا پل بنایا اور بہت سی خانقاہیں بنائیں اور آپ ہر روز اپنے دروازے پر ایک سو دینار صدقہ کرتے تھے اور ہر سال قیدیوں کو دس ہزار فدیہ دیتے تھے اور آپ کے صدقات مسلسل فقہاء اور فقراء کو پہنچتے رہتے تھے' خواہ وہ بغداد یا دوسرے شہروں میں ہوں اور ۵۵۸ھ میں آپ کو قید کر دیا گیا اور ابن الساعی نے اپنی تاریخ میں ایک شخص سے جو قید خانے میں آپ کے ساتھ تھا' بیان کیا ہے کہ آپ کی موت سے قبل ایک سفید پرندہ آپ کے پاس آیا اور وہ آپ کے پاس بھی رہا' اور آپ ذکر الٰہی بھی کرتے رہے حتیٰ کہ آپ نے اس سال شعبان میں وفات پائی' پھر وہ آپ کو چھوڑ کر اڑ گیا اور آپ کو اس خانقاہ میں دفن کیا گیا جسے موصل آپ نے اپنے لیے بنوایا تھا اور آپ کے اور اسد الدین شیر کوہ بن شادی کے درمیان میں مواخات اور عہد تھا کہ جو دوسرے سے پہلے مرے وہ اسے اُٹھا کر مدینہ نبویہ لے جائے' پس لوگوں کی گردنوں پر آپ کو مدینہ نبویہ لے جایا گیا اور وہ جس شہر سے بھی گزرے لوگوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور آپ کے لیے رحم کی دُعا کی اور آپ کی اچھی تعریف کی اور موصل' تکریت' بغداد' الحلۃ' کوفہ' فید اور مکہ میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور آپ کو کعبہ کے اردگرد پھیرایا گیا' پھر آپ کو مدینہ نبویہ لے جایا گیا اور وہاں آپ کو ایک

خانقاہ میں دفن کیا گیا' جسے آپ نے مسجد نبوی کے مشرق میں بنایا تھا۔

ابن جوزی اور ابن الساعی نے بیان کیا ہے کہ آپ کے اور حرم نبوی اور آپ کی قبر کے درمیان صرف پندرہ ہاتھ کا فاصلہ ہے' ابن الساعی نے بیان کیا ہے کہ جب الحلۃ میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا تو ایک بڑے ڈیل ڈول کے نوجوان نے اُٹھ کر کہا ۔

''آپ کا تابوت گردنوں پر چلا اور بسا اوقات آپ کی سخاوت سواریوں کے اُوپر چلی' وہ وادی کے پاس سے گزرتا تو اس کی ریت اس کی تعریف کرتی اور مجالس میں بیوگان اس کی تعریف کرتیں''۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابن الخازن کاتب:

احمد بن محمد بن الفضل بن عبدالخالق ابوالفضل جو ابن الخازن کاتب' بغدادی شاعر کے نام سے مشہور ہیں' آپ بہت اچھا لکھتے تھے' آپ نے ختمات کی کتابت کا اہتمام کیا اور آپ کے بیٹے نصراللہ نے مقامات کی کتابت سے بہت کمایا اور آپ نے اپنے بیٹے کے اشعار کا دیوان مرتب کیا جس سے ابن خلکان نے بہت سے اشعار بیان کیے ہیں۔

واقعات ــــ ۵۶۰ھ

اس سال صفر میں اصبہان میں فقہاء کے درمیان مذاہب کے باعث بڑی جنگ ہوئی جس سے کئی روز خونریزی ہوتی رہی اور اس میں بہت سے آدمی مارے گئے اور اس سال بغداد میں زبردست آگ لگی جس سے بہت سے محلے جل گئے اور ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس سال بغداد میں ایک عورت نے ایک بطن سے چار بیٹوں کو جنم دیا اور اس سال امیر برغش کبیر نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

عمر بن بہلیقا:

وہ چکی پیسنے والا جس نے جامع العقیبہ کو از سرنو تعمیر کرایا اور خلیفہ سے اس میں جمعہ پڑھنے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اس کی اجازت دے دی۔ اور اس نے اس کے اردگرد کی قبور کو بھی خریدا اور یہ جگہ مسجد میں شامل کر دی اور مردوں کو ان سے نکالا اور اللہ اس کے دفن کے بعد اس کی قبر کو اُکھیڑنے کے لیے آدمی مقرر کرے اور یہ پوری جزا ہے۔

محمد بن عبداللہ بن العباس بن عبدالحمید:

ابو عبداللہ حرانی' آپ ابوالحسن الدامغانی کے ہاں مقبول گواہوں میں سے آخری شخص تھے' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور آپ نرم طبیعت اور دانشمند تھے' آپ نے ایک کتاب تالیف کی جس کا نام روضۃ الادباء رکھا' جس میں تھوڑی اچھی علمی باتیں ہیں' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز میں نے آپ کی ملاقات کی اور دیر تک ان کے پاس بیٹھا رہا' میں نے کہا میں اٹھنے

نگاہوں میں بوجھل ہو گیا ہوں تو آپ نے مجھے یہ اشعار سنائے :

''اگر ملامت اور ثقل سے میں اکتا گیا ہوں تو ملاقاتوں سے میری قدر بلند ہوئی ہے اور میں نے اپنی محبت کی رسی کو مضبوط کیا ہے اور میرے شک کی پیٹھ صرف بوجھل ہوئی ہے''۔

خادم مرجان:

آپ قراءت پڑھتے تھے اور آپ نے شافعی مذہب کے لیے فقہ سیکھی' اور آپ حنابلہ سے تعصب رکھتے تھے اور انہیں ناپسند کرتے تھے اور وزیر ابن ہبیرہ اور ابن جوزی سے بڑی عداوت رکھتے تھے اور ابن جوزی سے کہتے تھے' میرا مقصد تمہارے مذہب کو جڑ سے اُکھیڑنا ہے' تمہارے ذکر کو ختم کرنا ہے اور جب ابن ہبیرہ فوت ہو گئے تو یہ ابن جوزی سے طاقتور ہو گئے اور ابن جوزی آپ سے خوفزدہ ہو گئے اور جب آپ نے اس سال وفات پائی تو ابن جوزی کو بہت خوشی ہوئی' آپ نے اس سال ذوالقعدہ میں وفات پائی۔

ابن التلمیذ:

ماہر اور حاذق طبیب' آپ کا نام ہبۃ اللہ بن صاعد تھا' آپ نے ۹۵ سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ دنیا میں وسعت والے تھے اور لوگوں کے ہاں آپ کو وجاہت حاصل تھی اور خدا آپ کا بھلا نہ کرے آپ اپنے دین پر فوت ہوئے اور پرانے گرجا میں دفن ہوئے اللہ آپ پر رحم نہ کرے اگرچہ آپ نصرانی ہونے کی حالت میں فوت ہوئے' آپ اپنے آپ کو مسلم خیال کرتے تھے' پھر اپنے دین پر مر گئے۔

وزیر ابن ہبیرہ:

یحییٰ بن محمد بن ہبیرہ' ابوالمظفر' عون الدین کی خلافت کا وزیر' مصنف کتاب الافصاح' آپ نے قرآن پڑھا اور حدیث کا سماع کیا اور آپ کو نحو' لغت اور عروض کی اچھی معرفت حاصل تھی' آپ نے امام احمد کے مذہب کے مطابق فقہ سیکھی اور نہایت مفید کتب تصنیف کیں' جن میں سے الافصاح کئی جلدوں میں ہے' جس میں آپ نے حدیث کی شرح کی ہے اور علماء کے مذاہب پر گفتگو کی ہے اور اعتقاداً آپ سلف کے مذاہب پر تھے' اور محتاج تھے' آپ کے پاس کوئی مال نہ تھا' پھر خدمت کے درپے ہو گئے' حتیٰ کہ المقتفی کے وزیر بنے' پھر اس کے بیٹے المستنجد کے وزیر بنے اور آپ بہترین وزراء میں سے تھے' اور ان سے اچھی سیرت والے اور ان سے ظلم سے زیادہ دور رہنے والے تھے اور آپ ریشم نہیں پہنتے تھے اور المقتفی کہا کرتا تھا کہ بنوعباس کا اس جیسا وزیر نہیں بنا اور اسی طرح اس کا بیٹا المستنجد بھی یہی کہتا تھا اور المستنجد آپ سے خوش ہوتا تھا' مرجان خادم نے بیان کیا ہے کہ میں نے امیر المومنین المستنجد کو ابن ہبیرہ کو جب کہ وہ اس کے سامنے بیٹھے ہوتے تھے آپ کے یہ اشعار سناتے سنا۔

''دو نعمتیں تیرے لیے خاص و عام ہیں' ان دونوں کو یاد کر' قیامت تک تجھے یاد کیا جائے گا' تیرا وجود اور دنیا تیری محتاج ہے' اور تیری سخاوت اور تیری نیکی کا لوگوں میں انکار کیا جائے گا اور اے یحییٰ اگر جعفر اور یحییٰ تیرے مقام کا ارادہ کریں تو یحییٰ اور جعفر انہیں اس سے روک دیں اور اے ابوالمظفر میں نے جس شخص کو تیرے متعلق برا ارادہ

کرتے رہے کہ آپ ہی کامیاب ہوا ہے۔

آپ عباسی حکومت کے قائم کرنے اور سلجوقی بادشاہوں کے مادہ کو ہر ممکن حد تک ختم کرنے میں بڑی کوشش کرتے تھے حتیٰ کہ تمام عراق میں خلافت استوار ہوگئی اور کلیتہً ان کے ساتھ ملوک کی حکومت نہ تھی اور آپ اپنے گھر میں علماء کے لیے مجلس مناظرہ منعقد کرتے تھے اور وہ آپ کے پاس بحث و مناظرہ کرتے اور آپ ان سے استفادہ کرتے اور وہ آپ سے مستفید ہوتے اتفاق سے ایک روز فقہاء میں سے ایک شخص نے بات کی جس میں برائی پائی جاتی تھی' آپ نے اسے کہا اے گدھے' پھر نادم ہوئے اور کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی مجھے کہیں جیسے میں نے آپ سے کہا ہے' تو اس شخص نے انکار کیا اور آپ نے دو سو دینار پر اس سے مصالحت کر لی' آپ نے اچانک وفات پائی' کہتے ہیں کہ طبیب نے آپ کو زہر دے دیا تھا اور چھ ماہ بعد اس طبیب کو بھی زہر دیا گیا اور طبیب کہتا تھا میں نے آپ کو زہر دیا تو مجھے بھی زہر دیا گیا' آپ نے اس سال ۱۲ جمادی الاولیٰ اتوار کے روز ۶۱ سال کی عمر میں وفات پائی اور ابن جوزی نے آپ کو غسل دیا اور آپ کے جنازے میں بہت لوگ شامل ہوئے اور بازار بند ہو گئے اور لوگ آپ پر گریہ کناں ہوئے اور آپ کو اس مدرسہ میں دفن کیا گیا' جسے آپ نے باب البصرہ میں تعمیر کیا تھا اور شعراء نے آپ کے بہت مرثیے کہے ہیں۔

واقعات — ۵۶۱ھ

اس سال نور الدین محمود نے شام کے قلعہ المنیطرہ کو فتح کیا اور اس کے پاس بہت سے فرنگیوں کو قتل کیا اور بہت سے اموال حاصل کیے اور اس سال عز الدین بن وزیر ابن ہبیرہ قید خانے سے بھاگ گیا اور اس کے ساتھ ترکی غلام تھا اور ملک میں اس کے متعلق اعلان کیا گیا کہ جو اسے واپس لائے گا اسے ایک سو دینار دیا جائے گا اور جس کے گھر میں وہ پایا گیا اس کا گھر گرا دیا جائے گا اور اس کے دروازے پر اسے صلیب دیا جائے گا اور اس کے لڑکوں کو اس کے سامنے ذبح کیا جائے گا' سو ایک بدو نے انہیں اس کے متعلق بتایا اور اسے باغ سے پکڑا گیا اور اسے سخت مارا گیا اور دوبارہ قید خانے میں ڈال کر اس پر تنگی کی گئی اور اس سال روافض نے اعلانیہ صحابہ کو گالیاں دیں اور بری باتوں کا اظہار کیا اور پہلے زمانے میں وہ ابن ہبیرہ کے خوف سے ان باتوں کی طاقت نہ رکھتے تھے اور خلق قرآن کے متعلق عوام کے درمیان گفتگو ہوئی اور برغش نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الحسن بن العباس:

ابن ابی الطیب بن رستم' ابو عبداللہ اصبہانی' آپ بڑے گریہ کناں صالحین میں سے تھے' راوی کا بیان ہے کہ میں ایک روز آپ کی بلائی ہوئی مجلس میں حاضر ہوا اور آپ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے اور میں نے اس شب رب العزت کو دیکھا وہ مجھے کہہ رہا تھا تو ایک بدعتی کے پاس کھڑا ہوا اور تو نے اس کی گفتگو سنی؟ وہ تجھ سے دنیا میں غور کرنے کے زیادہ لائق ہے' صبح ہوئی تو

وہ دیکھتا تھا‘ حالانکہ اس کی دونوں آنکھیں کھلی ہوئی تھیں گویا وہ دیکھتے ہے۔

عبدالعزیز بن الحسن

ابن الحباب الاغلبی السعدی القاضی‘ ابوالمعالی البصری‘ جو ابن الجلیس کے نام سے مشہور ہیں‘ کیونکہ آپ حاکم مصر کے ہم نشین تھے اور العماد نے الجریدہ میں آپ کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ آپ کے احسانات مشہور ہیں اور آپ کے اشعار مسلمہ ہیں۔ آپ کہتے ہیں ؎

”اور یہ عجیب بات ہے کہ تلواریں ان کے ہاں خونِ حیض بہاتی ہیں‘ حالانکہ تلواریں نر ہیں اور اس سے عجیب بات یہ ہے کہ وہ ان کی ہتھیلیوں میں آگ سے بھڑکتی ہیں‘ حالانکہ ہتھیلیاں سمندر ہیں“۔

شیخ عبدالقادر الجیلی:

ابن ابی صالح ابو محمد الجیلی‘ آپ ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد آئے‘ اور حدیث کا سماع کیا اور ابوسعید المخرومی سے فقہ سیکھی اور آپ نے ایک مدرسہ تعمیر کیا اور اسے شیخ عبدالقادر کے سپرد کر دیا اور آپ وہاں لوگوں سے گفتگو کیا کرتے تھے‘ اور انہیں وعظ کیا کرتے تھے اور لوگوں نے آپ سے بہت فائدہ اٹھایا‘ اور آپ نیک ارادہ تھے‘ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سوا‘ خاموش رہتے تھے اور آپ بڑے درویش تھے اور آپ کے احوالِ صالحہ اور مکاشفات بھی ہیں اور آپ کے اتباع و اصحاب کے آپ کے متعلق مقالات بھی ہیں اور وہ آپ کے اقوال وافعال اور مکاشفات کو بیان کرتے ہیں جن میں زیادہ تر غلو پایا جاتا ہے اور آپ صالح اور متقی آدمی تھے اور آپ نے کتاب الغنیہ اور فتوح الغیب تصنیف کی ہیں اور ان دونوں میں اچھی باتیں موجود ہیں‘ اور ان میں ضعیف اور موضوع احادیث بھی بیان ہیں‘ مختصر یہ کہ آپ سادات مشائخ میں سے تھے‘ آپ نے ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور اپنے مدرسہ میں شامل ہوئے۔

واقعات ــــ ۵۶۲ھ

اس سال فرنگی بہت بڑی افواج کے ساتھ دیار مصر آئے اور مصریوں نے ان کی مدد کی اور انہوں نے بعض شہروں میں دخل دیا‘ اسد الدین شیر کوہ کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے ملک نور الدین سے مصر کی طرف واپس جانے کی اجازت طلب کی اور اسے وزیر شادر پر بہت غصہ تھا‘ ملک نور الدین نے اسے اجازت دے دی اور وہ ربیع الآخر میں اس کی طرف روانہ ہوا اور اس کا بھتیجا صلاح الدین یوسف بن ایوب بھی اس کے ساتھ تھا اور دلوں میں یہ بات پڑ گئی کہ وہ عنقریب دیار مصر پر قبضہ کر لے گا اور اس بارے میں عرقلہ شاعر جسے حسان کا نام دیا گیا ہے کہتا ہے ؎

”ترکوں نے مصر جا کر عربوں سے جنگ کرنے کا پختہ ارادہ کیا ہے‘ اے میرے رب! جیسے حضرت یوسف صدیق نے جو حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے اس پر قبضہ کیا تھا‘ تمہارے زمانے میں یوسف صادق نے جو حضرت ایوب کی اولاد میں سے ہے اس پر قبضہ کیا ہے جو ہمیشہ دشمنوں کی کھوپڑیوں اور کونچوں پر صحیح ضرب لگاتا ہے“۔

اور جب وزیر شاور کو اسد الدین اور اس کے ساتھ فوج کے آنے کی اطلاع ملی تو اس نے فرنگیوں کو پیغام بھیجا اور وہ راستے سے اس کے پاس پہنچ گئے' اسد الدین کو بھی ان کے حالات کی اطلاع مل گئی اور اس کے ساتھ صرف دو ہزار سوار تھے اس نے اپنے ساتھی امراء سے مشورہ لیا تو سب نے فرنگیوں کی کثرت کی وجہ سے اسے نور الدین کے پاس واپس جانے کا مشورہ دیا مگر ایک امیر جسے شرف الدین برغش کہا جاتا تھا' نے کہا جو شخص قتل وقید سے ڈرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے گھر میں اپنی بیوی کے پاس بیٹھ رہے' اور جنہوں نے لوگوں کے اموال کھائے ہیں' وہ اپنے ملک کو دشمن کے سپرد نہیں کریں گے اور اسی قسم کی بات اس کے بھتیجے صلاح الدین یوسف بن ایوب نے کی' پس اس نے انہیں اللہ کی قسم دی اور وہ فرنگیوں کی طرف روانہ ہو گئے' اور انہوں نے آپس میں شدید جنگ کی اور انہوں نے فرنگیوں کا بہت قتلام کیا اور انہیں شکست دی پھر انہوں نے ان کے اتنے لوگوں کو قتل کیا کہ جن کی تعداد کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اسد الدین شیر کوہ کے ہاتھوں اسکندریہ کی فتح:

پھر اسد الدین نے اسکندریہ کی طرف روانگی کا حکم دیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے اموال کو اکٹھا کیا اور اپنے بھتیجے صلاح الدین یوسف کو اس پر نائب مقرر کیا اور الصعید واپس آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس سے بہت سا مال جمع کیا' پھر فرنگیوں اور مصریوں نے تین ماہ تک اسکندریہ کا محاصرہ کرنے پر اتفاق کیا' تا کہ اسے صلاح الدین کے ہاتھوں سے چھین لیں اور یہ اس کے چچا کے الصعید میں غائب رہنے کے وقت ہوا اور صلاح الدین نے اس میں بڑی پامردی دکھائی' لیکن خوراک اور حالات نے ان پر سخت تنگی کر دی تو اسد الدین ان کے پاس گیا اور شاور وزیر نے اسکندریہ کے بارے میں اس سے پچاس ہزار دینار پر مصالحت کر لی تو اس نے اس کی بات مان لی اور صلاح الدین اس سے باہر نکل آیا اور اسے مصریوں کے سپرد کر دیا اور وہ ۱۸ شوال کو شام واپس آ گیا اور شاور نے فرنگیوں کے لیے مصر پر ہر سال ایک لاکھ دینار مقرر کیا' نیز یہ کہ قاہرہ میں ان کا کوتوال ہوگا اور وہ اپنے ملک کو واپس آ گئے' حالانکہ اس سے قبل نور الدین نے ان کے ملک کے بہت سے قلعوں کو فتح کیا تھا اور بہت سے آدمیوں کو قتل کیا تھا' اور بہت سے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنایا تھا اور بہت سے متاع واموال حاصل کیے تھے' اور اس کے ساتھ اس کا بھائی قطب الدین مودود بھی تھا' اس نے اسے رقہ کا شہر دیا اور اس نے جا کر اس کی سپرداری لے لی' اور اس سال شعبان میں عماد کاتب بغداد سے دمشق آیا اور وہ ابو حامد محمد بن محمد اصبہانی تھا جو الفتح اور القدسی اور البرق الشامی اور الجزیدہ اور دیگر تصانیف کا مؤلف ہے' پس قاضی القضاۃ کمال الدین شہرزوری نے اسے باب الفرج کے اندر مدرسہ نوریہ شافعیہ میں اتارا اور وہ آپ کے وہاں رہائش رکھنے کی وجہ سے آپ کی طرف منسوب ہے اور اسے العماریۃ کہا جاتا ہے' پھر شیخ فقیہ ابن عبد کے بعد ۵۶۷ھ میں آپ کو اس کی تدریس کا کام سپرد کیا گیا اور سب سے پہلے نجم الدین ایوب اسے سلام کرنے آیا' اسے تکریت کے متعلق واقفیت حاصل تھی اور العماد نے ایک قصیدہ میں اس کی مدح کی ہے جس کا ذکر ابو شامہ نے کیا ہے' اور اسد الدین اور صلاح الدین مصر میں تھے اور اس نے اسے دیارِ مصر کے حکمران ہونے کی بشارت دی' وہ کہتا ہے ۔

''یوسف مصر میں ٹک گیا اور اسی سے دُوری کے بعد یعقوب کی آنکھ ٹھنڈی ہوئی تھی اور اس میں یوسف نے اپنے

بھائیوں سے ملاقات کی اور انشاء اللہ انہیں سرزنش کے بغیر اکٹھا کرے گا''۔

پھر عماد الدین نے ملک نورالدین محمود کی کتابت انشاء کا کام سنبھال لیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

امیر الحاج برغش:

آپ فوجوں کے سالار تھے' آپ بغداد سے شملہ ترکمانی سے جنگ کرنے نکلے اور گھوڑے سے گر کر مر گئے۔

ابوالمعالی کاتب:

محمد بن الحسن بن محمد بن علی بن حمدون مؤلف التذکرۃ الحمدونیہ' اور آپ نے مدت تک دیوان الزمام کو سنبھالا' اور آپ نے ذوالقعدہ میں وفات پائی اور قریش کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

الرشید الصدفی:

آپ العبادی کے سامنے کرسی پر بیٹھتے تھے' آپ کے بال سفید تھے اور آپ کو وقار حاصل تھا اور آپ سماعات میں ہمیشہ حاضر ہوتے تھے اور رقص کرتے تھے اور اتفاق سے ایک سماع میں رقص کرتے ہوئے آپ کی وفات ہوگئی۔

واقعات ــــ ۵۶۳ھ

اس سال صفر میں شرف الدین ابوجعفر البلالی واسط سے بغداد پہنچا اور فوج اور دونقیب اور قاضی اس کے استقبال کو نکلے اور لوگ اس کے آگے کچہری کی طرف پا پیادہ چلے' اور وہ وزارت کے صدر مقام پر بیٹھا اور اس کا عہد پڑھا گیا اور اس نے وزیر شرف الدین جلال الاسلام معزالدولہ سید الوزراء صدر الشرق والغرب لقب رکھا اور اس سال خفاجہ نے ملک میں فساد برپا کر دیا اور بستیوں کو لوٹ لیا' پس بغداد سے فوج ان کے مقابلہ میں گئی تو وہ جنگلات میں بھاگ گئے اور فوج پیاس کے خوف سے ان سے ہٹ گئی تو انہوں نے فوج پر حملہ کر دیا اور ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور دوسروں کو قیدی بنا لیا اور فوج نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور انہیں فصیلوں پر صلیب دیا گیا اور اس سال شوال میں ملک نورالدین محمود بن زنگی کی بیوی حج کے ارادے سے بغداد پہنچی اور وہ الست عصمت الدین خاتون بنت معین الدین تھی اور اس کے ساتھ نوکر اور خدام بھی تھے اور ان میں صندل خادم بھی تھا اور اس کی بہت عزت کی گئی اور اس سال قاضی القضاۃ بغداد جعفر نے وفات پائی اور ملک ۲۳ دن حاکم سے خالی رہا' حتیٰ کہ انہوں نے روح بن الحدثی کو ۱۴ رجب کو قاضی القضاۃ مقرر کیا۔



اس سال میں وفات پانے والے اعیان

جعفر بن عبدالواحد:

ابوالبرکات ثقفی اپنے باپ کے بعد بغداد کے قاضی القضاۃ' آپ ۵۲۹ھ میں پیدا ہوئے اور آپ کی وفات کا سبب یہ ہوا کہ آپ سے مال طلب کیا گیا اور وزیر ابن البلدی نے آپ سے درشت کلامی کی تو آپ خوفزدہ ہو گئے اور آپ کا خون جاری ہو گیا اور مر گئے۔

ابوسعد السمعانی:

عبدالکریم بن محمد بن منصور' ابوسعد السمعانی' آپ نے بغداد کی طرف سفر کیا اور وہاں سماع کیا اور آپ نے خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد کا ضمیمہ لکھا اور ابن جوزی نے المنتظم میں آپ سے مناقشہ کیا ہے' اور آپ کے متعلق بیان کیا ہے کہ آپ اپنے اہل مذہب سے تعصب رکھتے تھے اور ان کی ایک جماعت پر طعن کرتے تھے' اور عام زبان میں ترجمہ کرتے تھے' اور ایک شیخہ کے متعلق آپ کا قول بیان کیا ہے کہ وہ عفیفہ تھی اور ایک مشہور شاعر کے متعلق بیان کیا ہے کہ وہ حیص بیص تھا اور آپ کی ایک بہن تھی جسے دخل خرج کہا جاتا تھا۔

عبدالقاہر بن محمد:

ابن عبداللہ ابوالنجیب سہروردی' آپ بیان کرتے تھے کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور فقہ سیکھی اور فتویٰ دیا اور نظامیہ میں پڑھایا اور اپنے لیے ایک مدرسہ اور خانقاہ بنائی' اور اس کے ساتھ ساتھ آپ صوفی بھی تھے اور لوگوں کو وعظ کرتے تھے' آپ کو اپنے مدرسہ میں دفن کیا گیا۔

محمد بن عبدالحمید:

ابن ابی الحسین ابوالفتح الرازی' جو العلاء العالم کے نام سے مشہور تھے' آپ سمرقند کے رہنے والے تھے' اور آپ فاضل مناظرین میں سے تھے' اور خلاف و جدل میں آپ کا اپنا ایک مذہب تھا جسے التعلیقیة العالمیة کہا جاتا ہے' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ آپ بغداد آئے اور میری مجلس میں حاضر ہوئے۔ اور ابوسعد السمعانی نے بیان کیا ہے کہ آپ ہمیشہ شراب نوشی کرتے تھے' راوی کا بیان ہے کہ آپ کہا کرتے تھے کہ دنیا میں کتاب المناظرۃ اور باطیہ سے کوئی اچھی شراب نہیں' میں اس سے پیتا ہوں' ابن جوزی نے بیان کیا ہے' پھر مجھے آپ کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ آپ شراب نوشی اور مناظرہ کو چھوڑ کر عبادت اور بھلائی کی طرف متوجہ ہو گئے۔

یوسف بن عبداللہ:

ابن بندار دمشقی' بغداد کے نظامیہ کے مدرس' آپ نے اسعد المیہنی سے فقہ سیکھی اور مناظرہ میں مہارت حاصل کی اور آپ اشعریہ کی طرف میلان رکھتے تھے' اور اس سال آپ کو ایلچی بنا کر شملہ ترکمانی کی طرف بھیجا گیا تو آپ اس ملک میں فوت ہو گئے۔

واقعات — ۵۶۴ھ

اس سال امیر اسد الدین شیر کوہ کے ہاتھوں مصر فتح ہوا اور اس سال دیار مصر میں فرنگیوں نے سرکشی اختیار کی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے شاور کو وہاں اپنا کوتوال بنایا اور اس کے اموال و مساکن کے بارے میں فوج در فوج من مانی کرنے لگے اور دیارِ مصر پر قبضہ کرنے اور اس کے مسلمان باشندوں کو وہاں سے نکالنے کے سوا' کوئی بات باقی نہ رہی اور ان کے اکثر بہادروں نے وہیں رہائش اختیار کر لی اور جب فرنگیوں نے یہ بات سنی تو وہ شاہِ عسقلان کے ساتھ زبردست لشکروں میں ہر راستے اور ہر جانب سے دیارِ مصر کی طرف آئے' سب سے پہلے انہوں نے بلبیس شہر پر قبضہ کیا اور اس کے بہت سے باشندوں کو قتل کیا' اور دوسروں کو قیدی بنا لیا اور وہاں اتر پڑے اور وہاں ان کے بوجھ بڑھ گئے اور انہوں نے اسے اپنی پناہ گاہ بنا لیا' پھر وہ چل کر باب البرقیہ کی جانب سے قاہرہ آئے اور وزیر شاور نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ مصر کو جلا دیں اور لوگ وہاں سے قاہرہ منتقل ہو جائیں' سو انہوں نے شہر کو لوٹ لیا اور لوگوں کے بہت سے اموال لے گئے اور باقی آگ رہ گئی' جو ۵۴ دن مصر میں اپنا کام کرتی رہی' اس موقعہ پر اس کے حکمران العاضد نے نور الدین سے مدد مانگی اور اس نے اپنی بیویوں کے بال یہ کہتے ہوئے اس کے پاس بھیجے کہ مجھے اور میری بیویوں کو فرنگیوں کے ہاتھوں سے بچالو اور اس نے مصر کے خراج کا ایک تہائی اسے اس شرط پر دینے کا التزام کیا کہ اسد الدین وہاں ان کے پاس قیام کرے اور اس نے اسے تہائی سے زائد جاگیریں دینا بھی اپنے پر واجب کیا' پس نور الدین نے مصر کی طرف فوجیں بھیجنی شروع کر دیں اور جب وزیر شاور کو مسلمانوں کے پہنچنے کا پتہ چلا تو اس نے فرنگیوں کے بادشاہ کو یہ کہتے ہوئے پیغام بھیجا کہ مجھے جو محبت تم سے ہے تم اسے جانتے ہو' لیکن العاضد اور مسلمان ملک کو آپ کے سپرد کرنے کے بارے میں مجھ سے اتفاق نہیں کرتے اور اس نے ایک کروڑ دینار پر ان سے صلح کی کہ وہ ملک کو چھوڑ دیں اور ان میں سے آٹھ لاکھ دینار فوراً ادا کر دیئے اور وہ نور الدین کی فوجوں کے خوف اور دوبارہ ان کی طرف آنے کی امید پر اپنے ملک کو واپس جانے کے لیے تیار ہو گئے' انہوں نے تدبیر کی اور اللہ نے بھی تدبیر کی اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے' پھر وزیر شاور نے لوگوں سے سونے کا مطالبہ شروع کر دیا جس پر اس نے فرنگیوں سے صلح کی تھی اور لوگوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا' حالانکہ انہیں تنگی' آگ اور خوف سے تکلیف پہنچی تھی سو اللہ نے مسلمانوں کی افواج کے ان کے پاس آنے سے اور ان کے سامنے وزیر کے ہلاک ہونے سے ان کی مصیبت کا مداوہ کر دیا اور یہ یوں ہوا کہ نور الدین نے امیر اسد الدین کو حمص سے حلب بلایا اور وہ ایک دن میں یہ مسافت طے کر کے اس کے پاس آ گیا' وہ صبح کی نماز پڑھ کر حمص سے اٹھا پھر اپنے گھر آیا اور اس سے کچھ زادِ راہ لیا' پھر طلوع آفتاب کے وقت روانہ ہوا اور اسی دن کے آخر میں سلطان نور الدین کے پاس حلب آ گیا' کہتے ہیں کہ صحابہ کے سوا کسی اور کے لیے یہ اتفاق نہیں ہوا' صرف اسد الدین کے لیے ہوا' پس نور الدین خوش ہو گیا اور اس نے اسے افواج کا

سالار مقرر کیا اور اسے دو لاکھ دینار دیئے اور امراء اور اعیان کو اس کے ساتھ کیا اور ان میں سے ہر ایک اپنے سفر سے اللہ کی رضا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا چاہتا تھا' اور جملہ اُمراء میں اس کا بھتیجا صلاح الدین یوسف بن ایوب بھی تھا اور اسے اپنے خروج پر انشراح نہ تھا بلکہ اسے ناپسند کرتا تھا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (الآیۃ) اور اس نے چھ ہزار ترکمان اس کے ساتھ کر دیئے اور اسد الدین کو ان سب افواج کا سالار مقرر کیا اور وہ ان کے ساتھ حلب سے دمشق کی طرف روانہ ہوا اور نور الدین بھی ان کے ساتھ تھا اور اس نے اسے دمشق سے دیارِ مصر کی طرف بھیجا اور نور الدین نے دمشق میں قیام کیا اور جب نوری فوجیں دیارِ مصر پہنچیں تو انہوں نے دیکھا کہ فرنگی گائے کا سودا کر کے قاہرہ سے اپنے ملک کو واپس چلے گئے ہیں اور وہ ۷ ربیع الآخر کو وہاں پہنچا اور اسی روز امیر اسد الدین' العاضد کے پاس آیا تو اس نے اسے قیمتی خلعت دیا اور وہ اسے پہن کر شہر کے باہر اپنی خیمہ گاہ میں واپس آ گیا اور مسلمان اس کی آمد سے خوش ہو گئے اور ان کے وظائف انہیں دیئے گئے اور تحائف اور قیمتی چیزیں ان کے پاس لائی گئیں اور سرکردہ لوگ اسد الدین کی خدمت کے لیے اس کی خیمہ گاہ کی طرف گئے اور جو لوگ اس کے پاس آئے اور ان میں خلیفہ العاضد بھی بھیس بدل کر اس کے پاس آیا اور اس نے راز دارانہ طور پر اسے اہم امور بتائے جن میں وزیر شادر کا قتل کرنا بھی شامل تھا اور اس نے اس کے ساتھ یہ بات طے کی اور امیر اسد الدین کی بڑائی کی لیکن جو کچھ اس نے نور الدین کے لیے واجب کیا تھا اس میں ٹال مٹول کرنے لگا اور اس کے باوجود وہ اسد الدین کے پاس آتا جاتا تھا اور اس کے ساتھ سوار ہوتا تھا اور اس نے اس کی ضیافت کرنے کا بھی ارادہ کیا تو اس کے اصحاب نے اس پر مصیبت آنے کے خوف سے اسے حاضر ہونے سے روک دیا اور انہوں نے اسے شادر کے قتل کے بارے میں مشورہ دیا مگر امیر اسد الدین نے انہیں اس کا موقع نہ دیا اور ایک روز' شادر اسد الدین کے گھر آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ حضرت امام شافعی کی قبر کی زیارت کے لیے چلا گیا ہے اور اس کا بھتیجا یوسف وہاں ہے' پس صلاح الدین یوسف نے وزیر شادر کے گرفتار کرنے کا حکم دے دیا اور وہ اپنے چچا اسد الدین کے مشورہ کے بعد ہی اسے قتل کر سکا اور اس کے اصحاب شکست کھا گئے اور انہوں نے العاضد کو بتایا کہ شاید وہ اسے بچانے کو فوج بھیجے' پس العاضد نے امیر اسد الدین کو پیغام بھیج کر اس سے اس کے سر کا مطالبہ کیا' شادر کو قتل کر دیا گیا اور انہوں نے ۱۷ ربیع الآخر کو اس کا سر العاضد کے پاس بھیج دیا' جس سے مسلمان خوش ہو گئے اور اسد الدین نے شادر کے گھر کو لوٹنے کا حکم دے دیا' اور اسے لوٹ لیا گیا اور اسد الدین العاضد کے پاس آیا تو اس نے اسے وزیر بنا لیا اور اسے عظیم خلعت دیا اور اسے ملک منصور کا لقب دیا اور وہ شادر کے گھر میں ٹھہرا اور وہاں اس کی شان بڑھ گئی اور جب نور الدین کو مصر کی فتح کی اطلاع ملی تو وہ خوش ہوا' اور شعراء اسے مبارکباد دینے آئے لیکن اسے اسد الدین کے العاضد کے وزیر بن جانے سے خوشی نہ ہوئی اور اسی طرح جب اس کے بھتیجے صلاح الدین کو وزارت ملی تو بھی اسے خوشی نہ ہوئی اور نور الدین اس کے ازالہ کے لیے حیلے کرنے لگا مگر اس سے ایسا نہ ہو سکا اور خصوصاً جب اسے اطلاع ملی کہ صلاح الدین العاضد کے خزانوں پر قابض ہو گیا ہے اس کی تفصیل ابھی بیان ہو گی۔ ان شاء اللہ۔ اور اسد الدین نے محل کی طرف کاتب کو طلب کرتے ہوئے پیغام بھیجا تو انہوں نے قاضی فاضل کو اس امید پر اس کی طرف بھیجا کہ وہ اس کی بات کو قبول کر لے گا اور جو وہ امید لگائے بیٹھے ہیں اسے پورا کر دے گا اور اسد الدین نے کارندوں کو

عملداریوں میں بھیجا اور جاگیریں دیں اور حکومتیں دیں اور خود چند دن خوش رہا اور اسی سال ۲۲؍ جمادی الآخرۃ بدھ کے روز اس کی موت نے اسے آ پکڑا اور اس کی حکومت دو ماہ پانچ دن رہی اور جب اسد الدین مرحوم فوت ہوگیا تو شامیوں نے العاضد کو مشورہ دیا کہ وہ صلاح الدین یوسف کو اس کے چچا کے بعد وزارت دے دے تو العاضد نے اسے وزارت دے دی اور اسے قیمتی خلعت دیا اور اسے ملک ناصر کا لقب دیا۔

صلاح الدین کے خلعت کا بیان:

ابوشامہ نے الروضتین میں جو بیان کیا ہے وہ یہ کہ سفید عمامہ جس کے کناروں پر سونا لگا تھا اور دیبقی کپڑا جس پر سونے کی دھاریاں تھیں اور جبہ' جس پر سونے کی دھاریاں تھیں اور چادر' جس پر سنہری دھاریاں تھیں اور دس لاکھ دینار کا جواہرات کا ہار' اور پانچ ہزار دینار کی آراستہ شمشیر' آٹھ ہزار دینار کی پیٹی' جس پر سونے کا ہار تھا' اور وہ جواہرات والا سونا بن گیا اور اس کی چوٹی پر جواہرات کے دوسو دانے تھے اور اس کے قوائم میں جواہرات کے چار ہار تھے اور ان کی چھوٹی پر سونے کی نالی تھی جس میں سفید علامات کے ساتھ' سفید ابھار تھا اور خلعت کے ساتھ متعدد گٹھڑیاں اور گھوڑے اور دوسری چیزیں اور وزارت کا فرمان سفید الحلس کے کپڑے میں ملفوف تھا' یہ اس سال کی ۲۵؍ جمادی الآخرۃ سوموار کے روز کا واقعہ ہے اور یہ ایک جشن کا دن تھا اور ساری فوج اس کی خدمت میں گئی اور عین الدولہ البارو قی کے سوا کوئی شخص پیچھے نہ رہا اور اس نے کہا میں نور الدین کے بعد یوسف کی خدمت کروں گا' پھر وہ اپنی فوج کے ساتھ شام گیا تو نور الدین نے اسے اس پر ملامت کی اور ملک صلاح الدین نے مصر میں نور الدین کا نائب بن کر قیام کیا' دیارِ مصر میں اس کا خطبہ دیا جاتا اور اس سے امیر اسفہیلا رصلاح الدین کے نام سے خط و کتابت کی جاتی اور صلاح الدین خطوط اور علامت میں اس کے لیے عاجزی کرتا' لیکن دل اس کے گرد جمع ہو گئے اور اس کے لیے جھک گئے اور العاضد اس کے لیے زمانے میں نہایت مظلوم ہو گیا اور اس ملک میں بندوں کے درمیان صلاح الدین کی شان بڑھ گئی اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے اس نے ان کی جاگیروں میں اضافہ کر دیا تو انہوں نے اس سے محبت کی اور اس کی خدمت کی اور اس کا احترام کیا اور نور الدین نے اسے اس کے حکم کے بغیر وزارت قبول کرنے پر ڈانٹتے ہوئے خط لکھا اور اسے حکم دیا کہ وہ دیارِ مصر کا حساب قائم کرے مگر صلاح الدین نے اس طرف توجہ نہ کی اور اس دوران میں نور الدین کہنے لگا' ابن ایوب بادشاہ بن گیا ہے اور صلاح الدین نے نور الدین کو خط لکھ کر اس سے اپنے اہل' اپنے بھائیوں اور قرابتداروں کو طلب کیا تو اس نے انہیں اس کے پاس بھیج دیا اور ان پر اس کی سمع و اطاعت کی شرط لگائی' پس مصر میں اس کی حکومت قائم اور مضبوط ہو گئی اور اس کا اقتدار جم گیا اور ایک شاعر نے شاور وزیر کے قتل کے بارے میں صلاح الدین کے متعلق کہا ہے ۔

''مصر کے لیے جلدی کرو' سفید رنگ یوسف رحمان خدا کے مقررہ حکم کے مطابق اس کا بادشاہ ہے اور یوسف کا مصر میں شاور کو قتل کرنا ایسے ہی ہے جیسے داؤد نے جالوت کو قتل کیا تھا''۔

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال العاضد نے شاور کے لڑکوں کو اور وہ شجاع ملقب بہ کامل اور الطاری ملقب بہ معظم اور ان کا دوسرا بھائی جس کا لقب فارس المسلمین تھا قتل کر دیا اور ملک مصر میں ان کے سروں کو پھیرایا گیا۔

آختہ کے قتل کا بیان:

مؤتمن الخلافہ اور اس کے اصحاب صلاح الدین کے ہاتھوں قتل ہوئے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے دارالخلافت مصر سے فرنگیوں کو خط لکھا کہ وہ مصر آئیں اور وہاں سے شام کی اسلامی فوجوں کو نکالیں اور جو شخص ان کے پاس خط لے کر گیا وہ آختہ مؤتمن الخلافۃ تھا جو محل کی افواج کا سالار تھا اور حبشی تھا اور خط معتبر آدمی کے ہاتھ اس کے پاس بھیجا گیا اور راستے میں اسے ایک شخص ملا جس نے اس کی حالت کو مشتبہ سمجھا اور وہ اسے ملک صلاح الدین کے پاس لے گیا اور اس نے اسے اعتراف کرایا تو اس نے خط نکال دیا اور صلاح الدین کیفیت کو سمجھ گیا اور اسے چھپایا اور آختہ مؤتمن الدولہ کو بھی محسوس ہو گیا کہ صلاح الدین کو حقیقت حال کی خبر ہو گئی ہے' پس اس نے اپنی جان کے خوف سے مدت تک محل کو نہ چھوڑا' پھر اسے ایک روز سوجھی اور وہ شکار کو نکلا تو صلاح الدین نے اس کی طرف آدمی بھیجا جس نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس کا سر اس کے پاس لے آیا' پھر اس نے محل کے تمام خدام کو معزول کر دیا اور ان کی بجائے بہاؤ الدین قراقوش کو محل کا نائب مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ تمام چھوٹے بڑے امور کا مطالبہ کرے۔

حبشیوں کا معرکہ:

اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب آختہ مؤتمن الخلافہ حبشی قتل ہو گیا اور بقیہ خدام بھی معزول ہو گئے تو وہ اس بات سے ناراض ہو گئے اور پچاس ہزار کے قریب وہ اکٹھے ہوئے اور دونوں محلوں کے درمیان ان کے اور صلاح الدین کی فوج کے مابین جنگ ہوئی اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے اور العاضد محل کے میدان کارزار کی طرف دیکھ رہا تھا اور شامی فوج نے محل سے پتھر پھینکا اور اس کی جانب سے اس کے پاس تیر آیا' بعض کا قول ہے کہ یہ العاضد کے حکم سے ہوا اور بعض کا قول ہے کہ یہ اس کے حکم سے نہیں ہوا' پھر ناصر کے بھائی نور شاہ شمس الدولہ نے جو جنگ کے روز حاضر تھا اور اسے نورالدین نے اپنے بھائی کی مدد کے لیے بھیجا تھا' العاضد کی دیکھنے کی جگہ کو جلانے کا حکم دے دیا پس دروازہ کھول دیا گیا اور اعلان کیا گیا کہ امیر المومنین تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم ان حبشیوں کو اپنے درمیان سے اور اپنے ملک سے نکال دو' پس شامی طاقتور ہو گئے اور حبشیوں کا دل بہت کمزور ہو گیا اور سلطان نے حبشیوں کے محلے میں جو منصورہ کے نام سے مشہور تھا جس میں ان کے گھر تھے اور ان کے اہل باب زدیلہ میں تھے' ایک آدمی بھیجا اور اس نے اسے جلا دیا اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور اس نے انہیں تلوار پر دھر لیا اور ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا' پھر انہوں نے امان طلب کی تو اس نے ان کی بات مان لی اور انہیں الجیزہ کی طرف نکال دیا' پھر صلاح الدین کا بھائی شمس الدولہ نور شاہ ان کے مقابلہ کے لیے نکلا اور اس نے ان کی اکثریت کو قتل کر دیا اور ان میں سے تھوڑے سے آدمی بچے' اور ظلم کی وجہ سے ان کے گھر منہدم ہو گئے۔

اور اس سال نورالدین نے قلعہ جعبر کو فتح کیا اور اسے اس کے حکمران شہاب الدین مالک بن علی عقیلی سے چھین لیا اور وہ سلطان ملک شاہ کے زمانے سے ان کے قبضے میں تھا اور اس سال جامع حلب جل گئی اور نورالدین نے اسے ازسرنو تعمیر کرایا۔

اور اس سال وہ مارو ق فوت ہو گیا جس کی طرف وہ محلہ منسوب ہوتا ہے جو حلب کے باہر ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

سعد اللہ بن نصر بن سعید الدجاجی:

ابوالحسن الواعظ حنبلی آپ ۴۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور حدیث کا سماع کیا اور فقہ سیکھی اور وعظ کیا اور آپ اچھا وعظ کرتے تھے' اور ابن جوزی نے اس بارے میں آپ کی تعریف کی ہے' اور آپ نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ سے حدیث صفات کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے اس بات سے متعرض ہونے سے منع کیا اور یہ اشعار پڑھے

''اے نفس غائب غضبناک نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ تو راضی ہو اور تو وہ ہے جس نے اپنی اطاعت کو فرض قرار دیا ہے' پس تو اسے نہ چھوڑ جس کے چھوڑنے کی تو طاقت نہیں رکھتا خواہ تیرے دونوں رخسار اور زمین چھوڑنے کا ارادہ کریں''۔

اور ابن جوزی نے آپ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں خلیفہ سے ڈرا تو خواب میں ہاتف نے مجھے آواز دی اور مجھے کہا لکھ

''زمانے کے حوادث کو صبر سے دُور کر' اور ایک جاننے والے کی مہربانی کی امید رکھ' اور خواہ زمین کی تکلیف تنگ کرے اور اس کی گردشیں تجھے تیر ماریں تو مایوس نہ ہو' خدا ان کے درمیان کشادگی کرے گا' جو افہام و اوہام سے پوشیدہ ہے' کتنے ہی لوگ نیزوں کی انیوں سے بچ گئے اور کتنے ہی شکار شیر سے بچ گئے''۔

آپ اس سال شعبان میں ۸۴ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور خانقاہ الزوزی کے پاس دفن ہوئے پھر آپ کو امام احمد کے قبرستان میں منتقل کیا گیا۔

شادر بن مجیر الدین:

ابوشجاع السعدی ملقب بہ امیر الجیوش' آپ العاضد کے زمانے میں مصر کے وزیر رہے اور آپ ہی نے رزیک کے ہاتھوں سے وزارت چھینی تھی اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قاضی فاضل کو کاتب بنایا اور اسے اسکندریہ کے باب السدرہ سے بلایا اور اس نے آپ کے ہاں مرتبہ حاصل کیا اور محل میں خط لکھنا آپ پر منحصر ہو گیا' کیونکہ انہوں نے آپ کی خوبی اور فضیلت کو دیکھا اور بعض شعراء نے آپ کی مدح کی ہے' جن میں سے عمارۃ الیمنی کہتا ہے

''لوہا لوہے سے اکتا گیا ہے اور اس نے دین محمد کے مددگار سے مشورہ کیا ہے جو نہیں اکتایا' زمانے نے قسم کھائی ہے کہ وہ ضرور اس کی مثل لائے گا' اے زمانے تیری قسم ٹوٹ گئی ہے تو کفارہ دے''۔

اور آپ کی حکومت ہمیشہ قائم رہی یہاں تک کہ امیر ضرغام بن سوار نے آپ پر حملہ کیا اور آپ نے نور الدین کی پناہ لی تو اس نے

آپ کے ساتھ امیر اسد الدین شیرکوہ کو بھیجا تو انہوں نے آپ کو آپ کے دشمن پر فتح دلائی اور اس نے اپنا عہد توڑ دیا اور اسد الدین ہمیشہ اس پر ناراض رہا' حتیٰ کہ اس نے اس سال آپ کو اپنے بھتیجے صلاح الدین کے ہاتھوں قتل کرایا۔ ۱۷ ربیع الآخر کو امیر بردنک کے سامنے آپ کو قتل کیا گیا' اور اس نے آپ کے بعد اسد الدین کو وزیر بنایا اور اس کی مدت صرف دو ماہ پانچ دن تک دراز رہی۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ ابوشجاع شادر بن مجیر الدین بن نزار بن عشائر بن شاس بن مغیث ابن حبیب بن الحارث بن ربیعہ بن مخیس بن ابی ذؤیب عبداللہ ہیں جو حضرت حلیمہ سعدیہ کے والد ہیں' اس نے ایسے ہی بیان کیا ہے' اور جو کچھ اس نے بیان کیا ہے اس میں مدت کی درازی اور اس نسب کی کوتاہی کے باعث اعتراض پایا جاتا ہے۔

شیرکوہ بن شادی:

اسد الدین الکردی الزرزاری' یہ اکراد کے معزز قبائل ہیں' اور آپ ایک بستی سے تعلق رکھتے ہیں۔ جسے درین کہا جاتا ہے' جو آذربائیجان کی عملداری میں ہے' آپ نے اور آپ کے بھائی نجم الدین ایوب نے' جو بڑا تھا' امیر مجاہد الدین نہروز الخادم کوتوال عراق کی خدمت کی اور اس نے نجم الدین ایوب کو قلعہ تکریت پر نائب مقرر کیا اور اتفاق سے عماد الدین زنگی' قراجا الساقی سے بھاگتا ہوا اس میں داخل ہو گیا تو ان دونوں نے اس سے حسن سلوک کیا اور اس کی خدمت کی' پھر اتفاق سے اس نے عوام سے ایک شخص کو قتل کر دیا تو نہروز نے ان دونوں کو قلعہ سے نکال دیا اور یہ دونوں حلب میں زنگی کے پاس چلے گئے تو اس نے ان دونوں سے حسن سلوک کیا' پھر دونوں نے اس کے بیٹے نور الدین محمود کے ہاں مرتبہ حاصل کر لیا اور اس نے ایوب کو بعلبک کا نائب مقرر کیا اور اس کے بیٹے نور الدین نے بھی اسے برقرار رکھا اور اسد الدین' نور الدین کے ہاں بڑے اُمراء میں سے ہو گیا اور اس کے ہاں خواص میں سے ہو گیا اور اس نے اسے الرحبہ اور حمص سے اس سال کے جو جاگیرداروں کا اس کے پاس تھا' جاگیر میں دیئے اور یہ سلوک اس کے دانشمندی شجاعت' خودداری اور فرنگیوں کے ساتھ جہاد کرنے کی وجہ سے تھا' جو اس نے چند گنتی کے دنوں میں کیا اور زبردست معرکے کیے خصوصاً فتح دمشق کا معرکہ' اور جو کچھ اس نے دیار مصر میں کیا وہ اس سے بھی حیران کن ہے' اللہ اس کی قبر کو رحمت سے تر کرے اور جنت کو اس کا ٹھکانہ بنائے اور اس کی وفات ہفتے کے روز اچانک خناق سے ہوئی اور یہ اس سال کی ۲۲ رجمادی الآخرۃ کا واقعہ ہے ابوشامہ کا بیان ہے کہ شرق قبلی میں خانقاہ اسدیہ اسی کی طرف منسوب ہوتی ہے' پھر انجام کار اس کا بھائی صلاح الدین یوسف بادشاہ بنا اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالواحد:

ابن سلیمان جو ابن البطی کے نام سے مشہور ہیں آپ نے حدیث کا بہت سماع کیا اور کرایا اور لوگوں نے آپ کی طرف سفر کیا' آپ کی عمر نوے سال کے قریب تھی۔

محمد الفارقی:

ابوعبداللہ واعظ' کہتے ہیں کہ آپ نہج البلاغۃ کو حفظ کرتے تھے اور اس کے الفاظ کو بیان کرتے تھے اور آپ فصیح و بلیغ تھے

آپ کا کلام لکھا جاتا ہے اور آپ سے ایک کتاب روایت کی جاتی ہے جو الحکم الفارقیہ کے نام سے مشہور ہے۔

المعمر بن عبدالواحد:

ابن رجاء ابواحمد اصبہانی' آپ ایک حافظ واعظ تھے' آپ نے ابونعیم کے اصحاب سے روایت کی ہے اور آپ کو حدیث کی اچھی معرفت تھی' آپ نے حج کو جاتے ہوئے جنگل میں وفات پائی۔

واقعات ــــ ۵۶۵ھ

اس سال فرنگیوں نے بلادمصر کے شہر دمیاط کا پچاس دن یوں محاصرہ کیا کہ اس کے باشندوں کو تنگی دی اور بہت سی جماعتوں کو قتل کر دیا اور وہ بحر و بر سے اس کی طرف دیار مصر پر قبضہ کرنے کی امید پر اور قبضہ پر مسلمانوں کے غالب آ جانے کے خوف سے آئے' پس صلاح الدین نے نورالدین کو خط لکھا اور اس سے ان کے خلاف مدد مانگی اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کی طرف فوجوں کی کمک بھیجے کیونکہ اگر وہ مصر سے باہر نکلا تو اس کے باشندے اس کے بڑے جانشین ہوں گے اور اگر وہ فرنگیوں کے مقابلہ سے رکا تو دمیاط پر قبضہ کر لیں گے اور اسے اپنے لیے قلعہ بنالیں گے اور مصر پر قبضہ کرنے کے لیے اس سے قوت حاصل کریں گے' سو نورالدین نے یکے بعد دیگرے اس کی طرف بہت سی افواج بھیجیں' پھر نورالدین نے فرنگیوں کی اپنے شہروں سے غیر حاضری کو غنیمت جانا اور بہت سے لشکروں کے ساتھ ان کا قصد کیا اور ان کے گھروں کے درمیان گھس گیا اور ان کے اموال کو حاصل کیا اور قتل کیا اور بہت سوں کو قیدی بنایا اور جن لوگوں کو اس نے صلاح الدین کی طرف بھیجا ان میں اس کا باپ امیر نجم الدین ایوب بھی ایک فوج میں شامل تھا اور اس کے بقیہ لڑکے بھی اس کے ساتھ تھے' پس مصری فوج نے اس کا استقبال کیا اور العاضد بھی اس کے بیٹے کے اکرام کی خاطر اس کے استقبال کو نکلا اور اسکندریہ اور دمیاط اسے جاگیر میں دیئے اور اسی طرح اس کے بقیہ بیٹوں کو بھی جاگیریں دیں اور العاضد نے اس حادثہ میں صلاح الدین کو ایک کروڑ دینار کی مدد دی حتیٰ کہ فرنگی دمیاط سے علیحدہ ہو گئے اور دمیاط سے نکل گئے' اس لیے کہ انہیں اطلاع ملی کہ نورالدین نے ان کے شہروں سے جنگ کی ہے اور ان کے بہت سے مردوں کو قتل کر دیا ہے اور ان کی بہت سی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا ہے اور ان کے اموال کو حاصل کر لیا ہے' اللہ اسے مسلمانوں کی طرف سے نیک جزا دے' پھر جمادی الاولیٰ میں نورالدین' کرخ کے محاصرہ کے لیے روانہ ہوا' اور وہ محفوظ ترین شہر تھا' اور قریب تھا کہ وہ اسے فتح کرے لیکن اسے اطلاع ملی کہ فرنگیوں کے دو سالار دمشق کی طرف آ گئے ہیں اور اسے خوف ہوا کہ فرنگی ان کے گرد جمع ہو جائیں گے تو وہ محاصرہ چھوڑ کر دمشق کی طرف آیا اور اسے مضبوط کیا اور جب فرنگی دمیاط سے نکل گئے تو نورالدین بہت خوش ہوا اور ہر شاعر نے اس بارے میں ایک شعر پڑھے اور ملک نورالدین کو اس بات کا شدید ہم وغم ہوا حتیٰ کہ حدیث کے ایک طالب علم نے اسے تبسم کے بارے میں ایک مسلسل حدیث سنائی اور اس سے تبسم کرنے کی اپیل کی تاکہ تسلسل قائم رہے تو اس نے اس بات سے انکار کیا اور کہا مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ وہ مجھے متبسم دیکھے اور دمیاط کی سرحد میں فرنگی' مسلمانوں کا محاصرہ کئے ہوئے ہوں' شیخ ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ قلعہ منصورہ میں ابوالدرداء کی مسجد کے امام نے جس

شب فرنگی دمیاط سے نکلے' اس شب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ فرما رہے تھے' نور الدین کو سلام کہو اور بشارت دو کہ فرنگی دمیاط سے کوچ کر گئے ہیں' میں نے کہا' یا رسول اللہ کس علامت سے؟ آپ نے فرمایا: اس علامت سے تل حارم کی جنگ کے روز جس نے سجدہ کیا اس نے اپنے سجود میں کہا' اے اللہ اپنے دین کی مدد کر اور اس کی جو محمود الکلب ہے؟ اور جب نور الدین نے اس کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی تو اس نے اسے بشارت دی اور اسے علامت کے متعلق بھی بتایا اور جب وہ "مَنْ ھو محمود الکلب" کے بیان پر آیا تو اس بات سے منقبض ہوا تو نور الدین نے اسے کہا' رسول اللہ ﷺ نے تجھے جو حکم دیا ہے اسے بیان کر تو اس نے یہ بات بیان کی تو اس نے کہا تو نے درست کہا ہے اور نور الدین اس کی تصدیق کرتے ہوئے خوشی سے رو پڑا۔ پھر انہوں نے معلوم کیا تو بات اسی طرح تھی جیسے خواب میں بتائی گئی تھی۔

عماد کاتب نے بیان کیا ہے کہ اس سال ملک نور الدین نے جامع داریا کو تعمیر کیا اور وہاں میر ابوسفیان الدارانی کے مزار کو بھی تعمیر کیا اور دمشق میں موسم سرما گزارا اور اس سال اس نے چار روز الکرک کا محاصرہ کیا اور وہاں سے صلاح الدین کا والد نجم الدین ایوب اس سے الگ ہو کر مصر میں اپنے بیٹے کے پاس چلا گیا اور نور الدین نے اسے وصیت کی کہ وہ اپنے بیٹے صلاح الدین کو حکم دے کہ وہ مصر میں عباسی خلیفہ المستنجد باللہ کا خطبہ دے' کیونکہ خلیفہ نے اس بارے میں اسے علامت کا پیغام بھیجا تھا اور اس سال فرنگی' السواحل سے شہیب بن الرقیق اور ابن القنقری کے ساتھ الکرک کی حفاظت کے لیے آئے اور یہ دونوں فرنگیوں کے بڑے بہادر سوار تھے' نور الدین ان دونوں کے مقابلہ کو گیا تو وہ اس کے راستے سے کترا گئے اور اس سال شام اور جزیرہ میں زبردست زلزلہ آیا اور زمین کے اکثر حصے پر چھا گیا اور شام کی بہت سی فصیلیں گر پڑیں اور بہت سے گھر اپنے باشندوں پر گر پڑے' خصوصاً دمشق' حمص' حماۃ' حلب اور بعلبک میں اس کی فصیلیں اور قلعے کا اکثر حصہ گر پڑا اور نور الدین نے ان جگہوں کی اکثریت کو از سرنو تعمیر کرایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ملک قطب الدین مودود بن زنگی:

حاکم موصل نور الدین محمود کا بھائی' اس کی عمر ۴۰ سال تھی' اور اس کی حکومت کا زمانہ ۲۰ سال تھا اور یہ بہترین بادشاہوں میں سے تھا اور رعیت کا محبوب تھا اور اس پر مہربان تھا اور اس سے حسن سلوک کرنے والا تھا اور خوش شکل تھا' اس کے بعد اس کا بیٹا سیف الدین غازی بادشاہ بنا جو الست خاتون بنت تمرتاش بن الغازی بن ارتق سے تھا جو ماردین کے حکمران تھے اور اس کی حکومت کا منتظم اور متصرف فخر الدین عبدالمسیح تھا اور یہ ظالم و غاصب تھا اور اس سال جزیرہ اندلس میں غرب کے بادشاہوں کے درمیان بہت جنگیں ہوئیں اور اسی طرح ملوک شرق کے درمیان بہت جنگیں ہوئیں اور اس سال اور اس سے پہلے سال امیر برغش کبیر نے حج کرایا اور میں نے اکابر اعیان میں سے کسی کو اس سال مرتے نہیں دیکھا۔

واقعات ــــ ۵۶۶ھ

اس سال المستنجد فوت ہوا اور اس کا بیٹا المستضئ خلیفہ بنا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ المستنجد اس سال کے شروع میں بیمار ہو گیا اور بظاہر لوگوں کے نزدیک صحت یاب ہو گیا اور اس وجہ سے اس نے عظیم ضیافت کی اور لوگ اس سے خوش ہوئے' پھر طبیب نے اسے حمام میں داخل کیا اور اسے شدید ضعف تھا اور وہ حمام میں مر گیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حکومت کے بعض آدمیوں نے اس کی جلد موت کے لیے طبیب کو اس کا حکم دیا تھا' اس نے ۲ ربیع الآخر بروز ہفتہ ظہر کے بعد ۴۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کی خلافت کا زمانہ گیارہ سال ایک ماہ تھا' اور وہ بہترین' عادل اور رعایا سے مہربانی کرنے والے خلفاء میں سے تھا اور اس نے ان سے ٹیکس روک دیئے اور عراق میں کوئی ٹیکس نہ چھوڑا اور اس کے ایک دوست نے ایک شریر شخص کے بارے میں اس کے پاس سفارش کی اور اس کے لیے دس ہزار دینار خرچ کیے تو خلیفہ نے اسے کہا میں تجھے دس ہزار دینار دوں گا' تو اس کی مثل میرے پاس لے آ تا کہ میں مسلمانوں کو اس کے شر سے بچاؤں اور المستنجد گندم گوں' دراز ریش تھا اور عباسیوں کا ۳۲ واں خلیفہ تھا اور جمل میں یہ لام باء ہے اسی لیے ایک ادیب نے اس کے بارے میں کہا ہے:

تو سب بنی عباس کا خلاصہ ہے' جب تو خلفاء کا حساب جمل شمار کرے گا۔

اور یہ بہت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا تھا اور اس نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ اس سے کہہ رہے تھے' کہہ اللّٰھم اھدنی فیمن ھدیت ، و عافنی فیمن عافیت ... یعنی پوری دعا قنوت کہلوائی اور ہفتے کے روز ظہر سے پہلے اس کا جنازہ پڑھا گیا اور دار الخلافت میں دفن کیا گیا' پھر اسے الرصافہ کے قبرستان میں لے جایا گیا۔

المستضئ کی خلافت:

ابو محمد الحسن بن یوسف المستنجد بن المقتفی' اس کی ماں ارمنیہ تھی جسے عصمت کہا جاتا تھا' اس کی پیدائش شعبان ۵۳۰ھ میں ہوئی اور اس کی بیعت اس کے باپ کی وفات کے روز ۹ ربیع الآخر اتوار کی صبح کو ہوئی اور لوگوں نے اس کی بیعت کی اور حسن بن علی کے بعد' اس کے سوا کسی شخص نے جس کا نام حسن ہو' خلافت نہیں سنبھالی' اور کنیت میں بھی آپ سے موافقت رکھتا ہو' اور اس روز اس نے لوگوں کو ایک ہزار سے زیادہ خلعت دیئے اور وہ جشن کا دن تھا اور ۲۱ ربیع الآخر جمعہ کے روز اس نے الروح بن الحدیثی کو بغداد کا قاضی القضاۃ مقرر کیا اور وزیر استاد عضد الدولہ کو بھی خلعت دیا اور تین نمازوں فجر' مغرب اور عشاء کے اوقات میں اس کے دروازے پر ڈھول بجائے جاتے اور اس نے غلاموں میں سے سترہ امیر بنائے اور اس نے واعظوں کو اجازت دی اور انہوں نے طویل مدت کی رکاوٹ کے بعد تقاریر کیں کیونکہ ان کی وجہ سے لمبی جنگیں شروع ہو جاتی تھیں' پھر وہ زیادہ حجاب میں رہنے لگا اور جب اس کی حکومت کی بشارت موصل آئی تو حماد کاتب نے کہا

"زمانہ المستضئی سے روشن ہو گیا جو چار کا وارث ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عم زاد ہے اور حق، شریعت اور عدل کے ساتھ آیا ہے۔ پس اس زندہ کرنے والے کو خوش آمدید۔ اہل بغداد کو مبارک ہو کہ وہ محتاجگی کے بعد ہر خوش گوار زندگی سے شادکام ہو گئے ہیں۔ اگرچہ وہ تاریک زمانے میں تھا مگر وہ روشن زمانے میں واپس آنے کے لیے گیا تھا"۔

اور اس سال ملک نور الدین رقہ کی طرف گیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اسی طرح نصیبین خابور اور سنجار پر بھی قبضہ کر لیا اور اسے اپنی بیٹی کے خاوند اور اپنے بھتیجے مودود بن عماد الدین کے سپرد کر دیا۔ پھر موصل کی طرف روانہ ہو گیا اور وہاں ۲۴ دن قیام کیا اور اسے اپنے بھتیجے سیف الدین غازی بن قطب الدین مودود کو الجزیرہ کے ساتھ دے دیا اور اپنی دوسری بیٹی کا اس سے نکاح کر دیا اور اس کی جامع کی تعمیر و توسیع کا حکم دے دیا اور اس کی تاسیس کے وقت خود وہاں کھڑا ہوا اور اس کا خطیب مقرر کیا اور فقہ کا درس بنایا اور ابوبکر البرقانی فقیہ کو تدریس پر مقرر کیا جو محمد بن یحییٰ کا شاگرد ہے اور وہ امام غزالی کا شاگرد ہے اور اس بارے میں اس کا حکم نامہ لکھا اور موصل کی بستیوں میں سے ایک بستی جامع پر وقف کی اور یہ سب کچھ شیخ صالح، عابد عمر الملاء کے مشورے سے ہوا اور ان کا ایک زاویہ تھا جس میں آپ کا قصد کیا جاتا تھا اور آپ ہر سال میلاد کے مہینے میں دعوت دیتے تھے اور اس میں ملوک، امراء اور وزراء آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے اور آپ اس کا اچھا انتظام کرتے تھے اور ملک نور الدین آپ کا دوست تھا اور اپنے معاملات میں آپ سے مشورہ لیتا تھا اور اپنے امور مہمہ میں آپ پر اعتماد کرتا تھا اور موصل میں اس نے جو تمام اچھے کام کیے اس کا مشورہ بھی آپ ہی نے اسے دیا تھا اس لیے آپ کی آمد سے اہل موصل کو خوشی ہوئی اور ان سے ہر تکلیف دور ہو گئی اور ان کے درمیان سے ظالم و غاصب فخر الدین عبدالمسیح کو نکال دیا گیا اور آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا، اور آپ اسے اپنے ساتھ دمشق لے گئے اور اسے اچھی جاگیر دی اور یہ عبدالمسیح نصرانی تھا اس نے اظہار اسلام کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے گھر کے وسط میں اس کا گرجا تھا اور یہ خاص طور پر علماء اور مسلمانوں کے حق میں بدسیرت اور بدنیت تھا اور جب نور الدین موصل آیا تو شیخ عمر الملا نے نور الدین سے اس کے لیے امان طلب کی اور جب نور الدین موصل آیا تو اس کا بھتیجا اس کے پاس آیا اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا تو اس نے اس سے حسن سلوک کیا اور اس کا اکرام کیا اور اسے خلعت پہنایا جو اسے خلیفہ سے ملا تھا اور وہ اسے پہن کر بڑی شان و شوکت کے ساتھ شہر میں آیا اور نور الدین کو موصل میں داخل نہیں ہونے دیا، سردی سخت ہو گئی اور اس نے وہاں قیام کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور جب وہاں اس کے قیام کی آخری رات تھی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے اسے فرمایا تیرا شہر تجھے اچھا لگا ہے اور تو نے جہاد کرنا اور خدا کے دشمنوں سے جنگ کرنا ترک کر دیا ہے؟ تو وہ فوراً اٹھ کر سفر پر روانہ ہو گیا اور اس نے شام کی طرف جاتے ہوئے صبح کی، اور شیخ ابن ابی عصرون کو قاضی مقرر کیا اور وہ سنجار، نصیبین اور خابور کا بھی قاضی تھا اور ابن ابی عصرون نے وہاں اصحاب اور نائبین مقرر کیے۔

اور اس سال صلاح الدین نے قضاۃ مصر کو معزول کر دیا کیونکہ وہ شیعہ تھا، اور وہاں صدر الدین عبدالملک بن درباس المارانی الشافعی کو قاضی القضاۃ مقرر کیا اور اس نے دیگر عملداریوں میں شافعیہ کو نائب مقرر کیا اور اس نے شافعیہ کے لیے ایک

مدرسہ تعمیر کیا اور دوسرا مالکیہ کے لیے' اور اس کے بھتیجے تقی الدین عمر نے ایک گھر خریدا جو منازل العز کے نام سے مشہور تھا اور اس نے اسے شافعیہ کے لیے مدرسہ بنا دیا اور اس پر الروضہ وغیرہ کو وقف کیا اور صلاح الدین نے شہر کی فصیلیں تعمیر کیں اور اسی طرح اسکندریہ کی فصیلیں بھی تعمیر کیں اور رعایا سے بہت حسن سلوک کیا اور سوار ہو کر عقلان اور غزہ کے نواح میں بلاد فرنگ پر غارت گری کی اور ایلہ پر ان کا جو قلعہ تھا اسے ضرب لگائی اور ان کے بہت سے جانبازوں کو قتل کر دیا اور اس کے اہل شام سے آتے ہوئے اسے ملے اور طویل جدائی کے بعد ان کی پراگندگی مجتمع ہوگئی اور اس سال تمام مصر سے صلاح الدین نے حی خیر العمل کی اذان ختم کر دی اور منابر پر بنو عباس کے خطبہ کے لیے راہ ہموار کرنے لگا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

طاہر بن محمد بن طاہر:

ابو زرعہ اصلاً مقدسی اور مولداً رازی اور گھرانے کے لحاظ سے ہمدانی ہیں' آپ ۴۸۱ھ میں پیدا ہوئے اور آپ کے والد حافظ محمد بن طاہر نے آپ کو بہت سماع کرایا اور آپ مسند الشافعی کو روایت کرتے تھے' آپ نے ۷؍ربیع الآخر بروز بدھ' ہمدان میں وفات پائی' آپ کی عمر نوے سال کے قریب تھی۔

قاضی یوسف:

ابو الحجاج بن الجلال' مصر کے دیوان انشاء کے افسر' آپ اس فن میں قاضی فاضل کے شیخ تھے' آپ نے اس سے اشتغال کیا اور اس میں ماہر ہوگئے' اور جب آپ بڑھاپے کے باعث اس کام کا بوجھ اٹھانے سے کمزور ہوگئے تو آپ نے اندازہ لگایا کہ وہ آپ کی جگہ ہوں اور قاضی فاضل آپ کی اور آپ کے اہل کی ذمہ داری ادا کرتے تھے' حتیٰ کہ وہ فوت ہوگئے' پھر ان کی موت کے بعد وہ ان کے اہل سے بہت حسن سلوک کرتے تھے۔

یوسف بن خلیفہ:

المستنجد باللہ بن المقتفی بن المستظہر اس کے حالات اور وفات کا ذکر پہلے ہو چکا ہے' اس نے اپنے چچا ابو نصر ابن المستظہر کے چند ماہ بعد وفات پائی اور اس کے بعد المستظہر کا کوئی بیٹا باقی نہ رہا اور اس کی وفات اس سال ۲۸؍ذوالقعدہ منگل کے روز ہوئی۔



واقعات ــــــ ۵۶۷ھ

مصر کے حکمران العاضد کی وفات:

اس سال کے پہلے جمعہ کو العاضد کی وفات ہوئی' تو صلاح الدین نے دوسرے جمعہ میں حکم دیا کہ مصر اور اس کے مضافات میں بنوعباس کا خطبہ دیا جائے اور یہ ایک جشن کا دن تھا۔ اور جب ملک نورالدین کو اطلاع ملی تو اس نے ابن ابی عصرون شہاب الدین ابی المعالی کے ہاتھ خلیفہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے اس کے متعلق بتائے۔ پس بغداد کو آراستہ کیا گیا اور بازار بند کر دیئے گئے اور خیمے لگائے گئے اور مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی اور مصر سے بنوعباس کے خطبہ کو مطیع عباسی کی خلافت میں ۳۵۹ھ میں اسی وقت ختم کر دیا گیا تھا جب المعز فاطمی بانی قاہرہ کے زمانے میں مصر پر فاطمی متغلب ہو گئے تھے اور اب تک ان کا خطبہ موقوف تھا اور یہ ۲۸۶ سال بنتے ہیں' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے اور میں نے اس کا نام النصر علی مصر رکھا۔

عبیدیوں کے آخری خلیفہ العاضد کی وفات:

العاضد لغت میں قاطع کو کہتے ہیں "لا یعضد شجرھا" یعنی اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور اسی کے ذریعے ان کی حکومت قطع ہوئی' اس کا نام عبداللہ اور کنیت ابومحمد بن یوسف حافظ بن المستنصر بن الحاکم بن المعز بن المنصور القاہری' ابی الغنائم بن المہدی ان کا پہلا خلیفہ تھا اور العاضد ۵۴۶ھ میں پیدا ہوا اور ۲۱ سال زندہ رہا اور اس کی سیرت مذموم تھی اور یہ خبیث شیعہ تھا اور اگر اسے طاقت ہوتی تو یہ جس اہل سنت پر قدرت پاتا قتل کر دیتا اور اتفاق سے جب صلاح الدین کی حکومت استوار ہو گئی تو اس نے نورالدین کے حکم کے مطابق بنوعباس کے خطبے کا حکم دیا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ خلیفہ نے نورالدین کو اس بارے میں پیغام بھیجا اور اپنی وفات سے قبل اسے ملامت کی اور المستنجد اس وقت قریب المرگ مریض تھا اور جب وہ مر گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا خلیفہ بنا تو مصر میں اس کا خطبہ ہوا' پھر العاضد بیمار ہو گیا اور یوم عاشوراء کو اس کی وفات ہوئی اور ملک صلاح الدین اس کے جنازے میں شامل ہوا اور اس کی تعزیت میں بھی حاضر ہوا اور اس پر رویا اور افسوس کیا اور اس نے اس کا بہت غم کیا اور وہ اس کے احکام کا مطیع تھا اور العاضد' کریم اور سخی تھا اللہ اس سے درگزر فرمائے اور جب وہ فوت ہو گیا تو صلاح الدین' محل پر سب چیزوں سمیت قابض ہو گیا اور اس نے العاضد کے اہل کو وہاں سے ایک گھر میں منتقل کر دیا جو اس نے ان کے لیے الگ تیار کیا تھا اور ان سے جو خلافت کھو چکی تھی' اس کے عوض ان کی رسد اور خوشگوار اخراجات' مقرر کر دیئے اور العاضد کی وفات سے قبل' صلاح الدین مصر میں بنوعباس کے خطبے کے قائم کرنے پر متندم تھا اور اس نے اس کی وفات کے بعد اس کی ضمانت کیوں نہ

[illegible] نے اس بارے میں نظم کی ہے:

''اب عاضد سے پاک فوت ہو گیا ہے اور بد عتی مصر میں منہ نہیں کھول سکتا اور اس کے فرعون کا زمانہ گزر گیا ہے اور یوسف اس کے امور کا ثالث منتظر ہو گیا ہے اور گمراہوں کا انگارا بجھ گیا ہے اور شرک سے جو کچھ بھڑکا تھا وہ زمین میں دھنس گیا ہے اور صلاح الدین کی جمعیت وہاں اکٹھی ہوئی ہے اور راشی کا بار پرو دیا جا چکا ہے''۔

اور جب بنو عباس کے شعار کو مشہور کرنے لگا تو باطل چھپ گیا اور توحید کے داعی نے انتظار کرتے ہوئے اور شرک کے داعیوں سے انتقام لیتے ہوئے رات بسر کی اور گمراہوں نے تاریک سایوں میں ناسمجھی اور اندھے میں دن گزارا اور جب علماء کے منابر چمک اٹھے تو جاہل تاریکیوں کی طرف لوٹ گئے اور المستضئی کے ذریعے حق کی امارت جو منہدم ہو چکی تھی۔ دوبارہ بلند ہو گئی اور وہ حکومت جو مغلوب ہو گئی تھی وہ دوبارہ قائم ہو گئی اور دین مظلوم ہونے کے بعد غالب آ گیا اور اسلام کا کندھا عظمت و جلال سے جھوما اور اسلام کے دانت مسکرائے اور متبسم ہوئے اور ہدایت کے چہرے خوشی سے تمتمائے کفر کو چاہیے کہ وہ ندامت سے اپنے دانت پیسے دشمنوں کے حریم کی دوبارہ عزت جاتی رہی اور وہ سرکشوں میں تقسیم ہو گیا' ان ننے محلات والوں کے محلات برباد کر دیے اور کمال کا گھر آباد کرنے والا بلند ہوا اور خاموشی کے بعد ان میں رہنے والا' پریشان ہو گیا اور ذلت کے ساتھ مر گیا۔

اور بغداد میں جو اشعار کہے گئے اس میں وہ خلیفہ المستضئی کو مصر اور اس کے مضافات میں اس کے خطبے کی خوشخبری دیتے ہوئے کہتا ہے ؎

''اے میرے آقا' تجھے فتح کی مبارک ہو جس کی وجہ سے سواریاں تیری طرف تیزی سے آتی ہیں' تو نے اس فتح کے ذریعے مصر پر قابو پایا ہے' حالانکہ اس کے درپے شرک کی وجہ سے ناامیدی حائل تھی اور اس میں حق کو پھینکا جاتا تھا' اللہ کے فضل سے اس میں ہمارے امام کا نام دوبارہ آ گیا ہے اور وہ سب شہروں پر فخر کرتا ہے اور اگر یوسف کے لیے اس کا مصر مطیع ہو گیا ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اور وہ اس کی بلندیوں کی طرف دیکھتا تھا' پس یہ خلق' خلق اور عفت میں اس کی مانند ہے اور زمین میں سب خدائے رحمان کی جانب سے جانشین کرتے ہیں اور تو نے وہاں پر آل ہاشم سے عار کو دور کر دیا ہے اور اس نے تیری تلوار کے سوا' دور ہونے سے انکار کر دیا تھا''۔

اور ابو شامہ نے الروضتین میں اس کا ذکر کیا ہے اور یہ اس سے بھی طویل قصیدہ ہے' اور اس نے بیان کیا ہے کہ ابو الفضائل حسین بن محمد بن برکات وزیر نے خلیفہ کو اس کی موت کے وقت ایک خواب کے بعد جو اس نے دیکھا یہ قصیدہ سنایا اور یوسف ثانی سے اس کی مراد المستنجد ہے اور ابن جوزی نے بھی ایسے ہی بیان کیا ہے کہ یہ قصیدہ المستنجد کی زندگی میں سنایا گیا اور وہاں صرف اس کے بیٹے المستضئی کا خطبہ دیا گیا اور ملک ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب کے نام سے گفتگو چل پڑی اور جب خلیفہ کو مصر میں اس کے خطبہ کی بشارت دی گئی تو اس نے ملک نور الدین کو توقیر و تعظیم کا پیغام بھیجا اور اسی طرح دیار مصر میں ملک صلاح الدین کو بھی بھیجا اور اس کے ساتھ سیاہ کہا ہے کہ جب صلاح الدین مملکت کی مضبوطی اور خطبے کے قیام اور تعزیت سے فارغ ہوا تو اس نے دونوں محلات کے ذخائر پیش کرنے کو کہا تو اس نے ان دونوں میں ذخائر' متاع' آلات' ملبوسات اور عمدہ

بچھونے اور بڑی چیزیں پائیں' ان میں سات سو یکتا موتی اور زمرد کی چھڑی جس کی لمبائی ایک بالشت اور موٹائی انگوٹھے کے برابر تھی اور یاقوت کی ایک لڑی اور سنگ لرزاں کا ایک لڑا اور قولنج کا ایک ڈھول جب دنی شخص اس پر ضرب لگاتا تو اس کی دبر سے غلیظ ریح نکلتی اور جو اس قولنج کو پاتا اسے چھوڑ کر واپس چلا جاتا' اتفاق سے ایک کرد امیر نے اسے اپنے ہاتھ میں پکڑا اور اسے معلوم نہیں تھا کہ اس کا کام کیا ہے' اس نے اس پر چوٹ لگائی تو اس نے گوز مارا تو اس نے اپنے ہاتھ سے اسے زمین پر گرا دیا اور اسے توڑ دیا اور وہ بیکار ہو گیا اور زمرد کی چھڑی کو توڑ کر صلاح الدین نے اس کے تین ٹکڑے کیے اور اسے اپنی بیویوں میں تقسیم کر دیا اور اپنے امراء کے درمیان بلخش[1] یاقوت اور سونے چاندی کے بہت سے ٹکڑے اور آثاث و متاع وغیرہ تقسیم کیے اور جو کچھ اس سے بچ گیا اسے فروخت کر دیا اور سرکردہ تاجر اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور جو اثاث و متاع وہاں بچ گیا تھا تقریباً دس سال تک اس کی خرید و فروخت ہوتی رہی اور اس نے ان میں سے بغداد میں خلیفہ کے پاس قیمتی اور نفیس تحائف بھیجے اور اسی طرح ملک نور الدین کے پاس بھی بھیجے' اس نے اس کی طرف بھی بہت سی اچھی چیزیں بھیجیں اور جو اموال اسے حاصل ہوئے ان میں سے اس نے اپنے لیے کچھ جمع نہ کیا بلکہ اس کے اردگرد جو امراء وغیرہ تھے وہ انہیں دے دیا کرتا تھا اور جو چیزیں اس نے نور الدین کی طرف بھیجیں ان میں بلخش کے تین ٹکڑے تھے جن میں سے ایک کا وزن تیس مثقال' دوسرے کا اٹھارہ مثقال اور تیسرے کا دس مثقال تھا اور بعض کا قول ہے کہ بہت سے موتی بھی ساتھ تھے اور ساٹھ ہزار دینار اور ایسا عطر جس کی مثل نہیں سنی گئی اور ایک گدھی اور ایک بہت بڑا ہاتھی' گدھی تو جملہ تحائف میں خلیفہ کے پاس بھیج دی گئی' ابن ابی طی کا بیان ہے کہ اس میں ایک لائبریری بھی آئی جس کی نظیر اسلامی شہروں میں موجود نہ تھی جو دو کروڑ کتابوں پر مشتمل تھی' راوی کا بیان ہے کہ عجیب بات یہ ہے کہ وہاں تاریخ طبری کے ایک ہزار دو سو بیس نسخے تھے اور العماد کاتب نے بھی ایسے ہی بیان کیا ہے کہ کتابیں تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار تھیں اور ابن اثیر نے بیان کیا ہے اور اس میں خط منسوب میں تحریر کردہ ایک لاکھ کتاب تھی' اس لائبریری کی سپرد داری قاضی فاضل نے لی اور اس نے ان سے منتخب کر کے بہت سی کتابیں لے لیں۔

راوی کا بیان ہے کہ اس نے شاہی محل کو امراء میں تقسیم کر دیا تو انہوں نے وہاں رہائش اختیار کر لی اور اس نے اپنے باپ نجم الدین ایوب کو ایک عظیم محل میں ٹھہرایا جو خلیج پر واقع تھا اور اسے اللؤلؤۃ کہا جاتا تھا' جس میں کافوری باغ تھا اور اس نے اکثر امراء کو ان گھروں میں ٹھہرایا جو فاطمیوں کی طرف منسوب ہوتے تھے اور ترکوں میں سے کوئی آدمی جب ان لوگوں کو ملتا جو وہاں اکابر تھے تو وہ اس کے کپڑے اتار لیتے اور اس کا گھر لوٹ لیتے حتیٰ کہ ان میں سے بہت سے آدمی شہروں میں متفرق ہو گئے اور مختلف سمتوں میں بکھر گئے اور سبا کے ہاتھ بن گئے۔

اور فاطمیوں کی حکومت کا زمانہ ۲۸۰ سال سے کچھ زیادہ ہے اور وہ گزرنے والے کل کی طرح ہو گئے گویا وہ اس میں رہے ہی نہ تھے اور ان کا پہلا بادشاہ مہدی تھا اور وہ سلمیہ کا لوہار تھا' لیکن کا نام عبید تھا اور وہ یہودی تھا' اس نے بلادِ مغرب میں داخل ہو

---

[1] بلخش ایک قسم کا قیمتی جوہر ہے۔ (مترجم)

کر اپنا نام عبید اللہ رکھ لیا اور دعویٰ کیا کہ وہ علوی فاطمی سید ہے اور اس نے اپنے بارے میں کہا کہ وہ مہدی ہے جیسا کہ ۳۰۰ھ کے بعد کئی علماء اور آئمہ نے اس کا ذکر کیا ہے جیسا کہ پہلے تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں' حاصل کلام یہ کہ اس کذاب دعی[1] نے ان شہروں میں جو افتراء کیا تھا وہ مشہور ہو گیا اور جہلاء کی ایک جماعت نے اس کی مدد کی اور اسے حکومت اور سطوت حاصل ہو گئی پھر اسے اس قدر قوت حاصل ہو گئی کہ اس نے ایک شہر تعمیر کیا جس کا نام اپنی نسبت سے المہدیہ رکھا اور وہ مطاع بادشاہ بن گیا' وہ رفض کا اظہار کرتا' حالانکہ وہ محض کفر پر منطوی تھا' پھر اس کے بعد اس کا بیٹا القائم محمد بادشاہ بنا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا منصور اسماعیل پھر اس کا بیٹا المعز معد بادشاہ بنا اور یہ ان میں سے دیار مصر میں داخل ہونے والا پہلا شخص ہے اور اس کے لیے القاہرۃ المعزیہ اور دو محل بنائے گئے' پھر اس کا بیٹا العزیز تزار' پھر اس کا بیٹا الحاکم منصور' پھر اس کا بیٹا طاہر علی پھر اس کا بیٹا المستنصر معد پھر اس کا بیٹا المستعلی احمد پھر اس کا بیٹا الآمر منصور پھر اس کا عمزاد حافظ عبدالمجید پھر اس کا بیٹا ظافر اسماعیل پھر الفائز عیسیٰ پھر اس کا عمزاد العاضد عبداللہ بادشاہ بنا اور یہ ان کا آخری بادشاہ تھا' یہ سب چودہ بادشاہ تھے اور ان کی بادشاہت کی مدت ۲۸۰ سال سے کچھ زیادہ ہے اور بنو امیہ کے خلفاء کی تعداد بھی چودہ ہے' لیکن ان کی مدت ۸۰ سال سے کچھ زیادہ ہے اور ان کے اسماء کو ایسے اشعار میں نظم کیا گیا ہے جو بنو عباس کے اشعار کے تابع ہیں اور یہ اشعار اس وقت کہے گئے جب ۶۵۶ھ میں بغداد میں ان کی حکومت کا خاتمہ ہوا' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' اور فاطمی خلفاء بڑے سرمایہ دار اور مالدار تھے اور سرمایہ دار خلفاء سے بڑھ کر جابر و ظالم تھے اور سیرت کے لحاظ سے ناپاک ترین بادشاہوں اور نیت کے لحاظ سے خبیث ترین بادشاہوں میں سے تھے' ان کی حکومت میں بدعات اور منکرات کو فروغ ہوا اور مفسدین زیادہ ہو گئے اور صالحین علماء اور بندے ان کے ہاں کم ہو گئے اور ارضِ شام میں نصرانیہ' درزیہ اور حشیشیہ کی کثرت ہو گئی اور پورے سواحل شام پر فرنگی متغلب ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے قدس' نابلس' عجلون' غور' بلاد غزنی' عسقلان' کرک الشوبک' طبریہ' بانیاس' صور' عکا' صیدا' بیروت' صفد' طرابلس' انطاکیہ اور اس کے اردگرد کے علاقے سے بلاد ایاس وسیس تک قبضہ کر لیا اور بلاد آمد' الرہا' راس العین اور مختلف شہروں وغیرہ پر انہوں نے غلبہ پا لیا اور انہوں نے اس قدر مسلمانوں کو قتل کیا جنہیں اللہ کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا اور انہوں نے مسلمانوں کے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا حالانکہ ان سب شہروں کو صحابہؓ نے فتح کیا تھا اور وہ دارالاسلام بن گئے تھے اور انہوں نے مسلمانوں کے بے شمار اموال کو بھی لے لیا اور قریب تھا کہ وہ دمشق پر متغلب ہو جائے لیکن اللہ نے بچا لیا اور جب ان کی حکومت کا زمانہ گزر گیا اور ان کے حالات خراب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قوت اور رحمت سے یہ سارے شہر دوبارہ مسلمانوں کو دے دیئے اور مشہور شاعر عرقلہ نے کہا ہے۔

''آل علی کے بعد حکومت' آل شادی کے ملوک سے رخشندہ ہو گئی ہے' اور مشرق لوگوں کے لیے مغرب پر حسد کرنے لگا اور مصر' بغداد پر تکبر کرنے لگا' انہوں نے عزم و حزم سے اور جگر میں فولاد کی جھنکار سے اس پر قبضہ کیا نہ کہ فرعون

---

[1] دعی: اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے آپ کو غیر باپ یا غیر قوم کی طرف منسوب کرے اور حقیقتاً اس سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ (مترجم)

وعزیز کی طرح اور نہ ان کی طرح جو وہاں خطیب اور استاد کی طرح تھے''۔

ابو شامہ کا بیان ہے کہ استاد سے مراد گویا نوراشیدی ہے اور آلِ علی سے اس کی مراد فاطمی ہیں جو اپنے خیال میں آلِ علی تھے حالانکہ وہ فاطمی نہیں تھے' وہ عبید کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور اس کا نام سعید تھا اور وہ سلمیہ میں یہودی لوہار تھا پھر اس نے آئمہ کے کلام میں سے وہ باتیں بیان کی ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں اور ان کی نسب میں طعن کیا ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ میں نے مختصر تاریخ دمشق میں عبدالرحمٰن بن الیاس کے حالات میں ان باتوں کا استقصاء کیا ہے' پھر اس نے الروضتین میں اس جگہ پر ان کی قبائح اور بعض اوقات جو وہ اعلانیہ کفریات بیان کرتے تھے بہت سی باتوں کا ذکر کیا ہے اور قبل ازیں ان میں سے بہت سی باتیں ان کے حالات میں بیان ہو چکی ہیں۔

ابو شامہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک الگ کتاب لکھی ہے جس کا نام میں نے کشف ما کان علیه بنو عبید من الکفر والکذب والمکر والکید رکھا ہے اور اسی طرح علماء نے ان کی رد میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور اس بارے میں سب سے بڑی کتاب قاضی ابوبکر باقلانی کی ہے جس کا نام آپ نے کشف الأسرار و هتك الاستار رکھا ہے اور بنوایوب نے دیارِ مصر میں جو کچھ کیا اس پر ان کی تعریف کرتے ہوئے ایک شاعر نے کیا ہی اچھا کہا ہے ؎

''تم نے مصر سے بنی عبید کی کافر حکومت کی آزمائش کو دور کیا اور یقیناً یہ ایک خوبی کی بات ہے' وہ زنادقہ' شیعہ' باطنیہ اور مجوس تھے اور صالحین میں ان کی کوئی اصل نہیں ہے' وہ کفر کو چھپاتے تھے اور تشیع کا اظہار کرتے تھے تاکہ سابور کو چھپالیں اور ان پر جہالت غالب تھی''۔

اور اس سال صلاح الدین نے اہلِ مصر سے ٹیکس ساقط کر دیئے اور اس کے متعلق ۳ رصفر جمعہ کے بعد علی رؤس الاشہاد حکمنامہ پڑھا گیا اور اس سال نورالدین اور صلاح الدین کے درمیان نفرت ہو گئی اور یہ واقعہ یوں ہے کہ نورالدین نے اس سال سواحل میں بادِ فرنگ سے جنگ کی اور ان میں بڑا عذاب نازل کیا اور اس کے متعلق ان کے دلوں میں ناراضگی اور خوف جاگزیں ہو گیا پھر اس نے الکرک کے محاصرہ کا ارادہ کیا اور صلاح الدین کو لکھا کہ وہ مصری فوجوں کے ساتھ اسے بلاد الکرک میں آملے تاکہ دونوں وہاں اکٹھے ہوں اور ان مصالح پر اتفاق کریں جن کا فائدہ مسلمانوں کو حاصل ہو' صلاح الدین کو اس سے وہم ہوا اور وہ ڈرا کہ کہیں یہ بات مصیبت ہی نہ ہو جس سے وہ قوت وسطوت زائل ہو جائے جو اسے بلادِ مصر میں حاصل ہوئی ہے' لیکن اس کے باوجود وہ امتثال امر کے لیے اپنی فوج کے ساتھ روانہ ہوا اور کئی روز تک چلتا رہا' پھر سواریوں کی قلت کا بہانہ بنا کر واپس آ گیا' نیز یہ کہ جب وہ مصر سے دور ہو گا اور اس سے غافل ہو گا تو اس کے امور میں اختلال واقع ہو جائیں گے اور اس نے نورالدین کے پاس معذرت نامہ بھیجا جس سے اس کے دل میں رنجش پیدا ہو گئی اور اس کی ناراضگی اس پر بڑھ گئی اور اس نے مصر میں داخل ہونے اور صلاح الدین سے اسے چھین لینے اور کسی اور کو اس کا حکمران بنانے کا عزم کیا اور جب صلاح الدین کو یہ اطلاع ملی تو اس کا دل اس سے تنگ ہوا اور اس نے امراء اور کبراء کی موجودگی میں اس بات کا ذکر کیا تو اس کے بھتیجے تقی الدین عمر نے جلدی سے کہا خدا کی قسم اگر نورالدین نے ہمارا قصد کیا تو ہم ضرور اس سے جنگ کریں گے تو صلاح الدین کے والد امیر نجم الدین نے

اسے سب وشتم کیا اور اسے خاموش کرا دیا پھر اس نے اپنے بیٹے سے کہا میں جو بات تجھے کہتا ہوں اسے سن قسم بخدا! اس جگہ پر مجھ سے اور تیرے اس ماموں شہاب الدین الحارمی سے بڑھ کر تجھ پر رحم کھانے والا کوئی نہیں' اور اگر ہم نے نور الدین کو دیکھا تو ہم جلدی سے اس کی طرف جائیں گے اور اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیں گے اور اسی طرح بقیہ امراء اور فوج بھی کرے گی اور اگر اس نے مجھے لکھا کہ تجھے اس کے پاس کسی کے ساتھ بھیجوں تو میں ایسا کروں گا' پھر وہاں جو لوگ موجود تھے اس نے انہیں واپس چلے جانے کا حکم دیا اور جب وہ اپنے بیٹے کے ساتھ خلوت میں ہوا تو اس نے اسے کہا کیا تجھے عقل نہیں ہے؟ تو اس قسم کی بات ان لوگوں کے سامنے کرتا ہے اور عمر اس قسم کی باتیں کرتا ہے اور اس پر نکتہ چینی کرتا ہے' پس نور الدین کے نزدیک تیرا قصد کرنے اور تجھ سے لڑنے اور ہمارے گھروں اور عمروں کے تباہ کرنے کے سوا' کوئی اہم بات نہیں رہ جاتی اور اگر ہماری فوج نور الدین کو دیکھ لے تو ان میں سے ایک شخص بھی تیرے ساتھ نہ رہے اور سب اس کے پاس چلے جائیں' لیکن تو اس کی طرف پیغام بھیج اور اس سے نرمی کر اور اس کے ہاں عاجزی اختیار کر اور اسے کہہ کہ ہمارے آقا سلطان کو میرے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آنے کی کیا ضرورت ہے؟ میرے پاس نجاب یا جمال کو بھیج دیجئے میں ان کے ساتھ آپ کے سامنے حاضر ہو جاؤں گا اور اس نے اسے اس کی طرف بھیجا اور جب نور الدین نے یہ بات سنی تو اس کا دل اس کے لیے نرم ہو گیا اور اس کا ارادہ اس کے متعلق بدل گیا اور وہ کسی اور کام میں مشغول ہو گیا اور اللہ کا فیصلہ طے شدہ ہوتا ہے۔

اور اس سال نور الدین نے ڈاک لانے لے جانے والے کبوتر تیار کیے اس لیے کہ اس کی مملکت وسیع اور پھیلی ہوئی تھی اور وہ التوبہ کی حد سے ہمذان تک بادشاہ تھا اور اس میں صرف فرنگیوں کے شہر آئے تھے اور وہ سب کے سب اس کے غلبے اور صلح تلے تھے اس لیے اس نے ہر قلعہ میں وہ کبوتر تیار کیے جو آفاق میں تھے نہایت تھوڑی مدت میں اور آسانی کے ساتھ خطوط لے جاتے تھے اور ان کے متعلق قاضی فاضل نے کیا خوب کہا ہے کہ کبوتر' بادشاہوں کے فرشتے ہیں اور العماد کاتب نے اسے طول دیا ہے اور عجیب وغریب باتیں کی ہیں۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

عبداللہ بن احمد:

ابن احمد بن احمد ابو محمد بن الخشاب' آپ نے قرآن پڑھا اور حدیث کا سماع کیا اور نحو سیکھی' حتیٰ کہ ان دونوں میں اپنے زمانے کے لوگوں کے سردار بن گئے اور عبدالقاہر جرجانی کی کتاب الجمل کی شرح کی اور آپ صالح اور رضا کار آدمی تھے اور نحاۃ میں یہ نادر بات ہے' آپ نے اس سال شعبان میں وفات پائی' اور امام احمد کے قریب دفن ہوئے اور آپ کو خواب میں دیکھا گیا تو آپ سے پوچھا گیا اللہ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے کہا اس نے مجھے بخش دیا ہے اور مجھے جنت میں داخل کیا ہے مگر اس نے مجھ سے اور علماء کی ایک جماعت سے اعراض کیا ہے جنہوں نے عمل کو چھوڑ دیا اور قول میں مشہور رہے' ابن خلکان نے بیان کیا ہے آپ اپنے لباس وخوراک میں بے تکلف تھے اور آپ مشرق ومغرب کو جانے والے کی پرواہ نہیں

کرتے تھے۔

محمد بن محمد بن محمد:

ابوالمظفر الدوی آپ نے محمد بن یحییٰ تمید امام غزالی سے فقہ سیکھی اور مناظرہ کیا اور بغداد میں وعظ کیا اور آپ اشعری کے مذہب کا اظہار کرتے تھے اور حنابلہ پر اعتراض کرتے تھے' آپ نے اس سال رمضان میں وفات پائی۔

صوفی ناصر بن الجونی:

آپ حدیث کی جستجو میں برہنہ پا چلتے تھے' آپ نے بغداد میں وفات پائی۔

نصر اللہ بن عبداللہ ابوالفتوح:

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال نصر اللہ بن عبداللہ ابوالفتوح اسکندری نے جو بعیذاب میں ابن قلاقش شاعر کے نام سے مشہور ہے آپ ۴۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور شیخ ابوبکر یحییٰ بن سعدون' القرطبی نزیل موصل مہمان نواز نحوی نے بیان کیا ہے کہ اس سال صلاح الدین کے بیٹے العزیز اور الظاہر پیدا ہوئے اور منصور بن محمد بن تقی الدین عمر پیدا ہوا۔

واقعات ــــ ۵۶۸ھ

اس سال نور الدین نے صلاح الدین کی طرف پیغام بھیجا۔ اور ایلچی الموفق خالد بن القیسرانی تھا کہ وہ دیار مصر کا حساب کرے' اس لیے کہ نور الدین نے اس ہدیہ کو کم سمجھا جو اس نے اس کی طرف بھیجا تھا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ ہر سال دیار مصر پر ٹیکس مقرر کرے اور اس سال صلاح الدین نے الکرک اور الشوبک کا محاصرہ کر لیا اور ان کے باشندوں کو تنگ کیا اور ان کے صوبوں کی بہت سی جگہوں کو برباد کر دیا لیکن اس سال اسے وہاں کامیابی نہ ہوئی اور اس سال فرنگی شام میں زرع[1] جانے کے لیے تیار ہوئے اور وہ سمسکین پہنچے تو نور الدین ان کے مقابلے میں نکلا تو وہ اس سے ڈر کر غور کی طرف بھاگ گئے' پھر السواد کی طرف پھر الشلالہ کی طرف بھاگ گئے تو اس نے طبریہ کی طرف فوج بھیجی جس نے وہاں فساد کیا اور لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا اور غنیمت حاصل کی اور صحیح سلامت واپس آ گئی اور فرنگی ناکام ہو کر واپس آ گئے' اور اس سال سلطان صلاح الدین نے اپنے بھائی شمس الدولہ نور شاہ کو بلاد نوبہ کی طرف بھیجا اور اس نے اسے فتح کر لیا اور اس کے قلعے پر قابض ہو گیا اور اس قلعے کو ابریم کہا جاتا ہے اور جب اس نے دیکھا کہ اس شہر سے کوئی فائدہ نہیں اور یہ اپنی مشقت سے اپنا خراج بھی پورا نہیں کرے گا تو اس نے مذکورہ قلعے پر کردوں کے ایک شخص ابراہیم نام کو نائب مقرر کیا اور اسے قلعہ ابریم کا سالار بنا دیا اور بیکار کردوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ مل گئی' پس وہاں ان کے اموال بکثرت ہو گئے اور احوال اچھے ہو گئے اور انہوں نے غارت گری کی اور غنائم حاصل کیں۔

---

[1] اصل میں ایسے ہی لکھا ہے اور ابن اثیر نے کہا ہے کہ انہوں نے بلاد حوران جو دمشق کی عملداری میں ہے جانے کا قصد کیا۔

اور اس سال صلاح الدین کے والد امیر نجم الدین ایوب بن شادی کی وفات ہوئی' آپ اپنے گھوڑے سے گر کر مر گئے اور الوفیات میں ابھی آپ کے حالات بیان ہوں گے اور اس سال ملک نور الدین' عز الدین قلیج ارسلان بن مسعود ابن قلیج ارسلان بن سلیمان سلجوقی کے ملک کی طرف گیا اور وہاں جو خلل تھا اس کی اصلاح کی پھر روانہ ہو کر اس نے مرعش اور بہسنا کو فتح کیا اور دونوں میں اچھے کام کیے العماد کا بیان ہے کہ اس سال فقیہ امام کبیر' قطب الدین نیشاپوری آئے' آپ اپنے زمانے کے فقیہ اور لاثانی آدمی تھے' پس نور الدین آپ کی آمد سے خوش ہوا اور آپ کو حلب میں باب العراق کے مدرسہ میں اتارا گیا' پھر آپ کو دمشق لایا گیا اور آپ نے جامع الغربیہ کے زاویہ میں درس دیا جو شیخ نصر المقدسی کے نام سے مشہور ہے' پھر آپ مدرسۃ الجاروق میں آئے' پھر نور الدین نے شافعیہ کے لیے ایک بڑا مدرسہ تیار کرنا شروع کر دیا اور اس سے قبل موت نے اسے آلیا ابو شامہ نے بیان کیا ہے کہ وہ مدرسہ العادلیۃ الکبیرۃ ہے جسے بعد ازاں ملک عادل ابوبکر بن ایوب نے تعمیر کیا اور اس سال شہاب الدین بن ابی عصرون بغداد سے واپس آیا اور اس نے دیار مصر میں عباسی خطبہ دے کر ابتداء کی اور اس کے پاس نور الدین کو درب ہارون اور صریفین جاگیر میں دینے کا خلافتی حکمنامہ بھی تھا اور پہلے یہ اس کے باپ عماد الدین کی جاگیر میں تھیں اور نور الدین نے چاہا کہ بغداد میں دجلہ کے کنارے ایک مدرسہ تعمیر کرے اور ان دونوں جگہوں کو اس پر وقف کر دے مگر تقدیر نے اسے روک دیا اور اس سال خوارزم کی جانب سلطان شاہ اور اس کے دشمنوں کے درمیان بہت جنگیں ہوئیں جن کا ابن اثیر اور ابن الساعی نے استقصاء کیا ہے اور اس سال ملک الارمن ملیح بن لیمن نے رومی فوجوں کو شکست دی اور ان سے بہت سی چیزیں حاصل کیں اور نور الدین کی طرف بہت سے اموال اور ان کے بہت سے سرداروں کے تیس سر بھی بھجوائے اور نور الدین نے انہیں خلیفۃ المستقی کے پاس بھیج دیا اور اس سال صلاح الدین نے تقی الدین عمر ابن شاہنشاہ کے غلام قراقوش کے ساتھ ایک فوج بلاد افریقہ کی طرف بھیجی اور اس نے اس کے بہت سے علاقے پر قبضہ کر لیا جن میں طرابلس الغرب کا شہر بھی شامل تھا اور اس کے ساتھ متعدد شہر بھی تھے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ایلدکز کی اتابکی:

آذربائیجان وغیرہ کا حکمران' یہ کمال السمیری کا غلام تھا جو سلطان محمود کا وزیر تھا' پھر اس کی شان بڑھ گئی اور طاقتور ہو گیا اور اس نے بلاد آذربائیجان اور بلاد جبل وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور یہ عادل' شجاع' اور رعیت سے حسن سلوک کرنے والا تھا' اس نے ہمدان میں وفات پائی۔

امیر نجم الدین ابوالشکر ایوب بن شادی:

ابن مروان' بعض نے مروان کے بعد ابن یعقوب کا اضافہ کیا ہے اور جمہور یہ کا خیال یہ ہے کہ شادی کے بعد ان کے نسب میں کوئی مشہور آدمی نہیں ہے اور بعض نے یہ عجیب خیال پیش کیا ہے کہ یہ بنو امیہ کے آخری خلیفہ مروان بن محمد کی نسل سے

ہے اور یہ بات درست نہیں اور جس نے یہ ادعاء اس کی طرف منسوب کیا ہے وہ اسماعیل بن طغتکین بن ایوب بن شادی ہے جو ابن سیف اسلام کے نام سے مشہور ہے اور یہ اپنے باپ کے بعد یمن کا بادشاہ بنا اور اپنے دل میں بڑا بن گیا اور اس نے خلافت کا دعویٰ کیا اور الامام الہادی بنور اللہ کا لقب اختیار کیا اور وہ اس کا شیفتہ ہو گئے اور اس نے خود اس بارے میں کہا ہے ۔

''میں خلیفہ بادی ہوں جس نے غالب آنے والوں کی گردنوں کو پتلی کمر گھوڑوں سے روند دیا ہے اور ضروری ہے کہ میں بغداد کے گھروں کو لپیٹ دوں اور انہیں چھتری کی طرح چادر پر پھیلا دوں اور اس کی چھوٹیوں پر اپنے جھنڈے گاڑ دوں اور جس چیز کی بنیاد وہاں میرے دادا نے رکھی تھی اسے زندہ کروں اور اس میں ہر منبر پر میرا خطبہ ہو اور میں نشیب وفراز میں امر الٰہی کو ظاہر کروں''۔

اور جو دعویٰ اس نے کیا ہے وہ صحیح نہیں' اور نہ اس کی اصل ہے جس پر اعتماد کیا جائے اور نہ ہی قابل اعتماد بات ہے جس کا سہارا لیا جائے' حاصل کلام یہ ہے کہ امیر نجم الدین اپنے بھائی اسد الدین شیرکوہ سے عمر رسیدہ تھا' وہ ارض موصل میں پیدا ہوا اور امیر نجم الدین بہادر آدمی تھا اس نے ملک محمد بن ملک شاہ کی خدمت کی اور اس نے اس میں دانشمندی اور امانت داری دیکھی تو اس نے اسے قلعہ تکریت کا حاکم بنا دیا تو اس نے وہاں عادلانہ فیصلے کیے اور یہ بڑے شرفاء میں سے تھا' پھر ملک مسعود نے یہ قلعہ عراق کے کوتوال مجاہد الدین نہروز کو جاگیر میں دے دیا اور وہ اس میں قائم رہا اور ایک دفعہ ملک عماد الدین زنگی' قراجا الساقی سے شکست کھا کر اس کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے پناہ دی اور اس کی بے انتہا خدمت کی اور اس کے زخموں کا علاج کیا اور اس نے پندرہ دن اس کے پاس قیام کیا پھر اپنے شہر موصل کو چلا گیا پھر اتفاق سے نجم الدین ایوب نے ایک نصرانی شخص کو سزا دی اور اسے قتل کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ اس کے بھائی اسد الدین شیرکوہ نے اسے قتل کیا تھا اور یہ بات ابن خلکان کے بیان کے خلاف ہے' اس نے بیان کیا ہے کہ ایک لونڈی ایک خادم کے پاس سے واپس آئی اور اس نے اسے بتایا کہ اسے اسفسلار نے جو قلعہ کے دروازے پر ہے اس کو چھیڑا ہے تو اسد الدین اس کی طرف گیا اور اسے برچھا مار کر قتل کر دیا تو اس کے بھائی نجم الدین نے اسے قید کر دیا اور مجاہد الدین نہروز کو خط لکھا کہ وہ اسے صورت حال سے اطلاع دے' اس نے اسے لکھا کہ آپ دونوں کے باپ کی خدمت میرے پر واجب ہے اس نے اسے اپنے بیٹے نجم الدین ایوب سے قبل' اس قلعہ کا نائب مقرر کیا تھا اور میں تم دونوں کو دکھ دینا پسند نہیں کرتا' لیکن تم دونوں اس سے چلے جاؤ' پس نہروز نے دونوں کو اپنے قلعے سے نکال دیا اور اس سے خروج کی شب اس کے ہاں ملک ناصر الدین یوسف پیدا ہوا اور میں نے اس سے اپنے' اپنے شہر اور وطن کے کھونے کی بدشگونی لی اور ایک شخص نے اسے کہا تو اس بچے کی وجہ سے جس بدشگونی میں پڑا ہے ہم نے اسے دیکھ لیا ہے اور کون تجھے ضمانت دے کہ یہ بچہ عظیم بادشاہ ہو اور اس کی شہرت ہو؟ اور اس نے جیسے کہا تھا ویسے ہی ہوا' پس وہ دونوں ملک عماد الدین زنگی کی خدمت میں رہے جو نور الدین کا باپ تھا' پھر یہ نور الدین کے ہاں پیش پیش رہے اور ان کی قدر و شان بڑھ گئی اور نور الدین نے نجم الدین ایوب کو بعلبک کا نائب مقرر کیا اور اسد الدین اس کے بڑے اُمراء میں سے تھا' اور جب اس نے بعلبک کی سرداری لی تو اس نے طویل مدت تک قیام کیا اور اس کی اکثر اولاد وہیں ہوئی پھر دیارِ مصر میں اس کے داخل ہونے کا وہ واقعہ ہوا جسے ہم بیان کر چکے ہیں' پھر

ذوالحجہ میں وہ اپنے گھوڑے سے گرا اور آٹھویں روز بعد اس سال کی ۲۷ ذوالحجہ کو فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا صلاح الدین الکرک کا محاصرہ کیے ہوئے تھا' اور اس کے پاس موجود نہ تھا اور جب اسے اس کی موت کی اطلاع ملی تو اسے اپنی غیر حاضری پر دکھ ہوا اور اس نے جلتے اور کڑھتے ہوئے یہ شعر پڑھا ۔

''میری عدم موجودگی میں ہلاکت کے ہاتھ نے اسے اچک لیا ہے فرض کرو میں موجود ہوتا تو میں کیا کر سکتا تھا؟ اور نجم الدین بہت نمازی اور بہت روزے رکھنے والا اور صدقہ کرنے' شریف النفس اور قابل تعریف سخی تھا''۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ دیارِ مصر میں اس کی خانقاہ موجود ہے اور قاہرہ کے باب النصر کے بعد مسجد اور نہر بھی ہے جسے اس نے ۵۶۶ھ میں وقف کیا تھا' میں کہتا ہوں دمشق میں بھی اس کی خانقاہ ہے جو النجمیہ کے نام سے مشہور ہے اور اس کے بیٹے نے جب وہ الکرک گیا تو اسے دیارِ مصر کا نائب مقرر کیا اور خزائن کے فیصلے اس کے سپرد کیے اور یہ شریف لوگوں میں سے تھا اور العماد وغیرہ شعراء نے اس کی مدح کی ہے اور اس کے بہت مرثیے کہے ہیں اور الروضتین میں شیخ ابوشامہ نے اسے تفصیل سے بیان کیا ہے اور اسے دارالامارۃ میں اپنے بھائی اسدالدین کے ساتھ دفن کیا گیا پھر ۵۸۰ھ میں دونوں کو مدینہ نبویہ منتقل کر دیا گیا اور وزیر جمال الدین موصلی کے قبرستان میں دفن کیا گیا جو اسدالدین شیرکوہ کا دوست تھا اور جمال کا ذکر پہلے ہو چکا ہے جس کی قبر اور رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے درمیان صرف سترہ ہاتھ کا فاصل ہے' دونوں کو اس کے پاس دفن کیا گیا۔

الحسن بن ضافی بن بزون ترکی:

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال رافضہ اور نحاۃ کے بادشاہ الحسن بن ضافی نے وفات پائی جو بغداد کے اکابر امراء میں سے تھا جو حکومت میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرتے ہیں' لیکن یہ خبیث رافضی اور روافض کا مددگار تھا اور وہ اس کی پناہ میں تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس سال ذوالحجہ میں مسلمانوں کو اس سے راحت دی اور اسے اس کے گھر میں دفن کیا گیا پھر اسے قریش کے قبرستان میں منتقل کر دیا گیا اور جب یہ مرا تو اہل سنت کو اس کی موت سے بہت خوشی ہوئی اور انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا اور ان میں سے ہر کوئی الحمد للہ کہتا تھا جس سے شیعہ غضبناک ہو گئے اور اس کی وجہ سے ان کے درمیان جنگ ہو گئی اور ابن الساعی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ یہ چھوٹی عمر میں خوبصورت جوان تھا اور بڑے لوگوں کا معشوق تھا اور اس نے بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ ابوالیمن الکندی کو بھی اس میں دلچسپی تھی اور اس کی آنکھ دکھنے آ گئی تو انہوں نے یہ اشعار کہے:

''میں ہر روز صبح و شام تمہارے دروازوں پر کھڑے ہو کر سلام کرتا ہوں اور مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ اپنی آنکھ کی بیماری سے بیمار ہے اور ارے دیکھو ہم اس کی وجہ سے بیمار اور مظلوم ہیں''۔



واقعات ــــ ۵۲۹ھ

ابن جوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے کہ بغداد میں ان کے ہاں نارنگی کی مانند بڑے بڑے اولے گرے اوران میں سے بعض کا وزن سات رطل تھا پھر اس کے بعد بڑا سیلاب آیا اور دجلہ میں بہت طغیانی آئی جس کی مثل اصلاً نہیں دیکھی گئی اور اس نے بہت سی آبادیوں بستیوں اور کھیتوں حتیٰ کہ قبور کو تباہ کر دیا اور لوگ صحرا کو چلے گئے اور اللہ کے حضور چیخ وپکار اور ابتہال زیادہ ہو گیا حتیٰ کہ اللہ نے فراخی کر دی اور اللہ کے فضل سے پانی کم ہو گیا' راوی کا بیان ہے کہ موصل بھی بغداد کی طرح تھا اور پانی سے تقریباً دوسو گھر گر گئے اوران کے گرنے کے باعث اتنے اور گھر گر گئے اور ملبے تلے آ کر بہت سے لوگ مر گئے اوراسی طرح فرات میں بھی بہت سیلاب آ گیا جس سے بہت سی بستیاں تباہ ہو گئیں اوراس سال عراق میں کھیتوں اور پھلوں کے نرخ گراں ہو گئے اور بکریوں کو مری پڑ گئی اور جن لوگوں نے عراق وغیرہ میں ان بکریوں کا گوشت کھایا وہ مر گئے' ابن الساعی نے بیان کیا ہے کہ اس سال شوال میں' دیار بکر اور موصل میں چالیس دن شب وروز مسلسل بارش ہوئی' لوگوں نے صرف دو دفعہ تھوڑے سے وقت کے لیے سورج دیکھا' پھر وہ بادلوں میں چھپ گیا اور بہت سے گھر اپنے باشندوں پر گر پڑے جس کے باعث دجلہ کے پانی میں مزید اضافہ ہو گیا اور موصل اور بغداد کے بہت سے گھر غرق ہو گئے' پھر اللہ کے حکم سے پانی کم ہو گیا۔ ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ رجب میں نورالدین کے پاس سے ابن شہرزوری پہنچا اوراس کے پاس مصری کپڑے اورایک رنگدار جلد والی گدھی تھی جس پر العتابی کپڑے کی طرح لکیریں تھیں اوراس سال ابن الشامی کو نظامیہ کی تدریس سے الگ کر دیا گیا اور ابوالخیر قزوینی نے اسے سنبھال لیا۔

راوی کا بیان ہے کہ جمادی الآخرہ میں مجیر فقیہ کو گرفتار کر لیا گیا اوراس کی طرف زندقت الخلال اور ترک صوم وصلوٰۃ کو منسوب کیا گیا' پس لوگ اس کے لیے غصے ہو گئے اوراس کی صفائی دی اور اسے نکال دیا گیا' راوی کا بیان ہے کہ اس نے الحدثیہ میں وعظ کیا اوراس کے پاس قریباً تیس ہزار آدمی جمع ہو گئے' ابن الساعی نے بیان کیا ہے کہ اس سال احمد بن امیرالمؤمنین المستضی ایک بلند گنبد سے زمین پر گر پڑا اور بچ گیا لیکن اس کا دایاں ہاتھ اور دائیں کلائی اکھڑ گئی اور کچھ ناک بھی الگ ہو گئی اور اس کے ساتھ ایک سیاہ غلام نجاح نام تھا' جب اس نے دیکھا کہ اس کا آقا گر پڑا ہے تو اس نے بھی اس کے پیچھے اپنے آپ کو گرا دیا اور کہنے لگا مجھے اس کے بعد زندگی کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو وہ بھی بچ گیا اور جب ابوالعباس ناصر' اور یہی گرنے والا ہے' خلیفہ بنا' تو وہ اس نجاح کو نہ بھولا تو اس نے حکومت میں فیصلے اس کے سپرد کیے اوراس سے حسن سلوک کیا اور جب یہ گرے دونوں چھوٹے تھے' اوراس سال ملک نورالدین بلاد روم کی طرف گیا اور فوج اور شاہ ارمن اور ملطیہ کا حکمران بہت سے ملوک اور مراء کی خدمت میں تھے اوراس نے ان کے کئی قلعوں کو فتح کیا اور رومیوں کے قلعوں کا محاصرہ کیا تو اس کے حکمران نے

پچاس ہزار دینار جزیہ پر اس سے مصالحت کی' پھر ملک عادل واپس آ گیا اور اس نے مطلوبہ کام میں کامیابی حاصل کی' پھر خوشی و مسرت کے ساتھ دمشق آیا اور اس سال ملک صلاح الدین کے لیے بلادیمن کو فتح کیا گیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ صلاح الدین کو اطلاع ملی کہ بلادیمن میں ایک شخص ہے جسے عبدالنبی بن مہدی کہا جاتا ہے اور وہ اس پر متغلب ہو چکا ہے اور اس نے اپنی طرف دعوت دی ہے اور اپنا نام امام رکھا ہے اور اس کا خیال ہے کہ عنقریب وہ سب زمین پر قبضہ کرے گا اور اس سے قبل اس کا بھائی علی بن مہدی اس پر متغلب ہو چکا تھا اور اس نے اسے اہل زبید کے قبضے سے چھین لیا تھا اور وہ ۵۶۰ھ میں مر گیا اور اس کے بعد اس کا یہ بھائی اس پر قابض ہو گیا اور دونوں ہی بدسیرت اور بدنیت تھے۔ پس صلاح الدین نے اپنی فوج کی کثرت وقوت کی وجہ سے اس کی طرف ایک فوج بھیجنے کا ارادہ کیا اور اس کا بڑا بھائی شمس الدولہ شجاع' بارعب اور بہادر تھا اور عمارۃ الیمنی شاعر کا ہم نشین تھا اور عمارہ بلادیمن کی خوبصورتی اور عمدگی کی اس کے پاس تعریف کیا کرتا تھا' پس اس بات نے اسے اس سال رجب میں اس فوج کے ساتھ جانے پر آمادہ کیا پس وہ مکہ آیا اور وہاں عمرہ کیا پھر وہاں سے زبید گیا اور عبدالنبی اس کے مقابلے میں نکلا تو اس نے اس سے جنگ کی اور توران شاہ نے اسے شکست دی اور زبید کی فوج کو لوٹا اور اسے اور اس کی بیوی حرۃ کو قیدی بنا لیا اور وہ بہت مالدار عورت تھی' اس نے اس کی اشیاء اور عظیم ذخائر کو اس کے پاس رہنے دیا اور زبید کی فوج کو لوٹ لیا پھر یہ عدن گیا اور اس کے بادشاہ نے اس سے جنگ کی تو اس نے اسے شکست دے کر قیدی بنا لیا اور تھوڑے سے محاصرے سے شہر پر بھی قبضہ کر لیا اور فوج کو اس کے لوٹنے سے روک دیا اور کہا ہم شہروں کو برباد کرنے نہیں آئے ہیں' ان کی آبادی اور حکومت کے لیے آئے ہیں' پھر اس نے لوگوں کے ساتھ عادلانہ روش اختیار کی تو انہوں نے اسے پسند کیا' پھر اس نے بقیہ قلعوں' پہاڑوں اور صوبوں پر بھی قبضہ کر لیا اور تمام یمن کی حکومت اس کے لیے مرتب ہو گئی اور اس نے اپنے جگر گوشوں اور تہہ خانوں کو اس کی طرف پھینک دیا اور اس نے عباسی خلیفہ المستضئی کا خطبہ دیا' اور لے پالک مسمی عبدالنبی کو قتل کر دیا اور یمن اپنی گندگیوں سے پاک ہو گیا اور اپنی پہلی حالت پر آ گیا اور اس نے اپنے بھائی ملک ناصر کو خط لکھا' جس میں اسے اللہ نے اسے جو فتوحات دی تھیں اس کی اطلاع دی اور ملک صلاح الدین نے یہ بات نورالدین کو لکھی اور نورالدین نے خلیفہ کے پاس ایلچی بھیجا کہ وہ اسے یمن کی فتح اور وہاں پر اس کے خطبہ کی اسے خوشخبری دے اور اس سال الموفق خالد بن القیسر انی دیار مصر سے گیا۔ اور وہاں ملک ناصر نے دیار مصر کا حساب اور جو کچھ ذخائر سے نکلا تھا ملک نورالدین کے فرمان کے مطابق تیار کیا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور جب صلاح الدین کے پاس یہ خط آیا تھا کہ وہ نافرمانی کرے اور انکار ومخالفت سے مقابلہ کرے لیکن وہ اپنی خوب صورت طبیعت کی طرف واپس آ گیا اور اچھی اطاعت کا اظہار اور حساب کے لکھنے اور خط اور جواب کے لکھنے کا حکم دیا اور رجسٹروں والوں اور حساب وکتاب کرنے والوں کی جماعت نے اس کی طرف سبقت کی اور اس نے القیسرانی کے ہاتھ قیمتی ہدیہ اور بڑے شاندار تحائف بھیجے جن میں پانچ ختمات شریفات جو مساوی لکیروں میں ڈوبے ہوئے تھے اور نفیس جواہرات کے ایک سو ہار جو بلخش اور یواقیت کی کات سے الگ تھے اور نگینے اور قیمتی کپڑے اور برتن اور لوٹے اور سونے چاندی کی پلیٹیں اور نشان مند گھوڑے اور خوبصورت غلام اور خوبصورت لونڈیاں اور سونے کے دس مقفل اور مہر شدہ صندوق نہیں معلوم ان میں کتنے

اس کی کا مصری سونا تھا جو اخراجات کے لیے تیار کیا گیا تھا اور جب قافلہ یمن سے روانہ ہوا اور ابھی وہ شام نہیں پہنچا تھا کہ نور الدین فوت ہو گیا' زمین و آسمان کے رب کی رحمتیں اس پر ہوں' پس صلاح الدین نے قافلے کو واپس لانے کے لیے آدمی بھیجا اور وہ اسے اس کے پاس واپس لے آیا' کہتے ہیں کہ اس پر کسی نے حملہ کیا تھا اور جب وہ اس کے سامنے رکھا گیا تو اسے اس کا علم ہوا۔

عمارۃ بن ابوالحسن کا قتل:

ابن زیدان الحکمی ' قحطائی' ابومحمد ملقب بہ نجم الدین یمنی فقیہ' شاعر' شافعی اور اس کے قتل کا سبب یہ ہے کہ فاطمی حکومت کے سرکردہ لوگ جو وہاں پر حکام تھے اکٹھے ہوئے اور انہوں نے باہم فاطمی حکومت کو واپس لانے پر اتفاق کیا' سوانہوں نے فرنگیوں کو خط لکھ کر اپنے پاس بلایا اور فاطمیوں سے ایک خلیفہ اور وزیر اور امراء مقرر کیے اور یہ سلطان کے بلاد الکرک سے غیر حاضری میں ہوا' پھر اتفاق سے اس کی آمد ہوئی تو عمارۃ یمنی نے شمس الدولہ توران شاہ کو یمن کی طرف روانگی کی ترغیب دی تاکہ وہ فوج کو فرنگیوں کی مقاومت سے جب وہ فاطمیوں کی مدد کے لیے آئیں کمزور کر دے' پس توران شاہ چلا گیا اور عمارہ اس کے ساتھ نہ گیا بلکہ وہ قاہرہ میں ٹھہر گیا اور اس بات میں مشغول ہو گیا اور متکلمین سے دخل اندازی کرنے لگا اور ان سے دوستی کرنے لگا اور وہ اس کے اکابر دعاۃ اور اس کی ترغیب دینے والوں میں سے تھا اور انہوں نے ان کے ساتھ اس میں کچھ ایسی باتیں داخل کر دیں جو صلاح الدین کی طرف منسوب ہوتی ہیں اور یہ ان کی کم عقلی اور جلد تباہی کی بات تھی' پس شیخ زین الدین علی بن نجا واعظ نے جس کے وہ بہت محتاج تھے ان سے خیانت کی اس نے سلطان کو ان کے اس معاہدے کی خبر دے دی جو انہوں نے اس کے خلاف طے کیا تھا تو سلطان نے اسے بہت سے اموال دیے اور اسے خوبصورت حلے دیئے پھر سلطان نے انہیں ایک ایک کر کے بلایا اور ان سے اعتراف کروایا تو انہوں نے اس کا اعتراف کیا تو اس نے انہیں قید کر دیا' پھر فقہاء سے ان کے متعلق فتویٰ پوچھا تو انہوں نے ان کے قتل کا فتویٰ دیا' پھر اس نے ان کی اتباع اور غلاموں کو چھوڑ کر ان کے اعیان و امراء کے قتل کا حکم دے دیا' اور عبیدیوں کی فوج سے جو لوگ باقی رہ گئے تھے انہیں دور دراز شہروں کی طرف جلاوطن کر دیا اور العاضد اور اس کے اہل بیت کو ایک گھر میں الگ کر دیا اور ان تک اصلاح و خرابی کی کوئی بات نہ پہنچتی تھی اور اس نے ان کے مناسب حال رسد اور کپڑے مقرر کر دیئے اور عمارہ' قاضی فاضل سے عداوت رکھتا تھا' اور جب عمارہ' سلطان کے سامنے پیش ہوا تو قاضی فاضل سلطان کے پاس اس کی سفارش کرنے گیا تو عمارہ کو وہم ہوا کہ وہ اس پر نکتہ چینی کرے گا اس نے کہا اے میرے آقا' سلطان اس کی بات نہ سنئے تو قاضی فاضل کو غصہ آ گیا اور وہ محل سے باہر نکل گیا تو سلطان نے اسے کہا وہ تو تمہاری سفارش کر رہا ہے تو وہ بہت پشیمان ہوا اور جب اسے صلیب دینے کے لیے لے جایا گیا تو وہ قاضی فاضل کے گھر کے پاس سے گزرا اور اس نے اسے تلاش کیا مگر وہ اس سے پوشیدہ ہو گیا تو اس نے کہا ؎

''عبدالرحیم چھپ گیا ہے اور رہائی پانا عجیب بات ہے''۔

ابن ابی طی نے بیان کیا ہے کہ ان لوگوں نے قاضی فضل بن کامل کو صلیب دیا [illegible] ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن [illegible] کامل
فاطمیوں کے زمانے میں دیارِ مصر کا قاضی القضاۃ تھا اور فخرالامناء لقب کرتا تھا اور جس شخص کو سب سے پہلے صلیب دیا گیا اسے
العماد کہتے ہیں اور وہ فضیلت و ادب کی طرف منسوب تھا اور اس کے اشعار شاندار ہیں اور وہ غلام دفاع کے بارے میں کہتا ہے ۔

''اے ہر پیڑے کے شگاف کو رفو کرنے والے اس کی محبت نے میرے اعتقاد کو رفو نہیں کیا ہوسکتا ہے وہ وصال کی
ہتھیلی سے میرے دل کے اس حصے کو رفو کر دے جسے جدائی نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے''۔

اور ابن عبدالقوی داعی الدعاۃ تھا اور وہ محل کے دفینوں کو جانتا تھا اسے سزا دی گئی تا کہ وہ ان کے متعلق بتائے مگر اس نے بتانے سے انکار کر دیا اور مر گیا اور وہ خزانے ناپید ہو گئے اور المعو پرس' ناظر دیوان تھا اس نے اس کے ساتھ قضاء بھی سنبھالی اور شیر یا سیکرٹری تھا اور عبدالصمد کاتب مصریوں کا ایک امیر تھا اور نجاح' حمامی تھا اور منجم نصرانی تھا' اس نے انہیں بتایا تھا کہ یہ بات علم نجوم کی رو سے پوری ہوگئی۔

عمارۃ الیمنی شاعر:

عمارہ' فصیح و بلیغ شاعر تھا' اس کام میں اس سے لگا نہیں کھایا جا سکتا تھا اور اس کے اشعار کا دیوان مشہور ہے میں نے طبقات الشافعیہ میں اس کا ذکر کیا ہے کیونکہ وہ شافعی مذہب سے اشتغال کرتا تھا۔ اور الفرائض کے بارے میں اس کی ایک تصنیف ہے اور ایک کتاب الوزراء الفاطمیون بھی ہے اور اس نے سیرت کی ایک نفیس کتاب بھی تالیف کی ہے جس پر مصر کے عوام اعتقاد رکھتے ہیں اور وہ ادیب' فاضل اور فقیہ تھا' مگر اسے فاطمیوں کی دوستی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور اس نے ان کی اور ان کے وزراء اور امراء کی بہت مدح کی ہے اور اسے رفض کی طرف کم ہی منسوب کیا جاتا ہے اور اس پر زندقت اور کفر محض کی تہمت لگائی گئی اور العماد نے الجریدۃ میں بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے قصیدہ کے شروع میں کہا ۔

علم' جب سے ہے' علم کا محتاج ہے' اور تلوار کی دھار' علم سے مستغنی ہے''۔

اور یہ ایک بہت طویل قصیدہ ہے جس میں بہت کفر و زندقت ہے' وہ کہتا ہے ۔

''اس دین کے آغاز میں ایک شخص تھا جس نے کوشش کی کہ لوگ اسے سید الامم کہیں''۔

العماد نے بیان کیا ہے کہ مصر کے اہل علم نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا اور سلطان کو اس کا اور اس جیسے لوگوں کا مثلہ کرنے کی ترغیب دی۔ راوی کا بیان ہے' ہوسکتا ہے کہ یہ شعر اس کے خلاف بنایا گیا ہو' واللہ اعلم۔ اور ابن الساعی نے اس کے شاندار اشعار بیان کیے ہیں' وہ ایک بادشاہ کی مدح کرتے ہوئے کہتا ہے ۔

''جب میں اس کی پیشانی کی بشارت کا سامنا کرتا ہوں تو میں اس سے جدا ہو جاتا ہوں اور کشادہ روئی میری پیشانی کے اُوپر ہوتی ہے اور جب میں اس کے دائیں ہاتھ کو بوسہ دیتا ہوں اور میں اس کے دروازے سے باہر نکلتا ہوں تو بادشاہ میرے دائیں ہاتھ کو بوسہ دیتے ہیں''۔

پھر کہتا ہے ۔

''سکندری برقی کے عشق میں میرا نفس [illegible] میرے لیے [illegible] باقی نہیں رہا [illegible] نے انکار پر مجبور کر دیا ہے
میرے لیے قدوں میں اور رخساروں کو بوسہ دینے میں اور چھاتیوں کو ملانے میں ضرورتیں اور حاجتیں ہیں' یہ میرا
انتخاب ہے اگر تو اسے پسند کرتا ہے تو اتفاق کر ورنہ مجھے چھوڑ دے کہ میں عشق کروں اور انتخاب کروں''

اور جب عمارہ کو صلیب دیا گیا تو الکندی نے اس کے متعلق یہ اشعار سنائے ؎

''عمارہ نے اسلام میں گناہ کا اظہار کیا اور اس میں گرجے اور صلیب کی بیعت کی اور احمد کے مذہب کے کچھ حصے
میں وہ شرک کا شریک ہو گیا اور صلیب کی محبت میں مصلوب ہو گیا' عنقریب کل وہ اس کوشش سے ملے گا جو وہ اپنے
لیے کرتا تھا' اور وہ شعلوں میں پیپ اور ہڈیوں کی چربی پئے گا''۔

شیخ ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ پہلے شعر میں صلیب سے مراد نصاریٰ کی صلیب ہے اور دوسرے صلیب کا مفہوم مصلوب ہے اور تیسرے صلیب سے مراد سخت ہے اور چوتے میں ہڈیوں کا گودا ہے اور جب ملک ناصر نے ان لوگوں کو اس سال ۲ رمضان بروز ہفتہ قاہرہ کے دو محلات کے درمیان صلیب دیا تو اس نے نورالدین کو خط لکھ کر جو کچھ ان سے ہوا تھا اور جو کچھ ان سے رسوائی اور عذاب کا سلوک کیا گیا اس کی اطلاع دی' العماد کا بیان ہے یہ خط ملک نورالدین کی وفات کے روز پہنچا۔ رحمہ اللہ۔ اور اسی طرح صلاح الدین نے اسکندریہ کے ایک شخص کو قتل کیا جسے قدیر القفاجی کہا جاتا تھا' لوگ اس سے فتنے میں پڑ گئے اور انہوں نے اپنی کمائی کا حصہ اس کے لیے مقرر کر دیا حتیٰ کہ عورتوں نے اپنے اموال میں اس کا حصہ مقرر کیا' پس اس کا گھیراؤ کیا گیا اور القفاجی نے نجات پانی چاہی مگر بھاگنے کا وقت نہ رہا' پس اسے سلف کے لیے عبرت کے طور پر قتل کیا گیا اور عمارۃ' العاضد اور اس کی حکومت اور زمانے کا مرثیہ کہتے ہوئے کہتا ہے ؎

''مجھے امام العاضد کے زمانے کا افسوس ہے جیسے بے اولاد مرد' ایک بچے کے بچھڑنے پر افسوس کرتا ہے۔ اے ابن
النبی مجھے تیرے محل کے کمروں پر آنے کے ازدحام سے خالی ہونے پر افسوس ہے اور تیرے ان لشکروں سے الگ
ہونے پر افسوس ہے جو ٹھہرے ہوئے سمندر کی موجوں کی طرح تھے۔ تو نے مؤتمن کو ان کی امارت دی تو اس نے
ٹھوکر کھائی اور خرابی کی درستی سے کوتاہ رہا' ہوسکتا ہے زمانہ تمہاری طرف واپس آ جائے کیونکہ اس نے تمہیں اچھی
عادات کا عادی بنایا ہے''۔

اور ایک قصیدہ میں کہتا ہے ؎

''حضرت فاطمہ کے دونوں بیٹوں کی محبت میں مجھے ملامت کرنے والے' اگر تو میری ملامت میں کوتاہی کرے تو تجھے
ملامت ہو' قسم بخدا دونوں محلات کی زیارت کر اور میرے ساتھ رو' صفین اور جمل پر نہ رو' اور ان دونوں جنگوں میں
لڑنے والوں سے کہہ قسم بخدا کہ تمہارے بارے میں میرے زخم مندمل نہیں ہوئے' تو کیا دیکھتا ہے کہ فرنگی امیر
المومنین علی کے دونوں بیٹوں کی نسل سے کیا کرنے والے تھے''۔

اور شیخ ابوشامہ نے الروضتین میں اس کے بہت سے اشعار بیان کیے ہیں۔ جو فاطمیوں کی مدح میں ہیں اور اسی طرح

ابن خلکان نے بھی بیان کیا ہے۔

ابن قسرول:

مؤلف کتاب مطالع الانوار آپ نے اسے قاضی عیاض کی کتاب مشارق الانوار کی طرز پر بنایا ہے اور آپ اپنے علاقے کے علماء اور مشہور فضلاء میں سے تھے آپ نے اس سال ۶ رشوال بعد نماز جمعہ ۶۴ سال کی عمر میں اچانک وفات پائی یہ قول ابن خلکان کا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فصل

ملک نورالدین محمود زنگی کی وفات اور آپ کی سیرتِ عادلہ کا کچھ بیان:

ملک عادل نورالدین ابوالقاسم محمود بن الملک الاتابک قسیم الدولہ عماد الدین ابی سعید زنگی الملقب بالشہید بن الملک آقسنقر الاتابک بقسیم الدولہ الترکی السلجوقی مولاہم۔ آپ ۱۷ رشوال ۵۱۱ھ اتوار کے روز طلوع آفتاب کے وقت حلب میں پیدا ہوئے اور اپنے والد کی کفالت میں پرورش پائی جو حلب' موصل اور دیگر بہت سے بڑے بڑے شہروں کے حکمران تھے' اور قرآن کریم' شہسواری اور تیراندازی سیکھی اور آپ شجاع' بلند ہمت' نیک نیت اور بڑے عزت دار اور واضح دیندار آدمی تھے اور جب ۵۴۱ھ میں آپ کا باپ قتل ہوا اور آپ جعبر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور حلب میں آپ کے اس بیٹے نورالدین کو حکومت مل گئی اور اس کے بھائی سیف الدین غازی نے اسے موصل دے دیا' پھر وہ آگے بڑھا' پھر اس نے ۵۴۹ھ میں دمشق کو فتح کیا اور اس کے باشندوں سے حسن سلوک کیا اور ان کے لیے مدارس مساجد اور خانقاہیں بنائیں۔ اور گزرنے والوں کے لیے راستے کشادہ کیے اور ان پر سبزہ زار بنائے اور بازاروں کو کشادہ کیا' اور دارالغنم' البطیخ اور العرصد کے ٹیکس ساقط کر دیئے وغیرہ ذالک۔ اور آپ حنفی المذہب تھے اور علماء اور فقراء سے محبت کرتے تھے اور ان کا اکرام واحترام کرتے تھے۔ اور ان سے حسن سلوک کرتے تھے اور آپ اپنے احکام میں عدل گستری کرتے تھے اور شریعت مطہرہ کی پیروی کرتے تھے اور عدل کی مجالس منعقد کرتے تھے' اور خود ان کا انتظام وانصرام کرتے تھے اور ان مجالس میں دیگر مذاہب کے قاضی' فقہاء اور فقی بھی آپ کے پاس آتے تھے' اور آپ منگل کے روز الکشک کی مسجد معلق میں بیٹھتے تھے' تاکہ ہر مسلمان اور ذمی آپ تک پہنچ جائے' حتیٰ کہ آپ ان کو برابر کر دیتے تھے' اور آپ نے یہود کے محلے کا فصیلوں سے احاطہ کیا اور وہ ویران تھا اور باب کسان کو بند کر دیا اور باب الفرج کو کھول دیا اور اس سے قبل کلیتہً وہاں کوئی دروازہ نہ تھا' اور آپ نے اپنے ملک میں سنت کو اجاگر کیا اور بدعت کو ختم کیا اور حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کی اذان دینے کا حکم دیا' حالانکہ آپ کے باپ اور دادا کی حکومتوں میں ان دونوں کلمات سے اذان نہ دی جاتی تھی' صرف حی علی خیر العمل کی اذان دی جاتی تھی کیونکہ رفض کا شعار وہاں نمایاں تھا

اور آپ نے حدود کو قائم کیا' اور قلعوں کو فتح کیا اور متعدد بار فرنگیوں کو شکست دی اور ان کے ہاتھوں سے ان بہت سے مضبوط قلعوں کو چھڑایا جو مسلمانوں کے تھے اور انہوں نے ان پر قبضہ کر لیا ہوا تھا جیسا کہ اس کی تفصیل گذشتہ سالوں میں بیان ہو چکی ہے اور آپ نے عربوں کو جاگیریں دیں تاکہ وہ حاجیوں سے تعرض نہ کریں اور آپ نے دمشق میں ایک ہسپتال بنایا جس کی مثل شام میں نہ اس سے پہلے بنائی گئی اور نہ بعد میں' اور آپ نے یتیموں کو لکھنا پڑھنا سکھانے والوں کے لیے وقف کیے اور ان کے لیے خرچہ اور لباس مقرر کیا اور حرمین میں اعتکاف بیٹھنے والوں کے لیے اخراجات مقرر کیے اور نیکی کے تمام کاموں اور بیوگان اور محتاجوں کے لیے آپ کے وقف چلتے رہتے تھے اور جامع کا نشان مٹ چکا تھا' آپ نے اس کی نگہداشت کا کام قاضی کمال الدین محمد بن عبداللہ شہرزوری موصلی کے سپرد کیا جسے آپ نے مقدم کر کے دمشق کا قاضی القضاۃ بنا دیا اور اس نے اس کے امور کی اصلاح کی اور اجمات کی چار جگہوں کو کھول دیا' جہاں جامع کے ذخائر اس وقت سے پڑے تھے جب وہ ۴۶۱ھ میں جل گئی تھی اور آپ نے جامع کے معلوم اوقاف کے ساتھ وہ اوقاف بھی شامل کیے جن کے وقف کنندہ مشہور نہ تھے اور نہ ان کی شروط معلوم تھیں اور آپ نے انہیں ایک طرح کا بنا دیا اور اس کا نام مال المصالح رکھا اور حاجتمندوں' فقراء' مساکین' بیوگان اور یتیموں اور اس قسم کے لوگوں کا وظیفہ مقرر کیا اور مرحوم خوشخط' دینی کتب کا بہت مطالعہ کرنے والے' آثار نبویہ کے متبع' نماز باجماعت کے پابند' بہت تلاوت کرتے والے' اچھے کاموں کو پسند کرنے والے' عفیف البطن والفرج اور اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لباس وخوراک پر اعتدال کے ساتھ خرچ کرنے والے تھے' یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے زمانے کا ادنیٰ فقیر آپ سے زیادہ خرچہ کرتا تھا' آپ نے کچھ جمع نہیں کیا اور نہ دنیا کو ترجیح دی ہے اور کبھی آپ سے خوشی اور ناراضگی میں فحش بات نہیں سنی گئی' آپ خاموش اور باوقار تھے۔

ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بعد ملک نورالدین کی مثل کوئی نہ تھا اور نہ آپ سے بڑھ کر کوئی عدل وانصاف کا متلاشی تھا' اور حمص میں آپ کی دکانیں تھیں' آپ نے انہیں اپنے غنیمت کے خاص حصے سے خریدا تھا اور آپ ان سے خوراک حاصل کرتے تھے اور آپ کی بیوی نے ان پر خرچ کرنے کے لیے ان کے کرائے میں اضافہ کر دیا تو آپ نے علماء سے فتویٰ پوچھا کہ آپ کے لیے بیت المال سے کس قدر لینا جائز ہے' پس اسے لیتے تھے اور اس پر کچھ اضافہ نہیں کرتے تھے' خواہ بھوک سے مر جائیں' اور آپ پولو بہت کھیلتے تھے' کبار صالحین میں سے ایک شخص نے آپ کو اس بارے میں ملامت کی تو آپ نے فرمایا' اعمال کا دارومدار نیت پر ہے' میں اس کے ذریعے گھوڑوں کو کر وفر کی مشق کرانا اور تعلیم دینا چاہتا ہوں اور ہم جہاد کو ترک نہیں کر سکتے اور آپ ریشم نہیں پہنتے تھے اور آپ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے جو آپ اپنی تلوار اور نیزے سے کرتے تھے' ایک روز آپ اپنے ایک دوست کے ساتھ سوار ہوئے اور سورج ان دونوں کی پشت کی طرف تھا اور سایہ ان کے آگے تھا' یہ اسے پا نہیں سکتے تھے' پھر دونوں واپس ہوئے تو سایہ ان دونوں کے پیچھے ہو گیا' پھر نورالدین نے اپنے گھوڑے کو سختی سے چلایا اور سایہ اس کے پیچھے پیچھے تھا' آپ نے اپنے دوست سے کہا کیا تجھے معلوم ہے کہ ہم جس پوزیشن میں ہیں میں نے اسے کس سے مشابہت دی ہے؟ میں نے اسے دنیا سے مشابہت دی ہے جو اپنے طلب گار سے بھاگتی ہے اور جو اس سے بھاگتا ہے' اسے

تلاش کرتی ہے اور اس مفہوم کو ایک شاعر نے یوں ادا کیا ہے۔

''جس رزق کو تو تلاش کرتا ہے اس کی مثال سائے کی مانند ہے جو تیرے ساتھ چلتا ہے تو اسے جلدی کرتے ہوئے نہیں پا سکتا اور جب تو اس سے منہ پھیرے تو وہ تیرے پیچھے چلے گا۔

اور آپ حضرت امام ابوحنیفہ کے مذہب کے فقیہ تھے آپ نے حدیث کا سماع کیا اور کرایا اور آپ رات کو سحر کے وقت سے لے کر سواری کے وقت تک بہت نماز پڑھتے تھے

''وہ شجاعت اور خشوع کا جامع ہے بہادر محراب میں کیا اچھے لگتے ہیں''۔

اور اسی طرح آپ کی بیوی عصمت الدین خاتون بنت اتابک معین الدین رات کو بہت قیام کرتی تھی' ایک شب وہ اپنے ورد سے غافل ہوگئی تو صبح کو غضبناک حالت میں تھی' نورالدین نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ نیند کی وجہ سے اس کا ورد نہیں ہو سکا' پس اس وقت نورالدین نے قلعہ میں سحر کے وقت طبل خانہ بجانے کا حکم دیا تا کہ وہ سونے والے کو اس وقت قیام اللیل کے لیے جگا دے اور اس نے طبل خانہ کو بہت اجرت اور بہت وظیفہ دیا

''اللہ تعالیٰ تیری ان ہڈیوں کو جو مٹی کے نیچے بوسیدہ ہوگئی ہیں' عفو و مغفرت کا لباس پہنائے اور جس قبر میں انہوں نے اسے رکھا ہے' اسے رحمت سے سیراب کرے اور ان کی قبور کی جگہ کو روح وریحان سے بھردے''۔

ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ ایک روز ملک نورالدین پولو کھیل رہا تھا کہ اس نے دیکھا کہ ایک شخص دوسرے شخص سے بات کر رہا ہے اور نورالدین کی طرف اشارہ کر رہا ہے' اس نے حاجب کو بھیجا کہ اس سے پوچھے کہ اسے کیا کام ہے' کیا دیکھتا ہے کہ اس شخص کے ساتھ حاکم کی طرف سے ایک ایلچی بھی ہے اور اس کا خیال ہے کہ نورالدین پر اس کا حق ہے اور وہ قاضی کے پاس اسے لے جانا چاہتا ہے' اور جب حاجب نورالدین کے پاس واپس آیا تو اس نے اسے یہ بات بتائی تو اس نے چوگان اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور اپنے مخالف کے ساتھ پاپیادہ قاضی شہرزوری کے پاس چلا گیا اور نورالدین نے قاضی کو پیغام بھیجا کہ آپ نے میرے ساتھ جھگڑا کرنے والے کا سا سلوک کرنا ہے اور جب یہ دونوں پہنچے تو نورالدین اپنے مخالف کے ساتھ قاضی کے سامنے کھڑا ہوگیا' حتیٰ کہ جھگڑا اور فیصلہ طے پا گیا اور اس شخص کا نورالدین پر کوئی حق ثابت نہ ہوا بلکہ سلطان کا حق اس شخص پر ثابت ہوا اور جب یہ بات واضح ہوگئی تو سلطان نے کہا میں اس کے ساتھ اس لیے آیا ہوں تا کہ کوئی شخص جب اسے قانون کی طرف بلائے تو وہ اس کے پاس حاضر ہونے سے پیچھے نہ رہے' ہمارے اعلیٰ اور ادنیٰ حکام' رسول اللہ ﷺ اور آپ کی شرح کے پابند ہیں اور ہم آپ کے سامنے آپ کے فرامین کے فرمانبردار ہیں اور جو بھی آپ نے حکم دیا ہے' ہم اس پر عمل کریں گے اور جس سے آپ نے ہمیں روکا ہے ہم اس سے اجتناب کریں گے اور مجھے معلوم ہے کہ اس شخص کا مجھ پر کوئی حق نہیں ہے اس کے باوجود میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ اس نے جس چیز کا مجھ پر دعویٰ کیا ہے میں اسے اس کا مالک بناتا ہوں اور اسے بخشتا ہوں۔

ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے دارالعدل تعمیر کیا ہے اور آپ ہفتے میں دوبار اور بعض کا قول

ہے کہ چار بار اور بعض کا قول ہے کہ پانچ بار ان میں نشست کرتے تھے اور علماء اور آپ کے قاضی اور فقہاء بھی آتے تھے اور اس روز کوئی حاجب وغیرہ نہ رہتا تھا بلکہ کمزور اور طاقتور آپ تک پہنچ جاتا تھا اور آپ لوگوں سے باتیں کرتے تھے اور اُن سے بات دریافت کرتے تھے اور خود ان سے مخاطب ہوتے تھے اور ناانصافیوں کو دور کرتے تھے اور ظالم سے مظلوم کا حق لے کر دیتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ نورالدین کے ہاں اسدالدین شیرکوہ بن شادی کا بڑا مقام تھا' حتیٰ کہ وہ آپ کا شریکِ مملکت معلوم ہوتا تھا اور اس نے املاک واموال اور کھیتیاں اور بستیاں اکٹھی کر لیں اور بسا اوقات اس کے نائبین نے اس کے ہمسایوں پر ظلم کیا یعنی جواراضی واملاک میں ہمسایہ تھا اور قاضی کمال الدین' ہر اس شخص کو تمام اُمراء سے اس کا حق لے کر دیتا تھا جو اس سے مدد مانگتا تھا مگر اسدالدین سے حق لے کر نہیں دیتا تھا اور نہ اس کے پاس اچانک آتا تھا اور جب نورالدین نے دارالعدل بنایا تو اسدالدین نے اپنے نائبین کو حکم دیا کہ جس کسی سے بھی اس نے ناانصافی کی ہے وہ اسے نہ چھوڑیں خواہ وہ کس قدر بڑی ہو بلاشبہ اس کے مال کا زوال اسے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ نورالدین اسے ایک ظالم کی آنکھ سے دیکھے یا اسے عوام میں سے کسی مخالف کے ساتھ کھڑا کرے تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور جب نورالدین دارالعدل میں لمبی مدت بیٹھا اور اس نے دیکھا کہ کوئی شخص اسدالدین کے خلاف مدد نہیں مانگتا تو اس نے اس بارے میں قاضی سے دریافت کیا تو اس نے آپ کو صورت حال سے آگاہ کیا تو نورالدین اللہ کے حضور سجدہ شکر بجا لایا اور کہا' خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں وہ اصحاب دیئے ہیں جو خود ہی اپنے سے حق لے کر دیتے ہیں۔

اور آپ کی شجاعت کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ گھوڑے کی پشت پر آپ سے شجاع اور جم کر بیٹھنے والا نہیں دیکھا گیا اور آپ بہت اچھا پولو کھیلتے تھے اور بسا اوقات آپ گیند کو مارتے' پھر اس کے پیچھے جاتے اور اسے گرتے ہوئے اپنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور پھر اسے میدان کے آخر میں پھینک دیتے اور نہ آپ کا چوگان آپ کے سر کے اُوپر دیکھا گیا ہے اور نہ چوگان کو آپ کے ہاتھ میں دیکھا گیا ہے اس لیے کہ آستین اسے چھپائے رکھتی تھی۔ اور آپ آسانی سے پولو کھیلتے تھے اور جنگ میں شجاع اور مستقل مزاج تھے اس بارے میں آپ کی مثال بیان کی جاتی ہے اور آپ کہا کرتے تھے میں کئی دفعہ شہادت کے درپے ہوا ہوں مگر مجھے اس کا موقع نہیں ملا اور اگر مجھ میں بھلائی ہے اور اللہ کے ہاں میری کوئی قیمت ہے تو اللہ مجھے ضرور شہادت دے گا اور اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ایک روز قطب الدین نیشاپوری نے آپ سے کہا' ہمارے آقا سلطان قسم بخدا اپنی جان کو خطرے میں نہ ڈالیے اگر آپ قتل ہو گئے تو آپ کے ساتھ جو آدمی ہیں سب قتل ہو جائیں گے اور شہروں پر قبضہ ہو جائے گا اور مسلمانوں کا حال خراب ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا' اے قطب الدین خاموش رہیے' تمہاری بات اللہ کی بے ادبی ہے' محمود کون ہے؟ مجھ سے پہلے خدا کے سوا' دین اور ملک کی کون حفاظت کرتا تھا؟ محمود کون ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ جو لوگ موجود تھے وہ رو پڑے اور ایک جنگ میں آپ نے اپنے آپ کو ایک فرنگی بادشاہ کا قیدی بنا دیا تو اس نے امراء سے آپ کے بارے میں مشورہ لیا کہ کیا وہ آپ کو قتل کر دے یا جو مال آپ اسے دیں وہ لے لے؟ اور اس نے اپنی جان کے فدیہ میں بہت سا مال دیا تھا' تو انہوں نے اس سے اختلاف کیا' پھر اسے آپ کا رہا کرنا اور آپ سے فدیہ لینا اچھا لگا' پس آپ نے اپنی رہائی کے وقت ایک

آدمی اپنے ملک کی طرف بھیجو تو آپ نے فدیہ کا مال لے کر آپ کے پاس آئے وہ جلدی اسے لے آیا اور اس نے نور الدین کو رہا کر دیا اور جب آپ اپنے ملک میں پہنچے تو یہ بادشاہ اپنے شہر میں فوت ہو گیا اور نور الدین اور آپ کے اصحاب اس بات سے حیران رہ گئے اور آپ نے اس مال سے دمشق کا ہسپتال تعمیر کیا جس کی مثال ملکوں میں نظیر نہیں پائی جاتی اور اس کی شرط یہ ہے کہ وہ فقراء اور مساکین کے لیے وقف ہے اور جب کوئی نایاب دوا صرف اسی ہسپتال میں موجود ہو تو اسے مالداروں سے روکا نہ جائے اور جو اس کے پاس آئے اسے دوائی پینے سے روکا نہ جائے' اسی لیے نور الدین بھی اس کے پاس آیا اور اس نے اس کے پینے والی دواؤں میں سے ایک دوا لی۔

میں کہتا ہوں' بعض لوگوں کا قول ہے کہ جب سے وہ ہسپتال بنا ہے اس وقت سے لے کر ہمارے اس زمانے پر اس کی آگ نہیں بجھی۔ واللہ اعلم۔ اور آپ نے راستوں میں بہت سی سرائیں اور قلعے بنائے اور خوفناک مقامات پر چوکیدار مقرر کیے اور ان میں پیغامبر کبوتر رکھے جو تھوڑی مدت میں آپ کو حالات سے باخبر کر دیتے اور آپ نے خانقاہیں بھی بنوائیں اور فقہاء' مشائخ اور صوفیاء آپ کے پاس جمع ہوتے تھے اور آپ ان کا اعزاز واکرام کرتے تھے اور آپ صالحین سے محبت کرتے تھے اور ایک دفعہ ایک امیر نے آپ کے پاس ایک فقیہ کو گالی دی اور وہ قطب الدین نیشاپوری تھے' نور الدین نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے' تو نے جو بات کہی ہے اگر وہ سچی ہو تو اس کی بہت سی نیکیاں ہیں جو اسے مٹا دیں گی جو تیرے پاس نہیں جس سے اس کی برائیوں کا کفارہ دیا جائے جو تو نے بیان کیا ہے قسم بخدا میں تیری تصدیق نہیں کروں گا اور اگر تو نے دوبارہ اس کا ذکر کیا یا کسی نے کسی اور کا میرے پاس برائی سے ذکر کیا تو میں تجھے ضرور ایذا دوں گا پس اس سے رُک جا اور اس کے بعد اس کا ذکر نہ کر اور آپ نے دمشق میں حدیث سننے سنانے کے لیے ایک گھر بنایا۔

ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ آپ دار الحدیث بنانے والے پہلے شخص ہیں اور آپ بارعب اور باوقار تھے اور امراء کے دلوں میں آپ کا بہت خوف تھا' آپ کی اجازت کے بغیر کوئی شخص آپ کے سامنے بیٹھنے کی جسارت نہ کرتا تھا' اور امیر نجم الدین ایوب کے سوا' کوئی امیر' بغیر اجازت بیٹھ نہ سکتا تھا اور اسد الدین شیرکوہ اور مجد الدین بن الدایہ نائب حلب اور دیگر اکابر آپ کے سامنے کھڑے رہتے تھے اور اس کے باوجود جب کوئی فقیہ یا فقیر آتا تو آپ اس کے لیے کھڑے ہو جاتے اور چند قدم چلتے اور وقار وسکون کے ساتھ اسے اپنے سجادہ پر بٹھاتے اور جب ان میں سے کسی کو کوئی چیز دیتے تو اکثر کہتے یہ لوگ اللہ کے سپاہی ہیں ان کی دعاؤں سے ہم دشمن پر فتح پاتے ہیں اور میں جو انہیں دیتا ہوں' بیت المال میں ان کا حق اس سے کئی گنا زیادہ ہے اور جب وہ ہم سے اپنا کچھ حق لے کر راضی ہو جاتے ہیں تو یہ ان کا ہم پر احسان ہے اور آپ کو ایک حدیث کا جز سنایا گیا جس میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ تلوار گلے میں لٹکائے باہر نکلے تو آپ تعجب کرنے لگے کہ جو عادات رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں لوگ ان سے کیسے بدل گئے ہیں اور سپاہی اور امراء تلواروں کو اپنی کمروں میں کیسے باندھتے ہیں اور اس طرح نہیں کرتے جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے' پھر آپ نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ تلواروں کو اپنے گلوں میں ڈالیں' پھر آپ دوسرے روز فوج کی طرف گئے تو آپ تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے تھے اور سپاہیوں کا بھی یہی حال تھا اس سے آپ کا مقصد رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرنا

تھا۔ رحمہ اللہ

اور آپ کے وزیر موفق الدین خالد بن محمد بن نصر القیسرانی شاعر نے آپ سے بیان کیا کہ اس نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا وہ ملک نورالدین کے کپڑوں کو دھو رہا ہے سو آپ نے حکم دیا کہ وہ شہروں سے ٹیکسوں کے ساقط کرنے کے احکام لکھے اور فرمایا یہ تیرے خواب کی تعبیر ہے اور آپ نے لوگوں کو لکھا کہ جو کچھ ان سے لیا جاتا تھا وہ اس سے آزاد ہیں اور آپ انہیں کہتے کہ یہ مال' تمہارے کافر دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے اور تمہارے ملک' اور تمہاری عورتوں اور بچوں کے دفاع میں خرچ ہوا ہے اور آپ نے یہ بات اپنے بقیہ ممالک اور ان شہروں کی طرف بھی جو آپ کے اقتدار تلے تھے لکھی۔ اور واعظوں کو حکم دیا کہ وہ اسے تاجروں سے لینا جائز ٹھہرائیں اور آپ اپنے سجود میں کہتے تھے' اے اللہ! ٹیکس اور عشر لینے والے ظالم محمود الکلب پر رحم فرما' کہتے ہیں کہ برہان الدین بلخی نے ملک نورالدین پر کفار کے ساتھ جنگوں میں ٹیکسوں کے اموال سے مدد لینے پر اعتراض کیا اور اس نے ایک دفعہ آپ سے کہا تمہیں کیسے فتح ہو جب کہ تمہاری فوج میں شرابیں ڈھول اور بانسریاں ہیں؟ کہتے ہیں کہ آپ کے شہروں سے ٹیکس ساقط کرنے کا سبب یہ ہے کہ ابوعثمان المنتخب ابن ابی محمد الواسطی واعظ نے جو کبار صالحین میں سے تھے' اور اس شخص کے پاس کوئی چیز نہ تھی اور نہ یہ کسی سے کوئی چیز قبول کرتا تھا اور صرف اس کے پاس ایک جبہ تھا جسے وہ اس وقت پہنتا تھا جب وہ اپنی مجلس وعظ کی طرف جاتا تھا اور اس کی مجلس وعظ میں ہزاروں لوگ جمع ہوتے تھے۔ نورالدین کو یہ اشعار سنائے جو ان امور کو متضمن تھے جن میں وہ اپنی حکومت میں لگا ہوا تھا اور ان میں اس کے لیے شدید تخویف وتحذیر بھی تھی۔

''اے دھوکہ خوردہ قیامت کے روز' اپنے کھڑے ہونے کو بیان کر جب آسمان گردش کر رہا ہوگا اگر کہا جائے کہ نورالدین مسلمان ہونے کی حالت میں گیا ہے تو اس بات سے ڈر کہ تو زندہ رہے اور تیرے پاس نور نہ ہو' کیا تو شراب پینے سے روکتا ہے اور تو ناانصافیوں کے پیالے کے بارے میں مخمور اور عقل کھو چکا ہے تو نے بتکلف پاکدامن بننے کے لیے شراب کے پیالوں کو چھوڑ دیا ہے اور حرام کے پیالے تیرے پاس گردش کرتے ہیں اور جب تو اکیلا بوسیدگی کی طرف جائے گا اور منکر نکیر تیرے پاس آئیں گے تو تو کیا کہے گا؟ اور جب تو میدان میں ذلیل ہو کر اکیلا کھڑا ہوگا اور حساب سخت ہوگا تو تو کیا کہے گا۔ اور مخالفین تجھ سے الجھیں گے اور تو یوم حساب کو زنجیروں میں پڑا ہوگا اور تجھے گھسیٹا جائے گا اور فوجیں تجھے چھوڑ جائیں گی اور تو قبر کی تنگی میں ٹیک لگائے ہوئے ہوگا اور تو چاہے گا کہ تو نے ایک دن بھی حکومت نہ کی ہوتی اور نہ لوگ تجھے امیر کہتے اور تو عزت کے بعد مردوں کے عالم میں گڑھے میں پڑا ہوگا اور حقیر ہوگا اور برہنہ' غمگین اور روتے اور اضطراب کی حالت میں تیرا حشر ہوگا اور مخلوق میں سے کوئی تجھے پناہ نہ دے گا' کیا تو پسند کرتا ہے کہ تو زندہ ہو اور تیرا دل بوسیدہ ہو' ویرانے کو ناپسند کرنے والا ہو' اور تیرا جسم آباد ہو' کیا تو پسند کرتا ہے کہ دوسرے لوگ ہمیشہ اس کے قرب سے شادکام ہوں اور تو عذاب اور فراق میں ہو' اپنے لیے حجت تیار کر جس کے ذریعے تو قیامت کے روز اور جس روز بری باتیں ظاہر ہوں گی نجات پائے''۔

جب نورالدین نے ان اشعار کو سنا تو وہ بہت رویا اور بقیہ شہروں سے بھی ٹیکس ساقط کرنے کا حکم دے دیا اور موصل سے شیخ

عمر الملا نے آپ کو لکھا۔ آپ نے وہاں کے امراء اور والیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ وہاں الملا کو بتائے بغیر کوئی فیصلہ نہ کریں اور آپ نے انہیں جو حکم دیا تھا انہوں نے اس پر عمل کیا اور وہ صالحین درویشوں میں سے تھے اور نورالدین ہر رمضان میں آپ سے افطاری کے لیے قرض لیا کرتا تھا اور وہ آپ کی طرف کھڑے اور پتلی روٹیاں بھیجتے اور آپ سارا رمضان ان سے افطاری کرتے۔ شیخ عمر بن الملا نے آپ کو لکھا' مفسدین زیادہ ہو گئے ہیں اور کچھ بھال کے محتاج ہیں اور اس قسم کا کام قتل کرنے صلیب دینے اور مارنے سے ہوتا ہے اور جب کسی شخص کو جنگل میں پکڑ لیا جائے تو کون آ کر اس کی گواہی دے گا؟ نورالدین نے اس کے خط کی پشت پر لکھا بلاشبہ اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے اور ان کے لیے قانون بنایا ہے اور وہ ان کے مصالح کو بہتر سمجھتا ہے اور اگر اسے معلوم ہوتا کہ مصلحت میں شریعت سے زیادتی پائی جاتی ہے تو وہ اسے ہمارے لیے قانون بنا دیتا اور اللہ نے ہمارے لیے جو قانون بنایا ہے اس سے ہمیں زیادہ کی ضرورت نہیں اور جو اضافہ کرتا ہے اس کا خیال ہے کہ شریعت ناقص ہے اور وہ اپنے اضافے سے اسے مکمل کر رہا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے خلاف اور اس کے قانون کے خلاف جسارت ہے اور تاریک عقلیں ہدایت نہیں پا سکتیں اور اللہ ہی ہمیں اور آپ کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت دے گا۔

پس جب شیخ عمر الملا کے پاس خط پہنچا تو اس نے موصل میں لوگوں کو اکٹھا کیا اور انہیں خط سنایا اور کہنے لگا' درویش نے جو خط بادشاہ کو لکھا ہے اور بادشاہ نے جو خط درویش کو لکھا ہے اسے دیکھو۔

اور شیخ ابوالبیان کا بھائی آپ کے پاس ایک شخص کے خلاف مدد طلب کرتے ہوئے آیا کہ اس نے اسے گالی دی ہے اور اس پر تہمت لگائی ہے کہ وہ ایسا ویسا ہے اور وہ اس کے خلاف شکایت میں مبالغہ کرنے لگا' سلطان نے اسے کہا کیا اللہ نے نہیں فرمایا کہ ''جب جاہل ان سے خطاب کرتے ہیں تو وہ انہیں سلام کہتے ہیں''۔ نیز فرمایا: ''جاہلوں سے اعراض کر''۔ تو شیخ خاموش ہو گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا' حالانکہ نورالدین اس کا اور اس کے بھائی ابوالبیان کا معتقد تھا اور کئی بار اس کی ملاقات کو آیا تھا اور اس پر وقف بھی کیا تھا اور فقیہ ابوالفتح الاشری نظامیہ بغداد میں دہرائی کرانے والے نے جس نے نورالدین کی مختصر سیرت بھی تالیف کی ہے بیان کیا ہے کہ نورالدین جماعت کے ساتھ مقررہ اوقات میں تمام شروط کے ساتھ ارکان کو قائم کرتے ہوئے اور رکوع و سجود میں اطمینان کے ساتھ نمازیں پڑھنے کا پابند تھا اور رات کو بہت نماز پڑھتا تھا اور اپنے تمام امور میں اللہ کے حضور عاجزی سے دُعا کرتا تھا۔

راوی کا بیان ہے کہ ہمیں صوفیاء کی ایک جماعت سے روایت پہنچی ہے جن کے قول پر اعتماد کیا جاتا ہے کہ جن دنوں فرنگیوں نے قدس پر قبضہ کر لیا تھا وہ زیارت کے لیے بلاد قدس میں داخل ہوئے تو انہوں نے انہیں کہتے سنا' القسیم ابن القسیم۔ ان کی مراد نورالدین تھی' کا اللہ کے ساتھ ایک راز ہے وہ ہم پر اپنی فوجوں اور اپنے سپاہیوں کی کثرت سے فتح نہیں پاتا وہ ہم پر دعاؤں اور رات کی نماز کے ذریعے فتح پاتا ہے' وہ رات کو نماز پڑھتا ہے اور اللہ کے حضور ہاتھ اُٹھاتا ہے اور دُعا کرتا ہے اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور وہ اسے اس کے اموال کا جواب دیتا ہے اور وہ اسے اس کے اموال کا جواب دیتا ہے اور وہ ہم پر فتح پاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ اس کے بارے میں کفار کا کلام ہے۔

اور شیخ ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ نورالدین نے الحوالی کے باغ کو وہاں کے اس جنگل کے ساتھ جو اس کے ساتھ ہے اس کا نصف جامع دمشق کو اچھا بنانے کے لیے وقف کر دیا اور دوسرے نصف کو دس حصوں میں تقسیم کیا جن سے دو حصے اس مدرسے کو اچھا بنانے کے لیے وقف کیے جسے اس نے حنفیوں کے لیے تعمیر کیا تھا اور دوسرے آٹھ حصے نو مساجد کے اچھا بنانے کے لیے وقف کیے اور وہ مساجد یہ ہیں: جبل قیسون کی مسجد الصالحین' جامع القلعہ' مسجد عطیہ' مسجد ابن لبید جو العسقار میں ہے' مسجد الرماحین المعلق' الصالحیہ کی مسجد العباس اور دارالبطیخ کی مسجد معلق اور وہ مسجد جسے نورالدین نے یہود کے گرجا کے پڑوس میں از سرِ نو تعمیر کرایا ان سب مساجد کو نصف کے گیارہ حصوں میں سے ایک حصہ ملا اور آپ کے کارنامے اور مناقب بہت ہیں ہم نے ان میں سے تھوڑے سے بیان کیے ہیں جن سے دوسروں پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔

اور شیخ شہاب الدین نے الروضتین کے آغاز میں آپ کے بہت سے محاسن کا ذکر کیا ہے اور قصائد میں آپ کی جو مدح کی گئی ہے اسے بھی بیان کیا ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ جب اسدالدین دیارِ مصر کو فتح کر کے فوت ہو گیا' پھر صلاح الدین والی بنا تو اس نے مصر سے اسے معزول کرنے اور کئی بار کسی اور کو اس کا نائب مقرر کرنے کا ارادہ کیا لیکن فرنگیوں کی جنگ اسے اس بات سے مانع رہی اور اس کی اجل قریب آ گئی اور یہ سال یعنی ۵۶۹ھ اس کی زندگی کا آخری سال تھا' اس نے دیارِ مصر کی طرف جانے کی اپنے دل میں ٹھان لی اور موصل وغیرہ کی افواج کو پیغام بھیجا کہ وہ بلادِ شام میں رہیں تاکہ اس کی غیر حاضری میں فرنگیوں سے ان کی حفاظت ہو اور وہ عام فوج کے ساتھ مصر کی طرف روانہ ہو گا اور ملک صلاح الدین اس سے سخت خوفزدہ ہو گیا۔

اور جب اس سال کی عید الفطر کا دن آیا تو وہ میدان اخضر کی طرف گیا اور اس میں عید الفطر کی نماز پڑھی اور یہ اتوار کا دن تھا اور اس نے شمالی میدان اخضر میں پرانی کمان پھینک دی اور تقدیر اسے کہہ رہی تھی یہ تیری آخری عید ہے اور اس نے اس روز ایک بھرپور دسترخوان بچھایا اور اسے لوٹنے کا حکم دے دیا اور اس روز اس کے بیٹے ملک صالح اسماعیل کو نہلایا گیا اور اس کے لیے شہر کو آراستہ کیا گیا اور عید اور ختنہ کے لیے شادیانے بجائے گئے۔ پھر دوسرے دن وہ سوار ہوا اور حسب عادت جھکا پھر اس روز اس نے پولو کھیلا اور ایک امیر پر اسے غصہ آ گیا' حالانکہ یہ اس کی عادت نہیں تھی۔ تو وہ بڑے غصے کی حالت میں جلدی سے قلعے کی طرف گیا اور پریشان ہو گیا اور اس کا مزاج بگڑ گیا اور اپنے دل اور اپنے دردوں سے اشتغال کرنے لگا اور اس کے تمام حواس اور عادات بدل گئیں اور وہ ایک ہفتہ تک لوگوں سے رُکا رہا اور لوگ بھی اس سے غافل تھے کیونکہ وہ کھیل کود میں مصروف تھے' جو انہوں نے اس کے بیٹے کے غسل کی وجہ سے قائم کی تھی اور یہ اپنی جان دے رہا تھا اور یہ اپنی موجودگی سے خوشی دے رہا تھا' پس یہ خوشیاں' غموں سے بدل گئیں اور سنجیدگی نے اس مزاح کو مٹا دیا اور بادشاہ کے حلق میں خناق ہو گیا جس نے اسے بولنے سے روک دیا اور یہ حلق کے درد کا حال تھا' اسے فصد کرانے کا مشورہ دیا گیا تو اس نے قبول نہ کیا اور جلد علاج کرنے کا مشورہ دیا گیا تو اس نے ایسا نہ کیا اور اللہ کا حکم فیصلہ کن ہوتا ہے اور جب اس سال ۱۱ رشوال کو بدھ کا دن تھا تو وہ ۵۸ سال کی عمر میں فوت ہو گیا جن میں سے ۲۸ سال اس نے حکومت کی اور دمشق کی جامع القلعہ میں اس کا جنازہ پڑھا گیا پھر اسے اس

قبرستان میں منتقل کر دیا گیا جسے آپ نے باب الخواصین اور الدرب کے باب الخیمین کے درمیان حنفیہ کے لیے بنایا تھا اور اس کی قبر کی زیارت کی جاتی ہے اور اس کی کھڑکی کے ساتھ حلق لگایا جاتا ہے اور ہر گزرنے والا اس سے برکت حاصل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ نورالدین شہید کی قبر ہے کیونکہ اس کے حلق میں خناق ہوا تھا اور اسی طرح آپ کے بیٹے کو بھی شہید کیا جاتا ہے اور القسیم کا لقب دیا جاتا ہے اور فرنگی اسے القسیم ابن القسیم کہتے ہیں اور شعراء نے آپ کے بہت مرثیے کہے ہیں جنہیں ابوشامہ نے بیان کیا ہے اور العماد نے کیا خوب کہا ہے ؎

''جب موت بادشاہ کے پاس شاہانہ خصلت کے ساتھ آئی تو میں اس سے حیران رہ گیا اور کس طرح گول فلک زمین میں محور کے وسط میں ٹک گیا ہے''۔

اور حسان شاعر جو عرقلہ کے نام سے مشہور ہے' نے نورالدین کے مدرسہ کے بارے میں جب اسے وہاں دفن کیا گیا' کہا ؎

''مدرسہ اور ہر چیز مٹ جائے گی اور تو علم اور قربانی کی رکھ میں باقی رہے گا اور نورالدین محمود بن زنگی کے ذریعے اس کا ذکر شرق و غرب میں گونجے گا اور کسی شک اور کنایہ کے بغیر کہے گا اور اس کا قول سچ اور حق ہے کہ شہروں میں سے دمشق میرا دارالخلافہ ہے اور مدارس میں میرا یہ مدرسہ میری حکومت کی بیٹی ہے''۔

نورالدین رحمۃ اللہ کا حلیہ:

آپ دراز قد' گندم گوں' خوبصورت آنکھوں اور چوڑی جبین والے خوبصورت اور ترکی الشکل تھے' آپ کی داڑھی صرف ٹھوڑی کے نچلے حصے پر تھی' آپ بارعب اور متواضع تھے اور آپ کے چہرے پر نور اور جلالت تھی' آپ اسلام اور دین کے اصولوں کی عزت کرتے تھے اور شریعت اسلام کی بھی تعظیم کرتے تھے۔

فصل

جب نورالدین نے اس سال کے شوال میں وفات پائی تو آپ کے بعد آپ کے بیٹے صالح اسماعیل کی بادشاہی کی بیعت ہوئی اور وہ چھوٹا ہی تھا اور امیر شمس الدین بن مقدم کو اس کا اتالیق مقرر کیا گیا' پس اُمراء نے اختلاف کیا اور آراء علیحدہ علیحدہ ہو گئیں اور شرور نمایاں ہو گئے اور شراب بکثرت ہو گئی حالانکہ یہ آپ کے زمانے میں پائے جاتے تھے اور فواحش پھیل گئے اور نمایاں ہو گئے حتیٰ کہ آپ کے بھتیجے سیف الدین غازی بن مودود حاکم حلب کو جب آپ کی موت کا یقین ہو گیا اور وہ آپ سے دبتا تھا۔ تو اس کے منادی نے شہر میں لہو و لعب اور شراب اور نشہ آور اشیاء اور گانے وغیرہ کی معافی کا اعلان کر دیا اور منادی کے پاس ایک دَف اور پیالہ اور شیطان کی بانسری تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور آپ کا یہ بھتیجا اور دیگر ملوک اور اُمراء جن پر آپ کو حکومت حاصل تھی ان میں سے کوئی شخص منکرات اور فواحش کے ارتکاب کی طاقت نہ رکھتا تھا اور جب آپ فوت ہو گئے تو وہ متکبر ہو گئے اور انہوں نے زمین میں فساد کیا اور شاعر کا قول سچ ثابت ہو گیا ؎

اسے مجھے شراب پلا اور مجھے کہہ یہ شراب ہے اور مجھے پوشیدہ طور پر نہ پلا اب اعلانیہ پینا ممکن ہو گیا ہے اور ہر جانب سے دشمنوں نے مسلمانوں کا لالچ کیا اور فرنگیوں نے دمشق کو مسلمانوں سے چھیننے کا قصد کیا سو ابن مقدم اتابک ان کے مقابلہ میں نکلا اور بانیاس کے پاس ان سے جنگ کی اور ان کے مقابلے سے کمزور پڑ گیا اور ایک مدت ان سے صلح کر لی اور انہیں جلدی سے بہت سے اموال دیئے اور اگر انہیں ملک ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب کی آمد کا خوف نہ ہوتا تو وہ اس سے صلح نہ کرتے اور جب صلاح الدین کو یہ خبر ملی تو اس نے امراء کی طرف اور خاص کر ابن مقدم کو صلح کرنے اور فرنگیوں کو مال دینے پر ملامت کرتے ہوئے خط لکھا' حالانکہ وہ بہت کم اور بہت ذلیل تھے اور اس نے انہیں بتایا کہ وہ بلادِ شام کو فرنگیوں سے بچانے کے لیے وہاں آنے کا قصد کیے ہوئے ہے' اور انہوں نے اس کے خط کا جواب دیا جس میں درشتی اور بدمزگی کی باتیں تھیں مگر اس نے ان کی طرف التفات نہ کیا اور انہوں نے اس کے خوف کی شدت سے حاکم موصل سیف الدین غازی کو خط لکھا کہ وہ اسے اپنا بادشاہ بنا لیں گے' وہ ان سے ملک ناصر صلاح الدین حاکم مصر کی جنگ کو ان سے دُور کرے مگر اس نے ایسا نہ کیا کیونکہ اسے خوف پیدا ہوا کہ یہ اس کے لیے ان کی سازش نہ ہو اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ آختہ سعد الدولہ مستکین جسے ملک نور الدین نے اس پر جاسوس اور نامناسب فواحش' شراب اور لہو لعب سے اسے بچانے کے لیے مقرر کیا ہوا تھا وہ اس سے ڈر کر بھاگ گیا اور جب نور الدین فوت ہو گیا تو اس نے موصل میں یہ قبیح اعلان کیا اور آختہ مذکور اس سے ڈر گیا کہ وہ اسے پکڑے گا' پس وہ خفیہ طور پر اس سے بھاگ گیا اور جب نمازی کو اپنے چچا کی موت کا یقین ہو گیا تو اس نے اس خادم کے پیچھے آدمی بھیجے تو وہ اس سے آگے نکل گیا اور اس کے ذخائر پر قبضہ کر لیا اور آختہ' حلب میں داخل ہوا' پھر دمشق روانہ ہو گیا اور امراء کے ساتھ اس نے طے کیا کہ وہ نور الدین کے بیٹے ملک صالح اسماعیل کو حلب لے جائیں اور وہاں اس کی تربیت اس کے مربی کی جگہ اس کا والد کرے گا اور دمشق' اتابک شمس الدولہ بن مقدم کے سپرد ہو گا اور قلعہ' آختہ جمال الدین ریحان کے سپرد ہو گا' اور جب ملک صالح دمشق سے روانہ ہوا تو کبراء اور اُمراء بھی اس کے ساتھ دمشق سے حلب گئے اور یہ اس سال کی ۲۳ ذوالحجہ کا واقعہ ہے اور جب وہ حلب پہنچے تو بچہ اس کے تخت حکومت پر بیٹھا اور انہوں نے بنی الدایہ شمس الدین بن الدایہ جو مجد الدین کا بھائی تھا اور نور الدین کا دودھ شریک بھائی تھا اور اس کے تینوں بھائیوں کی نگرانی کی اور شمس الدین علی بن الدایہ کا خیال تھا کہ نور الدین کا بیٹا اس کے سپرد کیا جائے گا اور وہ اس کی تربیت کرے گا کیونکہ وہ سب لوگوں سے اس کا زیادہ حقدار ہے' پس انہوں نے اس کے خیال کو ناکام کیا اور اسے اور اس کے بھائیوں کو گہرے کنوئیں میں قید کر دیا۔ اور صلاح الدین نے بچے کو دمشق سے حلب لے جانے اور بنی الدایہ کو قید کرنے پر اُمراء کی ملامت کا خط لکھا حالانکہ بنی الدایہ بہترین اُمراء اور سرکردہ کبراء تھے اور یہ کہ انہوں نے بچے کو مجد الدین بن الدایہ کے سپرد کیوں نہیں کیا' جسے نور الدین کے ہاں اور لوگوں کے ہاں ان سے بڑا مقام حاصل تھا' تو انہوں نے اسے بے ادبانہ خط لکھا' اب سب باتوں نے اسے ان پر مزید ناراض کر دیا اور اسے ان کی طرف جانے پر آمادہ کیا' لیکن اس وقت وہ مصروف تھا' کیونکہ مصر میں اسے اچانک ایک بڑا کام پڑ گیا جیسا کہ آئندہ سال کے آغاز میں ابھی اس کی تفصیل بیان ہو گی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

الحسن بن الحسن:

ابن احمد بن محمد العطار' ابوالعلاء الہمدانی الحافظ' آپ نے بہت سماع کیا اور بہت سے شہروں کی طرف سفر کیا اور مشائخ سے ملاقات کی اور بغداد آئے اور بہت سی کتابیں حاصل کیں' اور علم قراءات اور لغت سے اشتغال کیا حتیٰ کہ اپنے زمانے میں کتاب وسنت کے علم میں یکتا ہو گئے اور بہت سی مفید کتابیں تصنیف کیں' اور آپ اچھے مذہب پر تھے' اور سخی' زاہد' صحیح الاعتقاد اور نیک ارادہ تھے اور آپ کو اپنے ملک میں مقام اور قبول عام حاصل تھا' اور آپ نے اس سال ۲۵ر جمادی الآخرۃ جمعرات کی شب کو وفات پائی اور آپ کی عمر ۸۰ سال سے چار ماہ چند دن زیادہ تھی' ابن الجوزی نے بیان کیا ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ کو خواب میں دیکھا گیا کہ آپ ایک شہر میں جس کی سب دیواریں' کتابیں تھیں اور آپ کے اردگرد بھی لاتعداد کتابیں ہیں اور آپ ان کے مطالعہ میں مشغول ہیں' آپ سے دریافت کیا گیا' یہ کیا ہے؟ آپ نے کہا' میں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ مجھے وہ شغل دے جو میں دنیا میں کرتا تھا تو اس نے مجھے وہ کام دے دیا۔

اہوازی:

اور اس سال بغداد میں حضرت امام ابوحنیفہ کے مزار کے لابریرین ربیع الاول میں اچانک وفات پا گئے۔

محمود بن زنگی بن آقسنقر:

سلطان ملک عادل' نورالدین' بلاد شام اور دیگر بہت سے وسیع شہروں کے حکمران' آپ فرنگیوں سے جہاد کرتے تھے۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے اور علماء' فقراء اور صالحین سے محبت رکھتے تھے اور علم سے نفرت کرتے تھے اور صحیح الاعتقاد اور اعمالِ خیر کو ترجیح دینے والے تھے' آپ کے زمانے میں کوئی شخص کسی پر ظلم کرنے کی جرأت نہ کرتا تھا' آپ نے برے کاموں اور برے کام کرنے والوں کا خاتمہ کر دیا اور علم وشرع کو بلند کیا اور آپ ہمیشہ رات کو قیام کرتے تھے' اور بہت روزے رکھتے تھے اور اپنے نفس کو شہوات سے روکتے تھے اور مسلمانوں کے لیے آسائش کو پسند کرتے تھے اور علماء' فقراء' مساکین' یتامیٰ اور بیوگان کی طرف عطیات بھیجتے تھے' اور دنیا آپ کے نزدیک کچھ حیثیت نہیں رکھتی تھی' اللہ آپ پر رحم فرمائے اور آپ کی قبر کو رحمت ورضوان سے شادکام کرے۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ نورالدین محمود بن زنگی نے کفار کے قبضے سے پچاس سے زیادہ شہر واپس لیے اور آپ مجھ سے اور میں آپ سے خط وکتابت کرتا تھا۔ راوی کا بیان ہے جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بعد اپنے

بیٹے' صالح اسماعیل کے لیے اُمراء سے عہد لیا اور حاکم طرابلس سے از سرنو عہد کیا کہ وہ اس مدت میں شام پر غارت گری نہیں کرے گا' جب تک اس کی فوج وہاں ہے' اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے اسے ایک جنگ میں قیدی بنا لیا اور اس کے ساتھ اس کے ارباب حکومت کی ایک جماعت کو بھی قیدی بنایا تو اس نے تین لاکھ دینار اور پانچ سو گھوڑے اور پانچ سو گاؤن لباس اور قنطوریات اور پانچ سو مسلمان قیدی فدیہ دے کر اپنی جان چھڑائی اور اس نے اس سے معاہدہ کیا کہ وہ سات سال' سات ماہ اور سات دن مسلمانوں کے شہروں پر حملہ نہیں کرے گا' اور اس پر اس سے اس کے اور فرنگیوں اور ان کے جرنیلوں کے ایک سو بچے یرغمال کے طور پر لئے گئے کہ اگر اس نے عہد شکنی کی تو وہ ان کا خون بہا دے گا اور آپ نے بیت المقدس کو فتح کرنے کا ارادہ کیا' مگر اس سال شوال میں آپ کو موت نے آ لیا اور اعمال کا دارومدار نیت پر ہے' اور آپ کو اپنی نیت کا اجر ملے گا' اور آپ کی حکومت ۲۸ سال اور چند ماہ رہی اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اور یہ ابن جوزی کے بیان کا مفہوم ہے۔

الخضر بن نصر:

علی بن نصر اربلی' شافعی فقیہ' آپ نے سب سے پہلے ۵۳۳ھ میں اربل میں درس دیا اور آپ فاضل اور دیندار تھے اور لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا اور آپ نے الکیا الہراسی وغیرہ سے بغداد میں اشتغال کیا اور دمشق آئے۔

اور ابن عساکر نے اس سال میں آپ کی تاریخ بیان کی ہے اور ابن خلکان نے الوفیات میں آپ کے حالات لکھے ہیں اور بیان کیا ہے کہ آپ کی قبر کی زیارت کی جاتی ہے اور میں نے کئی بار اس کی زیارت کی ہے اور میں نے لوگوں کو آپ کی قبر پر جاتے اور برکت حاصل کرتے دیکھا ہے اور یہ ابن خلکان کا قول ہے اور اہل علم نے آپ پر اور آپ کے امثال پر جو قبروں کی تعظیم کرتے ہیں' اعتراض کیا ہے اور اس سال فرنگیوں کا بادشاہ مری لعنۃ اللہ فوت ہو گیا اور میرا خیال ہے کہ وہ عقلان اور دیگر شہروں کا بادشاہ تھا اور اگر اللہ کی رحمت اپنے مومن بندوں پر نہ ہوتی تو قریب تھا کہ وہ دیار مصر پر قبضہ کر لیتا۔



واقعات — ۵۷۰ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو سلطان ملک ناصر صلاح الدین بن ایوب' بلادشام کو فرنگیوں سے بچانے کے لیے وہاں جانے کا عزم کیے ہوئے تھا' لیکن اچانک اسے ایک ایسا کام آ پڑا جس نے اسے اس سے غافل کر دیا اور وہ یہ کہ فرنگی ایک بحری بیڑے میں جس کی مثل نہیں سنی گئی اور بہت سی کشتیوں اور جنگی سامان اور محاصرہ کرنے کے آلات اور جانبازوں کے ساتھ' مصری ساحل کی طرف آئے' جن میں دو سو شینی تھے اور ہر ایک میں ایک سو پچاس جانباز تھے اور چار سو اور آلات بھی تھے اور مقلیہ سے اسکندریہ کے بیرون ان کی آمد سال کے آغاز سے چار دن پہلے ہوئی' پس انہوں نے شہر کے اردگرد مجانیق اور گوپھنیں نصب کر دیں اور اس کے باشندے ان کے مقابلے میں نکلے' اور انہوں نے اس کی حفاظت میں کئی دن شدید جنگ کی اور فریقین میں سے بہت سے آدمی مارے گئے' پھر اہل شہر نے مجانیق اور ٹینکوں کے جلانے پر اتفاق کیا' اور انہوں نے ایسے ہی کیا اور اس بات نے فرنگیوں کے دلوں کو کمزور کر دیا' پھر مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور جو چاہا ان سے حاصل کیا اور فرنگی ہر جانب سے شکست کھا گئے اور سمندر اور قتل اور قید کے سوا ان کی کوئی پناہ گاہ نہ تھی اور مسلمانوں نے ان کے اموال' گھوڑوں اور خیموں پر قبضہ کر لیا' مختصر یہ کہ انہوں نے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان میں سے جو باقی بچے وہ بحری بیڑے میں سوار ہو کر ناکام و نامراد ہو کر اپنے ملک کو چلے گئے۔

اور جن باتوں نے ملک ناصر کو شام آنے سے روکا ان میں یہ بات بھی تھی کہ ایک شخص جو الکنز کے نام سے مشہور تھا اور بعض لوگ اسے عباس بن شادی کہتے تھے اور وہ دیارِ مصر اور فاطمی حکومت کے سرکردہ لوگوں میں سے تھا اور اس نے ایک شہر کا سہارا لیا جسے اسوان کہا جاتا ہے اور لوگ اس کے پاس جمع ہونے لگے' اور قبیلوں کے بہت سے رزیل اور بے وقوف لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور وہ انہیں یہ تصور دینے لگا کہ وہ عنقریب فاطمی حکومت کو دوبارہ واپس لائے گا اور ترک اتابکوں کو بھگا دے گا' پس بہت سے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے' پھر انہوں نے قوص اور اس کے مضافات کا قصد کیا اور اس کے اُمراء اور جوانوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا تو صلاح الدین نے فوج کا ایک دستہ اس کی طرف روانہ کیا اور اپنے بھائی عادل ابوبکر کردی کو اس کا امیر مقرر کیا' پس جب دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو ابوبکر نے اسے شکست دی اور اس کے اہل کو قید کر لیا اور اسے قتل کر دیا۔

فصل

پس جب شہر ہموار ہو گئے اور وہاں عبیدی حکومت کا کوئی سردار نہ رہا تو سلطان ملک ناصر صلاح الدین یوسف ترکی فوجوں کے ساتھ بلادشام کو گیا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب بلادشام کا سلطان نورالدین محمود بن زنگی فوت ہو گیا تو ان کے

باشندوں کو خوفزدہ کیا گیا اور ان کے ارکان کمزور ہو گئے اور ان کے کلام میں اختلاف ہو گیا اور ان کا جوڑ توڑ بگڑ گیا اور اس کا مقصد ان کی پراگندگی کو مجتمع کرنا اور ان کے باشندوں سے حسن سلوک کرنا اور ان کے میدانوں اور پہاڑوں کو امن دینا اور اسلام کی نصرت کرنا اور لمینوں کو دور کرنا اور قرآن کو غالب کرنا اور بقیہ ادیان کو چھپانا اور رضائے الٰہی کے لیے صلیبوں کو توڑنا اور شیطان کو ذلیل کرنا تھا' پس صفر کے آغاز میں وہ البرکتہ میں اترا اور وہاں قیام کیا' حتیٰ کہ فوج اس کے پاس اکٹھی ہو گئی اور اس نے مصر پر اپنے بھائی ابوبکر کو نائب مقرر کیا' پھر ۱۳/ربیع الاول کو بلبیس چلا گیا اور ربیع الاول کے آخر میں سوموار کے روز دمشق میں داخل ہوا اور اس میں دو بکریوں نے بھی آپس میں ایک دوسرے کو سینگ نہ مارا اور نہ دو تلواریں چلیں اور یہ واقعہ یوں ہے کہ اس کے نائب شمس الدین بن مقدم نے اسے پہلے خط لکھا تھا اور خط میں اس سے سختی کی اور جب اس نے اس کی توجہ کو دیکھا تو وہ اس سے خط و کتابت کرنے لگا اور اسے دمشق آنے پر آمادہ کرنے لگا اور اس سے شہر کو سپرد کر دینے کا وعدہ کرنے لگا اور جب اس نے سنجیدگی کو دیکھا تو اس سے مخالفت نہ ہو سکی تو اس نے مدافعت کے بغیر شہر اس کے سپرد کر دیا اور سب سے پہلے سلطان اپنے والد کے گھر دار العقیقی میں اترا جسے ملک الظاہر بیبرس نے مدرسہ بنایا تھا اور اعیان شہر اسے سلام کرنے آئے تو انہوں نے اس سے بہت حسن سلوک دیکھا اور اس وقت نائب قلعہ آختہ ریحان تھا' پس اس نے اس سے مراسلت کی اور اس کے عطیہ کو زیادہ کر دیا حتیٰ کہ اس نے قلعہ کو اس کے سپرد کر دیا' پھر وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اس کا اکرام و احترام کیا' پھر سلطان نے کہا کہ وہ نورالدین کے بیٹے کی تربیت کا لوگوں سے زیادہ حقدار ہے' کیونکہ نورالدین کے ان پر بڑے احسان ہیں' اور اس نے بیان کیا کہ اس نے دیارِ مصر میں نورالدین کا خطبہ دیا' پھر سلطان نے لوگوں سے حسن سلوک کا معاملہ کیا اور نورالدین کے بعد جو ٹیکس لگائے گئے تھے ان کے ابطال کا حکم دے دیا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا اور امور کا انجام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

فصل

اور جب سب دمشق اس کے لیے درست ہو گیا تو وہ جلدی سے حلب کو گیا' کیونکہ وہاں خرابی اور فساد تھا اور اس نے دمشق پر اپنے بھائی طغتکین بن ایوب ملقب بہ سیف الاسلام کو نائب مقرر کیا اور جب وہ حمص سے گزرا تو اس نے اس کے گرد و نواح کو قابو کر لیا اور اس کے قلعے سے اشتغال نہ کیا' پھر وہ حماۃ کی طرف گیا اور اس کے حکمران عزالدین بن جبریل سے اسے لے لیا' اور اس سے کہا کہ وہ اس کے اور حلبیوں کے درمیان اس کا سفیر بن جائے تو اس نے اس کی بات مان لی' پس وہ اس کے پاس گیا اور انہیں صلاح الدین کی جنگ سے ڈرایا' مگر انہوں نے اس کی طرف التفات نہ کیا بلکہ اسے گرفتار کرنے اور اسے قید خانے میں ڈالنے کا حکم دے دیا' پس اس نے دیر سے سلطان کو جواب دیا' تو اس نے انہیں ایک بلیغ خط لکھا جس میں انہیں ان کے اختلاف اور عدم اتحاد پر ملامت کی تو انہوں نے اسے اس کا بہت برا جواب دیا تو اس نے ان کی طرف آدمی بھیجا جو انہیں اس کا اور اس کے باپ کا زمانہ یاد دلائے اور اس کا چچا ان قابل تعریف مواقف میں جن میں اہل دین حاضر ہوئے تھے نورالدین کی

خدمت میں ہوتا تھا پھر وہ حلب کی طرف گیا اور جبل جوشن پر اترا۔ پھر اہل حلب میں اعلان کیا گیا کہ وہ باب العراق کے میدان میں حاضر ہوں پس وہ اکٹھے ہوئے اور ملک نور الدین کا بیٹا ان کے پاس آیا اور ان سے دوستی کی اور ان کے پاس رویا اور انہیں صلاح الدین سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا' اور یہ بات سرکردہ اُمراء کے مشورہ سے تھی' اور اہل شہر نے اسے جواب دیا کہ ہر ایک پر اس کی اطاعت واجب ہے' اور ان میں سے روافض نے اس پر شرط عائد کی کہ حی علی خیر العمل کی اذان دوبارہ ہو بازاروں میں اس کا ذکر ہو اور جامع میں ان کے لیے شرقی جانب ہو' اور جنازوں کے آگے بارہ آئمہ کے نام لیے جائیں اور یہ کہ وہ جنازوں پر پانچ تکبیریں کہیں اور یہ کہ ان کے نکاحوں کا عقد' شریف ابوطاہر بن ابوالمکارم حمزہ بن زاہر الحسینی کے سپرد ہو اور اس نے ان کی سب باتیں مان لیں' پس جامع اور بقیہ شہر میں حی علی خیر العمل کی اذان دی گئی اور اہل شہر' ناصر کے مقابلے سے عاجز آ گئے اور انہوں نے ہر دل اس کی سازش میں لگا دیا پس سب سے پہلے اس نے شیبان محتسب کے پاس پیغام بھیجا تو اس نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کو ناصر کے قتل کرنے کے لیے بھیجا مگر انہیں کامیابی نہ ہوئی بلکہ انہوں نے بعض اُمراء کو قتل کر دیا' پھر اس نے ان پر غلبہ پالیا اور سب کو قتل کر دیا' اس موقع پر انہوں نے حاکم طرابلس القومس فرنگی سے مراسلت کی اور اس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ ناصر کو ان سے ہٹا دے تو وہ اسے بہت اموال دیں گے' اس القومس کو نور الدین نے قیدی بنا لیا تھا اور وہ دس سال اس کے پاس قید رہا' پھر اس نے ایک لاکھ دینار اور ایک ہزار مسلمان قیدی اپنے فدیے میں دیئے اور نور الدین اسے بھولتا نہ تھا بلکہ اس نے حمص کا قصد کیا' تا کہ اس پر قبضہ کر لے تو سلطان ناصر اس کے مقابلہ میں گیا اور سلطان نے اس کے شہر طرابلس کی طرف ایک دستہ بھیجا جس نے لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا اور غنیمت حاصل کی اور جب ناصر اس کے نزدیک ہوا تو وہ اپنی ایڑیوں کے بل اپنے شہر کو واپس چلا گیا اور اس نے خیال کیا کہ جو انہوں نے چاہا تھا اس کا جواب اس نے انہیں دے دیا ہے اور جب ناصر' حمص کی طرف گیا تو اس نے اس کا قلعہ نہیں لیا تھا' پس وہ اس کے لینے کے درپے ہو گیا اور اس نے اس پر مجانیق نصب کر دیں اور اسے زبردستی لے لیا۔ اور بزورِ قوت اس پر قبضہ کر لیا' پھر واپس حلب آ گیا اور اس حملہ میں اس نے جو چاہا اللہ نے اسے دیا اور جب وہ وہاں اترا تو قاضی فاضل نے سلطان کی زبان سے انہیں خطیب شمس الدین کے ہاتھ ایک شاندار فصیح و بلیغ خط لکھ کر بھیجا جس میں اس نے کہا' جب سپردگی جنگ کا فیصلہ کرے تو اخلاص سے خوب دُعا کر اور دوڑ اور حوادث کی مفتریانہ باتوں کو دہرا اور امور مجھے نصیحت کرنے والے ہیں' اگر ان کے بارے میں کہا جائے کہ وہ بہت ہیں تو ان میں سے اکثر جاری ہو چکے ہیں اور ان سے شرح صدر کر' شاید ان سے سینہ کھل جائے اور خوش کن احوال کو واضح کر' بلا شبہ اللہ کی عبادت پوشیدہ نہیں ہوتی۔

اور یہ عجیب بات ہے کہ زمین میں عجیب و غریب کام ہوں جن کے متعلق امید کیا ہوا آدمی بھی نہیں جانتا جیسے اونٹ کو پیاس مار دیتی ہے اور پانی ان کی پشت کے اُوپر رکھا ہوتا ہے۔

ہم اپنی ہتھیلیوں سے آگ لیتے ہیں اور دوسرے لوگ نور حاصل کرتے ہیں اور ہم اپنے ہاتھوں سے پانی نکالتے ہیں اور دوسرے باتیں کرتے ہیں اور ہم اپنے سینوں میں تیر کھاتے ہیں اور دوسرے تصاویر پر اعتماد کرتے ہیں اور بدن ہماری پونجی کو اس عدل کے موقف میں واپسی کا سوال کرتے ہیں جو چھینی ہوئی چیز کو واپس کرتا ہے اور ہم اظہار اطاعت کرتے ہیں اور دلوں

کے حصے کی طرح حصے لیتے ہیں اور ہمارا پچھلا سال یہ تھا کہ ہم شام میں تھے ہم فتوحات کرتے تھے اور اپنی افواج سے آگے بڑھ کر کفار سے جہاد کرتے تھے‘ ہم اور ہمارا والد اور ہمارا چچا‘ پس کون سا شہر فتح ہوا اور دشمن کا کون سا قلعہ یا فوج یا اسلام کا میدان کارزار ہے جس میں اس کے ساتھ شمشیر زنی ہوئی ہے؟ ہمارے کارناموں سے کوئی ناواقف نہیں اور ہمارا دشمن آگ میں داخل ہو کر انکار نہیں کر سکتا‘ ہم حملے پر کنٹرول کرتے ہیں اور جماعت کو آگے کرتے ہیں اور جانبازوں کو منظم کرتے ہیں اور تیاری کی تدبیر کرتے ہیں‘ یہاں تک کہ شام میں وہ کارنامے ہوئے جن کا اجر ہمارے لیے ہے اور ہمارے لیے یہ بات نقصان دہ نہیں کہ ہمارے غیر ان کا ذکر کریں‘ پھر اس نے ان باتوں کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے کفر کو شکست دینے اور منکرات کے دور کرنے اور فرنگیوں کے تباہ کرنے اور بدعات کے ختم کرنے کے بارے میں مصر میں کیں‘ اور جو اس نے عدل پھیلایا اور احسان کو نشر کیا اور جو اس نے بلاد مصر و یمن اور نوبہ اور افریقہ وغیرہ میں عباسیوں کے خطبے قائم کیے۔ وغیر ذالک۔

اور جب ان کے پاس خط پہنچا تو انہوں نے برا جواب دیا اور انہوں نے حاکم موصل سیف الدین غازی بن مودود سے جو نورالدین محمود بن زنگی کا بھائی ہے‘ خط و کتابت کی تو اس نے اپنے بھائی عزالدین کو اپنی افواج کے ساتھ بھیجا اور وہ ان کے پاس آیا اور حلبی بھی ان کے ساتھ مل گئے اور انہوں نے ناصر کی غیر حاضری اور قلعہ حمص میں اس کے اشتغال و تعمیر کے باعث حماۃ کا قصد کیا اور جب اسے ان کے متعلق اطلاع ملی تو وہ تھوڑی سی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آ گیا اور ان تک پہنچ گیا اور وہ بڑے لشکروں کے ساتھ تھے پس انہوں نے اس کا سامنا کیا اور اس کی فوج کی قلت کو دیکھ کر اس کا لالچ کیا اور اس سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور وہ انہیں چکر دیتا رہا اور انہیں مصالحت کی دعوت دیتا رہا کہ شاید فوج اسے آ ملے‘ حتیٰ کہ اس نے باتوں باتوں میں انہیں یہ بھی کہا‘ میں صرف اکیلے دمشق پر قناعت کرتا ہوں اور میں وہاں ملک صالح اسماعیل کا خطبہ قائم کروں گا اور اس کے سوا‘ دیگر شامی علاقے کو چھوڑ دوں گا مگر خادم سعد الدین کمشتکین نے مصالحت سے انکار کر دیا سوائے اس کے کہ وہ اس الرحبہ کو انہیں دے دے جو اس کے عمزاد ناصر الدین بن اسد الدین کے قبضے میں تھا‘ اس نے کہا‘ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا اور نہ میں اس کی طاقت رکھتا ہوں‘ پس انہوں نے صلح کرنے سے انکار کر دیا اور جنگ پر آمادہ ہو گئے اور اس نے اپنی فوج کا ایک دستہ بنا لیا اور یہ ۱۹ رمضان اتوار کے دن‘ قرون حماہ کے قریب کا واقعہ ہے اور اس نے بڑا استقلال دکھایا اور اسی دوران میں اس کا بھتیجا تقی الدین عمر بن شاہنشاہ آ گیا اور اس کے ساتھ اس کا بھائی فروخ شاہ بھی فوج کے ایک دستہ کے ساتھ تھا‘ اور اس کی فوج ان پر غالب آئی اور اس نے اپنا رعب ان پر ڈالا تو وہ بھاگتے ہوئے پشت پھیر گئے اور شکست کھا کر منہ پھیر گئے اور اس نے ان کے کچھ سرداروں کو قیدی بنا لیا اور اعلان کیا کہ پشت پھیرنے والے کا تعاقب نہ کیا جائے اور زخمی کو نہ مارا جائے پھر جو لوگ اس کی قید میں تھے اس نے انہیں رہا کر دیا‘ اور جلدی سے حلب کی طرف روانہ ہو گیا اور ان کا حال الٹ ہو چکا تھا اور وہ بڑے انجام کی طرف پلٹ پڑے تھے وہ گذشتہ کل کو ان سے مصالحت کا مطالبہ کرتا تھا اور آج وہ اس سے التماس کر رہے تھے کہ وہ ان سے باز رہے اور واپس چلا جائے اور اس کے پاس حماہ اور حمص کا جو علاقہ ہے اس سے بڑھ کر المعرۃ‘ کفر طاب اور ماردین کا علاقہ بھی اس کے پاس ہو گا تو اس نے یہ بات قبول کر لی اور ان سے رک گیا اور اس نے قسم کھائی کہ اس کے بعد وہ ملک صالح سے جنگ

نہیں کرے گا اور وہ اپنے ملک کے بقیہ ماہ پر اس کے لیے اعا[illegible] کرے گا اور اس کے بھائی مجد الدین نے بنی الدایہ کے متعلق سفارش کی کہ وہ خزانہ دیں تو اس نے ایسے کر دیا اور پھر مظفر و منصور ہو کر واپس آ گیا۔

اور جب وہ حماہ میں تھا تو خلیفہ المستضی بامر اللہ کے ایلچی، قیمتی خلعتوں اور عباسی تشریفات اور سیاہ جھنڈوں اور دفتر سے بلادِ مصر و شام کی سلطنت کی مہر لے کر اس کے پاس پہنچے اور اس کے اہل و اقارب اور اصحاب و اعوان کو خلعت دیئے گئے اور وہ ایک جشن کا دن تھا اور اس نے حماہ پر اپنے ماموں کے بیٹے اور اپنے داماد شہاب الدین محمود کو نائب مقرر کیا پھر حمص کی طرف روانہ ہو گیا اور اسے اپنے عمزاد ناصر الدین کو دے دیا جیسا کہ وہ اس سے پہلے اس کے باپ اسد الدین شیرکوہ کے پاس تھا پھر ذوالقعدہ میں بعلبک سے دمشق تک کا علاقہ بھی دے دیا۔

اور اس سال دمشق کے صوبے میں مشغر البستی میں ایک شخص ظاہر ہوا جو مغربی تھا' اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کچھ خارق عادت اور محال باتیں اور شعبدے اور نیرنگیات دکھائے جس سے عوام اور رذیل لوگ فتنے میں پڑ گئے' پس سلطان نے اس کی تلاش کی تو وہ حلب کے صوبے کی طرف بھاگ گیا اور ہر دُم کٹا اس کے پاس جمع ہو گیا اور اس نے بہت سے کسانوں کو گمراہ کر دیا اور اس نے ایک عورت سے شادی کی جس سے وہ محبت رکھتا تھا اور وہ ان کشادہ نالوں کے باشندوں میں سے تھی' اس نے اس کے متعلق معلوم کیا کہ اس نے دعویٰ نبوت کیا ہے اور ان دونوں کا قصہ مسیلمہ اور سجاع کے مشابہ ہو گیا اور اس سال خلیفہ کا وزیر بھاگ گیا اور اس کا گھر لوٹ لیا گیا اور اس سال ابوالفرج ابن جوزی نے اس مدرسہ میں درس دیا' جسے حنابلہ کے لیے تعمیر کیا گیا تھا اور قاضی القضاۃ ابوالحسن بن الدامغانی اور فقہاء اور کبراء آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور یہ ایک جشن کا دن تھا۔ اور آپ کو قیمتی خلعت دیا گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

روح بن احمد:

ابو طالب الحدثی جو ایک وقت بغداد کے قاضی القضاۃ رہے آپ کا بیٹا سرزمین حجاز میں تھا' جب اسے اپنے باپ کی موت کی اطلاع ملی تو وہ بیمار ہو گیا اور آپ کے چند دن بعد فوت ہو گیا' آپ پر رفض کی تہمت تھی۔

شملہ ترکمانی:

یہ بلاد فارس پر متغلب ہو گیا اور نئے قلعے بنائے اور سلجوقیوں پر متغلب ہو گیا اور تقریباً بیس سال تک مجلس اس کے لیے درست رہی پھر بعض ترکمانوں نے اس سے جنگ کر کے اسے قتل کر دیا۔

قیماز بن عبداللہ:

قطب الدین المستنجدی' آپ خلیفہ المستضی کے وزیر بنے اور آپ تمام افواج کے سالار تھے' پھر آپ نے خلیفہ کے

خلافت بغداد پر حملہ کر دیا اور دارالخلافت کو لوٹنے کا ارادہ کیا تو خلیفہ اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گیا اور اس نے عوام کو قماز کے گھر کے لوٹنے کا حکم دے دیا اور اسے لوٹ لیا گیا اور یہ فقہاء کے فتوے سے ہوا پس وہ اور اس کے ساتھی جنگلات میں بھاگ گئے۔

واقعات ــــ ۵۷۱ھ

اس سال فرنگیوں نے سلطان صلاح الدین سے جب کہ وہ مرج الصفر میں مقیم تھا' مطالبہ کیا کہ وہ ان سے مصالحت کرے تو اس نے ان کی بات مان لی کیونکہ شام میں قحط تھا اور اس نے قاضی فاضل کے ساتھ اپنی فوج کو دیار مصر کی طرف بھیجا تاکہ وہ غلہ حاصل کریں پھر آ جائیں اور خود اس نے شام میں ٹھہرنے کا ارادہ کیا اور قاضی کی بجائے اپنے کاتب العماد پر بھروسہ کیا حالانکہ کوئی بھی اسے اس سے زیادہ عزیز نہ تھا۔

اور سلیمی رضامندی سے عوض نہیں بنی لیکن ضروریات کے لیے احکام ہوتے ہیں۔

اور سلطان کی اقامت شام میں تھی اور قاضی فاضل کے ساتھ فوج کو بھیجنا بڑی' دانائی اور تدبیر کی بات تھی تاکہ نئے ممالک کو خوف سے بچایا جائے اور جب اس نے افواج کو مصر کی طرف بھیجا اور خود وہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ رہ گیا تو اللہ تعالیٰ اس کی فتح کا ضامن بن گیا' نورالدین کے بھتیجے' سیف الدین غازی حاکم موصل نے حلبیوں کی جماعت کو خط لکھا جس میں انہیں اس مصالحت پر ملامت کی جو ان کے اور ناصر کے درمیان ہوئی تھی' اس وقت وہ اپنے بھائی کے ساتھ جنگ کرنے اور اس کا محاصرہ کرنے میں مشغول تھا اور عمادالدین زنگی سنجار میں تھا اور یہ کوئی اچھا کام نہ تھا اور اپنے بھائی کے ساتھ اس کی جنگ اس وجہ سے تھی کہ اس نے ملک ناصر کی اطاعت کرنے سے انکار کر دیا تھا' پس اس نے اپنے بھائی کے ساتھ اس وقت مصالحت کی جب اسے ناصر اور اس کے مددگاروں کی قوت کا پتہ چلا پھر اس نے حلبیوں کو عہد شکنی کی ترغیب دی تو انہوں نے اس سے جو عہد کیے تھے اس کی طرف بھیج دیئے اور اسے ان کی طرف دعوت دی تو اس نے ان کے خلاف اللہ سے مدد مانگی اور مصری افواج کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس آ جائیں' پس حاکم موصل اپنی افواج کے ساتھ آیا اور اس نے اپنے عمزاد ملک صالح عمادالدین اسماعیل سے ملاقات کی اور وہ بیس ہزار جانبازوں کے ساتھ باریک کمر کم نو گھوڑوں پر سوار ہو کر گیا اور ناصر بھی ان کی طرف روانہ ہوا اور وہ جھپٹنے والے شیر کی طرح تھا' اس کے ساتھ صرف حماۃ کے ایک ہزار سوار تھے اور کتنی ہی چھوٹی جماعتیں ہیں جو حکم الٰہی سے بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آ جاتی ہیں لیکن مصری افواج اس کی طرف قصداً گئیں اور اس کے مددگار لشکر بھی پہاڑوں کی طرح تھے پس دونوں فریق اکٹھے ہوئے اور ایک دوسرے کو دعوت مقابلہ دی اور یہ ۱۰ر شوال جمعرات کے دن کا واقعہ ہے اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی حتیٰ کہ ملک ناصر نے بنفس نفیس حملہ کیا اور اللہ کے حکم سے شکست ہوئی اور انہوں نے بہت سے حلبیوں اور مواصلہ کو قتل کر دیا اور ملک سیف الدین غازی کے خیموں اور ذخائر پر قبضہ کر لیا اور ان کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت کو قیدی بنا لیا اور ناصر نے ان کے بدنوں اور سروں پر خلعتیں ڈال کر انہیں چھوڑ دیا حالانکہ انہوں نے جنگ کی حالت میں فرنگیوں کی ایک جماعت سے مدد طلب کی تھی اور یہ بہادروں کا کام نہیں ہے اور سلطان نے سلطان غازی کے خیمے میں ان

پرندے کی مینڈھی کی بانگ جس میں گانے والے پرندے ہوتے ہیں اور بیان کی شراب پینے والی نشست گاہ میں تھی نہیں جس شخص کو بیان کی اور ... جیسے فتح پاسکتا ہے سلطان نے اسے اس کے پاس بھجوانے کا حکم دیا اور ایلچی سے کہا اس کے پاس پہنچ اور سلام کہنے کے بعد کہنا کہ ان پرندوں سے اشتغال کرنا تجھے اس خوفناک حالت سے زیادہ پسند ہے جس میں تو مبتلا ہے اور اس نے ان سے بہت سی چیزیں حاصل کیں اور اس نے انہیں اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیا خواہ وہ غائب تھے یا حاضر تھے اور سیف الدین غازی کا خیمہ اس نے اس کے بھتیجے عزالدین فروخ شاہ بن نجم الدین کو دے دیا اور اس کے خیمے میں جو لونڈیاں اور گلوکارائیں تھیں انہیں واپس کر دیا اور اس کے ساتھ ایک سو سے زیادہ گلوکارائیں ہوتی تھیں اور اس نے آلات لہو و لعب کو بھی حلب کی طرف واپس کر دیا اور کہا انہیں کہنا یہ آلات تمہیں رکوع و سجود سے زیادہ محبوب ہیں اور اس نے مواصلہ کی فوج کو شرابوں' بربطوں اور آلات لہو و لعب کی کثرت کے باعث شراب کی دکان کی طرح پایا اور یہ ہر فاسق' غافل اور بھول جانے والے کا طریق ہے۔

فصل

اور جب فوجیں حلب کو واپس آئیں تو وہ بڑے ٹھکانے کی طرف پلٹ آئیں اور عہد شکنی کرنے اور سلطان کی مخالفت کرنے پر پشیمان ہوئیں' اور انہوں نے شہر کو خوف سے شہر کو مضبوط کیا اور حاکم موصل نے بھی جلدی کی اور وہاں پہنچ گیا اور سچ نہ بولا حتیٰ کہ اس میں داخل ہو گیا اور جب ناصر غنیمت کے مال سے فارغ ہوا تو وہ جلدی سے حلب کی طرف گیا اور وہ بڑی طاقت میں تھا' اس نے دیکھا کہ انہوں نے حلب کو مضبوط کر لیا ہے' اس نے کہا مصلحت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم شہر کے اردگرد کے قلعوں کے فتح کرنے کی طرف سبقت کریں' پھر ہم ان کی طرف واپس آئیں گے اور ان میں سے ہمارے لیے کوئی بھی رکاوٹ نہ ہوگا' پس وہ ایک ایک قلعہ کو فتح کرنے لگا اور ان کی حکومت کے ارکان کو ایک ایک کر کے گرانے لگا' پس اس نے مزاعہ اور منبج کو فتح کیا' پھر اعزاز کی طرف روانہ ہو گیا اور حلبیوں نے سنان کی طرف پیغام بھیجا تو اس نے سلطان کے قتل کے لیے ایک جماعت بھیجی اور ان میں سے ایک جماعت سپاہیوں کے لباس میں اس کی فوج میں شامل ہو گئی اور انہوں نے شدید جنگ کی حتیٰ کہ وہ ان سے مل جل گئے اور انہوں نے ایک روز موقع پا لیا اور سلطان لوگوں سے غافل تھا' پس ان میں سے ایک شخص نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے سر پر چاقو مارا' کیا دیکھتا ہے کہ وہ زرہ کے ذریعے ان سے بچاؤ کیے ہوئے ہے' پس اللہ نے اسے بچا لیا' مگر چاقو اس کے رخسار پر لگا اور اسے معمولی زخمی کر دیا' پھر فدائی نے سلطان کے سر کو پکڑ کر اسے زمین کی طرف ذبح کرنے کے لیے جھکایا اور اس کے اردگرد جو لوگ تھے وہ حیرت زدہ ہو گئے' پھر ان کی عقل ان کی طرف واپس آئی تو انہوں نے فدائی کی طرف سبقت کی اور اسے قتل کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا' پھر اس نازک وقت میں ایک دوسرے شخص نے اس پر حملہ کر دیا اور وہ بھی قتل ہوا' پھر چوتھا بھاگ گیا اور اسے بھی پکڑ کر قتل کر دیا گیا' اور اس روز جنگ بند رہی' پھر سلطان نے شہر کو فتح کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور اسے فتح کیا' اور اسے اپنے بھتیجے تقی الدین عمر بن شاہنشاہ بن ایوب کو جاگیر میں دے دیا اور اہل حلب پر اس کا غصہ بڑھ گیا' کیونکہ انہوں

نے اس کی طرف فدائی بھیجے تھے اور انہوں نے اس پر دلیری کی تھی لیکن وہ آیا اور شہر کے سامنے جبل جوشن پر اترا اور اس کی چوٹی پر اس کا خیمہ لگایا گیا اور یہ ۱۵/ ذوالحجہ کا واقعہ ہے اور اس نے اموال اکٹھے کیے اور بستیوں سے ٹیکس لیا اور اس نے شہر میں کسی بھی چیز کے داخلہ کو روک دیا اور کسی کو باہر جانے سے بھی روک دیا اور وہ اس کا محاصرہ کیے رہا حتیٰ کہ یہ سال گزر گیا۔

اور اس سال کے ذوالحجہ میں سلطان کا بھائی تورانشاہ بلاد یمن سے اپنے بھائی سے ملاقات کے شوق میں اس کے پاس لوٹ آیا اور اس نے بہت سے اموال حاصل کیے اور سلطان اس سے خوش ہوا اور جب دونوں اکٹھے ہوئے' تو نیک اور متقی سلطان نے کہا' میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اور اس نے اپنے قرابتداروں کو بلاد یمن پر نائب مقرر کیا اور جب وہ اپنے بھائی کے پاس ٹھہر گیا تو اس نے اسے دمشق اور اس کے مقامات پر نائب مقرر کیا اور بعض کا قول ہے کہ اس کی آمد مواصلہ کی جنگ سے پہلے ہوئی تھی اور وہ اپنی شجاعت اور شہسواری کی وجہ سے فتح و کامیابی کا سب سے بڑا سبب تھا اور اس سال ناصر کے بھتیجے تقی الدین عمر نے اپنے غلام بہاؤ الدین قراقوش کو ایک فوج کے ساتھ بلاد مغرب کی طرف روانہ کیا اور اس نے بہت سے شہروں کو فتح کیا اور بہت سے اموال حاصل کیے' پھر مصر کی طرف واپس آ گیا اور اس سال ابوالفتوح الواعظ عبدالسلام بن یوسف بن محمد بن مقلد تنوخی دمشقی الاصل' دمشق آیا' العماد نے الجریدہ میں اس کا ذکر کیا ہے' اور کہا ہے کہ وہ میرا دوست تھا اور وہ وعظ کے لیے بیٹھا اور سلطان صلاح الدین بھی اس کے پاس آیا اور اس نے اس کے ترانے بھی بیان کیے ہیں' وہ ایک ترانے میں کہتا ہے۔

''اے میری جان کے مالک اور میری امید کے منتہی اور دل اور سوچ میں حاضر و شاہد' تو نے مجھے مٹی سے پیدا کیا اور تو اس کا خالق ہے' حتیٰ کہ میں ایک تصویر بن گیا تو تو نے میرے قلب میں روشن روح جاری کر دی' وہ اس میں یوں چلتی ہے جیسے درخت میں پانی چلتا ہے تو نے مجھے روح منور کی صفائی اور ایسے ہیکل سے یکجا کیا ہے جسے تو نے گدے معدن سے بنایا ہے' اگر میں تجھ میں گم ہو جاؤں تو میرے فخر و شرف کے کیا کہنے' اور اگر میں حاضر ہو جاؤں تو میرے سمع و بصر کے کیا کہنے' اور اگر تو چھپ جائے تو میری راحت تجھ ہی میں ہے اور اگر تو حرکت کرے تو میرا دل تجھ سے خطرے میں ہے' تو ظاہر ہوتا ہے اور میرے نشانات کو مٹا دیتا ہے' پھر انہیں قائم کرتا ہے' اور اگر تو مجھ سے غائب ہو جائے تو میں نشانات سے زندہ رہوں گا''۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ:

ابن عساکر ابوالقاسم دمشقی' آپ اکابر حفاظ حدیث میں سے تھے اور جو لوگ سماعاً' جمعاً' تصنیفاً' اطلاعاً اور اس کی اسانید و متون کے حفظ اور اس کے اسالیب و فنون کے مضبوط کرنے میں مصروف ہوئے ہیں' آپ ان کے بھی اکابر میں سے ہیں' آپ نے ۸۰ جلدوں میں تاریخ شام تصنیف کی ہے اور وہ آپ کے بعد ہمیشہ رہنے والی ہے اور آپ سے پہلے مؤرخین میں آپ جیسا

کوئی کمی نہیں ہوا ہے اور متاخرین میں سے آپ کے بعد آنے والے کو بھی آپ نے درماندہ کر دیا ہے اور آپ اس میں بازی لے گئے ہیں اور جس شخص نے بھی اس میں غور وفکر کیا ہے جو کچھ آپ نے اس میں بیان کیا ہے اس نے تو اریخ میں آپ کے یکتائے عصر ہونے کا فیصلہ دیا ہے اور یہ پہاڑ کی چوٹیوں میں سے بلند چوٹی ہے اس کے ساتھ علوم حدیث میں آپ کی مفید کتب بھی ہیں جو عبادات اور طرائق حمیدہ پر مشتمل ہیں اور اطراف الکتب الستة الشیوخ النبل کذب المفتری علی ابی الحسن الاشعری اور ان کے علاوہ چھوٹی بڑی تصانیف اور الاجزاء والاسفار بھی آپ کی کتابیں ہیں اور آپ نے حدیث کی تلاش میں بہت سفر کیے ہیں اور شہروں اور ملکوں کو پار کیا ہے اور آپ نے ایسی کتابیں تالیف کی ہیں جو کسی حافظ نے نسخاً' استفساخاً' مقابلۃً اور تصحیح الفاظ کے لحاظ سے تالیف نہیں کیں' آپ دماشقہ کے اکابر سرداروں میں سے تھے' اور ان میں آپ کی امارت' وجاہت وشان والے اور بہت مال والے اور عطیات دینے والے لوگوں سے بہت بلند تھی' آپ کی وفات ۱۱ رجب کو ہوئی اور آپ کی عمر ۷۲ سال تھی' سلطان صلاح الدین آپ کے جنازہ میں شامل ہوا اور باب الصغیر کے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا اور شیخ قطب الدین نیشاپوری نے آپ کا جنازہ پڑھایا' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کے اشعار بہت ہیں جن میں سے یہ اشعار بھی ہیں ؎

''اے نفس تو ہلاک ہو جائے' بڑھاپا آ گیا ہے' یہ کھیل کود کا میدان اور عشق بازی کیا ہوئی' میرا شباب منہ پھیر گیا ہے گویا وہ کبھی تھا ہی نہیں اور بڑھاپا آیا ہے گویا وہ نہیں جائے گا اور میں اپنے نفس کے بارے میں دھوکہ خوردہ تھا اور موت کی مصیبت اس پر نازل ہو چکی ہے' کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میں کن لوگوں میں ہوں گا اور اللہ تعالیٰ ازل میں میرے لیے کیا مقدر کیا ہے''۔

ابن خلکان کا بیان ہے کہ آپ نے اس میں التزام بمالم یلزم کیا ہے اور وہ ''لام کے ساتھ زہے'' اور آپ کا بھائی صائن الدین ہبۃ اللہ بن الحسن محدث اور فقیہ تھا' آپ نے بغداد میں اسعد المینی سے اشتغال کیا' پھر دمشق آئے اور الغزالیہ میں پڑھایا' اور وہیں ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔



واقعات ـــــ ۵۷۲ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو ناصر حلب کا محاصرہ کیے ہوئے تھا تو انہوں نے اس تک رسائی حاصل کر کے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ ان سے مصالحت کرے' سو اس نے اس شرط پر ان سے مصالحت کی کہ حلب اور اس کے مضافات فقط ملک صالح کے لیے ہوں گے تو انہوں نے یہ تحریر لکھ دی اور جب شام ہوئی تو سلطان صالح نے اسماعیل کو بھیجا کہ وہ اس سے مزید قلعہ اعزاز کا مطالبہ کرے اور اس کی چھوٹی بہن خاتون بنت نور الدین کو بھی بھیجا تاکہ یہ امراء سے مطالبہ کے قبول کرنے پر زیادہ آمادہ کرے اور بخشش کے حصول میں زیادہ کامیابی ہو۔ اور جب سلطان نے اس بچی کو دیکھا تو وہ کھڑا ہو گیا اور اس نے زمین کو بوسہ دیا اور اس کے مطالبہ کو قبول کیا اور اسے جواہر اور بہت سے تحائف دیئے' پھر وہ حلب سے کوچ کر گیا اور اس نے ان فدائیوں کا قصد کیا جنہوں نے اس پر حملہ کیا تھا' سو اس نے ان کے قلعہ مصبات کا محاصرہ کر لیا اور لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا اور ان کے گایوں چرواہوں کو پکڑ لیا اور ان کے گھروں کو ڈھا دیا' پھر اس کے ماموں شہاب الدین محمود بن تتش حاکم حماہ نے ان کے بارے میں سفارش کی کیونکہ وہ اس کے ہمسائے تھے' تو اس نے اس کی سفارش کو قبول کیا اور بعلبک کے نائب امیر شمس الدین محمد بن الملک مقدم نے جو دمشق کا نائب تھا' اس کے پاس فرنگی قیدیوں کی ایک جماعت کو پیش کیا' جنہوں نے اس کی غیر حاضری میں علاقے میں فساد و خرابی کی تھی تو اس نے فرنگیوں کے ساتھ جنگ کرنے میں اسے سنجیدہ کر دیا' پس اسماعیلی فدائیوں نے اصحاب سنان کے ساتھ مصالحت کر لی' پھر وہ دمشق واپس آ گیا تو اس کے بھائی شمس الدولہ توران شاہ نے مصالحت کر لی' پھر وہ دمشق واپس آ گیا تو اس کے بھائی شمس الدولہ توران شاہ نے اس کا استقبال کیا تو اس نے اسے ملک معظم کا لقب دیا اور ناصر نے مصر میں داخل ہونے کا عزم کیا اور قاضی کمال الدین شہرزوری اس سال کی ۶ محرم کو وفات پا گئے' آپ بہترین قضاۃ میں سے تھے اور نور الدین شہید کے خاص الخاص لوگوں میں سے تھے' اس نے جامع اور دارالضرب کی نگہداشت اور فصیلوں کی تعمیر اور مصالح عامہ کی نگرانی آپ کے سپرد کی تھی اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بھتیجے ضیاء الدین بن تاج الدین شہرزوری کو قاضی بنانے کی وصیت کی حالانکہ وہ آپ سے ناراض تھا' کیونکہ آپ کے اور اس کے درمیان اس وقت سے ناراضگی پائی جاتی تھی' جب صلاح الدین نے اسے دمشق میں قید کیا تھا اور وہ آپ کی مخالفت کرتا تھا' پھر بھی آپ نے اپنے بھتیجے کے لیے وصیت جاری کی اور وہ اپنے چچا کے طریق پر قضاء کی نشست پر بیٹھا اور سلطان کے دل میں شرف الدین ابوسعید عبداللہ بن ابی عصرون الحلبی کو قاضی بنانے کی ناراضگی رہی' اس نے سلطان کی طرف دمشق کی جانب ہجرت کی تھی اور اس نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے دمشق کا قاضی بنائے گا اور اس نے اس کے متعلق قاضی فاضل سے خفیہ طور پر بات کی اور فاضل نے ضیاء کو مشورہ دیا کہ وہ قضاء سے استعفاء دے دے تو اس نے استعفاء دے دیا جو منظور کر لیا گیا اور اس نے بیت المال کی وکالت بھی اس کے

لیے تیار کر دی اور سلطان نے ابن ابی عصرون کو اس شرط پر قاضی مقرر کیا کہ وہ قاضی محیی الدین ابوالمعالی محمد بن زکی الدین کو نائب مقرر کرے تو اس نے ایسے ہی کیا پھر بعد ازاں محی الدین ابو حامد بن ابی عصرون اپنے باپ شرف کے بدلے میں اس کے ضعف بصر کے باعث باختیار قاضی بن گیا۔

اور اس سال صفر میں سلطان ناصر نے حرم مبتی کو خانقاہ غزالیہ پر اور اس میں علوم شرعیہ سے اشتغال کرنے والے پر اور فقیہ کی ضروریات پر وقف کیا اور اس کے مدرس قطب الدین نیشاپوری کو نگران مقرر کیا اور اس ماہ میں سلطان ملک ناصر نے الست خاتون عصمۃ الدین بنت معین الدین اُنر سے نکاح کیا' یہ نورالدین کی بیوی تھی اور قلعہ میں مقیم تھی' اور اس کے بھائی امیر سعد الدین اُنر نے اس سے اس کے نکاح کی ذمہ داری لی اور قاضی ابن عصرون اور اس کے مثیل عقد میں شامل ہوئے اور ناصر نے یہ شب اور اس کے بعد کی شب اس کے پاس گزاری' پھر وہ دو روز بعد مصر کی طرف چلا گیا اور وہ جمعہ کے روز نماز سے پہلے سوار ہوا اور مرج الصفر میں اترا' پھر چلا اور شام کا کھانا صفین کے قریب کھایا' پھر چل کر اس سال ۱۷ ربیع الاوّل کو ہفتہ کے روز مصر میں داخل ہو گیا اور اس کے بھائی اور مصر کے نائب ملک عادل سیف الدین ابوبکر نے بحر قلزم کے پاس اس کا استقبال کیا اور اس کے متنوع کھانوں کے بہت سے تحائف تھے۔ اور العماد کاتب بھی سلطان کے ساتھ تھا اور وہ اس سے پہلے دیار مصر میں نہیں آیا تھا' پس وہ اس کے محاسن اور اس کی مخصوص خوبیوں کو بیان کرنے لگا اور اس نے اہرام کا ذکر کیا اور اسے کئی قسم کی تشبیہات دیں اور اس میں بہت مبالغہ کیا جیسا کہ الروضتین میں بیان ہوا ہے۔

اور اس سال شعبان میں ناصر' اسکندریہ گیا اور اپنے بچوں فاضل علی اور عزیز عثمان کو حافظ سلفی سے سماع کرایا اور ان دونوں کے ساتھ تین دن جمعرات' جمعہ' ہفتہ چار رمضان کو اس کے پاس گیا اور ناصر نے سب روزے وہیں رکھنے کا ارادہ کیا اور شہر کی فصیل کی تعمیر مکمل ہو چکی تھی اور اس نے بحری بیڑے کی تجدید اور اس کی کشتیوں کی مرمت اور اسے جانبازوں سے بھرنے کا حکم دیا اور انہیں بحری جزائر سے جنگ کرنے کا آرڈر دیا اور اس پر انہیں بہت سی جاگیریں دیں اور بحری بیڑے کے لیے بیت المال سے اس قدر رقم مہیا کی جو اس کے سب کاموں کے لیے کافی تھی' پھر وہ رمضان ہی میں قاہرہ واپس آ گیا اور اپنے روزے پورے کیے۔

اور اس سال ناصر نے حضرت امام شافعی کی قبر پر شافعیہ کے لیے ایک مدرسہ تعمیر کرنے کا حکم دیا اور شیخ نجم الدین الجبوشانی کو اس کا مدرس اور ناظر مقرر کیا اور اس سال اس نے قاہرہ میں ہسپتال تعمیر کرنے کا حکم دیا اور اس پر بہت وقف کیے اور اس سال نائب قلعہ موصل امیر مجاہد الدین قیماز نے ایک خوبصورت جامع اور ایک خانقاہ اور ایک مدرسہ اور ہسپتال موصل کے باہر تعمیر کیا اور اس کی وفات ۵۹۵ھ تک متاخر ہوگئی اور جن کا ہم نے ذکر کیا ہے ان کے علاوہ بھی اس کے متعدد مدارس' خانقاہیں اور جوامع ہیں اور وہ دیندار' نیک' فاضل اور حنفی المذہب تھا' اور ادب' اشعار اور فقہ کے بارے میں مذاکرات کرتا تھا' بہت روزے رکھنے والا اور قائم اللیل تھا اور اس سال خلیفہ نے جذامیوں کو بغداد کی ایک جانب نکال دینے کا حکم دیا تا کہ وہ صحت مندوں سے الگ رہیں' ہم اللہ تعالیٰ سے صحت کی دعا کرتے ہیں۔

اور ابن جوزی نے المنتظم میں ایک عورت کے متعلق بیان کیا ہے وہ بیان کرتی ہے میں راستے میں چلتی تھی اور جب بھی میں ایک مرد کے پاس سے گزرتی وہ مجھے روک لیتا، میں نے اسے کہا کہ تو مجھ سے جو پوچھتا ہے وہ تحریر اور گواہوں کے بغیر نہ ہوگا، پس اس نے حاکم کے پاس مجھ سے نکاح کرلیا اور میں ایک مدت اس کے پاس رہی پھر اسے پیٹ کے پھولنے کی بیماری لگ گئی اور وہ اس سے استسقاء خیال کرتے رہے اور اس کا علاج کرتے رہے، پھر کچھ مدت کے بعد اس نے عورتوں کی طرح ایک بچے کو جنم دیا، کیا دیکھتے ہیں کہ وہ خنثی شکل ہے اور یہ ایک عجیب تر بات ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

علی بن عساکر:

ابن المرجب بن العوام ابوالحسن البطائحی المقری اللغوی، آپ نے حدیث کا سماع کیا اور کرایا اور آپ کو نحو اور لغت کی اچھی واقفیت تھی، آپ نے اپنی کتب بغداد میں مسجد ابن جرارہ کے لیے وقف کر دیں، آپ نے شعبان میں ۸۰ سال سے زیادہ عمر پا کر وفات پائی۔

محمد بن عبداللہ:

ابن القاسم ابوالفضل، دمشق کے قاضی القضاۃ کمال الدین شہرزوری موصلی، وہاں آپ نے ایک مدرسہ شافعیہ کے لیے وقف کیا ہے، اور دوسرا مدرسہ نصیبین میں ہے اور آپ فاضل، دیندار، امانت دار اور ثقہ تھے۔ آپ دمشق میں نور الدین شہید محمود بن زنگی کے زمانے میں قاضی مقرر ہوئے اور اس نے آپ کو وزیر بھی بنایا، جیسا کہ ابن الساعی نے اسے بیان کیا ہے، اس نے بیان کیا ہے کہ وہ پیغامبری کے لیے آپ کو بھیجتا تھا، آپ نے ایک دفعہ خلیفہ المقتفی کو ایک واقعہ لکھا اور اس پر لکھا، محمد بن عبداللہ الرسول، تو خلیفہ نے اس کے نیچے لکھا صلی اللہ علیہ وسلم میں کہتا ہوں کہ نور الدین نے جامع، دار الضرب اور فصیلوں کی نگرانی آپ کے سپرد کی تھی اور آپ کے لیے ہسپتال اور مدارس تعمیر کیے گئے، آپ کی وفات اس سال محرم میں دمشق میں ہوئی۔

شمس الدین خطیب:

ابن الوزیر ابوالضیاء خطیب دیارِ مصر، اور مصر کے وزیر کا بیٹا، آپ پہلے شخص ہیں جنھوں نے صلاح الدین کے حکم سے دیارِ مصر میں خلیفہ المستضئ بامر اللہ عباسی کا خطبہ دیا، پھر آپ نے اس کے ہاں مرتبہ حاصل کر لیا حتیٰ کہ اس نے آپ کو اپنے اور ملوک و خلفاء کے درمیان سفیر بنا لیا اور آپ رئیس، مطاع اور قابل تعریف سخی تھے، شعراء اور ادباء آپ کو اپنا کلام سناتے تھے، پھر ناصر نے آپ کی جگہ سلطان کے حکم سے شہرزوری کو مقرر کر دیا اور اس کا کام مقرر ہو گیا۔



واقعات — ۵۷۳ھ

اس سال ملک ناصر نے قلعہ جبل اور قاہرہ اور مصر کے گرد فصیل تعمیر کرنے کا حکم دیا' پس قلعہ کو بادشاہ کے لیے تعمیر کیا گیا اور دیارِ مصر میں اس کی مثل اور اس کی شکل کا کوئی قلعہ نہ تھا' اور اس کی تعمیر کا کام تقی الدین عمر بن شاہنشاہ بن ایوب کے غلام امیر بہاؤالدین قراقوش کے سپرد کیا گیا اور اس سال مسلمانوں کے خلاف الرملہ کا معرکہ ہوا اور اس سال جمادی الاوّل میں سلطان ناصر صلاح الدین مصر سے فرنگیوں سے جنگ کرنے گیا اور بلاد رملہ تک پہنچ گیا اور اس نے قیدی بنائے اور غنیمت حاصل کی' پھر اس کی فوج غنائم میں مشغول ہوگئی اور بستیوں اور محلوں میں پھیل گئی اور وہ فوج کے ایک دستے کے ساتھ اکیلا رہ گیا' تو فرنگیوں نے جانبازوں کے ایک لشکر کے ساتھ اس پر حملہ کر دیا اور وہ بڑی کوشش کے بعد بچا' پھر فوج واپس اس کے پاس آئی اور کچھ دنوں بعد اس کے پاس اکٹھی ہوگئی اور اس کی وجہ سے لوگوں میں جھوٹی افواہیں اڑیں اور اہل مصر نے تصدیق نہ کی حتیٰ کہ اسے دیکھ لیا اور معاملہ اس قول کے مطابق ہوا کہ میں واپسی کی بجائے غنیمت سے راضی ہو گیا' اس کے باوجود شہروں میں سلطان کی سلامتی کی خوشی میں شادیانے بجائے گئے اور یہ جنگ دس سال بعد ہوئی اور یہ یوم حطین ہے۔ اور سلطان نے اس معرکہ میں بڑی پامردی دکھائی اور اس نے ملک مظفر تقی الدین عمر کے لیے اس کے بیٹے شاہنشاہ کو قیدی بنایا' اور وہ سال سال کے پاس رہا اور اس کا دوسرا بیٹا قتل ہو گیا اور وہ نوجوان تھا' اور اس کی مسیں بھیگی ہوئی تھیں' پس اس نے مفقود و مقتول پر غم کیا اور صبر ایوبی دکھایا اور داؤد کی طرح نوحہ کیا اور دو فقیہ بھائی ضیاء الدین عیسیٰ اور ظہیر الدین بھی قید ہو گئے اور سلطان نے دو سال بعد ۹۰ ہزار دینار دے کر انہیں چھڑا لیا۔

اور اس سال حلب کی حکومت میں گڑبڑ نہ ہوئی اور سلطان ملک صالح اسماعیل بن نورالدین نے خادم کمشتکین کو گرفتار کر لیا اور اسے قلعہ حارم کے سپرد کرنے کا پابند کیا اور وہ قلعہ اس کا تھا' اس نے اس بات سے انکار کیا تو اس نے اسے الٹا کر کے لٹکا دیا اور اس کی ناک میں دھواں دیا حتیٰ کہ وہ اسی وقت مر گیا اور اس سال ملوک فرنگ میں سے ایک بہت بڑا بادشاہ سلطان کی غیر حاضری میں اور اس کے نائبین کے اپنے شہروں میں مشغول ہونے کی وجہ سے شام پر قبضہ کرنے کے ارادے سے آیا' العماد کاتب کا بیان ہے کہ فرنگیوں کی صلح میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جب ان کے بادشاہوں میں سے بڑا بادشاہ آئے گا تو وہ اسے ہٹا نہیں سکیں گے اور وہ اس کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے اور اس کی مدد کریں گے اور جب وہ ان کو چھوڑ کر واپس چلا جائے گا تو صلح پہلے کی طرح قائم ہو جائے گی' پس اس بادشاہ اور جملہ فرنگیوں نے شہر حماۃ کا قصد کیا اور اس کا حکمران سلطان کا ماموں شہاب الدین محمود بیمار تھا اور نائب دمشق اور اس کے ساتھ جو امراء تھے وہ اپنے اپنے شہروں میں مشغول تھے' قریب تھا کہ وہ شہر پر قبضہ کر لیتے' لیکن چار دن کے بعد اللہ نے انہیں شکست دی اور وہ حارم کی طرف پلٹ گئے اور اس پر قبضہ کرنے کی سکت نہ پا سکے

اور حاکم حلب ملک صالح نے انہیں اس سے دور کیا اور جو اموال اور قیدی انہوں نے اس سے طلب کیے اس نے انہیں دیے اور سلطان ناصر کا ماموں شہاب الدین محمود حاکم حماہ فوت ہو گیا اور اس سے تین دن قبل اس کا بیٹا تتش فوت ہوا اور جب ملک ناصر نے فرنگیوں کے حارم آنے کی خبر سنی تو وہ مصر سے بلاد شام جانے کے لیے نکلا اور ۱۴ ؍شوال کو دمشق آ گیا اور العماد کاتب اس کے ساتھ تھا اور قاضی فاضل حج کے باعث مصر میں پیچھے رہ گئے۔

اور اس ماہ ناصر کو قاضی فاضل کا خط آیا کہ اس کے ہاں بیٹا ہوا ہے اور وہ ابوسلیمان داؤد ہے اور اس کے ذریعے اس کے پورے بارہ بیٹے ہو گئے اور اس کے بعد بھی اس کے ہاں متعدد لڑکے ہوئے اور وہ ۱۷ لڑکے اور ایک چھوٹی لڑکی جس کا نام مؤنسہ تھا' چھوڑ کر مر گیا' مونسہ سے اس کے عمزاد ملک کامل محمد بن عادل نے نکاح کیا' جیسا کہ اس کی تفصیل اپنی جگہ پر آئے گی۔ انشاء اللہ

اس سال بغداد میں یہود اور عوام کے درمیان بڑی جنگ ہوئی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک مؤذن نے گرجا کے پاس اذان دے دی اور ایک یہودی نے اسے گالیاں دیں' اور اس سے سخت کلامی کی' مسلمانوں نے بھی اسے گالیاں دیں اور دونوں لڑ پڑے' مؤذن نے آ کر کچہری میں اس کی شکایت کر دی اور حالات خراب ہو گئے اور عوام زیادہ ہو گئے اور انہوں نے شور وغل کیا اور جب جمعہ کا وقت آیا تو بعض جوامع میں عوام نے خطباء کو روک دیا اور جلدی سے باہر جا کر عطاروں کے بازار کو جس میں یہودی رہتے تھے لوٹ لیا اور جا کر یہودیوں کے گرجا کو بھی لوٹ لیا اور پولیس انہیں واپس کرنے کی سکت نہ پا سکی' پس خلیفہ نے عوام کے کچھ آدمیوں کو صلیب دینے کا حکم دیا' پس رات کو ان شریروں کی جماعت کو جو قید خانوں میں تھے باہر نکالا گیا اور ان کا قتل واجب ہو چکا تھا' انہیں صلیب دیا گیا اور بہت سے لوگوں نے خیال کیا کہ یہ اس واقعہ کی وجہ سے ہوا ہے تو لوگ سکون پذیر ہو گئے اور اس سال خلیفہ عضد الدولہ کا وزیر ابن رئیس الروساء ابن المسلمہ حج کو روانہ ہوا اور لوگ اسے الوداع کرنے نکلے تو تین باطنی فقراء کی شکل میں اس کی طرف بڑھے اور ان کے پاس بال بھی تھے' پس ان میں سے ایک آہستگی سے آگے بڑھا تا کہ اسے بال پکڑائے' پس اس نے اسے گلے سے پکڑ لیا اور اسے چاقو سے کئی ضربیں لگائیں اور اسی طرح دوسرے اور تیسرے نے اس پر حملہ کیا' پس انہوں نے اس کے ٹکڑے کر دیئے اور اس کے اردگرد جو جماعت تھی اسے زخمی کر دیا اور تینوں کو فوری طور پر قتل کر دیا گیا اور وزیر کو اٹھا کر اپنے گھر لایا گیا اور وہ اسی روز مر گیا اور یہ وہی وزیر ہے جس نے وزیر ابن ہبیرہ کے دو بیٹوں کو قتل کیا اور پھانسی دیا تھا' پس اللہ نے اس پر اسے مسلط کر دیا' جس نے اسے قتل کر دیا' اور جیسا تو کرے گا' ویسا ہی بھرے گا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

صدقہ بن الحسن:

ابوالفرج لوہار' آپ نے قرآن پڑھا اور حدیث کا سماع کیا اور فقہ سیکھی اور فتویٰ دیا اور شعر کہے اور کلام کے بارے میں گفتگو کی اور آپ کی تاریخ بھی ہے' آپ نے اپنے شیخ ابن الزاغونی پر ضمیمہ لکھا ہے اور اس میں عجیب وغریب باتیں ہیں' ابن الساعی نے بیان کیا ہے آپ عالم فاضل شیخ تھے' اور کتابت کی اجرت سے کھانا کھاتے تھے اور بغداد میں البدریہ کے پاس ایک

جہ میں خطا لیتے تھے اس میں آپ امام تھے اور آپ نے اہل زمانہ کو ملامت کرتے تھے اور میں نے دیکھا ہے کہ ابن جوزی المنتظم میں آپ کی مذمت کرتے ہیں اور آپ پر بری بری باتوں کی تہمت لگاتے ہیں اور آپ نے ان کے اشعار بھی بیان کیے ہیں جن میں ابن الراوندی سے زندقت میں مشابہت پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔ آپ نے اس سال ربیع الآخر میں ۵۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور باب حرب میں دفن ہوئے اور آپ کے متعلق برے خواب دیکھے گئے ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کی دُعا کرتے ہیں۔

محمد بن اسعد بن محمد:

ابومنصور العطار' آپ حفدہ کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے بہت سماع کیا اور فقہ سیکھی اور مناظرے کیے اور فتوے دیئے اور پڑھایا اور بغداد آئے اور وہیں وفات پائی۔

محمود بن تتش شہاب الدین الحارمی:

سلطان صلاح الدین کے ماموں' آپ بہترین اُمراء اور بہادروں میں سے تھے' آپ کے بھانجے نے حماہ آپ کو جاگیر میں دیا اور فرنگیوں نے اس کا محاصرہ لیا' آپ اس وقت بیمار تھے' پس انہوں نے حماہ پر قبضہ کرلیا اور اس کے کچھ باشندوں کو قتل کردیا' پھر اس کے باشندوں نے بہادری دکھائی اور ان کو ناکام ونامراد واپس کردیا۔

فاطمہ بنت نصر العطار:

آپ سادات عورتوں میں سے تھیں اور مخزن کے مؤلف کی بہن کی نسل سے تھیں اور پردہ نشین' تقویٰ شعار اور عبادت گزار عورتوں میں سے تھیں' کہتے ہیں کہ آپ صرف اپنے گھر سے تین دفعہ باہر نکلی ہیں اور خلیفہ وغیرہ نے آپ کی تعریف کی ہے۔



واقعات ـــــ ۵۷۱ھ

اس سال مصر سے قاضی فاضل کا خط ناصر کی طرف آیا اور وہ شام میں تھا' جس میں اس نے اس کے بارہ بادشاہ بیٹوں کی سلامتی کی مبارکباد دی وہ کہتا ہے۔ وہ بحمد اللہ زندگی کے سرور اور زینت ہیں اور قلوب وارواح کی خوشبو اور رونق ہیں' بلاشبہ جس دل نے ان کے فراق کو برداشت کیا ہے وہ بہت بڑا ہے اور وہ دل جس نے ان کے حالات پر قناعت کی ہے وہ قانع ہے اور وہ نگاہ جوان کی دوری سے غافل ہے وہ سونے والی ہے اور وہ بادشاہ جس نے ان کے بارے میں اپنے صبر پر کنٹرول کیا ہے وہ دانا ہے اور اللہ کا ان کو آسائش دینا ایسی نعمت ہے جس سے زندگی آسودہ ہے' کیا آقا کی گردن اس بات کی مشتاق ہے کہ اسے درا ہم کا ہار ڈالا جائے؟ کیا اس کی آنکھ پیاسی ہے کہ اسے ان کے دیکھنے سے سیراب کیا جائے؟ کیا اس کا دل ان کی ملاقات کا مشتاق نہیں ہوتا؟ کیا یہ پرندہ ان کے فتیلے کو نہیں اٹھائے گا اور آقا کو اللہ سلامت رکھے اسے کہنا چاہیے

''اس قسم کے عشق کا کچھ حصہ بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا' لیکن میرا دل محبت میں دھڑکتا ہے''۔

اور اس سال صلاح الدین نے مکہ کے حاجیوں سے ٹیکس ساقط کر دیئے حالانکہ غرب کے حاجیوں سے بہت کچھ لیا جاتا تھا' اور جو اس کی ادائیگی نہ کر سکتا اسے قید کر دیا جاتا' اور بسا اوقات اس کا وقوف عرفہ بھی فوت ہو جاتا اور اس نے امیر مکہ کو اس کے عوض مال دیا' یعنی مصر میں اسے جاگیر دی' نیز یہ کہ ہر سال آٹھ ہزار اردب مکہ لائے جائیں تاکہ وہ اس کے اور اس کے اتباع کے مددگار رہوں اور معتکفین کے لیے آسائی کا باعث ہوں اور اسی طرح اس نے معتکفین کے لیے غلے مقرر کیے جوان کے پاس لائے جاتے۔ رحمہ اللہ

اور اس سال امیر شمس الدین بن مقدم نے بعلبک میں بغاوت کر دی اور سلطان کی خدمت میں حاضر نہ ہوا اور وہ حمص میں فروکش تھا' اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اسے اطلاع ملی کہ سلطان کے بھائی توران شاہ نے اس سے بعلبک کا مطالبہ کیا ہے اور اس نے بعلبک اسے دے دیا ہے' پس ابن مقدم نے اس سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا حتیٰ کہ سلطان نے بنفس نفیس آ کر اس کا کسی جنگ کے بغیر محاصرہ کر لیا' پھر اس نے ابن مقدم کو اس کے عوض بہت سی اچھی چیزیں دیں اور وہ اس سے باہر نکل گیا اور اس نے اس کی سپرداری لے لی اور اسے توران شاہ کے سپرد کر دیا' ابن اثیر کا بیان ہے کہ اس سال بارش کی کمی کی وجہ سے بڑی گرانی ہوگئی جو عراق' شام اور دیار مصر پر حاوی ہوگئی اور ۵۷۵ھ تک رہی' پس بارش آئی اور نرخ ارزاں ہو گئے' پھر اس کے بعد سخت وباء آئی اور ایک اور مرض یعنی سرسام شہروں پر حاوی ہو گیا اور وہ ۵۷۶ھ میں دور ہوا اور اس کی وجہ سے بہت سی مخلوق مر گئی جس کی تعداد کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس سال رمضان میں خلیفہ کے خلعت صلاح الدین کے پاس دمشق پہنچے اور اس کے القاب میں امیر المؤمنین کا اضافہ کیا گیا اور اس کے بھائی توران شاہ کو بھی خلعت دیا گیا اور اسے مصطفیٰ امیر المومنین کا لقب دیا گیا۔

اور اس سال ناصر نے اپنے بھتیجے فرخ شاہ بن شاہنشاہ کو اپنے آگے ان فرنگیوں سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا جنہوں نے بغداد کے نواح میں فساد برپا کیا تھا اور اس کے اردگرد کے علاقے کو لوٹ لیا تھا اور اس نے اسے حکم دیا کہ وہ ان سے نرمی کرے حتیٰ کہ وہ شہروں کے وسط میں آ جائیں اور جب تک وہ اس کے پاس نہ آئے وہ ان سے جنگ نہ کرے پس جب انہوں نے اسے دیکھا تو انہوں نے بسرعت تمام اس سے جنگ شروع کر دی تو اس نے انہیں شکست دی اور ان کے ملوک میں سے الناصرۃ الہنفری کا حکمران قتل ہو گیا اور وہ ان کے اکابر ملوک اور بہادروں میں سے تھا' اسے جنگ روکتی نہیں تھی پس اللہ تعالیٰ نے اس جنگ میں اسے ہلاک کر دیا پھر ناصر اپنے بھتیجے کے پیچھے گیا اور ابھی وہ الکسوۃ نہیں پہنچا کہ اسے نیزوں پر سر اور غنائم اور قیدی ملے۔

اور اس سال فرنگیوں نے بیت الاحزان کے پاس دادیہ کے لیے قلعہ بنایا اور اسے مسلمانوں سے جنگ کرنے اور ان کا راستہ روکنے کے لیے کمین گاہ بنا دیا اور ان کے بادشاہوں نے ان معاہدات کو توڑ دیا جو ان کے اور صلاح الدین کے درمیان تھے اور انہوں نے ہر جانب شہروں کے نواح پر حملے کیے تاکہ مسلمانوں کو ان سے غافل رکھیں اور ان کی فوجیں بکھر گئیں اور وہ ایک علاقے میں اکٹھی نہ ہوئیں' پس سلطان نے اپنے بھتیجے عمر کو حماہ پر مقرر کیا اور اس کے ساتھ ابن مقدم اور سیف الدین علی بن احمد المسطوب کو البقاع کے نواح پر مقرر کیا اور اپنے نائب کو اپنے بھائی ملک ابوبکر عادل کے پاس مصر بھیجا کہ وہ اس کی طرف پندرہ سو سوار بھیجے جن سے وہ فرنگیوں کے ساتھ جنگ کرنے میں مدد لے گا اور اس نے فرنگیوں کو حکم دیتے ہوئے لکھا کہ وہ اس قلعے کو ڈھا دیں جو انہوں نے الدادیہ کے لیے بنایا ہے' تو انہوں نے اس سے انکار کر دیا سوائے اس کے کہ ان کا جو خرچ اس پر ہو چکا ہے وہ انہیں دے دے تو اس نے انہیں ساٹھ ہزار دینار دے دیئے' جو انہوں نے قبول نہ کیے پھر اس نے انہیں ایک لاکھ دینار دیئے تو اس کے بھتیجے تقی الدین عمر نے اسے کہا انہیں مسلمان سپاہیوں پر خرچ کیجئے اور اس قلعے کی طرف جا کر اسے تباہ کر دیجئے' سو اس نے ان کی بات مان لی اور آئندہ سال اسے تباہ کر دیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور اس سال خلیفہ المستضی نے حضرت امام احمد بن حنبل کی قبر کی تختی لکھنے کا حکم دیا' اس میں آیت الکرسی تھی اور اس کے بعد لکھا تھا' یہ تاج السنۃ حبر الامۃ عالی ہمت' عالم' عابد' فقیہ' زاہد کی قبر ہے اور انہوں نے آپ کی تاریخ وفات کا بھی ذکر کیا ہے۔

اس سال بغداد میں ایک شاعر کی نگرانی کی گئی جو روافض کے لیے صحابہ کی مذمت اور سب وشتم اور ان کے محبوں کی مذمت میں اشعار پڑھتا تھا' پس خلیفہ کے حکم سے اس کے لیے ایک مجلس منعقد کی گئی' پھر اس سے بات کی گئی تو وہ خبیث رافضی تھا' اور اپنی طرف دعوت دیتا تھا' پس فقہاء نے اس کی زبان اور دونوں ہاتھ قطع کرنے کا فتویٰ دیا تو اس کے ساتھ ایسے ہی کیا گیا' پھر عوام نے اسے اچک لیا اور وہ مسلسل اسے اینٹیں مارتے رہے حتیٰ کہ اس نے اپنے آپ کو دجلہ میں گرا دیا تو انہوں نے اس کو دجلہ سے نکال کر قتل کر دیا' حتیٰ کہ وہ مر گیا اور انہوں نے ایک تسمہ لے کر اس کے پاؤں میں باندھ دیا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹنے لگے' حتیٰ کہ انہوں نے اسے شہر میں اور تمام بازاروں میں پھرایا' پھر اسے اینٹوں اور چونے کے ساتھ ایک چولہے میں ڈال دیا اور پولیس اسے ان سے چھڑانے سے عاجز آ گئی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اسعد بن بلدرک الجبریلی:

آپ نے حدیث کا سماع کیا اور آپ اچھی گفتگو کرنے والے اور اچھی سبقت کرنے والے شیخ تھے' آپ نے ۱۰۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حیص بیص:

سعد بن محمد بن سعد ملقب بہ شہاب الدین' ابوالفوارس جو حیص بیص کے نام سے مشہور ہیں آپ کے اشعار کا دیوان مشہور ہے' آپ نے اس سال ۱۵ رشعبان اتوار کے روز وفات پائی اور آپ کی عمر ۸۲ سال تھی اور نظامیہ میں آپ کا جنازہ پڑھا گیا اور باب التبن میں دفن ہوئے اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی اور مراسلات میں آپ کا کوئی بدل نہ تھا' آپ ان میں گہرائی میں جاتے اور نہایت تکلیف سے فصاحت اختیار کرتے اور اس کی موافقت نہ کرتے' مگر ان میں اکھڑپن آ جاتا' آپ کا خیال تھا کہ آپ بنی تمیم سے ہیں' آپ کے باپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا میں نے تو یہ بات صرف اسی سے سنی ہے اور ایک شاعر نے اس کے ادعاء کے بارے میں اس کی ہجو کرتے ہوئے کہا ہے ؎

''تو کس قدر بادیہ نشینوں کی مشابہت کرے گا اور تو کس قدر اپنی ٹوپی کو لمبا کرے گا حالانکہ تجھ میں بنو تمیم کا ایک بال بھی نہیں ہے تو گوہ کھا اور خشک حنظل کی بالی پہن اور اگر چاہے تو شتر مرغ کا پیشاب پی لے۔ وہ شخص عزت والا نہیں جو نہ ضیافت کرتا ہے اور نہ حریم سے تکلیف کو دور کرتا ہے''۔

اور حیص بیص کے شاندار اشعار میں سے یہ بھی ہیں ؎

''آدمی کا ایک ساعت بھی ملامت رہنا عجیب بات ہے' ہر چیز اس کی موت کا سبب ہے' وہ بھاگتا ہے اور حوادث اس کی تلاش کرتے ہیں' وہ اس سے بھاگتا ہے' اور انہیں کی طرف بھاگتا ہے اور وہ اس اُلٹ پلٹ میں اپنی زندگی میں ہلاکت سے کیسے بچ سکتا ہے''۔

پھر کہتا ہے ؎

''دھوکے سے بھی زمانے کا لباس نہ پہن' زندہ کو موت سے کوئی چارا نہیں اور لمبی عمر تجھے دھوکہ نہ دے تو لمبائی کو جنت خیال کرتا ہے جو آخر میں ہے' قریب آ جائے گا' گہوارہ لحد سے کس قدر قریب ہے''

اور اس کے قریب قریب وہ اشعار ہیں جو العقد کے مؤلف احمد بن محمد عبدربہ الاندلسی نے اپنی کتاب العقد میں بیان کئے ہیں ؎

''اے دنیا تو صرف جنگل کی سرسبزی ہے جب اس کی ایک جانب سبز ہوتی ہے تو دوسری سوکھ جاتی ہے۔ زمانہ اور

امید یں دکھ دیا تھیں [illegible] تیری آنکھیں [illegible]

بلاشبہ تو بھی جاننے والا ہے''۔

اور ابو سعد السمعانی نے ان حیص بیص کا ذکر اپنے ضمیمے میں کیا ہے اور اس کی تعریف کی ہے اور اس کے دیوان و رسائل سنے ہیں اور قاضی ابن خلکان نے بھی اس کے رسائل کی تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ اس میں تکبر اور بڑائی پائی جاتی تھی اور وہ فصاحت سے گفتگو کرتا تھا اور شافعی مذہب کا فقیہ تھا اور وہ خلافیات اور علم مناظرہ میں مشغول ہو گیا' پھر ان سب کو چھوڑ کر شعر کہنے میں مصروف ہو گیا اور وہ عربوں کے اشعار اور ان کی لغات کے اختلاف کو سب سے زیادہ جاننے والا تھا' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اسے حیص بیص اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس نے لوگوں کو حرکت واختلاط کی حالت میں دیکھا تو کہنے لگا حیص بیص میں لوگوں کے لیے کیا پڑا ہے' یعنی شر اور فتنہ وفساد ہیں' پس اس بات نے اس پر غلبہ پالیا اور اس کا خیال تھا کہ وہ طبیب العرب' اکثم بن صیفی کی اولاد میں سے ہے اور اس نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی اور الحلۃ میں اس کا قرض تھا۔ وہ اس کا تقاضا کرنے گیا تو اس سال بغداد میں فوت ہو گیا۔

محمد بن نسیم:

ابو عبداللہ الخیاط' عتیق الرئیس ابی الفضل بن عیون' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور ۸۰ سال کے قریب عمر پائی اور سیڑھی سے گر کر مر گئے' راوی کا بیان ہے مجھے مولی الدین یعنی ابن علام الحکم بن عیون نے یہ اشعار سنائے ۔

''غمگین قاری کے لیے اس راہب سے جو اپنے دیر میں کمان کی طرح کبڑا ہوا بیٹھا ہے بچنا زیادہ مناسب ہے اور افلاک کی رصد گاہیں اس کا نفس ہے جو سب سے زیادہ رحمان خدا کی عبادت کے لائق ہے اور وسیع زمینوں کی پیمائش کرنے والا اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ چھونے والی ہتھیلیوں کی پیمائش کرے اور مثلث' مربع اور مخمس سے نا آشنا اپنے رب سے خشیت کا زیادہ حقدار ہے''۔

واقعات ـــــ ۵۷۵ھ

اس سال مرج عیون کا معرکہ ہوا' اس سال کا آغاز ہوا تو سلطان صلاح الدین ناصر اپنی فوج کے ساتھ بانیاس میں قاضی کے ٹیلے پر فروکش تھا' پھر فرنگیوں نے اپنی افواج کے ساتھ اس کا قصد کیا تو وہ جلدی سے ان کے مقابلہ میں آیا اور جونہی دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد اتار دی اور اپنی فوج کی مدد کی' پس صلیبیوں کے جھنڈے پشت پھیر گئے اور اللہ کے سپاہی ان کے جلو میں سوار تھے۔ سوان کے بہت سے آدمی مارے گئے اور ان کے ملوک کی ایک جماعت قیدی بن گئی اور وہ سمع واطاعت کی طرف واپس آ گئے' ان میں الدادیہ کا سردار اور البسا تاریہ کا سردار اور رملہ' طبریہ' قسطلان اور یافا کے حکمران اور دوسرے ملوک اور ان کے بہت سے بہادر اور شجاع آدمی بھی شامل تھے اور قدس کے سواروں میں تقریباً تین سو قیدی ان کے اشراف کے تھے اور بیڑیوں میں ان کی رہانت ہونے لگی العماد کا بیان ہے کہ سلطان نے رات کو انہیں پیش ہونے کو کہا حتیٰ کہ فجر

روشن ہو گئی اور اس روز اس نے عشاء کے وضوء کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی اور اس شب وہ تقریباً بیس آدمیوں کے ساتھ بیٹھا تھا اور فرنگی بہت سے تھے' پس اللہ تعالیٰ نے اسے ان سے محفوظ رکھا' پھر اس نے انہیں دمشق کی طرف بھیجا تا کہ انہیں اس کے قلعے میں قید کیا جائے' پس حاکم رملہ ابن البارزانی نے ایک لاکھ پچاس ہزار سوری دینار اپنا فدیہ دیا اور اپنے ملک سے ایک ہزار قیدیوں کو رہا کیا' پس اس کی اس بات کو مان لیا گیا اور ان میں سے ایک جماعت نے اپنے فدیے میں بہت مال دیئے اور ان میں سے کچھ قید خانے میں مر گئے' اتفاق سے جس روز مرج عیون میں سلطان کو فرنگیوں پر فتح حاصل ہوئی' مسلمانوں کا بحری بیڑا سمندر میں فرنگیوں کی حملہ آور کشتی پر غالب آیا اور اس کے ساتھ ایک اور کشتی بھی تھی' اس سے انہوں نے ایک ہزار قیدی حاصل کیے اور مظفر و منصور ہو کر ساحل کی طرف واپس آ گئے اور شعراء نے اس غزوہ میں سلطان کی بہت مدائح کی ہیں اور اس نے بغداد کی طرف یہ بات لکھی تو وہاں خوشی و مسرت کے شادیانے بجائے گئے اور ملک مظفر تقی الدین عمر اس معرکہ میں موجود نہ تھا اور وہ اس سے بڑے کام میں مشغول تھا۔ اور وہ یہ کہ شاہِ روم قزل ارسلان نے قلعہ رعنان کو حاصل کرنے کے لیے فوج بھیجی اور اس نے خیال کیا کہ نورالدین نے اسے اس سے غصب کر لیا ہے اور اس کے بیٹے نے اس کی بات نہیں مانی اور اس کا سلطان کو جواب نہیں دیا' پس شاہِ روم نے بیس ہزار جانبازوں کو اس کے محاصرہ کے لیے بھیجا اور سلطان نے تقی الدین عمر کو آٹھ سو سواروں کے ساتھ بھیجا جن میں سیف الدین علی بن احمد المشطوب بھی تھا' پس انہوں نے اس کے ساتھ جنگ کی اور اللہ کے حکم سے انہیں شکست دی اور قلعہ رعنان پر صلاح الدین کا ہاتھ مضبوط ہو گیا اور اس نے ابن مقدم کو جو چیزیں بعلبک کے عوض دیں ان میں یہ بھی شامل تھا اور تقی الدین عمر اس معرکہ پر فخر کیا کرتا تھا' اور خیال کرتا تھا کہ اس نے بیس ہزار فوج کو شکست دی ہے اور بعض کا قول ہے تیس ہزار کو آٹھ سو سے شکست دی ہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے ان پر شبخون مارا ان پر حملہ کیا اور وہ ٹھہر نہ سکے' بلکہ شکست کھا کر سب کے سب بھاگ گئے' پس اس نے ان کا بہت قتلِ عام کیا اور جو کچھ وہ اپنے خیموں میں چھوڑ گئے تھے۔ ان سب چیزوں پر قبضہ کر لیا' کہتے ہیں کہ اس نے انہیں اس روز شکست دی جس روز سلطان نے مرج عیون میں فرنگیوں کو شکست دی۔

قلعہ احزان کی تباہی کا بیان:

یہ قلعہ صفد کے نزدیک ہے' پھر سلطان اس قلعے کی طرف گیا' جسے فرنگیوں نے گزشتہ سال بنایا تھا اور اس میں کنواں کھودا تھا اور اسے انہوں نے اپنے لیے چشمہ بنایا تھا اور انہوں نے اسے الداویہ کے سپرد کر دیا' پس سلطان نے جا کر اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کی تمام جہات سے اُسے نقب لگائی اور اس میں آگ پھینکی اور اسے بنیاد تک ڈھا دیا اور جو کچھ اس میں موجود تھا اسے حاصل کر لیا' اس میں ایک لاکھ ہتھیار اور بہت سے کھانے کا سامان تھا اور اس نے اس سے سات سو قیدی پکڑے اور بعض کو قتل کیا اور باقیوں کو دمشق بھیج دیا' پھر وہ مظفر و منصور ہو کر دمشق واپس آیا' ہاں اس کے دس امیر محاصرے کی مدت میں گرمی اور وبا سے مر گئے اور محاصرہ چودہ دن رہا' پھر لوگوں نے حسب دستور یعقوب کے مزار کی زیارت کی اور شعراء نے اس کی مدح کی اور ایک نے کہا ۔

''تیری قسمت سے نیزوں کے پہلو جھک گئے ہیں اور دشمنوں کی نگاہ تیری بزرگی کے درے دیکھتی ہے' وہ راہنما

[illegible] الحاضر کے
قلعے پر کھڑا ہوا اور وہ ایسا میدان ہے جس کی کوئی میدان برابری نہیں کر سکتا پس زمین کا چہرہ نمایاں نہ ہوا بلکہ اس
کے درے جوان حائل ہو گئے جو زمین کے شیروں کی طرح تھے اور زمین کانپ رہی تھی اور دراز پشت اور کم موٹھوڑا
اور ڈھیلی زرہ اور سفید ہندی تلوار اور باریک نیزہ اور تیرہ سفید جھنڈے جس وقت لوٹے ان کے سیاہ جگر کانپ رہے
تھے دراز گردن گرجے، صلیب اور کلیسا، اور دین حنیف اور مصحف نے انہیں شہرت دی ہے، صلیب اور پرستارانِ
صلیب اور بخشش کی جگہ کو اس نے چٹیل میدان کر چھوڑا، کیا تو نبیوں کے وطن میں اس جماعت کو آباد کرتا ہے جو اپنی
قسموں میں جھوٹ بولتی ہے، میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور خیر خواہی کرنا دین میں واجب ہے، یعقوب کے گھر کو چھوڑ
دو، یوسف آ گیا ہے''۔

اور دوسرے شاعر نے کہا

''فرنگیوں کی ہلاکت جلد آ گئی اور اب ان کی صلیبوں کو توڑنے کا وقت آ گیا ہے اور اگر اس کی موت قریب نہ آئی
ہوتی تو ان کا بیت حزن آباد نہ ہوتا''۔

قاضی فاضل نے اس قلعہ کی بربادی کے متعلق جو خط بغداد کی طرف لکھا اس کا کچھ حصہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔
اس کی دیوار کی چوڑائی کا اندازہ لگایا گیا تو وہ دس ہاتھ سے بڑھ گئی اور اس کے لیے پتھروں کے ٹکڑے قطع کیے گئے اور
ان میں سے ہر پتھر اس کے اُوپر بھی اور نیچے بھی سات ہاتھ کا تھا اور ان کی تعداد بیس ہزار پتھروں سے زیادہ تھی، اس کی بنیاد میں
ایک پتھر، چار دنانیر یا اس سے زیادہ کا تھا اور دونوں دیواروں کے درمیان موٹے اور ٹھوس پتھر بھرے ہوئے تھے جو انہیں بلند
پہاڑوں سے لائے تھے اور اس کی چوٹی اس چونے سے بنائی گئی کہ جب پتھروں سے اس کا احاطہ کیا جاتا تو وہ اس کے جسم کی مثل
سے مقابلہ کرتا اور لوہا بھی اسے توڑ نہ سکتا اور اس میں صلاح الدین نے اپنے بھتیجے عز الدین فروخ شاہ کو بعلبک میں جاگیر دی
اور اس نے اس سال صفت اور اس کے مقامات پر غارت گری کی اور اس کے جانبازوں کی ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا اور
فروخ شاہ بڑے بہادروں میں سے تھا۔

اور اس سال قاضی فاضل نے دمشق سے حج کیا اور مصر واپس آ گیا اور راستے میں بڑے خوف برداشت کیے اور اسے
تھکاوٹ اور درماندگی ہوگئی اور گذشتہ سال اس نے مصر سے حج کیا اور واپس شام آ گیا اور یہ سال، اس سال کی نسبت اس سے
آسان تھا اور اس سال بڑا زلزلہ آیا جس کے باعث قلعے اور بستیاں منہدم ہو گئیں اور بہت سے لوگ مر گئے اور پہاڑوں کی
چوٹیوں سے بڑی بڑی چٹانیں گر پڑیں اور صحراؤں اور جنگلوں میں پہاڑوں کے درمیان رکاوٹ بن گئی حالانکہ پہاڑ، علاقے
سے دُور تھے اور اس سال لوگوں کو شدید گرانی اور تباہی اور سخت مشقت سے دوچار ہونا پڑا اور اس سے بہت سے لوگ مر گئے۔
انا للہ وانا الیہ راجعون۔

المستضیء بامر اللہ کی وفات اور اس کے کچھ حالات:

آخر شوال میں اس کے مرض کی ابتداء ہوئی اور اس کی بیوی نے اسے چھپانا چاہا مگر اس سے ایسا نہ ہو سکا اور بغداد میں بہت جنگ برپا ہوئی اور عوام نے بہت سے لوگوں اور اموال کو لوٹ لیا اور جب ۲۲ شوال کا جمعہ آیا تو ولی عہد ابوالعباس احمد بن المستضیء کا خطبہ دیا گیا اور وہ خلیفہ ناصر لدین اللہ ہے اور وہ جشن کا دن تھا' اس نے منبر پر اپنے نام کے ذکر پر خطباء اور مؤذنین پر اور وہاں جو لوگ حاضر تھے' سونا نچھاور کیا اور وہ بخار کا مریض تھا جس کی ابتداء عیدالفطر کے روز ہوئی اور مرض بڑھتا گیا حتیٰ کہ اس کے مرض کا ایک مہینہ مکمل ہو گیا اور شوال کے آخر میں مرگیا اور اس کی عمر ۳۹ سال تھی اور اس کی خلافت کا زمانہ ۹ سال ۳ ماہ ۱۷ دن تھا اور اسے غسل دیا گیا اور دوسرے دن اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور اپنے تعمیر کردہ دارالنصر میں دفن ہوا اور اس کی وصیت کے مطابق ہوا اور اس نے دولڑکے چھوڑے' ایک اس کا ولی عہد تھا اور وہ دین و دنیا کا سامان ابوالعباس احمد الناصر لدین اللہ تھا اور دوسرا ابومنصور ہاشم تھا اور رؤسا کی ایک جماعت نے وزارت کی اور یہ بہترین خلفاء میں سے تھا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا اور لوگوں سے ٹیکس دور کرنے والا اور بدعات اور مصائب کو مٹانے والا تھا' اور حلیم باوقار اور سخی تھا' اس کے بعد اس کے بیٹے الناصر کی بیعت خلافت ہوئی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابراہیم بن علی:

ابواسحاق شافعی فقیہ' آپ ابن الفراء اموی ثم البغدادی کے نام سے مشہور تھے' اور فاضل مناظر اور فصیح و بلیغ شاعر تھے' آپ نے ۷۴ سال کی عمر میں وفات پائی اور ابوالحسن قزوینی مدرس نظامیہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔

اسماعیل بن موہوب:

ابن محمد بن احمد الخضر ابومحمد الجوالیقی' حجۃ الاسلام آپ اپنے زمانے میں امام لغت تھے' اور اپنے ہم سفروں کے درمیان حسن دین' قوتِ یقین' علم لغت و نحو' راست گفتاری' خلوصِ نیت اور آغاز و انتہاء میں حسن سیرت کے باعث آپ کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا' آپ نے حدیث کا سماع کیا اور آثار کا سماع کیا اور ان کی پیروی کی۔ رحمہ اللہ

المبارک بن علی بن الحسن:

ابومحمد ابن الطباخ' بغدادی' نزیل مکہ اور اس کے مجاور' اور وہاں کے حافظ حدیث اور علم کے ساتھ آپ کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا اور آپ کے جنازے کے دن قیامت کا سماں تھا۔

ناصر لدین اللہ ابوالعباس احمد بن المستضیء:

جب آخر شوال ۵۷۵ھ میں اس کا باپ مرگیا تو امراء' وزراء' کبراء اور خواص و عوام نے اس کی بیعت کی اور اس کے

باپ کی موت سے تھوڑا عرصہ پہلے منبروں پر اس کا خطبہ دیا گیا‘ کہتے ہیں کہ اس نے اپنی موت سے ایک دن قبل اس کے لیے عہد لیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ ایک ہفتہ قبل لیا تھا لیکن تقدیر الٰہی سے اس کے باپ کی وفات کے بعد دو آدمیوں نے بھی اس کے بارے میں اختلاف نہ کیا اور اسے ناصر کا لقب دیا گیا اور بنوعباس میں اس سے قبل کسی نے اتنی طویل مدت خلافت نہیں کی یہاں تک کہ اپنی وفات کے سال ۶۲۲ھ تک خلیفہ رہا اور یہ دانشمند شجاع اور بارعب شخص تھا جیسا کہ اس کی وفات کے موقع پر اس کی سیرت کا بیان ہوگا اور اس سال ۷؍ذوالقعدہ کو خزانچی ظہیر الدین ابوبکر بن العطار کو معزول کر کے اس کی اور اس کے اصحاب کی غایت درجہ اہانت کی گئی اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا گیا اور شہر میں تشہیر کی گئی اور خلیفہ ناصر کی حکومت مضبوط ہوگئی اور ملک میں اس کی ہیبت کی دھاک بیٹھ گئی اور تمام امور میں خلافت کا اسٹنٹ کھڑا ہوگیا اور جب عیدالاضحیٰ میں وہ حاضر ہوا تو دستور کے مطابق اقامت کہی گئی۔

واقعات ــــ ۵۷۶ھ

اس سال سلطان صلاح الدین نے فرنگیوں سے صلح کی اور بلادِ روم کی طرف گیا اور ان کے ملوک کے درمیان ارتق میں صلح کرائی اور بلاد ارمن پر حملہ کیا اور وہاں قیام کیا اور ان کے بعض قلعوں کو فتح کیا اور ان سے بہت سی غنائم یعنی سونے اور چاندی کے برتن حاصل کئے کیونکہ ان کے بادشاہ نے ترکمانوں کے کچھ لوگوں سے خیانت کی تھی‘ پس اس نے اسے اس کے ملک کی طرف واپس کر دیا‘ پھر اس سے اس مال پر صلح کی جو وہ اس کے پاس لائے گا۔ اور قیدیوں کو اپنی قید سے آزاد کرے گا اور دوسروں کو فرنگیوں کے ہاتھوں سے چھڑائے گا‘ پھر وہ مظفر و منصور ہو کر واپس آیا اور جمادی الآخرۃ کے آخر میں حماۃ میں داخل ہوا‘ اور شعراء نے اس پر اس کی مدح کی اور حاکم موصل سیف الدین غازی بن مودود فوت ہوگیا‘ یہ خوبرو‘ خوش شکل‘ پوری قامت اور گول داڑھی والا جوان تھا‘ اس نے دس سال بادشاہت کی اور تیس سال کی عمر میں فوت ہوگیا اور فی نفسہٖ عفیف‘ بارعب اور باوقار تھا‘ جب سوار ہوتا یا بیٹھتا تو التفات نہ کرتا اور بڑا غیرت مند تھا‘ کسی بڑے خادم کو عورتوں کے پاس جانے نہ دیتا اور خون ریزی کا اقدام نہ کرتا اور اس کی طرف کچھ بخیل ہونا منسوب کیا جاتا ہے‘ اللہ اسے معاف کرے‘ اس نے ۳؍صفر کو وفات پائی اور اس نے ارادہ کیا تھا کہ وہ اپنے بعد اپنے بیٹے عزالدین سنجر شاہ کو بادشاہ بنائے‘ مگر اُمراء نے صلاح الدین کے خوف سے اس کی کمسنی کی وجہ سے اس سے اتفاق نہ کیا اور سب نے اس کے بھائی پر اتفاق کرلیا اور مملکت میں اسے اس کی جگہ بٹھا دیا‘ اسے عزالدین مسعود کہا جاتا تھا اور اس نے مجاہد الدین قایماز کو اپنا نائب اور مملکت کا منتظم بنایا اور خلیفہ کے ایلچی صلاح الدین کے پاس التماس کرتے ہوئے آئے کہ وہ سروج‘ الرہا‘ رقہ‘ حران‘ خابور اور نصیبین کو اس کے قبضے میں رہنے دے‘ جیسے کہ وہ اس کے بھائی کے ہاتھ میں تھے تو سلطان نے اس بات سے انکار کر دیا اور کہا یہ شہر مسلمانوں کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے ہیں اور میں نے انہیں اس کے ہاتھ میں اس لیے چھوڑا ہے کہ وہ فرنگیوں کے خلاف جنگ میں ہماری مدد کرے‘ مگر اس نے ایسا نہ کیا اور اس نے خلیفہ کو خط لکھ کر بتایا کہ مصلحت اسی میں ہے کہ اسے مسلمانوں کی مدد کے لیے چھوڑ دیا جائے۔

سلطان توران شاہ کی وفات:

اس سال سلطان ملک معظم شمس الدولہ توران شاہ بن ایوب برادر ملک صلاح الدین نے وفات پائی‘ اس نے اپنے بھائی کے حکم سے بلاد یمن کو فتح کیا تھا اور وہاں ایک مدت تک قیام کیا تھا اور اس نے وہاں سے بہت سے اموال اکٹھے کیے پھر ان میں نائب مقرر کیا اور اپنے بھائی کی ملاقات کے شوق میں شام کی طرف آیا اور اس نے راستے میں اس کی طرف کچھ اشعار لکھے جو ایک شاعر نے جسے ابن المنجم کہا جاتا تھا‘ اس کے لیے تیار کیے تھے اور وہ آسمان تک پہنچ چکے تھے۔

’’کہا میرے بھائی بلکہ میرے مالک کو اس کا علم ہے‘ خواہ آمد و رفت لمبی ہو جائے کہ وہ اس کی طرف لوٹنے والا ہے اور میں اس کی ملاقات سے ایک دن کے فاصلے پر ہوں اور اگر موت سختی کرے تو میں اس کی بیعت کرنے والا ہوں اور وہ ۲۰ راتوں سے بھی کم رہا ہے اور ہمارے آنکھ اور کان ملاقات کو زندہ کرتے رہے ہیں‘ میں اس بادشاہ کی طرف جا رہا ہوں کہ جب وہ ظاہر ہوتا ہے تو بادشاہ اس کی عظمت کے لیے جھکتے ہیں میں نے خط میں اپنے شوق کا کچھ حال لکھا ہے اور میں نے گانے والے کبوتروں سے رونا سیکھا ہے‘ اور بادشاہت ایک ہتھیلی ہے اور تو اس کا پہنچہ ہے جو دنیا سے ملا ہوا ہے‘ اور ہم انگلیاں ہیں‘‘۔

اور وہ ۵۷۱ھ میں اپنے بھائی کے پاس آیا اور وہ اس کے ساتھ مشہور جنگوں میں شامل ہوا اور اس نے مدت تک اسے دمشق کا نائب مقرر کیا پھر وہ مصر گیا تو اس نے اسے اسکندریہ کا نائب مقرر کیا‘ مگر اسکندریہ اسے موافق نہ آیا اور اسے قولنج ہو جاتی تھی اور وہ اس سال میں مر گیا اور قصر امارت میں دفن ہوا پھر اس کی بہن ست الشام بنت ایوب اسے اٹھا کر لے گئی اور اس نے اسے اس قبر میں دفن کیا جو اس نے الشامیۃ البرانیۃ میں بنائی تھی پس اس کی قبر قبلی ہے اور درمیان قبر اس کے خاوند اور عمزاد ناصر الدین محمد بن اسد الدین شیرکوہ حاکم حماۃ اور الرحبہ کی ہے اور پیچھے اس کی قبر ہے اور تربت حسامیہ اس کے بیٹے حسام الدین عمر بن لاشین کی طرف منسوب ہے اور یہ قبر مدرسہ کے غرب میں ہے اور یہ توران شاہ‘ شجاع‘ بڑا بارعب‘ دلیر اور بہت خرچ کرنے والا تھا‘ ابن سعدان حلبی نے اس کے بارے میں کہا ہے۔

’’یہ وہ بادشاہ ہے کہ اگر قیصر و کسریٰ اس کی سخاوت اور جنگ کے متعلق سنیں تو وہ ان دونوں ہاتھوں میں اس کے غلام ہیں اور حاتم کو بھی اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا‘ ہم نے جو دیکھا ہے اسے اختیار کر لے اور ہم نے جو روایت کیا ہے اسے چھوڑ دے اور پناہ لے کر اس کی بلندی سے لذت لے یہ تجھے زمانے کے ظلم اور دشمنی سے پناہ دے گا اور جب اس کی دونوں ہتھیلیوں کے بادل سخاوت سے موسلا دھار برسیں تو بادلوں کے لیے اس سے کچھ نہ لے پس اس کی ہتھیلیوں کو چھوڑ دے جو ان دونوں سے پھوٹ کر نکلے تو خوش قسمتی کے لیے اس کا دایاں ہاتھ ہے اور آسائش کے لیے اس کا بایاں ہاتھ ہے‘‘۔

اور اس سال رجب میں خلیفہ ناصر کے ایلچی آئے اور ناصر صلاح الدین کے پاس خلعت اور تحائف لائے‘ پس اس نے دمشق کے خلیفہ کا خلعت پہنا اور شہر کو اس کے لیے آراستہ کیا گیا اور وہ جشن کا دن تھا‘ اور اسی طرح رجب ہی میں سلطان مصر کے اموال

پر غور و فکر کرنے اور وہاں رمضان کے روزے رکھنے کے لیے گیا اور اس کا ارادہ اس سال حج کرنے کا بھی تھا ... اپنے بھتیجے عز الدین فرخ شاہ کو شام کا نائب مقرر کیا اور وہ بہت خوبیوں والا اور بے نظیر آدمی تھا' اور قاضی فاضل نے ملک عادل ابوبکر سے متعلق یمن، ینبع اور مکہ کے باشندوں کو لکھا کہ سلطان ناصر اس سال حج کا ارادہ رکھتا ہے' اور بغداد کے شیخ الشیوخ صدر الدین ابوالقاسم عبدالرحیم بھی اس کے ساتھ ہوں گے جو خلیفہ کی طرف سے پیغامبری کے لئے آئے تھے اور وہ خلعت لے کر آئے تا کہ دیار مصر تک اس کی خدمت میں رہیں اور حجاز بھی اس کے ساتھ جائیں' پس سلطان مصر آیا اور فوج نے اس کا استقبال کیا' اور شیخ الشیوخ کے ہاں تھوڑا ہی قیام کیا حتیٰ کہ وہ سمندر کے راستے حجاز چلا گیا اور مسجد الحرام میں روزے رکھے۔

اور اس سال قراقوش التقوی مغرب کی طرف گیا اور وہاں فاس اور اس کے اردگرد کے بہت سے قلعوں کا محاصرہ کر لیا اور اکثر قلعوں پر اس نے قبضہ کر لیا' اتفاق سے اس نے ایک قلعہ سے ایک سیاہ غلام قیدی بنایا اور اس نے اسے قتل کرنا چاہا تو اہل قلعہ نے اسے کہا اسے قتل نہ کرنا اور دس ہزار دینار اس کی دیت لے لے' تو اس نے انکار کر دیا اور اسے ایک لاکھ تک پہنچایا' مگر اس نے اسے قتل کے سوا ہر بات سے انکار کیا اور اسے قتل کر دیا اور جب اس نے اسے قتل کیا تو قلعہ کا مالک جو ایک شیخ کبیر تھا اترا اور اس کے پاس اس قلعے کی چابیاں بھی تھیں' اور اس نے اسے کہا یہ چابیاں لو میں شیخ کبیر ہوں اور میں اس کی اس بچے کی وجہ سے حفاظت کرتا تھا' جسے تو نے قتل کر دیا ہے اور میرے لڑکے اور بھائی بھی ہیں' میں پسند نہیں کرتا کہ وہ میرے بعد اس کے مالک ہوں' پس اس نے اسے اس میں ٹھہرایا اور اس سے بہت سے اموال حاصل کیے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حافظ ابوطاہر سلفی:

احمد بن محمد بن ابراہیم سلفۃ الحافظ الکبیر المعمر' ابوطاہر سلفی اصبہانی' آپ کو اپنے دادا ابراہیم کی وجہ سے سلفی کہا جاتا ہے' کیونکہ اس کا ایک ہونٹ پھٹا ہوا تھا اور اس کے تین ہونٹ تھے' اس لیے عجمیوں نے آپ کا یہ نام رکھ دیا' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ صدر الدین لقب رکھتے تھے اور شافعی المذہب تھے' آپ بغداد آئے اور وہاں الکیا الہراسی سے اشتغال کیا اور خطیب ابوزکریا یحییٰ بن علی تبریزی سے لغت سیکھی اور حدیث کا بہت سماع کیا اور اس کی تلاش میں آفاق کا سفر کیا' پھر ۵۱۱ھ میں اسکندریہ کی سرحد پر اترے' خلیفہ الظافر کے وزیر العادل ابوالحسن علی بن السلار نے آپ کے لیے ایک مدرسہ تعمیر کیا اور وہ آج تک آپ کے نام سے مشہور ہے' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کے نوٹس' کتب اور حواشی بہت زیادہ ہیں' مصریوں کے بیان کے مطابق آپ ۴۷۲ھ میں پیدا ہوئے ہیں' اور حافظ عبدالغنی نے آپ سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا مجھے نظام الملک کا ۴۸۵ھ میں بغداد میں قتل ہونا یاد ہے' میں تقریباً اس وقت دس سال کا تھا' اور ابوالقاسم صفراوی نے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری پیدائش اندازاً نہ کہ یقیناً ۴۷۸ھ میں ہوئی ہے' اس طرح آپ کی عمر ۹۸ سال بنتی ہے' اس لیے کہ آپ نے ۵ / ربیع الآخر ۵۷۶ھ کو جمعہ کی شب کو اسکندریہ کی سرحد میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم۔ اور دعلہ میں آپ کو دفن کیا گیا' اس میں

صالحین کی ایک جماعت ہے اور ابن خلکان نے سفراوی کے قول کو ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ ہمیں ۵۰۰ھ سے قاضی ابوالطیب طبری کے سوا کسی نے متعلق اطلاع نہیں دی کہ اس کی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی ہے اور السمعانی نے اپنی تاریخ میں آپ کے اچھے حالات بیان کیے ہیں اگرچہ وہ آپ سے پانچ سال پہلے فوت ہو گئے تھے اور انہوں نے طلب حدیث میں اقالیم میں آپ کے سفر کرنے اور گھومنے کا ذکر کیا ہے کہ پہلے آپ صوفی تھے پھر آپ نے اسکندریہ کی سرحد پر قیام کیا اور ایک آسودہ حال عورت سے نکاح کیا تو آپ کا حال اچھا ہو گیا اور اس نے وہاں آپ کا مدرسہ بنایا اور انہوں نے آپ کے کچھ اشعار بھی بیان کئے ہیں۔

''کیا تو موت کے اچانک آنے سے امن میں ہے' نوجوان کا مامون ہونا جہالت ہے' حالانکہ وہ زمانے کو آزما چکا ہے اور زمانہ اپنی گردش میں اپنے رذیل باشندوں کی اور نہ خوبصورت سرداروں کی مدد کرتا ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ حضرت نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب و ازواج اور حضرت فاطمہ زہراء فوت ہو چکے ہیں''۔

پھر کہتے ہیں۔

''اے اپنے دین کے لیے علم حدیث کی جستجو کرنے والے' جب کہ ہدایت کے راستوں سے اس کا خیال بھٹک چکا ہے' جیسا کہ تجھے معلوم ہی ہے' علوم بہت سے ہیں اور ان سب سے بڑا فقہ اور اس کا علم ہے اور جو شخص اس کا طالب ہو اور وہ بیدار ہو تو بلندیوں میں اس کا حصہ پورا حصہ ہوگا' اگر حدیث اور اہلحدیث نہ ہوتے تو حضرت نبی کریم ﷺ کا دین درست نہ ہوتا تو آپ کا حکم ہم سے علیحدہ ہو جاتا اور جب کوئی ہشیار آدمی ہمارے قول سے شک میں پڑ جائے تو سطح زمین کا ہر فہم اس کا فہم نہیں ہے''۔

واقعات ـــــ ۵۷۷ھ

یہ سال شروع ہوا تو صلاح الدین قاہرہ میں مقیم تھا اور مواظبت سے سماع حدیث کر رہا تھا اور شام سے اس کے نائب عزالدین فروخ شاہ کا خط اس کے پاس آیا جس میں اس نے اسے بتایا کہ گذشتہ سال وبا اور فنا سے جو نقصان لوگوں کو پہنچا اللہ نے اس کی تلافی اس طرح کی ہے کہ عورتوں کے ہاں توام بچے پیدا ہوئے ہیں اور شام اللہ کے حکم سے سرسبز ہے' کیونکہ انہیں گرانی کی تکلیف پہنچی تھی اور شوال میں ملک صلاح الدین اسکندریہ گیا اور اس کی فصیلوں کی مضبوطی اور اس کے برجوں اور محلات کی تعمیر کا جو حکم دیا تھا اس کا معائنہ کرے اور اس نے وہاں مؤطا امام مالک کا شیخ ابوطاہر بن عوف سے بحوالہ طرشوشی سماع کیا اور اس کے ساتھ العماد کاتب نے بھی سماع کیا اور قاضی فاضل نے سلطان کو اس سماع کی مبارکباد دیتے ہوئے خط لکھا۔

حلب کے حکمران ملک صالح بن نورالدین شہید کی وفات اور اس کے بعد ہونے والے واقعات:

آپ نے اس سال ۲۵ رجب کو قلعہ حلب میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے آپ کی وفات کا سبب یہ تھا کہ امیر علم الدین سلیمان بن حیدر نے آپ کو شکار میں انگور کے رس میں زہر دیا اور بعض کا قول ہے کہ یاقوت اسدی نے مشروب میں آپ کو زہر دیا تو آپ کو قولنج ہو گیا اور آپ اسی حالت میں رہے' حتیٰ کہ فوت ہوئے' آپ خوب صورت

اور خوش منظر نوجوان تھے اور بیس سال کی عمر کو بھی نہیں پہنچے تھے اور آپ بڑے عفیف بادشاہوں میں سے تھے اور اپنے باپ کی مانند تھے آپ نے ظلم نہیں کیا اطباء نے آپ کے مرض میں آپ کو شراب پینے کو کہا تو آپ نے علاج کے طور پر اس کے پینے کے بارے میں فقہاء سے فتویٰ پوچھا تو انہوں نے اس کے پینے کا فتویٰ دیا' آپ نے فرمایا کیا اس کا پینا میری مدت مقررہ میں اضافہ کر دے گا یا اس کے ترک کرنے سے اس میں کچھ کمی ہو جائے گی؟ انہوں نے کہا نہیں' آپ نے فرمایا' قسم بخدا میں اسے نہیں پیوں گا' میں اللہ سے اس حال میں ملوں کہ میں نے وہ چیز پی ہو جو اس نے مجھ پر حرام کی ہے اور جب آپ اپنی جان سے مایوس ہو گئے تو آپ نے امراء کو بلایا اور انہیں اپنے عمزاد عزالدین مسعود حاکم حلب کے متعلق اس کے تمکن واقتدار کی قوت کی وجہ سے قسم دی کہ وہ اسے صلاح الدین سے بچائے اور آپ کو خدشہ ہوا کہ وہ اپنے دوسرے عمزاد عماد الدین زنگی حاکم سنجار کی بیعت کر لے گا اور وہ اس کی بہن کا خاوند اور اس کے والد کا تربیت یافتہ تھا اور وہ اسے صلاح الدین سے بچا نہ سکتا تھا' اور جب آپ فوت ہو گئے تو حلبیوں نے حاکم موصل عزالدین مسعود بن قطب الدین کو بلایا تو وہ ان کے پاس آیا اور حلب میں بڑی شان و شوکت سے داخل ہوا اور وہ جشن کا دن تھا اور یہ ۲۰ رشعبان کا واقعہ ہے اور اس نے اس کے خزائن و ذخائر کی سپرداری لے لی اور جو ہتھیار اس میں تھے وہ بھی لے لیے اور اس کا چچا تقی الدین منبج شہر میں تھا وہ حماۃ کی طرف بھاگ گیا اور اس نے وہاں کے باشندوں کو حاکم موصل کے شعار کا اعلان کرتے پایا اور حلبیوں نے مسعود کو دمشق پر قبضہ کرنے کا لالچ دیا کیونکہ صلاح الدین وہاں موجود نہ تھا اور انہوں نے اسے اہل شام کے اس اتابکی گھرانے نور الدین سے محبت کرنے کے متعلق بھی بتایا' اس نے انہیں کہا ہمارے اور صلاح الدین کے درمیان معاہدات ہیں اور میں اس سے عہد شکنی نہیں کروں گا اور اس نے چند ماہ حلب میں قیام کیا اور شوال میں ملک صالح کی ماں سے نکاح کر لیا' پھر رقہ کی طرف گیا اور وہاں اترا اور اس کے بھائی عماد الدین زنگی کے ایلچی اس سے مطالبہ کرتے ہوئے آئے کہ وہ حلب کا سنجار سے تبادلہ کر لے اور اس نے اس بات پر اس سے اصرار کیا اور اس کے بھائی نے قوت پکڑ لی' پھر اس نے بادلِ نخواستہ اسے کر دیا اور اس نے حلب ان کے سپرد کر دیا اور عزالدین نے سنجار' خابور' رقہ' نصیبین اور سروج وغیرہ بلاد کی سپرداری لے لی۔

اور جب صلاح الدین نے یہ باتیں سنیں تو وہ دیارِ مصر سے فوجوں کے ساتھ روانہ ہو کر فرات آیا اور اسے عبور کیا اور حاکم موصل کا ایک امیر اس سے ملا اور حاکم موصل اس کی ملاقات سے ہچکچایا اور صلاح الدین' جزیرہ کے تمام بلاد پر قابض ہو گیا اور اس نے موصل کے محاصرہ کا ارادہ کیا' مگر اسے اس کا اتفاق نہ ہوا' پھر وہ حلب آیا اور عماد الدین سے اس کی سپرداری لے لی' کیونکہ وہ اس کی محافظت سے کمزور تھا' نیز اس وجہ سے کہ عزالدین نے اس میں تھوڑے سے ہتھیار چھوڑے تھے اور یہ بات آئندہ سال میں بیان ہوگی۔

اور اس سال الکرک کے حکمران البرنس نے ارض حجاز کے قیماز کا قصد کیا تاکہ وہاں سے مدینہ نبویہ پہنچ جائے' پس صلاح الدین نے دمشق سے اس کے لیے ایک دستہ تیار کیا جو اس کے اور حجاز کے درمیان رکاوٹ ہوا اور اس نے اسے اس ارادے سے روک دیا' اور اس سال صلاح الدین نے اپنے بھائی سیف الاسلام ظہیر الدین طغتکین بن ایوب کو یمن کی نیابت دی' اور اسے

اس کی طرف بھیج دیا اور یہ کام سلطان کے بھائی معظم کی وفات کے بعد اس کے نائبین اور اصحاب کے اختلاف و اضطراب کی وجہ سے ہوا پس طغتکین اس کی طرف گیا اور ۵۷۸ھ میں وہاں پہنچا اور اس میں اچھی سیرت اختیار کی اور حطان بن منقذ کے اموال کی نگرانی کی اور وہ تقریباً ایک کروڑ دینار یا اس سے زیادہ تھے اور فخر الدین عثمان زنجیلی نائب عدن طغتکین کی آمد سے قبل یمن سے نکلا اور شام میں ٹھہرا اور یمن اور شام میں اس کے اوقاف مشہور ہیں اور باب توما [illegible] مطعم [illegible] مدرسہ زنجیلیہ اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے اور اسے یمن سے بہت اموال حاصل ہوئے۔

اور اس سال فرنگیوں نے اپنے عہد و پیمان توڑ دیئے اور مسلمانوں کے لیے بری بحری راستے خفیہ اور اعلانیہ طور پر بند کر دیئے پس اللہ نے ایک عظیم کشتی پر قابو دے دیا جس میں تقریباً ان کے اڑھائی ہزار چندہ جانباز تھے موج نے اسے سلطان کے مصر سے خروج سے قبل دمیاط کی سرحد پر پھینک دیا پس اس کا گھیراؤ کر لیا گیا۔ پس کچھ آدمی غرق ہو گئے اور تقریباً ۱۷۰۰ قید کر لیے گئے اور اس سال قراقوش بلاد افریقہ کی طرف گیا اور اس نے بہت سے شہروں کو فتح کیا اور حاکم مغرب عبدالمومن کی فوج سے جنگ کی اور وہاں اس کی بڑی بات ہو گئی اور قراقوش سلطان صلاح الدین کے بھتیجے تقی الدین عمر کا غلام تھا پھر وہ واپس مصر آیا تو صلاح الدین نے اسے حکم دیا کہ وہ بھتیجے تقی الدین عمر کا غلام تھا پھر وہ واپس مصر آیا تو صلاح الدین نے اسے حکم دیا کہ وہ قاہرہ اور مصر کے اردگرد کی فصیلوں کو مکمل کرے اور یہ وہاں سے اس کے خروج سے پہلے کا واقعہ ہے اور یہ اس کی مصر سے آخری ملاقات تھی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی امیدوں کو پورا کرنے کے بعد اسے وفات دے دی اور بیت المقدس اور اس کے اردگرد کے علاقے پر اسے فتح دی اور جب اس نے مصر سے نکل کر خیمہ لگایا اور اس کے لڑکے اس کے اردگرد تھے تو وہ انہیں سونگھنے چومنے لگا اور اپنے ساتھ لگانے لگا اور اس بارے میں ایک شخص نے شعر پڑھا ؎

''نجد کی نرگس کی خوشبو سے لطف اندوز ہو شام کے بعد نرگس نہیں رہے گی''۔

اور ایسے ہی ہوا جیسے اس نے کہا تھا وہ اس سال کے بعد مصر واپس نہیں آیا بلکہ اس نے شام میں قیام کر لیا اور اس سال سلطان کے ہاں دولڑکے پیدا ہوئے ایک معظم توران شاہ اور ملک محسن احمد اور ان دونوں کی ولادت کے درمیان سات دن کا وقفہ تھا پس شہر کو آراستہ کیا گیا اور مسلسل چودہ دن خوشی منائی گئی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ کمال الدین ابوالبرکات:

عبدالرحمٰن بن محمد بن ابی السعادات عبیداللہ بن محمد بن عبیداللہ انباری نحوی فقیہ عابد زاہد۔ آپ بڑے تنگ گزران کرتے تھے اور کسی سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے اور نہ ہی خلیفہ سے کوئی چیز قبول کرتے تھے آپ صوفیاء کی باری پر دارالخلافت میں حاضر ہوتے تھے اور خلیفہ کے انعامات اور پیسے کو قبول نہیں کرتے تھے اور اشتغال پر مداومت کرتے تھے اور آپ کی مفید تصانیف بھی ہیں آپ نے اس سال شعبان میں وفات پائی ہے ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کی کتاب اسرار العربیۃ بہت مفید ہے اور طبقات النحاۃ بھی بہت مفید ہے اور فن نحو میں کتاب المیزان بھی مفید ہے۔

واقعات ــــــ ۵۷۸ھ

اس سال ۵ رمحرم کو سلطان جنگ کرنے اور رعایا سے حسن سلوک کرنے کے لیے مصر سے دمشق روانہ ہوا اور یہ مصر میں اس کا آخری دور تھا' اور اس نے اپنے راستے میں بلادِ فرنگ کے بعض نواح پر حملہ کیا اور اس نے اپنے بھائی تاج الملوک بوری بن ایوب کو میمنہ پر افسر مقرر کیا اور سات روز بعد انہوں نے ازرق پر ملاقات کی اور عزالدین فروخ شاہ نے بلادِ طبریہ پر حملہ کیا اور شاندار قلعوں کو فتح اور ان سے بہت سے لوگوں کو قیدی بنایا اور بیس ہزار جانور غنیمت میں حاصل کیے اور ۷ صفر کو ناصر دمشق آیا' پھر ربیع الاوّل کے پہلے عشرے میں وہاں سے چلا گیا اور اس نے طبریہ اور بیسان کے نواح میں قلعہ کوکب تلے جنگ کی اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے اور مسلمانوں کو فرنگیوں پر فتح حاصل ہوئی' پھر وہ مظفر و منصور ہو کر دمشق واپس آ گیا' پھر حلب اور بلادشرق پر قبضہ کرنے گیا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ مواصلہ اور حلبیوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لیے فرنگیوں سے خط و کتابت کی اور فرنگیوں نے ملک کے بعض شہروں پر حملے کیے تاکہ ناصر کو اپنے سے غافل رکھیں اور اسے اپنی جان کی پڑی رہے' پس وہ حلب آیا اور اس نے تین دن اس کا محاصرہ کیا' پھر اس نے دیکھا کہ اسے چھوڑ کر کسی اور کی طرف جانا بہتر ہے تو وہ چل کر فرات پہنچ گیا اور بلاد جزیرہ' لرھا' رقہ اور نصیبین پر قابض ہو گیا اور ملوک اس کے فرمانبردار بن گئے' پھر وہ حلب واپس آیا اور اس کے حکمران عمادالدین زنگی سے اس کی سپرداری لے لی' اور شرق و غرب کے ممالک نے اس سے عہد کیے اور اس وقت اس نے فرنگیوں سے جنگ کی قوت پائی۔

فصل

جب الکرک کا حکمران البرنس خشکی پر مسلمانوں کو ایذاء دینے سے عاجز آ گیا تو اس نے بحر قلزم میں کشتیاں تیار کیں جو حاجیوں اور تاجروں کا راستہ روک دیں اور ان کی اذیت عیذاب تک پہنچ گئی اور مدینہ نبویہ تک پہنچ گئی اور مدینہ نبویہ کے باشندے ان کے شر سے خوفزدہ ہو گئے' پس ملک عادل امیر حسام الدین لؤلؤ نے جو بحری بیڑے کا امیر تھا' حکم دیا کہ بحر قلزم میں اس کی کشتیوں کو تیار رکھا جائے تاکہ وہ البرنس کے اصحاب سے جنگ کرے اور ایسا ہی کیا گیا اور ہر میدان میں اس نے ان پر فتح پائی' پس ان میں کچھ قتل ہوئے کچھ کو جلایا گیا اور کچھ کو غرق کر دیا گیا اور کچھ کو بہت سے میدانوں اور خوفناک معرکوں میں قیدی بنا لیا گیا اور اللہ کے حکم سے بر و بحر میں امن ہو گیا اور ناصر نے اپنے بھائی کی مساعی کے شکریہ کے لیے اسے پیغام بھیجا اور خلیفہ کی کونسل کو بھی یہ بات بتاتے ہوئے پیغام بھیجا۔

فصل

منصور عز الدین کی وفات

منصور عز الدین فروخ شاہ بن شاہنشاہ بن ایوب حکمرانِ بعلبک اور اپنے چچا ناصر کا نائب دمشق' اور وہ امجد بہرام شاہ کا والد ہے جو اپنے باپ کے بعد بعلبک کا حکمران بنا' اور دمشق کے شمال مشرق میں مدرسہ الفروخ شاہیہ اسی کی طرف منسوب ہے اور اس کے پہلو میں اس کے بیٹے امجد کی قبر ہے اور یہ دونوں حنفیہ اور شافعیہ پر وقف ہیں اور فروخ شاہ ذہین' عاقل اور قابل تعریف سخی تھا' شعراء نے اس کے احسان اور سخاوت کی وجہ سے اسی کی مدح کی ہے' اور وہ تاج الدین ابوالیمن الکندی کے سرکردہ اصحاب میں سے تھا' قاضی فاضل کی مجلس سے اس سے اس کی واقفیت ہوئی اور وہ اس کی طرف منسوب ہو گیا اور وہ اس سے حسن سلوک کرتا تھا اور اس نے اور العماد نے اس کی مدح کی ہے اور اس کا بیٹا امجد اچھا شاعر تھا' اس کے باپ کے چچا صلاح الدین نے اسے اس کے باپ کے بعد بعلبک کا حاکم مقرر کیا اور وہ طویل مدت وہاں حکمران رہا اور تاج الدین الکندی کی صحبت اختیار کرنا فروخ شاہ کے محاسن میں سے ہے اور اس کے اشعار شاندار ہیں۔

''میں بیماری کی قید میں ہوں اور وہ اس مقام پر ہے' ہرنی میرے دل میں نگاہ کا تیر مارتی ہے اور جب کبھی میں نے شدت پیاس میں اس کا منہ چوسا ہے میں نے اس سے شراب میں مصفیٰ شہد چکھا ہے''۔

ایک روز وہ حمام میں داخل ہوا تو اس نے ایک شخص کو دیکھا اس کے متعلق جانتا تھا کہ وہ مالدار آدمی ہے اور اس کی حالت یہ ہو گئی تھی کہ وہ ایک کپڑے سے اپنے آپ کو چھپا رہا تھا کہ کہیں اس کی شرمگاہ نہ نمایاں ہو جائے' اسے اس پر ترس آ گیا اور اس نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ کپڑوں کی گٹھڑی اور بچھونا اس شخص کی جگہ پر لے جائے اور اسے حکم دیا تو اس نے ایک ہزار دینار اور ایک خچر اور ہر ماہ اس کے لیے بیس ہزار دینار کا حکمنامہ حاضر کر دیا' وہ شخص محتاج ہونے کی حالت میں حمام میں داخل ہوا اور اس سے مالدار ہو کر باہر نکلا' اچھے اسخیاء پر اللہ کی رحمت ہو۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ ابوالعباس:

احمد بن الحسن بن علی بن ابی العباس احمد جو ابن الرفاعی کے نام سے مشہور ہیں' اور طائفہ احمدیہ رفاعیہ بطائحیہ کے شیخ ہیں' کیونکہ اُمّ عبیدہ نے بطائح کی ایک بستی میں اس کی رہائش رکھی تھی اور وہ بصرہ اور واسط کے درمیان ہے' آپ اصلاً عرب ہیں اور

اس علاقے میں آپ نے سکونت اختیار کر لی تھی اور بہت سے لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے' کہتے ہیں کہ آپ نے تنبیہ مذہب کے مطابق التنبیہ کو حفظ کیا تھا' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کے اتباع کے حالات عجیب ہیں وہ زندہ سانپ کھا جاتے ہیں اور تنوروں کی بھڑکتی آگ میں داخل ہو جاتے ہیں اور آگ سے کھیلتے ہیں' حالانکہ وہ بھڑک رہی ہوتی ہے' کہتے ہیں کہ وہ اپنے علاقے میں شیروں پر سواری کرتے ہیں اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ شیخ کی کوئی اولاد نہیں ہے اور اس کے بھائی کی نسل ہے اور اس کی اولاد کی بھی نسل ہے جو اس علاقے میں مشیخت کے وارث ہوتے ہیں' کہتے ہیں کہ یہ اشعار بھی آپ کے ہیں ؎

''جب رات چھا جاتی ہے تو میرا دل تمہاری یاد سے دیوانہ ہو جاتا ہے' اور میں ہار پہنائے ہوئے کبوتر کی طرح نوحہ کرتا ہوں' اور میرے اوپر بادل غم و افسوس کی بارش برساتا ہے اور میرے نیچے غم کے سمندر پھوٹتے ہیں' اُمّ عمرو سے دریافت کرو اس کے اسیر نے کیسے رات گزاری ہے وہ اس کے ورے' قیدیوں کو چھڑاتی ہے اور وہ بندھا ہوا ہے اور نہ وہ مقتول ہے کہ قتل ہونے میں راحت ہے اور نہ وہ اس کا احسان مند ہے کہ اسے آزاد کیا جائے''۔

پھر کہتے ہیں ؎

''میں اس کے ماں باپ اور ہر اس شخص سے جو اس کے قریب ہوتا اور اسے دیکھتا ہے' اس کے متعلق غیرت کھاتا ہوں اور اسی طرح میں عورت سے اس کی ہتھیلی کے باعث حسد کرتا ہوں جب وہ میری طرح دیکھتی ہے''۔

راوی کا بیان ہے آپ ہمیشہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ اس سال ۲۲ رجمادی الاولیٰ کو جمعرات کے روز وفات پا گئے۔

خلف بن عبدالملک بن مسعود بن بشکوال:

ابوالقاسم قرطبی حافظ' محدث' مؤرخ' مصنف' کتاب الصلۃ آپ کی تالیف ہے جسے آپ نے تاریخ ابوالولید الفرضی پر ضمیمہ کے طور پر لکھا ہے اور کتاب المستغثین باللہ بھی آپ کی تالیف ہے اور خطیب کی طریق کے مطابق آپ کی ایک کتاب مبہم اسماء کی تعیین بارے میں بھی ہے اور آپ کی ایک کتاب مؤطا کے راویوں کے اسماء کے متعلق حروف معجم کے مطابق بھی ہے' ان کی تعداد ۷۳ آدمیوں تک پہنچی ہے' آپ نے رمضان میں ۸۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

علامہ قطب الدین ابوالمعالی:

مسعود بن محمد بن مسعود نیشا پوری' آپ نے امام غزالی کے دوست محمد بن یحییٰ سے فقہ سیکھی' آپ دمشق آئے اور الغزالیہ اور المجاہدیہ میں پڑھایا اور حلب میں نورالدین اور اسدالدین کے مدرسہ میں پڑھایا' پھر ہمدان میں پڑھایا' پھر دمشق واپس آ گئے اور الغزالیہ میں پڑھایا اور مذہب کی ریاست آپ تک پہنچی اور آپ نے رمضان کے آخر میں عید کے روز ۵۷۸ھ میں ۹۳ سال کی عمر میں دمشق میں وفات پائی' اور آپ سے الفخر ابن عساکر وغیرہ نے علم حاصل کیا اور آپ ہی نے حافظ ابن عساکر کا جنازہ پڑھایا تھا۔ واللہ اعلم۔



واقعات ــــ ۵۷۹ھ

اس سال ۱۴ رمحرم کو سلطان ناصر نے طویل محاصرے کے بعد آمد شہر کو اس کے حکمران ابن بیسان سے اس کے تین دن تک اپنے ذخائر واموال کے اٹھانے کے بعد حاصل کر لیا اور جب اس نے شہر کو حاصل کیا تو اس نے اس میں بہت ذخائر اور آلاتِ حرب پائے حتیٰ کہ اس نے تیروں کے پیکانوں کا ایک بھرا ہوا برج پایا اور ایک اور برج میں ایک لاکھ شمعیں پائیں اور دیگر چیزوں کی شرح طویل ہے اور اس نے اس میں ایک کروڑ چالیس ہزار کتابوں کی ایک لائبریری بھی پائی' اس نے یہ سب قاضی فاضل کو دے دیں تو اس نے ان میں سے ستر گدھوں کا بوجھ منتخب کیا' پھر سلطان نے شہر کو جو کچھ بھی اس میں تھا اس سمیت نورالدین محمد بن قرا ارسلان کو دے دیا۔ اور اس نے اس کا اس سے وعدہ کیا تھا۔ اس سے پوچھا گیا' ذخائر' ہبہ میں داخل نہیں ہوتے اس نے کہا میں ان کے متعلق اس سے بخل نہیں کروں گا' اور اس کے خزانے میں تین کروڑ دینار تھے اور شعراء نے اس کارنامے پر اس کی مدح کی اور ایک شاعر نے کیا ہی اچھا کہا ہے ؎

''بادشاہوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی حکومتوں کو چھوڑ دیں' دنیا کو لینے والا اور اسے دینے والا آ گیا ہے''۔

پھر سلطان بقیہ محرم میں حلب گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے باشندوں نے اس کے ساتھ شدید جنگ کی اور سلطان کا بھائی تاج الملوک بوری بن ایوب سخت زخمی ہو گیا اور چند دنوں بعد فوت ہو گیا اور وہ ایوب کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا جو بیس سال کی عمر کو بھی نہیں پہنچا تھا اور بعض کا قول ہے کہ وہ ۲۲ سال کا تھا اور وہ ذہین وفہیم تھا اور اس کے لطیف اشعار کا دیوان بھی ہے' اس کے بھائی صلاح الدین کو اس کا بڑا غم ہوا اور اس نے اسے حلب میں دفن کیا' پھر اسے دمشق لے گیا' پھر ناصر اور حاکم حلب عماد الدین زنگی بن آقسنقر کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ وہ اسے سنجار واپس کرتا ہے اور وہ حلب اس کے سپرد کر دے' پس عماد الدین قلعہ سے نکل کر ناصر کی خدمت میں گیا اور اس سے اس کے بھائی کی تعزیت کی اور خیمے میں اس کے پاس فروکش ہوا اور وہ اپنے بوجھ سنجار لے گیا اور سلطان نے خابور' رقہ' نصیبین اور سروج مزید اسے دیئے اور اس پر شرط عائد کی کہ وہ فوج کو فرنگیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اس کے پاس بھیج دے' پھر وہ روانہ ہو گیا اور سلطان نے اسے الوداع کہا اور سلطان خیمے میں کچھ دن حلب کو دیکھنے کے لیے ٹھہر گیا اور حلب کی پرواہ نہ کی اور نہ اسے کوئی موقعہ ملا' پھر وہ ۲۷ صفر سوموار کے روز اس کے قلعہ کی طرف گیا اور امیر طہمان نے اس کی زبردست دعوت کی اور اس نے قلعہ کے دروازے میں داخل ہوتے وقت یہ آیت تلاوت کی ﴿ قل اللّٰهم مالك الملك ... الاية ﴾ اور جب وہ دارالملک میں داخل ہوا تو اس نے یہ قولِ الٰہی پڑھا ﴿ و أورثكم أرضهم و ديارهم و اموالهم ﴾ اور جب وہ مقامِ ابراہیم پر آیا تو اس نے اس میں دو رکعت نماز پڑھی اور وہاں لمبا سجدہ کیا اور اللہ کے حضور دعا اور عاجزی کی' پھر وہ دعوت کے کام میں مشغول ہو گیا اور خوشی کے شادیانے بجائے گئے اور اس نے امراء کو خلعت دیئے اور

[illegible] اس کی اچھی [illegible] پیچھے [illegible]
[illegible] محی [illegible] حلب کی فتح سے قلعہ کے فتح [illegible] زیادہ خوشی ہوئی ہے اور اس نے اس [illegible]
[illegible] اسی طرح بلاد مصر و شام سے بھی [illegible] اور اس کی غیر حاضری میں فرنگیوں نے علاقے میں فساد برپا
کر دیا [illegible] اپنی افواج کو اطلاع دی [illegible] اور جب اس نے حلب کو فتح کیا تو اسے بیت المقدس کی
بشارت دی گئی اور یہ واقعہ یوں ہے کہ فقیہ مجد الدین بن جہبل شافعی نے ابوالحکم عربی کی تفسیر میں آیت ﴿ غلبت الروم فی ادنی الارض ... الآیۃ ﴾ کے تحت ۵۸۳ھ میں فتح بیت المقدس کی بشارت دیکھی اور اس نے بہت سی باتوں سے اس پر استدلال کیا' پس اس نے ایک ورق میں اسے لکھا اور وہ ورق فقیہ عیسیٰ الہکاری کو دے دیا تاکہ وہ سلطان کو اس کی بشارت دے اور اس نے عدم مطابقت کے خوف سے اس کی بشارت نہ دی' پس اس نے قاضی محی الدین الزکی کو یہ بات بتائی تو اس نے اس کے منہوم کو ایک قصیدہ میں نظم کیا' وہ اس میں بیان کرتا ہے ۔

''اور صفر میں تمہارے حلب کے فتح کرنے نے تمہارے رجب میں قدس کو فتح کرنے کا فیصلہ کیا ہے''۔

اور اس نے اسے سلطان کے آگے پیش کیا تو اس کا دل اس کا مشتاق ہوا اور جب اس نے اسے فتح کیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اس نے ابن الزکی کو حکم دیا تو اس نے اس روز خطبہ دیا اور وہ جمعہ کا دن تھا' پھر بعد میں اسے اطلاع ملی کہ سب سے پہلے یہ بات ابن جہبل نے بیان کی ہے تو اس نے اسے حکم دیا اور اس نے صخرہ پر زبردست درس دیا اور اس نے اسے بڑا عطیہ دیا اور اس کی خوب تعریف کی۔

فصل

پھر ربیع الآخر کے آخر میں اس نے حلب سے کوچ کیا اور حلب پر اپنے بیٹے الظاہر غازی کو نائب مقرر کیا اور ابن الزکی کو اس کا قاضی مقرر کیا اور اس نے وہاں اپنا نائب مقرر کیا اور سلطان کے ساتھ روانہ ہو گیا اور وہ ۳/ جمادی الاولیٰ کو دمشق آئے اور یہ جشن کا دن تھا' پھر وہ یکم جمادی الآخرۃ کو فرنگیوں سے جنگ کرنے کے لیے دمشق سے بیت المقدس روانہ ہوا اور بیسان تک پہنچ گیا اور اسے لوٹ لیا اور عین جالوت پر اترا اور اس نے اپنے آگے اس زبردست فوج کو بھیجا جس میں بردویل اور طائفہ نوریہ بھی تھا' اور اس کے چچا اسد الدین کا غلام آیا اور انہوں نے فرنگی فوج کو اپنے اصحاب کی مدد کے لیے آتے دیکھا تو انہوں نے ان سے مڈبھیڑ کی اور فرنگیوں کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور ایک سو کو قیدی بنایا اور مسلمانوں میں سے صرف ایک شخص نے جام مرگ نوش کیا' پھر وہ اس دن کے آخری حصے میں واپس آ گیا اور سلطان کو اطلاع ملی کہ فرنگی اس سے جنگ کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں' [illegible] نے ان کا قصد کیا اور ان کے پیچھے پڑ گیا کہ شاید وہ اس سے جنگ کریں' پس اس نے ان سے جنگ کی اور ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اتنے ہی لوگوں کو زخمی کر دیا تو وہ اس سے نہایت خوفزدہ ہو کر ایڑیوں کے بل واپس آ گئے اور اس کی فوج مسلسل انہیں قتل کرتی اور قیدی بناتی ہوئی ان کا پیچھا کرتی رہی حتیٰ کہ انہوں نے ان کے علاقے میں ان سے

جنگ کی اور انہیں چھوڑ کر واپس آ گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت کر کے خلیفہ پر اور مسلمانوں پر جو احسان کیا تھا قاضی فاضل نے اس کی اطلاع خلیفہ کو لکھ بھیجی اور قاضی فاضل جو کچھ کرنا یا نہ کرنا چاہتا تھا اس کی اطلاع ادب و احترام اور اطاعت و نیاز کی وجہ سے خلیفہ کو دیتا تھا۔

فصل

رجب میں سلطان' الکرک کی طرف گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کا بھتیجا تقی الدین عمر بھی اس کے ساتھ تھا اور اس نے اپنے بھائی عادل کو لکھا کہ وہ اس کے پاس آئے تا کہ وہ اسے اس کے مطالبہ کے مطابق حلب اور اس کے مضافات کا حکمران مقرر کرے اور رجب کا مہینہ مسلسل حلب کا محاصرہ رہا اور اسے مطلوبہ فتح نہ ہوئی اور اسے اطلاع ملی کہ تمام فرنگی اس سے الکرک کو بچانے کے لیے اکٹھے ہو گئے ہیں تو وہ دمشق کو واپس آ گیا۔ اور یہ اس کی بڑی ہمت تھی۔ اور اس نے اپنے بھتیجے تقی الدین کو نائب بنا کر مصر روانہ کیا اور قاضی فاضل بھی اس کے ساتھ تھا اور اس نے اپنے بھائی کو مملکت حلب اور اس کے مضافات کا نائب بنا کر بھیجا اور اس کا بیٹا الظاہر اس کے پاس آیا اور اسی طرح اس کے نائبین اور عزیز بھی' اس نے حلب اپنے بھائی کو اس لیے دیا کہ وہ اس کے قریب ہو' وہ اس کے بغیر کوئی فیصلہ نہ کرتا تھا اور سلطان نے اپنے بھائی عادل سے ایک لاکھ دینار قرض لیا اور الظاہر بن الناصر حلب کی جدائی پر متالم ہوا اور وہ چھ ماہ وہاں مقیم رہا' لیکن وہ اس بات کے اظہار کی قدرت نہ رکھتا تھا جو اس کے دل میں اپنے باپ کے متعلق تھی لیکن وہ اس کے چہرے اور اس کی زبان کے الفاظ سے ظاہر ہو گئی۔

واقعات ـــــ ۵۸۰ھ

اس سال ناصر نے حلبی' جزائری' مصری اور شامی افواج کو حکم بھیجا کہ وہ فرنگیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اس کے پاس آئیں سو تقی الدین مصر سے اس کے پاس آیا اور قاضی فاضل بھی اس کے ساتھ تھا' اور حلب سے عادل آیا اور جزیرہ اور سنجار وغیرہ کے ملوک بھی آ گئے اور وہ سب کو لے کر الکرک کی جانب روانہ ہو گیا اور ۴ / رجمادی الاولیٰ کو انہوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا اور مجانیق اس پر فٹ کر دیں اور نو مجانیق تھیں اور اس کا محاصرہ شروع کر دیا اور اس نے دیکھا کہ اس کا فتح کرنا دوسرے شہروں کی نسبت' مسلمانوں کے لیے زیادہ فائدہ بخش ہے' اس کے باشندے حاجیوں کا راستہ بند کر دیتے تھے' اس دوران میں اسے اطلاع ملی کہ فرنگیوں کے سب سواروں اور پیادوں نے اس کا اکٹھ کیا ہے کہ وہ الکرک کو اس سے بچائیں تو اس نے الکرک سے ہٹ کر ان کا قصد کیا اور ان کے بالمقابل حسان پر اترا پھر وہ ماعر کی طرف گیا اور الکرک کا قصد کرنے والے فرنگی شکست کھا گئے اور اس نے ان کے پیچھے جوان بھیجے جنہوں نے ان کا بڑا اقتلام کیا اور سلطان نے سواحل پر حملہ کرنے کا حکم دیا' کیونکہ وہ جانبازوں سے خالی تھا' پس نابلس اور اس کے اردگرد کی بستیاں لوٹ لی گئیں' پھر سلطان دمشق واپس آ گیا اور اس نے فوجوں کو اپنے اپنے شہروں کی طرف جانے کی اجازت دے دی اور اس نے اپنے بھتیجے ملک مظفر کو بھی مصر واپس جانے کا حکم دیا اور خود وہ روزوں

کے قرض کی ادائیگی' اور گھوڑوں پر جھول ڈالنے اور تلوار کو تیز کرنے کے لیے دمشق میں ٹھہر گیا' خلیفہ کا خلعت سلطان کے پاس آیا اور اس نے اسے پہن لیا اور اپنے بھائی عادل اور اپنے عمزاد ناصر الدین محمد بن شیرکوہ کو بھی پہنایا' پھر اس نے اپنا خلعت ناصر الدین بن قرا ارسلان کو دے دیا جو لیفا اور آمد کے قلعے کا حاکم تھا اور آمد اسے سلطان نے دیا تھا' اور اس سال حاکم مغرب یوسف بن عبدالمؤمن بن علی فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا یعقوب بادشاہ بنا اور اس کے آخر میں صلاح الدین کو اطلاع ملی کہ حاکم موصل' اربل آنے والا ہے تو اس کے حکمران نے اس سے مدد مانگنے کو آدمی بھیجا تو یہ فوراً اس کے پاس گیا' پھر بعلبک اور پھر حماۃ کی طرف گیا اور وہاں ٹھہر کر العماد کے اپنے پاس آنے کا انتظار کرنے لگا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اسے کمزوری ہو گئی تھی' پس اس نے بعلبک میں قیام کیا اور فاضل نے دمشق سے اس کے پاس طبیب بھیجا جسے اسعد بن المطران کہا جاتا تھا' تو اس نے اس کا علاج کیا جو جس سے محبت کرتا ہے اس کا علاج کرتا ہے۔

واقعات ــــ ۵۸۱ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو سلطان حماہ کے باہر خیمہ زن تھا' پھر وہ حلب گیا' پھر وہاں سے صفر میں موصل گیا اور حران آ کر اس کے حکمران مظفر الدین کو گرفتار کر لیا' جو اربل کے حکمران زین الدین کا بھائی تھا' پھر اس سے راضی ہو گیا اور اسے اس کی حکومت کی طرف واپس کر دیا حتیٰ کہ اس کی نیت کا خبث واضح ہو گیا' پھر وہ موصل گیا تو ہر جانب سے ملوک نے اس کا استقبال کیا اور عمادالدین ابوبکر بن قرا ارسلان اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان چل کر موصل کے قریب اسماعیلیات میں اترا اور اربل کا حکمران نورالدین اس کے پاس آیا جس کی اس نواح کے ملوک فرمانبرداری کرتے تھے' پھر صلاح الدین نے ضیاء الدین شہرزوری کو خلیفہ کے پاس بھیجا کہ اسے بتائے کہ وہ موصل کے محاصرہ کا ارادہ کیے ہوئے ہے اور اس کا مقصد انہیں خلیفہ کی اطاعت کرنے اور اسلام کی نصرت کرنے کی طرف واپس لانا ہے' پس اس نے مدت تک اس کا محاصرہ کیا' پھر اسے چھوڑ کر چلا گیا اور اسے فتح نہ کر سکا اور خلاط کی طرف چلا گیا اور بہت سے شہروں اور بلادِ جزیرہ اور دیار بکر کے تمام صوبوں پر قابض ہو گیا اور ایسے امور کا سلسلہ شروع ہوا جن کا استقصاء ابن اثیر نے الکامل میں اور الروضتین کے مؤلف نے کیا ہے' پھر اس کے اور مواصلہ کے درمیان اس شرط پر صلح ہوئی کہ جب وہ انہیں فرنگیوں سے جنگ کے لیے بلائے گا' وہ اس کے سپاہی ہوں گے نیز یہ کہ اس کا خطبہ دیا جائے اور اس کا سکہ ڈھالا گیا' تو انہوں نے سب شہروں میں ایسے ہی کیا اور ان تمام شہروں میں سلاجقہ اور ازیقیہ کا خطبہ بند ہو گیا' پھر اس کے بعد سلطان شدید بیمار ہو گیا اور وہ صبر کا اظہار کرتا تھا اور تکلیف کا اظہار نہیں کرتا تھا' حتیٰ کہ مرض بڑھ گیا اور اس نے شدت الم کے باعث حران پہنچ کر وہاں خیمہ لگا لیا اور شہروں میں یہ بات مشہور ہو گئی اور لوگوں کو اس کے متعلق خوف دامنگیر ہوا اور کفار اور ملحدین نے اس کی موت کی جھوٹی افواہ اڑا دی اور اس کا بھائی عادل حلب سے اطباء اور ادویہ لے کر آیا تو اس نے اسے بہت کمزور پایا اور اس نے اسے وصیت کرنے کا اشارہ کیا تو اس نے کہا مجھے پرواہ نہیں میں اپنے پیچھے ابوبکر' عمر' عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کو چھوڑ رہا ہوں' یعنی اپنے بھائی عادل کو اور تقی الدین عمر کو جو حماہ کا حکمران تھا اور اس وقت مصر

کا نائب تھا اور وہیں مقیم تھا اور اپنے دونوں بیٹوں عزیز' عثمان اور افضل علی کو' پھر اس نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے اسے اس مرض سے شفاء دی تو وہ اپنی تمام ہمت فرنگیوں کے ساتھ جنگ کرنے میں صرف کردے گا اور اس کے بعد کسی مسلمان سے جنگ نہیں کرے گا' اور بیت المقدس کو فتح کرنا اپنا سب سے بڑا مقصد قرار دے گا' خواہ اسے تمام مملوکہ اموال و ذخائر راہِ خدا میں خرچ کرنے پڑیں' وہ الکرک کے حکمران البرنس کو اپنے ہاتھ سے ضرور قتل کرے گا' کیونکہ اس نے عہد شکنی کی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی تنقیص کی ہے اور یہ واقعہ یوں ہے کہ اس نے ایک قافلہ کو جو مصر سے شام جارہا تھا پکڑ لیا تھا ان کے اموال چھین لیے اور انہیں قتل کردیا اور وہ کہتا تھا تمہارا محمد (ﷺ) کہاں ہے' اسے بلاؤ' وہ تمہاری مدد کرے اور یہ سب نذر قاضی فاضل کے مشورہ سے تھی' اور اسی نے اس کی طرف اس کی راہنمائی کی تھی اور اسے اس کی ترغیب دی تھی حتیٰ کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاہدہ کرلیا' پس اس موقع پر اللہ نے اسے شفا دی اور اس مرض سے جس میں وہ مبتلا تھا' صحت دی' جس میں اس کے گناہوں کا کفارہ تھا اور ہر جانب سے اس کی بشارات آئیں اور خوشی کے شادیانے بجائے گئے اور شہروں کو آراستہ کیا گیا اور فاضل نے جو دمشق میں مقیم تھا وہاں سے مظفر عمر کو خط لکھا کہ ناصر کی صحت ٹھیک ہوگئی ہے اور اس کی خبریں پھیل گئی ہیں اور تاریکی کے بعد اس کے انوار نمودار ہوگئے ہیں اور اختفاء کے بعد اس کے آثار ظاہر ہوگئے ہیں اور بیماری بھاگ گئی ہے اور اللہ ہی کا شکر و احسان ہے اور اس کی آگ بجھ گئی ہے اور اس کا غبار چھٹ گیا ہے اور اس کا شرارہ بجھ گیا ہے اور یہ بیماری اچانک ہوگئی' اللہ نے اس کے شر اور عار سے بچا لیا ہے' اللہ تعالیٰ اسلام کو اس کی عار سے کافی ہوگیا اور یہ تو تھی جس سے اللہ نے ہمارے دلوں کا امتحان لیا اور اس نے ہمارے صبر کو کم تر پایا اور اللہ دُعا کو ضائع نہیں کرتا اور دل اس کے لیے مخلص ہوگئے اور اجابت توقف نہیں کرتی خواہ گناہوں نے اس کا راستہ روکا ہے اور وہ کشادگی کے وعدہ کو پورا کرتا ہے حالانکہ ساتھی اور صحت مند مایوس ہوچکے تھے۔

نعی[1] میں زمانے نے اضافہ کردیا ہے اور وہ تنگی کے بعد نعیم یعنی آسائش بن گیا ہے اور انتباہ کرنے والے نے اس کے متعلق درست نہیں کہا' کیونکہ میں نے آفتاب اور ستاروں کو طلوع ہوتے دیکھا ہے۔

اور سلطان ملک ناصر ایک نئے نقص کی طرف اور کارگر عزم کی طرف اور جہاد کی چستی کی طرف اور بندوں کے رب کے حضور توبہ کرنے اور وسیع جنت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں' حساب ختم ہوچکا ہے اور ہم پل صراط سے گزر گئے ہیں اور ہم کو ایسے خوف پیش آئے کہ قریب ہے کہ ان کے خوف سے اونٹ' سوئی کے ناکے میں داخل ہوجائے' پھر صحت یاب ہونے کے بعد سلطان حران سے روانہ ہوا اور حلب آ گیا' پھر وہاں سے چل کر دمشق آیا اور اسے مکمل صحت حاصل ہوچکی تھی اور وہ ایک جشن کا دن تھا۔



---

[1] نعی کے معانی موت کی خبر کے ہیں' جب اس کے ساتھ میم کا اضافہ کردیا جائے تو یہ لفظ نعیم بن جاتا ہے جس کے معانی آسودہ حالی کے ہیں' شاعر کا مقصد یہ ہے کہ سلطان کی موت کی خبر اُڑی تھی جو ہمارے لیے میم کے اضافے کے ساتھ آسودہ حالی کے باعث بن گئی ہے۔ (مترجم)

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

فقیہ مہذب الدین عبداللہ بن اسعد موصلی:

مدرسِ حمص' آپ فنون کے ماہر تھے' خصوصاً شعروادب کے' اور العماد اور شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے آپ کی تعریف کی ہے۔

امیر ناصر الدین محمد بن شیرکوہ:

حمص اور الرحبہ کا حکمران' اور صلاح الدین کا عمزاد اور اس نے اپنی بہن ست الشام بنت ایوب کا نکاح کرایا اور اس نے حمص میں وفات پائی تو اس کی بیوی اسے الشامیۃ البرانیۃ کی قبر میں لے آئی اور اس کی قبر درمیانی ہے جو اس کے اور اس کے بھائی معظم توران شاہ حاکم یمن کے درمیان ہے اور اس نے بہت اموال و ذخائر پیچھے چھوڑے جو ایک کروڑ دینار سے بھی زیادہ ہیں' اس نے عرفہ کے روز اچانک وفات پائی اور اس کے بعد حمص کی مملکت' صلاح الدین کے حکم سے اس کے بیٹے اسد الدین شیرکوہ نے سنبھالی۔

محمودی بن محمد بن علی بن اسماعیل:

ابن عبدالرحیم شیخ جمال الدین ابوالثناء محمودی بن الصابونی' آپ مشہور آئمہ میں سے تھے' اور آپ کو محمودی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ آپ کا دادا سلطان محمود بن زنگی سے صحبت رکھتا تھا' پھر آپ مصر گئے اور وہاں فروکش ہو گئے اور صلاح الدین آپ کا اکرام کرتا تھا' اور اس نے آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے زمین وقف کی جو آج تک ان کے پاس ہے۔

امیر سعد الدین مسعود:

ابن معین الدین' آپ نورالدین اور صلاح الدین کے زمانے میں کبار اُمراء میں سے تھے اور آپ الست خاتون کے بھائی ہیں' اور جب صلاح الدین نے اس سے نکاح کیا تو اپنی بہن الست ربیعہ خاتون بنت ایوب سے آپ کا نکاح کرادیا جس کی طرف مدرسہ صاحبیہ منسوب ہوتا ہے جو قیسون کے دامن میں حنابلہ پر وقف ہے اور یہ اپنی مدت تک پیچھے رہی اور اس نے ۶۴۳ھ میں وفات پائی اور یہ ایوب کی صلبی اولاد میں سے آخری تھی۔ اور آپ کی وفات جمادی الآخر میں دمشق میں اس زخم کے باعث ہوئی جو میافارقین کے محاصرہ میں آپ کو لگا تھا۔

الست خاتون عصمت الدین:

بنت معین الدین' نائب دمشق' اور نورالدین سے قبل دمشق کی فوجوں کا جرنیل جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' یہ نورالدین کی بیوی تھی پھر اس کے بعد ۵۷۲ھ میں صلاح الدین نے اس سے نکاح کیا اور یہ بڑی خوبصورت اور پاکدامن اور بڑا اصدقہ

[illegible] والی عورتوں میں [illegible] تھی اور حجر الذہب کے محلے میں [illegible] والی یہی عورت [illegible] النصر
کے [illegible] چوٹی پر [illegible] خانقات خاتون [illegible] کے قبرستان میں جو قاسیون
کے دامن میں ہے [illegible] شرفیہ [illegible] گیا ہے [illegible] کے
علاوہ بھی اس کے بہت سے اوقاف ہیں اور محلہ صنعا الشام میں [illegible]
قل الثعالب کے نام سے مشہور ہے اور یہ زمرد خاتون بنت جاولی کا تمیر [illegible] ہے جو [illegible] دقاق کی ماں جائی بہن تھی اور یہ زنگی کی بیوی تھی، جو نورالدین حاکم حلب کا والد تھا اور یہ اس وقت سے پہلے وفات پا چکی ہے جیسا کہ اس کی وفات کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

حافظ کبیر ابوموسیٰ المدینی:

محمد بن عمر بن محمد اصبہانی حافظ موسوی مدینی، آپ دنیا کے جہاں گرد حفاظ میں سے تھے، آپ کی متعدد تصانیف ہیں اور آپ نے بہت احادیث کی شرح کی ہے۔ رحمہ اللہ

ابوالقاسم سہیلی:

ابوزید عبدالرحمٰن بن الخطیب ابی محمد عبداللہ بن الخطیب ابی عمر احمد بن ابی الحسن اصبغ بن حسین بن سعدون بن رضوان بن فتوح جو اندلس میں آنے والا ہے۔ الخثعمی السہیلی، قاضی ابن خلکان نے روایت کی ہے کہ آپ نے اپنا نسب ایسے ہی لکھوایا ہے اور بیان کیا ہے کہ آپ سہیلی ایک بستی کی نسبت سے کہلاتے ہیں جو مالقہ کے قریب ہے اور اس کا نام سہیل ہے کیونکہ سہیل ستارہ اس علاقے میں صرف اسی جگہ ہے جو اس کے پاس ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر ہے، دیکھا جاتا ہے اور یہ مغرب کی بستیوں کے نزدیک ہے، سہیلی ۵۰۸ھ میں پیدا ہوئے اور قراءت پڑھیں اور علم حاصل کیا حتیٰ کہ یکتا ہو گئے اور اپنی طبعی قوت اور جودت ذہنی اور حسن تصنیف سے اپنے زمانے کے سردار بن گئے اور یہ اللہ کا فضل ہے حالانکہ آپ اندھے تھے اور آپ کی ایک کتاب الروض الانف بھی ہے جس میں آپ سیرت کے متعلق اچھے نکتے بیان کرتے ہیں جن میں بعض کی طرف یا اکثر کی طرف کسی نے سبقت نہیں کی اور کتاب الاعلام فیما ربہم بھی آپ کی تالیف ہیں اور بہت سی انوکھی اور مفید باتیں بھی ہیں اور آپ کے اشعار بھی اچھے ہیں، آپ عفیف اور فقیر تھے اور آخری عمر میں آپ کو حاکم مراکش سے بہت مال حاصل ہوا، آپ نے اس سال ۲۲ر شعبان جمعرات کے روز وفات پائی۔ اور آپ کا ایک قصیدہ بھی ہے جس میں آپ اللہ سے دُعا کرتے ہیں اور اس کی اجابت کی امید کرتے ہیں ۔

''اے وہ جو پوشیدہ خیالات کو دیکھتا اور سنتا ہے اور تو ہر متوقع چیز کو تیار کرنے والا ہے، اے وہ جس سے تمام شدائد میں امید کی جاتی ہے اور اے وہ جس کے پاس شکایت کی جاتی ہے اور وہ جائے پناہ ہے، اے وہ جس کے رزق کے خزانے کن کہنے میں ہے، مہربانی فرما تیرے پاس بھلائی جمع ہے، میرے پاس تیری محتاجی کے سوا کوئی وسیلہ نہیں اور میں تیری محتاجی سے اپنا فقر دور کروں گا، میرے پاس تیرا دروازہ کھٹکھٹانے کے سوا کوئی حیلہ نہیں اور اگر مجھے رد کر دیا گیا تو میں کون سا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا، اگر تیرا فضل تیرے فقیر سے رک جائے تو میں کس سے امید کروں اور کس کا نام پکاروں، تیری بزرگی سے یہ بات بعید ہے کہ تو گنہگار کو مایوس کرے، فضل بہت زیادہ ہے اور بخششیں بڑی وسیع ہیں''۔

واقعات — ۵۸۲ھ

اس سال ۲ ربیع الاول کو ناصر صحت یاب ہونے کے بعد دمشق آیا اور قاضی فاضل سے ملاقات کی اور اس سے مشورہ لیا اور وہ اس کے بغیر کوئی فیصلہ نہ کرتا تھا' اور اس نے اپنے بیٹے افضل علی کو دمشق کا نائب مقرر کیا اور ابوبکر عادل' اپنے داماد ملک الظاہر غازی بن ناصر کی وجہ سے حلب سے دستکش ہو گیا اور سلطان نے اپنے بھائی عادل کو' اپنے بیٹے عماد الدین عثمان ملک عزیز کے ساتھ مصر کا نائب بنا کر بھیجا اور ملک عادل اس کا اتالیق ہو گا اور اس کی جاگیریں بہت ہیں اور تقی الدین عمر کو اس کی نیابت سے معزول کر دیا اور اس نے افریقہ جانے کا عزم کر لیا اور ناصر مسلسل اس سے نرمی کرتا رہا حتیٰ کہ وہ اپنی افواج کے ساتھ اس کی طرف آ گیا اور اس نے اس کا اکرام واحترام کیا اور حماہ اور اس کے ساتھ بہت سے شہر جاگیر میں دیئے اور پہلے بھی یہ شہر اسی کی جاگیر تھے اور اس نے اس کے ساتھ میا فارقین کے شہر کا اضافہ کر دیا اور العماد نے ایک قصیدہ میں اس کی مدح کی ہے جس کا ذکر الروضتین میں ہے۔

اور اس سال قومس طرابلس نے سلطان سے صلح اور دوستی کی حتیٰ کہ وہ ملوک فرنگ سے شدید جنگ کرتا تھا اور اس نے ان کے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا اور قریب تھا کہ وہ مسلمان ہو جائے مگر سلطان نے اسے روکا اور وہ کفر وطغیان پر ہی مر گیا اور اس سے مصالحت کرنا فرنگیوں پر فتح پانے کا سب سے قوی سبب تھا اور جوان کے دین میں دخل اندازی کرے اس پر وہ بہت سخت تھا' العماد کاتب نے بیان کیا ہے کہ منجمین نے اتفاق کیا کہ دنیا شعبان میں تباہ ہو جائے گی کیونکہ کواکب ستہ اس ماہ میں میزان میں اکٹھے ہو جائیں گے اور بقیہ شہروں میں ہوا کا طوفان آئے گا' راوی کا بیان ہے کہ کچھ جہلاء اس کے خوف سے پہاڑوں میں غاریں بنانے اور زمین میں تہہ خانے بنانے کے لیے تیار ہو گئے' راوی کا بیان ہے' جب وہ رات آئی جس کی طرف انہوں نے اشارہ کیا تھا اور اس پر اتفاق کیا تھا' اس نے اس کی مانند پرسکون رات نہیں دیکھی' اور زمین کے بقیہ علاقوں کے کئی لوگوں نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور شعراء نے منجمین کی تکذیب میں اور اس واقعہ کے عجیب ہونے کے بارے میں بہت اچھے اشعار لکھے ہیں ۔

> ''تقویم اور زیج[1] کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے' غلطی نمایاں ہو گئی ہے' اور تقویم اور زیج ہوا اور غبار بن گئی ہے میں ساتوں سے ابرام' منع اور عطا کہتا ہوں جب وہ میزان میں آئیں گے تو ہوا مستولی ہو جائے گی اور ریت اُڑے گی حتیٰ کہ وہ صفا کو بھر دے گی اور زمین پر زلزلے' تباہی اور بوسیدگی آئے گی اور میدان' بلند جگہ اور پہاڑ کی طرح ہو جائے گا اور تم نے فیصلہ کیا اور حاکم نے اپنی مرضی کی یہ بات نہ شریعت اور نہ انبیاء نے بیان کی اور تم ہنسی کا نشانہ بن گئے ہو جس

---

[1] زیج' علم ہیئت میں اس جدول کا نام ہے جس سے ستاروں کی حرکات کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ (مترجم)

سے علماء ہنستے ہیں' تمہارے لیے شعراء کا قول ہی رسوائی اور عار کے لیے کافی ہے' تمہیں امراء نے حکومت کا لالچ دیا ہے' پس جب انہوں نے دین کے بارے میں اچھا کام نہیں کیا اور جو علاج انہوں نے کیا وہ حد سے بڑھ گیا ہے' تو بطلیموس کی اسطرلاب پر اور زیچ پر ہلاکت ہو اور جب تک آسمان زمین پر برستا ہے اسے رسوائی ہو''۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابو محمد عبداللہ بن ابی الوحش:

بری بن عبدالجبار المقدسی ثم المصری' آپ اپنے زمانے کے لغت ونحو کے امام تھے' اور ابن بابشار کے بعد خطوط آپ کے حضور پیش کیے جاتے تھے اور آپ اس کام کے بہت باخبر عالم تھے اور گفتگو میں تکلف نہیں کرتے تھے' جب لوگوں سے گفتگو کرتے تو اعراب کی طرف التفات نہ کرتے' آپ کی مفید تصانیف بھی ہیں' آپ نے ۸۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

واقعات — ۵۸۳ھ

اس سال حطین کا معرکہ ہوا جو بیت المقدس کی فتح اور کفار کے ہاتھوں اس کی خلاصی کی علامت اشارہ اور پیش خیمہ تھا' ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ اس سال کا پہلا دن ہفتہ تھا اور یہ فیروز کا دن تھا اور یہ ایرانی سال کا پہلا دن تھا اور اتفاق سے یہ رومی سال کا بھی پہلا دن تھا اور یہ وہ دن تھا جس میں شمس' برج حمل میں آیا اور اسی طرح چاند بھی برج حمل میں تھا اور اس قسم کی بات کا وقوع بعید ہوتا ہے اور سلطان یکم محرم ہفتے کے روز' اپنی فوج کے ساتھ دمشق سے نکلا اور راس الماء تک گیا' وہاں اس کا بیٹا افضل فوج کی ایک ٹکڑی کے ساتھ اترا ہوا تھا اور سلطان بقیہ فوج کے ساتھ بصریٰ کی طرف بڑھ گیا اور قصر ابو سلام پر خیمہ لگا دیا اور حجاج کی آمد کا انتظار کرنے لگا اور ان میں اس کی بہن ست الشام اور اس کا بیٹا حسام الدین محمد بن عمر بن لاشین بھی تھے' تا کہ وہ الکرک کے برنس کی تکلیف سے بچ جائیں' پس جب حجاج خیریت سے گزر گئے تو سلطان روانہ ہو کر الکرک جا اترا اور اس کے اردگرد جو درخت تھے کاٹ دیئے اور کھیتیاں چرا دیں اور پھلوں کو کھا گئے اور مصری افواج آ گئیں اور مشرقی افواج بھی آ گئیں اور وہ سلطان کے بیٹے کے پاس راس الماء میں اتر گئیں اور افضل نے بلادِ فرنگ کی طرف ایک فوج روانہ کی جس نے لوگوں کو قتل کیا' غنیمت حاصل کی اور سلامتی کے ساتھ واپس آ گئی اور فتح ونصر کے مقدمات کی بشارت دی گئی اور سلطان اپنے لشکروں کے ساتھ آیا اور سب افواج اس کے پاس جمع ہو گئیں' پس اس نے فوج کو منظم کیا اور بلاد ساحل کی طرف چل پڑا اور جملہ جانبازوں میں سے اس کے ساتھ بارہ ہزار وہ تھے جو رضا کار نہیں تھے' فرنگیوں نے بھی اس کی آمد کو سنا اور سب کے سب اکٹھے ہو گئے اور باہم صلح کر لی اور قومس طرابلس اور الکرک کے برنس فاجر نے بھی صلح کی اور وہ اپنے ہتھیاروں کے ساتھ آئے اور وہ اپنے ساتھ صلیب الصلبوت بھی لائے جسے پرستاران طالوت اور ضدرل الناسوت اٹھائے ہوئے تھے اور وہ اس قدر تعداد میں تھے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا' بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ۵۰ ہزار تھے اور بعض نے ۶۳ ہزار بیان کیے ہیں اور حاکم طرابلس نے انہیں مسلمانوں

سے خوفزدہ کیا تو اکبر نے حاکم اُس سے ان پر اعتراض کیا اور کہنے لگا مجھے یقین ہے کہ تو مسلمانوں سے محبت کرتا ہے اور انہیں ان کی کثرت سے خوفزدہ کرتا ہے اور میں تجھے کہہ رہا ہوں تو عنقریب اس کا انجام دیکھے گا' پس وہ مسلمانوں کی جانب بڑھے اور سلطان بھی آیا اور اس نے طبریہ کو فتح کیا اور اس میں جو کھانے اور سامان تھا اس نے قوت حاصل کی اور قلعہ اس سے محفوظ ہو گیا مگر اس نے اس کی پرواہ نہ کی' اور اس نے بحیرہ کو اپنی حد میں داخل کر دیا اور اللہ نے کفار کو اس سے ایک قطرہ لینے سے بھی روک دیا حتیٰ کہ انہیں بہت پیاس لگی اور سلطان طبریہ سے حطین بستی کے پاس سے جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قبر ہے' غربی پہاڑ کی سطح پر گیا اور مخذول دشمن بھی آ گیا اور ان میں حاکم عسکا اور کفرنکا اور حاکم ناصرہ اور حاکم صور وغیرہ تمام بادشاہ بھی تھے' پس دونوں فوجیں آمنے سامنے آ گئیں اور ایمان کا چہرہ روشن ہو گیا اور کفر وطغیان کا چہرہ غبار آلود اور سیاہ ہو گیا اور پرستارانِ صلیب کو بڑی شکست ہوئی اور یہ جمعہ کی شام کا واقعہ ہے اور لوگوں نے اپنے میدان کارزار میں رات گزاری اور ہفتے کے دن کی صبح ہوئی جو تواروالوں پر بڑا سخت تھا اور یہ ۲۵ ربیع الآخر کا واقعہ ہے اور سورج فرنگیوں کے چہروں پر طلوع ہوا اور گرمی سخت ہو گئی اور انہیں سخت پیاس لگی اور ان کے گھوڑوں کے پاؤں تلے گھاس تھی جو چورا ہو گئی اور یہ ان کے لیے منحوس ثابت ہوا' سلطان نے نفط پھینکنے والوں کو نفط پھینکنے کا حکم دیا' انہوں نے اسے پھینکا تو ان کے گھوڑوں کے پاؤں تلے آگ بھڑک اٹھی اور اس کے ساتھ آفتاب کی گرمی اور پیاس کی گرمی اور آگ کی گرمی اور ہتھیاروں کی گرمی اور تیراندازی کی گرمی بھی شامل ہو گئی اور بہادروں نے مبارزت کی' پھر سلطان نے نعرہ تکبیر لگانے اور سخت حملہ کرنے کا حکم دیا سو انہوں نے حملہ کیا اور اللہ کی طرف سے فتح ہوئی اور اللہ نے ان کو ان کی مشکیں دے دیں اور ان میں سے اس روز تیس ہزار کو قتل کر دیا گیا اور ان کے تیس ہزار بہادروں اور سواروں کو قیدی بنا لیا گیا اور جملہ قیدیوں میں قومس طرابلس کے سوا ان کے سب بادشاہ بھی تھے' وہ معرکہ کے آغاز ہی میں شکست کھا گیا تھا' اور سلطان نے ان کی بڑی صلیب چھین لی اور ان کا خیال تھا کہ مصلوب کو اس پر صلیب دیا گیا تھا اور انہوں نے اسے سونے' موتیوں اور نفیس جواہرات کے غلاف چڑھائے ہوئے تھے اور اسلام اور اہل اسلام کی عزت میں اس دن جیسا دن نہیں سنا گیا اور باطل اور اہل باطل کے مٹانے میں اس کی مثل نہیں سنی گئی' یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ ایک کسان نے ایک شخص کو تیس سے زیادہ فرنگی قیدیوں کو لے جاتے دیکھا اور اس نے انہیں خیمہ کی رسی سے باندھ رکھا تھا اور اس نے ایک قیدی ایک جوتے کے بدلے فروخت کر دیا تاکہ اسے اپنے پاؤں میں پہن لے' اور ایسے واقعات ہوئے جن کی مثال صرف صحابہ اور تابعین کے زمانے میں ہی ملتی ہے پس اللہ ہی کے لیے سب تعریف ہے۔

اور جب یہ معرکہ مکمل ہو گیا اور جنگ بند ہو گئی تو سلطان نے ایک عظیم خیمہ لگانے کا حکم دیا اور وہ اس میں تخت حکومت پر بیٹھا اور اس کی دائیں جانب خاندان تھا اور بائیں جانب بھی ایسے ہی لوگ تھے اور قیدیوں کو بیڑیوں سمیت چلا کر لایا گیا تو اس نے الداویہ کے سرکردہ لوگوں کی جماعت کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور قیدی اس کے سامنے بندھے ہوئے تھے اور جس شخص کے متعلق لوگ کوئی بھی برائی بیان کرتے تھے اس نے ان میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑا' پھر ان کے ملوک کو لایا گیا اور انہیں اس کے دائیں بائیں ان کے مراتب کے مطابق بٹھایا گیا اور ان کے بڑے بادشاہ کو اس کی دائیں جانب بٹھایا گیا اور الکرک ارباط

برنس اور بقیہ ملوک کو اس کی بائیں جانب بٹھایا گیا' پھر سلطان کے پاس برف ملا شربت لایا گیا تو اس نے پی لیا' پھر اس نے بادشاہ کو دیا تو اس نے پیا پھر اس نے انکرک کے ارباط برنس کو دیا سلطان نے ناراض ہو کر اسے کہا میں نے تجھے پلایا ہے اور میں نے تجھے اس کو پلانے کا حکم نہیں دیا' میرے نزدیک اس کا کوئی عہد نہیں ہے' پھر سلطان اس خیمے کے اندر ایک خیمے میں چلا گیا اور اس نے انکرک کے حکمران ارباط کو بلایا اور جب اسے اس کے سامنے کھڑا کیا گیا تو وہ تلوار لے کر اس کے پاس آیا اور اسے دعوت اسلام دی تو اس نے انکار کیا' اس نے اسے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی امت کا بدلہ لینے میں آپ کا نائب ہوں' پھر اس نے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو ملوک کی طرف بھیج دیا جو خیمے میں موجود تھے' اور اس نے کہا اس نے رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دی تھیں' پھر سلطان نے الداویہ اور استشاریہ کے سب قیدیوں کو باندھ کر قتل کر دیا اور مسلمانوں کو ان دو خبیث جنسوں سے راحت دی اور جن پر اسلام پیش کیا گیا ان میں سے تھوڑے سے لوگوں نے اسلام قبول کیا' بیان کیا جاتا ہے کہ تیس ہزار تک مقتول پہنچ گئے تھے اور اسی طرح قیدی بھی تیس ہزار تھے اور ان کی جملہ فوج ۶۳ ہزار تھی اور بہت کم لوگ بچے اور اکثر زخمی ہو کر بھاگ گئے اور اپنے شہروں میں مر گئے اور قومس طرابلس بھی مر گیا اور اس نے زخمی ہو کر شکست کھائی اور واپسی کے بعد مر گیا' پھر سلطان نے اعیان فرنگ کو اور جوان کے سرداروں میں سے قتل نہیں ہوئے تھے اور صلیب الصلبوت کو قاضی ابن ابی عصرون کے ساتھ دمشق بھیج دیا تاکہ انہیں اس کے قلعہ میں رکھا جائے' پس وہ صلیب کو اوندھا کر کے داخل ہوا اور یہ ایک جشن کا دن تھا۔

پھر سلطان قلعہ طبریہ کی طرف گیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور طبریہ' بلادِ حوران اور البلقاء اور اس کے اردگرد کے اور ان سب اراضی کو نصف نصف تقسیم کرتا ہے' پس اللہ نے مسلمانوں کو اس تقسیم سے راحت دی' پھر سلطان حطین کی طرف گیا اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قبر کی زیارت کی' پھر اس سے اردن کے قلعے کو جلا دیا اور ان سب شہروں کو حاصل کر لیا' اور وہ چھوٹی بڑی بہت سی بستیاں ہیں' پھر وہ عسکا کی طرف گیا اور ربیع الآخر کے آخر میں بدھ کے روز وہاں اترا' اور جمعہ کے روز اسے صلح سے فتح کیا اور وہاں جو ملوک کے اموال و ذخائر اور تجارت وغیرہ کے اموال تھے ان پر قبضہ کر لیا اور وہاں جو مسلمان قیدی تھے انہیں چھڑایا' وہاں چار ہزار قیدی تھے' پس اللہ نے ان سے قید کو دور کیا اور وہاں جمعہ پڑھانے کا حکم دیا اور یہ پہلا جمعہ تھا' جو فرنگیوں سے حاصل کرنے کے بعد' سواحل میں تقریباً ستر سال بعد پڑھا گیا' پھر وہ وہاں سے صیدا اور بیروت اور سواحل کے ان نواح میں ایک ایک شہر پر قبضہ کرنے گیا کیونکہ وہ ملوک اور جانبازوں سے خالی تھے' پھر وہ چلتا ہوا غزہ' عسقلان' نابلس' بیسان اور غور کے علاقے کی طرف آیا اور ان سب مقامات پر قبضہ کر لیا اور نابلس پر اپنے بھتیجے حسام الدین عمر بن محمد بن لاشین کو نائب مقرر کیا اور اسی نے اسے فتح کیا تھا اور سلطان نے اس تھوڑی سی مدت میں پچاس بڑے بڑے شہر فتح کیے اور ہر شہر میں جانباز' قلعہ اور قوت تھی اور مسلمانوں اور فوج نے ان مقامات سے بہت چیزیں غنیمت میں حاصل کیں اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنایا۔

پھر سلطان نے اپنی افواج کو حاکم دیا کہ وہ ان جگہوں پر کچھ مہینے کھانے پینے کی موج اُڑائیں تاکہ انہیں آرام حاصل ہو اور اپنے آپ کو اور اپنے گھوڑوں کو فتح بیت المقدس کے لیے تیار کریں اور لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ سلطان نے بیت المقدس کے فتح کا عزم کیا ہے سو علماء اور صالحین نے رضا کارانہ طور پر اس کا قصد کیا اور اس کے پاس آئے اور اس کا بھائی عادل حطین کے

معرکہ کے بعد پہنچا اور اس نے عکا کو فتح کیا اور خود اس نے بہت سے قلعوں کو فتح کیا اور بہت سے بندگان خدا اور فوجیں اکٹھی ہو گئیں اس موقع پر سلطان نے اپنے ساتھیوں سمیت قدس کا قصد کیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور شعراء نے معرکہ حطین کے باعث اس کی مدح کی اور انہوں نے بہت کچھ کہا اور قاضی فاضل نے دمشق سے اسے لکھا' وہ بیماری کی وجہ سے وہاں مقیم تھا' آقا کو مبارک ہو کہ اللہ نے اس کے ذریعے دین کو قائم کیا ہے اور سر جدے سے نہیں اٹھے اور آنسو رخساروں سے نہیں پونچھے گئے اور جب کبھی غلام نے بیان کیا کہ گرجے دوبارہ مساجد بن جائیں گی اور وہ جگہ بھی جہاں کہا جاتا ہے کہ اللہ تین کا تیسرا ہے بلاشبہ وہ واحد ہے اس نے کبھی زبان سے اور کبھی آنکھوں کے آنسوؤں سے اللہ کی توحید کا شکر ادا کیا اور یہ کہہ کر کہا جائے کہ محمد رسول اللہ ﷺ صادق امین ہیں اور اللہ تعالیٰ یوسف کو اس کے قید کے نکلنے کی جزا دے اور غلام' آقا کے منتظر ہیں اور جو شخص دمشق کے حمام میں داخل ہوتا ہے اس نے طبریہ کے حمام میں داخل ہونے کا عزم کیا ہوا ہے۔

یہ کارنامے ہیں' دودھ کے پیالے نہیں اور یہ تلوار ہے' ابن ذی یزن کی تلوار نہیں۔ پھر اس نے کہا: ''بعد میں زبانیں اس فتح کے بارے میں طویل تسبیح اور جلیل وجمیل باتیں کریں گی''۔

بیت المقدس کی فتح' نصاریٰ کے بانوے سالہ قبضہ کے بعد اس کی رہائی:

جب سلطان نے مذکورہ مقامات کو فتح کر لیا جن کا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے تو اس نے فوجوں کو جمع ہونے کا حکم دیا' پھر وہ بیت المقدس کی طرف روانہ ہو گیا اور ۱۵ ررجب ۵۸۳ھ کو بیت المقدس کے مغرب میں اترا اس نے دیکھا کہ شہر کو بہت مضبوط کر دیا گیا ہے اور وہ بیت المقدس کو چھوڑ کر ساٹھ ہزار یا اس سے زیادہ جانباز تھے اور بیت المقدس کا حکمران ان دنوں بالیان بن بازران نامی شخص تھا اور معرکہ حطین میں جو الداویہ اور استشاریہ میں سے شیطان کے چیلے اور پرستاران صلیب بچ گئے' وہ بھی اس کے ساتھ تھے' سلطان نے مذکورہ مقام پر پانچ روز قیام کیا اور فصیلوں اور برجوں کی ایک ایک جانب فوج کے تمام ٹکڑیوں کے سپرد کر دی' پھر سلطان' شام کی طرف منتقل ہو گیا کیونکہ اس نے اسے جولانی' شمشیر زنی اور جنگ کے لیے وسیع میدان دیکھا اور فرنگیوں نے شہر کی حفاظت میں خوفناک معرکہ آرائی کی اور اپنے دین اور اپنی جماعت کی نصرت میں اپنے مال وجان قربان کر دیئے اور محاصرے میں مسلمانوں کے بعض امراء شہید ہو گئے' اس موقع پر بہت سے امراء اور صالحین بھر گئے اور انہوں نے جنگ میں پوری طاقت خرچ کر دی اور شہر پر مجانیق اور گوپھنیں نصب کر دیں اور تلواروں اور خطی نیزوں نے گیت گائے اور آنکھیں' صلیبوں کو دیواروں پر منسوب دیکھ رہی تھیں اور صخرہ کے گنبد کے اُوپر بہت بڑی صلیب تھی' اس بات نے اہل ایمان کو مزید برافروختہ کر دیا اور یہ دن کافروں پر بڑا سخت تھا' آسان نہ تھا' پس سلطان نے اپنے اصحاب کے ساتھ فصیل کے شمال مشرقی کونہ کی طرف سبقت کی اور اس میں سوراخ کیا اور اس میں داخل ہو گیا اور اسے بھر دیا اور اسے جلا دیا' پس یہ ایک جانب گر پڑی اور سارا برج گر پڑا' کیا دیکھتے ہیں کہ وہ زمین پر پڑا ہے اور جب فرنگیوں نے اس قبیح واقعہ اور دکھ دہ مصیبت کو دیکھا تو ان کے اکابر نے سلطان کا قصد کیا اور اس سے سفارش کی کہ وہ انہیں امان دے تو اس نے اس بات سے انکار کیا اور کہا میں اسی طرح بزورِ قوت فتح کروں گا جیسے تم نے اسے بزورِ قوت فتح کیا تھا اور میں کسی عیسائی کو قتل کیے بغیر نہیں چھوڑوں گا جیسے کہ تم نے یہاں کے

مسلمانوں کو قتل کیا تھا' پس بیت المقدس کے حکمران' بالیان بن بازران نے امان طلب کی کہ وہ اس کے پاس حاضر ہونا چاہتا ہے تو اس نے اسے امان دی اور جب وہ حاضر ہوا تو سلطان کے سامنے اس نے بڑی ذلت اور عاجزی اختیار کی اور ممکن حد تک اس سے سفارش کی مگر اس نے اسے ان کی امان کے متعلق جواب نہ دیا اور وہ کہنے لگے کہ اگر آپ نے ہمیں امان نہ دی تو ہم واپس چلے جائیں گے اور ہم ان تمام قیدیوں کو' اور وہ تقریباً چار ہزار تھے' جو ہمارے قبضے میں ہیں قتل کر دیں گے اور ہم اپنی ذریت' بیٹوں اور عورتوں کو بھی قتل کر دیں گے اور گھروں اور اچھے مقامات کو برباد کر دیں گے اور سامان کو نذرِ آتش کر دیں گے' اور ہمارے پاس جو اموال ہیں' انہیں تلف کر دیں گے اور صخرہ کے گنبد کو گرا دیں گے اور جس چیز پر ہم قدرت رکھیں گے اسے جلا دیں گے اور جس چیز کو تلف کرنا ممکن ہے اسے باقی نہیں رہنے دیں گے' اس کے بعد ہم باہر نکلیں گے اور موت کی جنگ لڑیں گے اور اس کے بعد ہماری زندگی میں کوئی بھلائی نہ ہوگی اور ہم میں سے کوئی شخص اس وقت تک قتل نہ ہوگا جب تک وہ تمہارے کئی آدمیوں کو قتل نہ کرے گا' اس کے بعد آپ بھلائی کی کیا اُمید کرتے ہیں؟

جب سلطان نے یہ باتیں سنیں تو اس نے صلح کو قبول کر لیا اور اس کی طرف مائل ہو گیا' مگر اس شرط پر کہ ان میں سے ہر شخص دس دنانیر اپنی جان کا فدیہ دے اور بیوی کی طرف سے پانچ دنانیر دے اور ہر چھوٹے بچے اور بچی کی طرف سے دو دینار دے اور جو اس کی ادائیگی سے عاجز ہوگا وہ مسلمانوں کا قیدی ہوگا اور غلہ جات اور ہتھیار اور گھر مسلمانوں کے لیے ہوں گے اور وہ یہاں سے اپنے مامن یعنی صور شہر کی طرف منتقل ہو جائیں گے' پس ان شرائط پر صلح لکھی گئی اور جو شخص چالیس روز تک وہ رقم نہ دے جو اس پر عائد کی گئی ہے' وہ قیدی ہوگا اور اس شرط پر جو لوگ قید کیے گئے وہ سولہ ہزار مرد' عورتیں اور بچے تھے جو قید ہوئے اور سلطان اور مسلمان شہر میں جمعہ کے روز' نماز سے تھوڑا وقت قبل داخل ہوا اور یہ واقعہ ۲۷ ر رجب کا ہے' العماد کا بیان ہے کہ یہ شب اسریٰ تھی جس میں رسول اللہ ﷺ کو مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لیجایا گیا' ابوشامہ نے بیان کیا ہے یہ اسراء کے بارے میں ایک قول ہے اس روز مسلمانوں کو جمعہ کی نماز کا اتفاق نہیں ہوا اور یہ ان لوگوں کے زعم کے خلاف ہے جو کہتے ہیں کہ وہاں اس روز جمعہ پڑھا گیا تھا اور یہ کہ سلطان نے مضافات میں خود خطبہ دیا تھا اور صحیح قول یہ ہے کہ تنگیٔ وقت کی وجہ سے اس روز وہ جمعہ نہیں پڑھ سکے' ہاں اگلا جمعہ پڑھا گیا اور محیی الدین بن محمد بن علی القرشی ابن الزکی خطیب تھے' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

لیکن انہوں نے مسجد اقصیٰ کو صلیبیوں' راہبوں اور خنازیر سے صاف کیا اور الداویہ کے گھروں کو ڈھا دیا گیا' جو انہوں نے محراب کبیر کے غرب میں تعمیر کیے تھے' اور انہوں نے محراب کو جاڑے کا موسم گزارنے کی جگہ بنا لیا' اللہ ان پر لعنت کرے' پس اسے ان تمام چیزوں سے صاف کر دیا گیا اور دوبارہ اسے اسلامی زمانے کی طرح بنا دیا گیا اور صخرہ کو پاک پانی سے دھویا گیا اور دوبارہ اسے عرق گلاب اور بہترین کستوری سے غسل دیا گیا اور دیکھنے والوں کے لیے نمایاں ہوگئی حالانکہ وہ زائرین سے پوشیدہ تھی اور اس کے گنبد سے صلیب ہٹا دی گئی اور وہ اپنی حرمت کی طرف واپس آ گئی اور فرنگیوں نے اس کے کچھ ٹکڑے اُکھیڑ کر انہیں الجور الجوانیہ کے باشندوں کے پاس ان کے وزن کے سونے کے عوض فروخت کر دیا تھا اور جو کچھ اس سے کاٹ لیا گیا تھا اس کا واپس لینا مشکل تھا۔

[illegible] نہیں دیا تھا اور سلطان نے ان [illegible]
[illegible] میں بچے اور مرد تھے اور بہت سے [illegible]
[illegible] معاف کر دیا اور سلطان نے جو سونا ان سے لیا تھا وہ سارے کا سارا فوج میں تقسیم کر دیا [illegible] کی جاتی ہے اور مروت حلیم [illegible] شجاع اور رحمدل تھا۔

فتح کے بعد بیت المقدس میں پہلا جمعہ:

جب بیت المقدس صلیبیوں' ناقوسوں' راہبوں اور پادریوں سے پاک ہو گیا اور اہل ایمان اس میں داخل ہوئے تو اذان دی گئی اور قرآن پڑھا گیا اور رحمان کو واحد قرار دیا گیا اور پہلا جمعہ فتح کے آٹھ دن بعد شعبان کو پڑھا گیا اور محراب کے پہلو میں منبر نصب کیا گیا اور چٹائیاں بچھائی گئیں اور قندیلیں لٹکائی گئیں اور قرآن پڑھا گیا اور حق آ گیا اور باطل باطل ہو گیا اور سجادوں کی صفیں بچھ گئیں اور سجدات کی کثرت ہوگئی اور متنوع عبادات ہوئیں اور دعاؤں کی آواز بلند ہوئی اور برکات نازل ہوئیں اور مصائب دُور ہو گئے اور نمازیں قائم کی گئیں اور مؤذنین نے اذانیں دیں اور پادری گونگے ہو گئے اور تکلیف دُور ہوگئی اور دل خوش ہو گئے اور خوش بختی آ گئی اور نحوست پشت پھیر گئی اور خدائے واحد لم یلد و لم یو لد ولم یکن لا کفواً احد کی عبادت کی گئی اور قیام' قعود اور رکوع و سجود کرنے والوں نے اس کی بڑائی کی اور جامع پر ہو گئی اور دلوں کی رقت سے آنسو رواں ہو گئے اور جب زوال سے قبل مؤذنین نے اذان دی' قریب تھا کہ اس وقت دل خوشی سے پرواز کر جاتے اور خطیب مقرر نہیں کیا گیا تھا' پس سلطان نے صخرہ کے گنبد سے ایک فرمان جاری کیا' آج قاضی محیی الدین ابن الزکی خطیب ہوں گے' پس انہوں نے سیاہ خلعت زیب تن کیا اور لوگوں سے ایک قیمتی اور فصیح و بلیغ خطاب کیا جس میں بیت المقدس کے شرف اور اس کے بارے میں جو فضائل اور ترغیبات اور دلائل و علامات بیان ہوئے ہیں' انہیں بیان کیا اور شیخ ابو شامہ نے الروضتین میں پورا خطبہ بیان کیا ہے' آپ نے سب سے پہلے کہا (ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی ہے اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو رب العالمین ہے)۔

پھر آپ نے قرآن کی تمام تحمیدات کو بیان کیا' اس خدا کا شکر ہے جو اپنی مدد سے اسلام کو عزت دینے والا اور شرک کو اپنے غلبہ سے ذلیل کرنے والا اور اپنے امر سے امور کو چلانے والا اور اپنے شکر سے نعمتوں میں اضافہ کرنے والا اور کافروں کو اپنی تدبیر سے زینہ بہ زینہ فضل سے انجام متقین کے لیے بنایا ہے اور بندوں پر شبنم و بارش کا فیضان کیا ہے' جس نے تمام ادیان پر اپنے دین کو غالب کیا ہے' وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور اسے کوئی رکاوٹ نہیں اور وہ اپنی مخلوق پر غالب ہے اور اس سے تنازعہ نہیں کیا جا سکتا' اور وہ اپنی مرضی کے مطابق حکم دینے والا ہے' اس سے گفتگو نہیں کی جا سکتی اور جا ہے حکم دینے والا ہے اُسے ہٹایا نہیں جا سکتا' اس کے کامیاب و کامران کرنے پر اور اپنے دوستوں اور انصار کی مدد کرنے پر اس کی تعریف کرتا ہوں' اور وہ بیت المقدس کو شرک کی میل کچیل سے پاک کرنے والا ہے' جس نے حمد کو شعار بنایا ہے' اس نے اس کے راز کے باطن کی اور اس کے اعلان کے ظاہر کی حمد کی' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ واحد لاشریک ہے اور بے نیاز ہے اور لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد ہے'

یہ اس شخص کی شہادت ہے، جس نے توحید سے اپنے دل کو پاک کیا ہے اور اس سے اپنے رب کو راضی کیا ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں جو شکر کو بلند کرنے والا شرک کو مٹانے والے اور جھوٹ کو ختم کرنے والے، جنہیں مسجد الحرام سے اس مسجد اقصیٰ تک راتوں رات لایا گیا اور یہاں سے بلند آسمانوں کی طرف لیجایا گیا، سدرۃ المنتہیٰ تک جس کے پاس جنت ماوٰی ہے نہ آپ کی نگاہ تھکی اور نہ حد سے آگے بڑھی، اور آپ کے صدیقؓ پر جو سابق الایمان ہیں، اور عمر بن الخطاب پر جو اس کے گھر سے صلیبوں کو دور کرنے والے پہلے شخص ہیں، اور امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان جامع القرآن پر اور امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب پر، جو شرک کو خوفزدہ کرنے والے اور بتوں کو توڑنے والے ہیں، اور آپ کے آل واصحاب اور ان کی اچھی طرح پیروی کرنے والوں پر تیری رحمت ہو۔

پھر آپ نے وعظ کیا جو حاضرین کو اس بات پر رشک دلانے پر مشتمل تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بیت المقدس کو فتح کرنے کی توفیق دی ہے، جس کی یہ شان ہے اور آپ نے اس کے کمالات وفضائل کا ذکر کیا اور یہ کہ یہ اوّل القبلتین ہے اور ثانی المسجدین ہے اور ثالث الحرمین ہے اور دو مسجدوں کے بعد صرف اسی کی طرف سفر کیا جاتا ہے اور موٗطنین کے بعد یہ قابل اعتبار جگہ ہے اور مسجد الحرام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی کی طرف راتوں رات لایا گیا اور آپ نے اس میں انبیاء ورُسل کو نماز پڑھائی اور اسی سے آسمانوں کی طرف آپ کا معراج ہوا، پھر آپ یہاں آئے اور یہاں سے براق پر مسجد حرام کی طرف گئے، اور قیامت کے دن یہی ارضِ محشر ہے اور یہ انبیاء کا ٹھکانا اور اولیاء کا مقصد ہے اور پہلے دن ہی سے اس کی اساس تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔

میں کہتا ہوں، بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت خلیل کے مسجد حرام کے تعمیر کرنے کے چالیس سال بعد یعقوب علیہ السلام نے سب سے پہلے اس کی بنیاد رکھی، جیسا کہ صحیحین میں بیان ہوا ہے، پھر حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے اس کی عمارت کی تعمیر کی تجدید کی جیسا کہ المسند السنن، صحیح ابن خزیمہ، ابن عساکر اور حاکم وغیرہ کی حدیث سے ثابت ہے، اور حضرت سلیمان نے اس سے فراغت کے بعد اللہ سے تین دعائیں کیں کہ آپ کا فیصلہ اللہ کے فیصلہ کے مطابق ہو۔ اور آپ کو ایسی حکومت ملے کہ آپ کے بعد کسی کے لیے ایسی حکومت نہ ہو، اور جو شخص اس مسجد میں آئے، اور اس میں صرف نماز پڑھنے آئے تو وہ گناہوں سے پاک ہو جائے گا، جیسے کہ وہ اس روز گناہوں سے پاک تھا، جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

پھر آپ نے دونوں خطبے مکمل کیے، پھر خلیفہ ناصر عباسی کے لیے دُعا کی، پھر سلطان ناصر صلاح الدین کے لیے دُعا کی، پھر نماز کے بعد، سلطان کی اجازت سے شیخ زین الدین، ابوالحسن بن علی نجا المصری وعظ کی کرسی پر بیٹھے، اور آپ نے لوگوں کو وعظ کیا اور قاضی ابن الزکی چار جمعات تک لوگوں کو خطبہ دیتے رہے، پھر سلطان نے قدس کے لیے مستقل خطیب مقرر کیا اور حلب کی طرف پیغام بھیج کر وہ منبر منگوایا، جسے ملک عادل نورالدین شہید نے بیت المقدس کے لیے بنوایا تھا، آپ امید کرتے تھے کہ بیت المقدس کی فتح آپ کے ہاتھوں ہوگی، مگر وہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے ایک پیروکار صلاح الدین کے ہاتھوں ہوئی۔

ایک عجیب نکتہ:

ابوشامہ نے الروضتین میں بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ ابوالحسن علی بن محمد سخاوی نے اپنی پہلی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ابوالحکم اندلسی ابن برجان کی تفسیر میں سورۂ روم کے آغاز میں بیت المقدس کی فتح کے متعلق پیشگوئیاں بیان ہوئی ہیں کہ وہ ۵۸۳ھ میں نصاریٰ کے ہاتھوں سے چھین جائے گا سخاوی نے بیان کیا ہے کہ میرے خیال میں آپ نے یہ بات علم الحروف سے نہیں لی' آپ نے اس قول الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِي اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِي بِضْعِ سِنِيْنَ. سے اخذ کیا ہے۔ اور آپ نے منجمین کی طرف اس بات کی بنیاد تاریخ پر رکھی ہے' اور آپ نے بیان کیا ہے کہ وہ فلاں فلاں سال میں غالب ہوں گے' اور فلاں فلاں سال میں مغلوب ہو جائیں گے' جیسا کہ تقدیر کی گردش چاہے گی' پھر آپ نے بیان کیا ہے کہ یہ اچھی بات ہے جو صحیح کے مطابق ہے' اگر صحیح ہو تو' آپ نے یہ بات اس کے وقوع سے قبل کہی' اور اس واقعہ کے وقوع سے قبل آپ کی کتاب میں تھا' آپ نے بیان کیا' یہ بات علم الحروف کی قبیل سے نہیں اور نہ ہی کرامات و مکاشفات کے باب سے ہے اور نہ حساب کے مطابق ہے' راوی کا بیان ہے آپ نے سورۃ القدر کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اگر وہ وقت معلوم ہو جائے جس میں قرآن نازل ہوا ہے تو وہ وقت بھی معلوم ہو جائے گا' جس میں سے اُٹھا دیا جائے گا۔

میں کہتا ہوں کہ ابن برجان نے یہ بات اپنی تفسیر میں ۵۲۲ھ کی حدود میں بیان کیا ہے' کہتے ہیں کہ ملک نورالدین کو اس بات سے اطلاع دی گئی تو اس نے ۵۸۳ھ تک جینے کی خواہش کی' کیونکہ اس کی پیدائش ۵۱۱ھ میں ہوئی تھی' اور اس نے اس کام کے لیے تیاری کی' حتیٰ کہ اس نے بیت المقدس کے لیے ایک عظیم منبر بھی تیار کرایا کہ جب وہ اسے فتح کرے گا' تو اسے اس میں رکھے گا۔ واللہ اعلم۔

اور صخرہ معظمہ کے اردگرد سے سلطان نے بری چیزوں تصاویر اور صلیبوں کو ہٹا دیا' اور اسے مردار ہونے کے بعد پاک کیا اور اسے مستور ہونے کے بعد ظاہر کیا' اور فقیہ عیسیٰ الہکاری کو حکم دیا کہ وہ اس کے اردگرد آہنی کھڑکیاں بنائے اور اس کے لیے تنخواہ دار امام مقرر کیا اور اس کے لیے اچھی رسد جاری کی' اور اسی طرح اقصیٰ کے امام کا بھی حال تھا اور اس نے شافعیہ کے لیے ایک مدرسہ تعمیر کیا جسے الصلاحیہ کہا جاتا ہے اور الناصریہ بھی بتایا جاتا ہے اور اس کی جگہ ایک گرجا تھا' جو حضرت مریم کی والدہ حنہ کی قبر پر تھا' اور اس نے صوفیاء کے لیے ایک خانقاہ وقف کی جو التبرک کی تھی' اور قمامہ کے پہلو میں تھی' اور اس نے فقہاء اور فقراء کی تنخواہیں مقرر کیں اور مسجد اقصیٰ اور صخرہ کی اطراف میں ختم اور ربعات مہیا کیے تاکہ مقیم اور زائران میں پڑھیں' اور بنو ایوب نے جو کچھ وہ بیت المقدس میں کرتے تھے اور دیگر اچھے کام کرتے تھے ہر ایک کے پاس بطور مقابلہ رغبت کی' اور سلطان نے قمامہ کو گرانے کا ارادہ کیا' نیز یہ کہ وہ اسے ہموار کر دے تاکہ بیت المقدس سے نصاریٰ کا مادہ قطع ہو جائے' اسے بتایا گیا کہ وہ اس قطعہ زمین تک حج کرنا نہیں چھوڑیں گے خواہ یہ چٹیل میدان ہو جائے' اور آپ سے پہلے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب نے اس شہر کو فتح کیا تھا' اور اس گرجا کو ان کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا تھا اور آپ کے لیے اس میں نمونہ ہے' تو اس نے اس بات سے اعراض کر لیا' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں اسے اسی حالت پر چھوڑ دیا اور اس نے اس میں صرف چار عیسائی رہنے

دیئے جو اس کی خدمت کرتے تھے' اور وہ نصاریٰ اور اس کے درمیان حائل ہو گیا' اور اس نے ان کا وہ قبرستان ڈھا دیا جو باب الرحمت کے پاس تھا' اور اس کے آثار مٹا دیئے' اور وہاں جو گنبد تھے وہ بھی گرا دیئے۔

اور قدس میں جو مسلمان قیدی تھے اس نے ان سب کو آزاد کر دیا اور ان سے حسن سلوک کیا اور انہیں قیمتی عطیات دیئے اور انہیں لباس دیئے' اور ان میں سے ہر ایک اپنے وطن کو چلا گیا' اور اپنے اہل اور مسکن کے پاس لوٹ آیا۔

فصل

اور جب صلاح الدین قدس شریف سے فارغ ہوا تو وہاں سے ۲۵ رشعبان کو ساحل کے شہر صور کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کی فتح متاخر ہو گئی' اور معرکہ حطین کے بعد فرنگی تاجروں میں سے ایک شخص اس پر قابض ہو گیا' جسے المرکیس کہا جاتا تھا' اس نے اسے مضبوط کیا اور اسے کنٹرول کیا اور اس کے اردگرد سمندر سے سمندر تک خندق کھودی' سلطان نے آ کر مدت تک اس کا محاصرہ کیا اور دیارِ مصر سے سمندر میں بحری بیڑا منگوایا اور اس کے ذریعے بحر و بر سے اس کی ناکہ بندی کر دی۔ اور ایک شب فرنگیوں نے مسلمانوں کے بحری بیڑے کے پانچ جنگی جہازوں پر حملہ کیا اور ان پر قبضہ کر لیا' اور مسلمانوں نے حزن و تأسف سے سر جھکا کر صبح کی اور موسم سرما بھی آ گیا اور توشے کم ہو گئے اور زخم زیادہ ہو گئے۔ اور امراء محاصروں سے درماندہ ہو گئے' اور انہوں نے سلطان سے اپیل کی کہ وہ انہیں دمشق واپس لے جائے تا کہ وہ آرام کریں' اس کے بعد وہ اس کی طرف دوبارہ آئیں گے' اس نے انکار کے بعد ان کی بات مان لی' پھر انہیں دمشق لے گیا' اور اپنے راستے میں عسکا کے پاس سے گزرا اور فوجیں اپنے اپنے شہروں کو واپس چلی گئیں اور سلطان جب عکا پہنچا تو اس کے قلعہ میں اترا' اور اس نے اپنے بیٹے افضل کو الرادیہ کے برج میں ٹھہرایا اور اس کی نیابت عز الدین حردبیل کے سپرد کی اور بعض لوگوں نے سلطان کو فرنگیوں کے دوبارہ عکا آنے کے خوف سے اسے ڈھا دینے کا مشورہ دیا' اور قریب تھا کہ وہ اسے ڈھا دیتا مگر اس نے ایسا نہ کیا' کاش اس نے ایسا کیا ہوتا' بلکہ اس نے اس کی تعمیر اور اس کے محاسن کی تجدید بہاؤ الدین قراقوش التقوی کے سپرد کی اور صفین میں دارالاستثار یہ کو فقہاء اور فقراء پر وقف کر دیا اور دارالاسقف کو ہسپتال بنا دیا اور ان سب پر چلنے والے اوقاف وقف کیے اور ان کی نگہداشت جمال الدین ابن شیخ ابوالنجیب کے سپرد کی۔ اور جب وہ ان کاموں سے فارغ ہوا تو مظفر و منصور ہو کر دمشق واپس آیا اور بقیہ امصار و اقطار کے ملوک نے اس کی طرف مبارکباد اور تحائف وہدایا بھیجے اور خلیفہ نے بعض باتوں پر سلطان کو ملامت کرتے ہوئے خط لکھا' جن میں سے ایک یہ تھا' کہ اس نے معرکہ حطین کی فتح کی بشارت دینے کے لیے اس کے پاس ایک بغدادی جوان کو بھیجا ہے جو ان کے ہاں کمینہ تھا' جس کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی' اور قدس کی فتح کی بشارت کو نجاب کے ساتھ بھیجا ہے' اور اس نے خلیفہ سے مشابہت کے لیے ناصر لقب رکھا ہے' اس نے خندہ روئی' نرمی اور سمع و طاعت کے ساتھ ان باتوں کو وصول کیا۔ اور جو کچھ ہو چکا تھا اس کا معذرت نامہ بھیج دیا اور کہا' جنگ نے اسے ان بہت سی باتوں میں سوچ بچار کرنے سے روک دیا تھا' اور ناصر کا لقب خلیفہ المستضی کے زمانے سے میں نے رکھا ہوا ہے اور جب اس کے ساتھ وہ مجھے امیر المومنین لقب دیں گے' تو میں اس سے اعراض نہیں کروں

گیا اور اس نے باوجود خلیفہ سے مستغنی ہونے کے اس کا بہت ادب کیا

اور اس سال بلاد ہند میں ملک شہاب الدین غوری حاکم غزنی اور ہندوستان کے بڑے بادشاہ کے درمیان عظیم معرکہ ہوا' اور ہنود بہت سی افواج کے ساتھ آئے اور ان کے پاس چودہ ہاتھی تھے' پس انہوں نے مڈبھیڑ کی اور شدید جنگ کی اور مسلمانوں کا میمنہ اور میسرہ شکست کھا گیا اور بادشاہ سے کہا گیا' اپنی جان بچاؤ مگر وہ آگے ہی بڑھتا گیا اور اس نے ہاتھیوں پر حملہ کر کے بعض ہاتھیوں کو زخمی کر دیا' اور ہاتھی کو زخم اچھا نہیں ہوتا۔ ایک فیلبان نے اس کی کلائی میں نیزہ مارا جو دوسری جانب سے نکل گیا اور وہ پچھڑ کر گر پڑا تو ہنود نے اس پر حملہ کیا تا کہ اسے پکڑ لیں اور اس کے اصحاب نے اس کی مدافعت کی اور اس کے پاس شدید جنگ کی اور ایسی عظیم جنگ ہوئی جس کی مثل کسی کارزار میں نہیں سنی گئی' پس مسلمان ہنود پر غالب آ گئے' اور انہوں نے اپنے آقا کو چھڑا لیا اور اسے پالکی میں اپنے کندھوں پر اُٹھا کر بیس فرسخ تک لے گئے اور اس کا خون بہہ چکا تھا' اور جب اس کی فوج اس کے پاس واپس آئی تو وہ اُمراء کو زجر و توبیخ کرنے لگا اور اس نے قسم کھائی کہ ہر امیر اپنے گھوڑے کا چارا کھائے گا' اور وہ انہیں غزنی تک پیدل لے چلے۔

اور اس سال بغداد کے مضافات کی ایک عورت نے ایک بیٹی کو جنم دیا جس کے دانت تھے' اور اس سال خلیفہ ناصر نے اپنے گھر کو استاذ ابوالفضل بن الصاحب کو قتل کر دیا' وہ سب امور پر حاوی ہو چکا تھا' اور وہ خلیفہ کی کسی بات کی اطاعت نہ کرتا تھا' مگر اس کے باوجود وہ اموال کے بارے میں عفیف تھا اور اچھی سیرت والا تھا' خلیفہ نے اس کے ذخائر و اموال سے بہت کچھ لے لیا' اور اس سال خلیفہ نے ابوالمظفر جلال الدین کو وزیر بنا لیا اور ارباب حکومت اس کی رکاب میں چلے' حتیٰ کہ قاضی القضاۃ ابن الدامغانی بھی اس کی رکاب میں تھا' اور یہ ابن یونس' قاضی کے پاس شاہد تھا' اور وہ اس کی رکاب میں چلتے ہوئے کہہ رہے تھے' اللہ تعالیٰ لمبی عمر پر لعنت کرے اور قاضی الدامغانی اس سال کے آخر میں فوت ہو گئے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شیخ عبدالمغیث بن زہیر الحربی:

آپ صلحائے حنابلہ میں سے تھے اور آپ کی زیارت کی جاتی تھی' اور یزید بن معاویہ کی فضیلت میں آپ کی ایک تصنیف بھی ہے' جس میں آپ نے عجیب وغریب باتیں بیان کی ہیں' اور ابن جوزی نے اس کا رد کیا ہے اور خوب کیا ہے' اور عبدالمغیث کے لیے سب سے بڑا حسن اتفاق یہ ہے کہ ایک خلیفہ' میں اسے ناصر خیال کرتا ہوں' پوشیدہ طور پر آپ کی ملاقات کو آیا تو شیخ عبدالمغیث نے اسے پہچان لیا اور اسے معلوم نہ ہونے دیا کہ اس نے اسے پہچان لیا ہے' خلیفہ نے اس سے یزید کے متعلق پوچھا کہ اس پر لعنت کی جائے یا نہ کی جائے؟ آپ نے کہا میں اس پر لعنت کرنا جائز نہیں سمجھتا' اس لیے کہ اگر میں نے یہ دروازہ کھول دیا تو لوگ ہمارے خلیفہ کو لعنت کرنے تک پہنچ جائیں گے' خلیفہ نے کہا کیوں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ بہت سے نازیبا کام کرتا ہے' جن میں سے یہ یہ ہیں' پھر آپ خلیفہ کے قبیح افعال کو اور جو اس سے نازیبا کام ہوئے تھے' گننے لگے تا کہ وہ ان سے باز آ جائے'

تو خلیفہ آپ کو چھوڑ کر آپ کے ہاں سے باہر نکل گیا اور آپ کی گفتگو نے اس پر اثر کیا اور اس نے اس سے فائدہ اٹھایا' آپ نے اس سال محرم میں وفات پائی۔

علی بن خطاب بن خلق:

عابد' زاہد' درویش' کرامات کے مریض' آپ جزیرہ ابن عمر رضی اللہ عنہ میں رہے تھے۔ ابن اثیر نے الکامل میں بیان کیا ہے کہ میں نے حسن اخلاق اور حسن نیت اور کرامات وعبادات میں آپ کا مثل نہیں دیکھا۔

امیر شمس الدین محمد بن عبدالملک بن مقدم:

آپ صلاح الدین کے ایک نائب تھے' جب ناصر نے بیت المقدس فتح کیا تو ایک جماعت نے حج کے زمانے میں وہاں سے مسجد حرام تک احرام باندھا' اور ابن مقدم اس سال امیر الحاج تھے اور جب آپ نے عرفہ میں وقوف کیا تو آپ نے ڈھول بجائے اور جھنڈے کھولے اور سلطان صلاح الدین کی عزت وعظمت کو ظاہر کیا' تو طاشتکین جو خلیفہ کی طرف سے امیر الحاج تھا' غضب ناک ہو گیا' اس نے آپ کو اس بات سے روکا مگر آپ نے اس کی بات نہ سنی تو دونوں لڑ پڑے اور ابن مقدم زخمی ہو گئے' اور دوسرے روز منیٰ میں فوت ہو گئے اور وہیں فوت ہو گئے' تو بہت سے مصائب کا سلسلہ ختم ہو گیا اور طاشتکین کو اس کے فعل پر ملامت کی گئی' اور صلاح الدین اور خلیفہ کی طرف سے تکلیف سے ڈر گیا۔ اور خلیفہ نے اسے اس کے منصب سے معزول کر دیا۔

محمد بن عبید اللہ:

ابن عبداللہ' سبط بن التعاویذی یشاعر' یہ آخری عمر میں اندھا ہو گیا اور ساٹھ سال سے اس کی عمر بڑھ گئی' اور شوال میں فوت ہو گیا۔

نصر بن فتیان بن مطر:

حنبلی فقیہ' جو ابن المنی کے نام سے مشہور ہیں' آپ عابد وزاہد تھے۔ ۵۰۱ھ میں پیدا ہوئے اور شیخ موفق الدین بن قدامہ حافظ عبدالغنی' محمد بن خلف بن راجح' الناصر عبدالرحمٰن بن المنجم بن عبدالوہاب اور عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر حنبلی وغیرہ مشاہیر سے آپ نے فقہ سیکھی اور ۵؍ رمضان کو وفات پائی۔

قاضی القضاۃ ابوالحسن الدامغانی:

آپ نے المقتفی اور پھر المستنجد کے زمانے میں فیصلے کیے' پھر معزول ہو گئے' اور المستضئ کے زمانے میں دوبارہ آپ کو قاضی بنایا گیا' اور آپ نے ناصر کے لیے بھی فیصلے کیے' حتیٰ کہ اس سال میں وفات پا گئے۔



واقعات ــــ ۵۸۴ھ

اس سال کے محرم میں صلاح الدین نے قلعہ کوکب کا محاصرہ کیا اور اسے مضبوط اور مشکل پایا اور اسے امیر قایماز النجمی کے سپرد کیا اور پانچ سو سواروں کے ساتھ ان کے راستے بند کر دیئے' اور اسی طرح اس نے صفت کو صفد کے سپرد کیا اور الداویہ کے پانچ سو سوار طغرل بیگ جامدار کے ساتھ غلبہ کو ان کے پاس پہنچنے سے روکتے تھے۔ اور اس نے الکرک الشوبک کی طرف بھی فوج بھیجی کہ وہ اس کے باشندوں کو تنگ کریں اور ان کا محاصرہ کریں تاکہ وہ ان مقامات سے جنگ کرنے کے لیے اپنے کاموں سے فارغ ہو جائے اور جب سلطان اس جنگ سے دمشق واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ الصنعی بن الغایض وکیل خزانہ نے اس کے لیے قلعہ پر ایک عظیم الشان مکان بنایا ہے جو الشرف القبلی کے اوپر جھانکتا ہے' تو سلطان اس سے ناراض ہوا اور اسے معزول کر دیا اور کہنے لگا ہم دمشق اور نہ ہی کسی اور شہر میں ٹھہرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں' ہم صرف اللہ کی عبادت کرنے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں اور تونے جو یہ کام کیا ہے وہ لوگوں کو اس کام سے روکتا ہے جس کے لیے وہ پیدا ہوئے ہیں' اور سلطان دار العدل میں بیٹھا اور قضاۃ اور اہل فضل اس کے پاس حاضر ہوئے اور اس نے قاضی فاضل کے باغ میں اس کی ملاقات کی جو ابن الفراش کے محل کی چوٹی پر ہے اور اس کے سامنے واقعات بیان کیے اور مستقبل کی مہمات اور غزوات کے بارے میں اس کا مشورہ لیا' پھر وہ دمشق سے روانہ ہوا اور بیوس پر چلا اور البقاع کا قصد کیا اور حمص اور حماۃ گیا' اور جزیرہ سے افواج آئیں اور وہ العاصی میں تھا' پس وہ شمالی سوال کی طرف روانہ ہوا اور انطرطوس اور دیگر قلعوں کو فتح کیا اور جبلہ اور لاذقیہ کو فتح کیا' جو تعمیر سنگ مرمر اور محلول کے لحاظ سے مضبوط ترین شہر تھے' اور اس نے صیہون بکاس اور الشغر کو فتح کیا' یہ العاصی پر دو مضبوط قلعے تھے' اور اس نے دونوں کو بزور قوت فتح کیا اور قلعہ بدریہ کو بھی فتح کیا' جو مضبوط اور بلند پہاڑ پر ایک عظیم قلعہ ہے' جس کے نیچے گہری وادیاں ہیں جن کی فرنگیوں اور مسلمانوں کے بقیہ شہروں میں مثال بیان کی جاتی ہے' پس اس نے اس کا سخت محاصرہ کیا اور اس کے اوپر بڑی بڑی مجانیق لے گیا اور فوج کو تین دستوں میں تقسیم کر دیا' ہر دستہ جنگ کرتا تھا اور جب وہ تھک جاتا تو دوسرا دستہ اس کی جگہ لے لیتا' حتیٰ کہ جنگ دن رات جاری رہی اور اس کی فتح سلطان کی باری پر ہوئی' اس نے چند دنوں میں بزورِ قوت اس پر قبضہ کر لیا۔ اور جو کچھ اس میں تھا' لوٹ لیا اور اس کے اموال و ذخائر پر قبضہ کر لیا۔ اور اس کے حامیوں اور جوانوں کو قتل کر دیا۔ اور ان کی عورتوں اور بچوں کو خادم بنا لیا' پھر اس سے مڑ کر ندلباد اور بفراس کے قلعوں کو فتح کیا' ان سب کو اس نے بزور قوت فتح کیا اور غنیمت حاصل کی اور محفوظ رہا' پھر اس کی ہمت عالی اسے فتح انطاکیہ کی طرف لے گئی' اس لیے کہ اس نے اس کے اردگرد سب شہروں اور بستیوں پر قبضہ کر لیا تھا' اور کثرتِ افواج کے ساتھ ان پر غالب آ گیا تھا' انطاکیہ کے حکمران نے اس سے مراسلت کر کے اس شرط پر اس سے صلح کا مطالبہ کیا کہ اس کے پاس جو مسلمان قیدی ہیں وہ انہیں رہا کر دے

گا' تو اس نے اس وجہ سے اس کی بات مان لی کہ اسے اپنی فوج کے اکتا جانے کا علم تھا' پس سات ماہ تک صلح ہوگئی' اور سلطان کا مقصد تھکاوٹ سے آرام حاصل کرنا تھا' اور سلطان نے قیدیوں کو اس سے وصول کرنے کے لیے آدمی بھیجا اور نصاریٰ کی حکومت رام ہوگئی' پھر وہ روانہ ہوا تو اس کے بیٹے الظاہر نے اس سے کہا کہ وہ حلب کے پاس سے گزرے تو اس نے اس کی بات مان لی اور وہ اس کے قلعے میں تین دن رہا' پھر اس کے بھتیجے تقی الدین نے اسے اپنے ہاں حماۃ کی طرف آنے کو کہا تو وہ ایک رات اس کے پاس رہا اور اسے جبلہ اور لاذقیہ جاگیر میں دیئے' پھر روانہ ہو کر قلعہ بعلبک میں اترا اور اس کے حمام میں داخل ہوا' پھر رمضان کے اوائل میں دمشق واپس آ گیا اور یہ ایک جشن کا دن تھا اور الکرک کی فتح اور اسے نصاریٰ کے ہاتھوں چھڑانے کی بشارت ملی اور اللہ تعالیٰ نے اس جانب سے ان سے راحت دی اور اس کی سخت زمین کو تاجروں' غازیوں اور حاجیوں کے لیے نرم کر دیا (اور ظالموں کی جڑ کاٹ دی اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو رب العالمین ہے)۔

فصل

صفد اور قلعہ کوکب کی فتح:

سلطان ابھی چند دن ہی دمشق میں ٹھہرا تھا کہ وہ صفد کی جانب روانہ ہو گیا اور رمضان کے درمیانی عشرے میں اس سے برسرپیکار ہو گیا اور مجانیق سے اس کا محاصرہ کر لیا' اور سردی سخت تھی' جس میں صبح کو پانی جم جاتا تھا' اور وہ اس کا محاصرہ کیے رہا حتیٰ کہ ۸رشوال کو اس نے اسے صلح سے فتح کر لیا' پھر صور کی طرف گیا تو اس نے اپنی کمان اسے دے دی اور اپنے انصار' افواج اور سالاروں سے بیزار ہو گیا اور جب صفد فتح ہوا تو اسے یقین ہو گیا کہ اسے بھی اس کے ساتھ ہتھکڑیوں میں جکڑا جائے گا' پھر وہ وہاں سے قلعہ کوکب کی طرف گیا' یہ استثاریہ کا قلعہ تھا جیسا کہ صفد الداریہ کا قلعہ تھا' اور وہ فرنگیوں میں سے سلطان کے ساتھ سب سے زیادہ بغض رکھنے والے لوگ تھے' اور جب ان میں سے کوئی شخص قید ہو جاتا تو وہ اسے قتل کیے بغیر نہ چھوڑتا۔ پس اس نے قلعہ کوکب کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور جو لوگ وہاں موجود تھا' انہیں قتل کر دیا اور گزرنے والوں کو اس کے باشندوں سے راحت دی اور یہ سواحل ہموار ہو گئے' اور یہ وہاں کے باشندوں کے مکافات میں ٹھہر گیا' یہ ہوا اور آسمان برسنے لگا اور ہوائیں چلنے لگیں' اور سیلاب موجیں مارنے لگے' اور پاؤں کیچڑ میں چلنے لگے' اور وہ ان سب باتوں میں مستقل مزاج رہا اور اس غزوہ میں قاضی فاضل بھی اس کے ساتھ تھا اور فاضل نے سلطان کے بھائی کو جو یمن کا حکمران تھا' اسلام کی نصرت کے لیے شام کی طرف بلاتے ہوئے خط لکھا اور یہ کہ اس نے انطاکیہ کے محاصرہ کا عزم کیا ہوا ہے اور جب یہ سال گزر جائے گا' تو تقی الدین عمر طرابلس کا محاصرہ کرے گا' پھر قاضی فاضل نے مصر جانے کا ارادہ کیا تو سلطان نے اسے الوداع کیا اور اس نے قدس میں داخل ہو کر وہاں جمعہ پڑھایا اور عید الاضحیٰ منائی' پھر وہ روانہ ہوا تو اس کے ساتھ اس کا بھائی سلطان عادل بھی عسقلان تک گیا' پھر اس نے عسقلان کے عوض اپنے بھائی کو الکرک جاگیر میں دیا اور اسے واپسی کا حکم دیا تاکہ وہ مصر میں حوادث کے خلاف اس کے بیٹے العزیز کا مددگار رہے' اور سلطان نے واپس آ کر عسکا شہر میں قیام کیا' حتیٰ کہ یہ سال گزر گیا۔

اس سال مصر میں رافضیوں کی ایک جماعت نے فاطمی حکومت کو واپس لانے کے لیے خروج کیا اور انہوں نے مصر سے عادل کی غیر حاضری فائدہ اُٹھایا اور انہوں نے العزیز عثمان بن صلاح الدین کے معاملے کو پوشیدہ رکھا اور رات کو بارہ آدمی یا آل علی یا آل علی کا اعلان کرنے بھیجے' ان کی نیت یہ تھی کہ عوام ان کی بات کا جواب دیں گے' مگر کسی نے ان کو جواب نہ دیا اور نہ ان کی طرف توجہ کی' پس جب انہوں نے یہ بات دیکھی تو شکست کھا گئے اور پکڑے گئے' اور انہیں بیڑیاں ڈالی گئیں اور قید کیا گیا' اور جب سلطان صلاح الدین کو ان کے معاملے کی اطلاع ملی تو اس بات نے اسے دُکھ دیا اور وہ غمزدہ ہو گیا' اور قاضی فاضل ابھی اس کے پاس ہی تھا اس سے جدا نہیں ہوا تھا' اس نے اسے کہا' اے بادشاہ آپ کو خوش ہونا چاہیے' غمگین نہیں ہونا چاہیے کہ آپ کی رعیت میں سے کسی ایک آدمی نے ان جہلاء کی بات پر کان نہیں دھرا' اور اگر آپ اپنی طرف سے لوگوں کے حالات معلوم کرنے کے لیے جاسوس بھیجتے تو ان کے بارے میں جو اطلاع آپ کو پہنچتی وہ آپ کو خوش کرتی تو اس کا غم دور ہو گیا اور اس نے اس کی بات کی طرف رجوع کر لیا اور اس نے اسے مصر بھیج دیا تا کہ وہ اس کا جاسوس اور مددگار رہو۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

امیر کبیر سلالۃ الملوک والسلاطین:

الشیزری مؤید الدولہ ابو الحارث وابو المظفر اسامہ بن مرشد بن علی بن مقلد بن نصر بن منقذ' آپ مشہور شعراء میں سے تھے' آپ نے ۹۷ سال عمر پائی' اور آپ کے لیے آپ کی عمر ہی ایک مستقل تاریخ ہے' آپ کا گھر دمشق تھا' مکان العزیزیہ' جو فضلاء کا قلعہ اور علماء کی فرودگاہ تھا' آپ کے اشعار شاندار ہیں اور آپ کے پاس بہت علم تھا' اور آپ بڑے سخی اور صاحب فضل تھے' اور ملوک شیزر کی اولاد میں سے تھے' آپ فاطمیوں کے زمانے میں مدت تک مصر میں رہے' پھر شام واپس آ گئے' اور ۵۷۰ھ میں ملک صلاح الدین کے پاس آئے اور اسے یہ اشعار سنائے۔

> ''میں نے ساری عمر بڑھاپے کی تعریف کی ہے' اگرچہ میں نے اس میں بہت گناہ کیے ہیں اس لیے کہ میں نے شرم محسوس کی ہے کہ میں دشمن کے بعد پیارے دوست کو ملوں''۔

اور دانت کے بارے میں آپ کے اشعار ہیں' جسے آپ نے اُکھاڑا اور آپ کا فائدہ جاتا رہا:

> ''میرا ایک ساتھی ہے' میں عمر بھر اس کی صحبت سے نہیں اکتایا' وہ میرے فائدہ کے لیے شقاوت ہے اور وہ مجتہد کی طرح کوشاں ہے' اور جب سے ہم ساتھی بنے ہیں میں نے اسے نہیں پھینکا اور جب وہ میرے ناظرین کے سامنے ظاہر ہوا تو ہم ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے''۔

آپ کے اشعار کا دیوان بہت بڑا ہے اور صلاح الدین بقیہ دواوین پر اسے فضیلت دیتا ہے' آپ ۴۸۸ھ کو پیدا ہوئے اور آپ اپنی جوانی میں دلیر اور شجاع تھے۔ آپ نے اکیلے ہی مقابلہ کر کے شیر کو مار دیا' پھر لمبی عمر پائی یہاں تک کہ اس سال ۲۳ رمضان منگل کی شب کو وفات پا گئے۔ اور جبل قاسیون کے مشرق میں دفن ہوئے' راوی کا بیان ہے' میں نے آپ کی قبر کی زیارت کی

اور آپ کو یہ اشعار سنائے ۔

''ان کی جدائی پر صبر کر عاریتہً نہ مانگ' تیرے قویٰ دائمی بے رُخی سے کمزور ہو گئے ہیں اور یاد رکھ اگر تو خوشی سے ان کی طرف واپس آیا تو ٹھیک ورنہ تو پشیمان ہو کر آئے گا''۔

اور آپ کے یہ اشعار بھی ہیں ۔

''میرے ہاتھ کے قلم اُٹھانے سے عاجز ہونے پر تعجب کر حالانکہ اس سے قبل اس نے شیر کے سینے میں نیزہ توڑ دیا تھا' اور جو شخص لمبی عمر کا متمنی ہے اسے کہہ دے یہ لمبی عمر کا انجام ہے''۔

ابومحمد عبداللہ بن علی:

ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ آپ کے شیخ ابومحمد عبداللہ بن علی ابن عبداللہ بن سوید التکریتی نے بھی اسی سال وفات پائی ہے۔ آپ حدیث کے عالم تھے اور آپ کی تصانیف اچھی ہیں۔

الحازمی الحافظ:

ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال حافظ ابوبکر محمد بن موسیٰ عثمان بن حازم الحازمی الہمدانی نے بغداد میں وفات پائی' آپ صغرسنی کے باوجود صاحب تصانیف ہیں' جن میں العجالہ فی النسب اور الناسخ والمنسوخ وغیرہ بھی ہیں۔ آپ ۵۴۸ھ یا ۵۴۹ھ میں پیدا ہوئے' اور اس سال ۲۸ / جمادی الاولیٰ کو فوت ہو گئے۔

واقعات ـــــ ۵۸۵ھ

اس سال خلیفہ کی طرف سے سلطان کے پاس ایلچی' اسے ابونصر ملقب بہ الظاہر بن الخلیفہ الناصر کی ولی عہدی کی اطلاع دینے آئے' سلطان نے خطیب دمشق ابوالقاسم عبدالملک بن زید الدولعی کو حکم دیا کہ وہ منبر پر اس کا ذکر کرے' پھر سلطان نے ایلچیوں کے ہاتھ بہت سے تحائف اور قیمتی ہدایا بھیجے اور کچھ فرنگی قیدی بھی بھیجے جو اپنی جنگی ہیئت میں تھے اور صلیب الصلبوت بھی بھجوائی' جسے خلیفہ کے گھر باب النوبی کی دہلیز تلے دفن کر دیا گیا اور اسے تعظیم کے بعد پاؤں تلے روندا گیا' اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ صلیب صخرہ پر نصب تھی اور تانبے کی تھی اور اس پر سونے کی پالش تھی' پس اللہ تعالیٰ نے اسے دہلیز کے نیچے گرا دیا۔

عکا کا واقعہ:

صور میں جو فرنگی تھے' وہ ماہِ رجب میں اکٹھے ہوئے اور عکا شہر کی طرف روانہ ہو گئے' اور محاصرہ کرتے ہوئے اس کا گھیراؤ کر لیا اور اس میں جو مسلمان تھے وہ قلعہ بند ہو گئے' اور محاصرے کے لیے جن چیزوں کی ضرورت تھی ان کی تیاری کی اور سلطان کو ان کی اطلاع ملی تو وہ بسرعت تمام دمشق سے ان کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا اور اس نے دیکھا کہ انہوں نے عکا کا یوں گھیراؤ کر لیا ہے جیسے انگوٹھی' چھنگلی کو گھیر لیتی ہے اور وہ مسلسل انہیں اس سے ہٹاتا اور روکتا رہا' حتیٰ کہ اس نے قلعہ کے دروازے تک راستہ بنا لیا' اور جو سپاہی' رعایا کا آدمی' عورت اور بچہ اس تک پہنچنا چاہتا پہنچ سکتا تھا' پھر اس نے اپنی مرضی کے آلات وامتعہ اس

میں داخل کیے اور خود بھی داخل ہو گیا اور اس کی فصیل پر چڑھ گیا' اور اس نے فرنگیوں اور ان کی فوج اور ان کے کثرت تعداد اور کثرت سامان کو دیکھا' اور غلہ ہر وقت سمندر کے راستے ان کے پاس آ رہا تھا۔ اور ان کی ہر چیز میں اضافہ ہو رہا تھا' اور ہر گھڑی انہیں کمک پہنچ رہی تھی پھر وہ اپنے خیمہ میں آیا اور سپاہی اس کے پاس آ رہے تھے اور وہ ہر جہت اور ہر جگہ سے اس کے پاس آئے' ان میں پیادہ اور سوار بھی تھے' اور جب شعبان کا آخری عشرہ آیا تو فرنگی اپنی کشتیوں میں اس کی کشتیوں کی طرف آئے' اور وہ تقریباً دو ہزار سوار اور تیس ہزار پیادے تھے۔ سلطان اپنے جانبازوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا اور انہوں نے عکا کی چراگاہ میں بڑی جنگ کی اور دن کے پہلے حصے میں مسلمانوں کی ایک جماعت نے شکست کھائی' پھر فرنگیوں پر مصیبت ٹوٹ پڑی اور ان کے مقتولین سات ہزار سے زیادہ تھے اور جب یہ جنگ ختم ہوئی تو سلطان اپنی پہلی جگہ سے گندی ہوا اور تکلیف کے خوف سے ایک اور جگہ منتقل ہو گیا جو مقتولین کی بدبو سے دور تھی' تاکہ سوار اور گھوڑے آرام کریں اور اسے معلوم نہ ہوا کہ یہ مخذول دشمن کے بڑے فائدے کی بات ہے' انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور انہوں نے اپنے خیمہ گاہ کے اردگرد سمندر سے خندق کھودی' جو ان کی فوج کو گھیرے ہوئے تھی اور انہوں نے اس کی مٹی سے ایک بلند فصیل بنائی اور اس کے دروازے بنائے جن سے وہ جب چاہتے باہر نکل جاتے' اور وہ اپنی اس منتخب جگہ پر ڈٹ گئے' اور حالات مسلمانوں کے خلاف ہو گئے' اور مصیبت بڑھ گئی' اور بیماری پیچیدہ ہو گئی' اور اللہ کی طرف سے امتحان و آزمائش کے لیے حالات سخت خراب ہو گئے' سلطان کی رائے یہ تھی کہ وہ حملہ کے بعد جلد ہی جنگ کریں اور اس وقت تک نہ چھوڑیں حتیٰ کہ سمندر ٹھیک ہو جائے اور ہر طرف سے ان کے پاس کمک آ جائے' مگر فوج کی اکتاہٹ کے باعث یہ کام اس کے لیے مشکل ہو گیا' ان میں سے ہر ایک فرنگیوں کے معاملے کی وجہ سے حقیر تھا' اور اسے معلوم نہ تھا کہ تقدیر نے کیا فیصلہ کیا ہے' پس سلطان نے تمام ملوک سے مدد مانگی اور خلیفہ کو بھی پریشانی کی اطلاع دی اور ترغیبانہ خطوط پھیلا دیئے' پس فرداً فرداً اور جماعتہً اس کے پاس امداد آ گئی اور اس نے اپنے بھائی عادل کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ جلد بحری بیڑا لے کر آئے اور وہ اس کے پاس آیا اور پچاس دستے اس کے پاس امیر حسام الدین لؤلؤ کے ساتھ پہنچے اور عادل' مصری فوج کے ساتھ آیا اور جب بحری بیڑا پہنچا تو فرنگی کشتیاں اس سے دائیں بائیں ایک طرف ہو گئیں' اور وہ اس سے ڈر گئے' اور غلہ اور فوج اور سامان شہر پہنچ گیا' جس سے دل شادمان ہو گئے' اور یہ سال گزر گیا اور حالات وہی تھے جو تھے' اور اللہ کے سوا کوئی پناہ دینے والا نہیں۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

قاضی شرف الدین ابوسعد:

عبداللہ بن محمد بن ہبۃ اللہ بن ابی عصرون' آپ ائمہ شافعیہ میں سے تھے' کتاب الانتصاف آپ کی تالیف ہے۔ آپ دمشق کے قاضی القضاۃ بنے' پھر اپنی وفات سے دس سال قبل اندھے ہو گئے تو آپ نے بطیب خاطر اپنے بیٹے نجم الدین کو مقرر کیا اور آپ نے ساڑھے ترانوے سال عمر پائی' اور مدرسہ عصرونیہ میں دفن ہوئے جسے آپ نے اپنے گھر کے سامنے باب

البریدکے بازار میں تعمیر کیا تھا' ان دونوں کے درمیان راستے کے عرض کا فاصلہ ہے اور آپ صالحین اور علمائے عاملین میں سے تھے' اور ابن خلکان نے آپ کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ اصلاً موصل کے حدیثہ عانہ کے ہیں اور آپ نے حصول علم کے لیے مختلف شہروں کی طرف سفر کیا اور اسعد المیہنی اور ابوعلی الفارقی اور ایک جماعت سے علم حاصل کیا اور سنجار اور حران کے قاضی بنے اور نور الدین کے زمانے میں الغزالیہ کی تدریس کا کام سنبھالا' پھر حلب چلے گئے اور نورالدین نے حلب میں آپ کے لیے مدرسہ بنایا اور دوسرا مدرسہ حمص میں بنایا' پھر آپ صلاح الدین کے زمانے میں دمشق آئے اور ۵۷۳ھ میں اس کے قاضی بنے یہاں تک کہ اس سال وفات پا گئے' اور آپ نے قضاء الاعمیٰ کے بارے میں ایک کتاب تالیف کی ہے' اور یہ جائز ہے اور یہ مذہب کے خلاف ہے اور صاحب البیان نے بعض اصحاب کے لیے اس کی وجہ بیان کی ہے' آپ کا بیان ہے کہ میں نے کسی اور میں یہ بات نہیں دیکھی' لیکن تیرا کسی چیز سے محبت کرنا اندھا اور بہرا کر دیتا ہے اور آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں' جن میں سے صفوۃ المذہب ونہایۃ المطلب سات جلدوں میں ہے اور الانتصاف چار جلدوں میں ہے اور الخلاف چار جلدوں میں ہے' اور الذریعۃ فی معرفۃ الشریعۃ اور المرشد وغیرہ بھی ہیں۔ اور ایک کتاب کا نام آپ نے ماخذ النظر رکھا ہے اور الفرائض کے بارے میں مختصر بھی ہے۔ اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں آپ کا ذکر کیا ہے اور العماد نے آپ کی تعریف کی ہے' اور قاضی فاضل نے بھی آپ کی تعریف کی ہے' اور العماد اور ابن خلکان نے آپ کے بہت اشعار بیان کیے ہیں ۔

''میں زندہ رہنے کی اُمید کرتا ہوں اور ہر گھڑی میرے پاس سے مردوں کی چار پائیاں ہلتی ہوئی گزرتی ہیں اور میں بھی انہی کی طرح ہوں' ہاں میری کچھ راتیں زمانے میں بقایا ہیں جنہیں میں گزاروں گا''۔

احمد بن عبدالرحمٰن بن وہبان:

ابوالعباس جو ابن افضل الزمان کے نام سے مشہور ہیں' ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ آپ بہت سے علوم مثلاً فقہ' اصول' حساب' فرائض' نجوم' سائنس اور منطق وغیرہ کے متبحر عالم تھے' آپ نے مکہ کی ہمسائیگی کی اور وفات تک وہیں رہے اور محبت و اخلاق کے لحاظ سے آپ بہت اچھے لوگوں میں سے تھے۔

امیر ضیاء الدین عیسیٰ الہکاری فقیہ:

آپ اسدالدین شیرکوہ کے اصحاب میں سے تھے' اس کے ساتھ مصر آئے اور اس کے ہاں مرتبہ حاصل کیا' پھر سلطان صلاح الدین کے ساتھ رہے' حتیٰ کہ اس کی رکاب میں عکا کے قریب منزلۃ الجروبۃ میں وفات پا گئے' آپ کو قدس لا کر دفن کیا گیا' آپ شیخ ابوالقاسم بن البرزی الجزری سے فقہ سیکھنے والوں میں شامل تھے اور آپ کبار امراء اور فضلاء میں سے تھے۔

المبارک بن المبارک الکرخی:

نظامیہ کے مدرس' آپ نے ابن الخل سے فقہ سیکھی اور خلیفہ اور عوام کے ہاں مرتبہ حاصل کیا' آپ کی خوشخطی کی مثال بیان کی جاتی تھی' میں نے طبقات میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

واقعات ـــــ ۵۸۶ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو سلطان قلعہ عکا کا محاصرہ کیے ہوئے تھے' اور فرنگیوں کی کمک ہر وقت سمندر سے ان کے پاس آ رہی تھی' حتیٰ کہ فرنگی عورتیں بھی جنگ کی نیت سے نکلتی تھیں اور ان میں سے بعض مسافروں کی راحت کی نیت سے آتی تھیں تا کہ مسافرت میں وہ ان سے نکاح کر لیں اور وہ راحت وخدمت اور حاجت برآری کرتے تھے' ان کے پاس ایک کشتی آئی جس میں تین سو خوبصورت ترین عورتیں اس نیت سے ان کے پاس آئیں' پس جب انہوں نے یہ بات دیکھی تو وہ جنگ اور مسافرت پر ڈٹ گئے' حتیٰ کہ بہت سے فاسق مسلمان ان عورتوں کی وجہ سے ان کے پاس چلے گئے اور یہ خبر مشہور ہوگئی' اور مسلمانوں اور فرنگیوں کے درمیان مشہور ہوگیا کہ جرمن کا بادشاہ' قسطنطنیہ کی جانب سے تین لاکھ جانبازوں سے آیا ہے اور بیت المقدس کے انتقام کے لیے شام پر قبضہ کرنا اور اس کے باشندوں کو قتل کرنا چاہتا ہے' اس موقع پر سلطان اور مسلمانوں نے بڑا غم برداشت کیا اور بہت خوفزدہ ہو گئے' اس کے ساتھ انہیں زبردست محاصرے کا بھی خوف تھا' لیکن اللہ تعالیٰ نے مہربانی کی' اس کی عام فوج کو راستوں میں سردی' بھوک اور ہلاکت کے مقامات میں بھٹک جانے کے باعث ہلاک کر دیا' جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی' اور فرنگیوں کے جنگ کرنے اور اپنے شہروں سے خروج کرنے کا سبب یہ تھا کہ جسے ابن اثیر نے الکامل میں بیان کیا ہے' وہ یہ کہ بیت المقدس کے راہبوں اور پادریوں کی ایک جماعت صور سے چار کشتیوں میں سوار ہوئی' اور وہ نصاریٰ کے سمندری شہروں میں' اور جو دوسری جانب سمندری علاقہ ہے' اس میں گھوم پھر کر فرنگیوں کو برانگیختہ کرنے لگے اور انہیں بیت المقدس کا بدلہ لینے کی ترغیب دینے لگے۔ اور جو اہل قدس اور اہل سواحل کے ساتھ قتل وقید اور گھروں کی بربادی کے واقعات ہوئے تھے انہیں بتانے لگے' اور انہوں نے مسیح کی اور ایک عربی کی تصویر بنائی جو اسے مار رہا ہے اور ایذا دے رہا ہے اور جب وہ ان سے پوچھتے یہ مسیح کو مارنے والا کون ہے؟ تو وہ کہتے یہ عربوں کا نبی اسے مار رہا ہے اور اس نے اسے زخمی کر دیا ہے اور وہ مر گیا ہے' پس وہ اس سے گھبرا جاتے اور غصے میں آتے اور روتے اور غمگین ہوتے' پس اس موقع پر وہ اپنے شہروں سے اپنے دین اور اپنے نبی کی نصرت کے لیے نکلے' اور ان کے حج کی جگہ' سختی اور نرمی کے مقام پر تھی' حتیٰ کہ پردہ نشین عورتیں اور زناکار مرد اور عورتیں جو اپنے اہل کے ہاں قیمتی پھل تھے' وہ بھی اپنے شہروں سے نکل آئیں۔

اور ۱۵ ربیع الاوّل کو سلطان نے امان کے ذریعے شعیف اربون کو لے لیا' اور اس کا حکمران ذلت ورسوائی کا قیدی تھا' اور یہ فرنگیوں کا بڑا دانشمند اور لوگوں کی تاریخ کا ان سے بڑا ماہر تھا اور بسا اوقات اس نے حدیث کی کتابوں اور تفسیر قرآن کو پڑھا' اس کے باوجود وہ موٹی جلد کا تھا' اور قسی القلب اور کافر دل تھا۔ اور جب سردی کا موسم گزر گیا اور موسم بہار آ گیا تو ملوکِ اسلام اپنے اپنے شہروں سے اپنے گھوڑوں اور بہادروں اور جوانوں اور سواروں کے ساتھ آ گئے' اور خلیفہ نے صلاح الدین کی طرف نفط اور تیروں کے بوجھ اور نفط پھینکنے والے اور نقب لگانے والے بھیجے' ان میں سے ہر ایک اپنے فن کا زبردست ماہر تھا' اور بیس ہزار دینار کا پروانہ بھی بھیجا اور سمندر کھل گیا اور فرنگیوں کی کشتیاں اپنے اصحاب کی مدد کے لیے ہر جزیرے سے متواتر

آنے لگیں' وہ فوج اور غلے سے ان کی مدد کرتے تھے' اور فرنگیوں نے لوہے اور لکڑی سے تین برج بنائے جن پر سرکہ کا پانی ملا ہوا چمڑا تھا' تاکہ نفط ان میں اثر انداز نہ ہو سکے' ایک برج میں پانچ سو جانباز سما سکتے تھے' اور یہ شہر کے برجوں میں سب سے اونچا تھا' اور وہ ایک چھکڑے پر نصب تھا' اور وہ جیسے چاہتے اسے گھما لیتے' اور ان میں سے ہر ایک کی پشت پر ایک بڑی منجنیق نصب تھی' پس جب مسلمانوں نے انہیں دیکھا تو اس بات نے انہیں غمگین کر دیا اور وہ شہر کے متعلق اور جو مسلمان اس میں تھے' ان کے پکڑے جانے کے خوف سے ڈر گئے اور انہیں ان سے تنگی محسوس ہوئی' پس سلطان نے انہیں جلانے کے بارے میں سوچا اور نفط پھینکنے والوں کو بلایا اور ان سے وعدہ کیا کہ اگر وہ انہیں جلا دیں تو انہیں بہت مال دیا جائے گا' پس اس بلاوے کا جواب دمشق کے ایک ٹھیٹھرے جوان نے دیا جو علی بن عریف النحاسین کے نام سے مشہور تھا۔ اور اس نے اس کے جلانے کو اپنے ذمے واجب کر لیا اور اس نے سفید نفط لیا اور اس کے ساتھ کچھ ادویہ ملائیں جنہیں وہ جانتا تھا' اور انہیں تانبے کی تین دیگوں میں رکھا' حتیٰ کہ وہ بھڑکتی آگ بن گیا اور اس نے منجنیق کے ذریعے ان دیگوں میں سے کچھ ہر برج پر عکا کے اندر پھینکا تو تینوں برج جل گئے' حتیٰ کہ اذنِ الٰہی سے آگ ہی بن گئے۔ آگ کے شعلے فضا میں بلند ہوتے تھے اور جو آدمی اس میں تھے' سب جل گئے' اور مسلمانوں نے یکبارگی لا الہ الا اللہ کا نعرہ لگایا اور ہر برج میں ستر کافر جل گئے اور یہ دن کافروں پر سخت تھا' اور یہ اس سال ۲۲/ربیع الاوّل کو سوموار کا دن تھا' اور فرنگی سات ماہ ان کو بنا بنا کر تھک گئے تھے' اور وہ ایک ہی دن میں جل گئے: وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہُ ھباءً منثورًا. پھر سلطان نے اس ٹھیٹھرے جوان کو قیمتی عطیہ اور بہت سے اموال دینے کا حکم دیا' مگر اس نے کسی چیز کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا میں نے یہ کام صرف رضائے الٰہی اور اس امید پر کیا ہے کہ خدا کے پاس جو ہے وہ مجھے دے گا' میں آپ سے کسی بدلے اور شکریے کا خواہاں نہیں۔

اور مصری بحری بیڑا آیا اور اس میں اہل شہر کے لیے بہت غلہ تھا' فرنگیوں نے اپنے بحری بیڑے کو مسلمانوں کے بحری بیڑے سے لڑنے کے لیے تیار کیا تو سلطان انہیں ان سے غافل کرنے کے لیے اپنی فوج کے ساتھ گیا اور اہل شہر نے بھی ان سے جنگ کی اور سمندر میں بحری بیڑوں نے بھی جنگ کی اور یہ سخت دن تھا اور بر و بحر میں جنگ تھی اور فرنگی مسلمانوں کے بحری بیڑے کی ایک خدمتگار کشتی پر فتح یاب ہوئے اور باقی بحری بیڑے کو اللہ نے بچا لیا اور اس میں جو غلہ تھا وہ شہر میں پہنچ گیا اور انہیں اس کی سخت ضرورت تھی۔

اور جرمن کا بادشاہ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے بہت سامان اور فوج کے ساتھ آیا' جو تقریباً تین لاکھ جانباز تھے' اور اس کی نیت شہر کو تباہ کرنا اور اس کے مسلمان باشندوں کو قتل کرنا اور بیت المقدس کا انتقام لینا تھا' نیز یہ کہ وہ ایک شہر کے بعد دوسرا شہر لے لے گا' حتیٰ کہ مکہ اور مدینہ کو بھی لے لے گا' مگر اللہ کی مدد سے اسے ان میں سے کچھ بھی حاصل نہ ہوا' بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر زمان و مکان میں انہیں ہلاک کیا اور وہ یوں اچک لیے جاتے جیسے حیوان اچک لیا جاتا ہے' حتیٰ کہ ان کا بادشاہ ایک دریا سے گزرا جو تیزی سے بہہ رہا تھا' اور اس کے دل نے اسے کہا کہ وہ اس میں تیرے' پس جب وہ اس میں داخل ہوا' تو پانی اسے بہا کر ایک درخت کے پاس لے گیا اور اس کا سر پھوڑ دیا اور اس کی سانس بند ہو گئی' اور اللہ نے اس سے عباد و بلاد کو راحت دی اور اس کے

چھوٹے بیٹے کو بادشاہ بنایا گیا اور ان کی جمعیت پریشان ہوگئی اور ان کی تعداد کم ہوگئی' پھر وہ جس شہر سے گزرتے اس میں قتل عام کرتے اور وہ اپنے عکا کے اصحاب کے پاس صرف ایک ہزار سوار کی صورت میں پہنچے' پس نہ انہوں نے ان کے ذریعے سر اُٹھایا اور نہ ان کی ان کے درمیان کوئی قدر و قیمت تھی' نہ اپنے ہم مذہبوں کے ہاں اور نہ غیروں کے ہاں' اور جو نور الٰہی کو بجھانے اور دین اسلام کو ذلیل کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کا یہی حال ہوتا ہے۔ اور العماد کا خیال ہے کہ پانچ ہزار جرمن پہنچے تھے اور تمام ملوکِ فرنگ نے اپنے ہاں ان کی آمد کو ناپسند کیا' کیونکہ وہ ان کے بادشاہ کی سطوت سے اور اس کی حکومت سے' اپنی حکومت کے زوال سے ڈرتے تھے' اس سے صرف صور کا حکمران المرکیس ہی خوش ہوا جس نے یہ فتنہ اور مصیبت پیدا کی تھی' اسے اس سے اور اس کی تدبیر سے قوت پہنچی تھی' بلاشبہ یہ جنگوں کا ماہر تھا' اور وہ ایسے آلات حرب لے کر آیا' جن کا خیال بھی کسی دل میں نہیں آیا' اس نے پہاڑوں کی مانند ٹینک کھڑے کیے جو چھکڑوں سے چلتے تھے اور ان کے تیر لوہے کے تھے' جو فصیل کو لگتے تو اسے شگاف کر دیتے اور اس کی اطراف بھی پھٹ جاتیں' پس اللہ نے ان کے جلانے سے عظیم احسان فرمایا اور مسلمانوں کو ان سے راحت دی اور جرمن کا حکمران فرنگی فوج کے ساتھ اُٹھا اور اس کے ساتھ مسلمانوں کی فوج سے ٹکرایا اور مسلمانوں کی سب افواج بھی اس کے پاس آ گئیں اور انہوں نے بہت سے کفار کو قتل کیا' اور انہوں نے ایک دفعہ اچانک سلطان کے خیمے پر حملہ کیا اور کچھ سامان لوٹ لیا' پس ملک عادل ابوبکر' جو میمنہ کا سالار تھا' اُٹھا اور اپنے اصحاب کے ساتھ آیا اور اس نے فرنگیوں کو مہلت دی' حتیٰ کہ وہ خیموں کے درمیان گھس گئے' پھر اس نے نیزے اور تلوار سے ان پر حملہ کر دیا اور وہ اس کے آگے بھاگ گئے' اور وہ ان میں سے جماعت در جماعت اور گروہ در گروہ لوگوں کو قتل کرتا رہا' حتیٰ کہ انہوں نے زمین کے چہرے پر ایسے چادریں ڈال دیں جو مسکراتے باغات سے بھی خوبصورت تھیں اور دلوں سے نرم اور رخساروں سے بھی زیادہ محبوب تھیں' کہتے ہیں کہ اس نے ان میں سے کم از کم پانچ ہزار آدمیوں کو قتل کیا' اور العماد کا خیال ہے کہ اس نے ظہر و عصر کے درمیان ان میں سے دس ہزار آدمیوں کو قتل کیا۔ واللہ اعلم

ادھر یہ ہوا اور میسرہ کو پتہ ہی نہ چلا کہ کیا ہوا ہے بلکہ وہ دوپہر کے وقت خیموں میں سوئے ہوئے تھے' اور جو لوگ ان کے پیچھے آئے وہ ایک ہزار سے کم تھے' اور مسلمانوں میں سے یا اس سے کم دس یا اس سے کم آدمی مارے گئے' اور یہ ایک عظیم احسان ہے اور اس بات نے فرنگی فوج کو کمزور کر دیا اور قریب تھا کہ وہ صلح کا مطالبہ کرتے یا شہر کو چھوڑ کر چلے جاتے کہ اتفاق سے انہیں سمندر سے ایک بادشاہ کی کمک پہنچ گئی' جسے کیدھری کہا جاتا تھا' اور اس کے پاس بہت سے اموال تھے' اس نے ان میں اموال خرچ کیے' اور انہیں قرض دیئے اور انہیں حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ مسلمانوں سے جنگ کرنے کو نکلیں اور اس نے عکا پر دو منجنیقیں نصب کیں اور ان میں سے ہر ایک میں اس نے پندرہ سو دینار خرچ کیے' پس مسلمانوں نے شہر کے اندر ان دونوں کو جلا دیا' اور قسطنطنیہ سے شاہِ روم کے خطوط آئے' جس میں اس نے شاہِ جرمن کی طرف سے صلاح الدین کے پاس معذرت کی کہ اس نے اس کے ملک کو اس کی مرضی سے پار نہیں کیا بلکہ وہ اپنی افواج کی کثرت کے ساتھ اس کے پاس سے گزر گیا ہے' لیکن سلطان کو بشارت ہو کہ اللہ عنقریب انہیں ہر جگہ پر ہلاک کرے گا' اور ایسا ہی وقوع میں آیا اور اس نے سلطان کو خبر دی کہ وہ اپنے ہاں مسلمانوں کے لیے جمعہ اور خطبے قائم کرے گا' تو سلطان نے اس کے ایلچیوں کے ساتھ خطیب اور منبر بھیج دیا اور اس کے ہاں ان

کے آنے کا دن جشن کا دن تھا۔ پس قسطنطنیہ میں خطبہ قائم ہو گیا اور عباسی خلیفہ کے لیے دعا ہوئی اور وہاں جو مسلمان تاجر اور قیدی اور مسافر تھے وہ اکٹھے ہوئے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

فصل

اور عکا کے متولی امیر بہاؤالدین قراقوش نے شعبان کے پہلے عشرے میں سلطان صلاح الدین کی طرف سے سلطان کو لکھا کہ ان کے پاس صرف اتنی خوراک باقی رہ گئی' جو ۱۵ر شعبان کی شب تک چلے گی' اور جب سلطان کو خط پہنچا تو یوسف نے اسے پوشیدہ رکھا اور اس کی اشاعت کے خوف سے اس کا اظہار نہ کیا کہ یہ بات دشمن تک پہنچ جائے گی اور وہ مسلمانوں کے پاس آئیں گے' اور دل کمزور ہو جائیں گے' اور اس نے دیارِ مصر کے بحری بیڑے کے امیر کو لکھا تھا کہ وہ غلہ لے کر عکا آئے مگر اس کی روانگی متاخر ہو گئی' پھر ۱۵ر شعبان کو تین کشتیاں پہنچ گئیں جن میں اہل شہر کے لیے غلہ تھا جو سارے موسم سرما کے لیے کافی تھا' اور وہ حاجب لؤلؤ لے کر آیا تھا' اور جب وہ شہر کے قریب آیا تو فرنگی بحری بیڑا اس کے اور شہر کے درمیان حائل ہونے کے لیے اس کی طرف آیا تاکہ اس میں جو کچھ ہے اسے تلف کر دے سو انہوں نے سمندر میں بڑی جنگ کی اور خشکی پر مسلمان اس کی سلامتی کے لیے اللہ کے حضور عاجزانہ دعائیں کر رہے تھے' اور فرنگی بھی بر و بحر میں شور و غل کر رہے تھے' اور شور بلند ہو گیا اور اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی' اور ان کی کشتیوں کو سلامت رکھا اور ہوا کشتیوں کے لیے خوشگوار ہو گئی اور وہ چل پڑیں اور انہوں نے ان فرنگی کشتیوں کو جو بندرگاہ کا احاطہ کیے ہوئے تھیں جلا دیا اور شہر میں صحیح سالم داخل ہو گئیں' جس سے اہل شہر اور فوج کی بہت خوشی ہوئی اور سلطان نے ان تین کشتیوں سے پہلے بیروت سے ایک بہت بڑی کشتی بھیجی تھی' جس میں چار سو بورے تھے اور اس میں پنیر' چربی خشک گوشت کے ٹکڑے اور تیر اور بہت سا نفط تھا' اور یہ کشتی فرنگیوں کی ان کشتیوں سے تھی جو غنیمت میں حاصل ہوئی تھیں اور اس میں جو تاجر تھے اس نے انہیں فرنگی تاجروں کا لباس زیب تن کرنے کا حکم دیا' حتیٰ کہ انہوں نے اپنی داڑھیاں منڈوا دیں۔ اور زنار باندھ لیے اور انہوں نے کشتی میں اپنے ساتھ کچھ خنازیر بھی رکھ لیے اور اسے فرنگیوں کی کشتیوں کے پاس لے آئے' انہوں نے خیال کیا کہ یہ ان کے آدمی ہیں اور وہ کشتی چل رہی تھی گویا وہ کمان کے درمیان سے نکلنے والا تیر ہے اور فرنگیوں نے انہیں انتباہ کیا کہ شہر کی جانب سے بندرگاہ تباہ ہو جائے گی' انہوں نے معذرت کی کہ وہ اس سے مغلوب ہیں اور ہوا کی قوت کی وجہ سے اس کا روکنا ان کے لیے ممکن نہیں اور وہ مسلسل اسی حالت میں رہے حتیٰ کہ وہ بندرگاہ میں داخل ہو گئے' اور جو غلہ ان کے پاس تھا اسے الٹ دیا۔ اور جنگ دھوکہ ہے۔ پس بندرگاہ عبور ہو گئی' اور سرحد مال سے بھر گئی' اور یہ تین مصری کشتیاں آنے تک وہ ان کے لیے کافی ہو گئی' اور شہر کو دو برج گھیرے ہوئے تھے' ایک کو برج الدیان کہا جاتا تھا' پس فرنگیوں نے ایک عظیم کشتی بنائی جس کی ناک بھی تھی' اور اس میں محرکات بھی تھے' اور جب وہ چاہتے اسے فصیلوں اور برجوں پر رکھ لیتے' انہوں نے اسے موڑا تو جہاں انہوں نے چاہا وہ پہنچ گئی' مسلمانوں پر اس کشتی کا معاملہ بڑا گراں ہو گیا اور وہ مسلسل اس کے متعلق تدبیریں کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے اس پر آگ کا شعلہ بھیجا' جس نے اسے بھسم کر دیا اور غرق کر دیا' اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ فرنگیوں نے اس میں

بہت سا نفط اور بہت سا ایندھن تیار کیا اور دوسری کشتی اس کے پیچھے تھی۔ جس میں صرف ایندھن تھا' پس جب مسلمانوں نے بندرگاہ کی حفاظت کا ارادہ کیا تو انہوں نے ایندھن والی کشتی پر نفط پھینکا تو وہ مسلمانوں کی کشتیوں کے درمیان چلتے ہوئے جل گئی' اور دوسری بھی جل گئی' اور دوسری کشتی میں مضبوط عمارت تلے جانباز تھے جسے انہوں نے اس میں مضبوط بنایا تھا' اور جب انہوں نے برج الدیان پر نفط پھینکا تو قدرتِ خداوندی سے معاملہ ان کے لیے الٹ ہو گیا' کیونکہ اس رات شدید ہوا تھی' اور جب آگ ان کی کشتی کی طرف بڑھی وہ جل گئی اور آگ دوسری کشتی تک بھی پہنچ گئی' اور وہ غرق ہو گئی' اور وہ جانبازوں کی کشتی تک پہنچی تو وہ بھی تباہ ہو گئی' اور جو جانباز اس میں موجود تھے' ہلاک ہو گئے اور وہ گذشتہ اہل کتاب کفار کی مانند ہو گئے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اور مومنین کے ہاتھوں سے تباہ کرتے ہیں''۔

فصل

اور ۳ ر رمضان کو فرنگیوں نے شہر کا سخت محاصرہ کر لیا' حتیٰ کہ وہ خندق میں آ گئے اور اہل شہر ان کے مقابلے کو نکلے تو انہوں نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور انہوں نے تھیلوں اور فصیلوں کی آگ پر قدرت پالی اور اس کی آگ چھتوں تک چلی گئی اور آسمان کی بلندی میں اس کا عظیم شعلہ بلند ہوا' پھر مسلمانوں نے لوہے کی کنڈیوں کے ساتھ جو زنجیروں میں لگی ہوئی تھیں اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ ان کے پاس آ گیا اور انہوں نے اس پر ٹھنڈا پانی ڈالا تو کچھ دنوں بعد وہ ٹھنڈا ہو گیا اور اس میں ایک سو دمشقی قنطار لوہا تھا۔

اور ۲۸ ر رمضان کو ملک زین الدین حاکم اربل جو سلطان کے ساتھ عکا کے محاصرہ میں شریک تھا' فوت ہو گیا' اور لوگوں نے اس کی جوانی بے وطنی اور عمدگی پر غم کیا اور اس کے بھائی مظفر الدین سے اس کی تعزیت کی اور وہ اس کے بعد بادشاہ بنا اور اس نے صلاح الدین سے پوچھا کہ وہ شہر زور' حران' الرہا اور مہیاط وغیرہ کو اس کے ساتھ شامل کر دے اور اس کے ساتھ اس نے پچاس ہزار دینار نقد برداشت کیے تو اس کی بات قبول کر لی گئی' اور اس نے اس کے لیے حکمنامہ لکھا اور اس کے لیے جھنڈا باندھا اور جو اس نے چھوڑا تھا' اسے ملک مظفر تقی الدین کے ساتھ شامل کر دیا گیا' جو سلطان صلاح الدین کا بھتیجا تھا۔

فصل

قاضی فاضل مصر میں ممالک کا انتظام کر رہا تھا اور سلطان کو جن اموال کی ضرورت تھی' انہیں اس کی طرف بھجوا رہا تھا اور اس نے بحری بیڑا اور سلطانی خطوط تیار کیے' اور ایک خط میں اس نے ذکر کیا کہ محاصرے کی طوالت کا سبب گناہوں کی کثرت اور لوگوں کے درمیان محارم کا ارتکاب ہے' بلاشبہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ صرف اسے اپنی اطاعت کرنے سے دیتا ہے اور مصائب کو اپنی طرف رجوع کرنے اور اپنے احکام پر عمل کرنے سے دور کرتا ہے اور محاصرہ لمبا کیوں نہ ہو جبکہ گناہ ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں' اور ان میں سے کچھ اللہ کی طرف چلے گئے ہیں' جن کے بعد اس سے استعاذہ کی توقع تھی' اور اس میں یہ بات بھی تھی

کیا اسے اطلاع ملی کہ بیت المقدس میں برائیاں اور فواحش نمایاں ہو گئے ہیں' اور اس کے ملک میں اس قدر ظلم ہو رہا ہے' جس کی تلافی بڑی مشقت کے بغیر ممکن نہیں' اور ان میں سے ایک خط میں وہ کہتا ہے' ہم صرف اپنے نفوس کی طرف سے آئے ہیں' اور اگر ہم سچے ہوتے' تو اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے سچ کا بدلہ جلد دیتا اور اگر ہم اس کے مطیع ہوتے تو وہ ہمیں ہمارے دشمن سے مزا نہ دیتا اور اگر ہم مقدور بھر اس کے حکم پر عمل کرتے تو وہ ہمارے ساتھ ایسا سلوک کرتا جس پر ہم اس کے بغیر قدرت نہ پاتے' پس ہر کوئی اپنے نفس اور عمل سے لڑے اور صرف اپنے رب سے اُمید رکھے اور فوجوں اور مددگاروں کی کثرت سے دھوکہ نہ کھائے اور نہ فلاں سے دھوکہ کھائے کہ وہ اس پر اعتماد رکھتا ہے کہ وہ اس کی حفاظت میں لڑے گا' یہ سب باتیں اللہ سے غافل کرنے والی ہیں' ان سے فتح نہیں ملتی' فتح اللہ کی طرف سے آتی ہے' اور ہم بے خوف نہ ہوں کہ اللہ ہمیں ان کے سپرد کر دے' فتح اور مہربانی اسی کی جانب سے ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں' پس اگر وہ ہماری دُعا کا راستہ نہ روکتے تو ہماری دُعا کا جواب آ چکا ہوتا اور خشوع کرنے والوں کے آنسوؤں کی روانی ڈھل چکی ہوتی' لیکن راستہ میں رکاوٹ تھی' اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کو سابق ولاحق فیصلے میں انتخاب کا اختیار دیا ہے اور آخری قسط میں وہ اس بات پر دُکھ کا اظہار کرتا ہے کہ سلطان کے دل پر مصائب کا جو بوجھ ہے اس کے باعث اس کے جسم میں ضعف ہو گیا ہے' اللہ اسے اس کے قول کا بدلہ دے' وہ کہتا ہے' اور غلام کے دل میں جو کمزوری ہے وہ اس ضعف کا بقیہ ہے جو ہمارے آقا کے جسم میں پایا جاتا ہے' بلاشبہ وہ ہمارے دلوں کے ساتھ ہے اور ہم اپنی سمع وبصر کے ساتھ اس پر فدا ہیں۔ پھر اس نے کہا۔

''ہم خدام کا گروہ ہیں' آپ کو کیا تکلیف ہے اور اگر وہ اس بات سے ڈریں جو میں کہتا ہوں تو میں اکیلا ہی وہ تکلیف اُٹھانے کو تیار ہوں''۔

اور مؤلف الروضتین شیخ شہاب الدین نے اس جگہ پر فاضل کی جانب سے سلطان کی طرف متعدد خطوط بیان کیے ہیں' جن میں فصاحت وبلاغت' مواعظ اور جہاد کی ترغیب پائی جاتی ہے' اللہ اس شخص پر رحمت کرے وہ کس قدر فصیح تھا' اور اس وزیر پر جو کس قدر خیر خواہ تھا' اور اس عقل پر جو کس قدر بھاری تھی۔

فصل

قاضی فاضل نے سلطان کی زبان سے الغرب کے بادشاہ امیر المسلمین اور موحدین کی فوج کے سلطان' یعقوب بن یوسف بن عبدالمؤمن کی طرف خط لکھا اور اس سے سمندر میں کشتیاں بھیجنے کی مدد مانگی' جو فرنگیوں کشتیوں کے خلاف مسلمانوں کی مددگار رہوں' یہ خط اور فصیح وبلیغ اور خوبصورت عبارت میں ہے' ابوشامہ نے اسے پوری طوالت سے بیان کیا ہے۔ اور سلطان صلاح الدین نے امیر کبیر شمس الدین ابی الحزم عبدالرحمٰن بن منقذ کے ہاتھ خط کے ساتھ قیمتی تحائف وہدایا بھی بھیجے اور وہ ۸ر ذیقعدہ کو سمندر کے راستے روانہ ہوا' اور ۲۰ر ذوالحجہ کو سلطانِ مغرب کے پاس پہنچ گیا اور ۵۸۸ھ کے عاشورِ محرم تک اس کے پاس ٹھہرا' اور ان چیزوں کے بھیجنے کا کوئی فائدہ نہ ہوا' کیونکہ وہ اس وجہ سے ناراض ہو گیا کہ اسے امیر المومنین کا لقب نہیں

دیا گیا' قاضی فاضل کا مشورہ یہی تھا کہ ان تحائف کو نہ بھیجا جائے لیکن جو کچھ ہوا مشیت الٰہی سے ہوا۔

فصل

اس سال ناصر صلاح الدین کو بہت سے امور کی تکلیف برداشت کرنے کے باعث سوء مزاج ہو گیا' اور مخذول دشمن نے حوزۂ اسلام کا لالچ کیا اور ان کی ایک جماعت جنگ کے لیے نکلی اور دوسرے محاصرے پر قائم رہے' اور بہت تعداد اور سامان کے ساتھ آئے اور سلطان نے بھی دائیں بائیں' قلب اور دونوں بازوؤں پر فوجوں کو مرتب کیا اور جب دشمن نے بڑی فوج کو دیکھا تو وہ بھاگ گیا اور انہوں نے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔

فصل

اور جب موسم گرما آ گیا اور فرنگیوں کی کشتیاں' سمندر کے جوش کے باعث ہلاکت کے خوف سے شہر سے ہٹ گئیں' تو شہر کے مسلمانوں نے سلطان سے اپیل کی کہ وہ انہیں عظیم دباؤ اور رات دن جنگ کرنے کی تکلیف سے راحت دے اور شہر کی طرف ان کے بدلے میں اور آدمی بھیجے تو سلطان کو ان پر ترس آ گیا اور اس نے اس کا عزم کر لیا اور وہ تقریباً بیس ہزار مسلمان تھے' جو امیر اور مامور کے درمیان تھے' سو اس نے ایک اور فوج تیار کی' لیکن یہ کوئی اچھا مشورہ نہ تھا' لیکن سلطان کا مقصد نیک تھا کہ یہ لوگ شہر میں تیز اور شدید ارادوں اور قوی عزم کے ساتھ داخل ہوں گے اور وہ ان کی نسبت راحت میں ہیں' لیکن جو لوگ شہر میں تھے اور اس سے نکل چکے تھے' انہیں شہر کی واقفیت اور جنگ کا تجربہ تھا' اور وہ صبر و استقلال والے تھے اور انہوں نے اس میں سال بھر کے لیے کفایت کرنے والا خرچ جمع کر لیا تھا' جو اس بات کی وجہ سے برباد ہو گیا اور مصر سے ایک کشتی آئی' جس میں اہل شہر کو ایک سال تک کفایت کرنے والا غلہ تھا' پس تقدیر الٰہی سے جب وہ کشتی سمندر کے وسط میں آئی اور بندرگاہ کے نزدیک ہوئی تو سخت ہوا نے اس پر حملہ کر دیا اور یہ کشتی الٹ گئی' اور ٹکرا کر ٹوٹ پھوٹ گئی' اور غرق ہو گئی' اور اس میں جو غلہ اور ملاح تھے' وہ ڈوب گئے' جس سے مسلمان بہت کمزور ہو گئے' اور معاملہ نہایت سنگین ہو گیا اور سلطان بیمار ہو گیا اور اس کے مرض میں ایک اور مرض کا اضافہ ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور یہ بات شہر پر قبضہ کرنے کے لیے مخذول دشمن کی مددگار تھی' ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ اس سال کے ذوالحجہ کا واقعہ ہے اور عکا آنے والوں کا سرخیل امیر سیف الدین علی بن احمد بن المشطوب تھا۔

اور ۷/ ذوالحجہ کے روز عکا کی فصیل میں ایک بڑا شگاف ہو گیا' اور فرنگیوں نے اس کی طرف سبقت کی مگر مسلمانوں نے اپنے سینوں کے ساتھ اسے بند کرنے میں ان سے سبقت کی اور انہوں نے اس کی حفاظت میں اپنے سینوں سے جنگ کی اور وہ مسلسل اس سے روکتے رہے' حتیٰ کہ انہوں نے اسے پہلے سے بھی مضبوط تر اور خوبصورت بنا دیا' اس سال مسلمانوں اور کافروں میں بڑی وبا پڑی اور سلطان اس بارے میں کہا کرتا تھا ؎

''مجھے اور مالک کو قتل کر دو اور مالک کو میرے ساتھ قتل کر دو''۔

اتفاق سے ۲۰؍ ذوالحجہ کو شاہ جرمن ملعون کے بیٹے اور الکندھر کے بڑے آدمیوں کی ایک جماعت اور فرنگیوں کے سرداروں کی' اللہ ان پر لعنت کرے' موت واقع ہوگئی اور فرنگیوں نے شاہ جرمن کے بیٹے کا غم کیا اور ہر خیمے میں بڑی آگ جلائی اور ہر روز ایک سو دو سو فرنگی ہلاک ہونے لگے اور ان کی ایک جماعت نے بھوک' تنگی اور دباؤ کی تکلیف کے باعث سلطان سے امان طلب کی اور ان میں سے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔

اور اس سال قاضی فاضل' مصر کے سلطان کے پاس آئے اور دونوں کو ایک دوسرے سے ملنے کا بڑا شوق تھا۔ اور دونوں نے ایک دوسرے کو خوش کرنے والی باتیں پہنچائیں۔ اور جن باتوں میں مسلمانوں کے مفادات تھے انہیں پوشیدہ رکھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شاہِ جرمن:

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ وہ تین لاکھ جانبازوں کے ساتھ آیا اور وہ راستوں میں ہلاک ہو گئے' اور وہ فرنگیوں کے پاس پانچ ہزار کے ساتھ آیا اور بعض کا قول ہے کہ دو ہزار جانبازوں کے ساتھ آیا اور اس نے اسلام کو تباہ کرنے اور تمام بلاد کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے چھڑانے کا عزم کیا ہوا تھا۔ اور اس کے خیال میں یہ بیت المقدس کا بدلہ تھا۔ پس اللہ نے اسے فرعون کی طرح غرق کر کے ہلاک کر دیا' پھر اس کے بعد اس کا چھوٹا بیٹا بادشاہ بنا اور باقیماندہ فوج کے ساتھ فرنگیوں کے پاس آیا اور وہ عکا کا محاصرہ کیے ہوئے تھے' پھر وہ بھی اسی سال فوت ہو گیا۔

محمد بن محمد بن عبداللہ:

ابو حامد قاضی القضاۃ موصل' کمال الدین شہرزوری' العماد نے آپ کی تعریف کی ہے اور آپ کے یہ اشعار سنائے ہیں ۔

''اثبات صفات کے دلائل قائم ہو گئے ہیں اور انہوں نے ائمہ تعطیل کی کمریں توڑ دی ہیں اور جب تنزیہہ کے ہراول دستے آئے' تو انہوں نے تشبیہ' تمثیل والوں کو شکست دی اور قرآن و حدیث کے دلائل کے ساتھ حق وہ ہے جس کی طرف ہم سب چلے ہیں اور جو شرع کی اقتداء نہ کرے اسے جہالت کی فراوانی گمراہی میں پھینک دیتی ہے''۔

واقعات ــــ ۵۸۷ھ

اور اس سال فرانسیسیوں کا بادشاہ اور انگریزوں کا بادشاہ اور دیگر بحر فرنگ کے بادشاہ اپنے اصحاب کے پاس عکا آئے اور انہوں نے اس سال عکا پر قبضہ کرنے کے بارے میں ایک دوسرے کی مدد کی جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی' اس سال کا آغاز ہو گیا تو جانبین سے عکا کا شدید محاصرہ تھا' اور شہر میں دشمن کی آمد مکمل ہوگئی' اور ملک عادل سمندر کی جانب خیمہ زن تھا'

تاکہ ان کا اور ان کے غلہ کا داخلہ مکمل ہو جائے۔

اور اس سال سے ربیع الاوّل کی پہلی رات کو مسلمانوں نے عکا سے نکل کر فرنگیوں کی خیمہ گاہ پر حملہ کر دیا اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور قیدی بنایا اور بہت سی چیزیں غنیمت میں حاصل کیں' انہوں نے بارہ عورتیں قیدی بنائیں اور فرنگیوں کی بڑی کشتی ٹوٹ گئی' اور ان کے جو آدمی اس میں تھے وہ غرق ہو گئے' اور باقیوں کو قیدی بنا لیا گیا۔ اور حمص کے حکمران اسد الدین بن شیرکوہ نے طرابلس کے علاقے میں فرنگیوں کے مویشیوں پر غارت گری کی اور بہت سے گھوڑے گائیاں اور بکریاں لے گیا اور ترکوں نے فرنگیوں پر فتح پا کر انہیں قتل کیا اور مسلمانوں میں سے صرف ایک چھوٹا خصی مارا گیا' جس کے گھوڑے نے اسے گرا دیا تھا' اور ۱۲ ربیع الاوّل کو فرانسیسیوں کا بادشاہ پرستارانِ صلیب سے بھری ہوئی تقریباً ساٹھ کشتیوں کے ساتھ فرنگیوں کے پاس آیا اور جب وہ ان کے پاس آیا تو ان کے کسی بادشاہ نے اس کی عظمت کی وجہ سے اس کے ساتھ بات نہ کی اور اس کے ساتھ ایک عظیم سفید باز بھی آیا' جسے اشہب کہتے تھے' وہ اس کے ہاتھ سے اُڑا اور عکا کی فصیل پر جا بیٹھا تو اس کے باشندوں نے اس کو پکڑ کر سلطان صلاح الدین کے پاس بھیج دیا اور فرنگی نے اس کے ایک ہزار دینار دیئے' مگر اس نے اس کا کوئی جواب نہ دیا' اور اس کے بعد کیدفریر آیا جو ان کے اکابر ملوک میں سے تھا اور انگلستان کے بادشاہ کے سفینے بھی پہنچ گئے' اور ان کا بادشاہ جزیرہ قبرص میں اشتغال کے باعث نہ آیا اور اس نے اسے اس کے حکمران سے چھین لیا' اور اسی طرح ملوک اسلام بھی موسم بہار کے شروع میں ملک ناصر کی خدمت کے لیے لگاتار آنے لگے' العماد کا بیان ہے کہ مسلمانوں کے چور فرنگیوں کے خیموں میں داخل ہو جاتے اور چوری کرتے' حتیٰ کہ وہ مردوں کو بھی چرا لیتے' اتفاق سے ان میں سے ایک نے تین ماہ کے دودھ پیتے بچے کو اس کے گہوارے سے اُٹھا لیا اور اس کی ماں کو اس کا بہت غم ہوا اور اس نے اپنے ملوک کے پاس شکایت کی تو انہوں نے اسے کہا' مسلمانوں کا بادشاہ رحم دل ہے' ہم نے تجھے بتا دیا ہے تو اس کے پاس جا کر اپنے معاملے کی شکایت کر' العماد کا بیان ہے وہ عورت سلطان کے پاس آئی اور اپنا معاملہ اس تک پہنچایا تو سلطان کو اس پر بہت ترس آیا' حتیٰ کہ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے' پھر اس نے اس کے بیٹے کو حاضر کرنے کا حکم دیا' کیا دیکھتا ہے کہ اسے بازار میں فروخت کر دیا گیا ہے' سو اس نے خریدار کو اس کی قیمت دینے کا حکم دیا اور وہ اس وقت کھڑا ہی رہا یہاں تک کہ بچے کو لایا گیا' تو اس کی ماں نے اسے لے کر کچھ وقت تک دودھ پلایا اور وہ اس کی خوشی اور محبت کی وجہ سے رو رہی تھی' پھر سلطان نے حکم دیا کہ اسے عزت کے ساتھ گھوڑے پر سوار کر کے اس کے خیمے میں لیجایا جائے۔

فصل

ماہِ جمادی الاولیٰ میں فرنگیوں نے عکا شہر کا محاصرہ سخت کر دیا اور انہوں نے ہر گہرے راستے سے اس کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی اور انگریزوں کا بادشاہ ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ جو پچیس کشتیوں میں تھی اور وہ جانبازوں کے ساتھ بھری ہوئی تھیں ان کے پاس آیا اور اہل سرحدان کی وجہ سے بڑی آزمائش میں پڑ گئے' جس کی پہلے کوئی مثال نہ تھی' اس موقع پر شہر میں پیادوں کو حرکت دی گئی' اور یہ ان کے اور سلطان کے درمیان علامت مقرر تھی' سلطان نے بھی اپنے پیادوں کو حرکت دی اور شہر کے نزدیک

آ گیا اور اس کے قریب منتقل ہو گیا' تا کہ انہیں شہر سے غافل کر دے اور انہوں نے ہر جانب سے اُسے گھیر لیا اور اس پر سات مجانیق نصب کر دیں' جو رات دن شہر میں گولہ باری کرتیں' خصوصاً عین البقر کے برج پر حتیٰ کہ وہ متاثر ہو گیا اور وہ مردہ جانوروں اور مقتولوں اور مرنے والوں سے خندق کو پر کرنے لگے اور انہوں نے اسے بند کر دیا اور جو وہ اس میں ڈالتے اہل شہر اسے سمندر میں پھینک دیتے' اور انگریزوں کے بادشاہ نے مسلمانوں کی ایک بڑی کشتی کا استقبال کیا' جو بیروت سے سامان اور اسلحہ سے بھری ہوئی آئی اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا' اور وہ چالیس کشتیوں کے ساتھ سمندر میں کھڑا تھا' وہ کوئی چیز کلیتہً شہر میں نہیں پہنچنے دیتا تھا' اور کشتی میں چھ سو بہادر جانباز تھے جو سب کے سب ہلاک ہو گئے' اللہ ان پر رحم کرے' اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب ان کا گھیراؤ کیا گیا' تو انہیں یقین ہو گیا کہ یا غرق ہونا ہے یا قتل ہونا ہے' تو انہوں نے اس کی سب اطراف کو شگاف کر دیئے اور وہ غرق ہو گئی' اور فرنگی اس میں سے کچھ بھی نہ لے سکے' نہ غلہ نہ اسلحہ' اور مسلمانوں نے اس مصیبت کا بڑا غم کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت کی تلافی کر دی کہ مسلمانوں نے اس دن چار منزلہ ٹینک جلا دیا' پہلی منزل لکڑی کی تھی' دوسری سیسے کی' تیسری لوہے کی اور چوتھی تانبے کی اور وہ فصیلوں کو اور ان میں جو جانباز تھے' ان کی نگرانی کرتا تھا' اہل شہر کو اس سے بڑی گھبراہٹ ہوئی اور ان کے دلوں نے اس کے شر کے خوف سے انہیں بتایا کہ وہ فرنگیوں سے امان طلب کریں' اور شہر کو سپرد کر دیں' پس اللہ نے مسلمانوں کے اس غم کو دور کیا اور اسے اس کے جلانے کی طاقت دی' اور اتفاق سے انہوں نے یہ کام اس روز کیا جس روز مذکورہ کشتی غرق ہوئی' اہل شہر نے سلطان کے پاس شکایت کی کہ جب سے انگریزوں کا بادساہ کھڑا ہوا ہے' محاصرہ ان پر سخت ہو گیا ہے' حالانکہ وہ بیمار بھی تھا' اور فرانسیسیوں کا بادشاہ بھی زخمی ہو چکا تھا' مگر اس بات نے انہیں سختی اور سرکشی میں بڑھا دیا' اور اکرکیس ان سے الگ ہو گیا اور اس خوف سے اپنے شہر صور چلا گیا' کہ وہ اس کی حکومت کو اس کے ہاتھ سے نکال دیں گے' اور انگریزوں کے بادشاہ نے سلطان صلاح الدین کو پیغام بھیج کر بتایا کہ اس کے پاس شکاری جانور ہیں جنہیں وہ سمندر سے لایا ہے اور وہ انہیں آپ کی طرف بھیجنے کی نیت کیے ہوئے ہے' لیکن وہ کمزور ہو چکے ہیں اور وہ مرغ اور پرندے طلب کرتا ہے تا کہ ان کے ذریعے قوت حاصل کرے' سلطان کو معلوم ہو گیا کہ وہ یہ چیزیں اپنے لیے طلب کرتا ہے' تو اس نے بہت سی چیزیں ازراہِ کرم اس کے پاس بھیج دیں' پھر اس نے سلطان سے پھل اور برف طلب کی' تو اس نے یہ چیزیں بھی بھیج دیں' مگر اس کے ساتھ احسان نے کوئی فائدہ نہ دیا۔ بلکہ جب وہ صحت مند ہو گیا تو پھر پہلی شرارت کی طرف لوٹ آیا اور محاصرہ دن رات سخت ہو گیا اور اہل شہر نے کچھ آدمی بھیجے کہ وہ سلطان سے کہیں کہ یا تو کل تم ہمارے ساتھ کچھ کرو ورنہ ہم فرنگیوں سے امان اور صلح کی درخواست کر دیں گے' سلطان کو یہ بات گراں گزری اس لیے کہ اس نے شام' دیار مصر اور بقیہ سواحل کا اسلحہ اس کی طرف بھیجا تھا' اور جو کچھ اس نے معرکہ حطین اور قدس سے غنیمت حاصل کی تھی وہ بھی اس کی طرف بھیجی تھی' اور یہ ان چیزوں سے بھرا ہوا تھا' اس موقع پر سلطان نے دشمن پر حملہ کرنے کا عزم کر لیا اور جب صبح ہوئی تو وہ اپنی فوج کے ساتھ گیا اور اس نے دیکھا کہ فرنگی بھی اپنی خندق کے پیچھے آ گئے ہیں اور ان کے پیادوں نے سواروں کے گرد ایک دیوار بنائی ہوئی ہے اور وہ ٹھوس لوہے کا ایک ٹکڑا ہیں' جن میں سے کوئی چیز گزر نہیں سکتی' تو وہ رُکا تا کہ اپنی فوج کے ہٹنے سے اس کا مقصد معلوم کرے اور اس کی

شجاعت اسے اس پر برانگیختہ کرتی

ادھر یہ ہوا اور ادھر شہر کا محاصرہ سخت ہو گیا اور ان کے پیادے خندق میں آ گئے اور انہوں نے فصیل میں اونٹ لٹکا دیا اور اسے بھر دیا اور اسے جلا دیا اور وہ گر پڑی اور فرنگی شہر میں داخل ہو گئے تو مسلمانوں نے انہیں روکا اور ان سے شدید جنگ کی اور ان کے چھ سرداروں کو قتل کر دیا۔ جس کی وجہ سے فرنگیوں کو مسلمانوں پر بہت غصہ آیا اور رات فریقین کے درمیان حائل ہو گئی اور جب صبح ہوئی تو شہر کے امیر المومنین احمد بن المشطوب نے باہر نکل کر فرانسیسیوں کے بادشاہ سے ملاقات کی اور ان سے اپنی جانوں کی امان طلب کی اور یہ کہ اس سے شہر کو لے لیں' مگر اس نے اس بات کا انہیں جواب نہ دیا اور وہ اسے کہنے لگا تو فصیل کے گرنے کے بعد امان طلب کرنے آیا ہے؟ اور ابن المشطوب نے گفتگو میں اس سے سخت کلامی کی اور شہر کی طرف اس حالت میں آیا جسے اللہ جانتا ہے اور جب اس نے اہل شہر کو جو کچھ ہوا تھا بتایا تو وہ سخت خوفزدہ ہو گئے' اور انہوں نے سلطان کو اس واقعہ کی اطلاع دینے کے لیے آدمی بھیجے تو اس نے انہیں پیغام بھیجا کہ وہ جلدی سے شہر سے نکل کر سمندر میں آ جائیں اور اس رات سے پیچھے نہ رہیں اور وہاں کوئی مسلمان نہ رہے اور جو لوگ وہاں تھے ان میں سے بہت سے لوگ سامان اور اسلحہ اکٹھا کرنے میں مصروف ہو گئے' اور اس شب باہر نکلنے سے پیچھے رہ گئے' اور ابھی صبح نہیں ہوئی تھی کہ دو چھوٹے غلاموں نے سلطان کے حکم کو سن کر فرنگیوں کے پاس پہنچا دیا' وہ دونوں اپنی قوم کے لوگوں کی طرف بھاگ گئے' اور انہیں جا کر یہ بات بتا دی اور انہوں نے سمندر کا زبردست تحفظ کر لیا' اور شہر کا کوئی شخص حرکت نہ کر سکا اور نہ کوئی چیز کلیتہً اس سے باہر نکلی' اور یہ دو غلام قیدی تھے' جنہیں سلطان نے فرنگی لڑکوں سے قیدی بنایا تھا اور سلطان نے اس شب دشمن پر حملہ کرنے کا عزم کیا مگر فوج نے اس کے ساتھ اتفاق نہ کیا اور کہنے لگے ہم مسلمانوں کی فوج کو خطرے میں نہیں ڈالیں گے' اور جب صبح ہوئی تو اس نے ملوک فرنگ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ ان سے اہل شہر کے لیے اس شرط پر امان طلب کرتا ہے کہ وہ ان گنتی کے فرنگی قیدیوں کو رہا کر دے گا جو اس کے قبضے میں ہیں' اور مزید انہیں صلیب الصلبوت بھی دے گا' انہوں نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور کہا کہ تمہارے قبضے میں جو قیدی ہیں ان سب کو رہا کرواور جو تم نے ساحلی علاقے ہم سے لیے ہیں وہ بھی سب چھوڑ دو اور بیت المقدس بھی ہمیں دو' تو اس نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور اس بارے میں مراسلات آتے جاتے رہے' اور شہر کی فصیلوں پر محاصرہ بڑھتا رہا اور ان میں بہت شگاف ہو گئے' اور ان میں سے بہت سے شگافوں کو مسلمانوں نے اپنے سینوں سے بند کر دیا اور بڑا استقلال دکھایا۔ اور دشمن کا پامردی سے مقابلہ کیا' پھر بالآخر وہ شہادت کے درجہ کو پہنچے' اور انہوں نے بالآخر سلطان کو خط لکھا' اے ہمارے آقا! ان لعنتیوں کے آگے نہ جھکنا جنہوں نے آپ کی اس بات کا جواب دینے سے انکار کیا ہے جو آپ نے ہمارے بارے میں ان سے کہی تھی' ہم نے جہاد پر اللہ کی بیعت کی ہے' حتیٰ کہ ہم سب قتل ہو جائیں۔ وباللہ المستعان۔

اور جب اس سال کی ۷ر جمادی الآخرہ کے دن کا ظہر کا وقت ہوا تو لوگوں کو بھی پتہ نہ چلا اور شہر کی فصیلوں پر کفار کے جھنڈے اور ان کی صلیبیں اور ان کی آگ بلند ہو گئی' اور فرنگیوں نے یکبارگی نعرہ لگایا اور مسلمانوں کی مصیبت بڑھ گئی اور موحدین کے غم میں اضافہ ہو گیا اور لوگ صرف انا للہ وانا الیہ راجعون ہی پڑھنے لگے' اور لوگوں پر عظیم حیرت چھا گئی' اور سلطان

کی فوج میں چیخ و پکار ہونے لگی اور امیر ملعون آیا اور وہ صورت واقعہ پر ان کے پاس بڑا یا لایا اور اس نے وہ ملوک کو دیے اور اس دن عکا میں چار بادشاہوں کے جھنڈے داخل ہوئے' ایک جمعہ کے روز اذان گاہ پر تھا' دوسرا قلعہ پر' تیسرا الداویہ کے برج پر اور چوتھا برج قتال پر' یہ جھنڈے سلطان کے جھنڈوں کے عوض تھے' اور مسلمان شہر کی ایک طرف قیدی بن کر سمٹ آئے' وہ گھرے ہوئے تھے اور ان پر تنگی تھی' اور انہوں نے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا اور ان کے اموال حاصل کر لیے اور بہادروں کو بیڑیاں ڈال دیں اور جوانوں کی اہانت کی گئی' اور جنگ کا پانسہ پلٹتا رہتا تھا' اور ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔

اس موقع پر سلطان نے لوگوں کو اس جگہ سے ہٹنے کا حکم دیا اور خود وہ اپنی جگہ کھڑا رہا تا کہ وہ دیکھے کہ وہ کیا کرتے ہیں اور کس پر بھروسہ کرتے ہیں' اور فرنگی شہر میں مصروف اور حیران تھے' پر سلطان فوج کی طرف گیا اور اسے وہ غم تھا' جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا' اور اسلامی ملوک اور امراء اور حکومت کے بڑے بڑے آدمی جو کچھ ہو چکا تھا اس کے بارے میں اسے تسلی دینے آئے' پھر اس نے ملوکِ فرنگ سے ان قیدیوں کی رہائی کے بارے میں مراسلت کی جو ان کے قبضے میں تھے' تو انہوں نے اس سے اپنے قیدیوں کی اتنی تعداد اور ایک لاکھ دینار اور اگر صلیب الصلبوت ہوتی ہوتو اس کا مطالبہ کیا' تو اس نے پیغام بھیجا اور مال اور صلیب حاضر کر دیا۔ اور اسے صرف چھ سو قیدی ہی میسر آ سکے۔ اور فرنگیوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ دور سے انہیں صلیب دکھائے اور جب اسے اُٹھایا گیا تو انہوں نے اسے سجدہ کیا اور اپنے آپ کو زمین پر گرا دیا' اور جو مال اور قیدی اس نے حاضر کیے تھے' انہیں لینے کے لیے انہوں نے آدمی بھیجے تو اس نے انکار کیا اور کہا تم میرے پاس قیدی بھیجو یا میرے پاس ان کا یرغمال بھیجو' انہوں نے کہا تم ہمارے پاس انہیں بھیجو اور ہماری امانتداری سے راضی ہو جاؤ' پس انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ خیانت اور فریب کرنا چاہتے ہیں' پس اس نے ان میں سے کوئی چیز نہ بھیجی اور حکم دیا کہ قیدیوں کو ان کے اہل کے پاس دمشق بھیج دیا جائے' اور صلیب کو بھی ذلت کے ساتھ دمشق بھیج دیا اور فرنگیوں نے شہر کے باہر خیمے لگا لیے اور تین ہزار مسلمانوں کو لا کر عصر کے بعد کھڑا کر کے ان پر یکبارگی حملہ کر کے ان سب کو ایک ہی میدان میں قتل کر دیا' اللہ ان پر رحم فرمائے اور ان کے قبضے میں مسلمانوں میں سے صرف امیر یا بچہ یا جسے وہ اپنے کام کا اہل سمجھتے تھے' یا عورت ہی باقی رہ گئے' اور جو ہونا تھا ہو چکا اور جس بات کے بارے میں وہ پوچھتے تھے وہ طے پا گئی' اور صلاح الدین نے استقلال کے ساتھ چھاؤنی ڈال کر ۳۷ ماہ عکا میں قیام کیا اور فرنگیوں میں سے جو لوگ قتل ہوئے' وہ پچاس ہزار تھے۔

فصل

فرنگیوں کے عکا پر قبضہ کرنے کے بعد کے واقعات:

وہ سب کے سب عسقلان گئے' اور سلطان بھی اپنی فوج کے ساتھ ساتھ چلتا رہا اور منزل منزل ان کا مقابلہ کرتا رہا اور مسلمان بھی انہیں اچکتے رہے' اور ہر جگہ ان سے جھپٹتے رہے اور جو قیدی بھی سلطان کے پاس لایا گیا اس نے اسی جگہ اس کے قتل کا حکم دیا اور دونوں فوجوں کے درمیان اہم واقعات ہوئے اور متعدد معرکے ہوئے' پھر انگریزوں کے بادشاہ نے سلطان کے

بھائی ملک عادل سے ملاقات کرکے اس سے اس شرط پر امان اور صلح کا مطالبہ کیا کہ بلاد سواحل ان کے باشندوں کو واپس دے دیئے جائیں' عادل نے اسے کہا اس کے ورے تمہارا ہر سوار اور پیادہ قتل ہوگا' تو لعین غصے ہوگیا اور غصے کی حالت ہی میں اس کے پاس سے اٹھ گیا' پھر فرنگیوں نے ارسوف کے جنگل کے پاس سلطان سے جنگ کرنے پر اتفاق کیا' اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور ارسوف کے جنگل کے پاس ہزارہا فرنگی مارے گئے' اور اسی طرح بہت سے مسلمان بھی مارے گئے' اور معرکہ کے آغاز میں فوج سلطان سے فرار کرگئی اور اس کے ساتھ صرف سترہ جانباز رہ گئے اور وہ ڈٹا رہا۔ اور پیالے درماندہ نہیں ہوتے اور جھنڈے کھلے ہوئے تھے' پھر لوگ واپس آ گئے' اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی' پھر سلطان اپنی افواج کے ساتھ آگے بڑھا اور عسقلان کے باہر اترا اور مشیروں نے سلطان کو اس خوف سے عسقلان کو برباد کرنے کا حکم دیا کہ کفار اس پر قبضہ کرلیں گے' اور اس بیت المقدس کے حاصل کرنے کے لیے وسیلہ بنالیں گے' یا اس کے پاس عکا کی مانند حرب وقتال ہوگا یا اس سے بھی بڑھ کر ہوگا' سلطان نے یہ رات اس بارے میں غوروفکر کرتے گزاری اور جب صبح ہوئی تو اللہ نے اس کے دل میں ڈالا کہ اسے برباد کرنا ہی مصلحت ہے' اس نے حاضرین سے اس کا ذکر کیا اور انہیں کہا خدا کی قسم میرے سب بچوں کا مرنا مجھے اس کے ایک پتھر کے برباد کرنے کی نسبت زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے' مگر جب اس کی بربادی میں مسلمانوں کی مصلحت ہے تو کوئی حرج نہیں' پھر اس نے والیوں کو طلب کیا اور انہیں' دشمنوں کے اس تک پہنچنے سے قبل' جلدی سے اسے برباد کرنے کا حکم دے دیا' پس لوگ اسے برباد کرنے لگ گئے' اور اس کے باشندے اور حاضرین اس کی خوبصورتی اور اس کے قیلولہ کرنے کی جگہوں کی خوشگواری پر اور اس کے پھلوں اور کھیتوں کی کثرت کی اور اس کے دریاؤں اور پھلوں کی تازگی' اور اس کے سنگ مرمر کی کثرت اور اس کی تعمیر کی خوبصورتی پر رونے لگے' اور اس کی چھتوں میں آگ پھینکی گئی' اور جو غلے منتقل نہیں کیے جا سکتے تھے' انہیں تلف کر دیا گیا اور جمادی الآخرۃ سے اس سال کے شعبان کے آخر تک اس میں آگ لگی رہی۔

پھر ۲ رمضان کو سلطان اس سے کوچ کر گیا اور اس نے اسے چٹیل میدان کرچھوڑا' اس میں کسی کا کوئی نشان نہ تھا' پھر وہ رملہ سے گزرا تو اس کے قلعے کو گرا دیا اور لد کے گرجے کو ڈھا دیا اور بیت المقدس کی زیارت کی اور خیمہ گاہ کی طرف جلد واپس آ گیا' اور انگریزوں کے بادشاہ نے سلطان کو پیغام بھیجا کہ معاملہ لمبا ہو گیا ہے اور فرنگی اور مسلمان ہلاک ہو گئے ہیں' ہمارا مقصد صرف تین چیزیں ہیں اور کوئی نہیں' صلیب بلادِ سواحل اور بیت المقدس کی واپسی۔ ہم ان تین چیزوں کو نہیں چھوڑیں گے اور ہماری آنکھ دیکھتی رہے گی۔ سلطان نے اسے سیدھی بات کہی اور سخت ترین جواب بھیجا' پس فرنگیوں نے بیت المقدس جانے کا عزم کرلیا' اور سلطان اپنی فوج کے ساتھ قدس کی طرف بڑھا' اور ذوالقعدہ میں قمامہ کے نزدیک دارالقساقس میں ٹھہرا' اور شہر کو مضبوط کرنا اور اس کی خندقوں کو گہرا کرنا شروع کیا اور اس نے خود بھی اور اس کے بیٹوں نے بھی یہ کام کیا' اور امراء' قضاۃ' علماء اور صالحین نے یہ کام کیا اور یہ قیامت کا وقت تھا' اور فرنگیوں کی جانب سے الیزک شہر کے اردگرد تھے اور ہر وقت وہ فرنگیوں پر غلبہ پاتے اور قتل کرتے اور قیدی بناتے اور غنیمت حاصل کرتے اور یہ سال اسی حالت میں گزر گیا۔

اور العماد کے بیان کے مطابق محی الدین محمد بن الزکی نے دمشق کی قضاء کا کام سنبھالا۔ اور اس سال امیر مکہ داؤد بن عیسیٰ

بن فلیتہ بن ہاشم بن محمد بن ابی ہاشم الحسنی نے حملہ کیا اور کعبہ کے اموال لوٹ لیے حتیٰ کہ حجر اسود کے گرد جو چاندی کا ہار تھا وہ بھی اتار لیا' اس نے اس شگاف کو درست کیا ہوا تھا' جب قرمطی نے اسے گرز مارا تھا' اور جب سلطان کو حاجیوں کے ذریعے اس کی خبر ملی تو اس نے اسے معزول کر دیا اور اس کے بھائی بکیر کو امیر مقرر کیا اور اس کے بھائی نے ابوقبیس پر جو قلعہ بنایا تھا اسے ڈھا دیا' اور داؤد نے نخلہ میں قیام کیا' حتیٰ کہ وہیں ۵۸۷ھ میں فوت ہو گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ملک مظفر:

تقی الدین عمر بن شاہنشاہ بن ایوب' آپ اپنے چچا صلاح الدین کو بہت پیارے تھے' اس نے آپ کو مصر وغیرہ بلاد میں نائب مقرر کیا' پھر حماہ اور بلادِ جزیرہ میں اس کے اردگرد کے بہت سے شہر آپ کی جاگیر میں دیئے' اور آپ اپنے چچا سلطان کے ساتھ عکا تھے' پھر آپ نے اس سے اجازت لی کہ آپ جزیرہ اور فرات کے قریبی شہروں کی جا کر نگرانی کریں اور جب وہاں گئے تو انہیں سے اشتغال کرنے لگے اور آپ کی آنکھ ہمسایہ ملکوں کے شہروں پر قبضہ کرنے کی تاک میں لگ گئی' اور آپ نے ان سے جنگ کی اور اسی حالت میں آپ کی وفات ہو گئی اور آپ کا چچا سلطان ان باتوں میں مشغول ہو کر اس سے غافل ہو جانے کی وجہ سے ناراض تھا' اور آپ کے جنازہ کو اٹھا کر حماہ میں دفن کیا گیا اور وہاں آپ کا ایک بڑا مدرسہ ہے اور اسی طرح دمشق میں بھی آپ کا مشہور مدرسہ ہے اور اس پر بہت سے اوقاف وقف ہیں' اور آپ نے اپنے بعد اپنے بیٹے منصور ناصر الدین محمد کو بادشاہ بنایا اور صلاح الدین نے بڑی کوشش کی اور وعدہ وعید کے بعد اس پر قائم رکھا۔ اور اگر صلاح الدین کا بھائی' سلطان عادل' اس کی سفارش نہ کرتا تو وہ اس کے باپ کی جگہ کھڑا نہ کرتا' لیکن اللہ نے بچا لیا' آپ نے اس سال ۱۹ رمضان کو وفات پائی' آپ دلیر اور شجاع تھے۔

امیر حسام الدین محمد بن عمر بن لاشین:

آپ کی ماں ست الشام بنت ایوب تھی جو دمشق میں الشامیتین کی وقف کرنے والی ہے' آپ نے ۱۹ رمضان جمعہ کی شب کو وفات پائی اور سلطان کو ایک ہی شب میں اپنے بھتیجے اور بھانجے کا دکھ اٹھانا پڑا' اور یہ دونوں اس کے بڑے مددگار تھے' آپ کو الحسامیہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا' اور اسے آپ کی ماں نے محلّہ عونیہ میں جو الشامیۃ البرانیہ ہے' تعمیر کیا تھا۔

امیر علم الدین سلیمان بن حیدر حلبی:

آپ حکومت صلاحیہ کے اکابر میں سے تھے' اور سلطان جہاں بھی ہو اس کی خدمت میں رہتے تھے' آپ ہی نے سلطان کو عسقلان کے ڈھا دینے کا مشورہ دیا تھا' اتفاق سے آپ قدس میں بیمار ہو گئے' اور آپ نے دمشق میں علاج کرانے کی اجازت لی تو سلطان نے آپ کو اجازت دے دی' تو آپ وہاں سے چل کر غباغب پہنچے اور ذوالحجہ کے آخر میں وہیں فوت ہو گیا۔

الصفی بن القابض

اس سال رجب میں امیر کبیر نائب دمشق الصفی بن القابض نے وفات پائی اور حکومت سے پہلے آپ سلطان کے بڑے اصحاب میں شامل تھے' پھر اس نے آپ کو دمشق کا نائب مقرر کیا' حتیٰ کہ اس سال آپ نے وہیں وفات پائی۔

ماہر طبیب اسعد بن المطران:

اور ربیع الاوّل میں ماہر طبیب اسعد بن المطران نے وفات پائی' آپ مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے' اور عوام وخواص نے آپ کے علاج کی تعریف کی ہے۔

شیخ نجم الدین الجیوشانی:

آپ نے سلطان صلاح الدین کے حکم سے مصر میں حضرت امام شافعی کی قبر بنائی اور اس نے اس پر قیمتی اوقاف وقف کیے' اور اس کی تدریس ونگہداشت آپ کے سپرد کی اور سلطان آپ کا اکرام واحترام کرتا تھا' اور میں نے طبقات الشافعیہ میں آپ کا اور مذہب کے بارے میں آپ کی تصنیف شرح الوسیط وغیرہ کا ذکر ہے اور جب الجیوشانی فوت ہو گئے تو ایک جماعت نے تدریس کا مطالبہ کیا تو ملک عادل نے اپنے بھائی کے پاس شیخ الشیوخ ابوالحسن محمد بن حمویہ کی سفارش کی تو اس نے تدریس اسے سونپ دی' پھر سلطان کی وفات کے بعد اس نے اسے اس سے معزول کر دیا۔ اور یکے بعد دیگرے سلطان کے بیٹوں کے ہاتھ اس پر قائم رہے' پھر اس کے بعد فقہاء اور مدرسین اس کی طرف واپس آئے۔

واقعات ۔۔۔ ۵۸۸ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو سلطان صلاح الدین قدس میں خیمہ زن تھا' اور اس نے فصیل کو اپنے بیٹوں اور اپنے اُمراء کے درمیان تقسیم کر دیا۔ اور وہ خود بھی اس میں کام کرتا تھا' اور وہ زین کے اگلے پچھلے حصوں کے درمیان پتھر اُٹھاتا تھا' اور لوگ اس کی اقتداء کرتے تھے' اور فقہاء اور قراء بھی کام کرتے تھے' اور فرنگی اللہ ان پر لعنت کرے' عسقلان کی جانب سے اور اس کے اردگرد کے علاقے کی طرف شہر کے اردگرد تھے' اور وہ چور محافظوں اور الیزک کی وجہ سے جو قدس کے اردگرد تھے' شہر کے نزدیک آنے کی جسارت نہیں کرتے تھے' مگر وہ قدس کے محاصرے کا مصمم ارادہ کیے ہوئے تھے' اور اسلام کے خلاف بری تدبیر کرنے پر متفق تھے' اور کبھی کبھی وہ اور محافظ غالب ومغلوب ہوتے اور کبھی کبھی لوٹتے لٹاتے تھے' اور ربیع الآخر میں امیر سیف الدین المشطوب قید سے رہا ہو کر سلطان کے پاس آیا اور جس وقت عکا پر قبضہ ہوا یہ اس کا نائب تھا' پس اس نے پچاس ہزار دینار اپنا فدیہ دیا اور سلطان نے ان میں سے بہت کچھ اسے دے دیا اور اُسے نابلس کا نائب مقرر کیا' اور اس نے اس سال شوال میں وہیں وفات پائی' اور ربیع الآخر میں حاکم صور المرکیس قتل ہو گیا۔ اللہ اس پر لعنت کرے۔ انگریزوں کے بادشاہ نے دو فدائی اس کی طرف بھیجے اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ ان دونوں نے نصرانی ہونے کا اظہار کیا اور گرجا میں رہنے لگے' حتیٰ کہ انہوں نے

موقع پا کر اسے قتل کر دیا اور خود بھی قتل ہو گئے اور انگریزوں کے بادشاہ نے اس پر اپنے بھتیجے ہامرالکندھ کو نائب مقرر کیا' مو
فرانسیسیوں کے بادشاہ کے باپ کی طرف سے بھانجا تھا اور یہ دونوں اس کے ماموں تھے اور جب یہ صور گیا تو یہ المرکیس کی وفات کے ایک رات بعد ہی اس کی بیوی کے پاس گیا اور وہ حاملہ تھی' اور اس نے یہ کام شدید دشمنی کی وجہ سے کیا' جو انگریزوں اور اس کے درمیان تھی' اور سلطان صلاح الدین ان دونوں سے نفرت کرتا تھا' لیکن المرکیس نے اس سے کچھ اچھا سلوک کیا تھا' اس لیے اس کا قتل اس پر آسان نہ تھا۔

اور ۹ر جمادی الاولیٰ کو ملعون فرنگی' الداروم کے قلعے پر قابض ہو گئے اور اسے ڈھا دیا اور اس کے بہت سے باشندوں کو بھی قتل کر دیا اور بچوں کی ایک جماعت کو قیدی بنا لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر وہ سب کے سب قدس آئے تو سلطان مومنین کی جماعت کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آیا' اور جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو شیطان کی جماعت جنگ اور مقابلہ سے فرار کر کے واپس بھاگ گئی' اور سلطان قدس کی طرف واپس آ گیا۔ وَ رَدَّ اللّٰہُ الذین کفرو وابغیضھم لم ینالو خیرا و کفی اللہ المومنین القتال و کان اللہ قویًا عزیزًا .

پھر انگریزوں کے بادشاہ نے جو اس وقت فرنگیوں کا سب سے بڑا بادشاہ تھا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت پر فتح پائی اور اس نے رات کو ان پر حملہ کر دیا۔ اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور پانچ سو کو قیدی بنا لیا اور ان سے بہت سے اموال' اونٹ' گھوڑے اور خچر حاصل کیے' اور سارے اونٹ تین ہزار تھے' جن سے فرنگیوں کو قوت حاصل ہوئی' اور سلطان کو اس بات نے بہت دُکھ دیا' اور وہ اس کی ہلاکت سے خوفزدہ ہو گیا' اور انگریزوں نے اونٹوں پر شتر بانوں سے کام لیا۔ اور خچروں پر ابحر ہندیہ سے اور گھوڑوں پر سیاس سے کام لیا' اور وہ مضبوط دل ساتھ آیا اور اس نے قدس کے محاصرہ کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور ساحل کے فرنگی بادشاہوں کو پیغام بھیجا' اور انہیں اور ان کے ساتھ جو جانباز تھے انہیں بلایا اور سلطان نے بھی ان کے لیے تیاری کی اور فصیلوں کو مکمل کیا اور خندقیں تعمیر کیں اور مجانیق نصب کیں' اور قدس کے گرد جو پانی تھے انہیں گہرا کرنے کا حکم دیا۔

اور ۱۹ر جمادی الآخرہ جمعہ کی رات کو سلطان نے اپنے امراء ابوالھیجا المبسمین' المشطوب اور الاسدیہ کو بلایا اور جس قبیح کام سے اسے اچانک واسطہ آ پڑا تھا' اس کے بارے میں ان سے مشورہ کیا' انہوں نے اس بارے میں مذاکرات کیے' اور سب نے اپنے مشورے دیئے' اور العماد کاتب نے مشورہ دیا کہ وہ صخرہ کے پاس باہم موت کا پیمان کریں' جیسا کہ صحابہ کیا کرتے تھے' سب نے یہ بات قبول کر لی' اس کے باوجود سلطان خاموش سر جھکائے' سوچ رہا تھا' لوگ یوں خاموش تھے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں' پھر اس نے کہا' سب تعریف اللہ کے لیے ہے اور رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام ہو' یاد رکھو! آج تم اسلام کے سپاہی اور اس کے محافظ ہو اور تمہیں معلوم ہے کہ مسلمانوں کے خون اور اموال اور ان کی اولاد تمہاری حفاظت سے متعلق ہیں' اور اللہ قیامت کے روز ان کے بارے میں تم سے سوال کرنے والا ہے۔ اور مسلمانوں میں سے تمہارے سوا کوئی نہیں جو بندوں اور شہروں کی حفاظت میں اس دشمن سے جنگ کرے اور اگر تم پشت پھیر جاؤ تو اللہ کی پناہ' وہ شہروں کو طے کر جائے گا' اور بندوں کو ہلاک کر دے گا' اور اموال واطفال اور عورتوں کو قابو کرے گا اور مساجد میں صلیب کی پوجا کی جائے گی اور قرآن

اور فرنگیوں سے آگ کر دی جائے گی اور یہ سب چیزیں تمہاری حفاظت میں ہیں اور تم ہی وہ لوگ ہو جو اس کے پیچھے پڑے ہو اور تم نے بیت المال سے مسلمانوں کا مال کھایا ہے کہ تم ان سے ان کے دشمن کو ہٹاؤ گے اور ان کے کمزور کی مدد کرو گے پس بقیہ ممالک کے مسلمان تم سے وابستہ ہیں۔ والسلام۔

اور سیف الدین المشطوب نے اس کا جواب دیا اور کہا اے ہمارے آقا ہم آپ کے غلام ہیں اور آپ نے ہمیں عطا کیا ہے اور بڑا بنایا ہے اور عظمت دی ہے، ہم اور ہماری گردنیں آپ کے آگے ہیں، خدا کی قسم ہم میں سے ایک بھی مرنے تک آپ کی مدد کرنا نہیں چھوڑے گا۔ اور جماعت نے بھی ایسے ہی کیا، تو سلطان کا دل اس سے خوش ہو گیا، اور اس نے ان کے لیے ایک بھرپور دسترخوان بچھایا اور وہ اس کے سامنے سے واپس چلے گئے، پھر بعد میں اسے اطلاع ملی کہ ایک امیر نے کہا ہے کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ اہلِ عکا کا سا سلوک نہ ہو، پھر وہ ایک ایک کر کے اسلامی شہروں کو لے لیں، اور مصلحت یہ ہے کہ ہم بیرونِ شہر ان سے جنگ کریں، پس اگر ہم نے انہیں شکست دی تو ہم ان کے بقیہ شہروں کو لے لیں گے اور اگر دوسری صورت ہوئی تو فوج محفوظ رہے گی اور اپنے حال پر چلتی رہے گی، اور وہ قدس کو لے لیں گے اور ہم طویل مدت تک قدس کے علاوہ بقیہ بلادِ اسلام کی حفاظت کریں گے اور انہوں نے سلطان کے پاس آدمی بھیجے کہ وہ اسے کہیں کہ اگر آپ ہم سے یہ چاہتے ہیں کہ ہم فرنگیوں کے محاصرے تلے قدس میں رہیں تو آپ ہمارے ساتھ رہیں یا آپ کے اہل کا کوئی شخص ہمارے ساتھ رہے، حتیٰ کہ فوج آپ کے حکم تلے آ جائے۔ کرد، ترکوں کی اطاعت نہیں کریں گے اور ترک، کردوں کی اطاعت نہیں کریں گے، جب اسے اس بات کی اطلاع ملی تو اسے یہ بات بہت گراں گزری اور اس نے یہ ساری رات غم واندوہ میں سوچتے گزاری، پھر معاملہ صاف ہو گیا، اور اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ بعلبک کا حکمران ملک امجد ان کے پاس قدس کا نائب بن کر قیام کرے گا اور یہ جمعہ کا دن تھا، پس جب وہ جمعہ کی نماز کے لیے آیا اور مؤذن نے ظہر کی اذان دی تو اس نے دونوں اذانوں کے درمیان اُٹھ کر دو رکعت نماز ادا کی اور سجدہ کیا اور اللہ کے حضور بڑی زاری اور تضرع کی اور مسکین بن کر اس سے سوال کیا کہ وہ اس عظیم مصیبت کو دور کر دے۔

دوسرے دن ہفتے کو ان محافظوں کے خطوط آئے، جو شہر کے اردگرد تھے کہ فرنگیوں میں باہم اختلاف ہو گیا ہے، اور فرانسیسیوں کے بادشاہ نے کہا ہے کہ ہم بلادِ بعیدہ سے آئے ہیں اور ہم نے بیت المقدس کو چھڑانے اور واپس لینے کے لیے بیشمار اموال خرچ کیے ہیں، اور ہمارے اور اس کے درمیان ایک مرحلہ باقی رہ گیا ہے، انگریز بادشاہ نے کہا اس شہر کا محاصرہ ہمارے لیے مشکل ہے، کیونکہ اس کے اردگرد پانی ختم ہو گئے ہیں اور ہمارے پاس کہا دُور مسافت سے پانی آئے گا، جو محاصرے کو بیکار کر دے گا اور فوج کو تباہ کر دے گا، پھر ان کے درمیان اس امر پر اتفاق ہوا کہ وہ اپنے میں سے تین سو آدمیوں کو اپنا حکم بنائیں اور انہوں نے اپنا معاملہ اپنے میں سے بارہ آدمیوں کے سپرد کر دیا اور انہوں نے اپنے میں سے تین کے سپرد کر دیا، اور انہوں نے انتظار کرتے رات بسر کی، پھر صبح ہوئی تو انہوں نے انہیں کوچ کرنے کا حکم دیا اور وہ ان کی مخالفت نہ کر سکے اور وہ گھسٹتے واپس چلے گئے، اور چلتے چلتے رملہ اترے اور مسافرت اور بال بچے ان پر غالب آ گئے۔ یہ ۲۱؍ جمادی الآخرہ کی صبح کا واقعہ ہے اور سلطان اپنی فوج کے ساتھ قدس کے باہر گیا اور ان کی جانب اس خوف سے مارچ کر دی کہ وہ سواریوں اور اموال کی کثرت

کے ساتھ مصر چلے جائیں گے اور انگریزی بادشاہ اس کا بہت شفیق تھا لیکن اللہ نے ان کو نامراد کیا اور انگریز بادشاہ کی طرف سے امان طلب کرنے کے لیے سلطان کے پاس ایلچی آئے' اور یہ کہ اس کے اور ان کے درمیان تین سال جنگ بند رہے گی اور وہ عسقلان ان کو دوبارہ دے دے گا' اور بیت المقدس کا کلیسا یعنی قمامہ اسے بخش دے گا اور نصاریٰ کو کسی چیز کے بغیر اس کی زیارت اور حج کا موقع دے گا' سو سلطان نے عسقلان کے اعادہ سے انکار کر دیا اور قمامہ انہیں دے دیا اور زائرین پر کچھ مال واجب کر دیا' جو اُن میں سے ہر ایک سے لیا جائے گا' اور انگریزوں نے کہا کہ جب تک وہ انہیں عسقلان واپس نہ کرے اور اس کی فصیل کو پہلے کی طرح تعمیر نہ کرے ہم اس کی بات قبول نہیں کریں گے' پس سلطان نے قبول نہ کرنے کا پکا ارادہ کر لیا' پھر سلطان سوار ہو کر یافا گیا اور اس کا سخت محاصرہ کیا اور اسے فتح کر لیا' اور انہوں نے یافا کے ہر چھوٹے بڑے کے لیے امان حاصل کی اور اسی دوران میں اچانک سمندر کی سطح پر انگریزوں کے جہاز ان کے نزدیک آ گئے اور ان کے سر مضبوط ہو گئے اور ان کے دلوں نے نافرمانی کی اور لعین نے حملہ کر کے شہر کو واپس لے لیا اور جو مسلمان وہاں پیچھے رہ گئے تھے انہیں اپنے سامنے باندھ کر قتل کر دیا۔ اور سلطان' محاصرے کے مقام سے' اس خوف سے کہ فرنگی فوج کو نقصان نہ دیں' پیچھے ہٹ گیا اور انگریز بادشاہ سلطان کے حملے کی شدت سے حیران رہ گیا کہ اس نے اس بڑے شہر کو کیسے دو دن میں فتح کر لیا' جبکہ دوسرا اسے دو سال میں بھی فتح نہیں کر سکتا' لیکن میں خیال نہیں کرتا کہ وہ اپنی دانش مندی اور خودداری کے باوجود محض میری آمد سے اپنے مقام سے پیچھے ہٹ گیا' حالانکہ میں اور میرے ساتھی سمندر سے نہتے باہر نکلے ہیں' پھر اس نے صلح کی جستجو میں اصرار کیا کہ عسقلان ان کی صلح میں شامل ہو مگر سلطان نے انکار کیا' پھر سلطان نے ان راتوں میں انگریزوں پر حملہ کر دیا اور وہ سترہ جانباز تھے' اور اس کے اردگرد تھوڑے سے پیادے تھے' پس وہ اپنی فوج کے ساتھ اس کے اردگرد مشغول ہو گیا اور اسے دبایا حتیٰ کہ اسے بچنے کی اُمید نہ رہی' کاش فوج بھی اس کے ساتھ پختہ ارادہ کرتی' لیکن وہ سب حملہ کرنے سے پیچھے رہے۔ لاقوۃ الا باللہ۔

اور سلطان انہیں بہت اکسانے لگا' مگر وہ سب یوں انکار کرتے رہے جیسے مریض دوا پینے سے انکار کرتا ہے۔ ادھر یہ کیفیت تھی اور ادھر انگریز بادشاہ اپنے اصحاب کے ساتھ سوار ہوا اور اپنی جنگ کا ساز وسامان لیا اور مسلمانوں کے میمنہ اور میسرہ کو سامنے آنے کو کہا' مگر کوئی شہسوار اس کی طرف نہ بڑھا اور نہ اسے کسی بہادر نے للکارا' اس موقع پر وہ واپس پلٹا اور اسے اس بات نے غمگین کر دیا کہ اس نے فوج میں سے ایک شخص کو بھی مطیع نہیں پایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اگر اسے ان کے مقابلہ کی قوت ہوتی تو وہ کسی ایک کو بھی بیت المال سے ایک پیسہ لینے کے لیے نہ چھوڑتا' پھر اس کے بعد انگریزوں کے بادشاہ کو شدید مرض لاحق ہو گیا اور اس نے سلطان کو پھل اور برف بھیجنے کا پیغام بھیجا' تو اس نے ازراہ سخاوت اسے یہ چیزیں دے دیں' پھر وہ ملعون صحت مند ہو گیا اور اس کے ایلچی بار بار سلطان سے مصالحت کا مطالبہ کرتے ہوئے آئے' کیونکہ اسے اپنے بیٹوں اور ملک کا بہت شوق تھا' اور سلطان نے اس کی بات سے اتفاق کر لیا اور عسقلان کا مطالبہ چھوڑ دیا اور سلطان نے جو حکم دیا تھا' اس سے راضی ہو گیا' اور ۲۰ رمضان کو دونوں کے درمیان صلح کی تحریر لکھی گئی' اور ان کے سب ملوک نے پختہ عہد وپیمان کیے اور مسلمانوں کے امراء نے حلف اُٹھائے اور اپنی اپنی تحریرات لکھیں اور سلطان نے صرف بات پر قناعت کی جیسا کہ سلاطین کا دستور ہے' اور

فریقین کو بڑی خوشی ہوئی اور انہوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور سال تک جنگ بند کرنے پر صلح ہوگئی' نیز یہ کہ جو ساحلی علاقے ان کے قبضے میں ہیں وہ ان پر قابض رہیں گے' اور ان کے بالمقابل مسلمانوں کے پاس جو پہاڑی علاقے ہیں وہ ان پر قابض رہیں گے اور ان کے درمیان جو صوبہ جات ہیں وہ نصف نصف تقسیم ہوں گے اور سلطان نے امیر کے ساتھ ایک سو نقب زن عسقلان کی فصیل گرانے اور وہاں سے فرنگیوں کو نکالنے کے لیے بھیجے۔

اور سلطان قدس کی طرف واپس آ گیا اور اس کے احوال و امور کو مرتب و مضبوط کیا اور مدرسہ کے وقف میں ایک بازار کا دو کانوں سمیت اور ایک زمین کا باغات سمیت اضافہ کر دیا۔ اور اس سال حج کا ارادہ کیا' اور اس نے حجاز' یمن' مصر اور شام کی طرف لکھا کہ وہ اس بات کو معلوم کر لیں اور اس کے لیے تیار رہیں' اور قاضی فاضل نے اسے اس خوف سے حج سے روکتے ہوئے خط لکھا کہ فرنگی شہروں پر قابض ہو جائیں گے اور وہاں بہت مظالم کریں گے اور لوگوں اور فوج میں خرابی پیدا ہوگی اور ان کی خیر خواہی کم ہو جائے گی۔ اور اس سال مسلمانوں کے احوال کی نگہداشت کرنا آپ کے لیے بہتر ہے اور دشمن ابھی تک شام میں خیمہ زن ہے' اور آپ کو علم ہی ہے کہ وہ قوت حاصل کرنے کے لیے اور کثرت حاصل کرنے کے لیے صلح کرتے ہیں' پھر وہ فریب کریں گے' اور خیانت کریں گے' پس سلطان نے اس کی بات سنی اور اس کی خیر خواہی کا شکریہ ادا کیا اور اپنے عزم حج کو چھوڑ دیا اور بقیہ ممالک کو بھی یہ بات لکھ دی' اور وہ سارا رمضان روزے رکھتا' نماز پڑھتا اور قرآن پڑھتا ہوا قدس میں مقیم رہا اور جب کوئی فرنگی رئیس اس کی ملاقات کو آتا تو وہ ان کی تالیف قلب کے لیے اس کا بہت احترام کرتا' اور ان کا ہر بادشاہ بھیس بدل کر قمامہ کی زیارت کو آیا اور وہ سلطان کے دستر خوان پر جہاں ان کے عوام حاضر ہوتے' یوں حاضر ہوتا کہ اسے دیکھا نہ جا سکے' اور سلطان اس بات کو بالکل نہ جانتا تھا۔ اس لیے وہ ان سے اکرام کا سلوک کرتا' اور انہیں بڑا احسن سلوک اور خوبصورت پہلو دکھاتا۔

اور ۵ رشعبان کو سلطان' فوجوں کے ساتھ قدس سے دمشق جانے کو نکلا اور اس نے قدس پر عزالدین جورد بیگ کو نائب اور بہاؤ الدین بن یوسف بن رافع بن تمیم الشافعی کو اس کا قاضی مقرر کیا اور وادی الجیب کے پاس سے گزرا اور الدادیہ کے تالاب پر رات گزاری' پھر صبح نابلس گیا اور اس کے حالات کے بارے میں غور کیا' پھر وہاں سے کوچ کر گیا اور وہ قلعوں اور شہروں کے پاس سے گزرنے لگا اور ان کے احوال میں غور کرنے لگا اور ان سے ناانصافیوں کو دور کرنے لگا' اور راستے میں انطاکیہ کا حکمران بمیند اس کے پاس آیا تو اس نے اس کا اکرام کیا اور اس سے حسن سلوک کیا اور اسے بہت سے اموال اور خلعت دیئے' اور العماد کاتب بھی اس کے ساتھ تھا' اور اس نے اسے ایک ایک منزل کی خبر دی یہاں تک کہ اس نے کہا کہ اس نے سوموار کے دن عین الحر کو عبور کیا اور بیوس کی چراگاہ تک گیا اور تنگی دور ہوگئی' اور وہاں اعیان دمشق اور ان کے اماثل اس کے پاس آئے اور منگل کو وہ العرارہ میں اترا اور وہاں حسب عادت تحائف اور ملاقاتی آئے اور ۱۶ رشوال بدھ کی صبح ہم نے جنت دمشق میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوتے ہوئے کی' اور سلطان اس سے چار سال غیر حاضر رہا اور دمشق نے اپنے بوجھ نکال دیئے اور اپنی عورتوں' بچوں اور مردوں کو بھی نکالا اور یہ آراستگی کا دن تھا' اور شہروں کے باشندوں کی اکثریت باہر آئی اور آپ کے

چھوٹے بڑے بیٹے اکٹھے ہوئے اور بقیہ امصار کے ملوک کے ایلچی آپ کے پاس آئے اور آپ نے بقیہ سال شکار کرتے اور دارالعدل میں حاضر ہوتے اور حسن سلوک کرتے قیام کیا اور جب عیدالاضحیٰ آئی تو ایک شاعر نے آپ کی مدح میں ایک قصیدہ کہا۔ وہ کہتا ہے ؎

''اس کے باپ کی قسم اگر اس کی آنکھ عشق بازی نہ کرتی تو میں عشق بازی کے متعلق شعر نہ کہتا' میں ملک ناصر کے مدائح میں غور فکر کر رہا ہوں' یہ ایسا بادشاہ ہے جس نے ممالک کو عدل سے یوں بھر دیا ہے جیسے اس نے مخلوق کے ساتھ وسیع نیکی کی ہے اور وہ عیدوں کو روزے رکھتے اور افطار کرتے حلال کرتا ہے اور برو بحر میں ہمارے اللہ سے ملاقات کرتا ہے اور اللہ کی اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ خواہ وہ مصر کے انتہا تک بادشاہ بن جائے' تو جو دین و دنیا میں کوشش کر رہا ہے اس سے تو نے ملوک پر فخر حاصل کیا ہے تو اصل اور فرع کی دو بزرگیوں کا جامع ہے اور تو دارین یعنی دنیا اور آخرت کا مالک ہے''۔

اس سال جو واقعات ہوئے ان میں سے ایک عظیم جنگ بھی ہے جو حاکم غزنی شہاب الدین جو اس کا سبکتگینی بادشاہ تھا' کے درمیان اور ہندوستان کے بادشاہ اور اس کے ان اصحاب کے درمیان ہوئی جنہوں نے اسے ۵۸۳ھ میں شکست دی تھی' پس اس سال اللہ نے اسے ان پر فتح دی اور اس نے انہیں شکست دی' اور ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور بہت سوں کو قید کر لیا اور جملہ قیدیوں میں ان کا سب سے بڑا بادشاہ اور اٹھارہ ہاتھی تھے۔ اور ان میں وہ ہاتھی بھی تھا' جسے اس نے زخمی کیا تھا' پھر بادشاہ کو اس کے سامنے حاضر کیا گیا تو اس نے اس کی توہین کی اور اس کی عزت نہ کی اور اس نے اس کے قلعے پر قبضہ کر لیا اور جو کچھ اس میں تھا' اس کی چھوٹی بڑی چیز کی اطلاع دی' پھر اس کے بعد اس نے اسے قتل کر دیا' اور مظفر و منصور اور شاد و مسرور ہو کر غزنی واپس آ گیا۔

اور اس سال بغداد کے امیر الحج طاشتکین پر تہمت لگی اور وہ بیس سال سے امیر الحج تھا' اور نہایت خوش سیرت تھا' اس پر یہ تہمت لگائی گئی کہ وہ بغداد کو حاصل کرنے کے لیے صلاح الدین سے خط و کتابت کرتا ہے اور اس کے اور بغداد کے درمیان اسے کوئی بغداد سے روکنے والا نہیں اور یہ بات اس کے متعلق جھوٹے طور پر بنائی گئی تھی' اس کے باوجود اس کی توہین کی گئی' اور اسے قید کیا گیا' اور اس سے مطالبہ کیا گیا۔

فصل

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

قاضی شمس الدین محمد بن موسیٰ بن موسیٰ:

جو ابن الفراش کے نام سے مشہور ہیں' جب دمشق میں افواج کے قاضی تھے اور سلطان آپ کو آفاق کے ملوک کی طرف

بھیجتا تھا' آپ نے ملطیہ میں وفات پائی۔

سیف الدین علی بن احمد المشطوب:

آپ اسد الدین شیرکوہ کے اصحاب میں سے تھے آپ اس کے ساتھ مصر میں تین معرکوں میں شامل ہوئے پھر صلاح الدین کے بڑے امراء میں سے ہو گئے اور جب فرنگیوں نے عکا پر قبضہ کیا تو آپ عکا کے نائب تھے انہوں نے جملہ قیدیوں کے ساتھ آپ کو قید کر لیا تو آپ نے پچاس ہزار دینار اپنا فدیہ دیا اور سلطان کے پاس قدس آ گئے' تو اس نے آپ کو ان دیناروں کا اکثر حصہ دے دیا اور آپ کو نابلس کا امیر مقرر کیا۔ آپ نے ۲۳ رشوال اتوار کے روز قدس میں وفات پائی اور اپنے گھر میں دفن ہوئے۔

عز الدین قلج ارسلان بن مسعود حکمران بلادِ روم:

ابن قلج ارسلان نے اس لالچ میں کہ آپ کے سب لڑکے آپ کے فرمانبردار رہیں گے' اپنے تمام علاقے اپنے تمام لڑکوں میں تقسیم کر دیئے' تو انہوں نے آپ کی مخالفت کی اور سرکشی کی اور آپ کی نافرمانی کی اور آپ کی عزت گھٹائی اور خود بلند ہو گئے اور آپ اسی حالت میں رہے حتیٰ کہ اس سال وفات پا گئے' اور شاعر ابوالمرھف نے ربیع الآخر میں وفات پائی۔

نصر بن منصور النمیری:

آپ نے حدیث کا سماع کیا اور ادب سے اشتغال کیا' آپ کو چودہ سال کی عمر میں چیچک ہو گئی اور آپ کی نظر بہت کم ہو گئی' اور آپ دور کی اشیاء کو دیکھ نہ سکتے تھے' اور قریب کی اشیاء دیکھ لیتے تھے' لیکن آپ راہنما کے محتاج نہ تھے' آپ نے اپنی آنکھوں کے علاج کے لیے عراق کا سفر کیا تو اطباء نے آپ کو اس سے مایوس کر دیا' تو آپ قرآن کے حفظ کرنے اور صالحین کی صحبت اختیار کرنے میں مصروف ہو گئے' اور کامیاب ہو گئے' اور آپ کے اشعار کا بہت بڑا دیوان ہے' اور آپ سے ایک دفعہ آپ کے اعتقاد اور مذہب کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ کہنے لگے:

> ''میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بتول سے اور ان کے بیٹوں سے محبت کرتا ہوں اور شیخین کے تقدم کی فضیلت کا انکار نہیں کرتا اور حضرت عثمان کو جن لوگوں نے اذیت دی' میں ان سے ایسے ہی اظہار برأت کرتا ہوں جیسے میں ابن ملجم کی دوستی سے اظہارِ برأت کرتا ہوں' اور مجھے اہلحدیث اپنے صدوق کی وجہ سے تعجب میں ڈالتے ہیں اور میں ان کے سوا کسی کی طرف منسوب ہونے والا نہیں''۔

آپ نے بغداد میں وفات پائی اور باب حرب کے قبرستانِ شہداء میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ



التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱] شیخ صدوق
۲] علامہ مجلسی
۳] علامہ ناظر حسین
۴] علامہ سید علی نقی
۵] بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سبط حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید جبار حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی
۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید نظام حسین زیدی
۱۶) سیدہ زاہدہ
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید تہنیت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا محمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی
۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسنین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) علامہ محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم
۳۷) محمد علی
۳۸) غلام سجاد بخش
۳۹) بیگم و سید شمشاد حسین